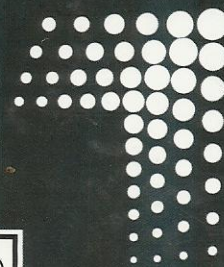
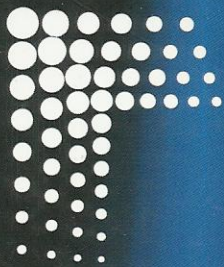


# الدَّمْعَةُ السَّابِقَةُ

جلد اول

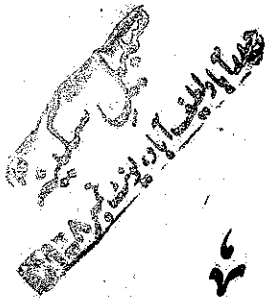
مولف: آقائے محمد باقر دہشتی بہبانی نجفی



وَلَّى الْعَصْرُ ثَرْسُٹ







# الذمعة الساکبة

جلد اول

مترجم

حجت الاسلام علامہ اشیر بھاروی

مؤلف

آقائے محمد باقر دہشتی بہیسانی نجفی

تصحیح: مولانا سید تشار عباس جہادی ترقیوی  
پیشکش

سید محمد اشیر عباس

پروف ریڈنگ

مولانا احمد رضا خطیب مسجد امام بارگاہ بیت الحزن سادات کالونی سمن آباد لاہور

ناشر

ولی العصر ٹرسٹ ۔ رتہ متہ ضلع جھنگ



وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ

دائمی حقوق اشاعت بنام سید محمد شہ عباس محفوظ ہیں

نام کتاب: ————— الذمۃ الساکبہ (عبدالاول)  
 مؤلف: ————— آقائے محمد باقر بدشتی بہبانی بخئی  
 مترجم: ————— علامہ اثر جازوی  
 تعداد: ————— ایک ہزار  
 سن اشاعت اول: ————— ۱۹۹۲ء بمطابق ۱۴۱۴ھ  
 کتابت: ————— دارالکتب حضرت کیلیا دارالہ (گوجرانوالہ)  
 ہدیہ: —————  
 مطبع: —————

اسٹاکس

افتخار بک ڈپو (ریڑی) مین بازار اسلام پورہ لاہور

وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ



## الدمعة الساکبہ کے مصنف کا مختصر تعارف

ہماری خواہش تھی کہ صاحب دمعة کا ان کی قابل قدر تالیف کے مطابق تعارف پیش کرنے کی سعادت حاصل کریں گے۔ لیکن بوجہ ہماری یہ خواہش پوری نہیں ہو سکی الذریعہ سے، الدمعة الساکبہ کے ذیل میں جو کچھ میسر آ سکا ہے قارئین کی نذر کر رہے ہیں امید ہے قبول فرمائیں گے۔

محمد باقر ابن عبدالحکیم دہشتی بہائی

جوازر وئے قیام اور مدفن نجفی تھے اس کے مؤلف ہیں۔ ۱۲۸۵ھ میں دہلی اجل کو نجف اشرف میں لٹیک کہیں۔ الدمعة الساکبہ پانچ جلدوں پر مشتمل ہے۔ مؤلف علوم کی وفات سے بیس برس بعد پہلی تین جلدیں ایک جلد میں ۱۳۰۶ھ میں طبع ہوئی ہے۔ چوتھی اور پانچویں جلد تا حال غیر مطبوعہ ہے۔ ان میں سے ایک جلد میں تو صرف حضرت حجت کے وہ حالات ہیں جو زمانہ رحلت سے متعلق ہیں۔ مؤلف علوم کے اپنے دست مبارک سے لکھا ہوا صرف ایک ہی نسخہ اس وقت نجف اشرف مکتبہ امیر المومنین کے نام وقف شدہ موجود ہے جو بوسیدگی کی بدولت اپنی زندگی کے آخری لمحات میں ہے۔ ڈبے کہیں ایک ایک کر کے اس کے اوراق ضائع نہ ہو جائیں۔

آغاز کتاب میں مؤلف نے الدمعة الساکبہ کے مآخذ کی طویل فہرست دی ہے۔ اور پانچوں جلدوں کی فہرست بھی جلد اول میں لکھ دی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جلد چہارم صرف حضرت حجت سے متعلق ہے اور اس میں مؤلف نے زیادہ صحاح اہل سنت کو مآخذ بنایا ہے۔ تاکہ وجود حضرت حجت سے انکار کی کوئی گنجائش نہ رہے اور اور جلد پنجم رحلت سے متعلق ہے۔

الدمعة الساکبہ کا خطبہ اور پیش لفظ کا ظہور میں مقیم اور امام الحرمین سے ملقب سرکار علامہ میرزا محمد ہمدانی متوفی ۱۳۰۳ھ نے لکھا ہے۔

سرکار موصوف نے اس کا تذکرہ اپنی کتاب الحامس میں بھی کیا ہے ہم اس کا تذکرہ ہمیں کر رہے ہیں۔ صاحب الدمعة الساکبہ۔ صحن علوی میں مدفن ہیں جناب محمد علی کتا نفوش کے والد ق۔ محمد علی کی ۱۳۲۲ھ میں وفات ہوئی ہے، انہوں نے اپنے والد کے کافی واقعات خود مجھے بتائے تھے۔ مثلاً یہ کہ صاحب دمعة ماہر کاتب تھے۔ ان کے



باتھریں غیر معمولی روائی تھی۔

جواہر کا مکمل دورہ تین مرتبہ انہوں نے معاوضہ پر لکھا تھا۔ ایک دورہ کا معاوضہ پچاس تومان لیتے تھے۔ شیخ نوری نے صاحب دمعہ کے بعض خواب جتہ المادی میں درج کیے ہیں جن سے ان کے علوم تہ اور عظمت مقام کی نشاندہی ہوتی ہے۔

دعائے خداوند قدوس سے بحق محمد و آل محمد بالعموم تمام علمائے حق کو اور بالخصوص ہمیں ان جیسے علمائے اعلام کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عنایت فرمائے اور انہی جیسے مراتب عالیہ سے نوازے۔ آمین۔

## عرض ناشر

کتاب پیش نظر اللہ معتمد الساکبہ (جلد اول) مولفہ آقائی محمد باقر دہشتی بہبانی نجفی اعلیٰ الشہ مقامہ (مترجمہ مجتہ الاسلام علامہ اشیر جاروی شہید) ہمارے والد محترم جناب سید محمد شہر عباس شاہ صاحب بخاری رئیس اعظم رتہ متہ ضلع جھنگ اپنے ادارہ ولی العصر رتہ متہ ضلع جھنگ کی طرف سے ہدیہ قوم کرنا چاہتے تھے یہ کتاب طبع نہ ہونے پائی تھی کہ والد مرحوم بقضائے الہی انتقال فرما گئے۔ اب میں اپنے والد مرحوم کی اس دلی تمنا کو پورا کرنے کے لیے کتاب مذکورہ نذر قوم و ملت کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ خداوند اس کتاب کی اشاعت پر جو ثواب تیری بارگاہ سے عطا ہوا اسے ہمارے والد مرحوم کے نامہ اعمال کی زینت قرار دے۔ ان کے درجات کو بلند فرما اور ان کو جوار شہیدان کربلا (ع) میں جگہ مرحمت فرما۔

نہجہ امید ہے کہ قارئین کتاب ہذا وقت مطالعہ کتاب مرحوم کو سورہ فاتحہ سے نوازیں گے۔

سید محمد علی عمران شاہ بخاری  
ادارہ ولی العصر رتہ متہ ضلع جھنگ

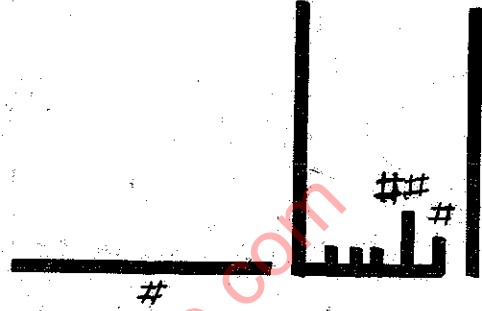
محمد بن عبد اللہ بن عباس



وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ

وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ

مکتبہ اسلامیہ  
 دارالافتاء دارالحدیث لاہور



الدمعة الساكية بعيني جيتے ہوئے آنسو میں چہارہ معصومین کے اس سوانح عمری کو  
 سر دکا ست کے ذرا میں ملے دفاتر کی محنت جگر حشرے و حشرے کے پیاروں  
 بہرے و سجاد و باتر کے ہمراہ قید نہ جانے والے حضرت اُم المصائب کے  
 نام منسوب کرتا ہوں!

خاکائے اہلبیتؑ  
 سید محمد شہیر عباس مرحوم

وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ

وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ



## فہرست

## الدمعة الساکبہ جلد اول

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۵۸	بیٹے کا کلام		سرور انبیاء
۵۹	بچے کا کلام		آنحضور کا غم اہلبیت میں گریہ
۵۹	سوسمار کا کلام	۱۱	حالات سرور انبیاء
۶۲	بکری کا زندہ کرنا	۱۵	تخلیق نور
۶۲	دو بچوں کا زندہ ہونا	۲۱	ولادت
۶۳	ابو ایوب کی میزبان	۲۴	قصہ جناب عبد اللہ
۶۴	مردہ کا جواب	۲۵	وقت ولادت آثار عالم
۶۶	ادعوت جابر	۳۲	آپائے نبی اور بیت پرستی
۷۱	آنحضورؐ اور آدمؑ	۳۶	معجزات
۷۱	آنحضورؐ اور ادریسؑ	۳۹	شق القمر
۷۲	آنحضورؐ اور نوحؑ	۴۸	بادل سے عذاب
۷۳	آنحضورؐ اور صہوٰ	۴۹	بادل کا سایہ
۷۳	آنحضورؐ اور صالحؑ	۴۹	رد شمس
۷۳	آنحضورؐ اور جمال یوسف	۵۰	جنت کے میوے
۷۵	موسیٰؑ اور رحمت عالمؑ	۵۱	عرضی معجزات
۷۵	داؤدؑ اور فخر کائناتؑ	۵۲	ہر فی کا کلام
۷۶	سیمانؑ یحییٰؑ عیسیٰؑ اور آنحضورؐ	۵۷	اوٹ کا شکوہ
۷۸	شکر عامہ	۵۸	

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۲۵۹	علم	۹۱	شہادت
۲۶۰	جہاد و فضاحت	۹۵	سبب شہادت
۲۶۱	اخلاق		حضرت فاطمہ زہراؑ
۲۶۲	زہد و عبادت	۱۰۰	تاریخ ولادت
۲۶۳	تلاوت و انشمنی نظم و نسق	۱۰۱	اسماء و القاب
۲۶۶	یونانی حکم	۱۰۶	فضائل و مناقب
۲۷۱	منافقین	۱۰۹	شادی
۲۷۲	منافقین اور ولایت	۱۲۰	سیرت و اخلاق
۲۷۷	عباس و علیؑ	۱۲۸	گریہ
۲۷۵	مصابیہ	۱۳۳	بیت
۲۷۶	قرض نبیؐ	۱۳۷	فدک
۲۷۸	شیعہ علیؑ	۱۴۳	خطبہ
۲۸۲	دس بھائیوں کی ایک بہن	۱۴۷	وفات
۲۸۳	نا معلوم قاتل	۱۵۲	قیامت میں مقدمہ
۲۸۵	بیٹا یا شوہر	۱۵۵	حضرت علی علیہ السلام
۲۸۷	بچہ کی میراث	۱۶۵	ولادت
۲۸۸	بے گناہ قاتل	۱۹۰	اسماء و القاب
۲۹۰	منافع کا انجام	۱۹۵	آباء اجداد
۲۹۱	لولاء علیؑ	۲۰۳	وفات مادر علیؑ
۲۹۹	کنواری حاملہ	۲۰۵	فضائل و مناقب
۳۰۳	چور کی سزا	۲۵۶	شجاعت
۳۰۶	بعد از موت	۲۵۷	زور
۳۰۷	لڑ شیر وان	۲۵۸	مناجات
۳۰۸	سام ابن نوح		
۳۰۹	ام فردہ		



فہرست		ولی العصر ٹرسٹ	ولی العصر ٹرسٹ	ولی العصر ٹرسٹ	ولی العصر ٹرسٹ
صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	ولی العصر ٹرسٹ	ولی العصر ٹرسٹ
۳۴۴	گرتی مسجد	۳۱۲	وادی برہوت	ولی العصر ٹرسٹ	ولی العصر ٹرسٹ
۳۴۴	بیت مروان	۳۱۳	بدعا	ولی العصر ٹرسٹ	ولی العصر ٹرسٹ
۳۴۵	ابوبکر کا بہنوئی	۳۱۵	بھڑیے کی باتیں	ولی العصر ٹرسٹ	ولی العصر ٹرسٹ
۳۴۵	قاتل	۳۱۶	موت کچھول والی مچھلی	ولی العصر ٹرسٹ	ولی العصر ٹرسٹ
۳۴۶	ابن طیم	۳۱۸	تیسرے مذاہبے ہمارے اوٹ	ولی العصر ٹرسٹ	ولی العصر ٹرسٹ
۳۴۷	جنسی دانہ	۳۲۰	چوتھا خلیفہ	ولی العصر ٹرسٹ	ولی العصر ٹرسٹ
۳۴۸	یہم تار	۳۲۰	پرندے اور منافق	ولی العصر ٹرسٹ	ولی العصر ٹرسٹ
۳۴۸	شاعت کنندہ کا پڑوس	۳۲۱	جو پرہ اور شیر	ولی العصر ٹرسٹ	ولی العصر ٹرسٹ
۳۴۹	بغیر الف کے خطبہ	۳۲۳	جنت و جہنم	ولی العصر ٹرسٹ	ولی العصر ٹرسٹ
۳۵۲	مختصر مگر جامع	۳۲۵	ناقابل برداشت	ولی العصر ٹرسٹ	ولی العصر ٹرسٹ
۳۵۷	عہد رسالت	۳۲۷	خشک درخت	ولی العصر ٹرسٹ	ولی العصر ٹرسٹ
۳۵۸	بعد از وفات نبیؐ	۳۲۸	فدو الفقار کا انتقام	ولی العصر ٹرسٹ	ولی العصر ٹرسٹ
۳۶۰	سورج سے گفتگو	۳۲۸	پانی	ولی العصر ٹرسٹ	ولی العصر ٹرسٹ
۳۶۰	اول و آخر	۳۲۹	اطاعت ہوا	ولی العصر ٹرسٹ	ولی العصر ٹرسٹ
۳۶۲	مولانا علیؒ	۳۳۱	سوئے کی دیوار	ولی العصر ٹرسٹ	ولی العصر ٹرسٹ
۳۶۷	انجام منکر زیارت نبیؐ	۳۳۲	چشم	ولی العصر ٹرسٹ	ولی العصر ٹرسٹ
۳۶۷	چشم دیدار	۳۳۲	اطاعت زمین	ولی العصر ٹرسٹ	ولی العصر ٹرسٹ
۳۶۹	علی جو کر سکتا ہے کرے	۳۳۵	روٹی یا گوشت	ولی العصر ٹرسٹ	ولی العصر ٹرسٹ
۳۷۲	کلامہ	۳۳۵	سوئے کی نہر	ولی العصر ٹرسٹ	ولی العصر ٹرسٹ
۳۷۲	زیادہ کا انجام	۳۳۶	لکڑیوں کی زبان	ولی العصر ٹرسٹ	ولی العصر ٹرسٹ
۳۷۳	صرف ایک طمانچہ	۳۳۷	پوشیدہ راز	ولی العصر ٹرسٹ	ولی العصر ٹرسٹ
۳۷۷	مردہ بطح	۳۳۹	خبر موت	ولی العصر ٹرسٹ	ولی العصر ٹرسٹ
۳۷۹	خوش نصیب مجوسی	۳۳۹	خوش نصیب بیٹی	ولی العصر ٹرسٹ	ولی العصر ٹرسٹ
۳۷۹	متوکل کی ماں	۳۴۲	اصفہان	ولی العصر ٹرسٹ	ولی العصر ٹرسٹ
۳۸۰	دوبارہ آنکھ	۳۴۳	جادوگر	ولی العصر ٹرسٹ	ولی العصر ٹرسٹ

ولی العصر ترست ولی العصر ترست ولی العصر ترست		فہرست		ولی العصر ترست ولی العصر ترست ولی العصر ترست	
صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۴۰۴	بدر	۳۸۱	عرض بنام علیؑ	۴۰۵	جنت علی میں پانی
۴۰۶	احد	۳۸۲	جنت کی سیر	۴۱۲	جہنم کا معائنہ
۴۱۲	جنگ خندق	۳۸۳	امیر شام کی دھڑی	۴۲۰	کن فایا کون
۴۲۰	جنگ خیبر	۳۸۴	حیدر	۴۲۱	کشتی
۴۲۱	وادی یابس	۳۸۸	پتھر پر نشان	۴۲۵	لابے کا طوق
۴۲۵	وادی ذی شخب	۳۹۰	باب خیبر	۴۲۹	ضربت علیؑ
۴۲۹	بیر الم	۳۹۱	بنام سردار	۴۳۵	جنگ حسینؑ
۴۳۵	قصر الذہب	۳۹۱	ذات السلاس	۴۴۵	بنی نظیر
۴۴۵	جلندی کا قتل	۳۹۲	بنی قریظہ	۴۵۰	بنی مصطلق
۴۴۷	قاتلان نبی	۳۹۳	وادی رمل	۴۵۵	طائف
۴۵۰	جنگ جمل	۳۹۴	مہجرت	۴۶۱	اصول جنگ
۴۵۵	جنگ صفین	۳۹۶	انتہائے کم	۴۶۵	دشمن کا اقرار
۴۶۱	مختصر اور شہادت علیؑ کی پیش گوئی	۴۰۰	دہلا گھوڑا	۴۶۶	
۴۶۵	شہادت اور وصیت	۴۰۰		۴۹۷	
۴۶۶	کیفیت و شہادت	۴۰۰			
۴۷۲	بکار کے مطابق شہادت	۴۰۰			
۴۷۹	ابن طلحہ کی گرفتاری	۴۰۰			
۴۸۲	ابن طلحہ کا انجام	۴۰۰			
۴۸۶	خلافت نبویہ ختم ہو گئی	۴۰۰			
۴۸۹	اولاد	۴۰۰			
۴۹۲	مزار علیؑ کو کھودو	۴۰۱			
۴۹۴	حیوانوں کی پناہ	۴۰۱			
۴۹۵	یہ یہودی ہے	۴۰۲			
۴۹۶	دروازہ کھول دو	۴۰۳			
۴۹۷	تیری امان ہوں				

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۵۲۹	زادہ زمانہ	۵۲۸	عزت کا پاسبان
۵۳۰	اگر ضرورت مند ہے	۵۰۲	امام حسن علیہ السلام
۵۳۱	دنیا مومن کے لیے	۵۰۲	ولادت
۵۳۱	مٹری کے پر	۵۰۵	پشت نبیؐ
۵۳۲	حفظ وصی	۵۰۵	خدمت جن
۵۳۳	عبادت	۵۰۹	بجلی
۵۳۳	زہد	۵۱۰	لباس عید
۵۳۴	زہ روح	۵۱۱	نص امامت
۵۳۵	جو دو کرم	۵۱۲	خشک کھجور
۵۳۶	جرات	۵۱۲	علم غیب
۵۳۶	چجر	۵۱۳	ماکان
۵۳۸	انتقام	۵۱۳	عرب سے مکالمہ
۵۳۸	پانچ روپے	۵۱۶	حاملہ گائے
۵۳۹	موتی	۵۱۶	کھجور کے دانے
۵۴۱	صلح حضرت معاویہ	۵۱۶	ابن اصغر کا جواب
۵۴۹	احتجاج ر	۵۲۱	مجھے عورت بنا دے
۵۵۸	احتجاج ر	۵۲۲	کون ایسا کر سکتا ہے
۵۶۱	ابن عباس اور حضرت معاویہ	۵۲۲	داہڑی جھڑکائی
۵۶۵	حضرت معاویہ اور اہل مدینہ	۵۲۵	شاہ چین کی بیٹی
۵۶۰	عمر	۵۲۶	شہد اور دودھ
۵۶۰	زہر کہاں سے	۵۲۹	تعلیم، وضو
۵۶۶	ازواج امام		
۵۶۵	اولاد		

اولی العصر ٹرسٹ کی شائع کردہ تمام کتب کا مرکز  
**افتخار بک ڈپو (رجسٹرڈ) مین بازار اسلام پورہ لاہور**



ولی العصر ترست ولی العصر ترست ولی العصر ترست ولی العصر ترست ولی العصر ترست ولی العصر ترست ولی العصر ترست ولی العصر ترست ولی العصر ترست ولی العصر ترست

# آنحضورؐ اور ائمہ اہلبیتؑ کے غم میں گریہ !

امالی صدوق کے مطابق امام رضاؑ سے مروی ہے کہ جو شخص ہمارے مصائب میں روئے جو کچھ ہم پر گزری اس کا تذکرہ کرے توقیامت کے دن ہمارے ساتھ حضورؐ ہوگا۔  
جو شخص ہمارے غم میں روئے یا رلائے قیامت کے دن جب ہم آنکھ اشکبار ہوگی وہ کبھی تر روئے گا۔  
جو شخص ایسی محفل میں شامل ہو جس میں ہمارے ذکر کو زندہ کیا جا رہا ہو اس شخص کا دل اس دن زندہ رہے گا جس دن تمام دل مردہ ہوں گے۔

امالی طوسی میں امام صادقؑ سے منقول ہے کہ جو شخص ہمارے بے گناہ بہائے گئے خون پر آنسو بہائے یا ہمارے غضب شدہ حق کو یاد کرے۔ اور ہمارے ناموس کے بازاروں اور دہاروں میں جانے یا ہمارے کسی شیعہ کے دکھ پر غمزہ ہو۔ اللہ اس کا ٹھکانا جنت میں بنائے گا۔  
قرب الاسناد حمیری میں مروی ہے کہ امام صادقؑ فضیل ابن یسار سے سوال کیا۔  
اے فضیل کیا اپنی مجالس و محافل میں ہمارا تذکرہ بھی کرتے ہو؟  
فضیل نے عرض کیا۔ قبلہ مجلس کا مقصد ہی آپ کا ذکر ہوتا ہے۔

آپ نے فرمایا۔ فضیل آپ کی ایسی مجالس ہمیں بہت محبوب ہیں۔ اے فضیل ایسی مجالس منعقد کیا کرو۔ ان میں ہماری یادنازہ رکھا کرو۔ فضیل جو شخص ہمارا تذکرہ کرے۔ یا جس شخص کی آنکھ سے ہمارے ذکر پر ایک آنسو بھی بہہ نکلے اگر اس کے گناہوں کی تعداد سمندر کے قطرات کی مانند بھی ہوگی تو اللہ اسے معاف فرما دے گا۔  
خصال صدوق میں حدیث عنہ حضرت علیؑ سے مروی ہے کہ۔ ذاتِ احدیت نے کائناتِ عالم میں سے ہمیں منتخب فرمایا ہے۔ پھر ہمارے شیعوں کو منتخب کیا ہے جو ہمارے ناصر۔ ہماری خوشی میں خوش۔ ہماری غمی میں غمزہ۔ اور ہماری راہ میں جان و مال قربان کرتے ہیں۔ یہ لوگ ہمارے لیے ہیں اور ہمارے پاس آئیں گے۔

امالی طوسی میں امام صادقؑ سے منقول ہے کہ اہمارے اوپر کیے گئے مظالم کی یاد میں ایک آہ تسبیحِ خدا ہے

کامل ہی ہیں اسماعیل ابن جابر سے مروی ہے کہ امام صادقؑ نے امام حسینؑ سے روایت کی ہے۔ انا قاتیل العبرۃ

وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ

میں کشتہ عبرت ہوں۔

کامل میں ہارون ابن خارجیہ سے منقول ہے امام صادقؑ نے امام حسینؑ سے روایت کی ہے کہ میں کشتہ عبرت ہوں مجھے انتہائی سفاکی سے شہید کیا گیا ہے۔ اللہ کا حق ہے کہ میری زیارت کو جو مصیبت زدہ بھی آئے اسے بحالت مسرت گھر لوٹائے۔

کامل کے مطابق ایک مرتبہ حضرت علیؑ نے چہرہ سید الشہداءؑ پر نظر کر کے فرمایا۔ یا عبودت کلی مومن۔ اے ہر مومن کے آنسو امام حسینؑ نے عرض کیا: قبلہ کیا میں ہر مومن کا آنسو ہوں؟ حضرت علیؑ نے فرمایا: ہاں بیٹے تو ہی ہر مومن کا آنسو ہے۔

کامل اور امالی حدود میں داؤد رقی سے مروی ہے کہ میں امام صادقؑ کی خدمت میں بیٹھا تھا کہ آپ نے پانی مانگا۔ پانی پینے کے بعد فرمایا۔ لعن اللہ قاتل الحسين۔ اے داؤد۔ جو شخص پانی پیئے اور قاتل امام حسینؑ پر لعنت کرے۔ اللہ اس کے نامہ اعمال میں ایک لاکھ نیکی کا اضافہ فرمادیتا ہے ایک لاکھ گناہ مٹا دیتا ہے۔ اور ایک لاکھ درجہ میں اضافہ فرماتا ہے۔ ایک ہزار غلام آزاد کرنے کا ثواب دیتا ہے۔ یوم حشر وہ شخص پاکیزہ دل مشور ہوگا۔

کامل میں امام سجادؑ سے مروی ہے کہ ہمارے ذکر پر جس شخص کی آنکھ سے آنسو ٹپک کر رخسار پر بہ جائے اللہ اسے جنت میں جگہ عنایت فرمائے گا۔ جو شخص ہمارے مصائب یاد کر کے ایک آنسو بہائے اللہ اسے جنت میں داخل کرے گا۔ اگر کسی شخص کو ہماری محبت کی وجہ سے کوئی تکلیف پہنچے اور وہ ہمارے مصائب کو یاد کرے اللہ اس کو جنت میں جگہ دے گا۔ اور آتش جہنم کی حدت سے محفوظ رکھے گا۔

کشتی نے زید شحام سے روایت کی ہے کہ ہم اہل کوفہ سے ایک گروہ امام صادقؑ کے پاس آئے۔ ہم بیٹھے تھے کہ جعفر ابن عقیل آگیا۔ امام صادقؑ نے پوچھا۔

جعفر میں نے سنا ہے تو اشعار کہتا ہے۔

جعفر نے عرض کیا قبلہ کچھ تو کہہ لیتا ہوں۔

امام صادقؑ نے فرمایا۔ کیا میرے جد امجد امام حسینؑ کے سلسلہ میں بھی کبھی اشعار کہے ہیں؟

جعفر نے عرض کیا۔ قبلہ کبھی کبھی کہہ لیتا ہوں۔

آپ نے فرمایا۔ کچھ نہیں بھی سنا۔

جعفر نے ایک مرتبہ پڑھا۔ جسے سن کر آپ اس قدر روئے کہ آپ کی نیش مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی۔

پھر فرمایا: جعفر بخدا اس وقت تیری مرثیہ خوانی میں ملانکہ بھی شریک تھے۔ اور وہ تیری اس مرثیہ خوانی کے شاہد ہیں۔

ملانکہ بھی اسی طرح گریہ کرتے رہے جس طرح ہم نے گریہ کیا ہے۔ جعفر اللہ نے تیرے لیے جنت واجب کر دی ہے۔ تیرے تمام گناہ معاف کر دیئے ہیں۔

وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ



وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ

جعفر یقین رکھ! جو شخص امام حسینؑ کے غم میں گریہ کرے اور دوسروں کو بھی رلائے اللہ اس کے لیے جنت واجب قرار دے دیتا ہے۔

کامل میں ابوبارون مکفوف نے امام صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جو شخص غم امام حسینؑ میں اس قدر بھی آنسو بہائے جس سے مچھر کا پر بھی تر ہو جائے اس کا ثواب ذاتِ احدیت کے ذمہ ہو جاتا ہے اور اللہ تک از کم جنت ہی عنایت فرمائے گا۔

ثواب الاعمال میں شیخ صدوق نے ابوبارون مکفوف سے روایت کی ہے کہ میں امام صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا: ابوبارون! مجھے غم حسینؑ سے متعلق اُتار سنا۔

آپ نے فرمایا: ایسے نہیں بلکہ اسی طرح سناؤ جس طرح اپنی مجالس میں سوز سے سناتے ہو۔ میں نے سوز سے مرنیہ پڑھا۔ آپ کے آنسو بہنے لگے۔

پھر فرمایا: کچھ اور بھی سنا۔

میں نے دوسرا مثنوی سنا۔ آپ اس قدر روئے کہ آپ کی صدائے گریہ بلند ہو گئی۔ مجھے ایسے محسوس ہوا جیسے پردہ کے پیچھے سے بھی صدائے گریہ آرہی ہے۔

آپ نے فرمایا: اے ابوبارون! جو شخص امام حسینؑ پر مثنوی کہے اور دس آدمیوں کو رلا دے۔ اللہ اس کیلئے جنت واجب کر دیتا ہے۔ جو پانچ آدمیوں کو رلا دے اس پر جنت واجب ہو جاتی ہے۔ بلکہ جو ایک آدمی کو بھی رلا دے اس پر بھی جنت واجب ہو جاتی ہے۔ اگر کسی کے سامنے ذکر حسینؑ کیا جائے اور اس کی آنکھ سے کھٹی کے پڑ کر گرنے کے برابر آنسو آجائے تو بھی اللہ اس کے لیے جنت سے کم جزا پر راضی نہیں ہوگا۔ کامل الزیارات میں امام صادقؑ سے منقول ہے کہ امام حسینؑ کے غم کے سوا اور غم میں گریہ اور ماتم مکروہ ہے۔ لیکن غم حسینؑ میں گریہ پر بے شمار ثواب ہے۔

کامل ہی میں ابو عمارہ مثنویاں سے مروی ہے کہ امام صادقؑ کے سامنے جس دن بھی ذکر امام حسینؑ کیا گیا اس دن آپ کو شام تک کشتی سکرات نہیں دیکھا۔ روتے بھی تھے اور فرماتے بھی تھے۔ الحسینؑ ہجرۃ کل مومن۔ حسینؑ ہر مومن کے لیے باعثِ عبرت ہے۔

کامل ہی میں امام حسینؑ سے مروی ہے میں ہر مومن کے لیے عبرت ہوں۔ جو مومن بھی مجھے یاد کرے گا اس کی آنکھ سے آنسو ٹپک پڑیں گے۔





# حالات سرور انبیاء

## نسب سرور انبیاء:

معروف سلسلہ نسب یوں ہے:

محمد بن عبد اللہ - ابن عبد المطلب - ابن ہاشم - ابن عبد مناف - ابن قحطی - ابن زید - ابن کلاب - ابن مرہ ابن کعب - ابن لوی - ابن غالب - ابن فہر - ابن مالک - ابن نضر - ابن کنانہ - ابن خزیمہ - ابن مدرکہ ابن الیاس - ابن مضر - ابن نزار - ابن معذر - ابن عدنان - ابن اداء - ابن اکرم - ابن یسع - ابن یسع - ابن سلام - ابن بنت - ابن گل - ابن قیدار - ابن اسماعیل - ابن ابراہیم - ابن تارخ - ابن اریخو - ابن فانیخ - ابن عابر - ابن شالخ - ابن ارفخشذ - ابن سام - ابن نوح - ابن مالک - ابن متوشلخ - ابن اخنوخ - ابن ادریس - ابن ہارث - ابن جملائیل - ابن قینان - ابن ازش - ابن شیدت - ابن آدم -

## الہ سرور کوئین جناب آمنہ کا سلسلہ نسب

آمنہ بنت وہب - ابن عبد مناف - ابن زہرہ - ابن کلاب ابن مرہ ابن کعب ابن لوی ابن غالب - الخ  
علل الشرائع - خصال - اور معانی الاخبار میں شیخ صدوق نے جناب جابر انصاری سے روایت کی ہے کہ میں تمام لوگوں کی نسبت صورت اور سیرت میں حضرت آدم و ابراہیم کے زیادہ مشابہ ہوں -

## سرور کوئین کے اسمائے گرامی

اللہ نے عرش میں میرے دس نام رکھے ہیں -  
اللہ نے ہر نبی کو حکم دیا ہے کہ میری آمد کی بشارت اپنی امت کو دے -  
تورات و انجیل میں اللہ نے مجھے مختلف ناموں سے یاد کیا ہے -  
وہ خود محمود ہے اس نے میرا نام احمد رکھا ہے -  
اللہ نے مجھے اچھے وقت میں مبعوث فرمایا ہے -

اللہ نے تورات میں مجھے اچید کے نام سے متعارف کرایا ہے۔

میری امت کے توحید نواز ہونے کی وجہ سے اللہ نے ان سے آتش جہنم کو دور رکھا ہے۔

اللہ نے انجیل میں میرا نام احمد رکھا ہے۔ احمد ہونے کی وجہ سے تمام اہل سماویں میں محمود ہوں۔

اللہ نے میری امت کو حامد بنایا ہے۔

اللہ نے زبور میں میرا نام ماحی رکھا ہے۔ میری بدولت اللہ نے روئے ارض کو بت پرستی سے پاک کیا ہے۔

اللہ نے قرآن میں مجھے محمد کہا ہے۔ تاقیامت میں ہی محمود ہوں گا۔ میرے سوا کسی کو بھی حق شفاعت نہیں ہوگا

اللہ نے قیامت میں میرا حاشر کے نام سے تعارف کرایا ہے۔ میدان محشر میں محشر ہونے والا ہر فرد میرے

قدموں پر محشر ہوگا۔

اللہ نے میرا ایک نام متوقف بھی رکھا ہے۔ کیونکہ تمام بنی آدم کو میں دربار خالق میں حاضر کروں گا۔

اللہ نے مجھے عاقب بھی فرمایا ہے۔ کیونکہ میں وہ آخری نبی ہوں جس کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

اللہ نے مجھے رسول رحمت کا نام بھی دیا ہے۔

اللہ نے مجھے رسول توبہ کے نام سے بھی نوازا ہے۔

اللہ نے مجھے رسول الملاحم کا نام بھی عنایت کیا ہے۔

اللہ نے میرا ایک نام مقتدی بھی رکھا ہے۔ کیونکہ تمام انبیاء کے آخرین آیا ہوں۔

اللہ نے میرا نام مقیم - جامع - اور کامل بھی رکھا ہے۔

اللہ نے مجھے پویدہ احسان بھی فرمایا ہے کہ اس نے ہر نبی کو ایک محدود سی تعداد یعنی اپنی قوم کا نبی مبعوث فرمایا ہے

لیکن مجھے اللہ نے پورے کرہ ارض کا نبی بنایا ہے۔ اور مجھے فرمایا ہے۔ اے محمد! میں نے تجھے اس رعب سے نوازا ہے۔ جس سے کسی اور نبی کو نہیں نوازا۔

اللہ نے میرے لیے مال غنیمت کو حلال کیا ہے حالانکہ مجھ سے پہلے کسی نبی کے لیے مال غنیمت حلال نہ تھا۔

اللہ نے مجھے سورۃ فاتحہ سے نوازا ہے جو عرش کے خزانوں میں سے عظیم ترین خزانہ ہے۔

اللہ نے میرے اور میری امت کے لیے پورے روئے ارض کو مسجد بنایا ہے۔

اللہ نے مجھے تنکبیر کی نعمت سے نوازا ہے۔

اللہ نے میرے ذکر کو اپنے ذکر سے متصل کر دیا ہے۔ میری امت میں سے جو بھی اللہ کا نام لے گا میرا نام بھی ساتھ

لے گا۔

علل الشرائع - امالی - اور معانی الاخبار میں امام حسنؑ سے مروی ہے کہ:

یہودیوں کے چند افراد آنحضرتؐ کی خدمت میں گئے اور ان میں سے جو زیادہ عالم تھا اس نے عرض کیا۔ آپ کا نام محمدؐ



ولی العصر ترست ولی العصر ترست ولی العصر ترست ولی العصر ترست ولی العصر ترست ولی العصر ترست ولی العصر ترست ولی العصر ترست ولی العصر ترست ولی العصر ترست

حالات سرور انبیاء

ولی العصر ترست ولی العصر ترست ولی العصر ترست ولی العصر ترست ولی العصر ترست ولی العصر ترست ولی العصر ترست ولی العصر ترست ولی العصر ترست ولی العصر ترست

احمد ابوالقاسم۔ بشیر۔ نذیر۔ اور داعی کیوں ہے؟  
 آپ نے فرمایا! اللہ نے میرا نام محمد اس لیے رکھا ہے کہ انبیاء میں سے کوئی نبی ایسا نہیں جس کی ارض و سماویں اتنی تعریف کی گئی ہو جتنی میری کی گئی ہے۔

اللہ نے میرا نام احمد اس لیے رکھا ہے کہ مخلوق اول ہونے کی حیثیت سے انبیاء اور ملائکہ میں سے کوئی نبی او کوئی ملک ایسا نہیں جس نے اللہ کی اتنی حمد کی ہو جتنی میں نے کی ہے۔

اللہ نے ابوالقاسم کی کنیت اس سے دی ہے کہ تقسیم جنت و جہنم میرے قبضہ میں ہوگی۔

اللہ نے مجھے اس لیے نذیر کا نام دیا ہے کہ میں مخلوق خدا کو عذاب خدا سے ڈراتا ہوں۔

اللہ نے مجھے بشیر اس لیے کہا ہے کہ میں اطاعت کنندگان خالق کو جنت کی بشارت دیتا ہوں۔

اللہ نے اس لیے مجھے داعی فرمایا ہے کہ میں اس کے حکم سے مخلوق خدا کو عبادت خدا کی طرف بلاتا ہوں۔

خصال میں امام محمد باقر سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ کے دس نام ارض و سماویں معروف ہیں۔ ان دس ناموں میں سے پانچ نام تو قرآن کریم میں موجود ہیں۔ پانچ نام قرآن میں نہیں ہیں۔

جو پانچ نام قرآن میں ہیں وہ یہ ہیں: محمد۔ احمد۔ عبد اللہ۔ یس۔ اور۔ ن۔

جو پانچ نام قرآن میں نہیں ہیں وہ یہ ہیں: فاتح۔ قائم۔ کافی۔ مقفی اور حاشر

عبود اخبار الرضا۔ علی الشرائع اور معانی الاخبار میں فضائل سے مروی ہے کہ میں نے امام رضاؑ کی خدمت میں عرض کیا۔ قبلہ آنحضرتؐ کی کنیت ابوالقاسم کیوں ہے؟

آپ نے مسکرا کر فرمایا: آنحضرتؐ کا ایک فرزند تھا جس کا نام قاسم تھا۔ اسی مناسبت سے آپ کی کنیت ابوالقاسم ہے۔

میں نے عرض کیا۔ قبلہ صرف ہی ایک وجہ ہے یا اور بھی کوئی ہے؟

آپ نے فرمایا: ایک اور وجہ بھی ہے۔

میں نے عرض کیا: قبلہ! کیا مجھے نہیں فرمائیں گے؟

آپ نے فرمایا: کیا تو نے یہ حدیث سنی ہے کہ۔ یا علی انت قسیم النار والجنة۔ لے علی تو قاسم جنت و نار ہے؟

میں نے عرض کیا: قبلہ! میں نے یہ سنی ہوئی ہے۔

آپ نے فرمایا: کیا تو نے یہ حدیث بھی سنی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے۔ انا و علی ابواہلہ الامۃ میں اور علیؑ اس امت کے باپ ہیں؟

میں نے عرض کیا: قبلہ یہ حدیث بھی سنی ہوئی ہے۔

ولی العصر ترست ولی العصر ترست ولی العصر ترست ولی العصر ترست ولی العصر ترست ولی العصر ترست ولی العصر ترست ولی العصر ترست ولی العصر ترست ولی العصر ترست

آپ نے فرمایا: کیا حضرت علیؑ امت محمدیہ میں شامل نہیں؟  
میں نے عرض کیا: قبلہ یقیناً حضرت علیؑ امت محمدیہ میں شامل ہیں۔

آپ نے فرمایا: کیا سرور کونین امت کے باپ ہیں؟  
میں نے عرض کیا: قبلہ آپ امت کے باپ ہیں۔

آپ نے فرمایا: جب آنحضور امت کے باپ ہیں حضرت علیؑ شامل امت ہیں۔ اور بزمان نبی قاسم جنت و نار  
ہیں۔ تو آنحضور قاسم جنت و نار کے باپ بھی ہوئے یا نہ؟  
میں نے عرض کیا: ہاں حضور ایسا ہی ہوگا۔

آپ نے فرمایا: اب تجھے پتہ چل گیا ہے کہ آپ کی کینیت ابو القاسم کیوں ہے؟  
میں نے عرض کیا: واقعہ مجھے پتہ چل گیا ہے۔

بحار میں منقول ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریمؐ نے حضرت علیؑ کو اپنی ایک انگوٹھی دی اور فرمایا۔ اس پر محمد ابن عبد اللہ کندہ  
کرا لا۔ حضرت علیؑ تشریف لے گئے نقاش کو دی۔ نقاش نے عرض کیا۔ قبلہ اس وقت تو میں نے پہلے جو کام لے رکھا  
ہے وہ کر رہا ہوں۔ کچھ دیر میں آپ کا کام کر دوں گا۔ حضرت علیؑ نے انگوٹھی اس کے حوالہ کی اور اپنے کام میں مصروف  
ہو گئے۔ مقررہ وقت پر نقاش وہ انگوٹھی لایا۔ جب حضرت علیؑ نے دیکھا تو اس پر محمد ابن عبد اللہ کی جگہ محمد رسول اللہ  
لکھا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا۔ بندہ خدا ایہ تو نے کیا کیا ہے؟ آنحضورؐ نے تو مجھے حکم دیا تھا کہ محمد ابن عبد اللہ لکھنا ہے  
اس نے عرض کیا۔ قبلہ آپ سچ فرما رہے ہیں۔ لیکن خدا جانے کیا بابت ہوئی کہ میں ذہنی طور پر تو محمد ابن عبد اللہ ہی لکھتا رہا۔  
لیکن جب میں نے لکھا ہوا دیکھا تو ابن عبد اللہ کی جگہ رسول اللہ لکھا ہوا دیکھا۔ میں تو یہی سمجھا ہوں کہ رسول اللہ میں نے  
ارادۂ نہیں لکھا قدرت نے ہی میرے ہاتھ کو رسول اللہ لکھنے پر مجبور کیا ہے۔

آپ انگوٹھی لے کر آنحضورؐ کے پاس آئے۔ اور معذرت کی کہ جو کچھ آپ نے فرمایا تھا۔ وہ تو نہیں لکھا جاسکا۔ آپ نے  
دیکھا۔ اور فرمایا۔ ٹھیک ہے جب اللہ کی مرضی یہی تھی تو ہمیں کیا اعتراض ہو سکتا۔ آپ نے وہ انگوٹھی پہن لی۔  
دوسری صبح جب اٹھ کر انگوٹھی دیکھی تو اس پر محمد رسول اللہ کے نیچے علی ولی اللہ لکھا ہوا تھا۔ انتہائی تعجب سے  
انگوٹھی کو اتار کر دیکھنے لگے۔ اور سوچتے لگے کہ کل تک تو صرف محمد رسول اللہ ہی لکھا ہوا تھا۔ یہ علی ولی اللہ کس نے لکھا  
ہے اور کب لکھا ہے۔

اسی حیرت میں جبریل آیا۔ آپ نے جبریل کو تمام واقعہ بتایا۔

جبریل نے عرض کیا۔ میرے حبیب اللہ بعد از سلام فرما رہا ہے کہ جو تو چاہتا تھا تو نے لکھوایا اور جو ہم چاہتے  
تھے ہم نے لکھ دیا۔ اس میں حیرت کی کیا بات ہے۔

بھارت میں لکھی سے مروی ہے کہ میں نے امام صادقؑ سے سوال کیا کہ کیا آنحضورؐ کے قرآن میں صرف دو نام

ہیں۔ محمد اور احمد؟

آپ نے فرمایا۔ آپ کے دس نام ہیں۔

(۱)۔ محمد - ما محمد الا رسول قد خلت من قبله ارسلا۔

(۲)۔ احمد - بشر - مبشرا برسول یاقی من بعدی اسم احمد۔

(۳)۔ عبد اللہ - لما قام عبد اللہ یدعوہ کادوا یكونون علیہ لیدا۔

(۴)۔ طہ - طہ ما انزلنا علیک القرآن لتشتقی۔

(۵)۔ یسین - یسین والقرآن الحکیم۔

(۶)۔ ان - ان والقلم وما یسطرون۔

(۷)۔ مزمل - یا ایہا المزممل۔

(۸)۔ مدثر - یا ایہا المدثر۔

(۹)۔ ذکر - انا انزلنا الیکم ذکرًا رسولاً۔

مناقب ابن شہر آشوب کے مطابق ذات احادیث نے قرآن میں چار مقامات پر صرف لفظ محمد کا تکرار فرمایا ہے۔

۱۔ ما محمد الا رسول۔

۲۔ ما کان محمد ابا احد۔

۳۔ اصنوا بیہا نزل علی محمد۔

۴۔ محمد رسول اللہ۔

بعض روایات کے مطابق قرآن کریم میں آنحضورؐ کے چار سونام مذکور ہیں۔

تاریخی شہرت کے اعتبار سے نورات میں آپؐ کا نام۔ مودود۔ اور انجیل میں طاب۔ طاب ہے۔ بعض توحین

نے انجیل میں آپؐ کا نام۔ فارغیط بتایا ہے۔

آپؐ کے وہ اسمائے گرامی جو علمائے قرآن سے اخذ کئے ہیں۔ وہ ہیں۔

شاہد۔ شہید۔ مبشر۔ نذیر۔ داعی۔ سراج منیر۔ رحمت عالمین۔ رسول اللہ۔ خاتم النبیین۔ نبی۔

ای۔ نور۔ نعمت۔ رؤف۔ رحیم۔ منذر۔ مذکر۔ شمس۔ نجم۔ حم۔ ادرتین۔

## آنحضورؐ کی کنیتات :

بحار الانوار کے مطابق آپؐ کی کنیتات یہ ہیں۔

ابو القاسم۔ ابو الطاهر۔ ابو الطیب۔ ابو المساکین۔ ابو الارامل۔ ابو الیسا نبتین۔ اور ابو البیطین۔

تورات میں آپ کی کنیت ابوالارامل ہے۔ جبریل نے آپ کی کنیت ابوالبرائیم رکھی تھی۔

## آپ کے صفات:

راکب الجبل۔ آکل الذراع۔ قابل الہدیہ۔ محرم المیۃ۔ حامل المرادہ۔ خاتم النبوة۔

## آپ کی نسبت:

عربی۔ تہامی۔ یثربی۔ ابطی۔ مکی۔ مدنی۔ قرشی۔ ہاشمی۔ مطلبی۔

باپ کی طرف سے ہاشمی۔ ماں کی طرف سے زہری۔ رضاعی اعتبار سے سعدی۔ ولادت کے لحاظ سے مکی اور مدین کی رو سے مدنی





# خلقتِ نورانیہ

## تخلیقِ نور :

غضال اور معانی الانجاریں امام صادقؑ نے اپنے اباؤ کے ذریعہ حضرت علیؑ سے روایت کی ہے کہ ذاتِ احدیت نے نورِ سرورِ انبیاء کو تخلیق کائنات سے چار لاکھ چوبیس ہزار برس پہلے پیدا کیا۔ پھر خداوند عالم نے بارہ حجاب پیدا فرمائے۔

۱۔ حجابِ قدرت - ۲۔ حجابِ عظمت - ۳۔ حجابِ منت - ۴۔ حجابِ رحمت  
۵۔ حجابِ سعادت - ۶۔ حجابِ کرامت - ۷۔ حجابِ منزلت - ۸۔ حجابِ ہدایت  
۹۔ حجابِ نبوت - ۱۰۔ حجابِ رفعت - ۱۱۔ حجابِ مشیت - ۱۲۔ حجابِ شفاعت  
حجابِ قدرت میں نور محمد کو بارہ ہزار برس رکھا جس میں آپ کے نور انور نے - بارہ ہزار برس سبحان ربی الاعلیٰ کی کی تسبیح کا درو کیا -

حجابِ عظمت میں آپ کے نور نے گیارہ ہزار برس - سبحان عالم السکر کی درو کیا -  
حجابِ منت میں آپ کے نور نے دس ہزار برس - سبحان من ہو قاسم لا یدھو کا درو کیا  
حجابِ رحمت میں آپ کے نور نے نو ہزار برس - سبحان الرفیع الاعلیٰ کا درو کیا  
حجابِ سعادت میں آپ کے نور نے سات ہزار برس - سبحان العظیم المکریح کا درو کیا  
حجابِ منزلت میں آپ کے نور نے چھ ہزار برس - سبحان ذی عرش العظیم کا درو کیا  
حجابِ ہدایت میں آپ کے نور نے پانچ ہزار برس - سبحان رب العزۃ عما یصفون کا درو کیا  
حجابِ نبوت میں آپ کے نور نے چار ہزار برس - سبحان ذی الملک واملکوت کا درو کیا  
حجابِ رفعت میں آپ کے نور نے تین ہزار برس - سبحان اللہ ویمحمد کا درو کیا  
حجابِ مشیت میں آپ کے نور نے دو ہزار برس - سبحان ربی العظیم ویمحمد کا درو کیا  
حجابِ شفاعت میں آپ کے نور نے ایک ہزار برس - سبحان اللہ وحدہ کا درو کیا

اس کے بعد ذات احدیت نے لوح کو پیدا فرمایا۔ اور آپ کے نور انور کو زینت لوح بنایا۔ چار ہزار برس تک نور محمد لوح پر درخشاں رہا۔ پھر سات ہزار برس آپ کا نور عالی ساق عرش پر چمکتا رہا۔ اس کے بعد ذات احدیت نے آپ کے نور منور کو جبین انبیاء میں رکھا۔ اور حضرت آدم سے لے کر جناب عبداللہ تک کے بعد دیگر جبین انبیاء میں منتقل ہوتا رہا۔ خلاق عالم نے آپ کو چھ خصوصیات سے نوازا۔

صنائے الہی کا قیام۔ روائے مشیت۔ تاج ہدایت۔ لباس معرفت۔ محبت کا کمند۔ خوف خدا کے فعلین عطا کیں۔

پھر فرمایا: میرے حبیب اب جا کر ان لوگوں کو۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے کا حکم دے۔ قیص رضا کا پڑایا وقت احمر سے بنایا گیا تھا۔ اس کی آستین لولٹے آبدار سے لگائی گئی تھیں۔ بلور ابیض کے بن تھے۔ گلے پر سبز زبرد کی دھاریاں تھیں۔ گھیر اسرخ مرجان سے آراستہ کیا گیا۔ اور نور الہی کا گریبان بنایا گیا۔ اس قیص کے صدقہ اللہ نے آدم کی توبہ قبول کی۔ جناب سلیمان کو انگشتر حکومت دی۔ جناب یعقوب کو یوسف واپس کیا۔ جناب یونس کو شکم ماحی سے نجات دی۔ حضرت موسیٰ کو حکیم بنایا۔ حضرت عیسیٰ کو مسیح بنایا۔ حضرت ابراہیم کو آتش نرود سے نجات دی۔ حضرت ایوب میں توت برداشت پیدائی۔ بحار میں مصباح الانوار کے حوالے سے آنحضرت سے منقول ہے کہ:

ذات احدیت نے مجھے۔ علیؑ۔ زہراؑ۔ اور حسینؑ کو تخلیق آدم سے ہزاروں برس پہلے اس وقت پیدا کیا جب کچھ بھی تھا۔ جناب عباس نے سوال کیا۔ آپ کی تخلیق کس طرح ہوئی۔ آپ نے فرمایا۔ جب اللہ نے ہمیں پیدا کرنا چاہا۔ ایک لفظ فرمایا۔ اس سے ایک نور پیدا ہوا۔ پھر دوسرا لفظ فرمایا اس سے روح پیدا ہوئی۔ پھر ذات احدیت نے اس نور اور روح کو اس میں میں مخلوق کیا۔ اس نور کے آئینہ سے مجھے۔ علیؑ کو۔ فاطمہؑ کو۔ اور حسینؑ کو پیدا کیا۔ ہم نے اس وقت اللہ کی تسبیح و تقدیس کی جب کوئی تسبیح کرنے والا نہ تھا۔ ازاں بعد اللہ نے میرے نور سے عرش کو پیدا فرمایا: نور علیؑ سے ملائکہ کو پیدا کیا۔

نور فاطمہؑ سے آسمان و زمین پیدا کئے۔

نور حسنؑ سے آفتاب و ماہتاب پیدا فرمائے۔ اور

نور حسینؑ سے جنت اور عرین کو پیدا کیا۔

مولف بہ مفصل حیرت نور آگے مل کر بیان کریں گے۔

علل الشرائع میں معاذ ربین جبل سے مروی ہے کہ۔ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے۔

تخلیق کائنات سے ہزاروں برس قبل اللہ نے مجھے۔ علیؑ کو فاطمہؑ کو۔ اور حسینؑ کو پیدا فرمایا ہے۔

میں نے عرض کیا۔ قبلہ جب اس وقت کچھ نہ تھا۔ تو آپ کے انوار عالیہ کا مسکن کیا تھا۔

آپ نے فرمایا: ہمارا مسکن اس مقام پر تھا جہاں اللہ نے بعد میں عرش بریں پیدا فرمایا۔ ہم نے اس وقت تسبیح و تہجد

خدا کی جب کوئی تسبیح کرنے والا نہ تھا۔

میں نے عرض کیا۔ قبلہ کیا اس وقت آپ اسی صورت میں تھے؟

آپ نے فرمایا۔ نہیں ہم نور کے پر تو تھے۔

تخلیق آدمؑ کے بعد اللہ نے انبیاء کی جنیوں کو ہمارے انوار کا امین بنایا۔ ہمیں نہ تو نجاست شرک نے کبھی چھو ہے

اور نہ ہی نجاست فسق و فجور نے ہمیں مس کیا ہے۔ سعادت مند ہمارے نمک سے سعادت مند بنتے ہیں۔ اور ہم

سے دوری سیاہ بخت بناتی ہے۔ جب یہ نور جمین جناب عبدالمطلب میں پہنچا تو حکم خدا سے اس کے در حصے ہو گئے۔ ایک

ایک حصہ جمین جناب عبد اللہ میں اور دوسرا جمین ابوطالب میں ودیعت کیا گیا۔ جمین عبد اللہ میں آئے والا حصہ میری والدہ جناب آمنہ

کے حصہ عصمت میں۔ اور جمین ابوطالب میں آئی والا حصہ جناب فاطمہ زہراؑ کے حصہ عصمت میں منتقل ہوا۔ ہم دنیا میں آئے۔

● معانی الاخبار میں محمد بن حرب ہلالی والی مدینہ نے امام صادقؑ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے۔

تخلیق عرش خلقت آدمؑ سے دو ہزار برس قبل ہوئی۔ اللہ نے میرے اور علیؑ کے نور کو عرش کے سامنے جگہ دی۔ جب

ملائکہ پیدا ہوئے تو ہم مصروف تسبیح تھے۔ ملائکہ نے ہمیں دیکھا تو بارگاہ خالق میں عرض کیا۔

بارالہا یہ دو انوار کون ہیں۔

ذاتِ احیاء نے فرمایا۔ خوراء غور سے دیکھا ایک اصل ہے دوسرا فرع ہے۔ اصل نور نبوت ہے اور فرع نور امامت ہے نور نبوت

نور محمدؐ ہے اور نور امامت نور علیؑ ہے۔ اگر انہیں پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو انہیں اور پوری کائنات کو پیدا نہ کرتا۔ بجائیں امام حسنؑ سے مروی ہے کہ۔

جنت میں ایک ایسا چشمہ ہے جس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہے برف سے زیادہ ٹھنڈا ہے۔ اور شہر سے زیادہ بیٹھا ہے اللہ نے

ہمارے اجسام کا مادہ اس چشمہ کی ٹی سے تیار دیا ہے۔ چونکہ ہمارے شیعہ مبنی ہیں اسی لیے وہ ہم سے محبت کرتے ہیں کہ انہیں ہمارے انوار سے اس جنت کی

خوشبو آتی ہے جس کی ٹی ہمارے اجسام کا خمیر ہے ان کے دل ہماری طرف مائل رہتے ہیں۔ وہ ہمارے غم میں اس طرح غمرہ ہوتے ہیں جس طرح بچہ اپنے

باپ کے غم میں غمگین ہوتا ہے اور ہم شیعوں کے غم میں اسی طرح آزرہ ہوتے ہیں جس طرح باپ اپنی اولاد کے غم میں اندھ گھبرا ہوتا ہے۔



# ولادت

## تاریخ ولادت

علمائے امامیہ میں سے چند ایک ایسے علماء ہیں جن کی بات ناقابل اعتقاد محاکمے سوانام علمائے امامیہ کا اتفاق ہے۔ کہ آنحضورؐ کی ولادت باسعادت سترہ ربیع الاول کو ہوئی۔  
سواد اعظم کی اکثریت کی رائے کے مطابق آپؐ کی ولادت - بارہ ربیع الاول کو ہوئی۔  
سواد اعظم میں سے چند علماء کے نزدیک آپؐ کی ولادت - ماہ رمضان میں ہوئی۔

## یوم ولادت

علمائے امامیہ کے مطابق جس دن آپؐ کی ولادت ہوئی وہ جمعہ کا دن تھا۔  
سواد اعظم کے نزدیک آپؐ کا یوم ولادت سوموار ہے۔  
علمائے امامیہ اور سواد اعظم کے مابین تاریخ اور یوم ولادت میں اختلاف کے باوجود وقت ولادت پر اتفاق ہے اور وقت ولادت طلوع صبح کے بعد اور طلوع آفتاب سے پہلے ہے۔

## حکمران بوقت ولادت

عرب کی پڑوسی حکومت ایران میں نوشیروان کی حکومت کے بالیسویں برس آپؐ کی ولادت ہوئی۔  
سکندر اعظم کی وفات کو آٹھ سو بیاسی برس گزر چکے تھے۔

## سنة عرب

چونکہ ظہور اسلام تک عربوں کی اپنی کوئی باقاعدہ تقویم نہیں تھی اس لیے عرب رونما ہونے والے کسی بھی اہم اور معروف واقعہ کو سن بنا لیتے تھے۔ اور تاریخ کا شمار اس سے پہلے یا بعد کے اعتبار سے کرتے تھے۔ چونکہ اہل ہجرت کا مکہ





کے حال پوچھا کہ۔

آج میں سید العرب کو غیر معمولی پریشان دیکھ رہی ہوں۔ کوئی حادثہ رونما ہوا ہے یا کوئی اور بات ہے؟ میں نے اسے بتایا کہ ابھی ابھی میں نے ایک انتہائی پریشان کن خواب دیکھا ہے۔ جس کی وجہ سے آنکھوں میں نیند نہیں رہی۔ تجھے وہ خواب سنانے آیا ہوں تاکہ اس کی تعبیر بتا۔

کاہنہ نے پوچھا۔ کیسا خواب ہے؟

میں نے اسے بتایا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میری پشت پر ایک درخت اُگا ہے۔ اور وہ اتنا بڑھا ہے کہ اس کی شاخیں آسمان تک بلند ہیں۔ اس کا سایہ اتنا پھیلا ہے کہ مشرق و مغرب اور شمال جنوب تک ہر طرف اسی کا سایہ ہے۔ بہت سے لوگ اگر اس کے سایہ میں بیٹھ رہے ہیں۔

پھر میں نے اس درخت کی ٹہنیوں سے لڑکی ایسی کڑیں چھوٹی دیکھی ہیں کہ ان کی روشنی کم از کم سورج کی روشنی سے سترگنا زیادہ ہوگی۔ تمام عرب و عجم اس درخت کے سامنے سجدہ ریز ہیں۔

میں نے قریش کے کچھ افراد کو دیکھا ہے کہ وہ اس درخت کو تنے سے کاٹنا چاہتے ہیں۔ لیکن ایک انتہائی حسین و خوبرون جوان ہے جو اس کے سامنے سینہ سپر ہو جاتا ہے۔ اور وہ انہیں کاٹنے سے باز رکھتا ہے۔

میں نے ایک ٹہنی کو کپڑے کی خاطر ہاتھ بڑھایا۔ کہ ایک ہاتھ نے پکار کر کہا۔ اسے مت چھونا تیرا اس میں کوئی حصہ نہیں ہے۔

میں نے کہا۔ یہ درخت میرا ہے۔ میری پشت پر اُگا ہے۔ اور میرا حصہ نہیں یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ اسی ہاتھ نے کہا۔ ذرا تنے کے ارد گرد دیکھ۔ کچھ افراد تجھے تنے سے متعلق نظر آئیں گے۔ یہ ان کا حصہ ہے۔ یہ دیکھ اور سن کہ میں گھبرا گیا۔ اور بیدار ہو گیا۔ پھر سونے کی کافی کوشش کی لیکن نیند نہ آئی۔ اٹھ کر تیرے پاس چلا آیا اب تعبیر بتا۔

کاہنہ نے کہا۔ اگر آپ کا خواب سچا ہے تو چھراپ کی نسل سے ایک نبی پیدا ہوگا جو پورے کہ ارض کا حکمران ہوگا جہاں تک میرا خیال ہے وہ جناب عبد اللہ سے ہوگا۔ اور ابوطالب اس کا نگران ہوگا۔

جناب ابوطالب فرماتے تھے کہ یہی وجہ ہے کہ میں محمد کی نبوت کو اس کے اعلان نبوت سے پہلے تسلیم کر چکا تھا اور ان پر ایمان لا چکا تھا۔

شیخ صدوق نے اسی مذکورہ بالا کتاب میں امام صادق سے روایت کی ہے کہ یہی وجہ تھی کہ جب تک جناب ابوطالب بقیہ حیات رہے اس وقت تک آنحضرتؐ مکہ میں محفوظ رہے اور جب آپ کی وفات ہو گئی تو آنحضرتؐ کو مکہ سے ہجرت کرنے کا حکم دے دیا گیا۔

## جناب عباس ابن عبد المطلب کا خواب

جناب عبد اللہ ابن عباس سے مروی ہے کہ میرے والد جناب عباس نے قبل اسلام کے بعد مجھے اپنا یہ خواب بتایا تھا۔ ابلی میں شیخ صدوق نے لکھا ہے کہ جناب عبد اللہ فرماتے ہیں مجھ میرے والد نے بتایا کہ جب جناب عبد اللہ کی ولادت ہوئی تو میں نے ان کی پیشانی پر نور دیکھا کہ سورج کی روشنی اس کے سامنے ماند نظر آتی تھی۔

ہمارے والد جناب عبد المطلب نے فرمایا۔ میرا یہ بیٹا بڑی عظمت کا مالک ہوگا۔ ایک رات میں نے عالم خواب میں دیکھا کہ جناب عبد اللہ کی پیشانی سے ایک پرتہ نکلا ہے۔ جو بڑی بلند پرواز کر کے مشرق و مغرب کا طواف کرنے لگا کہ ارض کا طواف کرنے کے بعد بیت اللہ پر آکر بیٹھ گیا۔

تمام قریش اس کے گوج جمع ہو گئے اور اسے پکڑنے کی کوشش کرنے لگے۔ اسی دوران میں نے دیکھا تو اس پر بڑے نے نور کی شکل اختیار کر لی۔ اور پھیل کر مشرق و مغرب تک پہنچ گیا یہ دیکھ کر میں بیدار ہو گیا۔ دوسرے دن نبی مکرّم کی ایک معروف کاہنہ عورت کہیں آئی اسے اپنا خواب بتایا۔

اس نے کہا۔ اگر آپ کا خواب سچا ہے تو جناب عبد اللہ کی نسل سے آخری نبی پیدا ہونے والا ہے۔ جس کا دین مشرق و مغرب تک پھیلے گا۔ ازاں بعد میں ہمیشہ جناب عبد اللہ کا احترام کرتا تھا۔ اگرچہ سن میں مجھ سے چھوٹے تھے لیکن میں ہمیشہ ان کی تعظیم کو اٹھتا تھا۔ جب جناب عبد اللہ کی شادی جناب آمنہ سے ہو گئی۔ کچھ ماہ بعد جناب عبد اللہ فوت ہو گئے۔ آنحضرت کی ولادت ہوئی میں جناب آمنہ کے گھر آیا۔ بچے کو دیکھا۔ بے اختیار اسے اٹھانے کو جی چاہا بچے کو اٹھایا اور دیکھا تو مجھے عجیب و غریب آثار نظر آئے۔ ایسے معلوم ہوتا تھا۔ بچے کے مسام سے مشک پھوٹ رہی ہے۔ میرا تمام جسم خوشبو سے مہکنے لگا۔ جناب آمنہ سے میں نے حالات پوچھے تو بیانی نے بتایا کہ

بچے کی ولادت سے میں نے ایک عجیب سی آواز سنی جو کسی انسان کا کلام ہرگز نہ تھا۔ اس کے بعد ہنر سہنس سے ایک علم لہرایا۔ جو اوقات عمر پر اوڑھتا تھا۔ علم کے اوپر سے نور کی ایسی کرن نظر آئی کہ اس کی روشنی میں میں نے تمام کے محلات بھی دیکھے ہیں۔ پھر میرے گرد پرندوں کے پروں کی پھر پھر اڑت ہوئے گی۔

اسی دوران مجھے ایسے معلوم ہوا جیسے شیرہ اسد میرے قریب سے گزری اور مجھے کہہ رہی ہو۔ اے آمنہ تیرے اس ہونے والے بچے نے کاہنوں اور بتوں کا بیڑا عرق کر دیا ہے۔

ولادت کے بعد ایک انتہائی حسین و جمیل عبا میں کمال کا خوبصورت شخص آیا اور مجھے کہا۔ ذرا یہ بچہ مجھے دیے دے اہل آسمان اس کی زیارت کے مشتاق ہیں۔ میں نے بے ساختہ بچہ اٹھا کر اسے دے دیا۔ کافی دیر بعد اس نے بچہ مجھے واپس کیا۔ میں یہ دیکھ کہ حیرت میں رہ گئی کہ اس نے میرے اس لڑکے کو دے کے ساتھ کوئی بات کی جو اب میں میرے

بچے نے بھی اسے کچھ کہا۔ لیکن میں دونوں کی کوئی بات نہ سمجھ سکی۔

میں نے جب آنکھوں کے کندھے سے قمیض ہٹایا تو ہمزوت کو دیکھا جس پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا میں نے یہ واقعہ چھپایا اور کسی کے سامنے اس کا اظہار نہ کیا۔ پھر مجھ پر سب کچھ جیسے بھول گیا۔

## جناب آمنہ سے جناب عبداللہ کا عقد

علامہ مجلسی نے بخاری میں واقعی کے حوالہ سے لکھا ہے عقیل ابن ابی وقاص نکاح خوالہ تھیں نے خطبہ نکاح میں حمد و ثنائے خاتمی سے ابتداء کی تھی خطبہ نکاح۔

رحمن و رحیم اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں۔ اس اللہ کی حمد ہے جس نے ہمیں نسل ابراہیم۔ شجرۃ اسماعیل رشخ نزار۔ اور شجرۃ عبد مناف سے قرار دیا۔ وہ اللہ جو واحد ہے اس کا نہ کوئی شریک ہے نہ نظیر۔ اس کے بعد آپ جناب وہب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا۔ اے ابوالوداع۔ میں آپ کی اجازت سے آپ کی بیٹی کا عقد اپنے سردار زادے سے چار ہزار چاندی کے درہم اور پانچ سو مثقال سونے کے حق ہر کے عوض کرتا ہوں۔ جناب وہب نے فرمایا۔ ہاں درست ہے۔ پھر جناب عبداللہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا۔ اے خواستکاری کرنے والے سردار آپ کو اس حق ہریرہ نکاح قبول ہے۔ جناب عبداللہ نے فرمایا۔ ہاں۔

بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله الذي جعلنا من نسل ابراهيم من شجرة اسماعيل فغصن نزار و من شجرة عبد مناف الها واحدًا لا شريك له ولا نظير. ثم نظر الى وهب وقال. يا ابنا لوداع زوجتك كرميتك آمنة من ابن سيدنا عبد المطلب على صداق اربعة الاف درهم بيض وخمسة مثقال ذهب احمر. قال نعم. ثم قال عبد الله قبلت هذا الصداق يا ايها السيد مخاطب. قال نعم۔

بعد ازاں جناب عبد المطلب نے ایک ہزار درہم جناب عبداللہ کے سر پر بچھا اور کئے اور جناب وہب نے ایک ہزار کا مشک وغیرہ اپنے داماد پر شمار کیا۔ پھر دسترخوان بچھایا گیا جس پر انواع و اقسام کے کھانے چنے گئے برات جب کھانے سے فارغ ہوئی۔ تو۔

جناب عبد المطلب نے فرمایا: اے وہب زفاف آج ہی ہو گا کیونکہ مجھے واپس جانا ہے اور عبداللہ کو بھی ممکن ہے ساتھ لے جانا پڑے۔

جناب آمنہ کو ستوا را گیا جناب عبد المطلب جلد عروسی میں جناب عبداللہ کو ساتھ لے کر خود گئے۔ جناب آمنہ کو رونما ٹی میں نقدی کے علاوہ دنیا اور آخرت کی بشارت دی۔ بہو کی پیشانی کا بوسہ لیا۔ اور باہر تشریف لے گئے



دوسرے دن جب جناب عبداللہ اپنے والد گرامی کی خدمت میں حاضر ہوئے تو جناب عبداللہ نے سب سے پہلے جناب عبداللہ کی جبین پر نگاہ کی۔ دیکھا تو نور کی جو چمک پہلے ہوا کرتی تھی۔ وہ ختم ہو چکی تھی اور پیشانی پر درم کے برابر صرف مدہم سا سفید داغ رہ گیا تھا۔

جناب عبداللہ فوراً اندر آئے جناب آمنہ کی پیشانی پر نگاہ کی تو وہی نور اب جناب آمنہ کی پیشانی میں چمک رہا تھا۔ آپ کبیدہ خاطر ہو کر باہر تشریف لائے اور حبیب راہب کے پاس گئے اسے تمام حال سے آگاہ کیا۔

حبیب راہب نے عرض کیا۔ آپ پریشان نہ ہوں۔ نور وہی ہے۔ صرف مکان بدلنے سے آپ کو مدہم سا نظر آ رہا ہے۔ کیونکہ باپ کی پیشانی میں تھا اور اب صدف عصمت میں ہے۔ واپسی پر جناب عبداللہ نے فیض عربی میں درختوں اور پتھروں سے ایک دوسرے کو مبارکباد دیتے ہوئے سنا کہ۔ نور محمد! اپنی آخری قیام گاہ میں پہنچ چکا ہے چالیس دن گزرے تھے کہ غرب سے پیغام موصول ہو کہ۔ جناب فاطمہ بنت عبداللہ کا انتقال ہو گیا ہے۔

جناب عبداللہ جناب عبداللہ کو ساتھ لے کر غرب تشریف لائے۔ ابھی غرب میں رہتے ہوئے دسواں دن تھا کہ جناب عبداللہ بیمار ہو گئے۔ اور پانچویں دن داعی اہل کو میک کہی۔

جناب عبداللہ جناب عبداللہ کی وفات پر بہت زیادہ روئے۔ اندر سے دروازہ بند کر لیا اور فرماتے تھے نور موت کا این بیٹا فوت ہو گیا ہے۔ آپ نے دیکھا کہ کبیر مکان کی چھت میں تنگاف ہوا۔ اور ہاتھ غیبی نے پکار کر کہا ہم نے امانت منتقل کر دی ہے۔ ایک دن تو انہیں جانا ہی تھا۔

جناب عبداللہ باہر تشریف لائے۔ جناب عبداللہ کو غسل دینے کے بعد دفن کیا۔ اور ان کی قبر پر انتہائی عالی شان مکان بنوا کر قبۂ تعمیر کرایا۔ واپس مکہ آئے۔ جناب آمنہ نے جب اپنے شوہر کی وفات کا حال سنا تو رو کر اپنے کو بے حال کر دیا۔ جناب عبداللہ نے آکر فرمایا۔

بیٹی تجھے مبارک ہو تو سید الاولین والآخرین کی امید ہے۔ بیٹی تجھے معلوم نہیں کہ تیرے رونے سے پوری کائنات غمزدہ ہے۔ تیرے لیے وارث کی وفات کی نسبت جس نور مقدس کی تو امید ہے اس کی طرف درہیان دینا زیادہ اہم ہے۔ پھر جناب عبداللہ نے بی بی کو وہ دو گوشوارے دیئے جو جناب عبداللہ نے اپنی ایک بیٹی کو عنایت فرماتے تھے۔

جب آپ کو صدف عفت میں دوسرا ماہ شروع ہوا تو ذاتِ احدیت نے ایک ملک کو حکم دیا کہ ارض و سماء کے مابین منادی کر کے تمام کائنات کو بتادے کہ۔ نور محمد! عنقریب چمکنے والا ہے۔ اور رحمتِ محمدیہ سے کائنات ہستی معمور ہونے والی ہے۔

جب آپ کو صدف عفت میں تیسرا ماہ ہوا تو ابو قحاذ کہتا ہے کہ شام سے مکہ کو آ رہا تھا۔ جونہی میں مکہ کے قریب ہوا تو میری ناقہ نے اپنا سر زمین پر رکھ دیا میں نے انتہائی جا رحیت کے ساتھ کوڑے برساتے شروع کیے لیکن

لیکن ناتقش سے مس تک نہ ہوئی۔

میں نے حیرت سے کہا۔ تعجب ہے آج تک ایسی سواری نہیں دیکھی جو اپنے مالک سے بے وفائی کرے۔ کسی ہانت غیبی نے آواز دی۔ اسے کچھ نہ کہہ۔ اپنی عقیدت کا اظہار کرنے دے۔ تجھے نظر نہیں آ رہا کہ تمام درختوں نے اپنی ٹہنیاں جھکا دی ہیں۔ اور ہر پتھر اور پھاڑ سے گنگنانے کی آواز آ رہی ہے۔ میں نے سوال کیا۔ اے ہانت غیبی یہ سب کیا ہو رہا ہے۔

ہانت نے جواب دیا۔ نور محمد کی تعظیم ہو رہی ہے۔ انسان کے سوا کائنات عالم کی ہر چیز نے نور محمد کے استقبال کی خاطر اپنی جین نیاز جھکا رکھی ہے۔ اے اپنی والدہ کے صدف عفت میں آئے تیسرا ماہ گزر رہا ہے۔ میں نے سوال کیا۔ یہ ظہور کیا ہوگا۔

ہانت نے کہا: تو دیکھ کر ہی مرے گا۔ بت پرستوں کے لیے وہ عذاب خدا بن کر آ رہا ہے۔ جب صدف عفت میں چوتھا ماہ ہوا تو ہانت کے راستہ پر ایک عابد کا گرجا تھا۔ جو مکہ سے کچھ فاصلہ پر تھا۔ وہ راہب کہتا ہے کہ میں مکہ میں اپنے ایک دوست کو ملنے آیا جب میں عرفات میں پہنچا تو ایک بچے کو زمین پر سجدہ کرتے دیکھا جب راہب کہتا ہے کہ میں اس کے قریب گیا اور اسے اٹھانے کا ارادہ کیا ہی تھا کہ۔ ہانت غیبی نے آواز دی۔ اے کچھ نہ کہنا۔ تو نہیں دیکھ رہا کہ انسان کے سوا بحر و بر میں رہنے والی ہر مخلوق بارگاہ خالق میں شکر اللہ سجدہ ریز ہے۔ کیونکہ اللہ کے حبیب کو اپنی ماں کے صدف عفت میں چوتھا ماہ مکمل ہونے والا ہے۔ اور پانچواں ماہ شروع ہونے والا ہے۔ حبیب کہتا ہے کہ میں نے بچہ کو چھوڑ دیا۔ اور مکہ آیا۔ جناب عبدالمطلب کو ملا انہیں پورا واقعہ بتا دیا۔

آپ نے فرمایا۔ حبیب اگر ہو سکے تو اسے چھپا کے رکھنا۔ ان ذات کے دشمن بہت زیادہ ہیں۔ جب میں واپس اپنے گرجا میں آیا تو ایسے معلوم ہوا جیسے گرجا میں زلزلہ آیا ہوا ہے۔ اور عراب گرجا پر کھڑا ہوا دیکھا آمنوا باللہ ورسولہ محمد بن عبد اللہ اللہ اس کے محمد ابن عبد اللہ رسول پر ایمان لے آؤ۔ فقد آن خروجه۔ فطوبی تھو طوبی اس کا وقت ظہور قریب آچکا ہے۔ خوش نصیب ہے وہ شخص جو اس پر ایمان لایا۔ اور بد نصیب ہے وہ شخص جس نے اس کا کفر کیا۔ اور اس پر نازل شدہ کتاب میں سے ایک حرف کی بھی تردید کی۔

راہب نے کہا۔ میرے خدا! میں اس پر ایمان لے آیا ہوں۔ کبھی کفر نہیں کروں گا۔

جب آپ کو صدف عفت میں ساتواں ماہ شروع ہوا تو سوار ابن قارب جناب عبدالمطلب کے پاس آیا اور عرض کی۔

اے سردار! میں نے شب گذشتہ ایک عجیب ماجرا دیکھا ہے۔ نہ تو میں نیتند میں تھا اور نہ ہی کہہ سکتا ہوں کہ بیدار تھا۔ میں نے دیکھا آسمان کے دروازے کھل گئے ہیں۔ اور اس سے ملائکہ فوج در فوج عجیب و غریب رنگوں کا سامان لے کر اتر رہے ہیں۔ اور ایک دوسرے کو کہتے ہیں۔ زمین کو آراستہ کر دو۔ محمد خاتم الانبیاء کو دقت ظہور قریب سے قریب تر ہوتا جا رہا ہے۔ جو عبدالمطلب کا پوتا ہے۔ پورے کرہ ارض کا نبی ہے۔ سیف قاطع کا مالک ہے۔ اس کے نیزہ کی ضرب سے کوئی نہ بچے گا میں نے ایک ملک سے پوچھ لیا۔ یہ کس کی بات کر رہے ہو؟ اس نے جواب دیا۔ محمد ابن عبد اللہ ابن عبد المطلب کی۔

جناب عبدالمطلب نے فرمایا: یہ واقعہ اپنے نکمہ محدود رکھنا۔ کسی کو نہ بتانا۔

جب آپ کو صدف عفت میں اٹھواں ماہ ہوا تو سمندر کی ایک مچھلی جو تمام مچھلیوں کی سردار ہے اور اس کا نام طینوما ہے۔ وہ سطح سمندر پر آگئی اور اپنی دم پر کھڑے ہو کر تسبیح خالق کرنے لگی۔ ملائکہ نے ہر چند اسے ایسا کرنے سے روکا۔ لیکن اس نے جواب دیا۔ بوم تخلیق سے خالق اکبر نے میری ڈیوٹی لگا رکھی ہے کہ جب میرا آخری نبی اس دنیا میں آجائے تو تو سمندر کی سطح پر میری تسبیح کرنا۔ اب میں نے ملائکہ سے سنا ہے کہ آنحضرت تشریف لے آئے ہیں۔ ملائکہ نے اسے بتایا کہ ابھی وہ دقت نہیں آیا۔ ایک ماہ باقی ہے۔ وہ مچھلی زیر آب چلی گئی۔

جب آپ کو صدف عفت میں نوواں ماہ ہوا تو اوقات احدیث نے دس ہزار ملائکہ کو قندیل بکت زمین پر بھیجا قندیل پر لکھا ہوا تھا۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ مکہ کے جتنے بھی پڑھے ہوئے افراد تھے سب نے وہ قندیلیں بھی دیکھیں۔ اور ان پر جو لکھا ہوا تھا۔ وہ بھی پڑھا۔ جب جناب عبدالمطلب کو یہ اطلاع موصول ہوئی۔ تو آپ نے فرمایا۔ ابھی کسی کو نہ بتاؤ اسے مخفی رکھنے کی کوشش کر دو۔

جب نوواں ماہ مکمل ہونے کو آیا تو کرہ ارض کے ہر واسی نے دیکھا کہ آسمان پر کوئی ستارہ اپنی جگہ نہیں ٹکتا تھا۔ ایک ستارہ دوسرے کے پاس دوسرا تیسرے کے پاس جا کر مبارک باد دیتا تھا۔ یہ سلسلہ تا ولادت قائم رہا۔ اور دنیا دیکھ دیکھ کر حیرت زدہ ہوتی رہی۔

جب نو ماہ مکمل ہو گئے تو جناب آمنہ نے اپنی والدہ جناب برہ کی خدمت میں عرض کیا۔

مال آپ کو معلوم سے میرے دل پورے ہو چکے ہیں۔ آج مجھے اپنے وارث کی یاد بہت ستا رہی ہے اگر آپ اجازت دیں تو میں مکہ کے اندر چلی جاؤں اور اپنے وارث کی یاد میں جی بھر کر رولوں۔ جناب برہ نے فرمایا۔ بیٹی یہ بھی کوئی پوچھنے والی بات ہے۔ تیرے وارث کی جو اتنی اس قابل ہے کہ اس پر خیرا رویا ملے کم ہے۔

جناب آمنہ نے عرض کیا۔

سید کیمنہ  
حیدر آباد سندھ، پاکستان

مال میں دروازہ اندر سے بند کروں گی۔ جب تک میں خود نہ کھولوں کوئی مجھے آواز نہ دے۔

جناب برہ نے فرمایا: بیٹی میں کسی کو نہ آنے دوں گی

جناب آمنہ نے اندر سے دروازہ بند کر لیا۔ اور دل کھول کر روئیں۔ اسی اثنا میں وضع کے آثار نمودار ہوئے۔ جلدی سے اٹھیں دروازہ پر آئیں۔ کھولنا چاہا۔ لیکن دروازہ نہ کھل سکا۔ پریشان ہو کر واپس آئیں۔ دیکھا تو سامنے چار حسین و جمیل مستورات کھڑی تھیں۔ جن کے ساتھ دو کنیریں تھیں۔ ان کے پاس تمام وہ ضروری سامان تھا جو بچے کے لیے ضروری ہوتا ہے۔ ایک مخدرہ نے آگے بڑھ کر جناب آمنہ کو سلام کیا۔ اور عرض کیا۔ آپ گھبراہٹ میں نہیں اس وقت ہم آپ کی ہر خدمت کے لیے حاضر ہیں۔ اور جب تک آپ کو کسی سہارا کی ضرورت ہوگی اس وقت تک ہم آپ کے پاس ہی رہیں گی۔

ایک کنیرہ نے آگے بڑھ کر مستند بچھانی۔ چاروں بیٹیاں ارد گرد بیٹھ گئیں۔ جناب آمنہ کی آنکھیں بند ہونے لگیں۔ ایسے محسوس ہوا جیسے نیند آ رہی ہو، کافی دیر کے بعد جب آنکھ کھلی۔ تو دیکھا بچہ پہلو میں سر بسجود ہے اور اس کے جسم سے مشک و عنبر کی ایک ایسی خوشبو نکلتی رہی ہے جس کی مثال دنیا میں نہیں ملتی۔ اور انگشت شہادت بلند کر کے کہہ رہا ہے۔ لا الہ الا اللہ پھر بچہ ماں کے پہلو میں لیٹ گیا۔ جناب آمنہ نے خوش ہو کر اٹھایا۔ دیکھا تو بالوں میں لنگھی کی ہوئی تھی۔ آنکھوں میں سرمہ لگا ہوا تھا۔ پیشانی اور ٹھوڑی پر سرمہ سے تلی سے ہوئے تھے۔ خوشبو سے مہکتے ہوئے کپڑے زیب تن تھے۔ آپ کے رخساروں سے نوکی کوئیں چھوٹ رہی ہیں۔ مکہ میں تاریکی نام کو نہیں تھی

## وقت ولادت آثار عالم

ایوان کسری کے چودہ لنگرے گر گئے۔

ایران میں ہزار سال سے جلنے والے سات آتشکدے بجھ گئے۔

دیباٹے سادہ خشک ہو گیا۔

ہر اس گھر میں جو کچھ پڑھنے والے تھے کافی دیر تک روشنی رہی۔

ہر بت خانہ کے بت اوندھے منہ گر گئے۔

جناب آمنہ نے آنحضرت کی جبین میں سے چمکنے والے نور کی روشنی ہی کو ارض کا مشاہدہ کیا۔

مولف :

اجتاج طبری میں حضرت علی کا ایک یہودی سے طویل مکالمہ ہے۔ ہم بقدر ضرورت نقل کئے دیتے ہیں۔

یہودی نے کہا: آپ اپنے دین کو ہمارے اور عیسائی دین سے بترسکتے ہیں حالانکہ حضرت عیسیٰؑ نے ہمارے

میں کلام کیا تھا۔

حضرت علیؑ نے فرمایا: بالکل درست ہے۔ لیکن تمہیں معلوم نہیں کہ ہمارے نبیؐ نے بھی کلام کیا تھا۔



یہودی نے کہا۔ وہ کیسے؟

آپ نے فرمایا۔ جب آپ صدفِ عفت سے عالمِ وجود میں تشریف لائے تو آپ نے اپنا بایاں ہاتھ زمین پر رکھا اور وائیں ہاتھ کی انگشت شہادت کو بلند کر کے۔ لا الہ الا اللہ انی محمد رسول اللہ پڑھا۔

آپ کی جبینِ مبین سے ایسا نورِ ظاہر ہوا کہ تمام اہل مکہ نے شام۔ بصرہ۔ یمن اور اصطنخر کے تمام محلات کچھم خود دیکھے اتنا نور تھا جسے دیکھ کر تمام بن و انس گھبرا گئے تھے۔

اب پھر سجاد سے واقفی کی روایت کی تکمیل کرتے ہیں۔ جب آپ کا ظہور ہو گیا تو چاروں مستورات نے آپ کو رومال میں لپیٹا۔ جنابِ آمنہ کی گود میں دیا۔ اور کسی مزید ضرورت کا پوچھا۔ جنابِ آمنہ نے فرمایا۔ اب مجھے نہ کوئی تکلیف ہے اور نہ ضرورت۔ وہ مستورات بی بی سے اجازت لے کر واپس جنت میں چلی گئیں۔ اور جنت میں جا کر تمام اہل جنت کو ولادتِ سرور انبیاء کی مبارک باد پیش کی۔

ان کے بعد جنابِ جبریل اور میکائیل مکہ میں داخل ہوئے۔ آنحضرت کو جنابِ آمنہ کی گود سے لیا۔ اب کوثر سے غسل دیا۔ جنابِ جبریل نے عرض کیا۔

اے ام سیدہ الانبیاء۔ آپ پریشان نہ ہوں۔ ہم آپ کے خادم ہیں یہ غسل کسی نجاست کے دور کرنے کی خاطر نہیں دے رہے ہیں۔ یہ اب کوثر ہے۔ حوضِ کوثر کی لذت اور شیرینی کو دو چند کرنے کی خاطر غسل دے رہے ہیں۔ اب کوثر سے غسل دیتے کے بعد جبریل نے آپ کو اٹھایا۔ میرے پہلو میں سلایا۔ اتنے میں دروازہ پر دستک سی محسوس ہوئی۔ جبریل دروازہ پر گیا۔ واپس آکر۔ مجھے کہا۔ ملائکہ ارض و سما اپنے آقا کو سلام کرنے کی خاطر آئے ہیں۔ آپ پریشان نہ ہوں۔ جلدی واپس چلے جائیں گے۔

میں دیکھ رہی تھی۔ گروہ درگروہ ملائکہ اگر سلام کرنے لگے سلام یوں کرتے تھے۔

السلام علیک یا محمد

السلام علیک یا احمد

السلام علیک یا حامد

جب تمام ملائکہ واپس چلے گئے اس وقت بی بی اٹھیں۔ دروازہ پر آئیں۔ دروازہ کھولا اپنی والدہ جنابِ برہ اور والد کو ہلکا مبارک باد پیش کی۔ اور انہیں تمام وہ واقعات بتائے جو ملاحظہ فرما چکی تھیں۔ جنابِ وہب نے فوراً غلام کو بلایا اور فرمایا ابھی جا کر عبدالمطلب کو مبارک باد دے۔

تمام اہل مکہ وہ سب کچھ دیکھ رہے تھے۔ جو پیش آ رہا تھا۔ لیکن کسی کو کچھ پتہ نہیں چل رہا تھا۔ خود جنابِ عبدالمطلب بھی کوہ صفا پر کھڑے ہو کر ہونے والے آثار ملاحظہ فرما رہے تھے کہ اتنے میں غلام نے آکر مبارکباد دی۔

آپ نے فرمایا۔ میں تیرے ہی انتظار میں تھا۔ جو کچھ میں دیکھ رہا تھا۔ یقیناً تو مجھے تھا کہ یہ سب خوشیاں میرے

## ولادت

والی العصر ثرث والی العصر ثرث والی العصر ثرث

ہی مولود کے لیے منائی جا رہی ہیں۔ مجھے تصدیق کا انتظار تھا۔ چنانچہ آپ اپنی تمام اولاد کو لے کر جناب وہب کے گھر تشریف لائے جناب آمنہ کے پاس گئے۔ مولود کو ہاتھوں پر اٹھایا۔ حمد خدا کی۔

• بحار ہی میں علامہ مجلسیؒ نے جناب آمنہ کی زبانی ایک روایت یوں درج کی ہے کہ پہلے ماہ مجھے حضرت آدمؑ کی زیارت ہوئی آپ نے فرمایا۔ بیٹی مبارک ہو تو نور سید الانبیاءؑ کی امینہ ہو چکی ہے دوسرے ماہ جناب اور لیس کو خواب میں دیکھا انہوں نے فرمایا۔ آمنہ تجھے مبارک ہو تو نبی کو نبی کی ماں بننے والی ہے۔

تیسرے ماہ جناب نوحؑ نے عالم خواب میں یہ فرما کر مبارک دی کہ تو فاختہ نبی کی ماں ہونے والی ہے۔

چوتھے ماہ جناب ابراہیمؑ نے خواب میں مبارک کیلادی کہ بیٹی تو جیل نبی کے نور کی امینہ ہے۔

پانچویں ماہ جناب داؤدؑ نے مبارک باد دی کہ آمنہ صاحب مقام محمود کے نور کی امینہ ہے۔

چھٹے ماہ جناب اسماعیلؑ نے مبارک باد دی بیٹی مبارک ہو تو باعظمت نبی کے نور کی امینہ ہے۔

ساتویں ماہ جناب سلیمانؑ نے آکر مبارک دی کہ آمنہ اللہ نے تجھے صاحب برہاں نبی کی امینہ بنایا ہے۔

آٹھویں ماہ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا۔ نبی کریم کی ماں مبارک ہو۔

نویں ماہ حضرت عیسیٰؑ نے آکر مبارک دی کہ آمنہ تجھے فصیح و بلیغ نبی بیٹا مبارک ہو۔

• شہید ثانی کے استاد ابوالحسن بکری نے اپنی کتاب الانوار میں حالات ولادت کے واقعات کچھ اس طرح

لکھے ہیں جب آنحضرتؐ کا نور انور صرف عفت جناب آمنہ میں منتقل ہوا تو ہر ماہ کی پہلی تاریخ کو ہالفت غیبی جناب آمنہ

کا نام لے کر آواز دیتا تھا۔ خاتم الانبیاءؑ کو تیری امانت میں آئے ہوئے اتنے ماہ گزر چکے ہیں۔ بی بی جناب عبداللہ

کو مطلع کرتی تھیں۔ جب ساتواں مہینہ ہوا تو جناب عبدالمطلب نے فرمایا۔ بیٹے تجھے معلوم ہے کہ نور محمدؐ کے ظہور میں

بہت کم عرصہ رہ گیا ہے اور میں ان کے ظہور پر ان کی شایان شان تمام عرب کو دعوت دینا چاہتا ہوں۔ آپ شرب

چلے جائیں اور وہاں سے ضروری سامان خرید لائیں۔

جناب عبداللہ شرب کو روانہ ہو گئے۔ آپ شرب پہنچ کر بیمار ہو گئے۔ اور وہیں آپ کی وفات ہو گئی۔ جب

آپ کی خبر وفات مکہ میں پہنچی تو پورا مکہ ماتم کہہ بن گیا۔ جناب آمنہ تنہا اپنے گھر میں رہتی تھیں۔ ظاہر ا کوئی آثارِ حل

نہیں تھے۔ بی بی دلی میں پریشان رہتی تھیں کہ۔ آج تک جناب عبدالمطلب نے مجھے اظہار سے متفق فرمایا ہے۔

اب کسی عورت کو علم نہیں ہے۔ کہ میرے بچہ ہونے کا وقت قریب تر ہوتا جا رہا ہے۔

جب وقت ولادت قریب ہوا۔ بی بی نے دیکھا چند حسین و جمیل مستورات بی بی کے پاس آئیں۔ ان کے

ہاتھوں میں شیخے کے جام تھے۔ انہوں نے مجھے سلام کیا۔ اور ایک جام بلور جس میں خوش رنگ سا شربت

تھا پیش کر کے کہا اسے نوش فرمائیں۔ میں نے شربت بھی پی لیا۔ اور دل میں سوچتی رہی کہ دروازہ اندر سے

بند تھا۔ یہ عورتیں آیکسے گئی ہیں۔

انہوں نے میرے تفکرات بھاپ لئے اور کہا۔ آپ گھبرا ئیں نہیں۔ آپ سید الاولین والآخرین کی ماں ہیں۔ اہم جنت سے عورتیں آپ کی خدمت کی خاطر آئی ہیں۔

پھر وہ مستورات اٹھ کر چلی گئیں۔ اور مجھے ایسے معلوم ہوا کہ آسمان وزمین کے مابین ریشمی پردے تان دئے گئے ہیں۔ اور ایک آواز آرہی ہے۔ اسے جلدی اٹھاؤ۔ حاسدین کی نگاہوں سے چھپا لو۔ کائنات کا دلی آگیا ہے۔ مجھے تو کچھ معلوم ہی نہ ہوا۔ میں تو اتنا بھی نہ جان سکی کہ میں جاگتی ہوں یا بیدار ہوں۔ میں نے دیکھا کہ میرے سامنے میرالال تھا۔ جس نے سر سجدہ میں رکھا ہوا تھا۔ دائیں ہاتھ کی انگشت شہادت اٹھا رکھی تھی۔ اور لا الہ الا اللہ انی محمد ابن عبد اللہ ورسولہ پڑھ رہا تھا۔

پھر ایک سفید بادل نمودار ہوا اور میرے مولود پر چھا گیا۔ مجھے میرا بچہ نظر نہیں آ رہا تھا۔ میں گھبرا کر فریاد کرنے والی تھی کہ ہالٹ عجبی نے کہا۔ آمنہ خوف نہ کھا۔

پھر میں نے ایک آواز سنی۔ اُو جلدی جلدی حبیب خدا کا سلام کرلو، ان کی ماں بہت پریشان ہے۔

پاک بھکنے کی دیر گزری تھی کہ میں نے اپنے مولود کو اپنی گود میں دیکھا۔ خوشی سے میرے آنسو چھلک پڑے۔

میں نے دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں سرمہ لگا تھا۔ سر میں خوشبودار تیل ڈالا ہوا تھا۔ اور اس کے ہاتھ میں تین چابیاں تھیں۔ ایک شخص اس کے سر ہانے کھڑا تھا اور کہہ رہا تھا۔

محمدؐ نے نصرت دی۔

نبوت - اور

کعبہ کی چابیاں حاصل کر لی ہیں۔

پھر میں نے دیکھا پہلے بادل سے بھی بڑا سفید بادل چھا گیا۔ اس سے تسبیح و تہجد کی آواز آرہی تھی۔ ایک ہالٹ عجبی کہہ رہا تھا۔ انبیاء اور اوصیاء کو طواف کر لیتے دو۔ اسے اللہ نے۔

آدمؑ کی صفوت۔ نوحؑ کی نجابت۔ ابراہیمؑ کے علم۔ اسماعیلؑ کی فصاحت۔ یوسفؑ کے جمال الوب کے صبر و ادب کے لمحہ۔ یحییٰؑ کے زہد۔ عیسیٰؑ کے کرم۔ اور موسیٰؑ کی شجاعت سے نوازا ہے۔

اس کے بعد میں نے تین آدمیوں کو دیکھا ان کے چہروں سے نور نکل رہا تھا۔ آکھ نہیں ٹھہرتی تھی۔ ایک کے ہاتھ میں چاندی کا آفتاب تھا۔ دوسرے کے ہاتھ میں زبرد کا طشت تھا۔ تیسرا خالی ہاتھ تھا اس نے آگے بڑھ کر پہلے سلام کیا پھر عرض کیا۔ اے حبیب خدا جہاں سے چاہیں اسے پکڑ لیں۔ میرے بیٹے نے اس کے درمیان سے پکڑا میں نے سنا وہ کہہ رہا تھا۔ دیکھو محمدؐ نے کعبہ کو اپنے قبضہ میں لے لیا ہے۔

پھر انہوں نے میری گود سے میرا بیٹا اٹھایا۔ طشت میں بٹھایا۔ جس کے ہاتھ میں پانی تھا اس نے پانی ڈالا۔

پھر لباس پہنایا۔ اور میرے پیٹے کے کان میں کچھ کہا۔ جس کا جواب میرے مولود نے دیا۔ میں دونوں کی بات سمجھ نہ پائی۔ جب وہ جانے لگے تو ایک نے کہا۔

اے حبیب خدا آپ کو مبارک ہو آپ سید الاولین والآخرین ہیں۔ اور آپ قیامت میں شیعہ ام ہوں گے پھر میں نے دیکھا تین علم لہرائے ایک علم مشرق میں۔ ایک مغرب میں اور تیسرا کبیر پر تھا۔ اللہ نے میری آنکھوں کے سامنے سے تمام حجابات اٹھا دیئے۔ میں نے تحت الزمرا سے عرش علی تک مشرق سے مغرب تک اور شمالی سے جنوب تک پوری کائنات کو دیکھا۔

جناب عبدالمطلب فرماتے ہیں کہ جب محمد کی ولادت ہوئی اس وقت میں طواف بیت اللہ کر رہا تھا۔ میں نے دیکھا تمام بت فرضی پر اوندھے گر گئے۔ میں نے ایک ہاتھ غیبی کی آواز سنی کہہ رہا تھا۔

آمنہ کے صدفِ عفت سے نور محمد کا ظہور ہو چکا ہے میں ششدر گیا۔ میرا دل تیزی سے دھڑکنے لگا میں بات بھی نہ کر سکتا تھا۔ میں جلدی جلدی بابِ نبی شیعہ کی طرف بڑھا۔ ایسے نظر آیا جیسے صفا اور مردہ محور قرض ہوں میں بڑی جلدی سے آمنہ کے گھر آیا۔ میں نے دیکھا ایک بہت بڑے بادل نے آمنہ کے پورے گھر کو گھیر رکھا ہے۔ میں دروازہ کے قریب ہوا تو خوشبو کے بھیکے میرے منہ میں دماغ کو مہر کر گئے۔ میں آمنہ کے پاس آکر دیکھا تو انتہائی اطمینان سے بیٹھی ہوئی تھی۔

میں نے کہا۔ میرا بچہ کہاں ہے؟

آمنہ نے کہا۔ مجھ سے لے گئے ہیں۔ کہہ رہے تھے تین دن بعد واپس کریں گے۔

مجھے آفسوس ہوا کہ کہیں کوئی حاسد اور دشمن دھوکا سے نہ لے گیا ہو۔

میں نے پوچھا کس طرف لے گئے ہیں؟

آمنہ نے دوسرے کمرے کی طرف اشارہ کیا۔ میں تلوار بکف اس کمرہ کی طرف گیا دروازہ پر مجھے ایک غور و شخص

نظر آیا۔ اس نے کہا۔ اے جد سید الانبیاء آپ نہ گھبراہیں۔ محمد کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔ تین دن کے بعد آپ کی امانت

آپ کو لوٹا دی جائے گی۔

میں مطمئن ہو کر واپس آگیا۔ آمنہ کو تسلی دی۔ گھبراہٹ جو اس نور کو لانے والا ہے۔ وہی اس کا محافظ ہے۔

آپ کی شب ولادت عرب کے دو معروف کاہن سطح اور دثق مر گئے۔ درقا اپنے گھر بیٹھی ہوئی تھی کہ

کہ وقت ولادت اس کی بے ساختہ چرخ بھل گئی اور بے ہوش ہو کر گر گئی۔ جب ہوش میں آئی تو کہنے لگی۔

اما الحال فقد مضی لسبیلہ۔ ومضت کھانہ مشعرا کھان۔ جو چیز حال نظر آتی تھی اپنے پروگرام کے مطابق ہو گئی۔

جاء البشیر فکیف لی بہلا کہ۔ ایسے گناہے۔ جیسے کاہنوں کا علم بیکار ہو گیا ہے۔

ہیمات جاء الوجی با علان۔ بشیر ثواب آگیا ہے کہ وحی خدا کا میں علی الاعلان آگیا ہے



تین دن بعد جناب عبدالطلب جناب آمنہ کے پاس آئے تو آنحضرتؐ آپ کی گود میں تھے۔ آپ نے اٹھایا اور بوسہ دیا۔ آپ اپنے جد امجد اور ماں کو دیکھ کر اسی طرح مکرراتے تھے جس طرح ایک سال کا بچہ مکرراتا ہے۔ جب پورے مکی میں اطلاع ہو گئی تو دایاں جناب آمنہ کو مبارک دینے آئیں۔ حسرت سے عرض کرتی تھی کہ آپ نے ہمیں اطلاع ہی نہیں دی۔

جناب آمنہ نے فرمایا۔ مجھے خود پتہ نہیں چل سکا۔ مجھے کسی عورت کی ضرورت محسوس ہوتی تو میں اطلاع دیتی مجھے تو اس وقت تک کسی عورت کی ضرورت محسوس نہیں ہو رہی۔

ان دن بعد روزانہ دایاں آپ کی خدمت کے لیے آتیں۔ لیکن جب اگر دیکھتیں تو ایسے معلوم ہوتا تھا جیسے آپ کو کسی نے غسل بھی دے دیا ہے۔ اور تیل و سرمہ بھی لگا دیا ہے۔ جناب آمنہ سے شکوہ کے انداز میں عرض کرتیں کہ آپ ہمارا انتظار بھی نہیں کرتیں۔

جناب آمنہ جواب میں فرمائیں۔ میں کس بات کا انتظار کروں۔ جب مجھے بھی پتہ نہیں چلتا کہ میرے لالہ کو کون غسل دیتا ہے۔ اور کس وقت دیتا ہے۔ کون سرمہ لگاتا ہے اور کس وقت لگاتا ہے۔ میں اسی طرح دیکھتی ہوں۔ جس طرح تم دیکھ رہی ہو۔

ساتویں دن جناب ابوطالب نے ایسی عمومی دعوت کی کہ پورا مکہ تین دن تک بیسہرہ ہو کے کھاتا رہا۔ جناب بابویر نے امالی میں لیث ابن سعد سے روایت کی ہے کہ ایک دن کعب الاحبار معاویہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے کعب سے کہا۔ آپ کی کتابوں میں آنحضرتؐ کی ولادت کیلئے کچھ ہے؟ اور کیا آپ کی کتب میں عزتِ نبویہ کے سلسلہ میں بھی کچھ ہے؟

کعب نے حضرت معاویہ کی طرف دیکھا حضرت معاویہ نے جو کچھ تو نے پڑھا ہے بے شک بتا دے۔ تجھے اجازت ہے۔ کعب نے کہا میں نے بہتر آسمانی صحیفہ پڑھا ہے۔ اور ہر صحیفہ میں میں نے آنحضرتؐ کی ولادت کی کیفیت پڑھی ہے۔ اور ہر کتاب میں آنحضرتؐ کے ساتھ آپ کی عزت کی کیفیت ولادت بھی دیکھی ہے۔

صرف دو نبی ایسے ہیں جن کی خدمت پر اللہ نے ملائکہ کو مامور کیا ہے۔ ایک حضرت عیسیٰؑ اور دوسرے خاتم الانبیاءؐ ان آسمانی کتب کے مطابق جس رات نور نبوت جناب عبداللہؐ سے جناب آمنہ کے صدفِ عفت میں منتقل ہوا۔ آسمان سے ایک منادی نے ندا دی۔ اے اہل ارض! تمہیں مبارک ہو۔ خاتم الانبیاءؐ کا نور اپنے آخری مستقر میں منتقل ہو چکا ہے۔ اسی طرح کی ندا آسمانوں اور سمندروں میں بھی دی گئی۔

کائنات عالم کے ہر موجود کو اس خبر سے مطلع کر دیا گیا۔

ذاتِ احدیت نے آنحضرتؐ کی شب ولادتِ جنت میں ولادت کے نام سے ایک کالونی بنانے کا حکم دیا۔ جس میں ستر ہزار محلِ سرخ یا قوت سے اور ستر ہزار محلِ آبدار موتیوں سے بنائے گئے۔



اللہ نے جنت سے فرمایا۔ جتنا خوش ہو سکتی ہے خوشی ہو تیرے اولیاء کا نبی کرہ ارضی پر ظاہر ہو چکا ہے صحیفہ انبیاء کے مطابق اس دن سے لے کر قیامت تک جنت مسکراتی رہے گی۔

ہر پہاڑ کے ہر پتھر نے باواز بلند لا الہ الا اللہ پڑھا۔ کہہ ارضی کے تمام پہاڑوں نے کوہ ابرقیس کی عظمت کو جھک کر سلام کیا۔ چالیس دن تک روئے ارضی کے ہر درخت نے ولادت سرور انبیاء کی خوشی میں جھوم جھوم کر اظہار خوشی کیا حوض کوثر اس خوشی میں چھلکا تو اس سے یاقوت اور موتیوں کے سات لاکھ محلات بن گئے۔

تمام بت اپنے بت خانوں میں اوندھے منہ گر گئے۔ قریش نے کعبہ سے یہ آواز سنی۔

لے قریش تذیر آگیا ہے جس کے ساتھ دائمی عزت اور طویل تیزی ہے۔ جو خاتم الانبیاء ہے۔

میں نے صحیفہ انبیاء میں جو کچھ دیکھا ہے وہ یہ ہے کہ نہت خاتم الانبیاء آنحضور کے بعد افضل کائنات ہے۔

جب تک خاتم الانبیاء کی عزت روئے زمین پر رہے گی اہل ارضی و سما عذاب سے محفوظ رہیں گے۔

معاویہ نے کہا اے ابوالحاکم عزت خاتم الانبیاء کون ہے۔

کعب نے کہا۔ صحیفہ انبیاء کے مطابق عزت خاتم الانبیاء اولاد فاطمہ ہے۔

معاویہ یہ سن کر کچھ غضبناک سا ہو گیا۔ لیکن کعب نے اس کی پروا نہ کی اور کہا صحیفہ انبیاء کے مطابق فاطمہ کے دو

شہزادے جو انان جنت کے سردار ہوں گے۔ دونوں شہید ہوں گے۔ اور ان کے قاتل کائنات عالم کے بدترین انسان ہوں گے۔

معاویہ نے پوچھا۔ کس قبیلہ سے ہوں گے؟

کعب نے کہا۔ قریش سے ہوں گے۔

معاویہ نے کہا۔ اب دربار برخاست کرو۔

چنانچہ دربار برخاست ہو گیا۔ ہم سب اٹھ گئے۔

## آپائے نبی اور بت پرستی

شیخ صدوق نے اصبح ابن نباتہ سے روایت کی ہے کہ

حضرت امیر المومنین نے ایک دن فرمایا۔ بخدا! میرے والد۔ میرے چچا عبد اللہ و ابا عبد المطلب اور پرداد و عبد مناف کہیں سے کسی نے بھی کبھی بت پرستی نہیں کی اور نہ ہی کبھی بنی ہاشم میں۔ بنی عبد مناف کا دیگر قریش کی طرح کوئی بت رہا۔ آپ سے سوال کیا گیا۔ قبلہ! آخر وہ کس دین پر عمل کرتے تھے؟

آپ نے فرمایا۔ کعبہ کو قبلہ مان کر ملت ابراہیمی کے مطابق نماز پڑھتے تھے اور دیگر احکام میں بھی ملت ابراہیمی ہی کی پیروی کرتے تھے۔

# معجزات سرور انبیاء

بحاریں مناتب کے حوالہ سے منقول ہے کہ - یقیناً معجزات سرور انبیاءؑ نے دکھائے ہیں اور کسی نبیؑ نے اتنی مقدار میں معجزات نہیں دکھائے۔ مورخین اور محدثین کے شمار کے مطابق آپ کے معجزات کی تعداد چار ہزار چار سو چالیس تھی ان میں سے تین ہزار معجزات مروی ہیں اور چودہ سو چالیس معجزات کی تعداد تو موجود ہے لیکن ان کی کیفیت وغیرہ معلوم نہیں ہو سکی۔

ان معجزات کی چار اقسام ہیں -

- قبل الولادة معجزات • بعد از ولادت معجزات
- بعد البعثت معجزات
- بعد الوفا معجزات

ان تمام معجزات میں سے پانڈارترین اور غالب ترین معجزہ قرآن کریم ہے جو اپنے نزول لمحہ اول سے لے کر قیامت تک معجزہ ہے۔ اپنے اس دعویٰ کو چند ایک دلائل سے ثابت کر سکتے ہیں۔

۱۔ ہر نبی کا معجزہ اس وقت کے حالات کے مطابق اپنے وقت کے اعلیٰ ترین کمال کو مغلوب کر دیتا ہے۔ مثلاً حضرت موسیٰؑ کے دور میں جادو گر اپنی انتہا کو پہنچی ہوئی تھی۔ ذاتِ احدیت نے حضرت موسیٰؑ کو ایسے معجزات سے نوازا جس نے جادو گروں کا ناظرہ بند کر دیا۔

عصا دیا جو سانپ بن کر جادو گروں کے جادو کو ہضم کر گیا۔

دریا کو مریب عصا سے اس طرح روکا کہ دونوں طرف سے پانی موجود رہا لیکن راستہ پر دھول اڑنے لگی۔

عصا سانپ بن گیا۔

حضرت عیسیٰؑ کے زمانہ میں طبابت اپنے نقطہ عروج پر تھی اللہ نے ایسا معجزہ عنایت کیا جس نے حاذق طبیبوں کے چھکے چھڑا دیئے دستِ شفا رکھنے سے مریض شفا یاب ہو جاتے تھے۔

مردے زندہ ہو جاتے تھے۔

نا قابل علاج مریض ایک پھونک سے صحت مند بن جاتے تھے۔

۲۔ آنحضرتؐ کے زمانہ میں عرب کی فصاحت و بلاغت اور شجاعت و ہمت کا کمال تھا۔ ذاتِ احبہؓ نے قرآن دیا اور پھر انہی عربوں کو چیلنج کیا جو غیر عرب کو۔ عجم۔ (گو نگا) کہتے تھے کہ لاؤ قرآن جیسی ایک سورت بنا کے لاؤ۔  
۳۔ ہر قوم کا معجزہ ان کی فکر کے مطابق ہوتا ہے۔ چونکہ جنابِ موسیٰؑ و عیسیٰؑ کی قوم ذہناً پختہ تھی اس لیے انہیں ایسے معجزات دیئے گئے۔ جو ظاہراً بڑے آسان تھے۔ لیکن عرب انتہائی پختہ کار اور پختہ فکر کے مالک تھے اس لیے امتِ نبویہ کو ایسا معجزہ دیا۔ گیا جس کا تعلق بالغِ نظری سے ہے۔

۳۔ ہر نبی کا معجزہ اس کے وجود کے بعد کالدم ہو گیا۔ لیکن قرآن آنحضرتؐ کے بعد بھی معجزہ ہے۔ اور قرآن کا چیلنج آج بھی موجود ہے۔ آج سترہ برس نزولِ قرآن کو گزر چکے ہیں مگر پھر بھی ایسے معلوم ہوتا ہے جیسے آج کی بات کر رہا ہو۔ رپانچ سو ستر برس تو تولد کے وقت گزرے تھے آج تو ہمارے زمانہ میں چودہ سو دس ہجرتِ نبویہ کو اور چودہ سو تیس برس آغازِ نزولِ قرآن کو گزر رہے ہیں۔

خراجِ اہر جراح کے مطابق آنحضرتؐ کے ایک ایک عضو بدن میں معجزہ تھا۔

- سر مبارک کا معجزہ یہ تھا کہ بادل سایہ کھاں رہتا تھا۔
- آنکھوں میں وہ اعجاز تھا کہ جس طرح آگے کو دیکھ سکتے تھے۔ اس طرح پیچھے بھی دیکھ سکتے تھے۔
- کانوں میں یہ اعجاز تھا کہ آپ جس طرح عالم بیداری میں باتیں سنتے تھے۔ اسی طرح عالم خواب میں بھی سنا کرتے تھے۔
- زبانِ مبارک کی اعجاز مائی یہ تھی کہ اگر کسی حیوان سے پوچھا کہ میں کون ہوں تو اس نے فوراً بتا دیا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ جیسا کہ ہر نبی کا معروف واقعہ ہے۔ آپ نے اس سے سوال کیا۔ من انا؟ اس نے جواب دیا۔ انت رسول اللہ۔

- ہاتھوں میں دیگر معجزات کے علاوہ یہ اعجاز بھی تھا کہ جب چاہتے انگلیوں سے پانی کے چٹے چھوٹنے لگتے۔
- پاؤں کا ایک معجزہ یہ بھی تھا کہ ایک مرتبہ جنابِ ہابر نے عرض کیا۔ قبلہ میرے کنوئیں کا پانی تلخ ہے۔ آپ نے اپنے پاؤں دھوئے اور غسالہ طشت میں ڈال کر جابر سے فرمایا اسے کنوئیں میں ڈال دے۔ پانی میٹھا ہو گیا۔
- آپ کے جسمِ مبارک میں یہ معجزہ تھا کہ آپ کا سایہ نہ تھا۔ کیونکہ آپ نور تھے اور نور کا سایہ نہیں ہوتا۔
- آپ کی پشتِ مبارک کا معجزہ یہ تھا کہ اس پر مہرِ نبوت تھی جس پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا۔

تفسیر امامِ عسکریؑ میں ہے کہ۔ ابو یعقوب کہتا ہے میں نے امامِ مکیؑ سے سوال کیا۔

کیا آنحضرتؐ اور حضرت علیؑ کے پاس اتنے معجزات تھے جتنے حضرت موسیٰؑ کے پاس تھے؟

آپ نے فرمایا۔ ان کے پاس وہ تمام معجزات تھے جو ہر نبی کے پاس فرداً فرداً تھے۔ اور ان سے زائد بھی تھے۔

آپ نے فرمایا:

ان کے پاس وہ تمام معجزات تھے جو انہی کے پاس فرداً فرداً تھے۔ اور ان سے زائد بھی تھے۔ حضرت موسیٰ کے پاس تو ایک مخصوص عصا ہی تھا۔ جو اژدہا بن جاتا تھا۔ لیکن آنحضرتؐ کسی ایک مخصوص عصا کے محتاج نہ تھے۔ جس شاخ کو جب چاہتے سانپ بنا ڈالتے۔

ایک مرتبہ یہودیوں کا ایک گروہ آنحضرتؐ کے پاس آیا اور کہنے لگے۔ اے محمدؐ اگر تو اپنے دعویٰ میں سچا ہے تو حضرت موسیٰؑ کے عصا کی طرح معجزہ دکھا ہم آپ کو ان لیں گے۔ آپ نے فرمایا:

مالویا زمانو یہ تمہارا کام ہے۔ چونکہ میں نے دعوائے نبوت کیا ہے اس سے اس کی تصدیق و تائید کا تقاضا ہے

کہ میں آپ لوگوں کا مطالبہ پورا کروں۔

تہمیں معلوم ہے کہ حضرت موسیٰؑ کا مخصوص عصا تھا صرف وہی اژدہا بن سکتا تھا؟ یہودیوں نے کہا۔ واقعاً ایسا ہے۔

آپ نے فرمایا:

اللہ نے محمدؐ کو کسی ایک مخصوص عصا کا پابند نہیں کیا۔ بلکہ میں جس چیز کا بھی ارادہ کروں وہ میری جیب سے ہو جاتی ہے جیسے میں ارادہ کرتا ہوں۔

اب جب تم گھر جاؤ گے تو رات کو دیکھو گے۔ تمہارے مکان کی چھت میں غنی لکڑیاں ہیں اپنے اپنے حجم کے مطابق سانپ بن جائیں گی۔ وہ تم پر حملہ آور ہوں گے۔ تم میں سے چار آدمی خوف سے مرجائیں گے اور بقیہ بے ہوش ہو جائیں گے۔ صبح تمہاری قوم کے افراد تمہارے پاس آئیں گے تم انہیں رات کا واقعہ سناؤ گے وہ تمہاری بات ماننے سے انکار کر دیں گے۔ چھت کی وہی لکڑیاں ایک مرتبہ پھر اژدہا بن جائیں گی۔ وہ یہ دیکھ کر تمہاری بات مانتے پر مجبور ہو جائیں گے۔

تم میں سے جو شخص اس خوف سے محفوظ رہنا چاہے وہ یہ دعا پڑھ لے وہ نابے ہوش ہوگا اور نہ مرے گا۔

اللہم بجاہ محمد الذی اصطفیٰہ وعلی الذی ارتضیٰہ واولیائہم الذین من سلوٰہم لہم امرہم لما قویٰتی علی ما یری اگر مر جائے والوں پر یہی دعا پڑھی جائے تو وہ بھی زندہ ہو جائیں گے۔

یہ لوگ آنحضرتؐ کا مذاق اڑاتے ہوئے واپس اس جگہ آئے جہاں کے متعلق آنحضرتؐ نے فرمایا تھا۔ وہاں بھی بیٹھ کر یہ لوگ مذاق ہی کرتے رہے۔ حتیٰ کہ چھت میں چڑچڑاہٹ شروع ہو گئی۔ جب انہوں نے چھت کی طرف دیکھا تو ان کی نگاہوں کے سامنے چھت کی لکڑیاں اژدہا اور سانپ بننا شروع ہو گئیں یہ دہشت زدہ ہو گئے انہیں مذاق بھول گیا۔ اور تھر تھر کانپنے لگے کسی میں اتنی ہمت تک نہ تھی کہ وہاں سے اٹھ کر باہر بھاگ جائے۔ سانپ اور اژدہا رینگنے لگے۔ دیوار سے نیچے اترے۔ انہیں اترتا دیکھ کر چار آدمی تو مر گئے۔ سانپوں نے اثاثہ خانہ کو ٹنگنا شروع



کر دیا۔ دیگر تمام لوگ بے ہوش ہو گئے۔ کچھ لوگ آنحضرتؐ کی بتائی ہوئی دعا پڑھنے لگے۔ کچھ دیر کے بعد وہ تمام سانپ اور اژدہا اناث خاتمہ چٹ کرنے کے بعد واپس اپنی اپنی جگہ چلے گئے اور پہلے کی طرح کڑیاں بن گئے۔ جو دعا کے طفیل بے ہوش نہیں ہوئے تھے۔ انہوں نے مردہ اور بے ہوش افراد پر بھی دعا کو پڑھنا شروع کر دیا۔ آہستہ آہستہ وہ بیدار ہو گئے۔ بے ہوش ہوش میں آگئے مردے زندہ ہو گئے۔ صبح کو ان کی برادری کے دیگر یہودی آپ کے پاس آئے انہوں نے وہ واقعہ سنایا۔ وہ کہتے گئے۔ قطعاً ناممکن ہے۔ یہ صرف حضرت موسیٰ کا معجزہ تھا۔ عصا سانپ بن کر سب کچھ ہضم بھی کر جاتا تھا۔ اور پھر عصا بن جاتا تھا۔ محمدؐ وہ معجزہ کیسے دکھا سکتا ہے۔

ان یہودیوں نے کہا۔ دیکھو ہمارے گھر میں اس وقت سوئی بھی نہیں رہی۔ محمدؐ نے ہمیں یہی بتایا تھا کہ تمہارے دوسرے ہم قبیلہ تمہاری بیبات نہیں مانیں گے۔ اور ایک مرتبہ پھر چھت کی ہر کڑی سانپ بن جائے گی جسے وہ نہ مٹنے والے اپنی آنکھوں سے دیکھ کر مان لیں گے۔

انہوں نے کہا۔ ٹھیک ہے اگر ہم بھی تمہاری طرح دیکھ لیتے ہیں۔ تو بالکل مان جائیں گے۔ یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ چھت میں غیر معمولی سرسراہٹ ہوئی۔ جب انہوں نے چھت کی طرف دیکھا تو کڑیاں اژدہا کی شکل اختیار کر رہی تھیں۔

پہلے یہودیوں نے کہا۔ دیکھو محمدؐ نے ہمیں یہ دعا تلقین کی ہے اسے پڑھ لو تمہارا دل مضبوط ہو جائے گا۔ ورنہ بے ہوش ہو جاؤ گے۔ چونکہ وہ سن پہلے چکے تھے اب آنکھوں سے دیکھ رہے تھے اس لیے انہوں نے فوراً دعا پڑھنا شروع کر دی۔ پھر وہ سب آنحضرتؐ کی خدمت میں آئے اور اسلام قبول کر لیا۔

۲۔ حضرت موسیٰ کا دوسرا معجزہ یہ بیضا تھا۔ اور آنحضرتؐ کے دست مبارک میں جناب موسیٰ کے یہ بیضا دے کئی ہزار گنا اعجازی قوت زیادہ تھی آپ جب کبھی جناب حسنینؑ کے لیے شائق ہوتے تو اپنے حجرہ کے دروازہ پر کھڑے ہو کر دونوں کے نام پکارتے اور تاریکی شب میں انگشت شہادت بلند کر دیتے جس سے مارچ کی روشنی بھوتی دونوں تنہا دے اس روشنی میں آنحضرتؐ کے پاس آ جاتے اور انگشت شہادت پھر اپنی اصل حالت پر آ جاتے۔ جب شہزادے واپس جانا چاہتے تو بھی آنحضرتؐ انگشت شہادت سے روشنی کر کے دونوں کو گھر پہنچا دیتے۔

۳۔ تیسرا معجزہ یہ تھا کہ حضرت موسیٰ اُفطیوں پر طوفان لائے تھے آنحضرتؐ کے لیے جو طوفان آیا تھا وہ جناب موسیٰ کے طوفان سے کہیں بڑھ کر تھا۔ جناب موسیٰ کا طوفان تو دریا نے نیل سے اٹھا تھا۔ طوفان کے اسباب موجود تھے۔ دریا تھا۔ اور پانی تھا۔ لیکن جو طوفان ذاتِ امیرت نے آنحضرتؐ کے لیے بھیجا وہ احد کے میدان میں تھا۔ جہاں نہ کوئی دریا تھا اور نہ پانی۔

ہوایوں کہ آنحضرتؐ کے ایک صحابی ثابت نے ایک مشرک کو قتل کر دیا۔ اس مشرک کی بیوی نے منت مانی کہ۔



میں ثابت کو قتل کر کے اس کے سر کی کھوپڑی میں شراب پیوں گی۔  
جب جنگ احد ہوئی تو ثابت جنگ میں شہید ہو گیا۔ اس عورت کو اس کے ایک غلام نے جاکر مبارک باد دی۔ اس عورت نے اپنے اس غلام کو اس مبارک ہادی کے عوض آزاد کر دیا۔ اور اپنی ایک کینز سے اس کی شادی بھی کر دی پھر ابوسفیان کے پاس آکر اسے اپنی منت کے متعلق بتایا۔ ابوسفیان نے کفار مکہ میں سے دو سو لڑکران اس عورت کے ایک غلام کے ساتھ ثابت کا سر لانے کو بھیجے۔ جب یہ لوگ آئے تو انہوں نے ثابت کا لاشہ ایک ٹیلے پر دیکھا۔ یہ سر کاٹنے کی خاطر آگے بڑھے۔ آندھی کا ایک ایسا تہم چھونکا آیا جس سے وہ لاشہ ٹیلے سے لڑھک کر پرتیب کی طرف چلا گیا۔ یہ لوگ بھی آگے بڑھے۔ اتنے میں اتنی موسلا دھار بارش شروع ہوئی کہ وہ آگے بڑھ سکے اور پیچھے ہٹ سکے کثرت بارش سے طوفان اٹھا جس میں دو سو کے دو سو بہہ گئے۔ کسی کو پتہ نہ تھا کہ وہ دو سو آدمی گئے کہاں ہیں رنہ کسی کی لاش ملی اور نہ کوئی پکڑا۔

۴۔ حضرت مولیٰ کا چوتھا معجزہ یہ تھا۔ کہ ان کی دماغ سے انڈر نے قبطیوں پر ٹڈی دل کو مسلط کیا تھا۔ لیکن ٹڈی دل نے ان لوگوں کی صرف کھیتوں کو ہضم کیا تھا۔ خود قبطیوں کو کچھ نہ کہا تھا۔ جب کہ آنحضرت کی خاطر انڈر نے جو ٹڈی دل بھیجی تھی اس نے دو سو آدمی کھا لیے تھے۔

واقعہ یوں ہے کہ یہودی ہمیشہ اس تاک میں رہتے تھے کہ جہاں کہیں موقع ملے آنحضرت کو شہید کر دیا جائے۔ ایک مرتبہ آپ بیرون مکہ تشریف لے گئے۔ دو سو یہودی آپ کے تعاقب میں نکل کھڑے ہوئے چونکہ مکراں رسول جناب ابولہب فوت ہو چکے تھے۔ اس لیے ان لوگوں کی جرات بڑھی ہوئی تھی۔

ایک مقام پر آپ کسی ضرورت سے اپنے ساتھیوں سے علیحدہ چلے گئے۔ دو سو یہودی بھی آپ کے تعاقب میں چلا گیا۔ جب ان لوگوں نے آپ کو تنہا پایا تو تمام نے تلواریں بھی سونت لیں اور مکانوں کے چلوں میں تیر بھی چڑھا دیئے۔ آپ کے گرد گھیر ڈال لیا۔ آہستہ آہستہ گھیرا تنگ کرنے لگے۔ آپ اطمینان سے اپنی جگہ کھڑے ہو گئے ذات احدیت نے آپ کے قدموں سے ٹڈی دل نمودار کیا۔ اور ٹڈیوں نے ان یہودیوں پر حملہ کر دیا۔ وہ سب اپنی حالات میں مصروف ہو گئے۔ اور آپ ان کے درمیان سے نکل کر واپس آ گئے۔ آپ کے صحابہ نے عرض کیا۔  
قبلہ دو سو یہودی آپ کے تعاقب میں گیا تھا؟

آپ نے فرمایا:  
ہاں اس وقت تو تم انہیں دیکھتے رہے۔ اور اب مجھے باسلامت دیکھ کر تمہیں یہودیوں کی سلامتی کی فکر لاحق ہو گئی ہے۔ انڈر نے ان پر ٹڈی دل مسلط کر دیا ہے اور وہ اپنے تحفظ میں مصروف ہیں تمام لوگ چل کر دیکھنے آئے۔ جب آکر دیکھا تو ان میں سے اکثر کے جسم سے تو ٹڈیوں نے گوشت نچڑا ڈالا تھا اور وہ مر چکے تھے۔ اور کچھ ایڑیاں رگڑ رہے تھے۔ صحابہ کے دیکھتے دیکھتے وہ بھی اپنے کھنکر دار کو پہنچ گئے۔

۵۔ حضرت موسیٰ کا پانچواں معجزہ یہ تھا کہ آپ کی دعا سے اللہ نے ان کے دشمنوں کو جوڑوں کے عذاب میں مبتلا کیا ذاتِ احدیت نے آنحضرتؐ کے اعداء کو بھی اس عذاب کا مزہ چکھایا ہے۔

واقعہ اس طرح ہے کہ آپ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تھے۔ ایک دن آپ نے اپنے صحابہ کو بتایا کہ ان کے اور مقام کے مابین ستر بنی شہید مدفون ہیں۔ جنہیں ان کی امتوں نے بھوک سے شہید کیا تھا۔

قریش اور یہود کے بعض منافقین نے جب یہ بات سنی تو انہوں نے مشورہ کیا کہ اب تو مکہ سے بھی اس کے جھوٹ (نعوذ باللہ) بڑھ رہے ہیں۔ آخر تک یہ سب کچھ سنتے رہیں گے۔ کیوں نہ اس کا قصہ پاک کریں۔

چنانچہ باہمی مشورہ کے بعد ایک دن جب آنحضرتؐ کو کسی کام سے بیرون مدینہ تشریف لے گئے۔ تو یہ تمام لوگ آنحضرتؐ کے تعاقب میں چل نکلے۔ راستہ میں ایک شخص کو کھلی ہوئی۔ وہ کھجھانے لگا۔ اس نے دیکھا تو جوڑوں کی ایک

لمبی قطار ہے۔ جو پڑھی آرہی ہے۔ وہ ایک جگہ کھجھانا ہے۔ پھر دوسری جگہ کھجھانا ہے۔ جب وہ بے بس ہو گیا وہ شرم کے مارے کسی کو بتائے بغیر آہستہ سے کھسک گیا۔ یہی حال دوسرے کا ہوا۔ پھر تیسرے کا۔ اسی طرح ایک ایک کر کے یہ لوگ واپس ہونے لگے۔ حتیٰ کہ آنحضرتؐ کے تعاقب میں کوئی بھی رہا۔ دس پندرہ دن کے اندر اندر یہ سب لوگ

باری باری جوڑوں کے عذاب سے مر گئے۔ کیونکہ جوڑوں نے ان سے کھانا پینا چھڑا دیا تھا۔ کھانے میں جوئیں۔ پانی

میں جوئیں۔

۶۔ حضرت موسیٰ کا چھٹا معجزہ میتوں کا عذاب تھا۔ خداوندِ عالم نے اعدائے محمدؐ و آلِ محمدؐ کے لیے اس سے زیادہ المناک معجزہ نازل کیا۔

ہوایوں کہ مکہ میں ایلم جج کے موقع پر کفار عرب اور قریش کے حوصلے زیادہ بڑھ گئے۔ تو ایک مرتبہ یہودیوں نے آپؐ کو شہید کرنے کا منصوبہ بنایا کہ مدینہ میں چل کر موقع پا کر شہید کریں۔ ان لوگوں نے چند آدمی چنے۔ اور انہیں اچھا

خاص مال دے کر مدینہ کی طرف بھیج دیا۔ یہ لوگ چل رہے تھے۔ دورانِ سفر ایک جگہ انہیں ایک گڑھے میں پانی نظر آیا۔ انہوں نے وہ پانی چکھا تو جو پانی ان کے اپنے پاس موجود تھا۔ اس سے کہیں عمدہ پانی تھا۔ چنانچہ ان

لوگوں نے اپنے مشکیزوں سے پہلا پانی گرا دیا۔ اور اس گڑھے والا پانی بھر لیا۔ اور اپنے سفر پر روانہ ہو گئے۔ راستہ میں ایک ایسی وادی سے گزرے جس میں مینڈک ہی مینڈک تھے۔ وقت ایسا تھا کہ انہیں اسی وادی میں قیام کرنا

پڑا۔ جب یہ اپنا سامان سفر اونٹوں سے اتار کر بیٹھے تو مینڈکوں نے ان کے پانی پر حملہ کر دیا۔ چونکہ تعداد اس قدر زیادہ تھی کہ کرکٹشِ بیسار کے باوجود بھی یہ مینڈکوں کو روک نہ سکے۔ اس لیے مینڈکوں نے مشکیزوں کو کاٹ کر پانی

زمین پر گرا دیا۔ جب تمام پانی بہہ گیا۔ تو اس وقت انہیں پیاس نے ستانا شروع کر دیا۔ پانی وہی تھا جو بہہ گیا تھا یہ واپس پٹھے اور اس جگہ آئے جہاں سے انہوں نے پانی لیا تھا۔ یہاں پہنچ کر انہوں نے دیکھ کر مینڈک ان

سے پہلے پہنچ چکے اور پانی میں مینڈک ہی مینڈک تھے۔ ان کے دیکھتے دیکھتے مینڈکوں نے گڑھے کا پانی شرم کر ڈالا

بالآخر یہ لوگ پیاس سے جان بلب ہو گئے۔ اور اڑیاں رگڑنے لگے۔ اور آہستہ آہستہ مرنے لگے صرف ایک زندہ رہ گیا۔ مگر وہ بھی حیرت انگیز شکل میں۔ اس کی زبان اور پیٹ پر محمدؐ کا ہوا نظر آتا تھا۔ اسے ہوش آیا اس نے یوں دعا کرنا شروع کر دیا۔

یا رب محمدؐ وال محمدؐ نبی  
من اذی محمدؐ ففرج عنی بجاہ  
محمدؐ وال محمدؐ  
اے رب محمدؐ وال محمدؐ میں محمدؐ کو اذیت پہنچانے سے  
تو بڑا ہوں بحق محمدؐ وال محمدؐ مجھے اس مصیبت سے  
نجات دے۔

ایک قافلہ آگیا انہوں نے اسے پانی پلایا۔ اس کے ساتھیوں کا تمام سامان اور سواریاں اہل قافلہ نے اپنے قبضہ میں لے لیں اور اسے وہاں سے بید نہ لائے۔ اس نے آنے ہی تمام واقعہ سنایا۔ اور آنحضرتؐ کے ہاتھوں پر کلمہ پڑھ لیا۔ آنحضرتؐ نے اس کے ساتھیوں کا تمام مال و اسباب اور سواریاں اسی کو عنایت فرما دیں۔

۷۔ حضرت موسیٰؑ کا ساتواں معجزہ قبطیوں کے لیے خون کا عذاب تھا۔ ذاتِ احدیت نے دشمنانِ محمدؐ کو اس سے بھی دوچار کیا۔ اور وہ یوں کہ ایک مرتبہ چند منافقین نے میٹھ کر آنحضرتؐ کا مذاق اڑایا اور کہنے لگے۔ جانے محمدؐ اس قدر کیوں باتیں  
بتاتا ہے کہ جو میرا کلمہ پڑھ لے بس وہ جنت میں جائے گا۔

آنحضرتؐ کو جب پتہ چلا تو آپؐ نے فرمایا۔ جتنے لوگ اس مغل میں موجود تھے وہ سب اپنے خون میں مبتلا غلب ہوں گے۔ یہ سن کر ان لوگوں نے اپنے مذاق میں اور اضافہ کر دیا۔ قبطیوں میں سے تو کوئی بھی غلب خون سے نہیں مرا۔ تھا۔ لیکن ان منافقین میں سے کوئی بھی زندہ نہ رہا۔ دوسرے دن سب کی ناک اور منہ سے خون بہنے لگا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ نہ کھا سکتے تھے اور نہ پی سکتے تھے۔ چالیس دن تک ان کی یہی حالت رہی پھر اپنے دائمی مقام میں پہنچ گئے۔  
۸۔ حضرت موسیٰؑ کا آٹھواں معجزہ مال و دولت کی کمی تھی۔ ذاتِ احدیت نے آنحضرتؐ کو بھی اس معجزہ سے محروم نہیں رکھا ہوا یوں کہ جب نبیؐ کی چیرہ دستیایں حد سے بڑھ گئیں۔ اور وہ مسلمانوں کو زیادہ تنگ کرنے لگے۔ تو آنحضرتؐ نے عرض کیا۔

بارالہ! انہیں قوم یوسفؑ کی طرح مبتلائے قحط فرما۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ان لوگوں کے پاس جس قدر ذخیرہ تھا سب کم زندہ ہو گیا۔ چند دنوں میں یہ سب لوگ خالی ہو گئے۔ جو کچھ بھی ان کے پاس آتا تھا۔ سب متعفن ہو جاتا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دولت چلی گئی۔ لیکن بھوک کا علاج نہ ہو سکا۔ آخر یہ لوگ کتے کھانے پر مجبور ہو گئے۔ جب کتے ختم ہو گئے تو پھر ان لوگوں نے مردار اور ہڈیاں کھانا شروع کر دیا۔ جب ہڈیاں بھی ختم ہو گئیں تو ان لوگوں نے قبروں سے جو کچھ بھی ملتا نکال کر کھاتے تھے۔ آخر غربت بایں جا رہی کہ عورتیں بچے کھانے لگیں۔

ان حالات میں قریش کے چند افراد آنحضرتؐ کے پاس سفارشی بن آئے۔ آنحضرتؐ نے دعا فرمائی۔ اور پھر وہ لوگ اپنی پہلی حالت پر آ گئے۔

۹۔ حضرت موسیٰ کا نواں معجزہ قبیلوں کی دولت اور مال و زر کی تباہی تھی ذاتِ اعلیٰ نے حضرت محمد کو اس سے بہترین معجزہ سے نوازا تھا۔ اور وہ یوں کہ

ایک مرتبہ ایک شخص آنحضورؐ کی خدمت میں آیا، اور عرض کی: قبلہ اگرچہ میں آپ کو نبی نہیں مانتا۔ لیکن میں نے آپ کی انسانیت کی تعریف سنی بھی ہے اور دیکھی بھی ہے۔ میں آپ سے ایک سفارش کرانے آیا ہوں۔  
آنحضورؐ نے فرمایا: بتایا کیا بات ہے؟

اس نے عرض کیا: قبلہ میرا بیٹا ہے۔ اسے میں نے ہر دکھ سہہ کر پالا ہے۔ اب آج کل میں غریب ہوں۔ اور اور یہ دولت مند سے میرے قوت لایموت بھی نہیں دیتا۔

آپؐ نے اس جوان سے فرمایا: بتا کیا خیال ہے؟  
اس نے عرض کیا: حضورؐ اگر میرے پاس اتنا سہی ہو جس سے میرا اوڑھے بچوں کا پیٹ بمشکل بھر سکتا ہو تو میں کسی کو کیسے دے سکتا ہوں۔

اس کے باپ نے کہا: محمدؐ یہ غلط بیانی کر رہا ہے۔ اس وقت بھی اس کے چند کمرے غلہ سے اور کئی تھلیاں درہم و دینار سے پر رکھی ہیں

آپؐ نے جوان سے پوچھا: تیرا باپ کیا کہہ رہا ہے؟  
اس نے کہا: میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔

آپؐ نے فرمایا: دیکھ جوان ایسا کہ۔ ایک ماہ کا خرچ تیرے باپ کو میں دے دیتا ہوں۔ آئندہ تو دیا کہ۔ آپؐ نے جنابِ حذیفہ سے فرمایا: مذہب نے اسے ایک سو درہم دے دیا۔

ایک ماہ گزرنے کے بعد وہ شخص پھر اپنے بیٹے کو آنحضورؐ کے پاس لایا۔ اور عرض کی کہ جو آپؐ نے دیا تھا وہ ختم ہو گیا ہے اور یہ دینے سے انکار ہی ہے۔

آنحضورؐ نے فرمایا: دیکھ جوان۔ اللہ نے تجھے سب کچھ دے رکھا ہے۔ اور باپ سے بخل کوئی اچھی بات نہیں ہوتی۔

اس نے کہا: جناب میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔

آپؐ نے فرمایا: ٹھیک ہے۔ اگر تو کہتا ہے کہ میرے پاس کچھ نہیں تو اب کچھ بھی نہیں ہے۔ آپ واپس جا سکتے ہیں۔ وہ واپس آگیا۔ جب گھر آگیا تو دروازہ پر لوگوں کا اجتماع دیکھا۔ اس نے پوچھا کیا بات ہے؟

لوگوں نے بتایا۔ بات کیا ہے۔ تو نے غلہ و غیرہ کے ذخیرہ کے انبار لگا رکھے تھے۔ ان میں بدبو پیدا ہو گئی۔ ہے۔ جلدی سے باہر نکال ورنہ تمام شہر بیمار پڑ جائے گا۔

وہ حیران ہو کر انبار کے کمروں پر آیا۔ وہاں اتنی بدبو تھی کہ رکنا مشکل ہو گیا۔ اس نے اجرت پر وہ سب کچھ باہر



## معجزات سرور انبیاء

ولی العصر ثرث ولى العصر ثرث ولى العصر ثرث

پھینکوا یا۔ جہاں درہم و دینار کی تھیلیاں رکھی تھیں۔ وہاں سے دھواں اٹھنے لگا۔ جب اس نے دیکھا تو تمام سونا اور چاندی لکڑی بن چکے تھے۔ اس نے وہ بھی باہر پھینک دیئے۔ خلاصہ یہ کہ سورج غروب ہونے سے پہلے اس کے گھر میں آنا بھی نہ بچا کہ وہ شام کا کھانا کھا سکے۔

پھر آپؐ نے فرمایا: والدین کا عاقی جس طرح دنیا میں غریب کر دیتا ہے اس طرح آخرت میں بھی انسان خالی ہاتھ جلائے گا۔

بحار میں امام موسیٰ کاظمؑ سے مروی ہے۔ انہوں نے اپنے آبا و اجداد کے ذریعہ حضرت علیؑ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ کے بعد ایک دن چند دیگر صحابہ اور حضرت علیؑ تشریف فرما تھے کہ ایک یہودی آیا اور کہنے لگا۔

اے امت محمدیہ! جتنے فضائل بھی تھے وہ سب کے سب تم نے اپنے نبیؐ سے منسوب کر رکھے ہیں۔ حضرت علیؑ نے فرمایا۔ اس میں تمہیں کیا تکلیف ہے۔

یہودی کہنے لگا۔ تکلیف تو ہے جب اس میں اس کے پاس ایک معجزہ بھی نہ تھا۔ پھر اتنے فضائل کیسے آگئے؟ آپؐ نے فرمایا۔ حضرت موسیٰؑ سے اللہ نے کوہ طور پر کلام کیا تھا۔ اور آنحضرتؐ سے شب معراج کلام کیا ہے۔ حضرت عیسیٰؑ کو رچی کو شفا یاب اور مردہ کو زندہ کرنے تھے۔ ایک مرتبہ قریش کے فلاں فلاں شخص نے آنحضرتؐ سے مطالبہ کیا کہ آپؐ ہمارے فلاں فلاں مردہ کو زندہ کر دیں۔ آنحضرتؐ نے مجھے حکم فرمایا۔ میں ان کے ساتھ گیا اور ان کے مطلوبہ مردے انہیں زندہ کر کے دیئے۔

ابو قتادہ انصاری کو جنگ احد میں ایک تیر لگا تھا جس سے اس کی آنکھ کا ڈھیلا باہر نکل آیا تھا۔ اس نے وہ آنکھ ہاتھ پر رکھی اور آنحضرتؐ کے پاس آکر عرض کی۔ قبلہ میری بیوی میرا مذاق اڑائے گی۔ آپؐ نے اس کی آنکھ کو اس کی جگہ رکھا اور وہ اس طرح ہو گئی جیسے اسے کچھ ہوا بھی نہ تھا۔

اسی جنگ احد میں عبداللہ ابن عقیق کا ایک ہاتھ کٹ گیا تھا وہ ہاتھ اٹھا کر آنحضرتؐ کے پاس آیا انہوں نے اس کا کٹا ہوا ہاتھ اس کے بازو سے ملا دیا اور وہ درست ہو گیا۔



# آسمانی معجزات

## شق القمر

• مجمع البیان میں ابن عباس سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ مشرکین نے اکٹھے ہو کر آنحضرتؐ سے کہا اگر آپ چاند دو ٹکڑے کر دیں تو ہم آپ کا معجزہ مان لیں گے۔

آپؐ نے فرمایا: بات بجا کی نہ کہو یہ بتاؤ کیا مجھے اللہ کا نبی مان لو گے؟  
سب نے کہا: ہاں مان لیں گے۔

یہ جو دہریوں کی رات تھی۔ آپؐ نے انگشت مبارک سے چاند کو اشارہ کیا۔ چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔ آپؐ نے ایک شکر کا نام لے کر فرمایا۔ دیکھ لو۔

• تفسیر مخی کے مطابق امام صادقؑ سے مروی ہے کہ ایک سال اصحاب عقبہ چودہ ذی الحجہ کی رات کو آنحضرتؐ کے پاس آئے ان کی تعداد بھی چودہ تھی اور عرض کیا۔

اگر آپ واقعا اللہ کے نبی ہیں تو ایسا کریں چاند کو دو ٹکڑے کر دیں۔

آپؐ نے فرمایا: اگر میں دو ٹکڑے کر دوں۔ کیا ہوگا۔

وہ کہنے لگے: یہیں یقین ہو جائے گا کہ آپ جادوگر نہیں ہیں کیونکہ جادو کے اثرات آسمان پر نہیں ہوتے۔

آپؐ نے چاند کی طرف انگشت مبارک سے اشارہ کیا۔ چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔

آنحضرتؐ سجدہ میں گر گئے۔ جب سجدہ سے سر اٹھایا تو انہوں نے کہا۔ اب انہیں ایک کر دیں۔ آپؐ نے پھر

انگشت مبارک سے اشارہ کیا۔ چاند پہلے جیسا ہو گیا۔

ان لوگوں نے کہا۔ اب چاند کے اوپر والے حصہ کو علیحدہ کر دیں۔

آپؐ نے پھر اشارہ کیا۔ چاند کا اوپر والا حصہ علیحدہ ہو گیا۔

وہ کہتے تھے کہ اس وقت ہمارے دو تجارتی قافلے باہر گئے ہوئے ہیں ایک یمن کو اور دوسرا شام کو جب وہ واپس

والہیں آئیں گے تو ہم ان سے پوچھیں گے۔ جو کچھ ہم نے دیکھا ہے۔ اگر انہوں نے بھی شام اور میں دیکھا ہو گا۔ تو ہم اسے معجزہ مان لیں گے۔ اور اگر یہ صرف ہمارے ہی محدود رہا اور دوسرے لوگوں کو ایسا نظر نہ آیا ہو گا تو پھر ہمیں یقین ہو جائے گا کہ آپ نے ہمیں فریب نظر میں مبتلا کر دیا تھا۔

## ۲۔ بادل سے عذاب

آنحضورؐ نے عرب کے فراعنہ میں سے ایک فرعون کو پیغام اسلام بھیجا۔ اس نے پیغام لے جانے والے کو کہا۔

جا محمدؐ سے پوچھ جس چیز کی طرف وہ مجھے دعوت دے رہا ہے وہ کیا ہے سونا ہے۔ چاندی ہے یا لوہا ہے آپؐ نے دوبارہ پیغام بھیجا اس نے پھر وہی جواب دیا۔ آپؐ نے تیسری مرتبہ پیغام بھیجا۔ اس نے تیسری مرتبہ انتہائی جسارت آمیز الفاظ کہے۔

جب آپؐ کو معلوم ہوا تو آپؐ نے دست دعا بلند کیے، ہن شیخ کے سر پر ایک بادل آیا۔ بادل سے بجلی چلی اور اس کا سر اڑ گیا۔ پھر ذاتِ احدیثؐ نے یہ آیت بھی۔ یُرْسِلُ السَّوَاعِقَ فَيُصِيبُ بِهَا مَنْ يَشَاءُ وَهُمْ يُجَادِلُونَ فِي اللَّهِ وَهُوَ شَدِيدُ الْحِجَالِ۔

## ۳۔ بادل کا سایہ

خراج والجرارح کے مطابق جناب ابوطالبؓ سے مروی ہے کہ جب میں شام سفر تجارت کو گیا تو محمدؐ میرے ساتھ تھا۔ دھوپ کے وقت ایک بادل ہمیشہ اس کے سر پر سایہ کناں چلتا تھا۔ جب ہم رک جاتے تھے۔ بادل بھی رک جاتا تھا۔ راستہ میں ایک راہب کا گرجا تھا۔ جب اس نے بادل کو چلتے اور رکتے دیکھا۔ وہ حیران ہو کر گرجا سے باہر آیا ہماری حیافیت کی۔ جب ہم کھانے پر بیٹھے تو اس نے محمدؐ کو اپنی طرف بلایا اور اس کے کندھے پر مہربوت دیکھ کر کہنے لگا کاش میں اس وقت زندہ ہوتا۔ جب آپؐ اعلانِ نبوت فرمائیں گے آپؐ کی دعوت پر سب سے پہلے بلیک کہنے والا میں ہوتا۔

پھر اس نے غصے کہا: اے ابوطالبؓ اولاً تو مجھے اس کو کہہ سے باہر نہیں لانا تھا۔ اب اگر لایا بھی ہے تو یہودیوں سے اسے محفوظ رکھنا۔

## ۴۔ شق القمر

الخراج والجرارح کے مطابق ایک رات قریش ایک جگہ جمع تھے۔ اور دعوتِ نبویہ پر تبصرے کر رہے تھے۔ کسی نے کہا۔ اب ہم محمدؐ کو یوں آزماتے ہیں۔ اسے کہتے ہیں جا دو کا تعلق زمین سے ہوتا ہے آسمان سے نہیں

اگر آپ واقف ہی نہیں ہیں تو آسمانی معجزہ دکھائیں۔

یہ سب چل کر آنحضورؐ کے پاس آئے آپ اس وقت اپنے کمرہ میں تنہا بیٹھے تھے۔ ان لوگوں نے اگر آپ سے اپنا مطالبہ کیا۔

آپؐ نے فرمایا۔ اگر میں کہوں کہ میں فلاں معجزہ دکھاؤں گا تو نعم اس میں طرح طرح کے کیڑے نکالو گے۔ تعین تم خود کرو۔ دکھاؤں گا میں۔

وہ آپؐ میں مشورہ کرنے لگے۔ بالآخر طے پایا کہ آج چودہ چاند ہے۔ اسے کہتے ہیں کہ چاند کے دو ٹکڑے کر دے۔ جب ان لوگوں نے آپؐ سے چاند کو دو ٹکڑے کرنے کو کہا۔ تو آپؐ نے فرمایا۔ میں آپ کا مطالبہ پورا کرتا ہوں۔

آپؐ نے انگلی سے چاند کی طرف اشارہ کیا اس کے دو حصے ہو گئے۔ ایک حصہ اگر کوہ ابقیہ پر دوسرا حصہ بیت اللہ کی چھت پر چکنے لگا۔ کچھ دیر کے بعد آپؐ نے پھر اشارہ کیا۔ چاند کے دونوں ٹکڑے اپنے مقام سے بلند ہوئے ہوا میں جمع ہوئے۔ اور بلند ہو کر اپنی جگہ ایک بن کر چکنے لگا۔ یہ جلیل کہنے لگا۔ تمہارا جادو صرف زمین سے محض نہیں ہے یہ آسمان پر بھی غالب ہے۔

## ۵۔ روزِ شمس

قاضی عیاض نے شفا میں نقل کیا ہے کہ اسماء بنت عمیس سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ نماز ظہر کے بعد آنحضورؐ نے حضرت علیؓ کو کسی کام سے بھیجا۔ اتنے میں نماز عصر کا وقت ہو گیا۔ ابھی تک حضرت علیؓ واپس نہیں آئے تھے۔ جب آپؐ نماز عصر سے فارغ ہوئے تو حضرت علیؓ واپس آ گئے وہیں مسجد نبویؐ میں حضرت علیؓ بیٹھے گئے آنحضورؐ نے حضرت علیؓ کی گود میں سر رکھا اور سو گئے۔ آپؐ آنحضورؐ کو اس کام کی تفصیل بتانے لگے اتنے میں نزول وحی ہو گیا۔ جب نزول وحی ختم ہوا تو سورج مغرب ہو چکا تھا۔

آنحضورؐ نے پوچھا۔ یا علیؓ کیا نماز عصر پڑھی تھی؟

آپؐ نے عرض کیا۔ قبلہ نماز ظہر کے بعد آپؐ نے حکم دیا۔ میں وہاں گیا آپؐ کا کام کیا۔ واپس آیا تو آپؐ ابھی تک وہ تفصیل سن رہے تھے کہ سلسلہ وحی شروع ہو گیا۔ ابھی تک نزول وحی ختم نہیں ہوا تھا کہ سورج غروب ہو گیا۔

آنحضورؐ نے فرمایا: یا علیؓ میرا سر زمین پر رکھ دیا ہوتا۔ اور نماز پڑھ لیتے۔

آپؐ نے مسکرا کر عرض کیا۔ قبلہ امیں نے آپؐ کے حکم سے نماز پڑھی ہے۔ نماز کے حکم سے آپؐ کو نہیں مانا میرے لیے آپؐ کا میری گود میں سر رکھنا اور نماز کا حکم دینا دونوں برابر ہیں۔ البتہ ایک فرق ہے نماز کا حکم ہے اور

اور گو وہیں سر رکھنا عمل ہے۔ یہ سعادت روزِ روز نصیب نہیں ہوتی۔ اور نہ ہی یہ سعادت ہر ایک کا مقدر ہوتی ہے میں اپنی اس سعادت کو کیوں کھوتا۔

آنحضورؐ نے اٹھ کر دعا مانگی بارِ الہا۔ علیؑ تیرے اور تیرے رسولؐ کے احکام کی تعمیل میں تھا اس کے لیے سورج کو ایک مرتبہ پھر واپس کرنا کہ علیؑ سعادت نماز سے بھی محروم نہ رہے۔ تمام اہل مدینہ نے دیکھا کہ غروب شدہ سورج واپس اپنی جگہ آیا۔ حضرت علیؑ نے نماز عصر پڑھی اور جب آپ فارغ ہوئے سورج یوں غروب ہوا جیسے شہابِ ثاقب گرتا ہے۔

## جنت کے میوے

ہمارے جناب ام سلمہؓ سے مروی ہے کہ ایک دن آنحضورؐ میرے گھر تشریف فرما تھے کہ جناب زہراؑ اپنے دونوں بیٹوں کو ساتھ لے کر آئیں۔ آپؐ کے ہاتھ میں کچھ کھانا بھی تھا۔ آنحضورؐ نے دونوں شہزادوں کو اٹھایا۔ امام حسنؑ کو دائیں زانو پر اور امام حسینؑ کو بائیں زانو پر بیٹھا کر فرمایا:

## سبیلِ سکینہ

حیدر آباد لطف آباد، پونٹ نمبر ۸-۷۱

زہراؑ علیؑ کہاں ہے؟

بی بی نے عرض کیا۔ مسجد میں ہوں گے۔

آپؐ نے مجھے فرمایا۔ ام سلمہؓ علیؑ کو بلا۔

میں نے حضرت علیؑ کو بلایا۔ جب وہ بھی آگئے۔ تو آپؐ نے دست دعا بلند کر کے اور عرض کیا۔

اللہم ھو لاء اہلبیتی فاذهب عنہم  
الرجس وطہرہم تطہیرا۔  
اے اللہ! یہ میرے اہلبیت ہیں ان سے جس دور رکھ  
اور انہیں پاکیزہ رکھ۔

میں نے عرض کیا۔ قبلہ میں بھی تو اہلبیت سے ہوں۔

آنحضورؐ نے فرمایا۔ نہیں ام سلمہؓ تو نیک ہے۔

پھر جبریل جنت سے انگور اور انار لے کر آیا۔ پہلے آنحضورؐ نے تناول فرمائے۔ پھر جناب حسینؑ نے پھر حضرت علیؑ نے اور آخر میں جناب ستیدہؑ نے ہاتھ بڑھایا میں دیکھ رہی تھی کہ جو بھی انگور اور انار کی طرف ہاتھ بڑھاتا تھا تو اس انگور اور انار سے آوازِ تسبیح آتی تھی۔ اسی اثنا میں ایک صحابی آگئے انہوں نے کمانے کی کوشش کی۔ جبریلؑ نے فرمایا۔ تم نہیں کھا سکتے۔ یہ جنت کے میوے ہیں۔ دنیا میں انہیں۔ نبی۔ اولادِ نبی۔ اور مومنین کے علاوہ کوئی بھی نہیں کھا سکتا۔

امالی طوسی میں انس ابن مالکؓ سے مروی ہے کہ ایک دن آنحضورؐ نے مجھے اپنے خچر اور گدھے کو سواری کے لیے تیار کرنے کا حکم دیا۔ دونوں آگے آگے چل رہے تھے اور میں ان کے پیچھے چل رہا تھا۔ آنحضورؐ دلاہ کوہ میں

## آسمانی معجزات

پہنچے۔ دونوں اپنی اپنی سواری سے اترے۔ سواریاں میرے سپرد کیں اور خود پہاڑ پر چڑھ گئے۔ میں دیکھ رہا تھا ایک بادل آیا۔ جو دونوں پر سایہ کی طرح رک گیا۔

آنحضورؐ نے ہاتھ بڑھایا۔ اس میں سے ایک طبق اٹھایا۔ خود بھی کھایا اور حضرت علیؓ کو بھی کھلایا۔ پھر آپؐ نے ایک صراحی اس بادل سے اٹھائی اس سے خود بھی پانی پیا اور حضرت علیؓ کو بھی پلایا وہ بادل اڑ کر واپس چلا گیا۔ اور آنحضورؐ علیؓ کے ہمراہ نیچے اتر آئے۔

جب آنحضورؐ نے مجھے دیکھا تو میرے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔ آپؐ نے فرمایا: انس کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا: قبلہ کیا بات ہونا تھی۔ حیران ہوں کہ آپؐ نے بادل سے کھایا بھی اور پیا بھی۔ آپؐ نے فرمایا: انس اب کے بعد اس بادل سے کوئی نہ کھائے گا۔ اس وقت تک تین سو تیرہ نبی اور تین سو تیرہ وحی اس بادل سے کھا چکے ہیں۔ اور مجھ سے کوئی نبی افضل نہیں تھا۔ اور علیؓ سے کوئی بھی افضل نہیں تھا۔





# ارضی معجزات



۱۔ جناب فاطمہ بنت اسد سے مروی ہے کہ جب جناب عبدالمطلب کا وقت وفات قریب آیا تو آپ نے اپنی تمام اولاد کو بلا کر پوچھا میرے بعد محمدؐ کی کفالت کون کرے گا؟  
سب نے عرض کیا۔ آپ کو معلوم ہے کہ محمدؐ کتنا دانا ہے۔ آپ اس سے پوچھیں جسے وہ پسند کرے کسی کو انکار نہیں ہوگا۔

آپ نے پوچھا۔ بیٹے میں قیامت تک کے لیے سفر پر چار ہا ہوں۔ اور جاتے سے پہلے میں تیرے بارے میں مطمئن ہونا چاہتا ہوں۔ آپ خود بتائیں کس چچا کے پاس رہنا پسند کر دو گے۔  
آپ نے تمام چچوں کو دیکھنے کے بعد عرض کیا۔ دادا جان! اگر قبول فرمائیں تو میں ابوطالب کے ہاں رہنا پسند کر دوں گا۔  
جناب ابوطالب نے بڑھ کر آپ کو اپنی گود میں اٹھالیا۔

جناب عبدالمطلب نے فرمایا: ابوطالب اسے اس طرح رکھنا جس طرح میں نے کھا ہے۔  
میں ہی محمدؐ کی خدمت کیا کرتی تھی۔ محمدؐ مجھے ماں کہہ کر پکارتا تھا۔ ہمارے گھر بیس کھجوروں کا ایک باغیچہ تھا۔ جب کھجوروں کے پکنے کا موسم آجاتا تو مکہ کے اکثر بچے صبح صبح ہمارے گھر کھجوریں چھیننے جمع ہوجاتے۔ میں دیکھتی تھی۔ ایک ایک دانہ پر پتے ایک دوسرے سے لٹتے تھے۔ لیکن میں نے محمدؐ کو کبھی کسی سے چھیننا جھپٹی کرتے نہیں دیکھا۔

چنانچہ میں اور میری کنیز محمدؐ کے لیے کچھ کھجوریں چن کر رکھ لیتی تھیں۔ ایک دن اتفاق ایسا ہوا کہ میں اور کنیز ہم دونوں کھجوریں چھیننا بھول گئیں۔ بچے آئے اور تمام کھجوریں چھین کر کھا گئے۔  
جب محمدؐ بیدار ہوا تو میں غدا بہتر برلیٹ گئی۔ کیونکہ مجھے شرم آرہی تھی کہ آج کھجوریں نہیں ہیں۔ اگر محمدؐ نے پوچھ لیا تو کیا جواب دوں گی۔ آپ سیدھے باغ میں آئے۔ دیکھا تو کوئی کھجور نہ تھی۔ میری کنیز نے آگے بڑھ کے کہا۔ آج ہم بھی چھیننا بھول گئے۔ اور بچے تمام کھجوریں چن کر کھا گئے ہیں۔  
میں بستر پر پڑی دیکھ رہی تھی۔ محمدؐ ایک کھجور کے قریب آئے اور کہا۔

ایتمہا الشجرة - انا جائع - اے درخت میں بھوکا ہوں -

میں نے دیکھا کھجور کا درخت زمین پر بھکا - محمدؐ نے حسبِ منشا کھجوریں کھائیں - جب سیر ہوئے تو کھجور کا درخت ان خود سیدھا ہو گیا - میں حیران رہ گئی -

جناب ابوطالب جب باہر سے تشریف لاکر درق الباب کرتے تھے - تو دروازہ کینز جا کر دروازہ کھولتی تھی - لیکن آج جب انہوں نے درق الباب کیا - تو میں خود دوڑ کر گئی - دروازہ کھولا - اور دروازہ پر میری تمام ماجرہ کہہ سنایا جناب ابوطالب نے مسکرا کر فرمایا -

انه نبی وستلدين وزير آله بعد  
تلاشیں سنتہ - یہ نبی ہے اور اس کا وزیر میرے صدفِ عفت سے تیس برس بعد اس دنیا میں آئے گا -

۲ - مذکورہ کتاب میں جناب عبداللہ ابن جابر سے مروی ہے کہ میں جب بھی آنحضرتؐ کے ساتھ کبھی مکہ کی پہاڑوں میں گیا - ہم جہاں سے بھی گزرتے تھے ہر پتھر سے - اسامہ علیک یا رسول اللہ کی صدا آتی تھی -

۳ - بحوالہ مذکورہ - جب آنحضرتؐ غزوہ تبوک سے واپس تشریف لارہے تھے آپ کے ساتھ پچیس ہزار کاشتکار تھا راستہ میں ایک پہاڑ تھا اس کی چوٹی سے پانی بہہ رہا تھا -

صحابہ نے کہا - پہاڑ سے پانی کس طرح بہہ رہا ہے -  
آپ نے فرمایا - یہ پانی نہیں آنسو ہیں -

صحابہ نے عرض کیا - بھلا پہاڑ بھی روتے ہیں -

آپ نے فرمایا ابھی پتہ کر لیتے ہیں - آپ نے پہاڑ کو مخاطب کر کے فرمایا -

ایہا الجبل لما بکا ٹٹ - اے پہاڑ تو کس کیسے رو رہا ہے ؟

پہاڑ نے فصیح عربی میں جواب دیا -

اے حبیبِ خدا ایک دن حضرت عیسیٰؑ میرے قریب سے گزرے اور وہ اپنے عواریوں سے فرار ہے تھے - آتشِ جہنم کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے - اس دن سے میں صرف اس لئے رو رہا ہوں کہ کہیں میں ان پتھروں میں شمار نہ ہو جاؤں -

آپ نے فرمایا - تو ان پتھروں سے نہیں ہے جو آتشِ جہنم کا ایندھن ہوں گے - آتشِ جہنم کا ایندھن صرف وہی پتھر ہوں گے جو آتشِ فشاں ہیں -

یہ سننے کے بعد پہاڑ سے بہنے والا پانی بالکل رک گیا -

امالیٰ شیخ میں جناب سلمان فارسی سے مروی ہے کہ تم آنحضرتؐ کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ حضرت علیؑ تشریف لے گئے - آنحضرتؐ چنڈ لنگر اٹھا کہ حضرت علیؑ کے ہاتھ پر رکھے جو نہی وہ لنگر حضرت علیؑ کے ہاتھ پر آئے وہ بزبانِ فصیح بولے

اٹھے۔

رضیت باللہ ریاض محمد نبیؐ وبعلی ابن ابیطالبؑ ولیا۔  
پھر آنحضرتؐ کے فرمایا جو شخص اللہ کی ربوبیت میری نبوت اور علیؑ کی ولایت پر مہرے گا۔ وہ عذابِ خدا سے محفوظ رہے گا۔

الخروج والخرج میں امام صادقؑ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ ایک جنگ سے واپس آ رہے تھے۔ راستہ میں ایک جگر قیام کیا جب تمام لوگ کھانے کو بیٹھے تو جبریلؑ آیا اور عرض کیا۔

قبلہ آپ میرے ساتھ تشریف لے آئیں۔ آپ اٹھ کر اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور جبریلؑ کے ساتھ چلے جو نبیؐ اپنے لشکر سے نکلے سرزمینِ فک میں پہنچ گئے اہل فک کو ایسے محسوس ہوا جیسے فوج اسلام پہنچ گئی ہو۔ وہ لوگ خوف کے مارے اپنے گھروں میں دبک گئے۔ باغاتِ فک کی چابیاں ایک بڑھیا کے حوالہ کر دیں۔ وہ بڑھیا چابیاں لے کر آنحضرتؐ کے پاس آئی۔ آپ نے وہ چابیاں لے کر اپنی تلوار کے نیام کے ساتھ باندھ دیں۔ جبریلؑ نے عرض کیا۔ قبلہ یہ فک آپ کا ہے اس میں کسی کا حصہ نہیں ہے اور یہ آیت پڑھ کر سنائی۔

ما افاء اللہ علی رسولہ من اهل القرۃ قللہ۔ اللہ نے جو بستیاں اپنے رسولؐ کو بطور فقی دی ہیں  
وللرسول و لذل القرۃ۔ وہ اللہ اس کے رسولؐ اور اقرائے نبیؐ کی ملکیت ہیں

آپؐ نے تمام باغات کی سیر کی اور پھر واپس اپنے لشکر میں آ گئے۔ آپؐ نے صحابہ کو بتایا کہ اللہ نے فک مجھے عنایت کر دیا ہے۔

منافقین ایک دوسرے کو آنکھیں مارنے لگے۔ آپؐ نے فرمایا۔ اگر تمہیں شک ہو تو یہ چابیاں دیکھ لو۔  
جب آپؐ مدینہ پہنچ گئے تو آپؐ حرب معمول جناب سیدہؓ کے گھر تشریف لائے۔ اور فرمایا۔

زہراؓ بیٹی اللہ نے فک مجھے دیا ہے۔ اس میں اور کسی کا کوئی حصہ نہیں ہے میں تیری ماں کا مقروض ہوں  
میں وہ فک تجھے ہیہ کرتا ہوں۔ اور اس کا گواہ ایک عالمی ہو گا اور دوسری تیری کنیز ام امین ہو گی۔ ام امین کو میں آج ہی سے جنت کی بشارت دیتا ہوں۔

اس کے بعد آپؐ نے یہود فک کو بلایا۔ اور جو بیس ہزار دینار سالانہ ان سے ٹھیکہ کر لیا۔

حضرت علیؑ سے مروی ہے کہ قریش کا ایک گروہ آنحضرتؐ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا۔ اگر آپؐ واقعاً  
اللہ کے رسول ہیں تو سامنے جو درخت ہے اسے کھم دیں چل کر آپؐ کے پاس آ جائے۔

آپؐ نے فرمایا اگر ایسا ہر جائے تو کیا تم اسلام قبول کرو گے؟  
وہ کہنے لگے۔ ہم اسلام قبول کر لیں گے۔

آپؐ نے فرمایا۔ جو تمہارا مطالبہ ہے میں وہ بھی پورا کئے دیتا ہوں۔ ساتھ ہی اپنی طرف سے بھی تمہیں ایک اور

معجزہ دکھاتا ہوں۔ میری طرف سے جو معجزہ ہے وہ یہ ہے کہ تم جو کچھ کہہ رہے ہو یہ سب زبانی ہے۔ تم اسلام بھی قبول نہیں کرو گے اور میری عداوت سے بھی باز نہیں آؤ گے۔ حتیٰ کہ تم میں سے بعض افراد چاہے قلیب میں دالے جاویں گے۔ اور بعض افراد جنگِ احزاب کا باعث بنیں گے۔

اس کے بعد آپ نے اس درخت سے فرمایا۔ اے درخت اگر تو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہے تو ان کفار کے مطالبہ کے مطابق چل کر میرے پاس آجا۔

وہ درخت اپنی جگہ چھوڑ کر آپ کے پاس آگیا۔

کفار نے کہا۔ اب اسے حکم دیں کہ نصف ہمیں رہ جائے۔ اور نصف واپس اپنی جگہ چلا جائے۔ آپ نے حکم دیا۔ اسیے ہوا پھر انہوں نے کہا اب اس بقیہ نصف کو بھی حکم دیں جا کہ اپنی جگہ اس سے مل جائے۔ آپ نے حکم دیا وہ وہیں چلا گیا۔ ان لوگوں نے کلمہ نہ پڑھا۔ البتہ میں نے عرض کیا۔

قبلہ جس طرح میں نے اعلانِ اسلام میں سبقت کی تھی۔ اسی طرح آج بھی اس درخت کے معجزہ پر تصدیق میں بہت کتا ہوں۔ وہ کافر کہنے لگے۔ محمد تیری جادوگری کی نبوت پر علی جیسے ہی ایمان لا سکے ہیں۔





# حیوانات کا کلام

## ۱۔ ہرنی کا کلام

• انالی طوسی میں حضرت علیؑ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرتؐ ایک قبیلہ کے قریب سے گزرے آپ نے دیکھا ایک خیمہ کی طناب سے ایک ہرنی بندھی ہوئی تھی۔ جب اس ہرنی نے آپ کو دیکھا تو فصیح عربی میں عرض کیا۔

السلام علیک یا حبیب اللہ۔ میں اپنے پیچھے دو پرہیزگارے بچے چھوڑ کر آئی ہوں۔ اس وقت میرے تین دودھ سے بھر رہی ہیں۔ اگر آپ نوازش فرمائیں تو مجھے آزاد کرادیں میں انہیں دودھ پلا کر واپس آجاؤں گی۔

اسے خیمہ کا مالک بھی آگیا۔ اور اس نے ہرنی کی گفتگو سن لی۔ یہ شخص منافقین سے تھا۔

آپ نے اسے فرمایا۔ تو سن رہا ہے ہرنی کیا کہہ رہی ہے؟ اس نے کہا اس تو لیا ہے لیکن یہ حیوان ہے اس پر کیسے بھروسہ کیا جاسکتا ہے آپ نے فرمایا۔ اگر میں ضمانت لے لوں تو؟

اس نے کہا۔ اگر آپ ضمانت لے لیں تو میں اسے چھوڑ دوں گا۔

آپ نے ہرنی سے فرمایا۔ تو سن رہی ہے؟

ہرنی نے عرض کیا۔ قبیلہ میں تو آپ سے وعدہ کر چکی ہوں۔ اب آپ ضمانت لے رہے ہیں۔ تو بھلا کیسے ممکن ہے کہ میں واپس نہ آؤں۔

آپ نے اسے فرمایا۔ ہرنی کی دلی تمکال لے اور اسے جانے دے۔

اس منافق نے ہرنی کے گلے سے رسی نکال لی۔ اسے چھوڑ دیا اور کہا۔ قبلہ جب تک ہرنی واپس نہیں آجاتی

آپ یہیں تشریف رکھیں۔

آپ تشریف فرما ہو گئے۔ کچھ دیر کے بعد وہ ہرنی واپس آگئی۔

وہ مذاق صحیح مسلمان ہو گیا۔ اور عرض کی۔ قبیلہ اب میں اس ہرنی کو آپ کے قدموں کا صدقہ آزاد کرنا ہوں۔



## ۲۔ اونٹ کا شکوہ

• بحاریں امام صادق سے مروی ہے کہ ایک دن آنحضورؐ تشریف فرما تھے۔ کہ ایک اونٹ اکا آپ کے سامنے بیٹھ گیا۔ اور سر آپ کے قدموں پر رکھ دیا۔  
عمر نے کہا۔ قبلہ! کیا اونٹ آپ کو سجدہ کر رہا ہے؟ اگر سجدہ کر رہا ہے۔ تو پھر ہمارا بھی حق ہے کہ ہم آپ کا سجدہ کریں۔

آپ نے فرمایا: اونٹ سجدہ نہیں کر رہا۔ یہ شکوہ کر رہا ہے۔ اگر میری شہریت میں کسی غیر اللہ کا سجدہ جائز نہ ہوتا تو پھر میں میری کو علم دیتا کہ وہ شوہر کا سجدہ کرے۔

آپ نے پوچھا یہ اونٹ کس کا ہے؟  
آپ کو بتایا گیا کہ فلاں انصاری کا ہے۔  
آپ نے اس انصاری کو بلایا۔ اور فرمایا کہ۔  
یہ اونٹ شکوہ کر رہا ہے اور کہتا ہے کہ جب میں مضبوط اور طاقتور تھا۔ تو یہ لوگ مجھ سے بار برداری کرتے تھے۔ اب جب یوڑھا ہو گیا ہوں تو یہ مجھے بھج کر ناچا ہنسنے ہیں۔ کیا یہ سچ ہے؟  
انصاری نے عرض کیا۔ قبلہ! سچ ہے۔

آپ نے فرمایا: میں سفارش کرتا ہوں اسے نحر نہ کرو۔ اور آزاد کر دو۔  
انصاری نے اسے آزاد کر دیا۔ تمام مدینہ میں وہ اونٹ ایک ایک گھبراتا تھا۔ عورتیں خوش ہو کر اسے کھانا دیتی تھیں اور کہتی تھیں یہ رسولؐ کا آزاد کردہ ہے۔

## ۲۔ بھیڑیے کا کلام

• بحاری میں مروی ہے کہ ایک مرتبہ ایک بھیڑیا آنحضورؐ کے پاس آیا اور عرض کی قبلہ میں بھوکا ہوں۔ آپ نے اپنے صحابہ سے فرمایا۔ اگر تم مناسب سمجھو تو میں بھیڑیے کے لیے کچھ حصہ مقرر کروں قیامت تک یہ اس سے تجاوز نہ کریں گے۔ اگر یہ منظور نہ ہو تو پھر حفاظت تمہارے ذمہ ہوگی اور انہیں جیسے میسر آئے گا۔ یہ اپنا حصہ وصول کرتے رہیں گے۔

صحابہ کہتے گئے۔ قبلہ جیسے چل رہا ہے۔ اپ دیے چلتے دیں۔ آپ کوئی حصہ دہنہ مقرر نہ کریں۔

## ۴۔ بکری کے گوشت کا کلام

بخاری میں امام صادقؑ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ آپ کو بکری کا گوشت بھون کر پیش کیا گیا۔ آپ نے جب کھانے کا ارادہ کیا تو بچنے ہوئے گوشت سے آواز آئی۔

السلام علیک یا رسول اللہ انی مسموم۔

اے رسول خدا میرا سلام ہو۔ میں ذہر آلود ہوں۔

## ۵۔ بچے کا کلام

بخاری میں محمد بن اسحاق سے مروی ہے کہ مدینہ میں ایک عورت آنحضرتؐ سے سخت ترین بغض رکھتی تھی ایک دن وہ اپنے دو ماہ کے بچہ کو اٹھا کر آدمی خلی سامنے سرور انبیاءؑ آگئے۔ اس بچے نے جوہی آپ کو دیکھا کہنے لگا۔

السلام علیک یا رسول اللہ یا محمد بن عبد اللہ۔

آنحضرتؐ نے فرمایا: بچے تجھے کیسے پہنچلا ہے کہ میں اللہ کا رسولؐ اور محمد بن عبد اللہ ہوں۔

بچے نے عرض کیا۔ قبہ مجھے اللہ کے حکم سے امین نے بتایا ہے۔

آپؐ نے فرمایا۔ امین کون ہے؟

بچے نے عرض کیا: جبریل ہے۔ وہ آپ کے سامنے کھڑا ہے۔ اور آپ کی طرف دیکھ رہا ہے

آپؐ نے فرمایا۔ بچے تیرا نام کیا ہے؟

بچے نے عرض کیا۔ قبہ میرا نام تو عبد العزیٰ ہے۔ لیکن میں عزیٰ کو نہیں مانتا۔ آپ جو چاہیں تجویز فرمادیں۔

آپؐ نے فرمایا۔ میں تیرا نام عبد اللہ رکھتا ہوں۔

بچے نے عرض کیا دعا فرمائیں اللہ مجھے آخرت میں آپ کے غلاموں سے مشور فرمائے۔

آپؐ نے فرمایا۔ انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا۔

بچے نے عرض کیا: قبہ وہی سعادتمند ہے جو آپ کا کلمہ پڑھ لے اور وہی بدبخت ہے جو آپ کا کلمہ نہ پڑھے۔ اس کے بعد بچے نے ایک بھر جھیری لی اور وہیں فوت ہو گیا۔

## ۶۔ سوسمار کا کلام

الخروج والجرانج میں مروی ہے کہ آنحضرتؐ تشریف فرما تھے کہ ایک بدو آیا۔ اس کے پاس تھیلے میں سوسمار تھا۔ بدو نے کہا۔ اے محمدؐ اس روئے ارض پر میری نظروں میں اگر کوئی دشمن ہے تو وہ صرف اور صرف تو ہے۔ اگر میرے بس میں ہوتا تو میں ابھی اور اسی وقت آپ کو قتل کر دیتا۔ آپؐ نے فرمایا تو میری نبوت پر ایمان کیوں نہیں لاتا۔

وہ کہنے لگا میرے ایمان لانے کی ایک شرط ہے۔

آپ نے فرمایا۔ بھلا وہ کیا شرط ہے؟

اس نے تھیلے سے سوسمار کو نکالا اور کہنے لگا۔ اگر یہ سوسمار ایمان لائے تو میں بھی ایمان لے آؤں گا۔

آپ نے فرمایا۔ سوچ لے۔

کہنے لگا۔ اس میں سوچنے کی کیا بات ہے جو کہ رہا ہوں وہی ہو گا۔

آپ نے فرمایا۔ انسانوں کے سوا کائنات عالم میں کوئی ایسی چیز نہیں جو میری نبوت پر ایمان نہ لائی سو یہ سوسمار تو صرف

گو اہی دے گا۔ ایمان تو پہننے سے لا چکا ہے۔

بدو حیرت سے آپ کو دیکھنے لگا۔

آپ نے فرمایا۔ یا عجب۔ لے سوسمار۔

سوسمار نے عرض کیا۔ لبیک یا ذین من وافی القیامۃ۔ لبیک اسے قیامت میں مشورہ ہونے والوں کی ریت۔

آپ نے فرمایا۔ من تعبد تو کس کی عبادت کرتا ہے؟

سوسمار نے کہا۔ اس ذات کی عبادت کرتا ہوں۔ جس کا عرش آسمان میں ہے۔ زمین پر حکومت ہے سمندر پر نگرانی

سے جنت میں رحمت ہے۔ اور جہنم میں عذاب ہے۔

آپ نے فرمایا۔ لے سوسمار! میں کون ہوں؟

سوسمار نے عرض کیا۔ آپ رب العالمین کے رسولؐ۔ خاتم الانبیاءؐ ہیں۔ وہی کامیاب ہو گا جو آپ کی تصدیق کرے

گا۔ اور وہی ناکام ہو گا جو آپ کی تکذیب کرے گا۔

بدو کہنے لگا۔ قبلہ اب میرے پاس کوئی عذر نہیں ہے میں کہہ چکا ہوں اے اسلام قبول کرتا ہوں۔ یہ شخص نبی سلیم

سے تھا۔ اس کے اسلام لانے سے نبی سلیم سے ایک ہزار نئے اسلام قبول کر لیا۔

## ۵۔ سفینہ کا واقعہ

آنحضرتؐ کا غلام سفینہ کہتا ہے کہ میں ایک مرتبہ سفر تجارت میں سمندر میں گیا۔ ہماری کشتی طوفان کی زد میں آکر ٹوٹ

گئی۔ میرے ہاتھ میں ایک تختہ لگا میں اس پر سوار ہو گیا۔ ہوا مجھے ایک جزیرہ میں لے آئی۔ میں پانی سے باہر نکلا۔

میرے جسم پر کوئی کپڑا نہ تھا۔ اچھی تک میرے حواس بجا نہ ہوئے تھے کہ میں نے ایک شیر کو دھاڑتے ہوئے دیکھا جو میری

طرف آ رہا تھا۔

میں نے دست دعا بند کیے اور عرض کیا۔ بار الہا میں تیرے رسولؐ کا خادم ہوں سمندر سے نجات ملی گئی ہے

کیا اب مجھے یہ دردہ کھائے گا؟

میری ہمت بڑھ گئی۔ جو نہی شیر میرے قریب آیا۔ میں نے کہا۔

اے شیر شاید تجھے معلوم نہیں میں کون ہوں۔ میں خاتم الانبیاء کا غلام سفینہ ہوں

میرے منہ سے یہ الفاظ نکلے اور میں نے شیر کو دیکھا جیسے وہ مر گیا ہو۔ آہستہ آہستہ چلتا ہوا میرے قریب آیا اور میرے پاؤں چاٹنے لگا۔

پھر شیر نے اشارہ کیا میں اس کی پشت پر سوار ہو گیا۔ وہ مجھے ایک ایسی جگہ لے گیا۔ جہاں ہر طرف میوہ دار درخت تھے۔ میں نے اس کی پشت سے اتر کر پھل کھانا شروع کر دیئے۔ وہ شیر کھڑا رہا۔ جب میں سیر ہو چکا تو پتوں اور شاخوں سے ایک چھوٹی سی ٹوکری بنائی۔ اسے پھلوں سے پر کر لیا۔ اپنے جسم کو درختوں کے پتوں سے ڈھانپ لیا شیر کے قریب آیا۔ اس نے اشارہ کیا میں سوار ہو گیا۔ وہ مجھے ساحل سمندر پر ایسی جگہ لے گیا کہ مجھے دور سے ایک کشتی نظر آگئی۔ ہر ممکن طریقہ سے میں نے انہیں اشارہ کیا۔ انہوں نے مجھے دیکھ لیا۔ جب وہ قریب آئے تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ میں شیر پر سوار ہوں۔

انہوں نے پوچھا۔ تو جن ہے یا انسان؟

میں نے عرض کیا میں انسان ہوں۔ رسول کو نبی کا غلام سفینہ ہوں۔ انہی کی برکت سے شیر نے کچے نہیں کہا۔

ان لوگوں نے ایک چھوٹی سی کشتی تیار کی۔ وہ ساحل کے قریب آئی۔ میں اس پر سوار ہوا۔ میں نے دیکھا شیر کی آنکھوں سے آنسو ٹپک رہے تھے۔ جب تک ہماری کشتی نظر آتی رہی شیر وہیں کھڑا رہیں دیکھتا رہا۔



ولی العصر ترست ولی العصر ترست ولی العصر ترست ولی العصر ترست ولی العصر ترست ولی العصر ترست ولی العصر ترست ولی العصر ترست

# شفائے امراض اور احیائے اموات

## ۱۔ بکری کا زندہ کرنا :

• الخراج والخراج میں دو محضرہ سے منقول ہے کہ ایک دن آنحضرتؐ نے فرمایا۔ آج گوشت کھانے کو بی چاہ رہا تھا۔ ایک انصاری اپنے گھر آیا۔ اس نے اپنی بیوی سے کہا۔ کہ آج نبی کو نبین گوشت کی خواہش کر رہے ہیں۔ اگرچہ ہمارا ترک صرف ایک بکری ہے لیکن اسے ذبح کر کے انہیں کھلا دیں تو میرے خیال میں اس سے بہتر مصروف اور کوئی نہ ہوگا۔

خوش نصیب بیوی نے کہا۔ ذبح کر کھو گوشت بھونا سرور کو نبین کی خدمت میں لے کے آگیا۔ آپ نے اپنے اہلیت کو بلایا اور انصاری کو بھی کھانے کے لیے دے دیا۔ ساتھ ہی فرمادیا کہ اس کی بڑی کو کوئی نہ توڑے جب تمام کھا چکے۔ آپ نے انصاری سے فرمایا۔ اس کا چمڑا کہاں ہے ؟ اس نے عرض کیا۔ قبہ گھر رکھا ہے۔

آپ نے فرمایا : لے آیا :

وہ چمڑا لے کے حاضر ہوا۔ آپ نے وہ تمام بڑیاں اس چمڑے میں جمع کیں اور انصاری سے فرمایا۔ یہ لے جا اللہ تعالیٰ کی بکری تجھے مبارک کرے۔ جو نبی انصاری نے چمڑے کو ہاتھ لگایا تو بکری اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ انصاری اسے گر گھر آگیا۔

## ۲۔ دو بچوں کا زندہ ہونا :

• الخراج والخراج کے مطابق ایک انصاری کی بکری تھی۔ اس نے اسے ذبح کیا اور بیوی سے کہا۔ اسے دو حصوں میں تقسیم کر کے کچھ ہونے اور کچھ پکالے۔ میں مسجد میں جاتا ہوں۔ سرور انبیاءؑ کی خدمت میں عرض کروں گا لیکن ہے

ولی العصر ترست ولی العصر ترست ولی العصر ترست ولی العصر ترست ولی العصر ترست ولی العصر ترست ولی العصر ترست ولی العصر ترست



وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ

وہ قبول فرمائیں۔ وہ مسجد میں چلا آیا۔

انصاری کے دو بچے تھے وہ اپنے باپ کو بکری ذبح کرتے دیکھ رہے تھے بڑے بچے نے چھوٹے سے کہا۔ آئیں تجھے بکری کی طرح ذبح کروں۔ اس نے خنجر اٹھالیا اور چھوٹے بھائی کو ذبح کر ڈالا۔ جب ماں نے دیکھا تو وہ گھبرا کر بڑے کو سزنش کرنے کی خاطر اٹھی جب اس نے ماں کو آتے دیکھا تو ڈر کے بھاگا۔ اور چھت پر پڑھ گیا۔ ماں چھت پر پڑھی تو وہ دوڑا اور چھت سے گر کر مر گیا۔

ماں نے دونوں بچوں کی لاشیں چھپا کر رکھ دیں۔ نبی کریمؐ کے لیے کھانا تیار کیا۔ نماز سے فارغ ہو کر نبی کو نبین تشریف لے آئے جب دسترخواں چنا گیا۔ تو آپؐ نے انصاری سے فرمایا۔ تیرے بیٹے کہاں ہیں؟ وہ اٹھا اس نے جا کر بیوی سے پوچھا۔

بیوی نے تمام ماجرا کہہ سنایا:

وہ آیا اور عرض کی قبلہ کہیں کھینے گئے ہوں گے۔ وہ اگر کھالیں گے۔ آپ ان کا انتظار نہ فرمائیں۔

آپؐ نے فرمایا:

جب تک وہ نہیں آئیں گے اس وقت تک میں نہیں کھاؤں گا

آخر انصاری کو بتانا پڑا:

آپؐ نے فرمایا:

جا ان کے لاشے اٹھا کر آ۔ انصاری دونوں کے لاشے اٹھا کر لے آیا:

آپؐ نے دونوں کے جسم پر ہاتھ پھیرا دونوں زندہ ہو کر اٹھ بیٹھے۔ آپؐ نے دونوں کو دسترخواں پر بیٹھایا۔ اور سب کے ساتھ مل کر کھانا تناول فرمایا۔

## ابوایوب انصاری کی میزبانی:

الحزب و الجراح میں امام صادقؑ سے منقول ہے کہ ابوایوب انصاری کے گھر میں ایک بکری اور معمولی سی مقدار جو کی تھی۔ ابوایوب نے عرض کیا قبلہ آج کا کھانا میرے ہاں تناول فرمائیں۔ آپؐ نے قبول کر لیا۔ ابوایوب نے بکری ذبح کی کھانا پکایا۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپؐ نے ابوایوب سے فرمایا۔ جا اور مدینہ میں اعلان کرو۔ جسے کھانے کی ضرورت ہو میرے گھر سے لے جائے۔ ابوایوب نے مدینہ میں اعلان کر دیا۔ مٹوں میں ابوایوب کا گھر لوگوں سے بھر گیا۔ نبی کو نبین تقسیم کرنے لگے۔ تمام اہل مدینہ سیر ہوئے پھر آپؐ نے خود تناول فرمایا، بکری کی ہڈیاں کھال میں رکھیں اور فرمایا۔ تم یا ذن اللہ۔ بکری اٹھ کھڑی ہوئی۔ بعد میں اس بکری کا دو دھ شفا ئے امراض کے لیے استعمال کیا جاتا تھا۔ اس بکری کا نام۔ الطیوخہ مشہور ہو گیا۔

وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ

## کٹا ہوا ہاتھ؛

الخروج کے مطابق معاذ بن افرع کا ہاتھ ابوجہل نے اسلام کے جرم میں کاٹ لیا وہ اپنا ہاتھ لے کر آپ کے پاس آیا۔ آپ نے ہاتھ کو کٹی ہوئی جگہ پر رکھ کر لعاب دہن لگایا ہاتھ صحیح و سالم ہو گیا۔

## مردہ کا جواب دینا؛

الخروج کے مطابق ایک شخص آپ کی خدمت میں آیا اور عرض کی قبلہ زمانہ جاہلیت میں میں اس قبیلہ سے تھا جو بچیوں کو زندہ دگر کر دیتے تھے۔ ایک مرتبہ میں تجارت کے طویل سفر پر جا رہا تھا۔ میری بیوی حاملہ تھی۔ میں نے اسے کہا۔ اگر لڑکا ہو تو فقہا اگر لڑکی ہو تو اے دفن کر دینا۔ میں پانچ برس بعد واپس آیا تو میری بچی میرے گرد پھرنے لگی میری بیوی نے مجھے بتایا کہ یہ تیری بچی ہے۔ میں ملال ہونے کی وجہ سے اسے دفن نہ کر سکی۔ اب تو بھی مہمات کر دے بڑی ہو گئی ہے۔

لیکن مجھ پر غیرت جاہلیہ کا بیوت سوار تھا۔ میں نے بچی کے ہاتھ سے بکڑا اور اسے جا کر زندہ دفن کر دیا۔

آپ نے پوچھا۔ کہاں دفن کی تھی۔؟

اس نے بتایا: قلال وادی میں؟

آپ نے فرمایا: چل میرے ساتھ وہ وادی کہاں ہے؟

وہ آپ کے ساتھ آیا: جب اس وادی میں پہنچے۔ تو آپ نے پوچھا۔ بچی کا نام کیا تھا؟

اس نے نام بتایا:

آپ نے بچی کا نام لے کر پکارا:

بچی نے لبیک کہی۔ آپ نے فرمایا: تیرے والدین مسلمان ہو چکے ہیں۔ اگر تو چاہے تو مجھے تیرے والدین

میں واپس لے آؤں؟

بچی نے عرض کیا۔ قبلہ اللہ نے مجھے والدین کی نسبت بہت اچھا دے رکھا ہے۔ اب مجھے واپس آنے کی ضرورت نہیں ہے۔

• بصائر میں ایوب ابن نوح سے مروی ہے کہ ایک نابینا شخص آپ کی خدمت میں آیا۔ اور عرض کی اللہ سے دعا کریں کہ مجھے بینائی واپس مل جائے۔

آپ نے دعا کی اسی وقت بینائی واپس مل گئی۔

• خروج میں ہے کہ ایک عورت اپنے بچے کو آپ کی خدمت میں لائی اور عرض کیا۔ قبلہ اس کے سر پر بال نہیں

وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ

وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ

اُگئے۔

آپ نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا بال بھی اُگ آئے اور دیگر تمام جسمانی بیماریاں بھی ختم ہو گئیں۔ جب یہ خبر میں پہنچی تو مسلمانوں کو نبی ماننے والے اپنا ایک بچہ مسلمان کے پاس لائے اور اسے تمام واقعہ سنایا؛ مسلمان نے اس بچے کے سر پر ہاتھ پھیرا اس کا سر گنجا ہو گیا۔ اور آج تک اس کی تمام نسل گنجدی چلی آ رہی ہے۔

۶۵

وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ

وللی العصر ٹرسٹ وللی العصر ٹرسٹ وللی العصر ٹرسٹ وللی العصر ٹرسٹ وللی العصر ٹرسٹ وللی العصر ٹرسٹ وللی العصر ٹرسٹ وللی العصر ٹرسٹ وللی العصر ٹرسٹ وللی العصر ٹرسٹ

# آپ کے اعضائے مبارکہ کی برکت

۱۔ امانی طوسی میں ابو عمرہ سے مروی ہے کہ روٹیوں کے مقابلہ میں ہمارا چار ہزار کا شکر تھا۔ جنگ طول کھینچ گئی تھی۔ اور ہمارے پاس کھانے کا سامان ختم ہو گیا۔ لوگوں نے آپ سے احٹ تحر کرنے کی اجازت مانگی۔ آپ نے حضرت عمر سے پوچھا لوگ احٹ تحر کرنا چاہتے ہیں۔ حضرت عمر نے کہا حضور اگر کھیں بھاگنا پڑا تو کیا کریں گے۔ آپ نے فرمایا: پھر اب کیا کریں۔ حضرت عمر نے کہا۔ آپ تمام شکر میں منادی کراویں۔ جس کے پاس کھانے کا جو سامان ہے وہ جمع کرادے۔ آپ اکٹھا کر لیں۔ اور راشن بندی سے تقسیم کریں۔ جب تمام سامان جمع ہوا تو وہ کل ستائیس اٹھائیس بھرتھا۔ کھانے والے چار ہزار تھے۔ آپ نے فرمایا: اب راشن بندی کیسے ہوگی؟ حضرت عمر اور تمام صحابہ خاموش ہو گئے۔ آپ نے فرمایا:

اچھا ایسا کرو اس سامان پر کپڑا ڈال دو۔ اور اپنے اپنے برتن وغیرہ لے کے آجاؤ۔ آپ نے کپڑے نیچے سامان پر اپنا دست مبارک رکھ دیا۔ اور فرمایا ایک ایک آتے جاؤ۔ بسم اللہ پڑھ کے اپنا برتن پر کرتے جاؤ۔ نہ شور و غل کرو۔ اور نہ بھیڑ کرو۔ چار ہزار آدمی نے اپنے تمام برتن اناج سے پر کر لیے جب آپ نے دست مبارک بلند کیا تو جتنا اناج کپڑے کے نیچے تھا وہ ویسے کا ویسا رکھا تھا۔ اس میں سے ایک دانہ بھی کم نہ ہوا تھا۔

## ۲۔ دعوت جابر انصاری:

خرائج میں جناب جابر انصاری سے مروی ہے کہ جب ہمیں اطلاع ملی کہ قریش مکہ تمام قبائل عرب کو جمع کر

وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ

آپ کے اخصائے مبارک کی برکت

وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ

کے دیر پر حملہ کرنے والے ہیں۔ تو نبی کو نبین نے مجلس مشاورت منعقد کی۔

جناب سلمان نے عرض کیا۔ قبلہ ہمارے فارس کے علاقہ میں اسی طرح کیا جاتا ہے کہ ایسے مواقع پر ایک خندق کھودی جاتی ہے۔ ایک طرف سے راستہ چھوڑ دیا جاتا ہے۔ جس کو دشمن کے حملہ کے لیے صرف کیا جاتا ہے۔ تین طرف سے تحفظ ہو جاتا ہے۔

نبی کو نبین نے جناب سلمان کے مشورہ کو پسند فرمایا۔ خندق کھودنے کا حکم دیا۔ دس دس صحابہ کا ایک ایک گروپ بنایا۔ اور ہر گروپ کے ذمہ دس ہاتھ خندق کی کھدائی لگائی۔ ہم خندق کھودنے میں مصروف ہو گئے کھدائی کے دوران ایک جگہ ایک چٹان آگئی۔ ہم نے بہت کوشش کی لیکن چٹان نہ ہل سکی۔

میں نے جا کر آپ کو اطلاع دی۔ میں نے دیکھا تو آپ نے اپنے شکم مبارک پر پتھر رکھا ہوا تھا۔ آپ بڑی جلدی سے اٹھے۔ میرے ساتھ تشریف لائے۔ اپنے ہتھ مبارک میں پانی لیا۔ اور پتھر پر چھڑک دیا۔ پھر کدال ہاتھ میں لیا۔ اور ضرب لگائی۔ اس ضرب سے ایک ایسی چمک چھڑکی کہ جس کی روشنی میں یمن کے محلات نظر آئے۔ پھر آپ نے دوسری ضرب لگائی اس سے بھی ایک روشنی نکلی جس میں عراق کے محلات صحابہ نے دیکھے۔ پھر آپ نے تیسری ضرب لگائی وہ پتھر بڑبڑا رہا ہو گیا۔

آپ نے مکہ سیدی کی اور صحابہ سے سوال کیا۔ پتھر سے جو روشنی نکلی تھی۔ آپ نے کچھ دیکھا تھا۔ صحابہ نے عرض کیا۔ پہلی ضرب میں یمن اور دوسری ضرب میں عراق کے محلات دیکھے تھے۔ آپ نے فرمایا۔ یہ وہ مقامات ہیں جہیں تم نے فتح کرنا ہے۔

اس کے بعد میں اپنے گھر گیا۔ بیوی سے کہا۔ گھر میں کیا ہے؟

اس نے جواب دیا:

ایک بکری ہے اور زیادہ سے زیادہ دو گھو جو کا آنا ہوگا۔

میں نے کہا:

میں نے آج نبی کریم کو پیٹ پر پتھر رکھے دیکھا ہے۔ میرا خیال ہے آپ نے کئی وقت سے کھانا نہیں کھایا۔

اگر ہم بکری ذبح کر لیں اور آپ کو کھانا کھلا دیں تو کیسا رہے گا۔

بیوی نے کہا۔ اس سے بہتر اور کیا ہوگا۔

میں نے اگر آپ کی خدمت میں عرض کیا قبلہ اگر قبول فرمائیں۔ تو آج کا کھانا ہمارے ہاں تناول فرمائیں۔

آپ نے فرمایا:

جابر میں تنہا آؤں یا جسے چاہوں ساتھ لاسکتا ہوں؟

میرا خیال تھا کہ آپ حضرت علی کو ساتھ لائیں گے۔ میں نے عرض کیا قبلہ آپ جسے چاہیں ساتھ لے آئیں

وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ





آپ کے اعصاب بے ہوش کی برکت

والی العصر ٹرسٹ والی العصر ٹرسٹ والی العصر ٹرسٹ

پھر فرمایا: بیٹی ایک برتن دے اس میں کھانا ڈال کر عائشہ کو دے آ۔ دختر رسول حضرت عائشہ کو جا کر دے آئیں پھر باری باری ایک ایک بیوی کے ہاں بھیجتے رہے۔ بعد میں پڑوسیوں کے گھر بھیجوا یا۔ آخر میں ہم سب کے ساتھ بیٹھ کر تناول فرمایا۔ جب ہم سب کھا چکے تو کھانا ویسے کا ویسا رہا جسے ہم بعد میں کئی دن تک کھاتے رہے۔ ۴۔ خراج کے مطابق جس سال آپ نبیؐ عمرہ مکہ تشریف لے گئے۔ کفار مکہ نے آپ کو حدیبیہ میں روک لیا اور مکہ نہ جانے دیا۔ آپ نے ہر چند کوشش کی مگر کفار مکہ نہ گئے۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ پہلے آپ ہمارے ساتھ صلح کریں بعد میں اور کسی سال آئیں۔ آپ نے صلح کر لی۔ صلح حدیبیہ معروف ہے۔ اسی صلح کے موقع پر عمرؓ نے آپ کی نبوت میں شک کیا تھا۔ شرط الطلح کے بعد جب کفار مکہ واپس پلٹے گئے۔ آپ کے قافلہ میں پانی ختم ہو گیا۔

سواریاں اور سواریاں سے جاں بلب ہو گئے۔ ایک مشکیزہ میں تھوڑا سا پانی تھا۔ آپ نے اس میں اپنا دست مبارک رکھا اور فرمایا خود بھی پی لو۔ اپنی سواریوں کو بھی پلا لو۔ اور اپنے تمام برتن وغیرہ پانی سے پر کر لو۔ چنانچہ تمام مشکیزے وغیرہ پر کر دیئے گئے۔

• امالی طوسی میں زید ابن ارقم سے مروی ہے کہ ایک رات آنحضرتؐ نے کرسنگی میں گزار دی صبح کو جناب سیدہ کے گھر تشریف لائے۔ پوچھا بیٹی کچھ کھانے کو ہے؟ بی بی نے عرض کیا:

بابا جان! اسٹین دودن سے بلا کچھ کھائے پیئے ہیں۔

آپ نے دونوں شہزادوں کو گود میں لیا۔ اور باری باری زبان رسالت چھانی دونوں شہزادے سیر ہو گئے۔ پھر حضرت علیؓ کو ساتھ لے کر ابوالبشیم کے گھر آئے۔ ابوالبشیم نے خوشروئی سے استقبال کیا۔ اور عرض کیا۔ قبیلہ کاش مجھے آپ کی تشریف آوری کا علم ہوتا۔ آج تو میرے گھر میں چھوٹی گوری بھی نہیں ہے۔ جو کچھ تھا۔ شام ہی کو پڑوسیوں میں تقسیم کر دیا ہے۔

آپ نے فرمایا:

ابوالبشیم تو نے اچھا کیا ہے۔ جبریلؑ نے اللہ کی طرف سے مجھے پڑوسی کے حق میں اس قدر وصیت کی ہے کہ مجھے تو یہ خطرہ لاحق ہو گیا کہ کہیں پڑوسی کو وارث نہ بنا دیا جائے۔ ابوالبشیم کے گھر میں ایک کھجور کا درخت تھا۔

آپ نے فرمایا:

ابوالبشیم! کیا اس کھجور سے کچھ کھانے کی اجازت ہے؟

ابوالبشیم نے عرض کیا۔ قبلہ تو نہ ہے۔ اور اس نے کبھی چل ہی نہیں دیا۔

آپ نے فرمایا:

ابوالہشیم نے عرض کیا۔ قبلہ یہ آپ کا مال ہے۔

# دیگر انبیاء کے معجزات سے تقابلی جائزہ

## ۱۔ نبی خاتم الانبیاء اور حضرت آدمؑ:

- ۱۔ حضرت آدمؑ کا ایک مرتبہ ملائکہ نے تعظیمی سجدہ کیا۔ اور  
مزار نبی الانبیاء پر تاقیامت ملائکہ سجدہ تعظیمی کرنے رہیں گے۔
- ۲۔ حضرت آدمؑ قبلہ ملائکہ بنے تھے اور سید الانبیاءؑ  
شب معراج تمام انبیاءؑ کا قبلہ بنائے گئے۔
- ۳۔ حضرت آدمؑ مٹی سے پیدا ہوئے۔ اور  
آپ نور سے پیدا ہوئے۔

- ۴۔ حضرت آدمؑ ابوالبشر ہیں اور آپ سید السادات ہیں۔
- ۵۔ حضرت آدمؑ اول الانبیاءؑ ہیں اور آپ کنت نبیاً و آدم ربین الماء والطین کا مصداق ہیں۔
- ۶۔ حضرت آدمؑ کے مقابلہ میں ملائکہ مار گئے تھے۔ اور آپ کے مقابلہ میں اولین و آخرین ایچ ہیں۔
- ۷۔ حضرت آدمؑ نے جنت کی سیر کی اور آپ کاب توسین تک تشریف لے گئے۔

## ۲۔ سید الانبیاءؑ اور جناب اور لیسؑ:

- ۱۔ جناب اور لیسؑ کے لیے حکم قرآن ہے۔ رَفَعْنَا هُ مَكَانًا عَلِيًّا  
ہم نے اور لیسؑ کو بلند مقام غایت  
کیا۔

آپ کا ذکر علی ہے۔ رَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ۔

- ۲۔ جناب اور لیسؑ نے اللہ سے مناجات کی۔ اور آپ سے اللہ نے مناجات کی اَوْحَىٰ إِلَىٰ اٰبِیْنٰہُمْ مَا وُحِّیَ
- ۳۔ جناب اور لیسؑ کو دنیا سے اٹھ جانے کے بعد طعام جنت ملا۔ اور آپ زندگی بھر جنت کے کھانے کھاتے  
رہے۔

وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ

## ۳۔ جناب نوحؑ اور سلطان الانبیاءؑ

۱۔ کشتی نوحؑ پانی پر چلی۔ اور سلطان الانبیاءؑ نے پتھر کو پانی پر پلایا۔ ہوا یوں کہ ایک مرتبہ آپ ایک چشمہ کے کنارے کھڑے تھے۔ حکمران ابن ابوجہل نے کہا۔

محمدؐ اگر تو رسول ہے تو ذرا اس پتھر کو حکم دے کہ وہ پانی میں تیر کر آپ کے پاس آجائے۔  
آپ نے پتھر کو انگلی سے اشارہ کیا۔ وہ پتھر تیرتا ہوا آپ کے پاس آیا۔ پھر آپ کے حکم سے واپس اپنی جگہ پر چلا گیا۔

۲۔ جناب نوحؑ رسول عذاب تھے۔ اور آپ رسول رحمت تھے۔

۳۔ جناب نوحؑ نے اپنے چند اقرباء کے لیے دعائے نجات کی تھی۔ اور آپ نے تاقیامت اپنی امت کے لیے دعائے نجات کی ہے۔

۴۔ کشتی نوحؑ دنیا میں باعث نجات تھی اور کشتی سرور انبیاءؑ (الہیبت) آخرت کے لیے موجب نجات ہے۔  
۵۔ جناب نوحؑ نے کشتی میں بیٹھ کر دشمنوں سے نجات حاصل کی تھی۔ اور آپ نے شب ہجرت دشمنوں میں گھر کر نجات حاصل کر لی۔

## ۴۔ حضرت ہودؑ اور سلطان کائناتؑ

۱۔ جناب ہودؑ کو اللہ نے آندھی کے ذریعہ دشمنوں سے نجات دلائی تھی اور عبدالعزیزؑ کو اللہ نے جنگ خندق میں دشمنوں سے بذریعہ باد و باران نجات دلائی تھی۔ تین ہزار لاکھ کا اضاقتہ تھا۔

۲۔ جناب ہودؑ کو اپنے دشمن ہوبان سے باد عذاب سے چھٹکارا ملا جب کہ سلطان کوئین کو اللہ نے باد رحمت بنا کر بھیجا۔

۳۔ جناب ہودؑ نے صبر کیا تھا۔ آنحضرتؐ نے بھی صبر کیا ہے

## ۵۔ جناب صالحؑ اور سلطان کوئینؑ

۱۔ جناب صالحؑ کے لیے پہاڑ سے نافرمانی تھی اور آپ کے لیے پہاڑ سے انسان برا مڈھرا۔ جو کہتا تھا۔  
لے اللہ! ذکر محمدؐ بلند فرما۔

لے اللہ! اجر محمدؐ کو وہ چند فرما۔

۲۔ حضرت صالحؑ کی نافرمانی نے پتے کیا تھا۔ جب کہ آپ کی ذریت کلامت نے پارہ پارہ کیا۔



وَالْيَاصْبِرْ ثَوَاتًا وَابْتَغِ الْوَعْدَ الْمُبِينُ وَالْيَاصْبِرْ ثَوَاتًا وَابْتَغِ الْوَعْدَ الْمُبِينُ

۳۔ جناب صالح کی قوم نے عذاب مانگا تو آپ نے دعا کر کے انہیں مغذیب کر دیا۔ جب کہ آپ کی امت نے عذاب مانگا تو آپ نے بد دعا کی بجائے عرض کیا۔ بار الہامیری قوم کو میری معرفت عنایت فرمایہ مجھے جانتے نہیں۔

۴۔ جناب صالح کی فاقہ نے کبھی کوئی بات نہیں کی تھی۔ جب کہ آپ سے کئی ناقاضی نے نہ صرف بات کی بلکہ آپ کی نبوت کی گواہی بھی دی۔

۶۔ جناب لوطؑ اور رسولِ رحمتؐ:

جناب لوطؑ نے اپنی امت کے لیے عذاب مانگا آپ نے اپنی امت کے لیے رحمت مانگی۔

۷۔ جناب خلیل اور حبیب خدا؛

۱۔ اللہ نے جناب ابراہیم کو ملکوت سائرین سے دکھائے آپ کو اللہ نے ملکوت سائرین سے دکھائے۔  
۲۔ جناب ابراہیم طالب رب تھے اور آپ مطلوب رب تھے۔  
۳۔ جناب ابراہیم نے دعا کی میرے اللہ مجھے شرمندہ نہ کرنا۔ آپ سے اللہ نے خود وعدہ فرمایا تبھی شرمندہ نہ کروں گا۔

۴۔ جناب ابراہیمؑ نے آتش نمرود میں از خود حسی اللہ کہا۔ آپ کی طرف سے اللہ نے از خود حسیک اللہ فرمایا:  
 ۵۔ جناب ابراہیمؑ نے لسان صدق کا مطالبہ کیا۔ اللہ نے آپ کو بلا مانگے لسان صدق عطا فرمائی۔  
 ۶۔ جناب ابراہیمؑ نے اَرْنَا سَمٰتِنَا کَبٰکِرَ مَقٰمٰتِ عَلٰیہ کی زیارت کا مطالبہ کیا۔ آپ کو اللہ نے رَآیَ اٰیٰتِ رَبِّہِ الْکُبْرٰی کا مصداق بنا دیا۔

۷۔ جناب ابراہیمؑ نے جنت کے داروں سے ہونے کی دعا کی اللہ نے آپ کو بلا مانگے مالک جنت بنایا۔  
۸۔ جناب ابراہیمؑ نے اللہ سے طعام کا مطالبہ کیا۔ آپ تو یہاں سے خود اللہ نے آپ کی امت کو بلا مانگے آپ کی بدولت طعام سے نوازا۔ **أَطْعَمَهُمُ مِنْ جُوعٍ لَا حِيلَكَ**۔  
۹۔ جناب ابراہیمؑ نے اپنے دشمنوں کو کھلانے سے ہاتھ روکا۔ جب کہ آپ نے دشمنوں کے لیے دسترخواں بچھائے رکھا۔ حتیٰ کہ خود اللہ نے فرمایا۔

۱۰۔ جناب ابراہیمؑ اللہ کی قسم کھاتے تھے۔ اور اللہ آپ کی قسم کھاتا ہے۔ لَعْنُكُمْ۔  
۱۱۔ جناب ابراہیمؑ کا صرف ایک مقام مصلیٰ قرار پایا۔ جب کہ آپ کی پوری سیرت کو واجب العمل قرار دیا۔  
لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔



وَالْيَ عَصْرٍ ثَرْسُثْ وَالْيَ عَصْرٍ ثَرْسُثْ وَالْيَ عَصْرٍ ثَرْسُثْ وَالْيَ عَصْرٍ ثَرْسُثْ وَالْيَ عَصْرٍ ثَرْسُثْ

۴۔ جناب یوسفؑ نے چند برس زندان میں گزارے تھے اور آپؐ نے پوری زندگی زندان کی طرح گزاری۔

۵۔ جناب یوسف تعبیر خواب بتاتے تھے۔ اور آپ علم ماکان و مایکون کے عالم تھے۔

۱۰۔ جناب موسیٰؑ اور رحمتِ عالمؐ:

۱۔ جناب موسیٰ کے اپنے ہاتھ سے عصا مارنے پر بارہ چشمے پھوٹے تھے اور آپ نے مدینہ میں اپنے صحابی

براع ابن عازب کو حکم دیا کہ میرا نیزہ گاڑ دے اس سے بارہ چشمہ ہوئے۔

۲۔ جناب مولیٰ کا اپنا ہاتھ یہ بیٹھا تھا۔ اداپ نے مجھے چاہا اسی کا ہاتھ یہ بیٹھا بنا دیا۔ قتادہ ابن نعان کو ایک

درخت سے ٹہنی توڑ کر دی اور فرمایا: جب چاہیے گا روشنی دے گی۔

۳۔ جناب موسیٰ کو نو معجزات دیئے گئے تھے۔ آپ کو بھی ان سے افضل معجزات عطا کئے گئے۔ اس بات کی تفصیل

سے پیش کیے جا چکے ہیں۔

۴۔ جناب موسیٰؑ کے صرف ہاتھ سے روشنی پھوٹی تھی جب کہ آپ کے تمام جسم سے روشنی پھوٹی تھی۔

۵۔ جناب موسیٰؑ نے بنی اسرائیل کو دریا نیل سے گزارا اور آپؑ نے اپنے پورے لشکر کو وادی خزان کے قد ادم

سیلاب سے گزارا۔

۶۔ جناب موسیٰؑ سے اللہ نے کوہ طور پر کلام کیا۔ اور آپ سے حجابات قدرت میں کلام کیا۔

۷۔ جناب موسیٰ سے چالیس دن بعد کلام ہوا۔ آنحضور کو ایک سو بیس مرتبہ کلام کے لیے معراج پر بھیجا گیا۔

۸۔ معراج موسیٰؑ اُن دن میں تھا۔ معراج محمدؐ رات کو ہوا۔

۹۔ معراج موسیٰ زمین پر تھا۔ معراج محمد آسمان پر ہوا۔

۱۰۔ معراجِ موسیٰ کے مذاکرات پوشیدہ رکھے گئے، معراجِ محمد کے مذاکرات اونی الیٰ عبدہ، ماونجی کے پردہ میں

رکھے گئے۔

۱۱۔ جناب داؤد اور فخر کائنات :

۱۔ جناب داؤد کو حق و باطل میں امتیاز کی خاطر تجریدی گئی تھی آپ کو حق و باطل میں امتیاز کے لیے تاقیامت قرآن

وہاں

۲۔ جناب داؤد کو لمحہ داؤدی عطا کیا گیا۔ آپ کو ترجمہ قرآن دی گئی۔

۳۔ حجاب و اوڈانی حفاظت کے لیے انسانوں کے محتاج تھے آپ کا محافظ اللہ تھا۔

۴۔ چناب داؤد کے لیے لورا موم ہوتا تھا۔ اور آب کے لیے یوری کائنات منہر تھی۔

۵۔ جناب داؤد کے لیے پہاڑ خرچ تھے۔ آپ کے لیے پتھروں نے نبوت کی گواہی دی۔  
۶۔ جناب داؤد کے لیے پرندے مسخر تھے اور آپ کے لیے براق تابع تھا  
۷۔ جناب داؤد کو حکومت دینا دی۔ آپ تمام شریعتوں کے ناسخ تھے۔  
۸۔ جناب داؤد کو خواہشات کی عدم پیروی کا حکم ملا۔ اور آپ کے ترک خواہشات کی شہادت اللہ نے دی۔

۱۔ جناب سلیمان کے لیے ہوا مسخر تھی۔ آپ کو تمام کائنات کا حکمران بنا یا گیا۔  
۲۔ جناب سلیمان کے لیے جن مسخر تھے۔ اور آپ جنوں کے بھی نبی تھے۔  
۳۔ جناب سلیمان تسخیر جات کے لیے انگشتری کے محتاج تھے اور آپ کی جنوں نے بیعت کی تھی۔  
۴۔ جناب سلیمان نے حکومت دنیا کی دعا مانگی تھی آپ نے حکومت دینا ٹھکرا دی۔  
۵۔ جناب سلیمان کو اللہ نے احسان کر کے بھول جانے کی ہدایت فرمائی۔ اور آپ کے لیے مَا تَأْكُمُ الرَّسُولُ  
فَخَذُوهُ كَالْحَمِيمِ امت کو دیا۔  
۶۔ جناب سلیمان دوش ہوا پر اڑتے تھے۔ اور آپ پشت براق پر سوار ہوئے۔

۱۔ جناب یحییٰ اپنے وقت کے عابد تھے۔ آپ کو اللہ نے خود کثرت عبادت سے روکا۔  
۲۔ جناب یسعی کسی میں نبی تھے۔ اور آپ کُنْتُ نَبِیًّا وَاَدْمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالْطِّينِ کے مصداق تھے۔  
۳۔ جناب عیسیٰ اور فخر انبیاءؑ:

-

# قبل از شہادت مصروفیات



کتب تاریخ کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے حجۃ الوداع ہی سے اپنے سفر آخرت کی تیاری شروع کر دی تھی۔

ارشاد شیخ مفید کے مطابق حجۃ الوداع پر خلافت علی ابن ابی طالب کے اعلان کے بعد اور مدینہ واپسی کے بعد پورا ایک ماہ آپ نے خلافت حضرت علی اور اپنی ذریت کے لیے وصیتوں میں صرف فرمایا۔ آپ ہر محفل میں فرماتے۔ انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی و اہلبیت ما ان تمسکتم بہما لن تضلوا بعدی حتی یردنا علی الحوض: کبھی فرماتے۔ انا فرطکم علی الحوض و انتھو و اردون علی الحوض و سائلکم عن الثقلین فانظروا کیف تخلفونی فیہما فان اللطیف النجیر نبأ فی انھما لن یفترقا حتی یأتیا فی الا و انی قد ترکتمہما فیکم کتاب اللہ و عترتی اہلبیتی فلا تمسکوھم فتفرقوا و لا تفصروا عنھم فتملکوا و لا تعلموھم فانھما علم منکما ایھا الناس لا یعننکم بعدی ترجعوا کفاراً یضرب بعضکم و قاب بعض فتلقونی فی کتبیتہ کبوا السیل الجرار الا و ان علی ابن ابیطالب انھی و وصی یقاتل بعدی علی تاویل القرآن کما قاتلت علی تنزیلہ۔

میں حوض کوثر پر تم سے پہلے جا رہا ہوں۔ تم میرے بعد حوض پر آؤ گے میں تم سے عترت کے بارے سوال کروں گا کہ میرے بعد تم نے ان سے کیا سلوک کیا۔ اللہ خبر نے مجھے بتا دیا ہے کہ قرآن اور اہلبیت دونوں ایک دوسرے سے حوض کوثر تک جدا نہیں ہوں گے۔ یہ دونوں یعنی کتاب خدا اور اپنی عترت اہلبیت تمہارے درمیان چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ ان سے آگے نہ بڑھنا ورتہ بکھر جاؤ گے۔ ان سے پیچھے نہ رہنا ورتہ تباہ ہو جاؤ گے انہیں کچھ سکھانا منت یہ تم سے زیادہ عالم ہیں۔ اے لوگو! میرے بعد کافر بن جانا ایک دوسرے کو قتل نہ کرنا۔ بکھرے ہوئے سیلاب کی طرح منتشر ہو کر میرے پاس نہ آنا۔ علی ابن ابی طالب میرا بھائی اور وصی ہے میرے



قبل از شہادت مصروفیات

ولی العصر ٹرسٹ ولی العصر ٹرسٹ ولی العصر ٹرسٹ

بعد یہی اسی طرح تاویل قرآن پر جنگ کرے گا جس طرح میں تنزیل قرآن پر کرتا رہا۔

## لشکر اسامہ ابن زیدؓ

جناب زید چونکہ رومیوں سے جنگ میں شہید ہوا تھا۔ اس لیے آپ نے رومیوں سے آخری جنگ کی خاطر لشکر ترتیب فرمایا۔

فوج کے اجتماع اور تیاری میں جو وقت صرف ہوا اسی دوران آپ صاحب فراش ہو گئے۔ آپ نے تمام مہاجرین و انصار کو حکم دیا کہ۔ فوج اسامہ میں شامل ہو جائیں۔ اسامہ کو حکم دیا۔ کہ فوج کی تیاری کا بقیہ انتظار بیرون مدینہ جا کر کرے اسامہ نے کوچ کا حکم دیا اور بیرون مدینہ جا کر پڑاؤ ڈال دیا۔ مرن میں اضافہ ہو گیا۔ آپ حضرت علیؓ کو ساتھ لے کر جنت البقیع میں تشریف لائے۔ اہل بقیع کے لیے دعائے مغفرت فرمائی۔ اور فرمایا۔

یا علیؓ! میرا سال جبریل ایک مرتبہ وحی لاتا تھا اس سال دو مرتبہ وحی لایا ہے۔ یہ اس بات کا اشارہ ہے کہ میرا وقت قریب آچکا ہے۔ اللہ نے مجھے دنیا اور آخرت کے انتخاب میں اختیار دیا تھا۔ میں نے آخرت کو چنا ہے۔ میری شہادت کے بعد مجھے غسل و کفن خود دینا۔

اس کے بعد آپ واپس گھر تشریف لائے۔ آپ نے سر پر ٹپی سی باندھ رکھی تھی۔ منبر مسجد پر آئے اور فرمایا۔

ایہا الناس قد حان منی حقوق  
بین اظہر کم فمن کان له عندی  
عقد فیساً تنی اعطہ ایاہا ومن

کان له علی دین فلیخبر فی بہ۔

معاشر الناس لیس بین اللہ

و بین المعبد شئ یعطیہ بہ خیراً

او یصرف عنہ ستر الا العمل

ایہا الناس لا یدعی مدع ولا

یتمنی ممتن والدی بعثنی

بالحق بین الا ینجی الا عمل

مع رحمة و نوعصیت

لہویت۔

لے لوگو! تمہارے پاس میرے کچھ حقوق ہیں جہاں تک میرا تعلق ہے۔ اگر کسی کی میرے پاس کوئی امانت ہو مجھے بتا دو تاکہ ادا کر دوں۔

اگر کسی کا قرض ہو بتا دے میں چکا دوں۔

لے لوگو! اللہ اور مخلوق کے درمیان عمل کے سوا اور

کوئی ایسا وسیلہ نہیں جس کے ذریعہ اللہ کسی کو اچھائی دے۔ یا برائی روکے۔

جہاں تک میرے حقوق کا تعلق ہے وہ یہ ہے۔

کوئی غلط دعویٰ اور خواہش نہ کرے جس ذات نے مجھے

بالحق مبعوث نہ کیا ہے۔ اس کی قسم کوئی شخص بھی

شرافت کے ساتھ عمل کے سوا نجات نہیں پاسکے

گا۔ اگر میں بھی نافرمانی کرتا تو نجات نہ پاتا

وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ

قبل از شہادت مصروفیات

آپ زیر منبر تشریف لائے۔ نماز پڑھائی۔ اور جناب ام المؤمنین ام سلمہؓ کے گھر تشریف لائے۔ ایک یا دو دن قیام کیا۔ حضرت عائشہؓ نے تمام ازدواج سے کہا۔ اگر آپ اجازت دے دیں تو میں عیادت کی خاطر آپ کو اپنے حجرہ میں لے جاؤں۔

جب حضرت عائشہؓ نے زیادہ اصرار کیا تو تمام ازدواج نے اجازت دے دی۔ آپ حجرہ حضرت عائشہؓ میں منتقل ہو گئے۔ آپ کے مرنے میں اضافہ ہو گیا۔ بلالؓ نماز صبح کے لیے بلائے آیا۔

آپ نے فرمایا:

بلالؓ کسی سے کہہ دو نماز پڑھا دے۔

حضرت عائشہؓ نے کہا۔

حضرت ابوبکرؓ سے کہہ دے۔

حضرت حفصہؓ نے کہا:

حضرت عمرؓ سے کہہ دے۔

آپ نے جب دونوں کی بات سنی تو فوراً اٹھے اور فرمایا۔ کہیں تم یوسف کے گدو الیاں تو نہیں بن گئیں۔ پھر ایک ہاتھ حضرت علیؓ کے کندھے پر۔ اور دوسرا ہاتھ فضل بن عباس کے کندھے پر رکھ کر فوراً مسجد میں آئے دیکھا تو حضرت ابوبکرؓ آپ کی جگہ کھڑے ہوئے تھے۔ آپ نے حضرت ابوبکرؓ کو پیچھے ہٹنے کا اشارہ کیا۔ حضرت ابوبکرؓ پیچھے ہٹ گئے۔ نماز سے فراغت کے بعد آپ واپس بستر تشریف لائے۔ اور حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ کو بلایا۔ اور پوچھا۔

کیا میں نے تمہیں لشکرِ اسامہؓ میں جانے کو نہیں کہا تھا؟

انہوں نے کہا۔ آپ نے کہا تھا۔

آپ نے فرمایا:

پھر تم کیوں نہیں گئے؟

حضرت ابوبکرؓ نے تو فوراً ٹھنڈا سا عذر کیا۔ کہ میں ایک مرتبہ آپ کی زیارت کے لیے آیا تھا۔ لیکن حضرت عمرؓ نے مٹکا سا جواب دیا کہ۔ میں دوسرے لوگوں سے آپ کی وفات کی کہانی سننے پر تیار رہتا تھا۔ (اس کے بعد واقعہ لدپیش آیا جو عائشہؓ اور حفصہؓ نے دیگر افراد کے ساتھ مل کر آپ کو بلایا۔ یہ مفصل واقعہ اگر آپ دیکھنا چاہیں۔ تو میری کتاب نظام مصطفیٰؐ یزبان زوجہ سید الانبیاءؐ جلد اول کے دوسرے حصہ میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ یہ صرف بخاری سے احادیث عائشہؓ کا خلاصہ ہے۔ اس میں آپ کو پتہ چل جائے گا کہ عائشہؓ نے آپ کو اپنے حجرہ میں لانے کی کوشش کیوں کی؟ مترجم)

شدت تکلیف سے آپ نڈھال تو پہلے بھی ہو چکے تھے حضرت عمرؓ کا یہ جواب سُن کر شدت غم سے آپ غش کر گئے

وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ



آپ نے فرمایا:  
چچا کوئی حرج نہیں۔

جہاں تک میرا تعلق ہے میں کسی ایسے شخص کے حوالہ  
کردوں گا جو میری وصیت کا حق ادا کر دے گا اور آپ  
کی طرح عذر نہیں کرے گا۔

اما فی فساد عطیہا من یاخذھا  
بحقہا ومن لا یقول مثل ما  
تقول۔

پھر فرمایا:

اے علی! اب یہ تیرے ذمہ ہے اس میں تیرا کوئی شریک  
نہیں ہو گا۔ میری وصیت قبول کرے۔ میرے وعدے  
وفا کر دینا میرے قرض ادا کرنا۔ اے علی! میرے اہلیت  
کا خیال رکھنا اور میرے یقیناً اسلام کا فرض پورا کرنا  
میں نے عرض کیا۔ قیلہ! آپ مطمئن رہیں۔ انشاء اللہ آپ کے ہر حکم کی تعمیل ہوگی۔

یا علی ہا کہا خالصۃ لا یماکتک احد  
یا علی اقبل وصیتی وانیجز عداۃ  
واددینی یا علی اخلقنی فی اہلی و  
بلغ عنی من اجدی۔

پھر آپ نے بلال سے فرمایا:

بلال! میرا خود ذرہ۔ تلوار۔ عمامہ۔ سیاح میری ردا۔ فخر عصا۔ کمر بند۔ شب معراج والا قمیص۔ ٹوپی۔ نعلین۔ دھڑل  
دونوں ناکائیں۔ ذوالجناح۔ یہ سب ابھی ابھی علیؑ کے حوالہ کر دے۔

یا علی! یہ تمام چیزیں میری ازواج اور دیگر گھر میں موجود افراد کے سامنے وصول کر لے اور اپنے گھر جا کے رکھ کے آ۔  
تاکہ ہر کوئی دیکھ لے اور میرے بعد ان میں سے کسی میں بھی کوئی تیرے ساتھ تنازعہ نہ کرے۔  
جب میں تعمیل حکم کر کے واپس آیا۔ تو مجھے فرمایا:

یا علی! مجھے بٹھنے کو سہارا دے۔ میں نے سہارا دیا۔ آپ نے تمام اہل خانہ کو متوجہ ہو کر فرمایا:

میرا بھائی۔ میرا وزیر بی۔ اور میرا خلیفہ علیؑ ہے۔  
یہی میرے قرض ادا کرے گا۔ میرے وعدے نبھائے گا۔  
اے نبی ہاشم! اے نبی عبدالمطلب! علیؑ سے بغض رکھنا  
اور نہ اس کی مخالفت کرنا ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے۔ نہ اس  
سے حسد کرنا اور نہ نفرت کرنا ورنہ کافر ہو جاؤ گے۔

علی اخی ووصی ووزیری وخلیفتی  
یقضی دینی وینتجز وعدی یا بنی  
ہاشم یا بنی عبدالمطلب لا تبغضوا  
علیاً ولا تخالوا عن امرہ فقتلوا  
ولا تحسدوا ولا ترغیبوا عنہ فتکفروا۔

پھر فرمایا:

یا علی! اب مجھے سلا دے۔ میں نے سلا دیا۔ پھر فرمایا میرے حسین کہاں ہیں؟ دونوں شہزادے آگے بڑھے  
آپ نے دونوں کو اپنے سینے سے لگایا۔ اور کافی دیر تک سینے سے لگائے رہے۔ حتیٰ کہ میں سمجھا کہ میں آپ کو

تکلیف نہ ہو رہی ہو۔ میں اٹھا تا کہ دونوں کو اٹھاؤں۔

آپ نے فرمایا:

یا علی! انہیں یونہی رہنے دیں۔ میری خوشبو حاصل کر لیں۔ میں ان سے خوشبو حاصل کر لوں یہ مجھے سیر ہو کر مل لیں۔ میں انہیں یونہی ہی بھر کے مل لوں۔ میرے بعد ان سے کیا ہو گا۔ اللہ ان کے ظالموں پر لعنت کرے۔

• ارشاد مقید کے مطابق دوسرے دن آپ کے مرض میں مزید اضافہ ہو گیا۔ حضرت علیؑ کسی وقت بھی آپ سے جدا نہ ہوتے تھے۔ آپ کسی ضروری کام کی خاطر باہر تشریف لے گئے۔ اس وقت آنحضرتؐ عالم غش میں تھے۔ آپ کو افاقہ ہوا تو ادھر ادھر دیکھا جب حضرت علیؑ نظر نہ آئے تو

ادعوالی اخی و صاحبی۔ میرے بھائی اور ساتھی کو بلا دیجئے۔

یہ فرما کر آپ پھر غش کر گئے۔

حضرت عائشہ نے کہا۔

آپ حضرت ابو بکرؓ کو بلواتے ہیں۔ ابو بکرؓ کو بلایا گیا۔ جب آپ کو افاقہ ہوا تو آپ نے حضرت ابو بکرؓ کو سامنے دیکھ کر رخ انور دوسری طرف کر لیا۔ حضرت ابو بکرؓ دیکھ کر اٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے۔ اگر مجھے بلایا ہوتا تو ضرور کچھ فرماتے۔ جب حضرت ابو بکرؓ چلے گئے۔ تو آپ نے پھر فرمایا:

ادعوالی اخی و صاحبی

اب حفصہؓ نے کہا۔ حضرت عمرؓ کو بلا رہے ہیں۔ چنانچہ حضرت عمرؓ کو بلایا گیا۔ آپ نے جب حضرت عمرؓ کو دیکھا تو ان سے منہ موڑ لیا۔ اب جناب ام سلمہؓ نے فرمایا:

کسی پر دم آخر اتنا ظلم اچھا نہیں ہوتا۔ جب انہوں نے ساری زندگی صرف اور صرف علیؑ کو بھائی کہا ہے۔ تو پھر کیوں کسی اور کو بلاتے ہو۔ علیؑ کو بلاؤ۔ چنانچہ حضرت علیؑ کو بلایا گیا۔ جب آپ اندر داخل ہوئے تو آپ نے اشارہ سے حضرت علیؑ کو اپنے قریب بلایا۔ حضرت علیؑ کا سر اپنے سینہ پر رکھا۔ اور کافی دیر تک سرگوشی فرماتے رہے۔ بعد میں حضرت علیؑ سے پوچھا گیا کہ دم آخر آپ سے کیا بات کی تھی؟

آپ نے فرمایا:

جو کچھ انہوں نے فرمایا۔ میں اس پر پوری طرح عمل کروں گا انشاء اللہ۔

پھر آپ نے حضرت علیؑ سے فرمایا:

یا علی! میرا سر آپی گو دیں رکھ لے حکم خدا آگیا ہے۔ جب میں آخری سانس لوں۔ اپنا ہاتھ سامنے کر لیتا اور لے

اپنے چہرہ پر مسج کر لیتا۔ میرے دفن سے پہلے میرے جنازہ کو تھانہ چھوڑنا۔ جناب سیدہ روتی ہوئی قریب آئیں۔ آنحضرتؐ نے بی بی کے سر پر آہستہ سے ہاتھ رکھا۔ اپنی طرف جھکایا۔ کان میں سرگوشی کی جس سے بی بی کے

سید کی سہ ماہی  
حیدر آباد سندھ، پاکستان



کے بہتے ہوئے آنسو رک گئے۔

حضرت عائشہؓ نے بی بی سے پوچھا کہ آنحضرتؐ نے آپ سے کیا بات کی ہے؟

بی بی نے فرمایا:

کیا یہ ممکن ہے کہ میں راز رسولؐ کو بے نقاب کر دوں۔ جب وقت آئے گا تو بتا دوں گی۔

بعد از شہادت رسولؐ عائشہؓ نے پھر صراہ کیا۔ بی بی نے فرمایا: اب کوئی حرج نہیں ہے۔ جب میں بابا کے تصور

فراق سے زیادہ غمزدہ ہوئی۔ تو آپ نے مجھے فرمایا:

نہر از زیادہ غمزدہ نہ ہو میرے اہلبیت میں سے سب سے پہلے تو میرے پاس آئے گی۔

اصول کافی میں امام موسیٰ کاظمؑ نے اپنے والد گرامی کے ذریعے حضرت علیؑ سے روایت کی ہے کہ

نبی اکرمؐ کی طرف سے حضرت علیؑ کو دو طرح سے وصیت کی گئی تھی۔

ایک وہ وصیت جو آپؐ نے حضرت علیؑ کو جناب عباس کے سامنے زبانی کی تھی۔ اور

دوسری وصیت تھی جو اللہ کی طرف سے تحریر شدہ نبی کریمؐ کو پیش کی گئی تھی۔ اس وقت رسولؐ اکرمؐ کے پاس

حضرت علیؑ اور جناب سیدہ کے علاوہ اور کوئی بھی موجود نہ تھا۔ اور وہ اسی طرح کہ جب آپ کا وقت قریب آیا۔

تو جبریلؑ نے آکر عرض کیا۔ اے حبیب خدا! اپنے کو تمام اغیار سے پاک کرو۔ میں اللہ کا آخری پیغام پہنچا دوں۔

رسول کریمؐ نے تمام کو فرمایا:

آپ یہاں سے چلے جائیں۔ جب سب جانے لگے تو آپؐ نے حضرت علیؑ اور جناب سیدہ سے فرمایا:

آپ دونوں نہ جائیں۔ اس وقت جبریلؑ نے عرض کیا۔

یا محمد ربك یقولك السلام ویخصک

بالتحیة والاکرام ویقول ھذا کتاب ما کنت

عہدت الیک وشردت علیک وشرھدت

بہ ھذا لکنتی وکفی بی یا محمد شہیداً۔

یہ سن کر نبی کریمؐ لرز گئے۔ اور فرمایا:

یا جبریل ربی السلام ومنہ السلام و

الیہ یعود السلام صدق عزوجل و

برھات الکتاب۔

اے محمد! اللہ آپ کو سلام فرماتا ہے۔ اور ہر احترام سے

نوازتاً ہے اور فرماتا ہے۔ یہ وہ تحریر ہے۔ جس کا میں نے

تجھ سے عہد لیا تھا۔ اور جس پر میرے تمام ملائکہ گواہ ہیں۔

اے محمد! ویسے گواہی کیلئے میں تنہا ہی کافی ہوں۔

اے جبریل! اللہ ہی سلام کہے۔ سلامتی اسی کی طرف سے

ہے اور وہی سلامتی کا منبع ہے۔ اللہ صادق اور بار

ہے۔ تحریر مجھے دے دیے۔

جبریلؑ نے وہ تحریر آپؐ کو دی اور عرض کیا۔ کہ حضرت علیؑ کے حوالہ کر دیں۔ تاکہ میری موجودگی میں علیؑ سے پڑھ کر

آپ کو سنائے۔

آنحضرتؐ نے وہ تحریر حضرت علیؑ کو دی۔ حضرت علیؑ نے حرف بحرف اسے پڑھا۔  
نبی اکرمؐ نے فرمایا!

میرے اللہ کا مجھ سے یہ عہد تھا۔ اور شرط تھی کہ میرے پاس اللہ کی امانت تھی جو میں نے پہنچا دی ہے۔ امانت کو نصیحت کر دی ہے اور امانت ادا کر دی ہے۔

هذا عهد ربی تبارک و تعالیٰ الی و شرطه علی و امانتہ و قد بلغت و نصحت و اذیت۔

حضرت علیؑ نے یوں گواہی دی۔

میرے ماں باپ آپ پر نثار ہوں میں آپ کی تبلیغ اور نصیحت کی گواہی دیتا ہوں۔ جو کچھ آپ نے فرمایا ہے اس کی تصدیق کرتا ہوں میرے کان۔ میری آنکھیں میرا گوشت اور میرا خون بھی اس کا گواہ ہے۔

انا اشہد لك بابی انت و امی بالبلاغ و النصیحة و التصدیق علی ما قلت و یشہد لك بنہ سمعی و بصری و لحمی و دہمی۔

بہر لے کہا۔ وانا لکما علی ذلک من الشاہدین میں بھی آپ دونوں کے لیے گواہوں میں سے ہوں۔

پھر نبی کریمؐ نے فرمایا:

اے علیؑ! کیا تو نے میری وصیت حاصل کر لی ہے؟ کیا تو نے اسے پہچان لیا ہے؟ کیا تو مجھے اور اللہ کو یقین دلاتا ہے کہ جو کچھ اس میں ہے اسے پورا کرے گا؟

یا علی اخذت و ضیقت و عرفتہا و ضمننت للہ و لى الوفاء و بما فیہا۔

حضرت علیؑ نے عرض کیا۔

ہاں! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو۔ میں اسے پورا کرنے کی ضمانت دیتا ہوں۔ اللہ سے مدد مانگتا ہوں۔ اور توفیق تکمیل کا اللہ سے خواستگار ہوں۔

نعم یا بای انت و امی علی صما نہا و علی اللہ عونى و توفیقى علی اوائہا۔

آنحضرتؐ نے فرمایا:

یا علیؑ میں چاہتا ہوں کہ اے نبھانے کی میں قیامت کے دن تیری گواہی دے سکوں۔

یا علی انی ارید ان اشہد علیک بموافاتی بہا یوم القیامة۔

حضرت علیؑ نے عرض کیا۔

قبیلہ اب بے شک گواہی دیں۔

اشہد یا رسول اللہ۔

نبی کو نین نے فرمایا :

اے علی! میرے اور آپ کے مابین اس وقت جبریل و میکائیل اور ان کے ساتھ ملائکہ مقربین موجود ہیں میں انہیں بھی اس وصیت کا گواہ بناتا ہوں۔

یا علی ان جبرائیل و میکائیل فیما بینی و بینک الآن و هما حاضران الملائکۃ المقربون لاشہد ہم علیک۔  
حضرت علیؑ نے عرض کیا۔

ہاں قبیلہ! آپ انہیں گواہ بنا لیں ساور میں بھی انہیں گواہ بناتا ہوں۔

نعم یشہد و اوانا یا بی انت و امی  
اشہد ہم۔  
وصیت کے اہم مندرجات پڑھتے۔

مجان خدا سے محبت اور دشمنان خدا اور رسولؐ سے برائت۔ کیفیت برائت یہ ہوگی کہ ضیاع حق پر صبر کرنا ہوگا۔ غصب خمس پر صبر کرنا ہوگا۔ ہتک ناموس پر خاموش رہنا ہوگا۔ حضرت علیؑ نے عرض کیا۔

موالاة من وال اللہ و رسولہ و  
البراءة و العداوة من عادی  
اللہ و رسولہ و البراءة منهم علی  
الصبر منک علی کظم الغیظ علی  
ذہاب حقک و غصب خمسک و  
انتہاک حرمتک فقال نعم یا رسول اللہ۔

قبلہ انشاء اللہ صبر کروں گا۔  
حضرت علیؑ فرماتے تھے کہ مجھے خالق اکبر کی قسم ہے میں نے جبریل کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے۔ وہ نبی کو نین سے کہہ رہا تھا۔

اے حبیب خدا! علی کو کھلے لفظوں میں بتا دیجئے کہ آپ کا سب احترام ختم ہو جائے گا۔ اور یہ احترام آپ کا نہیں ہوگا بلکہ اللہ اور رسولؐ کے احترام کا خاتمہ ہوگا۔

پھر جبریل نے عرض کیا۔ اے حبیب خدا! اللہ کا حکم ہے کہ اس وصیت کے ان حصوں سے اپنی بیٹی اور حسینؑ کو بھی مطلع فرما دیجئے جو ان سے متعلق ہیں۔  
آنحضرتؐ نے جناب سیدہ اور جناب حسینؑ کو آگاہ فرمایا: انہوں نے بھی اسے قبول کیا۔ پھر جبریل نے وصیت کو مہر کیا اور حضرت علیؑ کے سپرد کر دی۔

بحاری میں عیسیٰ ابن ہریرہ نے امام موسیٰ کاظمؑ سے روایت کی ہے کہ

## قبل از وفات مصروفیات

وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ

میں نے عرض کیا۔

قبلہ جب وصیت مکمل ہوگئی اور ملائکہ چلے گئے تو پھر کیا ہوا؟

آپ نے فرمایا:

بعد میں آپ نے جناب ام المومنین ام سلمہؓ سے فرمایا۔ دروازہ پر کھڑی ہو جا اور جب تک میں نہ کہوں کسی کو اندر نہ آنے دینا۔ جناب ام سلمہؓ دروازہ پر کھڑی ہو گئیں۔ نبی اکرمؐ نے اپنی بیٹی کا سر اپنے منہ پر رکھا۔ جناب زہراؓ کا دایاں ہاتھ پکڑا۔ حضرت علیؓ کے دائیں ہاتھ پر رکھ کر فرمایا۔

اے علیؓ! میری اور اللہ کی تیرے پاس امانت ہے میرے اور اللہ کے لیے اس کا تحفظ کرتا۔ اور مجھے یقین ہے تو ایسا کرے گا۔

یا علیؓ! بخدا! میری یہ بیٹی اولین و آخرین میں سے خواتین جنت کی سردار ہے۔

یا علیؓ! بخدا! میری یہ بیٹی مریمؑ کی بیٹی ہے۔

یا علیؓ! جس سے یہ راضی ہوگی میں۔ میرا اللہ اور ملائکہ اسی سے راضی ہونگے

یا علیؓ! اس پر ظلم کرنے والوں کے لیے دیل ہے۔

یا علیؓ! اس کا حق غضب کرنے والوں کے لیے دیل ہے

یا علیؓ! اس کی توہین کرنے والوں اس کا دروازہ جلانے

والوں اور اس کے احباب کو اذیت دینے والوں

کے لیے دیل ہے۔ اسے تکلیف پہنچانے والوں کے

لیے دیل ہے۔

اے اللہ! میں ان سے پری ہوں اور وہ مجھ سے

پری ہیں۔

پھر آپ نے جناب حسینؑ اور جناب سیدہ کو لگے لگایا اور فرمایا:

اے اللہ! جو ان کا ہوگا۔ ان کے نقش قدم پر چلے گا

میری اس سے صلح ہے اور میں ضمانت دیتا ہوں۔

کہ وہ داخل جنت ہوں گے۔ جو ان سے عداوت

یا علی ہذا ودیعة اللہ ودیعة

رسوله عندک فاحفظ اللہ و

احفظنی فیہا وانک لفاعله۔

یا علی ہذا واللہ سیدۃ نساء

اہل الجنة من الاولین والآخرین

ہذا واللہ مریم الکبریٰ یا علی افی راض

من رضیت عنہ ابتغی فاطمة وکن لل

اللہ وملائکته یا علی ودیل لمن ظلمها

ودیل لمن ابتزها حقها ودیل لمن

ہتک حرمتها ودیل لمن

احرق یا بہا ودیل لمن اذی

خلیلها ودیل لمن شاقها

و بارزها۔

اللہم افی صرہم یری وہم منی

میرا۔

اللہم افی لہم ومن شاہعہم سلم

وزعیم بانہم یدخلون الجنة و

عدا ووحرب من عاداہم و

عدا ووحرب من عاداہم و

## قبل از شہادت مصروفیات

والی العصر ترست والی العصر ترست والی العصر ترست

ظلمہ ہو و تقد مہمرا و تاخر عنہم  
و عن شیعہ ہم زعمیم یا نہم  
یدخلون النار کما و اللہ با فاطمہ  
لا ارضی حتی ترضی ثم لا و اللہ  
لا ارضی حتی ترضی . ثم  
لا و اللہ لا ارضی حتی  
ترضی ۔

عیسیٰ کہتا ہے میں نے عرض کیا۔ قبلہ لوگ تو کہتے ہیں کہ نبی اکرمؐ نے حضرت ابوبکرؓ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا تھا؟  
آپؐ نے فرمایا:

عیسیٰ تو واحد وہ بندہ ہے جو ہر بات پوچھتا ہے۔

میں نے عرض کیا۔ قبلہ کیا کروں۔ دین مجبور کرتا ہے کہ پوچھوں۔ اگر آپؐ سے نہ پوچھوں تو پھر وہ کون ہے جو مجھے ان حقائق سے مطلع کرے گا۔

آپؐ نے فرمایا:

ایسی بات نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جب آپؐ کے مرض میں اضافہ ہوا تو آپؐ نے حضرت علیؓ کو بلایا۔ اپنا سر آغوش علیؓ میں رکھا آپؐ کو غش آگیا۔ اسی اثنا میں اذان ہوئی۔  
حضرت عائشہؓ نے باہر نکل کر حضرت عمرؓ سے کہا۔ نماز تو پڑھا۔  
حضرت عمرؓ نے کہا:

تیرا باپ زیادہ مناسب رہے گا۔

حضرت عائشہؓ نے کہا۔ بات آپؐ کی درست ہے۔ لیکن میرا باپ کمزور ہے۔ ممکن ہے۔ نہ برداشت کرنے والوں سے کوئی دست درازی کرے۔ لہذا تو ہی نماز پڑھا۔  
حضرت عمرؓ نے کہا:

نماز تیرا باپ ہی پڑھائے گا۔ اور ایسے افراد کا میں خود انتظام کر لوں گا۔ نبیؐ خود تو غش میں ہیں۔ اور دوسرا آدمی اسی میں مصروف ہے۔ مجھے امید ہے کہ اب انھیں غش سے آفاقہ نہیں آئے گا۔ اور دوسرا آدمی اسے تنہا نہیں چھوڑے گا۔ لہذا باپ کو جلدی بھیج تاکہ وہ غش کے آفاقہ سے پہلے پہلے مصلیٰ سنبھالے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ آفاقہ کے بعد پھر وہ علیؓ سے نماز پڑھانے کا کہدے۔

حضرت عائشہؓ نے کہا۔ یہی شطرہ تو مجھے بھی ہے۔ میں رات اب دونوں کی سرگوشیاں سنتی رہی ہوں۔ چنانچہ حضرت ابوبکرؓ نماز



## قبل از شہادت مصروفیات

والی العصر ثرست والی العصر ثرست والی العصر ثرست

کی خاطر مسند رسول پر آئے۔ نمازیوں نے انکار کر دیا۔ لیکن نماز میں شہور کر دیا گیا۔ کہ خود نبی کریم نے حضرت ابوبکر کو نماز پڑھانے کا حکم دیا ہے۔

ابھی تک حضرت ابوبکر نے تکبیریں کسی بھی کراغضور کو افاقہ آگیا۔ آپ نے فرمایا عباس کو بلاؤ۔ جب جناب عباس آئے تو آپ نے فرمایا۔ مسجد میں لے جانے کی خاطر علی سے تعاون کرو۔ آپ نے ایک ہاتھ جناب عباس کے کندھے پر اور دوسرا جناب امیر کے کندھے پر رکھا اور بڑی مشکل سے مسجد تک تشریف لائے۔

آپ نے حضرت ابوبکر کو چھپے ہٹایا نماز پڑھائی۔ پھر فرمایا۔ مجھے منبر پر بٹھاؤ۔ منبر پر بٹھایا گیا۔ یہ آخری موقع ہے کہ آپ منبر پر بیٹھے اس کے بعد منبر ہمیشہ ترستار ہا۔ آپ پھر منبر پر تشریف نہ لاسکے۔

جب اہل مدینہ نے سنا کہ آپ خطبہ دے رہے ہیں۔ مہاجرین و انصار میں سے کوئی گھرا یا سنا تھا جس کے بچے جوان۔ بوڑھے۔ بیمار اور عورت و مرد مسجد میں نہ آگئے ہوں۔ آپ نے خطبہ دیا۔ اور فرمایا

من حضری فی یومی هذا و فی  
ساعتی هذا من الجن والانس  
قلیل من شاہدہم الغائب  
الا قد خلفت فیکم کتاب اللہ فیہ  
النور والنور والہدای والبیان  
ما فرط اللہ فیہ من شیئی حجة  
لی علیکم وخلفتم فیکم العلم  
الا کبر علم الدین ونور الہدای  
وصی علی ابن ابیطالب الا هو  
حبل اللہ فاعتصموا بہ جمیعاً  
ولا تفرقوا عنہ واذکروا نعمۃ  
اللہ علیکم اذ کنتم اعداء قالن  
بین قلوبکم فاصبحتم بنعمۃ اخوانا  
ایہا الناس ہذا علی ابن ابیطالب  
کنز اللہ الیوم وبعدا الیوم۔ من اجہ  
وتولاه الیوم فقد اوفی بما عاہد  
علیہ اللہ وادی ما وجب علیہ

جو بھی اس دن اور اس وقت خواہ وہ جن میں یا انسان میری  
بات سن رہے ہیں۔ ہر موجود غیر موجود کو میرا آج کا پیغام  
پہنچا دے۔  
میں تم میں کتاب خدا جس میں نور ہے۔ ہدایت ہے  
اور بیان ہے چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ اللہ نے اس میں  
کوئی کمی نہیں کی۔

میری طرف سے تم پر حجت ہے۔ اور دوسرا تم میں  
علم اکبر۔ علم دین اور نور ہدایت چھوڑ رہا ہوں۔ یہ علی  
ابن ابی طالب ہے جو میرا وصی ہے۔ یہ حبل اللہ ہے  
اس سے تنسک پکڑو۔

ابھی سے بدانتہ ہونا اللہ کی اس نعمت کو یاد کرو۔  
جب تم ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے  
اس نے تمہارے دلوں میں باہمی محبت پیدا کی اور  
تمہیں ایک دوسرے کا بھائی بنایا۔

لوگو! یہ علی ابن ابی طالب آج بھی مخزن الہی ہے  
اور کل بھی مخزن الہی ہو گا۔ جس نے آج علی سے محبت  
کی اس نے اللہ سے اپنا کیا گیا وعدہ پورا کیا اور

وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ

قَبْلَ الزَّهْمَاتِ مَهْرُوفِيَاتٍ

وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ

حق بندگی ادا کر دیا۔

وَمِنْ عَادَةِ الْيَوْمِ وَمَا بَعْدَ الْيَوْمِ  
جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَى وَأَصْحَمٌ  
لَا حُجَّةَ لَهُ عِنْدَ اللَّهِ أَيُّهَا النَّاسُ  
لَا تَأْتُونِي عِدَا بِالْدُنْيَا تَزْفُونَهَا  
زَفَا وَيَأْتِي أَهْلِيَّتِي شَعْشَعًا غَدَا  
مَقْهُورِينَ مَظْلُومِينَ تَسِيلُ وَمَأْتُمْ  
أَمَامَكُمْ وَبِيعَاتُ الضَّلَالَةِ  
الشُّورَى لِلْجِهَالَةِ الْإِدْوَانِ  
هَذَا الْكَامِلُ أَصْحَابُ  
وَزِيَّاتٍ قَدْ سَمَاهُمُ اللَّهُ فِي  
كِتَابِهِ وَعَرَفْتَكُمْ وَبَلَّغْتُمْ مَا  
أَرْسَلْتُ بِهِ إِلَيْكُمْ وَلَكِنِّي أَرَى الْيَوْمَ  
قَوْمًا تَجْهَلُونَ لَا تَرْجِعُونَ بَعْدِي  
كَقَرَارِ صُرْدِينَ فِسَادٍ لِيْنَتِي  
لَكِتَابٍ عَلَى غَيْرِ مَعْرِفَةٍ  
وَيَتَدَعُونَ السُّنَّةَ بِالْهَوَى  
لَا نَ كُلِّ سُنَّةٍ وَحَدَّثَ  
وَكَلَامٍ خَالَفَ الْقُرْآنَ  
فَهَوْرَدَ وَبَاطِلَ الْقُرْآنَ  
أَمَامَ هُدًى وَلَا قَائِدَ يَهْدِي  
إِلَيْهِ وَيَدْعُو إِلَيْهِ بِالْحِكْمَةِ  
وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَلِي الْأَمْرِ  
بَعْدِي وَلِيهِ وَارِثٌ عَلِيٌّ  
وَحَكْمَتِي وَسَرِي وَعِلَانِيَّتِي  
وَمَا وَرَثَةُ النَّبِيِّونَ لَهَا قَبْلِي  
وَأَنَا وَارِثٌ وَصُورٌ فَلَا

جس نے آج عا سے عداوت کی یا آج کے بعد  
عداوت کی وہ قیامت میں اندھا اور بہر مشور ہوگا۔  
اللہ کے بارگاہ میں اس کا کوئی عذر قابل قبول نہ ہوگا  
لوگو! کل یوم محشر میرے پاس اس طرح نہ آنا کہ تم زیادتی  
مال و دولت سے لائے ہو اور میرے اہلیت پر لگنہ  
حال خانہ بدر۔ مجبور اور مظلوم آئیں۔ ان کا خون  
تمہارے قدموں سے ٹپک رہا ہو۔ یاد رکھو اگر اہی کی  
بیعت اور جہالت کا شوری سود مند نہیں ہوتا یقین  
کرو۔ خلافت کے لیے اہل ہیں جو آیات خدا ہیں۔  
اللہ نے اپنی کتاب میں ان کی علامات بتا دی  
ہیں۔ میں نے تمہیں ان کا تعارف کرا دیا ہے تمہیں  
پیغام خالق پہنچا دیا ہے۔ جو کچھ مجھے دیکر تمہاری طرف  
بھیجا گیا تھا۔ وہ تمہیں پہنچا دیا ہے۔ لیکن میں دیکھ رہا  
ہوں تم ابھی تک جاہل رہے ہو۔ خیال رکھنا میرے  
بعد کافر بن جانا۔ جہالت میں ڈوب کر کتاب  
خدا کی تاویلیں نہ گھڑ لینا۔ میری سنت کو اپنی خواہشات  
کے مطابق نہ ڈھالنا۔ کیونکہ ہر حدیث۔ ہر حادثہ اور  
ہر وہ کلام جو خلاف قرآن ہوگا۔ وہ باطل اور مردود ہو  
گا۔ قرآن امام ہدایت ہے۔ لیکن قرآن کو قائد کی ضرورت  
ہے۔ جو قرآن کی ہدایت دے۔ اور قرآن کی طرف  
دعوت دے اور وہ دعوت دانش اور موعظہ حسنہ سے  
ہو۔ میرے بعد جو میرا خلیفہ ہے۔

وہی دلی قرآن ہے۔ میرا دل قرآن وہی ہے۔ جو میرے  
علم۔ میری دانش اور میرے رازوں کا وارث ہے۔  
جو مجھ سے پہلے انبیاء کے علوم کا حامل ہے۔

وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْسُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْسُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْسُثٌ

قَبْلُ اَزْ شَهَادَتِ مَصْرُوفَاتِ

وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْسُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْسُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْسُثٌ

يَكُنْ بَنُكُمْ اَنْفُسُكُمْ اِيْهَا النَّاسُ  
 اَللّٰهُ فِيْ اَهْلِيَّتِيْ فَاَتَهُمْ  
 اَرْكَاتُ الدِّيْنِ وَمَصَابِيْحُ  
 الظُّلَمِ وَمَعْدَنُ الْعِلْمِ عَلِيٌّ  
 اَخِيْ وَوَارِثِيْ وَوَزِيْرِيْ وَ  
 اَمِيْنِيْ وَالْقَاسِمُ بِاَمْرِيْ وَ  
 الْمُوَفِّيْ بِعَهْدِيْ عَلِيٌّ سُنَّتِيْ  
 اَوَّلُ النَّاسِ بِيْ اِيْمَانًا وَاٰخِرُهُمْ  
 عَهْدًا اَعْتَدَ الْمَوْتَ وَاَوْسَطُهُمْ  
 لِيْ لِقَاءُ يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَيَسْبِلُغُ  
 شَاهِدُكُمْ غَاثُكُمْ اِلَا وَمَنْ  
 اَمَّ قَوْمًا اِمَامَةً عَمِيًّا وَفِي الْاِمَامَةِ  
 مَنْ هُوَ اَعْلَمُ مِنْهُ فَقَدْ كَفَرَ  
 اِيْهَا النَّاسُ وَمَنْ كَانَتْ  
 لَهٗ عِدَّةٌ فَلْيَاثِرْ فِيْهَا  
 عَلِيٌّ ابْنُ اَبِيْطَالِبٍ فَاتَهُ  
 ضَامِنٌ لِّذَلِكَ كُلِّهِ حَتَّى لَا  
 يَبْقَى لِاَحَدٍ عَلَيٌّ تَبِعَهُ -

یاد رکھو میں اپنے باپ کا وارث تھا اور میرے بھی وارث  
 ہوں گے۔ تمہاری خواہشات تمہیں دھوکا میں نہ ڈالیں  
 اے لوگو! میرے اہلبیت کے سلسلہ میں خوف خدا  
 کرتا یہ دین کا رکن تباریکی میں چراغ اور علم کی کان ہیں  
 علی میرا بھائی ہے۔ میرا وارث ہے۔ میرا وزیر ہے۔  
 میرا امین ہے میرا خلیفہ ہے۔ میرے وعدے نبیلے  
 والا ہے۔ میری سنت پر قائم ہے۔ سب سے پہلے  
 اسی نے اعلان اسلام کیا تھا۔ سب سے آخر میں  
 یہی میرے ساتھ رہے گا۔ قیامت میں میری ملاقات  
 کرنے والوں میں اوسط ہوگا۔  
 تمہارے موجود غائبین کو میرا یہ پیغام پہنچا دیں۔  
 یاد رکھو! جو امت میں اعظم ہوتے ہوئے جو شخص امانت  
 نماز کرے گا وہ کافر ہے۔ لوگو! جس شخص نے مجھ سے  
 کوئی قصاص لیتا ہو وہ آٹے میں موجود دہوں لے لے۔  
 اور اگر کسی کی میرے پاس کوئی امانت ہو تو وہ میرے  
 بعد علی ابن ابی طالب کے پاس آئے۔  
 وہ میری تمام امانتوں کا ایسا ضامن ہے کہ میرے  
 ذمہ کسی کا کچھ باقی نہ رکھے گا۔

اس کے بعد آپ کو نبیرے اتار گیا۔ آپ اپنے حجرہ میں تشریف لائے۔  
 حضرت علیؑ سے مروی ہے کہ آپ نے مجھے کا نوردیا اور فرمایا۔ یا علیؑ! اسے چار حصوں میں تقسیم کر دے۔  
 ایک حصہ میرا ہے۔ ایک اپنے لیے ایک زہرا کے لیے اور ایک حق کے لیے۔  
 امام حسینؑ نے عرض کیا۔ نانا جان! میرا حصہ۔ آپ نے روکے فرمایا۔ اب تجھے باپ بتائے گا۔ مجھ سے نہ  
 پوچھو۔ حضرت علیؑ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا۔ قبلہ آپ کو دفن کہاں کیا جائے؟  
 آپ نے فرمایا یا علیؑ! یہی میرا گھر میرا دفن ہوگا۔



# آپ کی شہادت

## آپ کی کل عمر:

۶۳ برس :

۶ سال والدہ جناب آمنہ کے ساتھ۔

۸ سال دادا جناب عبدالطلب کے زیر سایہ

۶ سال چچا جناب ابوطالب کی زیر کفالت

۲۱ سال جناب ام المومنین خدیجہ کے ساتھ

۵۳ سال مکہ میں

۱۰ سال مدینہ میں

۲۸ صفر ۱۱ شہادت ولادت - ۱۷ ربیع الاول

بھار میں شیخ صدوق سے مروی ہے کہ عبداللہ ابن عباس نے ایک دن عرض کیا قبلہ میں آپ سے ایک

بات پوچھنا چاہتا ہوں۔

آپ نے فرمایا:

اگر تو چاہے تو بہ تو پوچھنا چاہتا ہے میں وہ بتا دوں؟

ابن عباس نے عرض کیا۔ قبلہ بتا دیں۔

آپ نے فرمایا۔ ترسٹھ برس۔

اکمال الدین بن شیخ صدوق نے ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ میں نے نبی اکرم کی خدمت عرض کیا۔

آپ کو بعد از شہادت غسل کون دے گا؟

آپ نے فرمایا:

ہر نبی کو اس کا وصی غسل دیا کرتا ہے۔

میں نے عرض کیا۔ آپ کا مٹی کون ہے؟

آپ نے فرمایا:

میرا مٹی علی ابن ابی طالب ہے۔

میں نے کہا۔ آپ کے بعد علی کتنا عرصہ زندہ رہے گا؟

آپ نے فرمایا۔

تیس برس۔ مٹی کا مٹی یوشع ابن نون بھی مٹی کے بعد تیس برس زندہ رہا تھا۔ اور زوجہ موسیٰ صغیرا نے اس کے خلاف خروج کیا تھا۔ اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ نے میری انوار کو خطاب کر کے فرمایا ہے۔

لا تبوجن تبرج المجاہلیۃ الاولیٰ - تم بھی۔ پہلی۔ کی طرح جمالت میں بیرون خانہ نہ جانا۔

● امالی صدوق میں ابن عباس سے مروی ہے کہ جناب عمار نے نبی کو نبی سے سوال کیا۔

قبلہ آپ کو غسل کون دے گا؟

آپ نے فرمایا۔ علی ابن ابی طالب۔

عمار نے عرض کیا۔ آپ پر نماز جنازہ کون پڑھے گا۔

آپ نے فرمایا:

اللہ۔ ملائکہ۔ اور میرے اہلبیت کے علاوہ جس کے نصیب میں ہوگا۔

پھر فرمایا: یا علی مجھے میری انہی دو چادروں میں کفن دینا۔

پھر فرمایا: بلال! ایک مرتبہ تمام لوگوں کو بلا لا

بلال نے لوگوں کو آپ کا پیغام دیا۔ لوگ جمع ہو گئے۔ آپ نے ایک طویل خطبہ دیا۔ جس میں اپنی تبلیغات

کے علاوہ اپنے اہلبیت کی وصیت کی۔ آخر میں فرمایا۔ اگر کسی کو مجھ سے قصاص لینا ہو تو حاضر ہوں۔

اس وقت سوادہ بن قیس نے اٹھ کر عرض کیا۔

قبلہ جب آپ طائف سے پلٹ رہے تھے۔ آپ اپنی خضباء ناقة پر سوار تھے۔ آپ کے ہاتھ میں

آپ کا مشوق چابک تھا۔ آپ نے نافر کو مارنے کے ارادہ سے چابک بلند کیا۔ جو ناکہ کی بجائے میرے پیٹ پر لگا

اب مجھے نہیں معلوم کہ آپ نے عدا ایسا کیا تھا۔ یا خطا ہو گیا تھا۔

آپ نے فرمایا:

میں عدا ایسا کرنے سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔

سوادہ نے کہا۔ اگر خطا برسی ہو تو میرا حق تو نبھنا ہے؟

آپ نے فرمایا:

جس کا اہلبیت ان پست نمبر ۱۰-۱۱-۱۲



## آپ کی شہادت

ہاں تیرا حق بنتا ہے۔ کہ جیسے تجھے چابک لگا تھا۔ مجھے مارے۔  
سوادہ نے کہا۔

حضور اچانک آپ کے پاس ہے۔ وہی چابک منگوا بیٹے۔  
آپ نے بلال سے فرمایا جا۔ زہر اُسے چابک لے کے آ۔  
بلال نے اگر دق الباب کر کے چابک مانگا۔

بنی بنی نے حضرت علیؑ سے پوچھا۔ آج بابا چابک کس لئے مانگ رہے ہیں؟  
آپ نے جواب دیا:

سوادہ ابن قیس نے قصاص کا مطالبہ کیا ہے۔  
بنی بنی نے چابک دیا۔ اور رونے لگ گئیں۔

بلال جب چابک لے کے آیا۔ تو دیکھا تمام لوگ بے ساختہ رو رہے تھے۔  
آپ نے چابک لیا اور سوادہ سے فرمایا: سوادہ آجا اور اپنا قصاص لے لے۔

سوادہ آپ کے قریب آیا۔ اور عرض کیا۔ قلمیرے پیٹ پر اس وقت کوئی کپڑا نہ تھا۔

آپ نے اپنے شکم مبارک سے قمیض ہٹایا۔ سوادہ نے چابک ہاتھ میں لیا۔ آگے بڑھا۔ اور عرض کی قبلہ اگر  
اجازت دیں تو میں پہلے شکم مبارک کا بوسہ لے لوں؟  
آپ نے فرمایا:

چوم لے۔ سوادہ نے بڑھ کر بوسہ لیا۔ چابک آپ کے دست مبارک پر رکھا۔ ہاتھ کا بوسہ لیا اور پیچھے ہٹنے لگا  
آپ نے فرمایا:  
بندہ خدا قصاص کا کیا بنے گا۔

سوادہ نے عرض کیا۔ قبلہ میں نے اسی دن ہی معاف کر دیا تھا۔ اب تو صرف بوسہ لینے کی خاطر آپ کو تکلیف  
دی ہے۔

آپ نے فرمایا:

سوادہ تو نے حبیب خدا کو معاف ہے۔ اللہ تجھے معاف فرمائے گا۔

اس کے بعد آپ حضرت علیؑ جناب عیاس کا سہارا لے کر اپنے جہر میں آئے۔ جناب ام المؤمنین ام سلمہؓ نے  
آگے بڑھ کر سلام کیا۔

آپ نے جواب سلام دیا۔ اور فرمایا۔ ام سلمہؓ محمدؐ کی یہ آخری آواز سن لے۔ اس کے بعد کبھی آواز محمدؐ سن پائے گی  
میرا آخری سلام ہو۔

پھر جناب زہراؑ اور حسینؑ کو بلایا۔

ملک الموت نے اجازت مانگی۔

جناب زہراؑ نے پوچھا تو کون ہے؟

ملک الموت نے عرض کیا ہے۔ دور سے آیا ہوا مسافر ہوں۔ نبی اکرمؐ سے ملنا چاہتا ہوں۔

بی بی نے فرمایا۔ اللہ تجھ پر رحم کرے۔ میرے بابا تکلیف میں ہیں۔

کچھ دیر بعد پھر ملک الموت نے حق الباب کیا۔ بی بی نے پھر وہی جواب دیا۔

تیسری مرتبہ ملک الموت نے پھر حق الباب کیا۔ اتنے میں آنحضورؐ کو غش سے آفاقہ آگیا تھا۔ بی بی کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ آپ نے پوچھا۔ زہرا کیا بات ہے؟

بی بی نے عرض کیا۔ بابا جان! ابھی تو آپ زندہ ہیں اور آپ کی امت بڑی بے دردی سے میرا دروازہ پیٹ رہی ہے۔

آپ نے روکے فرمایا:

زہرا! اس کو اجازت دے دے یہ ملک الموت ہے۔

ملک الموت اندر آیا۔ آپ نے فرمایا ملک الموت جبریلؑ کا انتظار کر لے میں چاہتا ہوں دنیا میں ایک مرتبہ جبریلؑ

صدائے سلام سن لوں۔

اتنے میں جبریلؑ حنوط لے کر آگیا۔ آپ نے وہ حنوط لے کر حضرت علیؑ کو چار حصوں میں تقسیم کرنے کا حکم دیا۔ اور

اپنی جان ملک الموت کے سپرد کر دی۔

● بھارت میں امام باقرؑ سے مروی ہے کہ جب آنحضورؐ اس دار فانی سے رحلت فرما چکے اور حضرت علیؑ غسل میں

مصرف ہوئے تو آپ نے دیکھا کہ جبریلؑ تمام ملائکہ کے ہمراہ غسل میں آپ کا تعاون کر رہا ہے۔ اور کچھ ملائکہ نبی

کوئین کا منہ تیار کر رہے ہیں۔ بخدا! ملائکہ کے سوا کسی نے مزار رسولؐ کو کھودنے کی خاطر مٹھی بھر مٹی بھی نہیں اٹھائی۔

حضرت علیؑ یہ سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے۔

جب حضرت علیؑ رسولؐ کو قبر میں اتارنے کے لیے قبر میں اترے تو جبریلؑ آپ کے ساتھ اڑا۔

حضرت علیؑ کی شہادت پر جناب حسینؑ نے ملائکہ کو قبر کھودتے دیکھا۔ ملائکہ کے ساتھ رسولؐ کو نہیں بھی مثال

تھے۔

امام حسینؑ کی شہادت پر امام حسینؑ نے ملائکہ کے ساتھ نبی کریمؐ اور حضرت علیؑ کو دیکھا۔

امام حسینؑ کی شہادت پر امام سجادؑ نے سلطان کائناتؑ۔ حضرت علیؑ اور امام حسنؑ کو ملائکہ کے ساتھ دیکھا۔

یہ سلسلہ ہزار امام کی شہادت تک چلتا رہا اور بالآخر حضرت جنت کی شہادت پر بھی اسی طرح ہوگا۔

اجتہاج میں علامہ طبرسی نے سلیم ابن قیس سے روایت نقل کی ہے کہ جناب سلمان نے مجھے بتایا ہے کہ جب حضرت علیؑ آنحضرتؐ کو غسل دے رہے تھے۔ میں آپ کے پاس آیا۔

چونکہ آپ نے وصیت فرمادی تھی کہ علیؑ کے سوا مجھے کوئی غسل نہ دے۔ اس لیے میں باہر ہی تکمیل غسل کا انتظار کرنے لگا۔ جب آپ غسل و کفن سے فارغ ہوئے تو آپ نے مجھے۔ ابوذرؓ اور مقدادؓ کو اندر آنے کی اجازت دی۔ حضرت علیؑ خود آگے بڑھے۔ ہم تین کے ساتھ جناب سینیں بھی صاف بستہ ہو گئے۔ آپ نے نماز جنازہ پڑھی۔ کچھ ازواج نبیؑ قریب ہی حجرہ میں تھیں۔ لیکن ایسے معلوم ہوتا تھا کہ ملائکہ نے ان کی آنکھوں پر پٹی باندھی رکھی ہے۔ انہوں نے ہمیں جنازہ پڑھتے نہیں دیکھا۔ پھر حضرت علیؑ نے مہاجرین اور انصار کو دس دس کے گروہ میں اجازت جنازہ دی۔ چنانچہ سقیفہ بنی ساعدہ میں مصروف افراد کے علاوہ دیگر مہاجرین و انصار نے جنازہ کی سعادت حاصل کر لی۔

وفات کے بعد تین دن تک آپ کو بلا دفن رکھا گیا۔ تاکہ کسی کا عذر نہ رہے اور کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ اہلبیت نے ہمیں جنازہ اور دفن میں شرکت کا موقع ہی نہیں دیا۔ یا ان رسول الٰہیؐ کی قبروں میں سقیفہ بنی ساعدہ میں مصروف خلافت ساڑی رہے۔

## سبب شہادت:

چونکہ مؤرخین کی اکثریت حزب اقتدار کے دستر خواں پر پلنے والی رہی ہے۔ اس لیے آپ کا سبب وفات خیر میں ملنے والی ذہر کو قرار دیا جاتا ہے۔ لیکن حق بہر طور حق ہوتا ہے جو غیر شعوری طور پر اور بلا اختیار ایسی زبان سے بھی نکل جاتا ہے جس کے متعلق تصور تک نہیں کیا جاسکتا۔ خیر میں کھائی جانے والی ذہر کے متعلق سوچنا ہی دانشمندی نہیں ہے کیونکہ شہر میں خیر فتح ہوا ہے۔ اور مصرؓ میں شہادت حسن کائنات ہوتی ہے۔ اس زمانہ میں ایسے کسی ذہر کا سراغ نہیں ملتا جو چار برس بعد میں خاموش رہنے کے بعد بھٹکتا ہو۔

اس سلسلہ میں امام بخاریؒ نے۔ بخاری کی کتاب الدیات میں حق جو حضرات کے لیے کافی بنیاد فرام کی ہے۔ قاری محمد عادل اور قاری محمد فاضل کی ترجمہ شدہ بخاری جو تین جلدوں میں دستیاب ہے۔ کی تیسری جلد کتاب الدیات میں حدیث ۱۸۵۱ اور حدیث ۱۸۹۱ مع باب ما حظہ فرمایے۔ سبب شہادت رسولؐ کو مراد ہے۔ مترجم نے نظام مصطفیٰؐ زبان نوحہ سید الانبیاءؑ جلد اول حصہ دوم میں ذہر کے زیر عنوان ام المؤمنین عائشہؓ کی زبانی ان احادیث کو جمع کر کے تجزیہ کیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔ بہت کچھ مل جاتا ہے۔

[illegible]

اے اہلبیت میری طرف سے آپ پر سلام اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔۔۔۔۔ ہر مصیبت سے نجات اللہ کے پاس ہے۔۔۔۔۔ اللہ ہی بہترین تعزیت کرنے والا ہے۔۔۔۔۔ اللہ ہی مافات کا تدارک فرماتا ہے۔۔۔۔۔ کل نفس ذائقہ الموت۔۔۔۔۔ آپ کو اس مصیبت اور اس کے بعد آنے والے مصائب کا اجر تو اللہ کے ہاں سے آخرت ہی میں ملے گا۔۔۔۔۔ وہی خوش نصیب ہے جو آتش جہنم سے بچ گیا۔۔۔۔۔ دنیا کی یہ زندگی چند دنوں سے زیادہ نہیں ہوتی۔ اللہ نے آپ کو چنا ہے۔۔۔۔۔ اللہ نے آپ کو افضل کائنات قرار دیا ہے۔۔۔۔۔ اللہ نے آپ کو اہلبیت نبی بنایا ہے۔۔۔۔۔ اللہ کی طرف سے آپ ہی علم نبی کے وارث ہیں۔۔۔۔۔ آپ ہی منجانب اللہ وارث کتاب ہیں۔۔۔۔۔ آپ ہی علم نبی کا معدن اور عظمت نبی کی علامت ہیں۔۔۔۔۔ اللہ نے تمہیں اپنے نور سے مثال دی ہے۔۔۔۔۔ اللہ نے آپ کو ہر لغزش سے محفوظ رکھا ہے۔۔۔۔۔ اللہ نے آپ کو فتنہ پروازی سے محفوظ فرمایا ہے۔۔۔۔۔ اللہ کی دی ہوئی اس مصیبت پر صبر کرو۔۔۔۔۔ اللہ کی رحمت تمہارے شامل حال رہے گی۔۔۔۔۔ نعمات خداوندی تمہارے ساتھ ہیں۔۔۔۔۔ آپ اہل اللہ ہیں۔۔۔۔۔ آپ کی بدولت اتمام نعمت ہوا ہے۔۔۔۔۔ آپ اولیائے خدا ہیں۔۔۔۔۔ جس نے آپ سے کوئی کیا کامیاب ہوگا۔۔۔۔۔ جس نے آپ کا حق لوٹا رسوا ہوگا۔۔۔۔۔ آپ کی موت اللہ کی طرف سے کتاب خدا میں امت پر واجب ہے۔۔۔۔۔ جب بھی مشیت الہیہ کا تقاضا ہوگا وہ تمہاری نصرت کرے گا۔ وہ ہر وقت تمہاری نصرت پر قادر ہے۔۔۔۔۔ آنے والے حادثات میں صبر کرنا ہر معاملہ کی بازگشت اللہ ہی کی طرف ہے۔۔۔۔۔ آپ رحمت عالم کی طرف سے اللہ کے پاس امانت ہیں۔۔۔۔۔ اللہ نے آپ کو انحصورہ کے مومن اولیاء کے سپرد فرمایا ہے۔۔۔۔۔ جس نے امانت ادا کر دی اللہ اسے جزا دیے گا۔۔۔۔۔ آپ روئے ارض پر امانت ہیں۔۔۔۔۔ آپ کی مودت واجب اور اطاعت فرض ہے۔۔۔۔۔ آنحضور رحلت فرما چکے ہیں۔ ان کا دین کامل آپ کے پاس ہے۔۔۔۔۔ کسی جاہل کے لیے کوئی حذر باقی نہیں۔۔۔۔۔ جو جاہل رہے گا۔ یا۔ تجاہل کرے گا۔۔۔۔۔ یا بھول جائے گا۔۔۔۔۔ یا بھولنے کا ڈرامہ کرے گا۔۔۔۔۔ یا تمہارا منکر ہوگا اس محاسبہ اللہ کے ذمہ ہے۔۔۔۔۔ میں بھی اس تعزیت کے بعد آپ کو سپرد خدا کرتا ہوں۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

• کافی اور بصائر میں حاذق ابن عثمان نے امام صادقؑ سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا ہے۔ ۱۲۸ھ میں زندقہ نمودار ہوں گے۔

میں نے عرض کیا قبلہ! آپ کو کیسے معلوم ہے؟

آپؑ نے فرمایا:

اگر علم امامت نہ بھی ہوتا تو بھی مصحف فاطمہؑ ہمارے لیے کافی تھا۔

میں نے عرض کیا۔ قبلہ مصحف فاطمہؑ کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا:

جب عمن کو نین کی رحلت ہوئی۔ تو دفتر رسولؐ اس قدر غمزہ ہوئیں کہ جس کا اندازہ ذات احدیت کے سوا کوئی بھی نہیں کر سکتا۔ چنانچہ ذات احدیت نے بی بی کی تسلی کے لیے ایک ملک مقرر فرمایا۔<sup>۱</sup>

جو دفتر رسولؐ کے پاس روزانہ آکر بی بی کو اکام وایکون کے حالات بتاتا تھا۔ جب وہ ملک چلا جاتا تھا۔ تو بی بی حضرت علیؑ کو سنا دیا کرتی تھیں اور حضرت علیؑ اسے لکھ لیا کرتے تھے۔ یہ ہے مصحف فاطمہؑ۔

یوں نو سید الکونین کی شہادت کے بعد دفتر رسولؐ ڈھائی ماہ روزانہ مرثیہ خوانی کرتی رہیں۔ اگر تاریخ ان مرثیہ جات کو جمع کر لیتی تو آج دیوان جناب زہراؑ ہوتا۔ لیکن امرت مسلم کی بد نصیبی کہ محسن انسانیت کی صف ماتم نہ بچائی اور نہ آج تک یہ احساس ہوا ہے۔ ہر قوم اپنے محسن کا یوم وفات یوم غم سے مناتی ہے۔ پوری دنیا نے انسانیت میں واحد یہ محسن انسانیت ہے۔ جس کا یوم غم امرت مسلمہ میں صرف شیعہ اثنا عشریہ کے سوا کوئی بھی نہیں مناتا۔ بلکہ جس تاریخ کو یوم وفات کہا جاتا ہے۔ اسی تاریخ کو یوم ولادت کے عنوان سے عید منائی جاتی ہے۔ نہ صرف وہ دن یوم عید ہوتا ہے۔ بلکہ پورا ماہ ربیع الاول عید کے بطور منایا جاتا ہے۔ کاش یہودی اور عیسائی نہیں حقائق مذہب سمجھنے کی مہلت دیتے۔

دو مرثیہ جناب زہراؑ کے مناقب کے حوالہ سے پیش کیے جاتے ہیں۔

اذ مات یوماً میت قل ذکرہ

کہ ارض پر جو بھی فوت ہوگا اس کی یاد چند دنوں سے

و ذکر ابی قد مات واللہ ازید

زیادہ نہ ہوگی۔

تذکرت لما فرق الموت بیتنا

بخدا میرے متوفی والد کی یاد روز افزوں ہوگی۔

تغزیت نفسی بالنبی محمد

جب موت نے ہمیں جدا کیا تو مجھے فراق نے ڈسنا

شروع کیا۔

لیکن مجھے یہ یاد کر کے اطمینان آجاتا ہے۔ میرا باپ صرف

۱۲



## آپ کی شہادت

والی العصر ٹرسٹ والی العصر ٹرسٹ والی العصر ٹرسٹ

۱۔ فقلت لها ان الممات سبيلنا  
ومن لم يمت في يوم مات في غدا  
(۱) میں نے اپنے دل کو یہ کہہ کر تسلی دی کہ موت ہی تو ہم سب  
کا راستہ ہے۔

۲۔ ما ذا على من شتم تربة احمد  
ان لا يشتم مدني الزمان عواليها  
۳۔ صبت على مصائب لوانها  
صبت على الايام صرن ليالها  
(۲) جو شخص قبر احمد کی مٹی سونگھ لے اسے زندگی بھر نافرمانشک سونگھنے کی ضرورت ہی نہ رہے گی۔  
(۳) مجھ پر مصائب کے وہ پہاڑ ٹوٹے ہیں کہ اگر دنوں پر آجاتے تو سیاہ راتوں میں بدل جاتے۔

حضرت علیؑ نے آپ کو دفن کرنے کے بعد آپ کے مزار مبارک پر کھڑے ہو کر یہ مراثی پڑھا۔  
۴۔ آمن بعد تكفين النبي ودفن  
آسى على هالك ثوب  
(۴) کیا سرور و دو عالم کو ان کے کپڑوں میں دفن کرنے کے بعد بھی مجھے کسی مرنے والے پر غم آئے گا؟

۵۔ رزمنار رسول الله قينا خلق نرى  
بذاك عديلا ما حيينا من الودي  
۶۔ وكان لنا كالحصن من دون اهله  
له معقل حرز حرز من العدى  
(۵) رسول کو نبی کی وفات کے سے جو مصیبت ہمیں دے گئی ہے۔ اس مصیبت جیسی اور کوئی مصیبت تا زندگی ہمیں نہیں آئے گی۔  
(۶) آپ ہم اہلیت کے لیے ایک قلعہ تھے۔ جو تمام دشمنوں کے سامنے حص حصین تھا۔

۷۔ وكنا بمرآة النور والهدى  
صباحا مساء راحر قينا اواغدى  
(۷) ہم ہر وقت آپ کی زیارت سے مشرف ہوتے تھے اور ہمیں صبح و شام جب بھی ہمارے درمیان تشریف لائے تھے۔ نور اور ہدایت نظر آتی تھی۔

۸۔ لقد غشيتنا ظلمة بعد موته  
نهارا فقد زادت على ظلمة الدجى  
(۸) آپ کی وفات نے ہماری دنیا تاریک کر دی ہے دن کو بھی تاریکی ہے جو تاریکی شب سے وہ چند ہے۔

۹۔ قينا خير من ضم الجوانح والحشا  
وياخير جسم ضمه التراب والثرى  
(۹) اور اے خاک میں دفن ہونے والے اجسام سے افضل ترین جسم ایسا نظر آ رہا ہے کہ آپ کے بعد لوگوں کے معاملات بحر تکالیم میں ڈوٹی کشتی کے سپرد ہو گئے ہیں۔

۱۰۔ كان امور النار بعد لك ضمنت  
سيفنة موج حين في البحر قد سما  
(۱۰) زمین اپنی تمام تر وسعت کے باوجود لوگوں کی آنکھوں

ولی العصر ترست ولی العصر ترست ولی العصر ترست ولی العصر ترست ولی العصر ترست ولی العصر ترست ولی العصر ترست ولی العصر ترست ولی العصر ترست ولی العصر ترست

### آپ کی شہادت

- ۱۱۔ وفاق قضاء الارض عنہم برحبہ  
لفقد رسول الله اذ قيل قد مضى  
(۱۱) تین اس وقت تنگ ہو جائے گی جب کہا جائے گا۔  
اگر رسول خدا رحلت فرمائے۔
- ۱۲۔ فقد نزلت بالمسلمین مصیبة  
كصدع الصفا لا شطب في الصدع في الصفا  
(۱۲) امت مسلمہ پر وہ مصیبت ٹوٹے گی۔ جیسے پٹان دو  
لخت ہو جاتی ہے اور پھر شرکاف پر نہیں ہوتا۔
- ۱۳۔ فلن تستقبل الناس منك مصیبة  
ومن يجبر العظیم الذی منهم وہی  
(۱۳) اس جیسی مصیبت تا قیامت لوگوں پر نہیں آئے گی۔  
اور امت مسلمہ کی ٹوٹی ہوئی یہ ہڈی کبھی نہ بڑکے گی۔
- ۱۴۔ وفي كل وقت للصلاة یصیبه  
بلال ویرعو باسمہ کلما باسمہ دعی  
(۱۴) اس مصیبت کو بلال ہر نماز کے وقت اور دگنا کرتا رہے گا۔
- ۱۵۔ ویطلب اقوام مواریت ہایک  
وفینا مواریت النبوة والہدی  
(۱۵) کچھ لوگ متوفی کی مالی میراث پر قبضہ کرنے چلے ہیں  
جب کہ نبوت اور ہدایت کا ترکہ ہمارے پاس ہے
- ۱۶۔ ولی ابوبکر امام صلوتنا  
وخالف اهل الشریک احمد اذ قضی  
(۱۶) آج ابوبکر ہماری جماعت نماز کا امام بن گیا ہے۔  
اہل شرک نے آپ کی وفات سے ہی مخالفت شروع کر دی ہے۔
- ۱۷۔ ابا الا ان یقوم مقام  
وتخاف بان قد یبلغ الفرد العنا  
(۱۷) اس نے آپ کے قائم مقام نہونے کے علاوہ ہر بات  
سے انکار کر دیا ہے اسے ڈر تھا کہ ہماری مصیبت تناید  
اور بڑھ جائے گی۔



دُخْتَرِ رَسُولٍ

وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْسَتْ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْسَتْ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْسَتْ



دُخْتَرِ رَسُولٍ

حَضْرَتِ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ سَلَامُ اللَّهِ عَلَيْهَا



# تاریخ ولادت

- اصول کافی میں امام باقرؑ سے منقول ہے کہ دختر پیغمبر کی ولادت اعلان نبوت کے پانچ برس بعد ہوئی ہے۔ اور وقت شہادت بی بی کی عمر اٹھارہ برس دو ماہ اور پندرہ دن تھی۔
- اصول کافی میں دوسری روایت بھی اسی طرح ہے البتہ اس میں یہ اضافہ ہے کہ۔ اعلان نبوت کے پانچ برس بعد اور معراج سے تین برس بعد ولادت ہوئی ہے۔ مکہ میں بابا کے ساتھ آٹھ برس گزارے۔ بعد از ہجرت مدینہ میں بابا کے زیر سایہ ایک برس رہیں۔ آپ کی شہادت کے وقت بی بی کی عمر اٹھارہ برس تھی۔ بابا کے بعد دو ماہ اور بارہ دن زندہ رہیں۔
- اہلسنت مورخین بی بی کی ولادت اعلان نبوت سے پانچ برس قبل بتاتے ہیں۔

مولف :-

- علامہ مجلسیؒ نے بخلاء العیون میں روایت ادل کو ترجیح دی ہے۔ کیونکہ وہ آئمہ اہلبیتؑ سے منقول ہے
- امالی صدوق میں ہروی کے ذریعہ امام رضاؑ سے مروی ہے۔ آپ نے اپنے آباء کے سلسلہ سند سے نبی کو نبیؐ سے روایت کی ہے کہ۔
- شب معراج جب میں سیر جنت میں مصروف تھا۔ جبریلؑ نے مجھے باغ جنت سے ایک سیب دیا میں نے اسے کھایا۔ وہی سیب نور فاطمہؑ تھا جو میری جبین میں چمکا۔ پھر جناب خدیجہ کے صدق گفت میں منتقل ہوا۔ میری زہرا بیٹیؑ حورائے آسیہ ہے۔ جب بھی میرا دل خوش ہوئے جنت کا شائق ہوتا ہے۔ میں بیٹی کو سو گنگھ لیتا ہوں۔
- معانی الاخبار میں مدیر حیرانی نے امام صادقؑ سے روایت کی ہے کہ آپ نے اپنے آباء اطہار کے ذریعہ فخر موجودات سے نقل کیا ہے کہ۔
- اللہ نے تخلیق ارض و سما سے قبل نور فاطمہؑ پیدا کیا تھا۔

ایک صحابی نے عرض کیا۔ قبلہ اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ کی بیٹی نور انسان سے نہیں ہے؟  
آپ نے فرمایا:

فاطمہ حورائے انبیہ ہے۔

اس نے عرض کیا۔ قبلہ حورائے انبیہ کیسے ہوئی؟

آپ نے فرمایا:

اللہ نے نور فاطمہ کو تخلیق آدم سے قبل پیدا فرمایا۔

اس نے عرض کیا۔ قبلہ تخلیق آدم سے قبل نور فاطمہ کا قیام کہاں تھا؟

آپ نے فرمایا: زیر عرش۔

اس نے عرض کیا:

اے حبیب خدا! جناب فاطمہ کی غذا کیا تھی؟

آپ نے فرمایا:

تسبیح و تہلیل خالق۔

جب ذات احدیت نے حضرت آدم کو پیدا فرمایا۔ اور اسے میرے نور کا حاصل بنایا تو اللہ نے نور فاطمہ

کو جنت میں ایک سیب کی شکل دے دی۔ شب معراج جب میں جنت میں گیا تو جبریل نے وہ سیب لاکر مجھے دیا۔

میں نے جبریل سے سیب لے کر سینہ سے لگایا۔

جبریل نے عرض کیا۔ قبلہ حکم خالق ہے اسے تناول فرمائیں۔ یہ آسمانوں میں منصورہ اور زمین میں فاطمہ کا نور

ہے۔

میں نے جبریل سے پوچھا۔ ان دونوں کی وجہ کیا ہے؟

جبریل نے بتایا۔ کہ زمین میں اس لیے فاطمہ کہا جائے گا کہ یہ اپنے شیعوں کو آتش جہنم سے نجات کی سفارش

کریں گی۔ اور آسمانوں میں اس لیے منصورہ معروف ہے کہ قیامت کے دن اپنے دشمنوں کے خلاف

مقدمہ میں اسے بالخصوص نصرت خالق حاصل ہوگی۔

• علل الشرائع میں طاؤس یمانی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ ایک دن آنحضرت جناب زہرا

کی پیشانی چوم رہے تھے۔ حضرت عائشہؓ نے دیکھ لیا۔ پوچھا۔

اے حبیب خدا! کیا آپ کو فاطمہ سے بہت زیادہ محبت ہے؟

آپ نے فرمایا:



عائشہ کاش تھے اس محبت کے وزن یا مقدار کا علم ہوتا جو مجھے فاطمہ سے ہے۔ جب شب معراج میں آسمان چہارم پہنچا تو جبریل نے اذان کی میکانیل نے اقامت کی جبریل نے عرض کیا۔ جماعت کرائی۔ تمام انبیاء و صف بستہ تھے۔ جب نماز ختم ہوئی تو تمام انبیاء سے مصافحہ ہوا۔ جب میں ساتویں آسمان پہنچا تو ندا کے قدرت آئی۔ اے محمد ابراہیم تیرا بہترین باپ اور علی تیرا بہترین بھائی ہے۔ عجائبات قدرت میں پہنچنے کے بعد جبریل مجھے جنت میں لے گیا وہاں جبریل نے مجھے ایک سید لاکر دیا جو کہیں سے زیادہ ملائم۔ مشک سے زیادہ خوشبودار اور شہد سے زیادہ شیرین تھا۔ میں نے وہ کھایا جبریل نے عرض کیا۔ اے حبیب خدا! یہ نور زہرا ہے جب واپس آیا تو اللہ نے اسے میری پیشانی سے خدیجہ کے صدف عفت میں منتقل کر دیا۔ میری یہ بیٹی جنت کا میوہ ہے۔ یہ نور ہے۔ یہ نور ہے۔ جب بھی جنت کے لیے میرا شوق بڑھتا ہے تو میں اپنی بیٹی کی خوشبو سوگند لیتا ہوں۔

• بحار میں عیون المعجزات کے حوالہ سے جناب عمار سے مروی ہے کہ مجھے حضرت علیؑ تے سنایا ہے۔ آج میں دقتِ نبیؐ کے پاس گیا وہ مصلائے عبادت پر بیٹھی تھی۔ میری تعظیم کو اٹھیں اور کہا۔ یا علیؑ! آؤ میں آپ کو ماکان اور مایکون الی یوم القیامۃ تک کے حالات سناؤں۔ یہ سن کر میں قدرے حیران ہوا اور واپس ہٹا۔ نبیؐ کو تین کی خدمت میں آیا۔ انہوں نے جب مجھے دیکھا۔ تو مسکرا کر فرمایا:

یا علیؑ! آج حیران نظر آ رہے ہو۔ زہراؑ میرے نورِ نبوت ہی کا حصہ ہے۔ جو علم مجھے ہے وہ زہراؑ کو بھی ہے۔

میں نے عرض کیا۔ قبلہ میں حیران تو نہیں تھا۔ میں تو خوش ہو کر آیا تھا تاکہ آپ کو بھی اپنی خوشی میں شریک کروں۔ اور حمد خدا کروں۔

پھر میں واپس آیا۔ ابھی تک ام الحسنینؑ مصلائے عبادت ہی پر بیٹھی تھیں مجھے دیکھ کر تعظیم کو اٹھیں اور مسکرا کے عرض کیا۔

یا علیؑ! کیا میرے بابا کو بتانے کے لئے کہ زہراؑ ماکان و مایکون کا علم جانتی ہے۔ اور میرے بابا نے آپ کو پہلے ہی سب کچھ بتا دیا ہے۔

یا علیؑ! اللہ نے جب میرے نور کو پیدا کیا تو وہ تسبیح خالق کرتا تھا۔ پھر میرے نور کو جنت میں ایک درخت سے بصورت پھل لگا دیا۔ جب بابا شب معراج جنت میں گئے تو جبریل نے وہ سید جو میرا ہی نور تھا۔

بابا کو دیا۔ انہوں نے تناول فرمایا۔ واپس آگئے تو اللہ نے میرے نور کو میرے بابا کی پیشانی سے میری ماں کے صدف عفت میں منتقل کر دیا۔ میں اس نور سے ہوں۔ میں ماکان و مایکون الی یوم القیامۃ تک سب

کچھ جانتی ہوں۔

• امانی صدوق میں مفصل سے مروی ہے کہ میں امام صادقؑ سے ولادت جناب سیدہ کے متعلق سوال کیا۔

آپ نے فرمایا:

جب جناب خدیجہؓ نے نبی عالمینؐ سے شادی کا فیصلہ فرمایا تھا۔ تو قریش کی تمام عورتوں نے یہ کہہ کر جناب خدیجہؓ کو اس شادی سے روکا تھا۔ کہ محمد ایک یتیم لڑکا ہے۔ اس کے پاس نہ مال ہے اور نہ دولت ہے۔ لیکن جناب خدیجہؓ نے ان کی یہ بات نہ مانی اور آپ سے شادی کر لی۔

چنانچہ قریش کی تمام عورتوں نے ایک تو اس وجہ سے جناب خدیجہؓ سے قطع تعلقی کر لی اور دوسری وجہ یہ بھی تھی آپ نے اعلان نبوت کیا ہوا تھا۔ تمام قریش آپ سے ناراض تھے۔ ان دنوں جناب خدیجہؓ کا یہ عالم تھا کہ بالکل یکہ و تنہا تھیں۔ مستورات قریش نہ تو خود آتی تھیں اور نہ کسی اور کو بی کے پاس آنے دیتی تھیں۔

جب نور ام السادات جناب خدیجہؓ کے صدفِ عفت میں منتقل ہو تو تنہائی کے وقت جناب زہراؑ جناب خدیجہؓ سے باتیں کرتی تھیں۔ اور انہیں تلقین صبر فرماتی تھیں۔ بی بی نے کبھی نبی اکرمؐ سے اس بات کا تذکرہ نہیں کیا تھا۔

ایک دن آپ گھر تشریف لائے تو جناب خدیجہؓ مصروف گفتگو تھیں۔ آپ نے پوچھا۔

خدیجہ۔ کوئی نظر تو نہیں آ رہا۔ تم کس سے باتیں کر رہی ہو؟  
جناب خدیجہؓ نے عرض کیا۔ قبلہ صدفِ عفت میں جو بچہ ہے یہ میری تنہائی کا منس ہے۔

آپ نے فرمایا:

خدیجہ یہ بچہ نہیں بچی ہے۔ میری نسل اسی سے ہوگی۔ اللہ نے اسے میری امت کے آئمہ کا امین قرار دیا ہے۔

جب جناب سیدہ کا وقت ولادت قریب آیا تو جناب خدیجہؓ نے خواتین قریش کو پیغام بھیجا لیکن تمام نے کسی قسم کے تعاون سے انکار کر دیا۔ بی بی پریشان بیٹھی تھیں چار مستورات سلمے آئیں۔ جناب خدیجہؓ انہیں دیکھ کر کچھ اور پریشان ہو گئیں۔ ان میں سے ایک نے آگے بڑھ کر عرض کیا۔

اے زوجہ سیدہ الانبیاء آپ گھرائیں نہیں۔ ہم آپ کی خدمت کے لیے حاضر ہوئی ہیں۔ ہمیں اللہ نے بھیجا ہے۔ میں سارہ زوجہ خلیل ہوں۔ یہ اسیہ بنت مزاحم ہے۔ یہ مریمؑ مادر عیسیٰؑ ہے اور یہ کلثومؑ خاہر موسیٰؑ ہے۔ پھر کچھ کینز بنی آب سبیل جنت سے کپڑے اور خوشبوئیں لے کر آئیں۔

## تاریخ ولادت

والی العصر ثرست والی العصر ثرست والی العصر ثرست

جب جناب زہراؑ کی ولادت ہوئی تو بی بی کی جبیں مطہر سے ایک ایسا نور چمکا کہ تمام مکہ منور ہو گیا۔ ایک محدث نے اب سبیل سے غسل دیا۔ دوسری نے کپڑے پہنائے تیسری نے سرمد وغیرہ لگایا۔ پھر تمام مستورات نے بیک زبان کہا۔ السلام علیک یا ام الائمہ النجباء۔ بی بی نے جواب اسلام سے پہلے کیا۔

اشھد ان لا اله الا الله و ابی محمد رسول الله و بغلی علی سید الاوصیاء ولی الله و ولدی سادۃ الاسماء پھر جواب سلام دیا۔ اور ایک ایک بی بی کا نام لے کر سلام کیا۔

ان مستورات نے بی بی کو جناب خدیجہؑ کے سپرد کیا۔ جناب سیدہ ایک دن میں اس قدر نشوونما پاتی تھیں جس قدر عام بچے ایک ماہ میں پاتے ہیں۔

بحار میں جناب ام المومنین ام سلمہؑ سے منقول ہے کہ بعد از ہجرت جب سلطان انبیاءؑ نے مجھ سے عقد کیا اور میں آپ کے گھر آئی تو آپ نے مجھے اپنی بیٹی کے متعلق فرمایا۔ ام سلمہ میری زہراؑ کا خیال رکھا کرو۔ میں نے عرض کیا۔ قبلہ! مجھے تو ایسے معلوم ہوتا ہے کہ مجھے فاطمہؑ سے کچھ سیکھنا پڑے گا۔ عقل ادب۔ فہم فراست اور تمام کمالات میں زہراؑ بچتے ہی میں انتہا کو پہنچی ہوئی تھی۔



jabir.abbas@yahoo.com



## اسماء القاب سیدہ

• امالی شیخ صدوق میں امام صادق سے مروی ہے کہ جناب فاطمہ کے اللہ کے ہاں نو نام ہیں۔

- ۱۔ فاطمہ -
- ۲۔ صدیقہ -
- ۳۔ مبارکہ -
- ۴۔ طاہرہ -
- ۵۔ زاکیہ -
- ۶۔ راضیہ -
- ۷۔ مرضیہ -
- ۸۔ محدثہ -
- ۹۔ بتول -

آپ نے فرمایا:

• سرور کونین فرمایا کرتے تھے۔ لولا علی لما کان لفاطمۃ کفوا آدم ومن دونہ۔ اگر علی نہ ہوتے تو میری زہرا کا کوئی بھی کھونہ ہوتا۔

• امالی صدوق میں امام باقر سے مروی ہے کہ ذاتِ احیاء نے جناب زہرا کو علم لدنی سے نوازنے کے علاوہ اوصافِ نسوانیہ سے بھی محفوظ رکھا۔

• امالی صدوق ہی میں امام باقر سے منقول ہے کہ قلم کے معانی میں سے ایک معنی منقطع کرنا بھی ہوتا ہے چونکہ بی بی کی تمام لوگوں کی نبی کونین کی میرات میں طبع منقطع ہو گئی تھی اس لیے بی بی کا نام فاطمہ رکھا گیا۔

• امالی میں امام باقر سے مروی ہے کہ قیامت کے دن ہر شیعہ سقید جیسی ہوگا۔ جب ذاتِ احیاء کی طرف

سے گناہگاروں کو سزا دینے کا حکم ہوگا تو۔

بی بی عرض کرے گی۔ بارالہا! مجھ سے تیرا وعدہ ہے۔ کہ تو میری ذریت کے موالیوں کو آتش جہنم کے پہرہ نہیں کرے گا۔ میں جانتی ہوں تو وعدہ غلامی نہیں کرتا۔

ذاتِ احدیت کی طرف سے نڈا آئے گی۔ زہراؑ تو کیا کہنا چاہتی ہے؟

بی بی عرض کرے گی بارالہا! میری ذریت کے محبوب کو سزا سنائی گئی ہے۔ میں انہیں آتش جہنم میں کیسے برداشت کر سکتی ہوں۔ دنیا میں ہماری محبت کی وجہ سے انہوں نے کانٹوں پر زندگی گزاری ہے اور آخرت میں بھی جلتے رہیں۔

ارشادِ قدرت ہوگا۔ شعیمان ذریتِ زہراؑ کو جنت میں لے جایا جائے۔

• امالی میں ابان ابن تغلب سے مروی ہے کہ میں نے ایک دن امام صادقؑ کی خدمت میں عرض کیا قبلہ جناب فاطمہ کا نام زہراؑ کس مناسبت سے رکھا گیا تھا؟  
آپ نے فرمایا:

ذاتِ احدیت کا مقصد یہ تھا کہ جناب فاطمہؑ کا پردہ محفوظ رہے۔ اور کوئی یہ نہ سوچ سکے کہ میری کینز کس رنگ میں ہوگی۔ چنانچہ جب بی بی نماز صبح کے لیے جانے نماز پر جلوہ گر ہوتی تھیں تو بی بی کی پیشانی سے سفید نور کی کرنیں پھوٹتی تھیں۔ جس سے مدینہ کے درو دیوار سفید ہو جاتے تھے۔

جب ظہر کی نماز کی خاطر مصلائے عبادت پر تشریف فرما ہوتی تھیں تو بی بی جبین مبین سے زرد رنگ نور کی کرنیں پھوٹتی تھیں۔ اور جب بی بی مغربین کی نماز کے لیے مصلیٰ پر پہنچتی تھیں تو سرخ رنگ نور کی کرنیں اس طرح پھوٹتی تھیں کہ مدینہ کے درو دیوار سرخ ہو جاتے تھے۔

صحابہ نے آنحضرتؐ سے اس کا سبب پوچھا۔ تو آپ نے فرمایا۔ یہ وہ اوقات ہیں جن میں میری بیٹی عبادت خدا کی خاطر مصلائے عبادت پر پہنچتی ہے۔ اور اس کی پیشانی سے نور کی کرنیں پھوٹتی ہیں۔

• معانی الاخبار میں حضرت علیؑ سے مروی ہے کہ ایک صحابی نے نبی کو نبین سے پوچھا۔ قبلہ! بتول کیا ہوتی ہے؟  
آپ نے فرمایا:

التي لم ترحمة قط۔ وہ عورت بتول کہلاتی ہے۔ جس نے کبھی سرخی نہ دیکھی ہو۔

• ارشادِ القلوب میں جناب سلمان فارسیؓ سے مروی ہے کہ ایک بناب عباس نے نبی کو نبین سے سوال کیا۔

اے حبیبِ خدا!

جب ہم ایک ہی خاندان سے ہیں تو پھر علیؑ ہم سے کیوں افضل ہے؟

آپ نے فرمایا:



ظاہراً تو ایسے ہی ہے۔ لیکن حقیقتہً ایسے نہیں ہے۔ (چراغِ آپ نے وہ حدیث نور سنائی۔ جو سابق ولادت سرورِ کونین میں پیش کی جا چکی ہے)

**جناب زہرا کی کنیتیں!**

مناقب کے مطابق بی بی کو حسب ذیل کنیتوں سے پکارا جاتا تھا۔

اُمّ الحسنؑ۔

اُمّ الحسینؑ۔

اُمّ الحسنؑ۔

امّ الائمۃؑ۔

ام ابیضا۔

**جناب زہرا کے القاب:**

الحسان۔

الحرق۔

السیدۃ

الغذراء

زہراؑ

خو رائے انبیہ

مریم کبریٰؑ

اسماء میں بی بی کا نام۔ تورات سماویہ۔ اور۔ مانیدہ ہے۔ صدیقہ کبریٰؑ۔





# فضائل و مناقب جناب زہراؑ

• کشف الغمہ اور کتاب الامال کے مطابق سرور کونینؑ سے مروی ہے کہ جب ذات احدیت نے جناب آدمؑ وحواء کو خلق فرمایا۔ اور انہیں باغ میں سیر کی اجازت دی۔ تو جناب آدمؑ نے جناب حوا سے فرمایا۔ اللہ نے ہم سے زیادہ کسی کو حسین پیدا نہیں فرمایا ہوگا۔

ذات احدیت نے جبریل سے فرمایا۔ جا کر آدمؑ کو جنت الفردوس میں دیکھنے کو کہہ۔ جبریل آیا۔ جناب آدمؑ وحواء کے سامنے سے ججبات اٹھالیے گئے۔ جناب آدمؑ نے جنت میں ایک خاتون کو دیکھا جو جنت کی ناقہ پر سوار تھی۔ اس کے چہرہ سے پھوٹنے والے نور سے جنت روشن ہو رہی تھی۔ اس کے سر پر ایک تاج اور دونوں کانوں میں آویزے تھے۔

جناب آدمؑ نے پوچھا۔ جبریل یہ خاتون کون ہے؟  
 جبریل نے بتایا: یہ آپ کی نسل سے سید الانبیاء کی بیٹی زہراؑ ہے۔  
 جناب آدمؑ نے پوچھا۔ سر پہ تاج اور کانوں میں آویزے کیا ہیں؟  
 جبریل نے کہا۔ تاج اس کا شوہر ہے اور آویزے اس کے بیٹے حسینؑ ہیں۔  
 جناب آدمؑ نے پوچھا۔ کیا یہ ہم سے پہلے پیدا کئے گئے ہیں؟  
 جبریل نے کہا۔

• آدمؑ تھے ان کی خاطر پیدا کیا گیا ہے۔ تیری تخلیق سے ہزاروں برس قبل سے یہ موجود ہیں۔  
 امالی طوسی میں عائشہؓ سے منقول ہے کہ میں نے صورت میں سیرت میں سلطان الانبیاءؑ کے مشابہ زہراؑ سے زیادہ کسی کو نہیں دیکھا۔ (یہ روایت بخاری میں بھی متعدد مقامات پر موجود ہے)  
 امالی میں ابن عباس سے مروی ہے کہ ایک دن آنحضرتؐ تشریف فرما تھے جناب سیدہؑ جناب علیؑ

وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ

وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ

وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ

اور جناب حسینؑ آپ کے سامنے بیٹھے تھے۔ آپ نے دست دعا بلند کر کے عرض کیا۔

بار الہا تجھے معلوم ہے یہی میرے اہلبیت ہیں۔ ان سے محبت کرنے والوں کو اپنا محبوب بنا۔ ان سے عداوت کرنے والوں کو بمنہی قرار دے۔ ان سے تناول کرنے والوں کی مدد فرما۔ ان سے ہر قسم کے جس کو دور رکھ۔ پھر فرمایا۔

یا علیؑ اتو میری امت کا امام اور میرا خلیفہ ہے۔ تو مومنین کو جنت لے جائے گا۔

میں چشم نبوت سے دیکھ رہا ہوں۔ قیامت میں میری زہراؑ جنت کی ناقہ پر سوار آرہی ہے۔ اس کے دایں بائیں آگے اور پیچھے ستر ستر ہزار ملائکہ ہیں۔ بارگاہ خالق میں عرض کرے گی۔ میرے اللہ! میرے بابا کی امت کی مومنات کو بخش دے۔ جو عورت بھی حبا اہلبیت ہوگی زہراؑ کی سفارش سے بخشی جائے گی بشرطیکہ شوہر کی اطاعت گزار ہو۔

فاطمہؑ سیدہ نساؑ عالمین ہے۔ جب عبادت کے لیے مصلائے عبادت میں کھڑی ہوتی ہے۔ تو ستر ہزار ملائکہ پکار کر کہتے ہیں۔ یا فاطمة ان الله اصطفاك وطهرک واصطفاك على نساء العالمین۔ پھر حضرت علیؑ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا:

یا علیؑ ان فاطمة بضعة منی وہی نور عینی وثمرۃ ثوادی یسوثنی ما ساءھا ویسرنی ما سرھا وانھا اول من یمحقن من اہلبیتی فاحسن الیہا بعدی۔

اے علیؑ! فاطمہ میرا پارہ ہے۔ میری آنکھوں کی بنیال ہے۔ میرا میوہ دل ہے۔ اسے غزوہ کرنے والی ہر بات سے مجھے دکھ ہوتا ہے۔ اور اسے خوشی دینی والی ہر بات سے میں خوش ہوتا ہوں۔ میرے اہلبیت کے سب سے پہلے فاطمہؑ مجھ سے آئے گی۔ میرے بعد اس کا خیال رکھتا۔

جہاں تک حسینؑ کا تعلق ہے یہ میرے بیٹے اور میری خوشبو میں یہ دونوں جو انان جنت کے سردار ہیں۔ انہیں اسی طرح رکھنا جس طرح اپنے کانوں اور آنکھوں کی حفاظت کرتے ہو۔



حدیث اہل بیت

پھر فرمایا:

اے اللہ! میں تجھے گواہ بنا کر کہتا ہوں۔ میں ان کے موالیوں سے محبت کرتا ہوں۔ اور ان کے دشمنوں سے عداوت رکھتا ہوں۔ جو ان سے صلہ کرے گا میری اس سے صلہ ہے اور جو ان سے جنگ کرے گا میری اس سے جنگ ہے۔

**فصل في مناقب جناب زهرا**

امالی ہی میں ملک ابن دنیا سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ سفر حج میں میں نے ایک انتہائی کمزور اور بوڑھی عورت کو ایک مرل ناقہ پر سوار دیکھا۔ تمام قافلہ والے اسے کہہ رہے تھے واپس پلٹ جا۔ لیکن وہ کسی کی بات کا کوئی جواب نہ دیتی تھی۔ جب ہلا قافلہ وسط صحرائیں پہنچا تو اس کی ناقہ نے دم توڑ دیا۔ ہر ایک نے اسے ملامت کی میں نے بھی اس ناقہ پر سوار ہو کر آنے پر ملامت کی۔ اس نے آسمان کی طرف سر بلند کیا۔ اور کہنے لگی۔

لائی بیٹی ترکنتی ولا الی بیتک  
حملتی فوعزتک وجلالتک لو صنع  
بح هذا غیرک لبا شکوتہ  
الا الیک۔

نہ تو تو نے مجھے اپنے گھر رہنے دیا۔ اور نہ اپنے  
گھر تک پہنچنے دیا۔ تیری عزت وجلالت اگر تیرے  
علاوہ کوئی دوسرا مجھ سے یہ سلوک کرنا تو میں اس کا  
شکوہ بھی تجھے ہی کرتی۔

ہم سب دیکھ رہے تھے کہ محمرا سے ایک شخص نمودار ہوا جس کے ہاتھ میں ناٹہ کی سار تھی۔ وہ اس کے قریب آیا۔ ناٹہ کو بٹھایا۔ اور اسے کہا۔ اے سوار ہو جا۔ وہ اسی انداز میں سوار ہو گئی۔ ہم دیکھتے رہ گئے اور وہ ناٹہ ہماری آنکھوں کے سامنے ہوا ہو گئی۔ پھر جب ہم پہنچے تو میں اسے تلاش کرتا رہا۔ آخر طواف کرتے ہوئے میں نے اسے دیکھ لیا۔ میں اس کے قریب گیا۔ اور پوچھا تو کون ہے۔ اس نے جواب دیا۔ میں کنیز زہرا جناب فضہ کی قواسی اور ان کی مسک بیل کی بیٹی شہرہ ہوں۔

• امالی ہی ہیں۔ ہے ایک مرتبہ بی بی نے اپنی چادر زیدہ ہودی کے پاس گروی رکھ کر جو لئے۔ جب زیدہ دات کو گھر میں آیا تو اس نے اس کمرہ میں جس میں چادر رکھی تھی روشنی ہی روشنی دیکھی۔ حیرت سے پوچھا۔ اس کمرہ میں کیا ہے۔ تمام اہل خانہ جمع ہو گئے۔ پھر اس کے پڑوسی اور دوسرے رشتہ دار بھی آئے سب نے روشنی دیکھی دروازہ کھول کر اندر گئے تو دیکھا کہ جناب زہرا کی چادر سے نور کی کرنیں پھوٹ رہی ہیں۔ اسی وقت زیدہ خود اور اس کے اسی رشتہ دار یہودی مسلمان ہو گئے۔

• بخاری میں ابن لماؤس سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ شاہ حبشہ نے سرور کونین کی خدمت میں چاندی کی تاروں سے بنی ہوئی ایک چادر پیش کی تھی۔ آپ نے وہ قبول کر لی اور مسجد میں فرمایا یہ چادر اسے ملے گی جو خود محبوب خدا و رسول ہو اور محب خدا و رسول ہو۔

تمام صحابہ نے گردنیں بند کیں۔ لیکن آپ نے فرمایا۔ علی کہاں ہے؟  
عمار کہتا ہے کہ میں علیؓ کا نام سن کر دوڑا ہوا آیا۔ اور گھر سے حضرت علیؓ کو بلایا۔ آپ مسجد میں تشریف  
لائے۔ رسول اکرمؐ نے وہ چادر آپ کو دے دی۔ آپ چادرے کر بازار آئے۔ اور اسے تین ہزار دینار میں فروخت  
کر دیا۔ اور تمام رقم مہاجرین و انصار میں تقسیم کر دی۔ شام کو سلطان انبیاءؑ نے فرمایا، یا علیؓ! آج تجھے تین ہزار دینار  
ملے ہیں۔ آج ہم کھانا آپ کے گھر ہی کھائیں گے۔

ولی العصر ثرثث ولی العصر ثرثث ولی العصر ثرثث فضائل و مناقب جناب زہراؑ ولی العصر ثرثث ولی العصر ثرثث ولی العصر ثرثث

حضرت علیؑ نے عرض کیا۔ قبلہ بسم اللہ۔  
جب گھر تشریف لائے تو جناب سیدہ نے کھانا پچنا جس سے مشک کی خوشبو آ رہی تھی۔ نبی اکرمؐ نے حضرت علیؑ کی طرف دیکھا اور مسکرا کر فرمایا:  
یا علیؑ۔ یہ کھانا ان پیسوں سے تو نہیں ہے؟  
حضرت علیؑ نے عرض کیا۔ قبلہ وہ پیسے گھر آئے بھی نہیں تھے۔  
آپؑ نے جناب سیدہؑ سے پوچھا۔ بیٹی یہ کھانا کہاں سے آیا ہے؟  
بی بی نے عرض کیا۔ بابا جان۔ ان اللہ یرزق من یشاء بغیر حساب۔  
آپؑ نے دست دعا بلند کر کے عرض کیا۔ الحمد للہ الذی لہد یمتتی حتی اریخی ما احب۔  
اس اللہ کی حمد ہے جس نے مجھے دنیا سے اس وقت تک نہ اٹھایا جب تک میں نے وہ کچھ نہ دیکھ لیا جو میں چاہتا تھا۔  
• بحار سے سابقہ معجزات سرور انبیاء میں سو حمار کی گویائی کا واقعہ گزر چکا ہے۔ اس کا تتمہ ملاحظہ فرمائیے۔  
جب نبی سلیمؐ کا وہ شخص مسلمان ہو گیا۔ تو آپؐ نے صحابہ سے فرمایا کہ اسے قرآن کی چند ایک سورتیں پڑھا دو۔  
جب وہ قرآن کی چند سورتیں پڑھ بیٹھا تو آپؐ نے پوچھا۔ کیا کچھ مال بھی ہے؟  
بدونے کہا۔ اس ذات کی قسم جس نے آپؐ کو مبعوث برسات کیا ہے۔ ہم نبی سلیمؐ چار ہزار نفوس پر مشتمل ہیں اور پورے قبیلہ میں مجھ سے زیادہ محتاج کوئی نہیں۔  
آپؐ صحابہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا۔ کون ہے جو اس بدو کو ناقہ پر سوار کر کے واپس اپنے قبیلہ میں بھیجے۔  
سدا بن عبادہ نے عرض کیا۔ قبلہ میری ناقہ حاضر ہے۔  
آپؐ نے فرمایا:  
قیامت میں اس ناقہ کے عرض جو ناقہ تجھے ہماری طرف سے ملے گی۔ اگر چاہے تو اس کا مقوڑا سا علیہ تجھے بتا دوں؟  
سعد نے عرض کیا۔ قبلہ ضرور فرمائے۔  
آپؐ نے فرمایا:  
وہ ناقہ سونے کی ہوگی۔ اس کی ٹانگیں عنبر سے ہوں گی۔ اس کے بال زعفران سے ہوں گے۔ اس کی آنکھیں سرخ یا قوت سے ہوں گی۔ اس کی گردن بھنر زبرجد سے ہوگی۔ اس کی گواہان کا فور سے ہوگی۔ اس کی ٹھوڑی در سے ہوگی۔ اس کی ہمار لولہ لٹے آبدار سے ہوگی۔ وہ چلنے کے بجائے اڑے گی۔ بشرطیکہ تیرا خاتمہ بالنجیر ہوا۔  
آپؐ نے پھر صحابہ سے فرمایا۔ کون ہے جو اس عرب کے سر کو ڈھانپے؟

سبیل سکینہ

حیدر علی خان پونٹ نمبر ۸-۱



فضائل و مناقب جناب زہراؑ

وَالِي الْعَصْرِ ثَرْسُثُ وَالِي الْعَصْرِ ثَرْسُثُ وَالِي الْعَصْرِ ثَرْسُثُ

**وَالْيَاصْبِرْ صَبْرًا ثَلَاثًا**

فَلْيَايُتُوا

حضرت علیؑ نے اپنا عامہ آثار کے عرب کے سر پر رکھ دیا۔

پھر آپ نے فرمایا: ہے کوئی جو اس عرب کو کھانا کھلائے۔

جناب سلیمان اٹھے۔ جناب سلمان کا بیان ہے کہ میں ازواجِ نبی میں سے ایک ایک کے دروازہ پر گیا۔

لیکن ہر جگہ سے خالی لوٹا۔ واپس ہٹتے ہوئے درزہرا کو دیکھا۔ اور دل میں خیال کیا۔ اچھائی ہمیشہ

یہیں سے میسر آتی ہے ۔

چنانچہ میں نے دق الباب کیا۔ جناب فضہ نے پوچھا کون ہے؟

میں نے عرض کیا۔ مسلمان ہوں۔ میرا جواب سن کر خود جناب سیدہ دروازہ پر آئیں اور فرمایا۔ چچا مسلمان خیریت

تو ہے؟

میں نے سب کا پورا اوائتہ سنایا۔ اور عرض کیا۔ مسجد سے نکلا تو گلے کی تماش میں تھا۔ جب اور کہیں سے

نہ ملتا تو آپ کے دروازہ پر آگیا۔

پی پی نے فرمایا:

چچا۔ آج تیسرا دن ہے ام نے کچھ نہیں کھایا۔ لیکن آئی ہوئی نیکی واپس کرنا یہی مشکل ہے۔ میری یہ پیادہ شمعون

کے پاس لے جا۔ گوی رکھ دے۔ اس سے ایک کلو جو اور ایک کلو کھجور لے آ۔

میں شمعوں کے پاس گیا۔ جونہی اس دخترِ رسولؐ کی یاد رکھ دیکھا۔ بے ساختہ کہنے لگا۔

سُخدا! اسی کا نام زندہ ہے۔ اسی کو تقویٰ کہتے ہیں۔ نبیؐ کچھ نہیں تو راہِ موسیٰ میں ملتا ہے۔ یہ کہہ کر شمعون نے

کلمہ پڑھ لیا۔ پھر مجھے کھجور اور جو دیئے۔ میں کہے آیا۔ بی بی کے روٹیاں پکائیں۔ سب روٹیاں ادا کھجور

مجھے دے دیئے۔ میں نے عرض کیا۔ بی بی ایک روٹی بچوں کے لیے تو رکھ لو۔

فرمایا: نہیں چھا۔ یوحنا جس کے لیے لی ہے۔ وہ اسی کا حق ہے۔ اللہ ہمیں بھی دیے گا۔

میں روٹیاں بے کے مسجد میں آیا۔ عرب کو دیں۔

نبی اکرمؐ تھے پوچھا۔ سسماں کہاں سے لائے ہو؟

میں نے عرض کیا :-

قبیلہ ایک ہی نودروازہ ہے جہاں سے کچھ مل جاتا ہے۔ درزہر کے علاوہ اور کہاں سے ملتا ہے۔

پہلی بین روز سے بلا چھ کھائے آئے تھے۔ فوراً اچھے۔ درز ہر پر آنے موقی الباب کیا۔ جب اندر

الائے۔ اور جناب رہبر اعلیٰ جو کہ سے حالت دیھی نو اہیں اپنی جو کہ بھول بی۔ پوچھا بیی۔ کیا بات

غیر ایچہرہ زرد ہے؛ جناب قصہ فرمائی ہیں کہ۔

بی بی نے عرض کیا۔ بابا جان! میں دن ہو رہے ہیں۔ چچہ نہیں کھایا۔ سین بھی باہارے سوئے ہیں۔ آپ

وَالْيَوْمَ نَبْرِئُكَ فِي الْعَصْرِ مَسْ وَالْيَوْمَ نَبْرِئُكَ فِي الْعَصْرِ مَسْ وَالْيَوْمَ نَبْرِئُكَ فِي الْعَصْرِ مَسْ

Contact : [jabir.abbas@yahoo.com](mailto:jabir.abbas@yahoo.com)

<http://fb.com/ranajabirabbas>

تے دونوں شہزادوں کو جنگایا۔ ایک کو دائیں زانو پر بیٹھایا۔ جناب سیدہ سامنے آکر بیٹھ گئیں۔ اتنے میں حضرت علیؑ بھی آگئے۔ وہ بھی سامنے بیٹھ گئے۔ آپ نے دست و دعا بلند کئے اور عرض کیا۔

الہی وسیدی ومولا ی۔ ھو لاء اھلبیتی فا ذھب عنھم الرجس وطھرھم تطھیراً۔  
جناب سیدہ انھیں حجرہ بمارت میں تشریف لے گئیں۔ مصلاتے عباوت پر بیٹھیں اور دست دعا بلند کر کے عرض کیا۔ الہی وسیدی ومولا ی ھذا نبیک محمد وھذا اخو نبیک وھذا ان سبطای اتزل علینا مائدۃ من السماء۔

اے اللہ! تیرا بی محمد ہے تیرے نبی کا بھائی ہے۔ اور میرے چھوٹے چھوٹے دو بچے ہیں یہیں دسترخوار سے نواز۔

ابھی تک دعا مکمل نہیں ہوئی تھی۔ کہ دسترخوار نازل ہوا۔ بی بی اٹھا کر لائیں تمام کے سامنے رکھا۔ حضرت علیؑ نے پوچھا۔ زہرا گھر میں تو کچھ نہ تھا یہ کہاں سے آیا ہے؟

آنحضورؐ نے فرمایا: یا علیؑ! سوال نہ کر۔ اس اللہ کی حمد سے جس نے دفات سے قبل مجھے اپنے اہلبیت میں وہ کچھ دکھا دیا۔ جس کی میں خواہش کرتا تھا۔

یعنی سلیم کا عرب جب کھانا کھا چکا تو ناقہ پر بیٹھ کر اپنے قبیلہ میں آیا اور بآواز بلند کہا۔

اے بنی سلیم! الہ الا اللہ کہو۔

یہ سننا تھا کہ تمام بوڑھے جوان نوازیں لے کر اٹھے اور کہنے لگے کہیں تجھ پر جادو تو نہیں چل گیا؟

اس نے کہا۔ کوئی جادو وغیرہ نہیں ہوا۔ یقین رکھو۔ محمد کا خدا ہمارے خداؤں سے بہتر ہے۔ اور خود محمدؐ

ہم سے بہتر ہے۔ میں بھوکھا تھا۔ اس نے مجھے کھانا کھلایا۔ میں پیدل تھا اس نے سواری دی۔ میں برہنہ تھا۔ اس نے لباس دیا۔ پھر سو مار کا تمام واقفہ انھیں سنایا۔ پورے کا پورا قبیلہ کلمہ گو ہو گیا۔

● تفسیر قرآن میں امام صادقؑ سے مروی ہے کہ ایک دن جناب جابر نے میرے والد کی خدمت میں عرض کیا کوئی ایسی فضیلت سنائیے۔ کہ جب میں آپ کے شیعوں کو سناؤں تو وہ خوش ہو جائیں۔

میرے والد نے فرمایا: میں نے اپنے آباء کے ذریعہ نبی کریمؐ سے سنا ہے کہ قیامت کے دن تمام انبیاءؑ

کے لیے نوے کے منبر نصب کیے جائیں گے۔ میرا منبر ان تمام سے بلند ہوگا۔ حکم خالق سے میدانِ محشر میں

ایک فیض و بلیغ خطبہ دوں گا۔ اس کے بعد ادھیائے کے انبیاءؑ کے منبر لگائے جائیں گے۔ میرے وحی علیؑ ان

ابی طالب کا منبر تمام اولیاء کے درمیان اور بلند ہوگا۔ حکم خالق سے علیؑ ایسا فیض و بلیغ خطبہ دیں گے جس کی نظیر

نہ ہوگی۔ اس کے بعد اولیاء و انبیاء کے منبر لگائے جائیں گے۔ میرے نورائے چشم دونوں کے منبر اولاد انبیاءؑ

کے درمیان اور بلند ہوں گے۔ حکم باری سے باری باری دونوں بھائی لیے فیض و بلیغ خطبے دیں گے کہ اولاد

کے درمیان اور بلند ہوں گے۔ حکم باری سے باری باری دونوں بھائی لیے فیض و بلیغ خطبے دیں گے کہ اولاد



بنی بانی عرض کرے گی۔ میری ذریت کا دوستوں کے دوست

حکم خالق ہو گا۔ جس نے ذریت فاطمہ کو پالی پلایا ہے۔ جس نے ذریت فاطمہ کو کھانا کھلایا ہے۔ جس نے ذریت فاطمہ سے رانی برابر بھی اولاد زہراؑ کی طرح سلوک کیا ہے۔ تمام کو داخل جنت کر دو۔

اس وقت اُمت محمدؐ میں سے صرف شک کرنے والے۔ کافر اور منافق بچ رہیں گے۔ اور وہ انگشت حرمت کاٹ کر کہیں گے۔ فدا لنا من شافعیں۔ آج صوف ہمارا کوئی سفارشی نہیں ہے۔

● بحار میں جابر بن عبد اللہ انصاری سے مروی ہے کہ ایک دن ہم نے آنحضرتؐ کی اقتدار میں نماز عصر پڑھی نماز سے فراغت کے بعد آپؐ حسب معمول وہیں مصلی پر بیٹھ گئے۔ مسجد میں ایک مسافر عرب آیا جو انتہائی سن رسیدہ تھا۔ اس کا لباس جگہ جگہ سے چھٹا ہوا تھا۔ پاؤں میں جوتے نہ تھے۔ اور سر پہ عامہ وغیرہ نیک نہ تھا۔

اس نے اگر سلام کیا۔ ہم نے سلام کا جواب دیا۔

نبی اکرمؐ نے پوچھا اے سن رسیدہ کیا حال ہے؟

اس نے عرض کیا۔ قبلہ کیا بتاؤں۔ بھوک سے آنتیں خشک ہو گئی ہیں چھٹے ہوئے چیتھڑوں کی بدولت دھوپ نے جلا دیا ہے۔ اور پیدل چل چل کے جسم خشک ہو گیا ہے۔ مجھے مدارات نہیں کھانا چاہئے۔ پہننے کو کپڑے چاہئیں اور گھر جانے کو سواری چاہیئے۔

آپؐ نے فرمایا:

اے مسافر! آج تو ہمارا بھی یہی حال ہے۔ البتہ نیکی کی راہ دکھانے والا بھی نیکی کرنے والے کی طرح ہوتا ہے میں تجھے ایک ایسا گھر دکھاتا ہوں۔ جس کے باسی اللہ اور اس کے رسولؐ سے محبت رکھتے ہیں۔ اور اللہ اور اس کا رسولؐ ان سے محبت رکھتا ہے۔ وہاں چلا جا۔ مجھے امید ہے تیری ہر ضرورت پوری ہو جائے گی۔

آپؐ نے بلال کو فرمایا:

جا اسے در زہراؑ پر چھوڑ کے آ جا۔ بلال نے اسے ساتھ لیا اور در زہراؑ پر آکر کھڑا کر دیا۔

مسافر نے دق الباب کیا۔ جناب فضہؑ نے دروازہ پر آکر پوچھا۔ کون ہے؟

مسافر نے تمام روداد سنائی۔

جناب فضہؑ نے جا کر بی بی کو سارا حال کہہ سنایا۔

دختر رسولؐ کے گلے میں ایک ہار تھا۔ جو بی بی کو جناب حمزہؑ کی بیٹی فاطمہؑ نے تحفہ دیا تھا۔ بی بی نے گلے سے

ہار اتارا اور جناب فضہؑ سے فرمایا۔ جا کر مسافر کو دے آ مجھے امید ہے اللہ اس کی ضرورت پوری کر دے گا۔

جناب فضہؑ نے ہار لا کر دیا۔ مسافر ہار لے کر مسجد رسولؐ میں آیا۔ آنحضرتؐ کو ہار دکھایا۔

آپؐ نے فرمایا:





سوال کریں۔

تیرا رب کون ہے ؟ اور وہ کہے اللہ میرا رب ہے۔

تیرا نبی کون ہے؟ اور وہ کہے کہ میرا باپ میرا نبی ہے۔

تیرا ولی کون ہے ؟ اور وہ کہے میری قبر کے کنارے میں میری وفات پر آنسو بہانے والا میرا شوہر  
میرا ولی ہے۔

جس نے میری وفات کے بعد میری زیارت کی۔ گویا اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔

جس نے قبر زہرا کی زیارت کی گویا اس نے میری زیارت کی۔

جس نے مزارِ علیؑ کی زیارت کی گویا اس نے قبرِ زہراؑ کی زیارت کی۔

جس نے حسین کے مزاروں کی زیارت کی گویا اس نے قبر علی کی زیارت کی۔

جس نے ان کی خوریت کے مزاروں کی زیارت کی گویا اس نے قبر حسین کی زیارت کی۔

عمار نے ہار کو ہاتھ میں لیا۔ مشک و عنبر سے معطر کیا۔ یعنی چادر میں لپیٹا۔ اپنے ایک غلام کو دیا۔ اور کہا جا آنحضور کو دے دے۔ اور میں تجھے بھی آنحضور کی کوہبہ کرتا ہوں۔

غلام تے وہ ہار لاکر دیا۔ اور اپنا حال بھی سنایا۔

آپ نے فرمایا۔ جا میں تجھے زہرا کو ہمہ کرتا ہوں۔ یہ چادر اور بار بھی جا کر قاطعہ کو دے دے۔

غلام دروازہ پر آیا۔ دق الباب کیا۔ جناب فضہ دروازہ پر آئیں۔ غلام نے ہار اور چادر پیش کی۔ اور اپنا حال بتایا۔ بی بی نے ہارے لیا۔ چادر جناب فضہ کو دی۔ اور غلام کو آزاد کر دیا۔

ازاد ہونے کے بعد غلام مسکرایا جناب فضلہ نے پوچھا۔

سب بات پر مسکرا رہا ہے؟

علامہ نے کہا۔ اس ایک ہار کی برکت پر مسکرا رہا ہوں کہ۔

ایک بھوکے کو کھانے کھلایا۔ بوہنے کو لباس دیا۔ محتاج کو دولت مند کیا۔ پیدل کو سواری دی اور غلام کو آزاد کرنے کے بعد اپنے اصل مالک کے پاس لوٹ آیا۔

خواجه میں حضرت علیؑ سے مروی ہے کہ ایک دن میں گھر میں آیا تو میں نے دیکھا کہ دختر رسولؐ سو رہی ہے  
 اٹھ میں تبیح ہے جو گھوم رہی ہے۔ سین گہوارہ میں سو رہا ہے۔ گہوارہ خود بخود دہل رہا ہے۔ اور عی میل ری

ہے۔ میں واپس آیا۔ نبی اکرم کو بتایا۔ آپ مکر اٹے اور فرمایا۔ یا علیؑ! ان اللہ ملائکہ بخیر مومن آں محمدؐ۔

خارج ہی میں مروی ہے کہ ایک متہدینہ میں ایک یہودی کی شادی تھی۔ یہودی ایک وفد کی صورت میں حضورؐ کے پاس آئے اور عرض کیا۔

## فضائل و مناقب جناب زہراؑ

وَلِیُّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِیُّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِیُّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ

وَلِیُّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِیُّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِیُّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ

قبیلہ ہم کافر سہی لیکن آپ کے پڑوسی ہیں۔ ہماری کسی خوشی میں آپ کی بیٹی شامل نہیں ہوتی۔ آپ انہیں عادی شادی میں تشریف لانے کی اجازت دیں تاکہ ہمارے لیے باعث فخر ہو۔

آپ نے فرمایا: ٹھیک ہے۔

وہ واپس چلے گئے۔ آپ جناب سیدہ کے گھر تشریف لائے اور فرمایا: بیٹی پڑوسی یہودیوں کی خواہش ہے کہ تو ان کی شادی میں شریک ہو۔

بی بی نے عرض کیا: بابا جان! آپ کو معلوم ہے کہ یہودی مالدار ہیں۔ اور ہم نے مال دنیا کو ٹھکرایا ہوا ہے وہاں دولت کی نمائش ہوگی اور میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔

آپ نے فرمایا: بیٹی کوئی حرج نہیں ہے۔ جیسے اللہ کی مرضی ہو شرکت کر لینا۔

بی بی نے عرض کیا: سرورِ حشم بابا جان! آپ کا حکم ہے میں ضرور جاؤں گی۔

جب شادی کا وقت قریب ہوا۔ جنت سے کچھ حوریں جنت کے زیورات۔ لباس۔ اور خوشبوئیں لے کر حاضر ہو گئیں۔ حوروں نے جناب سیدہ کو لباس جنت پہنایا۔ خوشبوئیں لگائیں اور بی بی کو ساتھ لے کر شادی میں آئیں۔

جوں ہی بنتِ رسولؐ نے یہودیوں کے گھر قدم رکھا۔ خوشبوئیں جنت لباس جنت اور زیورات جنت دیکھ کر تمام یہودی عورتیں بیساختہ محمدؐ و آلِ محمدؐ پر صلوات پڑھنے لگیں۔ ان کے سرِ دامت سے جھگ گئے۔ کئی یہودی خاندان بی بی کی یہ عظمت دیکھ کر حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔



# جناب فاطمہ کی شادی

- بحار الانوار اور امالی طوسی کے مطابق ۲۷ شوال ۳ شوال ۳۷ ہجری کے بعد جناب فاطمہ کی شادی ہوئی۔
- شیخ صدوق نے عیون اخبار الرضا میں روایت کی ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا ہے کہ مجھے رسول اکرمؐ نے بتایا تھا کہ یا علیؑ! یہ لوگ مجھ سے اس بات پر ناراض ہیں کہ میں نے فاطمہ کی شادی تجھ سے کر دی ہے اور ان سے نہیں کی میں نے انہیں بتایا ہے۔ فاطمہ کی شادی سے میرا کوئی تعلق نہیں یہ اللہ نے کی ہے۔ جبریلؑ نے مجھے اگر اللہ کا پیغام دیا ہے کہ۔ اگر میں علیؑ کو پیدا نہ کرتا تو آدمؑ تک فاطمہ کا کوئی کفو نہ ہوتا۔
- کافی۔ امالی اور دیگر تمام کتب روایت میں علی ابن جعفرؑ نے امام موسیٰ کاظمؑ سے روایت کی ہے کہ نبی کریمؐ تشریف فرما تھے۔ ایک ملک آیا۔ اور عرض کی۔ قبلہ! میرا نام محمود ہے اور میں نور کو نور سے ملانے آیا ہوں۔ آنحضورؐ نے پوچھا۔ کس کو کس سے؟
- محمود نے کہا۔ مجھے اللہ نے بھیجا ہے میں جناب فاطمہؑ کا علیؑ سے عقد پڑھ دوں۔
- جب وہ ملک واپس ہوا تو آنحضورؐ نے اس کے دونوں کندھوں کے درمیان دیکھا لکھا ہوا تھا۔ محمد رسول اللہ علی وصیہ آنحضورؐ نے اسے واپس بلا کر پوچھا۔ یہ کب سے لکھا ہوا ہے؟
- محمود نے عرض کیا۔ حضور! حضرت آدمؑ کی تخلیق سے بائیس ہزار برس پہلے سے لکھا ہوا ہے۔
- تفسیر فرات میں سورۃ احقاف میں حضرت علیؑ سے مروی ہے کہ ایک دن میں نبی اکرمؐ کے پاس گیا۔ تو آپؐ نے فرمایا۔ علیؑ کیا شادی کرنے کا ارادہ ہے؟
- میں نے عرض کیا۔

حضور! جیسے اللہ اور اس کے رسولؐ کی مرضی ہوگی۔ میں یہ سمجھا کہ شاید آپؐ کسی قریشی عورت سے بیاہنا چاہتے ہیں۔ بات ختم ہو گئی۔ کئی دن گزر گئے۔ ایک دن میں مسجد میں بیٹھا تھا کہ کسی نے آکر کہا۔ یا علیؑ آپؐ کو رسول کو نبیؐ یاد فرما رہے ہیں۔ جتنا جلدی ہو سکتا ہے۔ تشریف لائیے۔ بتنے آج آپؐ خوش ہیں۔ اس سے پہلے ہم نے گھبی انہیں اتنا خوش نہیں دیکھا۔ خدا معلوم کیا بات ہے۔

میں جلدی سے آیا۔ آپؐ اپنے حجرہ میں تشریف فرما تھے۔ اور مسرت آپؐ کے رخ انور سے چمک رہی

تھی۔

مجھے دیکھتے ہی فرمایا: یا علی! مبارک ہو! اللہ نے مجھے بہت بڑی ذمہ داری سے عہدہ برا کر دیا ہے ایک عرصہ سے میں اس فکر میں تھا کہ تیری شادی فاطمہ سے کروں۔ لیکن حکم خالق کا انتظار تھا۔ آج جبریل یہ خبر لے کے آیا ہے کہ:

ذاتِ احدیث نے جنت کے ہر درخت کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنے چل تار کرے۔ حوروں کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنے کو آراستہ کریں۔ اور سورہ طہ۔ سورہ یسین۔ سورہ طسم۔ سورہ جمعتق اور سورہ کبیر کا جیسے تمام آسمان عرش و کرسی آج خوشی میں جھوم جائیں۔

پھر فریاد عرش سے ایک منادی نے ندا دی۔ آج علی ابن ابی طالب کی شادی ہے۔ میں تم سب کو گواہ کر رہا۔ ہوں کہ میں نے فاطمہ کو علی سے بیاہ دیا ہے۔

پھر اللہ نے ایک سفید بادل بھیجا۔ جس نے تمام آسمانوں عرش و کرسی اور ہر جنت میں موتی برسائے۔ پھر خالق اکبر نے راحیل کو خطبہ کا حکم دیا۔ راحیل نے یہ خطبہ پڑھا۔

الحمد لله الاول قبل اولیة الاولین الباقی بعد فتاء العالمین محمد ء اذ جعلنا ملائکة روحانیین و یربو بیتہ مدعین و له علی ما انعم علینا شاکرین عجبتا من الذنوب و سترنا من العیوب و اسکتنا فی السموات و قربنا الی السراقات و حجب عنا نهم الشهوات و جعل شہوتنا فی تقدیسہ و تسبیحہ الباسط رحمته الواهب لغمته جل عن الحاد اهل الارض من المشرکین و تعالیٰ بغضته عن افک المحدثین اما بعد فقد اختار الملک الجبار صفوة کرمہ و عبد عظمته لامة سيدة النساء بنت خیر النبیین و سید المرسلین و امام المتقین فوصل جملہ بجل رجل من اهلہ صاحبہ المصدق دعوتہ المبادی کلیمہ علی الوصول بقاطبة البتول ابنة الرسول۔

پھر اللہ نے تمام مکانات جنت و عرش کو حکم دیا کہ اس شادی پر ایک دوسرے کو مبارکباد دو۔ میں ان دونوں کو مبارکباد بھیج رہا ہوں۔ اے گروہ انبیاء

یقین رکھو! میں نے اپنی بارگاہ میں بعد الانبیاء اپنی محبوب ترین کنیز کی اپنے محبوب ترین عید سے شادی کی ہے۔

راحیل نے عرض کیا۔ بار الہا! آپ کی طرف سے کون سی برکت ہے؟

ذاتِ احدیث نے جواب دیا۔ میں ان دونوں کو اپنی محبت پر جمع کروں گا۔ ان دونوں کو قیامت تک اپنی محبت قرار دوں گا۔

## جناب فاطمہ کی شادی

والی العصر ترست والی العصر ترست والی العصر ترست

والی العصر ترست والی العصر ترست والی العصر ترست

مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم میں ان دونوں سے اپنی ایک ایسی مخلوق پیدا کروں گا۔ ایسی ذریت پیدا کروں گا جسے میں اپنی زمین کا مالک۔ اپنے علم کا خزن اور اپنی کتاب کے رکن قرار دوں گا۔ پھر انبیاء و مرسلین کے بعد میں انہی کو اپنی رضا اور غضب کا مرکز بناؤں گا۔

میں نے تمام ملائکہ اور اہل بیان جنت کو اس نکاح کا گواہ بنایا ہے۔ اور یہ نکاح بنو ریشم پر یکدم منع گواہی کے بغیر ہی کوئے کریم پر بھیج رہا ہوں تاکہ میرے حبیب کو دکھا کر واپس لائے اس نکاح نامہ کو جنت الفردوس میں رکھا جائے گا۔

پھر اللہ نے شجرہ طوبیٰ کو حکم دیا۔ اس نے پھول اور پھل نثار کئے ملائکہ اور عورتوں نے وہ چن کر ہار بنائے قیامت تک عویریں ان ہاروں پر فخر کرتی رہیں گی۔

مجھے جبریل نے بتایا ہے کہ ذات احدیت نے ان دونوں کو دو شہزادوں سے نوازا ہے۔ جو میری ذریت کے امین ہوں گے۔ انہی سے میری نسل چلے گی۔

یا علی! تجھے مبارک ہو اللہ نے تجھے ایسی نعمت سے نوازا ہے۔ جس سے آج تک اور کسی کو نہیں نوازا گیا۔

اللہ نے فاطمہ کا عقد عرش پر تجھ سے کر دیا ہے۔ میں اسی انتظار میں تھا۔ اب جہل مسجد میں تاک کہ جس طرح اللہ نے عرش پر تیرا نکاح پڑھا ہے۔ میں زمین پر تیرا نکاح پڑھا دوں۔ اللہ نے اہل سماء کو گواہ بنایا ہے۔ میں اہل ارض کو گواہ بنا دوں۔

میں مسجد میں آیا۔ صحابہ جمع تھے۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا آج کیا بات ہے۔ خوش نظر آ رہے ہو؟ میں نے کہا۔ ابھی پتہ چل جائے گا۔ اتنے میں رسول اکرم داخل مسجد ہوئے۔

آپ نے فرمایا۔ بلال!

بلال نے عرض کیا۔ لبیک یا رسول اللہ!

آپ نے فرمایا: تمام مہاجرین و انصار کو مسجد میں بلاؤ

تمام مہاجرین و انصار مسجد میں جمع ہو گئے۔

آپ نے فرمایا:

آپ کو معلوم ہے کہ میری فاطمہ عمر کے اس مقام پر پہنچ گئی۔ جس پر بیٹی والدین سے جدا ہو جاتی ہے قریش کے بڑے بڑے سرداروں نے خواستگاری کی لیکن میں نے یہی جواب دیا کہ فاطمہ کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے۔ میں اسی انتظار میں تھا۔

آج جبریل نے آکر بتایا ہے کہ اللہ نے میری بیٹی فاطمہ کا نکاح علی سے کر دیا ہے۔ اور مجھے حکم دیا



## جناب فاطمہ کی شادی

والی العصر ترست والی العصر ترست والی العصر ترست والی العصر ترست والی العصر ترست والی العصر ترست والی العصر ترست والی العصر ترست والی العصر ترست والی العصر ترست

ہے کہ میں زمین پر فاطمہ کا نکاح علی سے کروں۔ میں تمہیں اس نکاح کا گواہ بنا رہا ہوں۔ آپ بیٹھ گئے۔ اور مجھے فرمایا۔ یا علی! اللہ۔ اور اپنے نکاح کا خطبہ خود ہی پڑھ۔ میں نے مختصر یہ خطبہ پڑھا۔

الحمد لله شكراً لانه وایا ديه اشهد ان لا اله الا الله شهادة تبليغه وترضيه ووصلي الله على محمد وآله صلوة تولفه وتحطيه والنكاح مما قد امر الله به ورضيه ومجلسنا هذا مما اقتضاه الله واذن فيه وقد زوجني رسول الله ابنته فاطمة على صداق معلوم وقد رضيت بذلك فاستلوه واشهدوا تمام صحابہ نے عرض کیا۔ قبل کیا آپ نے فاطمہ کا عقد علی سے کر دیا ہے؟ آپ نے فرمایا۔ ہاں۔ اس کے بعد مسجد میں مبارک مبارک کی آوازیں بلند ہو گئیں۔

• اہل طوسی کے مطابق مسجد میں نکاح کے بعد رسول اکرمؐ گھر تشریف لائے۔ جناب زہراؑ کے پاس گئے اور فرمایا۔ بیٹی! علی سے افضل کوئی فرد کائنات میں موجود ہوتا تو اللہ تجھے اس سے بیاہتا۔ اللہ نے تجھے حتیٰ نہر میں ارض و سما کا پانی پورے کر دیا اور کاپو تھاغہ اور جنت عنایت کی ہے۔

آپ نے پوچھا۔ بیٹی کیا بات ہے؟ تو روکیں رہی ہے؟

بی بی نے عرض کیا۔ بابا! جان۔ مجھے اللہ اور آپ کے انتخاب پر فخر ہے۔ مجھے اس وقت ماں ٹوٹ کر یاد آ رہی ہے۔ کیونکہ بیٹی کی شادی میں ماں کا اپنا مقام ہوتا ہے۔ کاش میری ماں آج زندہ ہوتی۔

یہ سن کر آنحضرتؐ کی آنکھوں سے بھی آنسو بہنے لگے اور فرمایا۔ زہرا! بیٹی! تو نے میرے منزل زخم ہرے کر دیئے۔ پھر آپ باہر تشریف لائے اور حضرت علیؑ سے فرمایا۔ یا علی! ولیمہ کے لیے کیا ہے؟ میں نے عرض کیا۔

حضورؐ میرے حالات سے آپ واقف ہیں بولتا ہے کبھی گھر نہیں لایا۔ فقر و مساکین میں بانٹ دیتا ہوں۔ میرے پاس اس وقت ایک تلوار ہے۔ ایک ذرہ ہے۔ ایک غوہ ہے۔ ایک گھوڑا ہے۔ اور ایک پانی لانے والی ناقہ ہے۔

آپ نے فرمایا:

گھوڑا۔ تلوار۔ اور غوراء خدا میں جہاد کرنے کے لیے ضروری ہیں۔ البتہ تجھ جیسے جاہد کو ذرہ کی ضرورت نہیں ہوتی۔ ذرہ فروخت کر کے ولیمہ کا اہتمام کر۔

میں ذرہ لے کر بازار گیا۔ اسے فروخت کیا۔ جو قیمت ملی لا کر آنحضرتؐ کی بھولی میں ڈال دی۔ نہیں نے گئے تھے۔ مگر آپ نے گئے۔ نہیں نے آپ کو بتایا کہ کتنے ہیں۔ اور آپ نے پوچھا کہ کتنے ہیں (دختر بی بی کا جہیز)

[illegible]

۲۔ سیاہ خیری چادر۔ ایک عدد

۴۔ دو عدد گدے ایک گدا کھجور کے پتوں سے اور دوسرا

۵۔ چار عدد کیجیے۔ جن میں کھوی بھری ہوئی تھی۔

۷۔ ایک عدد چٹائی۔

۹۔ تانے کا ایک پتلا۔

- 4 -

۱۱۔ پانی خبر کرنے کی ایک مشک۔

۱۴۔ ایک عدد مشکا

Age Group	1970	1980	1990	2000	2010	2020
0-14	25	22	18	15	12	10
15-24	18	16	14	12	10	8
25-34	12	10	8	6	4	3
35-44	8	6	4	3	2	1
45-54	5	4	3	2	1	0
55-64	3	2	1	0	0	0
65-74	2	3	4	5	6	7
75+	1	2	3	4	5	6

اس سامان کو دیکھ کر رسول اکرمؐ نے دست دعا بلند کئے اور عرض کیا ۔

اللہم بارک لقوم جل آئنتہم الخیر - بارالہا۔ اس گھر میں برکت عطا فرما جس کے اکثر بزرگ  
مٹھے ہیں۔

بجاریں ہے کہ جبریل جنت سے ایک لباس لے کر آئے تھے۔ جب جناب فاطمہؑ نے زیب تن فرمایا تو تمام خواتین قریش حیرت زدہ رہ گئیں۔ اور انہوں نے جناب سیدہؑ سے پوچھا۔  
جنت رسولؐ یہ لباس کہاں سے آیا ہے۔

بی بی نے فرمایا۔ ہذا من عند اللہ یہ اللہ کی عنایت ہے۔

پھر آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ کو کھجور اور گھی خرید کر لانے کو فرمایا۔ آپؐ دونوں چیزیں لے کے آئے۔ آنحضرتؐ کے حوالہ کہیں۔ آپؐ تے اپنے دستھائے مبارک سے دونوں کو ملا کر حلوہ بنایا۔ ایک دنبہ ذبح کرنے کا حکم دیا۔ اور دو ٹیاں پکانے کا حکم بھی دیا۔ جب سالن یک چکا کھانا تیار ہو گیا۔ تو مجھے فرمایا:

جسے بلانا ہو۔ کھائے پر بلاؤ۔

حضرت علیؑ سے مروی ہے کہ میں مسجد میں گیا۔ بہت سے مسلمان موجود تھے۔ مجھے شرم آئی کہ میں کسے بلاؤں اور کسے نہ بلاؤں۔ چنانچہ میں منبر اذان جو اونچی جگہ تھی پر کھڑا ہو گیا۔ اور تمام لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا اذانِ دختر رسولؐ کا ولیمہ آپ کا منتظر ہے۔

بس پھر کیا تھا۔ لوگ اپنے گھروں میں دوڑے اپنے بچوں۔ بھائیوں۔ اور بوڑھوں کو ساتھ لے کر آگئے۔ آنحضورؐ خود تقسیم فرمانے لگے۔ کم و بیش چار ہزار آدمی نے ولیمہ کھایا۔ پھر آپؐ نے اڑوس پڑوس

میں تقسیم کرنا شروع کیا۔

جب سب کھا چکے۔ آخر میں مجھے اپنے ساتھ بٹھالیا خود بھی تناول فرمایا اور میں نے بھی کھایا۔ پھر آپ نے نبات بعد الطلب۔ اور مہاجر والنصار عورتوں کو حکم دیا کہ۔ فاطمہ کو علی کے گھر لے جاؤ۔ بے شک تمہیں رجز خوانی۔ خوشی۔ تکبیر اور۔ حمد الہی کی اجازت ہے۔ لیکن خیال رکھنا کسی عورت کی زبان سے ایسا کلمہ نہ بھلے جو ناراضگی خالق کا باعث ہو۔

• بابر سے مروی ہے کہ آنحضورؐ نے جناب فاطمہ کو اپنی ناقہ پر بٹھایا۔ جناب سلمان کے ہاتھ میں مہاروی ستر عروبی کے ارد گرد تھی۔ آنحضورؐ جناب حمزہ۔ جناب عقیل جناب جعفر اور بنی عبدالمطلب دائیں بائیں تھے۔ پیچھے ازدواج نبی اور مہاجرین والنصار کی ستورات رجز خوانی کرتی ہوئی چلی رہی تھیں۔ جناب ام المؤمنین ام سلمہ کی رجز خوانی۔

لے پڑو سنوں اللہ کا نام لے کر بڑھی چلو۔

ہر حالت میں اللہ کا شکر یہ ادا کرتی چلو۔

خالق اکبر کی نعمات کا تذکرہ بھی نہ بھولو جو

اللہ نے مصائب و آلام دور کر کے ہم پر کی ہیں

کفر کے بعد اللہ نے ہمیں ہدایت دی ہے اور

اب سعادات نے ہمیں نعمات میں ڈبو دیا ہے

افضل خواتین کے ساتھ چلو۔ جس پر

پھوپھیاں اور خالائیں قرآن ہونا چاہتی ہیں۔

لے اس نبی کو نبی کی دُستِ حبیب اللہ ذوالعلیٰ نے

وحی اور نبوت سے شرف بخشا ہے

سرن بعون اللہ جبار اتی

واشکرہ فی کل حالات۔

واذکرن ما انعم رب العلی

من کشف مکروہ و افات

فقد هداانا بعد کفر و قد

انغشنا رب السماوات

سرن مع خیر النورای نساء

تقدی بعمات و حالات یا

بنت من فضلہ ذوالعلی بالوحی

منہ و بالرسالات۔

ایک انصاریہ عورت نے یہ رجز پڑھا۔

یا نسوة استرن بالمعاجر

واذکرن ما بحسن فی

المحاضر۔

واذکرن رب الناس اذ

یخضنا بدینہ مع کل عبد

شاکر۔

لے عورتو! آپنے پردے چادروں سے بناؤ اور

وہی کچھ کہو۔ جو ایسی محفلوں کے لیے باعثِ زینت ہوتا

ہے

اس خالق کائنات کا ذکر شکر گزار انسان

کے ساتھ مل کر کرو جس نے ہمیں بالخصوص اسلام سے

سرفراز فرمایا ہے۔

اللہ کے انعامات پر اس کی حمد ہے۔

اور قادر و عزیز اللہ کا شکر ہے۔

چلو اس کے ساتھ چلو جس کا ذکر اللہ نے فرمایا ہے اور

جسے اللہ نے پاک و پاکیزہ شوہر سے نوازا ہے۔

ایک مہاجر خاتون نے رجز پڑھا۔

فاطمہ تمام افراد بشر کی عورتوں سے افضل ہے۔

فاطمہ کا رخ انور چاند کی طرح دمکتا ہے۔

اللہ نے تجھے پوری دنیا پر فضیلت دی ہے۔

اس شخص سے جو سورہ زمر کی آیات کا مخصوص مصداق

—

شد نے تیری شادی ایک فاضل جوان سے کی ہے

یعنی علیٰ سے جو گرہ ارض کے باسیوں سے افضل ہے

اے یڑوستو! آگے بڑھو یہ ایک عظیم الشان

باب کی عظیم بیٹی ہے۔

سعد ابن معاذ کی ماں نے یہ رجز پڑھے ۔

یہ تو وہی بات کہوں گی جو اس میں ہے۔

و راب تو میں اچھائی کو طشت از بام کروں گی

محمد تمام نبی آدم سے افضل ہے۔

ان میں نہ تکبر ہے اور نہ غرور

انہی کی نوازشات سے ہم نے دین کو سچا بنا ہے۔

اللہ انہیں جزائے خیر دے۔

ہم نبی الہدیٰ کی دختر کے ساتھ ۔

بیل رہی ہیں جو صاحب شرف و منزلت ہے۔

تضائل کی اس بلند ترین چوٹی پر ہے جس کی بنیادیں

میلتے ہیں۔

مجھے تو اس کا ہمسرہ نظر ہی نہیں آتا۔

جب حضرت علیؑ کے گھر پہنچ گئے۔ تو آنحضرتؐ نے جناب فاطمہؑ کو ناقہ سے نیچے اتارا۔ جناب فاطمہؑ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا۔ حضرت علیؑ کو بلایا۔ ان کا ہاتھ بھی اپنے میں ہاتھ لیا۔ پھر جناب فاطمہؑ کا ہاتھ حضرت علیؑ کے ہاتھ میں دے کر حضرت علیؑ سے فرمایا۔ یا علی نعم الزوجۃ۔ اے علی! بہترین بیوی ہے۔

پھر جناب فاطمہؑ سے فرمایا۔ یا فاطمة نعم البعل۔ اے فاطمہ! تیرا بہترین شوہر ہے۔

انی زوجتک اقد مہم سلماً و اکثرہم علماً و اعظمہم حلماً  
یا بنتی ان اللہ اختار من اہل الارض رجلین احدهما البوک و الاخر یُعبدک  
یا بنتی نعم الزوج لا تعصی لہ امرًا۔

میں نے تجھے ایسے شخص سے بیاہا ہے جو سابق الاسلام ہے جو تمام لوگوں سے علم میں زیادہ اور علم میں عظیم ہے۔ بیٹی! اللہ نے کرہ ارض کے بیسیوں میں سے صرف دو افراد کو منتخب کیا ہے۔ ایک تیرا باپ ہے اور دوسرا تیرا شوہر ہے۔

یا علی! ان فاطمہ بضعة منی  
یومئذ ما یولد لہا و یسر فی ما یسرہا استودعکما اللہ  
اے علی! فاطمہ میرا پارہ ہے۔ مجھے ہر ذرہ بات غزہ کرے گی جس سے فاطمہ کو دکھ ہوگا۔ اور مجھے ہر اس بات پر خوشی ہوگی جس سے نہر آشوش ہوگی۔ میں تم دونوں کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔

حضرت علیؑ فرمایا کرتے تھے۔ کہ تازنگی میں نے نہ تو کبھی دختر رسولؐ کو غزہ کیا اور نہ کوئی دکھ دیا۔ بخار میں مروی ہے کہ جو حق مہر جناب فاطمہؑ کو حضرت علیؑ سے ملا تھا۔ وہ تھے چار سو اسی درہم (ایک درہم تین مثقال کا ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے ۸۰ درہم ۳۷۸ = ۱۲ = ۱۲۰ تو لے لے پیر جانڈی بنتی ہے۔)

• امالی طوسی میں امام صادقؑ سے مروی ہے کہ روایات احادیث نے حیات فاطمہؑ تک حضرت علیؑ کے لیے کسی اور عورت سے نکاح کو حرام قرار دیا تھا۔





# سیرت و اخلاق جناب فاطمہؑ

شیخ صدوق نے عیون اخبار الرضا میں اسما بنت عیس سے روایت کی ہے کہ -

ایک مرتبہ حضرت علیؑ نے کسی جنگ کے بعد اپنے حصہ سے ایک ہار جناب سیدہ کے لیے خریدا جناب سیدہ نے وہ ہار گلے میں پہن لیا۔ رسول اکرمؐ تشریف لائے اور بیٹی کے گلے میں ہار دیکھا تو فرمایا: یا فاطمہ لا یقول الناس ان بنت محمد تلبس لباس الجبابرة۔ کہ دختر رسولؐ جباروں جیسے زیورات پہنتی ہے۔

بی بی نے اسی وقت ہار اتارا۔ بازار میں بھیجا۔ فروخت کیا۔ اس کے عوض ایک غلام خریدا اور اسے آزاد کر دیا۔ جب میری اکرم کو پتہ چلا۔ تو آپ بہت زیادہ خوش ہوئے۔

• عل الشرائع میں حضرت علیؑ سے مروی ہے کہ - فاطمہؑ میری بیوی تھی۔ اور نبی اکرمؐ کی نگاہ میں محبوبہ کائنات تھی۔ مگر بایں ہمہ -

دختر رسولؐ نے اس قدر چمکی پیسی کہ ہاتھوں پر زخم ہو جاتے تھے۔ گھر میں اس قدر بھاڑو دیا کہ لباس خبار آلود ہو جاتا تھا۔ کھانا پکانے کی خاطر اس قدر آگ جلائی کہ کپڑے دھوئیں سے زرد ہو جاتے۔

ایک دن میں نے کہا۔ اے بنت رسولؐ! اس قدر تکلیف اٹھاتی ہو۔ اگر اپنے بابا کی خدمت میں عرض کرو۔ کہ وہ آپ کو ایک کینئر رکھنے کی اجازت دے دیں تو سہولت ہو جائے گی۔

پہنانچہ دختر رسولؐ آنحضرتؐ کے گھر گئی۔ وہاں کچھ بیویاں آپ سے سخت ست کہہ رہی تھیں۔ بنت رسولؐ نے وہاں رکنا مناسب نہ سمجھا واپس آگئیں۔

بعد میں آنحضرتؐ کو پتہ چلا کہ - فاطمہؑ کسی کام سے آئی تھی۔ مگر بلا کچھ کہے واپس چلی گئی ہے دوسرے دن

آپ صبح صبح مجھے گھر تشریف لائے۔ اور پوچھا۔

بیٹی کل کس کام سے گھر گئی تھیں؟

بی بی تو خاموش ہو گئی۔ میں نے آپ کو جناب فاطمہ کی تکلیف سے آگاہ کیا۔

آپ نے فرمایا:

کیا میں تمہیں ایک ایسی چیز بتا دوں جو کنیز سے زیادہ بہتر ہو؟  
ہم دونوں نے عرض کیا۔ حضور انور فرمائیں۔

آپ نے فرمایا:

ایسا کیا کرو۔ ہر نماز کے بعد ۳۳ مرتبہ۔ سبحان اللہ۔ ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور ۳۳ مرتبہ اللہ اکبر پڑھ لیا کرو۔

• بحار میں حسن بھری سے مروی ہے کہ اس امت کی خواتین میں سے دختر نبی سے زیادہ عابدہ کوئی نہ ہوا ہے اور نہ بھوکا۔ بشت نبی اس قدر عبادت کرتی تھیں۔ کہ بی بی کے پاؤں متوہم ہو جاتے تھے۔

• بحاریں اسی روایت کو قدرے اختلاف سے بیان کیا گیا ہے۔ مناسب ہو گا اگر یہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت علی سے مروی ہے کہ نبی میں نے دختر رسول کی گھریلو کاموں میں مصروفیت اور تکلیف دیکھی تو میں نے کہا۔ اے بنت رسول! ابھی مسجد میں کافی قیدی آئے ہیں۔ اگر تو جا کے نبی اکرم سے ایک کنیز مانگ لے تو کاموں میں سہولت ہو جائے گی۔

بنت نبی گئیں۔ اور کچھ دیر کے بعد واپس آ گئیں۔

میں نے پوچھا۔ کیا آنحضور نے کنیز نہیں دی۔

بی بی نے عرض کیا۔ یا علی! مجھے مانگتے ہوئے شرم آ گئی ہے۔

میں نے کہا۔ چلو میں اب تمہارے ساتھ آتا ہوں۔ چنانچہ ہم دونوں گئے۔ دختر رسول خاموش کھڑی رہیں میں نے اس کی طرف سے ترجائی کی۔

آپ نے فرمایا:

نہیں میری بیٹی! مجھ سے کبھی یہ توقع نہ رکھنا۔ میری مسجد میں جو لوگ اصحاب صفہ کے نام سے معروف ہیں ان کی تعداد چار سو ہے۔ ان کے پاس نہ کھانے کو ہے اور نہ پہننے کو۔ ان غلاموں اور کنیزوں کو فروخت کر کے میں ان پر خرچ کروں گا۔ ہاں تم ایسا کرو۔ ہر نماز کے بعد ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ۔ ۳۳ مرتبہ الحمد للہ۔ اور ۳۳ مرتبہ اللہ اکبر پڑھ لیا کرو۔ اس کا آخرت میں بہت زیادہ ثواب ہو گا۔

ہم دونوں واپس آ گئے۔

ابوہریرہ سے مروی ہے کہ اس کے بعد نبی کریم پر وحی ہوئی۔ اور یہ آیت نازل ہوئی۔

اما تعرضن عنهم ابتغاء رحمة  
من ربک فقلاهم قولا ميسورا۔  
جن سے تو میری خوشنودی کی خاطر روگردانی کر لیتا ہے  
ان سے گفتگو کا اہمہ نرم رکھا کرو۔



وَالْيَوْمَ نَبْرِثُكَ إِلَى الْعَصْرِ ثَرْبَةً وَالْإِصْبَرُ ثَرْبَةٌ وَالْيَوْمَ نَبْرِثُكَ إِلَى الْعَصْرِ ثَرْبَةً وَالْيَوْمَ نَبْرِثُكَ إِلَى الْعَصْرِ ثَرْبَةً وَالْيَوْمَ نَبْرِثُكَ إِلَى الْعَصْرِ ثَرْبَةً

اولی العصر فرست  
س -  
س -  
پیرتا -  
ساد هو جاتا -  
س -  
انی انا الله -  
نام آواز گائی  
اولی العصر فرست

ماجعلناهم جسداً الايّا كلون الطعام ۔ ہم نے انہیں ایسا جسم نہیں دیا کہ وہ کچھ نہ کھائے  
میں سمجھ گیا کھانے کی ضرورت مند ہے۔ میں نے کھانا دیا۔ پھر کہا۔ ذرا جلدی چل۔ دیر ہو رہی ہے  
اس نے جواب میں یہ آیت پڑھی:  
لا يكلف الله نفساً الا وسعها۔ اللہ کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں  
میں سمجھ گیا اس سے زیادہ نہیں چل سکتی۔ میں نے کہا میرے ساتھ سوار ہوگی؟  
اس نے جواب میں یہ آیت پڑھی:  
لو كان فيهما الله الا الله لفسدنا۔ اگر آسمان و زمین میں اللہ کے سوا اور خدا ہوتے تو  
میں سمجھ گیا میرے ساتھ نہیں بیٹھی۔ میں خود اتر آیا۔ اسے سوار کیا۔ جب سوار ہوئی۔  
تو اس نے یہ آیت پڑھی:  
سبحان الذي سخر لنا هذا۔ پاک ہے وہ ذات جس نے ہمارے لیے انہیں مسخر کر دیا  
جب ہم قافلہ میں آ شامل ہوئے تو میں نے پوچھا تیرا کوئی اس قافلہ میں ہے؟  
اس نے جواب میں یہ آیات پڑھیں:  
يا داود انا جعلناك خليفة في الارض۔ يا يحيى خذ الكتاب يا موسى  
میں سمجھ گیا کہ داؤد۔ محمد۔ یحییٰ۔ اور موسیٰ اس کے رشتہ دار ہیں۔ میں نے قافلہ میں ان کے  
جوان فوراً آگئے۔ اور انہوں نے اگر اس عورت کو سلام کیا۔  
اس نے سلام کے جواب کے بعد یہ آیت پڑھی:  
يا ايت استاجرة۔ با یا جان! اسے اجرت دو۔  
انہوں نے مجھے بہت سا مال دیا۔  
اس نے پھر یہ آیت پڑھی:  
والله يضاعف لمن يشاء۔ اللہ جسے چاہتا ہے زیادہ سے زیادہ عطا کرتا ہے  
انہوں نے مجھے اور دیا۔ میں نے پوچھا۔ یہ چاروں تیرے کون ہیں؟  
اس نے جواب میں یہ آیت پڑھی:  
المال والبنون زينة الحياة الدنيا۔ مال واولاد زندگی دنیا کا حسن ہیں۔  
میں سمجھ گیا یہ اس کے بیٹے ہیں۔ میں نے ان سے پوچھا۔ یہ کون ہے؟

لا یكلف الله نفسا الا وسعها۔ اللہ کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں  
میں سمجھ گیا اس سے زیادہ نہیں چل سکتی۔ میں نے کہا میرے ساتھ سوار ہوگی؟  
اس نے جواب میں یہ آیت پڑھی:  
لو كان فيهما الله الا الله لفسدتا۔ اگر آسمان و زمین میں اللہ کے سوا اور خدا ہوتے تو  
میں سمجھ گیا میرے ساتھ نہیں بیٹھتی۔ میں خود اتر آیا۔ اسے سوار کیا۔ جب سوار ہوئی۔  
تو اس نے یہ آیت پڑھی:  
سبحان الذي سخر لنا هذا۔ پاک ہے وہ ذات جس نے ہمارے لیے انہیں سخر کر دیا  
جب ہم قافلہ میں آ شامل ہوئے تو میں نے پوچھا تیرا کوئی اس قافلہ میں ہے؟  
اس نے جواب میں یہ آیات پڑھیں:  
يا داود انا جعلناك خليفة في الارض۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ یا یحییٰ خذ الكتاب یا موسیٰ  
میں سمجھ گیا کہ داؤد۔ محمد۔ یحییٰ۔ اور موسیٰ اس کے رشتہ دار ہیں۔ میں نے قافلہ میں ان کے  
جوان لڑکے آگئے۔ اور انہوں نے اگر اس عورت کو سلام کیا۔  
اس نے سلام کے جواب کے بعد یہ آیت پڑھی:  
یا ایت استاجرة۔ بایا جان! اسے اجرت دو۔  
انہوں نے مجھے بہت سا مال دیا۔  
اس نے پھر یہ آیت پڑھی:  
والله يضاعف لمن يشاء۔ اللہ جسے چاہتا ہے زیادہ سے زیادہ عطا کرتا ہے  
انہوں نے مجھے اور دیا۔ میں نے پوچھا۔ یہ چاروں تیرے کون ہیں؟  
اس نے جواب میں یہ آیت پڑھی:  
المال والبنون زينة الحياة الدنيا۔ مال واولاد و زندگی دنیا کا حسن ہیں۔  
میں سمجھ گیا یہ اس کے بیٹے ہیں۔ میں نے ان سے پوچھا۔ یہ کون ہے؟

تو کان فیہما اللہ الا اللہ لفسدنا۔ اگر آسمان وزمین میں اللہ کے سوا اور خدا ہوتے تو  
میں سمجھ گیا میرے ساتھ نہیں پہنچتی۔ میں خود انز کیا۔ اسے سوار کیا۔ جب سوار ہوئی۔  
تو اس نے یہ آیت پڑھی:  
سَبَّحَانَ الذی سَخَّرَ لَنَا هَذَا۔ پاک ہے وہ ذات جس نے ہمارے لیے انہیں سخر کر دیا  
جب ہم قافلہ میں آ شامل ہوئے تو میں نے پوچھا تیرا کوئی اس قافلہ میں ہے؟  
اس نے جواب میں یہ آیات پڑھیں:  
يَا دَاوُدَ اِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْاَرْضِ۔ ماحمد الرسول۔ یا یحییٰ خذ الكتاب یا موسیٰ  
میں سمجھ گیا کہ داؤد۔ محمد۔ یحییٰ۔ اور موسیٰ اس کے رشتہ دار ہیں۔ میں نے قافلہ میں ان کے  
جوان لڑکے آگئے۔ اور انہوں نے اگر اس عورت کو سلام کیا۔  
اس نے سلام کے جواب کے بعد یہ آیت پڑھی:  
يَا اَبْتَ اسْتَجِرْهُ۔ بایا جان! اسے اجرت دو۔  
انہوں نے مجھے بہت سا مال دیا۔  
اس نے پھر یہ آیت پڑھی:  
وَاللّٰهُ يَضَاعِفُ لِمَن يَشَاءُ۔ اللہ جسے چاہتا ہے زیادہ سے زیادہ عطا کرتا ہے  
انہوں نے مجھے اور دیا۔ میں نے پوچھا۔ یہ چاروں تیرے کون ہیں؟  
اس نے جواب میں یہ آیت پڑھی:  
الْمَالُ وَالْبَنُونَ زِينَةُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا۔ مال واولاد زندگی دنیا کا حسن ہیں۔  
میں سمجھ گیا یہ اس کے بیٹے ہیں۔ میں نے ان سے پوچھا۔ یہ کون ہے؟

سَيَحْنَانِ الذِّي سَخَّرْنَا هَذَا - پاک ہے وہ ذات جس نے ہمارے لیے انہیں مسخر کر دیا  
جب ہم قافلہ میں آ شامل ہوئے تو میں نے پوچھا تیرا کوئی اس قافلہ میں ہے؟  
اس نے جواب میں یہ آیات پڑھیں :-  
يَا دَاوُدَ اِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْاَرْضِ - ماحمد الرسول - يٰ اَيُّهَا خَدَا الْكِتَابِ يٰ اَمُوسَى  
میں سمجھ گیا کہ داؤد - محمد - یحییٰ - اور موسیٰ اس کے رشتہ دار ہیں - میں نے قافلہ میں ان کے  
جو ان فوج آگئے - اور انہوں نے آکر اس عورت کو سلام کیا -  
اس نے سلام کے جواب کے بعد یہ آیت پڑھی :-  
يٰ اَبَتِ اسْتَجِرْهُ - بایا جان ! اسے اجرت دو -  
انہوں نے مجھے بہت سا مال دیا -  
اس نے پھر یہ آیت پڑھی :-  
وَ اِنَّهُ يَصْنَعُ لِمَنْ يَشَاءُ - اللہ جسے چاہتا ہے زیادہ سے زیادہ عطا کرتا ہے  
انہوں نے مجھے اور دیا - میں نے پوچھا - یہ چاروں تیرے کون ہیں؟  
اس نے جواب میں یہ آیت پڑھی :-  
الْمَالُ وَالْبَنُونَ زِينَةُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا - مال و اولاد زندگی دنیا کا حسن ہیں -  
میں سمجھ گیا یہ اس کے بیٹے ہیں - میں نے ان سے پوچھا کہ یہ کون ہے؟

یا داؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض۔ ماحمد الارسل۔ یا یحییٰ خد الکتاب یا موسیٰ  
میں سمجھ گیا کہ داؤد۔ محمد۔ یحییٰ۔ اور موسیٰ اس کے رشتہ دار ہیں۔ میں نے قافلہ میں ان کے  
جوان فوراً آگئے۔ اور انہوں نے اگر اس عورت کو سلام کیا۔  
اس نے سلام کے جواب کے بعد یہ آیت پڑھی؛  
یا ایت استاجرہ۔ یا یا جان! اسے اجرت دو۔  
انہوں نے مجھے بہت سا مال دیا۔  
اس نے پھر یہ آیت پڑھی؛  
واللہ یضاعف لمن یشاء۔ اللہ جسے چاہتا ہے زیادہ سے زیادہ عطا کرتا ہے  
انہوں نے مجھے اور دیا۔ میں نے پوچھا۔ یہ چاروں تیرے کون ہیں؟  
اس نے جواب میں یہ آیت پڑھی؛  
المال والبنون زینۃ الحیاۃ الدنیا۔ مال واولاد زندگی دنیا کا حسن ہیں۔  
میں سمجھ گیا یہ اس کے بیٹے ہیں۔ میں نے ان سے پوچھا۔ یہ کون ہے؟

اس نے سلام کے جواب کے بعد یہ آیت پڑھی:

یا ایت استاجرة - یا ایا جان! اے اجرت دو۔

انہوں نے مجھے بہت سا مال دیا۔

اس نے پھر یہ آیت پڑھی:

والله یضاعف لمن یشاء۔ اللہ جسے چاہتا ہے زیادہ سے زیادہ عطا کرتا ہے

انہوں نے مجھے اور دیا۔ میں نے پوچھا۔ یہ چاروں تیرے کون ہیں؟

اس نے جواب میں یہ آیت پڑھی:

المال والبنون زینة الحیاة الدنیا۔ مال واولاد زندگی دنیا کا حسن ہیں۔

میں سمجھ گیا یہ اس کے بیٹے ہیں۔ میں نے ان سے پوچھا۔ یہ کون ہے؟

سنة ۱۳۱ | العصر ثرث | العصر ثرث | العصر ثرث | العصر ثرث | العصر ثرث

انہوں نے مجھے بہت سا مال دیا۔  
اس نے پھر یہ آیت پڑھی:  
واللہ یضاعف لمن یشاء۔ اللہ جسے چاہتا ہے زیادہ سے زیادہ عطا کرتا ہے  
انہوں نے مجھے اور دیا۔ میں نے پوچھا۔ یہ چاروں تیرے کون ہیں؟  
اس نے جواب میں یہ آیت پڑھی:  
المال والبنون زینۃ الحیاۃ الدنیا۔ مال واولاد زندگی دنیا کا حسن ہیں۔  
میں سمجھ گیا یہ اس کے بیٹے ہیں۔ میں نے ان سے پوچھا۔ یہ کون ہے؟

واللہ یضاعت لمن یشاء۔ اللہ جسے چاہتا ہے زیادہ سے زیادہ عطا کرتا ہے انہوں نے مجھے اور دیا۔ میں نے پوچھا۔ یہ چاروں تیرے کون ہیں؟ اس نے جواب میں یہ آیت پڑھی:

المال والبنون زینۃ الحیاة الدنیا۔ مال واولاد زندگی دنیا کا حسن ہیں۔

میں سمجھ گیا یہ اس کے بیٹے ہیں۔ میں نے ان سے پوچھا۔ یہ کون ہے؟

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
سُورَةُ الْعَصْرِ ثَمَنًا وَلِلْعَصْرِ ثَمَنٌ ۚ  
وَإِلَى الْعَصْرِ ثَمَنٌ ۚ  
وَإِلَى الْعَصْرِ ثَمَنٌ ۚ  
۝۱۲۱

المال والبنون زينة الحياة الدنيا۔ مال واولاد زندگی دنیا کا حسن ہیں۔  
 میں سمجھ گیا یہ اس کے بیٹے ہیں۔ میں نے ان سے پوچھا بہ کون ہے؟

سنة ۱۱۱۱	۱۳۱	سنة ۱۱۱۱
----------	-----	----------

انہوں نے بتایا۔ یہ جاری ماں ہے۔ اس کا نام فہرہ ہے۔ دختر رسولؐ کی کنیز رہی ہے۔ بیس برس ہو رہے  
قرآن کے سوا کوئی بات نہیں کرتی۔

فراج میں مروی ہے کہ جناب سیدہ کی کنیز ام ایمن نے بی بی کی وفات کے بعد قسم کھائی تھی کہ اب مدینہ  
میں نہیں رہوں گی۔ کیونکہ زہراؑ کا خالی گھر دیکھنا میرے بس سے باہر ہے۔ چنانچہ مدینہ سے مکہ کے ارادہ سے روانہ  
ہو گئی۔ راستہ میں پانی ختم ہو گیا۔ اور اس پاس کہیں نظر نہیں آ رہا تھا۔ جب زیادہ پیاسی ہوئی تو عرض کیا۔  
یا رب انا خادمة الزہراء فقتلتی عطشنا نا۔ اے اللہ! میں کنیز زہراؑ ہوں کیا پیاسی مروں گی۔  
اللہ نے آسمان سے پانی کا جام نازل کیا۔ ام ایمن نے پیا۔ اس کے بعد سات برس تک اسے نہ پانی کی ضرورت  
محسوس ہوئی اور نہ کھانے کی۔





# دختر رسول کا گریہ



• خصال صدوق میں امام صادقؑ سے مروی ہے کہ  
کہہ ارنی پروئے دلے پانچ ہوئے ہیں۔ جن کی مثال قیامت تک نہ ہوگی۔

۱۔ جناب آدمؑ

۲۔ جناب یوسفؑ

۳۔ جناب یعقوبؑ

۴۔ جناب سجادؑ

۵۔ جناب آدمؑ اتنا روئے کہ ان کے رخساروں پر نالیاں سی بن گئی تھیں۔

۶۔ جناب یعقوبؑ اس قدر روئے کہ ان کی بینائی جاتی رہی۔

۷۔ جناب یوسفؑ اس قدر روئے کہ اہل زمانہ تنگ آ گئے۔ اور کہنے لگے دن میں رو یا رات میں تاکہ ہم ایک وقت آرام کر سکیں۔

۸۔ جناب زہراؑ اس قدر روئیں کہ مدینہ و لے تنگ آ گئے۔ اور کہنے لگے اے دختر رسولؑ تو نے ہمیں بہت تنگ کر رکھا ہے۔ بالآخر منت رسولؑ تین تین شہداء میں صبح سے لے کر شام تک روتی تھی۔

۹۔ جناب سجادؑ ۵ برس اس قدر روئے کہ پانی کی جگہ خون بہنے لگا تھا۔ جب بھی پانی یا کھانا سامنے آتا تو نہ لگ جاتے۔ نوکرتے ایک دن عرض کیا۔ قبلہ آپ بہت زیادہ روتے ہیں۔

آپ نے فرمایا:

مجھے کیا تکلیف ہے اپنا غم و الم اللہ سے عرض کرتا ہوں۔ جب بھی مجھے تین دن کے بھوکے اور پیاسے با میدان کر بلا کی خاک پر نظر آ جاتا ہے۔ میرے آنسو میرے بس میں نہیں رہتے۔

• امالی طوسی میں ابن عباس سے مروی ہے کہ نبی کریمؐ دقت آخر اس قدر روئے کہ آپ کی ریش مبارک تر ہو گئی۔

آپ سے سوال کیا گیا قبلہ! کیوں رو رہے ہیں؟

آپ نے فرمایا:

مجھے وہ وقت یاد آ رہا ہے۔ جب میری ذریت پر میری امت کے بد نصیب مظالم کریں گے۔ میں اب بھی نگاہ نبوت سے دیکھ رہا ہوں۔ میری زہرا کھڑی مجھے پکار رہی ہے مگر اس کی فریاد سننے والا کوئی نہیں۔ یہ سن کر جناب فاطمہؑ رونے لگیں۔

آپ نے پوچھا۔ بیٹی کیا۔ ان مصائب سے گھبرا کر رو رہی ہو؟  
بی بی نے عرض کیا۔

بابا جان! ہرگز نہیں میں تو صرف اس بات پر رو رہی ہوں کہ میں آپ کا فراق کیسے برداشت کروں گی۔

• بحار میں شیخ صدوق کے ذریعہ ابن عباس سے مروی ہے کہ جب آنحضرتؐ کا وقت آخر آیا تو دختر رسولؐ رونے لگیں۔ آپ نے فرمایا۔ بیٹی نہ رو۔ تجھے میرے بعد اس دنیا میں ۷۲ دن رہنا ہے۔ تو سب سے پہلے مجھے آکر ملے گی۔

• کافی میں امام صادقؑ سے مروی ہے کہ بنت رسولؐ آپ کے بعد ڈھائی ماہ زندہ رہیں کسی نے آپ کو کبھی نہ مسکراتے دیکھا۔ اور نہ خوش۔ قبرستان شہداء میں آکر بن کتیں اور فرماتیں میرے بابا یہاں تھے۔ اور مشرکین اس جگہ ہوں گے۔

• کافی میں حضرت علیؑ سے مروی ہے کہ میں نے جس قمیض میں رسولؐ کا ثنات کو غسل دیا تھا۔ کبھی کبھی جناب فاطمہؑ مجھ سے وہ قمیض مانگ لیتی تھیں۔ اسے سوگھتی تھیں اور خوش کر جاتی تھیں۔

• صن لا یحضرہ الفقیہ میں شیخ صدوق نے روایت کی ہے کہ نبی کریمؐ کی وفات کے بعد بلال نے اذان کہنا چھوڑ دیا تھا۔

ایک دن جناب فاطمہؑ نے کہا۔ مدت گزر گئی ہے بابا کے بلال موزن نے اذان نہیں کہی۔ دل ترستا ہے کبھی بلال کی اذان سن لیتی۔ بلال کو پتہ چلا تو وہ مسجد میں آیا اور اذان شروع کر دی۔

بلال نے چار مرتبہ اللہ اکبر کہا۔ جناب فاطمہؑ کا گریہ بڑھ گیا۔

جب بلال نے اشدھان محمدؐ رسول اللہؐ کہا۔ بی بی نے ایک سرد آہ کھینچی اور غش کر گئی۔ بلال سے کہا گیا۔ بلال اذان روک دے۔ دختر رسولؐ دنیا سے چل بسی ہے۔

جب طویل غش کے بعد افاقہ ہوا تو بی بی نے فرمایا۔ بلال سے کہو اذان مکمل تو کرے۔

بلال نے معذرت کر لی اور عرض کیا کہ۔ میں ہرگز پند نہیں کرتا کہ میری اذان دختر رسولؐ کی وفات کا سبب بنے۔

• امالی صدوق میں حضرت علیؑ سے منقول ہے کہ ایک دن آنحضرتؐ ہمارے گھر تشریف فرما تھے۔ ہم سب آپ کی خدمت میں بیٹھے تھے یہیں دیکھ کر آپ رونے لگے۔

میں نے عرض کیا۔ قبلہ رونے کا سبب کیا ہے؟  
آپ نے فرمایا:

آج ہمیں اپنے سامنے خوشحال دیکھ کر مجھے وہ دقت یاد آ رہا ہے۔ جو میرے بعد تم پر آنے والا ہے۔ اور میری امت کے بد نصیب تم سے سلوک کرنے والے ہیں۔

میں نے عرض کیا۔ قبلہ وہ کیا ہے؟  
آپ نے فرمایا:

تیسرے سر میں سموم تلوار سے ضرب لگے گی۔ دہرا کا پہلو زخمی ہوگا۔ حن کی ران زخمی ہوگی۔ دہرے شہید ہوگا۔ اور حسین مظلوم اور تنہا شہید ہوگا۔

میں نے عرض کیا۔ قبلہ! اللہ نے ہمیں دنیا میں پیدا ہی امتحان کے لیے کیا ہے۔

آپ نے فرمایا:

ہاں! یا علی!۔ مجھے بشارت ہو۔ تجھ سے محبت صرف مومن اور عداوت صرف منافق ہی رکھے گا۔

کامل الزیارات میں حماد ابن عثمان نے امام صادقؑ سے روایت کی ہے کہ مجھے اپنے ابا و اجداد کے ذریعہ آنحضرتؐ سے روایت پہنچی ہے کہ۔

جب میں معراج پر گیا۔ تو اللہ کی طرف سے مجھے پیغام ملا کہ۔ اللہ آپ کا صبر آزمانے کی خاطر تین امور سے آزمائے گا۔

میں نے عرض کیا۔ بار الہا! میں تیسرے ہر امتحان کے لیے تیار ہوں۔ مجھے صبر ہی تو تیری ذات ہی سے ملے گا۔ وہ تیری آزمائشیں کیا ہوں گی؟

ارشاد قدرت ہوا۔ پہلی آزمائش تو تیرے اور تیرے اہلبیت کی بھوک ہوگی۔

میں نے عرض کیا۔ بار الہا! مجھے قبول ہے۔ میں تجھ ہی سے صبر کی توفیق کا خواست نگار ہوں۔  
دوسری آزمائش۔

تیری نبوت کی تکذیب۔ خوف۔ اہل کفر سے جنگ اور اہل نفاق کی اذیتیں۔ ہوں گی۔

میں نے عرض کیا۔ بار الہا! مجھے قبول ہے۔ توفیق صبر سے تو ہی نوازے گا۔

تیسری آزمائش:

تیرے بعد تیرے اہلبیت کے مصائب ہوں گے۔ تیرے بھائی علیؑ کو تیرے بعد تیری امت کی طرف سے

سب دشتم ملے گا۔ تیری امت اسے تیرے منبر سے محروم کر کے کمزور بنا دے گی۔ مظالم ہوں گے۔ اور بالآخر نتیجہ شہادت ہوگا۔

میں نے عرض کیا۔ مجھے قبول ہے۔ تجھ ہی سے توفیق صبر ہوگی۔

تیری بیٹی مظلومہ ہوگی۔ محرومہ ہوگی۔ جو کچھ تو اسے دے کے آئے گا اس سے چھین لیا جائے گا۔ اس کے صدف عصمت میں موجود پچھلے شہید ہو گا بلا اجازت اس کے گھر میں داخل ہو جائیں گے اس کے پہلو پر پڑنے والی ضرب اس کی شہادت کا سبب ہوگی۔ میں نے عرض کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون بارالہائیں راضی ہوں۔ تجھ ہی سے توفیق صبر کا طالب ہوں۔

ارشاد ہوا تیرے ایک نواسے کو ذہر جفا سے شہید کر کے اس کے جنازہ پر تیرے سائے جا میں گئے۔ اور دوسرے کو بلا کر مع اس کی ذریت کے بھوکا اور پیاسا پس گردن سے شہید کیا جائے گا۔ پھر تیری بہو بیٹیوں کے سروں سے چادریں اتار لی جائیں گی۔ انہیں شہر شہر اور در بدر تشہر کیا جائے گا۔

اس کے بے گناہ قتل کو میں قیامت میں حجت قرار دوں گا۔ اس پر اہل ارض دھاگریہ کریں گے۔ میں نے عرض کیا!

بارالہا! مجھے منظور رہے۔ ان امتحانات کے بعد ہمارا مقام کیا ہوگا؟

ارشاد قدرت ہوا۔ تیرے بھائی کو میں ناجی اور ناری کی علامت قرار دوں گا۔ علی تیرے عرض کا ساقی ہوگا۔ میری مخلوق میں سے جس کسی کے دل میں میرے بھائی کی رائی برابر بھی محبت ہوگی۔ میں اسے جہنم میں نہیں ڈالوں گا تیرے دونوں مظلوم اور شہید بیٹیوں سے میں اپنے عرش کو آراستہ کروں گا۔ تیرے بیٹیوں کے زائرین اور ان کی محبت میں گریہ کرنے والوں کو وہ اجر دوں گا کہ اہل محشر حیران رہ جائیں گے۔

تیری بیٹی کو میدان محشر کا حکمران بناؤں گا۔ اس کو کھلی عبادت دوں گا۔ آج جو فیصلہ نوکر بے گی۔ مجھے قبول ہوگا۔ اپنے دشمنوں میں سے جسے چاہئے جہنم بھیج دے۔ اس دن عالم کہے گا۔

۱۔ و احسنرتاہ علی ماضرطت فی جنب اللہ۔

ب۔ یا لیتنی اتخذت مع الرسول سبیلا

ج۔ یا لیتنی لم اتخذت فلا نا خلیلا

د۔ حتی اذا حاسنا قال یا لیت

بینی و بینک بعد المشرقین

فبئس القرین۔

۴۔ لن ینفعکم الیوم اذ ظلمتم انکم

فی العذاب مشترکون۔

وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ

کے شریک ہو۔

اہل نجات ہارگاہ خالق میں عرق کریں گے۔

و۔ رَبَّنَا ارْنَا الدِّينَ مِنَ الْجَنِّ وَ

الانْسِ نَجْعَلُهُمَا تَحْتَ اَقْدَامِنَا لِيَكُونََا

مِنَ الْاسْفَلِيْنَ ۔

اے اللہ جن وانس میں سے ہیں وہ دونوں مجرم دکھا  
تو دے تاکہ ہم ان دونوں کو اپنے پاؤں تلے روند  
ڈالیں تاکہ وہ دونوں ذلیل ترین لوگوں میں شمار ہوں۔

ان گمراہ گنہ گار کو اس کے سامنے لایا جائے گا۔ جس کا وہ انکار کرتے تھے۔ اور اس وقت کی قرآن نے  
یوں تصویر کشی کی ہے۔

ز۔ فَلَمَّا رَاْهُمْ زُلْفَةً سِيئَتْ وُجُوْهُ

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَقِيلَ لَهُمْ هٰذَا الَّذِيْ

كُنْتُمْ يَّهْتَدُوْنَ ۔

جب وہ اسے اپنے قریب دیکھیں گے تو ان کفار کے  
چہرے سیاہ پڑ جائیں گے۔ پھر انہیں کہا جائے گا یہی  
ہے وہ جس سے تم حجت بازی کرتے تھے۔

سب سے پہلا فیصلہ جناب محسن ابن علی وفاطمہ کا ہوگا۔ اس کے بعد میری ذریت کے دیگر شہداء کے ظالم اور  
قاتل میدانِ محشر میں لائے جائیں گے۔

## واقعہ بیعت حضرت علیؑ:

علامہ مجلسیؒ نے بحار میں کتاب سلیم ابن قیس بلالی سے روایت کی ہے کہ ہم عبد اللہ ابن عباس کے  
پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ اور وفاتِ نبیؐ پر افسوس کر رہے تھے۔

حضرت علیؑ۔ بنی ہاشم۔ سلمان۔ مقداد۔ ابوذر۔ اور بریدہ چند ایک صحابہ بیعت کرنے سے رہ گئے تھے۔  
حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا:

دیکھ ان مذکورہ چند افراد کے سوا دیگر تمام لوگوں نے میری بیعت کر لی ہے۔ اور یہ لوگ اس وقت تک بیعت  
نہیں کریں گے جب تک علیؑ بیعت نہیں کریں گے۔

حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ کے چچا زاد قنفذ سے کہا۔ جا اور علیؑ سے کہو تجھے خلیفہ رسولؐ بلا رہا ہے۔  
قنفذ آیا۔ اور حضرت سے پلٹنے کو کہا۔

حضرت علیؑ نے فرمایا:

قنفذ! تو صرف بیٹنا میرے اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ تو جا اور ابوبکرؓ سے کہہ دے۔ علیؑ کہہ رہے ہیں۔ تجھے اچھی  
طرح معلوم ہے کہ نبی اکرمؐ نے تجھے خلیفہ نہیں بنایا۔ ..... اور تو یہ بھی اچھی طرح جانتا ہے کہ  
خلیفہ رسولؐ کون ہے۔



## دفتر رسول کا گریہ

والی العصر ٹرسٹ والی العصر ٹرسٹ والی العصر ٹرسٹ

والی العصر ٹرسٹ والی العصر ٹرسٹ والی العصر ٹرسٹ

قنفذ نے واپس آکر۔ حضرت علیؑ کا پیغام پہنچایا:

حضرت ابو بکرؓ نے جب یہ پیغام سنا تو انہوں نے کہا۔ واقعاً علیؑ سچ ہی کہتے ہیں کہ نبی اکرمؐ نے مجھے خلیفہ نہیں بنایا۔ یہ سُن کر حضرت عمرؓ غضبناک ہو کر اٹھے۔ حضرت ابو بکرؓ نے انہیں بٹھالیا۔ اور پھر قنفذ سے کہا۔ اب جا اور علیؑ سے کہہ دیجئے امیر المؤمنین ابو بکرؓ بلا رہے ہیں۔

قنفذ نے آکر حضرت علیؑ کو یہ پیغام دیا۔

حضرت علیؑ نے فرمایا:

بخدا! ابو بکرؓ نے یہ بھی درست نہیں کہا۔ جا اور ابو بکرؓ سے کہہ دے کہ۔ علیؑ کہہ رہے ہیں۔ تم نے اپنے لیے وہ نام استعمال کیا ہے۔ جس کے متعلق تجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ امیر المؤمنین تم نہیں کوئی اور ہے۔

قنفذ نے آکر حضرت علیؑ کا جواب سنایا۔

حضرت عمرؓ پھر ایک مرتبہ اٹھے۔ اور کہنے لگے۔ بخدا میں اچھی طرح جانتا ہوں۔ باتوں میں ہم ان کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے جب تک یہ شخص قتل نہیں ہوگا اس وقت تک ہماری بات نہیں بنے گی۔ اب مجھے جانے دیں۔ میں ان کا سر ابھی لے کے آتا ہوں۔

حضرت ابو بکرؓ نے عمرؓ کو قسم دے کر بٹھا دیا۔ اور قنفذ سے کہا۔ جا اب علیؑ سے کہہ کہ۔ تمہیں ابو بکرؓ بلا رہے ہیں۔ قنفذ نے آکر حضرت علیؑ کو پیغام دیا۔

حضرت علیؑ نے فرمایا

قنفذ جا ابو بکرؓ سے کہہ۔ میں وصیت نبی کریمؐ پر عمل کر رہا ہوں۔ تم نے جو کچھ کیا ہے اور جو کچھ کر رہے ہو۔ میں نے اس میں مداخلت نہیں کی۔ تم مجھے کچھ نہ کہو۔ مجھے اپنے عیب کی وصیت کو عملاً مکمل کر لینے دو۔ قنفذ نے آکر ابو بکرؓ کو حضرت علیؑ کا پیغام دیا۔

یہ سن کر حضرت عمرؓ آپ سے باہر ہو گئے۔ خالد ابن ولید اور قنفذ کو بلا کر کہا۔ کٹھیاں اور آگ لے کر فوراً میرے پیچھے آؤ۔

جناب نہرائے کے دروازہ پر آئے۔

جناب فاطمہؓ دروازہ کے عقب میں سر پر پٹی باندھے اپنے بابا کے غم میں بیٹھی دوڑی تھیں۔ کہ حضرت عمرؓ نے دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا۔

اے ابوطالب کے فرزند علیؑ دروازہ کھولو!

دفتر رسولؐ نے فرمایا: اے عمرؓ تم سے کیا لیتے ہو؟ کیا تم ہم سے غم و فاقہ رسولؐ بھی چھین لینا چاہتے ہو۔ حضرت عمرؓ نے کہا۔ دروازہ کھولو ورنہ ہم تمہارے گھر کو مع تمہارے آگ لگا دیں گے۔

والی العصر ٹرسٹ والی العصر ٹرسٹ والی العصر ٹرسٹ

دختر رسول کا گریہ

والی العصر ٹرسٹ والی العصر ٹرسٹ والی العصر ٹرسٹ

دختر رسولؐ نے فرمایا: عمر اللہ سے ڈرو۔ میرے گھر میں موجود افراد کو جلاتے ہو۔

پھر عمرؓ نے آگ جلانے کا حکم دیا۔ دروازہ جل گیا۔ عمرؓ نے دھکا دیا جھٹکا ہوا دروازہ گر گیا۔

بنت رسولؐ نے باواز بند فرمادی۔ یا اتباہ یا رسول اللہ!

عمرؓ نے تلوار جو میان میں تھی۔ تلوار کا میان دختر رسولؐ کے پہلو پر مارا۔

دختر رسولؐ نے ایک مرتبہ پھر دروازہ کی فریاد کی۔ حضرت عمرؓ نے دوسری مرتبہ دختر رسولؐ کے بازو پر نیام مارا۔

حضرت علیؓ اٹھے۔ تلوار کی طرف بڑھے۔ اتنے میں خالد ابن ولید اور دوسرے سرکاری افراد نے ہر طرف سے

گھیر کر حضرت علیؓ کو گرفتار کر لیا۔

ادھر بنی ہاشم اور مقداد وغیرہ نے تلواریں نکال لیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا:

دیکھو! ہم اگر اسلام کے لیے لڑ سکتے ہیں تو کیا اسلام کے لیے خاموش نہیں رہ سکتے۔ تمام غیر مسلم ہماری اس لڑائی

پر بنائیں بجائیں گے۔ میں اتنا کمزور نہیں۔ مجھے میرے آقا کی وصیت ہے۔ یہ جو کچھ کہتے ہیں انہیں کرنے دو

ہماری طرف سے کچھ بھی نہیں ہوگا۔

یہ لوگ گرفتار کر کے حضرت علیؓ کو مسجد میں لے جانے لگے۔ دختر رسولؐ نے دامن حضرت علیؓ پکڑ لیا

اور فرمایا:

خلوا عن ابی الحسن۔ یومئس کو چھوڑ دو۔

ایک دوسری بات تو ان لوگوں نے دختر رسولؐ سے کہا کہ دامن علیؓ چھوڑو۔ لیکن جیب بی بی نے نہ چھوڑا تو

تفتاز نے ہاتھ پر تازیانہ مارا۔ جس سے نہ صرف دامن علیؓ چھوٹ گیا۔ بلکہ تادم آخر بی بی کا یہ ہاتھ تیسع خدا سے بھی محروم

ہو گیا۔

تازیانہ کے ساتھ بی بی کو ایک دھکا بھی دیا۔ جس سے بی بی اپنے گھر کے فرش پر بیٹھ گئیں۔ اور ذریت رسولؐ

کا پہلا شہید محسن ابن علیؓ وفا طرہ ہدف عصمت میں اپنی مدت مکمل ہونے سے پہلے دنیا میں آکر نانا کی آغوش میں

چلا گیا۔ یہی وہ شہزادہ تھا۔ جس کے متعلق جناب سیدہؓ نے دم آخر عرض کیا تھا۔

بیابا جان! میرے پہلے دونوں بیٹوں کے نام آپ ہی نے تجویز کئے تھے۔ اب جو بچہ آنے والا ہے۔

آپ تو اللہ کے ہاں جا رہے ہیں۔ اس کا نام کون تجویز کرے گا؟

آنحضورؐ نے آنسو بہا کر فرمایا تھا۔ نہرا۔ تیرے اس بچے کی قسمت میں دنیا کی زندگی نہیں ہے۔ قبل از وقت

شہید ہوگا۔ ویسے اللہ نے اس کا نام محسن رکھا ہے۔

جب حضرت علیؓ کو مسجد میں لایا گیا۔ تو آپ کے ساتھ آپ کے موالی بھی تھے۔

بریدہ ابن خضیب سلمیٰ نے کہا۔

## دختر رسول کا گریہ

والی العصر ترست والی العصر ترست والی العصر ترست

اے حضرت عمرؓ اپورا عرب جانتا ہے کہ تمہاری حقیقت کیا ہے؟ لیکن آج تو برادرِ روحی رسولؐ سے یہ سلوک کرنے کے علاوہ دخترِ رسولؐ کو بھی نیام سے مار چکے ہو۔ آخر تم چاہتے کیا ہو؟

خالد ابن ولیدؓ نے تلوار میان سے نکال کر بریدہ کو مارنا چاہا۔ لیکن حضرت عمرؓ نے اسے منع کر دیا۔ حضرت علیؓ کو ابوبکرؓ کے پیش کیا گیا۔

حضرت علیؓ نے ابوبکرؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا، اے ابوبکرؓ! تم کتنا جلدی اہلبیتؑ نبیؐ کے خلاف ہو گئے ہو۔ بھلا بتا تو سہی کہ وہ کون سا حق ہے؟

وہ کون سی میراث ہے اور؟

وہ کون سی حیثیت ہے جس کی بنا پر تم نے لوگوں کو اپنی بیعت کی دعوت دی ہے؟

کیا کل (مقامِ غریب) خود تم نے حکم رسولؐ سے میری بیعت ہمیں کی تھی؟

حضرت عمرؓ نے کہا۔ علیؓ! یہ باتیں چھوڑ۔ اب اگر تم نے بیعت نہ کی تو ہم تمہیں قتل کر دیں گے۔

حضرت علیؓ نے فرمایا:

مجھے کیا فرق پڑتا ہے۔ میں زندہ ہوں تو بھی اللہ کا بندہ اور برادرِ رسولؐ کی حیثیت سے زندہ ہوں اور اگر

قتل کر دیا گیا تو بھی میری یہی حیثیت رہے گی۔

بریدہ نے کہا۔ اے ابوبکرؓ و عمرؓ کل تم ہی نہیں تھے۔ جنہیں نبیؐ اکرمؐ نے بالخصوص یہ حکم دیا تھا۔ جاؤ اور علیؓ

کو امیر المومنین کہہ کر سلام کرو۔ اور تم دونوں نے ہزاروں کے مجمع میں جا کر حضرت علیؓ کو امیر المومنین کہہ کر سلام

کیا تھا؟

حضرت ابوبکرؓ نے کہا۔ بریدہ وہ بات ضرور تھی۔ لیکن حالات بدلتے رہتے ہیں۔

حضرت عمرؓ نے کہا۔ او بریدہ تو کیوں بیچ میں ٹانگ اڑا رہا ہے۔

بریدہ نے کہا۔ بخدا! میں کبھی اس شہر میں نہ رہوں گا۔ جس میں تم دونوں ہوں گے۔ یہ کہہ کر بریدہ نکل ہی

رہا تھا کہ سرکاری غلاموں نے جنابِ بریدہ کی پٹائی شروع کر دی اور پھر دربار سے نکال باہر کیا۔

جنابِ سلمانؓ نے کھڑے ہو کر فرمایا۔ اے ابوبکرؓ اللہ سے ڈرو اس جگہ کو ان کے لیے چھوڑ دو۔ جنہیں اللہ

نے اس جگہ کے لیے بنایا ہے۔ کاش جہیں وحی رسولؐ اجازت دے دیتا۔ اگر ہم اس جگہ کو خالی نہ کر سکتے تو کم از کم

اپنی جان تو دے سکتے تھے۔ ویسے یاد رکھو! آج کے بعد مصائبِ قحط۔ گروہ بندی۔ اور عذابِ الہی کے سوا

کچھ بھی نہ دیکھو گے۔

حضرت عمرؓ نے ابوبکرؓ سے کہا۔ کیا تمہیں نظر نہیں آتا کہ یہ شخص تیری بیعت سے مسلسل انکار کئے جا رہا ہے۔ اور تم

خاموش بیٹھے ہو۔ کیا ہمیں اجازت ہے کہ انہیں قتل کر دیں؟

ولی العصر ترست ولی العصر ترست ولی العصر ترست

وہتر رسول کا گریہ

ولی العصر ترست ولی العصر ترست ولی العصر ترست

جب حسین شریفین نے عمر کی یہ بات سنی تو بے ساختہ رونے لگے۔

حضرت علیؑ نے دونوں کو سینہ سے لگا کر فرمایا۔ بیٹے اطمینان رکھو یہ بزدل کبھی مجھے قتل نہیں کر سکتے۔ اور نہ میری موت ان کے ہاتھ سے ہوگی۔

جناب ام المومنین ام سلمہ اور نبی اکرمؐ کی آیا جناب ام ایمن دونوں مسجد میں داخل ہوئیں اور دونوں نے کہا۔ اے عقیقؑ راہِ بکر کا نام سے اتم نے آلِ محمدؐ سے پوشیدہ حسد بہت جلدی ظاہر کر دیا ہے۔

حضرت عمرؓ نے حکم دیا ان دونوں کو مسجد سے نکال دو۔ یہاں عورتوں کا کیا کام ہے؟ پھر حضرت عمرؓ نے حضرت علیؑ سے کہا۔ اٹھو اور بیعت کرو۔

حضرت علیؑ نے فرمایا۔ اگر میں نہ کروں تو؟

حضرت عمرؓ نے کہا۔ پھر ہم تمہیں قتل کر دیں گے۔

حضرت علیؑ نے فرمایا:

ضحاکہ کے بیٹے تم کیا کہہ رہے ہو۔ تم بہت بڑے بزدل ہو۔۔۔ تم سے ایسا نہیں ہو سکے گا۔ خالد بن ولیدؓ تلواریں کر آگے بڑھے اور کہنے لگے۔ بخدا! اگر تم نے بیعت نہ کی تو میں تجھے قتل کر دوں گا۔ حضرت علیؑ نے خالد کے گلے پر ہاتھ رکھا اور اٹھا کر زمین پر اس طرح پھینکا کہ تلوار کہیں رہ گئی اور خالد کہیں رہ گئے۔ عمرؓ نے پھر کہا۔

علیؑ اب آگے بڑھو اور بیعت کرو۔

حضرت علیؑ نے فرمایا۔ اگر میں نہ کروں تو؟

حضرت عمرؓ نے کہا۔ ہم تمہیں قتل کر دیں گے۔

اس کے بعد ابو بکرؓ منبر سے نیچے اترے اور حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ہاتھ پر رکھ لیا۔ اور کہنے لگا میں علیؑ نے بیعت کر لی ہے۔ اسے جانے دو۔

احتجاج میں ہے جب حضرت علیؑ کو مسجد میں لے گئے اور جناب سیدہ کو غش سے افادہ ہوا تو اٹھیں۔ اور در مسجد پر آکر فرمایا:

خلو اعن ابن عمی۔ میرے چچا زاد کو چھوڑ دو۔۔۔ اگر تم نے نہ چھوڑا۔

تو میں اپنے بال کھول لوں گی۔ قیص رسولؐ اپنے سر پر رکھ لوں گی۔ اور بارگاہِ خالق میں فریاد کروں گی۔ یقین رکھو!

حضرت صالحؑ کا مقام میرے بابا سے۔ ناقہ صالحؑ کا مقام میرے مقام سے۔ اور ناقہ صالحؑ کے بچہ کا مقام میرے بچوں سے اللہ کی بارگاہ میں زیادہ نہیں ہے۔

جناب سلمانؓ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا مسجد نبویؐ کی دیواریں زمین سے بلند ہونا شروع ہو گئیں۔ اتنا بلند ہوئیں

دختر رسول کا گریہ

وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ

وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ

وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ

کریچے آدمی آسانی گور کتنا تھا۔ مسجد میں موجود افراد کانپنے لگے۔ حضرت علیؑ نے فرمایا:

سلمان! جا اور دختر رسولؐ سے کہہ۔ علیؑ تجھے بد دعا کرنے سے روک رہے ہیں۔

میں دودھ کر غیر نبیؐ پہ آیا۔ تو دیکھا قمیص نبیؐ رسولؐ زادی کے ایک ہاتھ پہ تھی۔ ایک ہاتھ شاید پہلو پر مصروف تھا میں نے عرض کیا۔ اسے دختر نبیؐ آپ رحمۃ اللعالمین کی بیٹی ہیں۔

بی بی نے فرمایا:

سلمان تو نے دیکھا جو سوک میرے ساتھ ہوا ہے۔ یہ تو میں برداشت کر گئی تھی۔ اب کیا یہ لوگ مجھے یتیمی کے

بیم بیوہ اور میرے بچوں کو یتیم کرنا چاہتے ہیں؟

میں نے عرض کیا۔ بی بی۔ مجھے ابوالحسنؑ نے حکم دیا ہے۔

بی بی نے فرمایا۔ اچھا اگر انکا حکم ہے تو میرا تسلیم ختم ہے۔







# قبضہ فذک

اجتاج طبری میں امام صادقؑ سے مروی ہے کہ جب بیعت ابو بکر کا معاملہ مستحکم ہو گیا اور انہوں نے قدرے سکون محسوس کیا تو سب سے پہلا کام یہ کیا کہ فذک پر اپنے آدمی بھیج دیئے۔ اور دختر رسولؐ کا وکیل وہاں سے نکال دیا۔

وکیل جناب فاطمہؑ نے آکر بی بی کو بتایا کہ مجھے سرزمین فذک سے نکال دیا گیا۔ اور حکومت نے زمین پر قبضہ کر لیا ہے۔ دختر رسولؐ مسجد نبویؐ میں تشریف لائیں اور فرمایا۔ ابو بکر تمہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ فذک جیسا نبیؐ میں آنحضرتؐ نے حکم خدا سے مجھے دیا تھا۔ اور آپؐ نے قبضہ فذک بھی اپنی زندگی میں دے دیا تھا۔ فذک میں میرا ہی کارندہ رہتا تھا۔ تم نے مجھے کیوں بیدخل کر دیا ہے؟ حضرت ابو بکرؓ نے کہا۔

دختر رسولؐ اگر اس بات کا کوئی گواہ ہے کہ آنحضرتؐ ہی نے آپؐ کو دیا تھا تو گواہ پیش کرو۔ جناب ام ایمنؓ جو آنحضرتؐ کی کیا بھتی نے کہا۔ ابو بکرؓ کیا تم نے نبی کریمؐ سے یہ سنا ہے کہ ام ایمنؓ اہل جنت سے ہے؟

حضرت ابو بکرؓ نے کہا۔ ہاں میں اس کی گواہی دیتا ہوں کہ نبیؐ کو نبیؐ نے تیرے لیے یہ فرمایا ہے۔ اور میں نے سنا ہے۔

جناب ام ایمنؓ نے فرمایا۔ اب جب کہ تم میرے بھتی ہونے کی گواہی دے رہے ہو تو میں گواہی دیتی ہوں کہ فذک نبیؐ کو نبیؐ نے جناب فاطمہؑ کو اس وقت دیا تھا۔ جب ذاتِ احدیت نے یہ آیت بھیجی تھی۔ آتِ ذالِ القربٰ حقہ۔ اپنی قریب ترین عزیزہ کو اس کا حق دے دے۔

جناب ام ایمنؓ کے بعد جناب حسنینؓ اور حضرت علیؓ نے بھی شہادت دی۔ حضرت ابو بکرؓ نے ان شہادتوں کو قبول کر کے فذک جناب سیدہ کے خوالہ کرنے کا کھڑیا۔ اتنے میں حضرت عمرؓ آگئے۔

## قبضہ فدک

والی العصر ترست والی العصر ترست والی العصر ترست

حضرت عمرؓ نے جناب سیدہ کے ہاتھ میں تحریر دیکھ کر پوچھا یہ کیا ہے؟

حضرت ابوبکرؓ نے کہا۔ فدک کا قبضہ ہے چونکہ ام ایمن حسنینؓ اور علیؓ نے گواہی دی ہے اس لیے میں نے فدک دختر رسولؐ

کو واپس کر دیا ہے۔

حضرت عمرؓ نے وہ تحریر بنتِ نبیؐ کے ہاتھ سے لے لی اسے پھاڑ ڈالا۔ اور کہا۔ حسنینؓ کم سن ہیں۔ ام ایمن عورت

ہے۔ اور علیؓ شہر زہراؓ ہے ان کی گواہی کیسے قبول ہوگی۔

اس وقت حضرت فاطمہؓ نے عمرؓ کو مخاطب کر کے فرمایا۔ یقر اللہ بطنک کما بقرت کتابی اے میرے شکم کو

اس طرح چیرے جس طرح تو نے میری تحریر کو پھاڑا ہے۔ یہ کہہ کر بی بی نے ایک خطبہ دیا۔ جو آگے چل کر ہم پیش کر رہے

ہیں۔

پھر حضرت علیؓ ابوبکرؓ سے مخاطب ہوئے اور فرمایا: ابوبکرؓ جس چیز پر دخترِ نبیؐ حیاتِ نبیؐ میں حکم خدا و نبیؐ سے قابض

اور مالک ہو چکی تھی۔ اب تم نے اس سے کیوں چھین لی ہے؟

حضرت ابوبکرؓ نے کہا۔ فدک تمام مسلمانوں کا مال ہے۔ اگر جناب سیدہؓ کے پاس اس کی ملکیت ہونے کے گواہ ہوں

تو تم اس کے حوالہ کر دیں گے ورنہ ان کا کوئی حق نہیں ہے۔

حضرت علیؓ نے کہا: ابوبکرؓ کیا تم صرف ہمارے معاملہ میں قرآن کے خلاف فیصلہ کرنے چلے ہو؟

حضرت ابوبکرؓ نے کہا۔ میں نے ایسا کیا ہے؟

حضرت علیؓ نے فرمایا:

اگر میں مسلمانوں کی کسی چیز پر قبضہ کر کے دعویٰ کروں کہ یہ میری ہے تو کیا تم گواہ مجھ سے مانگو گے یا مسلمانوں سے؟

حضرت ابوبکرؓ نے کہا: سیدھی سی بات ہے چونکہ مدعی آپ ہوں گے اس لیے میں گواہ آپ سے مانگوں گا۔

حضرت علیؓ نے فرمایا:

پھر دخترِ رسولؐ کے سلسلہ میں تم ایسا کیوں نہیں کر رہے۔ فدک کے معلوم نہیں کہ حیاتِ رسولؐ سے فاطمہؓ کے قبضہ

میں ہے۔ اب اگر مسلمان دعویٰ کرتے ہیں کہ فدک ہمارا ہے تو ہمیں مسلمانوں سے گواہ مانگنا چاہیے تھے کیونکہ وہ مدعی

ہیں۔ جیسا کہ تم نے مجھ سے کہا ہے۔

حضرت ابوبکرؓ لاجواب ہو کر خاموش ہو گئے حضرت عمرؓ نے کہا۔ علیؓ اہم باتوں میں آپ کا مقابلہ نہیں کر سکتے

اگر کوئی گواہ ہے تو لاؤ ورنہ جاؤ۔

حضرت علیؓ نے عمرؓ کی طرف توجہ نہ دی اور ابوبکرؓ سے فرمایا۔ کیا تم قرآن کی تلاوت کرتے رہتے ہو۔

حضرت ابوبکرؓ نے کہا۔ ہاں کرتا رہتا ہوں۔

حضرت علیؓ نے فرمایا: تجھے معلوم ہے کہ۔ انما یرید اللہ لینہ ہب عنکم الرجس اهل البیت و یطہرکم تطہیرا

میں مصداق تطہیر دیگر افراد جو بھی ہوں۔ ان میں دختر رسول یقیناً شامل ہے؟  
حضرت ابو بکرؓ نے کہا۔ مجھے معلوم ہے تم سب اس آیت کے مصداق ہو؟  
حضرت علیؓ نے فرمایا:

اگر چند لوگ دختر رسولؐ کے خلاف کسی جرم کا دعویٰ کریں تو کیا کرے گا؟  
حضرت ابو بکرؓ نے کہا: جس طرح دیگر مسلمان عورتوں کو اس جرم کی سزا دوں گا اسی طرح دختر نبیؐ کو بھی سزا دوں گا۔  
حضرت علیؓ نے فرمایا:

مجھے معلوم ہے ایسی صورت میں تو عند اللہ کافر ہو جائے گا؟  
حضرت ابو بکرؓ نے کہا۔ وہ کس لیے؟

حضرت علیؓ نے فرمایا:

جو شخص اللہ کی شہادت مسترد کر کے لوگوں کی گواہی مان لے وہ کیسے مسلمان ہو سکتا ہے جب اللہ تطہیرِ ذمہؐ کی شہادت دیتا ہے۔ اور تو اللہ کی شہادت کو رد کر کے لوگوں کی شہادت قبول کرتا ہے تو پھر اسلام کہاں رہ جائے گا۔ جیسا کہ توبہ کر رہا ہے۔ تو نے اپنی رانوں پر پیشاب کرنے والے ایک عرب بدو کی بات مان کر دختر رسولؐ کو اس کے اس حق سے محروم کر دیا ہے جو اسے حیاتِ رسولؐ میں خود انحصار نے حکمِ خدا سے دیا تھا جب دربارِ درخواست ہوا۔ اور عمرو ابو بکرؓ اپنے اپنے گھروں میں گئے۔ تو ابو بکرؓ نے عمرؓ کو اپنے گھر بلایا۔ جب عمرؓ آگئے۔ تو

ابو بکرؓ نے کہا۔ آج علیؓ کی باتیں سن لی ہیں؟

عمرؓ نے کہا۔ ہاں سن لی ہیں۔

ابو بکرؓ نے کہا۔ اگر ایسا ہوتا رہا تو معاملہ گڑبڑ ہو جائے گا۔

عمرؓ نے کہا۔ میرا خیال تو یہ ہے کہ انہیں قتل کر دیا جائے۔

ابو بکرؓ نے کہا۔ یہ بہت بڑا کام ہے اس پر کون آمادہ ہوگا۔

عمرؓ نے کہا۔ خالد ابن ولیدؓ سے کہتے ہیں وہ آمادہ ہو جائے گا۔

خالد کو بلایا گیا۔ جب خالد آگیا۔ تو ابو بکرؓ و عمروؓ نے خالد سے کہا۔ ہم تجھ سے ایک بہت بڑا کام لینا چاہتے ہیں

خالد نے کہا۔ جو کام لینا ہے میں حاضر ہوں آپ کی خاطر میں علیؓ کو بھی قتل کر سکتا ہوں۔

دونوں نے کہا۔ بس کام بھی یہی ہے۔

خالد نے کہا۔ پھر کہاں قتل کرنا ہے؟

ابو بکرؓ نے کہا۔ آج ہم نماز پر علیؓ کو بلاتے ہیں تم ان کے ساتھ کھڑے ہو جانا۔ آخری رکعت میں تشہد پڑھیے ہوئے

سلام سے پہلے میں اشارہ کر دیں گا اس وقت قتل کر دیتا۔

اسماع بنت عیس زوجہ ابوبکر اور والدہ خال المؤمنین محمد ابن ابوبکر یہ مشورہ سن رہی تھی اس نے کینز کو بھیج کر حضرت علیؑ کو اطلاع دی۔

حضرت علیؑ نے فرمایا:

مجھے معلوم ہے مگر یہ لوگ میرے قاتل نہیں ہیں۔ آج میں نماز کے لیے مسجد میں جا رہا ہوں۔

حضرت علیؑ نے وضو کیا۔ مسجد میں آگئے۔ جب نماز شروع ہو گئی تو پروگرام کے مطابق خالد حضرت علیؑ کے ساتھ آن کھڑا ہوا۔ دوران نماز ابوبکرؓ نے سوچا کہ قتل علیؑ کا ہضم کرنا مشکل ہو جائے گا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ علیؑ کو مار کر منبر اور مسند بھی گنوا بیٹھوں۔ نماز اپنے اختتام کے قریب ہوئی تشہد میں بیٹھے ہوئے ابوبکرؓ فکر میں ڈوبے ہوئے تھے تشہد میں اتنی طویل خاموشی کا وقفہ آگیا کہ لوگ سمجھے شاید ابوبکرؓ کو سلام کہنا ہی بھول گیا ہے۔ لوگوں نے پیچھے سے اشاراتی طور پر کھانا شروع کر دیا۔ آخر ابوبکرؓ نے کہا۔

لا تفعل یا خالد ما امرتک السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ خالد جو کچھ تجھ سے کہا گیا تھا۔ اس پر عمل نہ کرنا۔ اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

حضرت علیؑ نے پوچھا۔ خالد ان لوگوں نے تجھے کیا حکم دیا تھا۔ خالد نے کہا انہوں نے مجھے حکم قتل دیا تھا۔

حضرت علیؑ نے پوچھا۔ کیا واقعتاً تو مجھے قتل کرتا؟ خالد نے کہا۔ اگر ابوبکرؓ قتل اور سلام منع نہ کرتا تو یقیناً تعمیل حکم کی کوشش کرتا۔

حضرت علیؑ نے ایک ہاتھ خالد کے گلے میں الٹی طرف اور دوسرا ہاتھ گردن میں رکھ کر اسے اٹھایا۔ اٹھا کر پھیکا پھر اوپر پڑھ گئے۔ عرس نے چیخ کر کہا۔ علیؑ خالد کو مار ڈالیں گے جو بھی حضرت علیؑ کے قریب آتا تھا کہ خالد کو پھٹرائے حضرت علیؑ اس کی طرف دیکھنے وہ ڈر کے مارے پیچھے ہٹ جاتا۔ خالد نیچے پڑا ہرک رہا تھا۔ خالد کا وضو ٹوٹ گیا پکڑے جس ہو گئے۔ کسی نے عبد اللہ ابن عباس کو بلایا۔

جناب عبد اللہؓ نے اگر عرض کیا۔ یا علیؑ تجھے صاحب قبر۔ اس کی بیٹی۔ اور اس کے بیٹوں کا واسطہ اسے چھوڑ دی۔ اس وقت حضرت علیؑ نے خالد کو چھوڑ دیا۔ اور پھر واپس گھر آگئے۔ نماز عشا گھر میں ادا کی۔



وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ

خطبہ دختر رسول و دربار ابوبکر

وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ

# خطبہ دختر رسول

## دربار ابوبکر

• یوں تو دختر رسول کا یہ خطبہ موافق و مخالف ہر ایک نے نقل کیا ہے البتہ تم احتجاج سے نقل کر رہے ہیں عبد اللہ ابن حسن نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ جب ابوبکرؓ کے مذکر واپس کرنے کا قطعی انکار کر دیا تو دختر رسولؐ نے چادر اوڑھی مہاجرین و انصار کی چند ستورات کو ساتھ لیا و دربار میں کائیں بیگری بیوں نے آپ کے سامنے پردہ تانا دختر نبیؐ نے پہلے گریہ کیا پھر یہ خطبہ پڑھا۔

الْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَىٰ مَا أَنْعَمَ وَلَهُ الشُّكْرُ  
عَلَىٰ مَا أَلَمَ وَالشُّكْرُ بِمَا قَدَّمَ مِنْ عَمَلٍ نِعَمٍ  
أَبْتَدَأَهَا وَاسْتَوْبَحَ الْإِئْتِ سُبْحًا هَا۔

اللہ کے انعامات پر حمد ہے۔ اس کے الہامات پر شکر ہے۔ اس کی ابتدائی اور کامل تمام عمومی نعمات پر اسی کی ثناء ہے۔

وَتَمَامِ مَنِّهِ دَلَا هَاجَمَ عَنِ الْإِحْصَاءِ عَدُّهَا  
وَتَأْتِي عَنِ الْجَزْأِ أَمَدُهَا وَتَغَاوَتْ  
عَنِ الْإِدْرَاكِ أَبَدُهَا۔

و تمام مہمیں دلا ہا جہم عن الاحصاء عددہا اس کی تمام ان نعمات پر حمد ہے جن کا شمار کسی کے بس و تائی عن الجزاء امدہا و تغاوت عن الإدراك ابدہا۔

وَمَدَّ بِهِنَّ لِاسْتِزَادَتِهَا بِالشُّكْرِ لَا  
تُصَالِهَا۔ اسْتَحْمَدَ إِلَى الْخُلَاقِ بِاجْزَائِهَا  
وَتَنَحَّى بِالنَّدْبِ إِلَى أُمْتَالِهَا۔

انصال نعمات میں اضافہ کو شکر سے وابستہ کیا ہے۔ اپنی مخلوق کو مزید دینے پر حمد چاہی ہے۔ اور ان میں سے نعمات میں دوبارہ اضافہ فرمایا ہے۔

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا  
شَرِيكَ لَهُ كَلِمَةً جَعَلَ الْإِحْلَاصَ تَأْدِيلَهَا  
وَضَمَّنَ الْقُلُوبَ مَوْصُولَهَا۔

میں اللہ کے واحد اور لا شریک مہمود ہونے کی گواہی دیتی ہوں۔ ایسا کلمہ جس کی تاویل خلوص ہے اور دلوں کی وابستگی کی ضمانت موجود ہے۔

وَأَنَا فِي الْفِكْرِ مَعْقُولُهَا الْمُتَمَنِّعُ مِنْ  
الْإِبْصَارِ رَوْيَتِهِ وَمِنْ الْأَلْسِنِ صَفْتِهِ  
وَمِنْ الْأَوْهَامِ كَيْفِيَّتِهِ ابْتَدَأَ الْأَشْيَاءَ۔

اللہ نے فکر میں تدبیر عقل روشن کی۔ آنکھوں سے اس کی رویت ناممکن ہے۔ زبانیں اس کی تعریف سے قاصر ہیں۔ وہم اس کی کیفیت سے عاجز ہے۔

لَا مِنْ بَشْيٍ كَانَ قَبْلُهَا وَأَنْشَأَهَا بِلَا  
اجْتِنَاءٍ أَمْثَلَةً أَمْثَلُهَا كَوْنُهَا بِقَدَرَتِهِ  
وَذَرَاهَا بِمَشِيَّتِهِ۔

لاشی سے اس نے آغاز کائنات کیا ہے۔ کسی پہلے سے موجود مثال کے بغیر اس نے ایجاد و عالم کیا۔ اپنی قدرت سے کوئیں کی اور اپنی مشیت سے ایجاد کی۔



من غیر حرجہ الی تکیوینہا لانی تدا لہ فی  
تصویرہا الیبتشیتنا لحکمتہ۔

وتنبیہا علی طاعتہ واطہا مرا  
لقدرتہ و تعبد البریتہ۔  
واعزاز الدعوتہ ثم جعل الثواب  
علی طاعتہ ووضع العقاب علی  
معصیتہ۔

زیادۃ بعبادۃ عن نعمتہ و  
حیا شۃ لہما لی جنتہ۔  
واشہدان ابی محمد ا عیدہ ورسولہ  
اخترہ والتجیدہ قبل ان ارسلہ۔  
وسماہ قبل ان اجتباہ۔  
واصطفاه قبل ان ابتعثہ۔ اذ الخلاق  
بالغیب مکنونہ

وبسرا لاہا ویل مصوتہ  
وبینہایۃ العدم مقرونہ۔  
علما من اللہ با و اتل الامور۔  
واحاطۃ بمواضع الامور۔  
ومعرفۃ بمواقع الامور۔ ابتعثہ  
اللہ اتماما لامرہ۔ وعزیمۃ علی  
امضاء حکمہ

وانفاذ المقادیر ہتمہ۔ فرای الام  
فرقانی ادیانہا۔ عکفا علی  
نیرانہا۔

عابد لا و تانہلہ متکرۃ للہ مع عرفانہا

وہ اس ایجاد میں ضرور فہم نہیں تھا۔ نہ ہی اسے عالم کی اس  
تصویر کشی میں کوئی فائدہ تھا۔ ہاں اس سب کچھ سے  
اس کی حکمت کاملہ کا ثبوت ہے۔

اس کی اطاعت کی یاد دہانی ہے۔ اس کی قدرت کاملہ  
کا اظہار ہے۔ اس کی مخلوق کے لیے دعوت عبادت ہے۔  
اس کی دعوت توحید کی غلط ہے۔ پھر اس نے اپنی  
اطاعت پر ثواب کا وعدہ فرمایا ہے اور اپنی نافرمانی  
پر سزا کا حکم سنایا ہے۔

تاکہ بندگان خدا معصیت خدا سے بچے رہیں۔ تاکہ  
اس کی جنت میں رغبت زیادہ بڑھے۔

میں گواہی دیتی ہوں کہ میرا باپ محمد عبد اور رسول خدا ہے  
اسے اللہ نے بھیجے سے پہلے مختار و مصطفیٰ بنالیا تھا  
مجتبیٰ بنانے سے قبل اللہ نے اس کا نام تجزیکر لیا تھا۔  
بعثت سے قبل اللہ نے اسے مصطفیٰ بنایا۔ یہ اس  
وقت کی بات ہے۔

جب کائنات عالم غیب میں پوشیدہ تھی۔ خیالوں کے  
رازوں میں محفوظ تھی اور پردہ عدم میں مخفی تھی۔

اللہ کو تمام ہو چکنے والے حالات کا علم تھا۔ زمانوں  
میں رونما ہونے والے تمام حادثات پر وہ محیط تھا۔  
تمام امور کی حقیقت سے وہ آشنا ہے۔ اللہ نے  
انہیں اپنے احکام کی تکمیل کے لیے مبعوث فرمایا اپنے  
احکام کو نافذ کرنے کی خاطر بھیجا۔

اپنی قضاء و قدر کو جاری کرنے کی خاطر بھیجا۔ آپ نے  
دیکھا کہ ہر قبیہ نے ایک علیحدہ دین بنا رکھا ہے۔ کچھ  
آتش پرستی میں مصروف ہیں۔

کچھ بت پرستی میں گہرے ہوئے ہیں۔ اللہ کی معرفت

وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ	وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ	وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ	وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ
رکھنے کے باوجود منکرین خدا ہیں۔ اللہ نے میرے باپ محمدؐ کے ذریعہ جہالت کی تاریکیوں کو روشن کیا۔	رکھنے کے باوجود منکرین خدا ہیں۔ اللہ نے میرے باپ محمدؐ کے ذریعہ جہالت کی تاریکیوں کو روشن کیا۔	رکھنے کے باوجود منکرین خدا ہیں۔ اللہ نے میرے باپ محمدؐ کے ذریعہ جہالت کی تاریکیوں کو روشن کیا۔	رکھنے کے باوجود منکرین خدا ہیں۔ اللہ نے میرے باپ محمدؐ کے ذریعہ جہالت کی تاریکیوں کو روشن کیا۔
میرے باپ کے ذریعہ اللہ نے دلوں کی گرہ کشائی کی اللہ نے آنکھوں سے نابینائی کی ہٹی اتاری۔ چنانچہ وہ لوگوں میں علم ہدایت لے کر اٹھے۔	میرے باپ کے ذریعہ اللہ نے دلوں کی گرہ کشائی کی اللہ نے آنکھوں سے نابینائی کی ہٹی اتاری۔ چنانچہ وہ لوگوں میں علم ہدایت لے کر اٹھے۔	میرے باپ کے ذریعہ اللہ نے دلوں کی گرہ کشائی کی اللہ نے آنکھوں سے نابینائی کی ہٹی اتاری۔ چنانچہ وہ لوگوں میں علم ہدایت لے کر اٹھے۔	میرے باپ کے ذریعہ اللہ نے دلوں کی گرہ کشائی کی اللہ نے آنکھوں سے نابینائی کی ہٹی اتاری۔ چنانچہ وہ لوگوں میں علم ہدایت لے کر اٹھے۔
اللہ نے انہیں گمراہی سے نجات دی۔ میرے باپ نے انہیں راہ حق کی ہدایت دی۔ میرے باپ نے انہیں صراط مستقیم کی طرف بلا لیا۔	اللہ نے انہیں گمراہی سے نجات دی۔ میرے باپ نے انہیں راہ حق کی ہدایت دی۔ میرے باپ نے انہیں صراط مستقیم کی طرف بلا لیا۔	اللہ نے انہیں گمراہی سے نجات دی۔ میرے باپ نے انہیں راہ حق کی ہدایت دی۔ میرے باپ نے انہیں صراط مستقیم کی طرف بلا لیا۔	اللہ نے انہیں گمراہی سے نجات دی۔ میرے باپ نے انہیں راہ حق کی ہدایت دی۔ میرے باپ نے انہیں صراط مستقیم کی طرف بلا لیا۔
پھر انہیں انتہائی نرمی سے۔ ان کے اپنے ایشیا رجان سے ان کی اپنی پسند اور مرضی سے اللہ نے واپس اپنے پاس بلا لیا۔	پھر انہیں انتہائی نرمی سے۔ ان کے اپنے ایشیا رجان سے ان کی اپنی پسند اور مرضی سے اللہ نے واپس اپنے پاس بلا لیا۔	پھر انہیں انتہائی نرمی سے۔ ان کے اپنے ایشیا رجان سے ان کی اپنی پسند اور مرضی سے اللہ نے واپس اپنے پاس بلا لیا۔	پھر انہیں انتہائی نرمی سے۔ ان کے اپنے ایشیا رجان سے ان کی اپنی پسند اور مرضی سے اللہ نے واپس اپنے پاس بلا لیا۔
چنانچہ اس وقت محمدؐ اس دار دنیا کی نکالیف سے آزاد ہو کر دلب غفار کی رضا۔ ملک جنبار کے پڑوس میں ملائکہ ابرار کے حلقہ میں آرام سے ہیں۔	چنانچہ اس وقت محمدؐ اس دار دنیا کی نکالیف سے آزاد ہو کر دلب غفار کی رضا۔ ملک جنبار کے پڑوس میں ملائکہ ابرار کے حلقہ میں آرام سے ہیں۔	چنانچہ اس وقت محمدؐ اس دار دنیا کی نکالیف سے آزاد ہو کر دلب غفار کی رضا۔ ملک جنبار کے پڑوس میں ملائکہ ابرار کے حلقہ میں آرام سے ہیں۔	چنانچہ اس وقت محمدؐ اس دار دنیا کی نکالیف سے آزاد ہو کر دلب غفار کی رضا۔ ملک جنبار کے پڑوس میں ملائکہ ابرار کے حلقہ میں آرام سے ہیں۔
اللہ میرے باپ۔ نبی۔ اپنے حبیبؐ اور امین وحی پر درود و سلام بھیجے۔ ان پر اللہ کا سلام اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔	اللہ میرے باپ۔ نبی۔ اپنے حبیبؐ اور امین وحی پر درود و سلام بھیجے۔ ان پر اللہ کا سلام اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔	اللہ میرے باپ۔ نبی۔ اپنے حبیبؐ اور امین وحی پر درود و سلام بھیجے۔ ان پر اللہ کا سلام اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔	اللہ میرے باپ۔ نبی۔ اپنے حبیبؐ اور امین وحی پر درود و سلام بھیجے۔ ان پر اللہ کا سلام اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔
اے نندگان خدا ان کے بعد اب معاملہ تمہارے ہاتھ میں ہے۔ امر نہی تمہارے پاس ہے۔ تم اس کے دین اور وحی سے واقف ہو۔	اے نندگان خدا ان کے بعد اب معاملہ تمہارے ہاتھ میں ہے۔ امر نہی تمہارے پاس ہے۔ تم اس کے دین اور وحی سے واقف ہو۔	اے نندگان خدا ان کے بعد اب معاملہ تمہارے ہاتھ میں ہے۔ امر نہی تمہارے پاس ہے۔ تم اس کے دین اور وحی سے واقف ہو۔	اے نندگان خدا ان کے بعد اب معاملہ تمہارے ہاتھ میں ہے۔ امر نہی تمہارے پاس ہے۔ تم اس کے دین اور وحی سے واقف ہو۔
اب تم اپنے اللہ کے امین اور دوسروں تک دین پہنچانے کے مبلغ ہو۔ اس حق کا ستون اعظم تمہارے درمیان موجود ہے۔	اب تم اپنے اللہ کے امین اور دوسروں تک دین پہنچانے کے مبلغ ہو۔ اس حق کا ستون اعظم تمہارے درمیان موجود ہے۔	اب تم اپنے اللہ کے امین اور دوسروں تک دین پہنچانے کے مبلغ ہو۔ اس حق کا ستون اعظم تمہارے درمیان موجود ہے۔	اب تم اپنے اللہ کے امین اور دوسروں تک دین پہنچانے کے مبلغ ہو۔ اس حق کا ستون اعظم تمہارے درمیان موجود ہے۔
اس نے تم سے پہلے عہد لے رکھا ہے۔ ان کا کچھ بقیہ ہے۔ جو وہ تمہارے درمیان بطور خلیفہ چھوڑ گئے ہیں۔ اللہ کی ماطن کتاب ہے۔ اللہ کا سچا قرآن ہے۔	اس نے تم سے پہلے عہد لے رکھا ہے۔ ان کا کچھ بقیہ ہے۔ جو وہ تمہارے درمیان بطور خلیفہ چھوڑ گئے ہیں۔ اللہ کی ماطن کتاب ہے۔ اللہ کا سچا قرآن ہے۔	اس نے تم سے پہلے عہد لے رکھا ہے۔ ان کا کچھ بقیہ ہے۔ جو وہ تمہارے درمیان بطور خلیفہ چھوڑ گئے ہیں۔ اللہ کی ماطن کتاب ہے۔ اللہ کا سچا قرآن ہے۔	اس نے تم سے پہلے عہد لے رکھا ہے۔ ان کا کچھ بقیہ ہے۔ جو وہ تمہارے درمیان بطور خلیفہ چھوڑ گئے ہیں۔ اللہ کی ماطن کتاب ہے۔ اللہ کا سچا قرآن ہے۔
فانا را اللہ تعالیٰ بآبی محمدؐ ظلمہا	فانا را اللہ تعالیٰ بآبی محمدؐ ظلمہا	فانا را اللہ تعالیٰ بآبی محمدؐ ظلمہا	فانا را اللہ تعالیٰ بآبی محمدؐ ظلمہا
و کشف عن القلوب برہمہا۔	و کشف عن القلوب برہمہا۔	و کشف عن القلوب برہمہا۔	و کشف عن القلوب برہمہا۔
و جعل عن الابصار عمیرہا۔	و جعل عن الابصار عمیرہا۔	و جعل عن الابصار عمیرہا۔	و جعل عن الابصار عمیرہا۔
نقام فی الناس بالہدایۃ۔	نقام فی الناس بالہدایۃ۔	نقام فی الناس بالہدایۃ۔	نقام فی الناس بالہدایۃ۔
فانقذہم من الغوایۃ	فانقذہم من الغوایۃ	فانقذہم من الغوایۃ	فانقذہم من الغوایۃ
ہدایۃ الی الدین القویم	ہدایۃ الی الدین القویم	ہدایۃ الی الدین القویم	ہدایۃ الی الدین القویم
و دعاهم الی الصراط المستقیم	و دعاهم الی الصراط المستقیم	و دعاهم الی الصراط المستقیم	و دعاهم الی الصراط المستقیم
ثم قبضہ اللہ الیہ قبضۃ رافۃ و اختیار و رغبتہ و ایثار۔	ثم قبضہ اللہ الیہ قبضۃ رافۃ و اختیار و رغبتہ و ایثار۔	ثم قبضہ اللہ الیہ قبضۃ رافۃ و اختیار و رغبتہ و ایثار۔	ثم قبضہ اللہ الیہ قبضۃ رافۃ و اختیار و رغبتہ و ایثار۔
فمحمد عن تعب ہذا الدار فی راحۃ قد حفت بالملائکہ الابرار و رضوان الرب الغفار و مجاورۃ الملک الجبار	فمحمد عن تعب ہذا الدار فی راحۃ قد حفت بالملائکہ الابرار و رضوان الرب الغفار و مجاورۃ الملک الجبار	فمحمد عن تعب ہذا الدار فی راحۃ قد حفت بالملائکہ الابرار و رضوان الرب الغفار و مجاورۃ الملک الجبار	فمحمد عن تعب ہذا الدار فی راحۃ قد حفت بالملائکہ الابرار و رضوان الرب الغفار و مجاورۃ الملک الجبار
صلی اللہ علی ابی نبیہ و حبیبہ و امینہ علی و حبیہ و السلام علیہ و رحمۃ اللہ و بركاتہ۔	صلی اللہ علی ابی نبیہ و حبیبہ و امینہ علی و حبیہ و السلام علیہ و رحمۃ اللہ و بركاتہ۔	صلی اللہ علی ابی نبیہ و حبیبہ و امینہ علی و حبیہ و السلام علیہ و رحمۃ اللہ و بركاتہ۔	صلی اللہ علی ابی نبیہ و حبیبہ و امینہ علی و حبیہ و السلام علیہ و رحمۃ اللہ و بركاتہ۔
انتم یا عباد اللہ نصب امرہ و نہیہ۔	انتم یا عباد اللہ نصب امرہ و نہیہ۔	انتم یا عباد اللہ نصب امرہ و نہیہ۔	انتم یا عباد اللہ نصب امرہ و نہیہ۔
و حملۃ دینہ و وحیہ۔	و حملۃ دینہ و وحیہ۔	و حملۃ دینہ و وحیہ۔	و حملۃ دینہ و وحیہ۔
وامناء اللہ علی انفسکم و بلغاؤہ الی الامم و زعمیم حق لہ فیکم۔	وامناء اللہ علی انفسکم و بلغاؤہ الی الامم و زعمیم حق لہ فیکم۔	وامناء اللہ علی انفسکم و بلغاؤہ الی الامم و زعمیم حق لہ فیکم۔	وامناء اللہ علی انفسکم و بلغاؤہ الی الامم و زعمیم حق لہ فیکم۔
و عہد قد مہ الیکم۔ و بقیۃ استخلفہا علیکم۔	و عہد قد مہ الیکم۔ و بقیۃ استخلفہا علیکم۔	و عہد قد مہ الیکم۔ و بقیۃ استخلفہا علیکم۔	و عہد قد مہ الیکم۔ و بقیۃ استخلفہا علیکم۔
کتاب اللہ الناطق۔ و القرآن الصادق۔ اللہ کی ماطن کتاب ہے۔ اللہ کا سچا قرآن ہے۔	کتاب اللہ الناطق۔ و القرآن الصادق۔ اللہ کی ماطن کتاب ہے۔ اللہ کا سچا قرآن ہے۔	کتاب اللہ الناطق۔ و القرآن الصادق۔ اللہ کی ماطن کتاب ہے۔ اللہ کا سچا قرآن ہے۔	کتاب اللہ الناطق۔ و القرآن الصادق۔ اللہ کی ماطن کتاب ہے۔ اللہ کا سچا قرآن ہے۔



وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ

- ۱۳ - وصلة الارحام منساة للعصر - صلہ رحمی عمریں احنافہ کے لیے واجب کی ہے -
- ۱۴ - والقصاص حقناً للبدن ماء - قصاص حقناً للبدن ماء -
- ۱۵ - والوفاء بالذمت تعريضاً للمغفرة - الوفاء بالذمت تعريضاً للمغفرة -
- ۱۶ - وتوفية المكيال والميزان تغييراً للنفس - توفية المكيال والميزان تغييراً للنفس -
- ۱۷ - والغنى عن شرب الخمر تنزيهاً عن المرجس - الغنى عن شرب الخمر تنزيهاً عن المرجس -
- ۱۸ - اجتناب القذف حياً من اللعنة - اجتناب القذف حياً من اللعنة -
- ۱۹ - وترك السرقة إيجاباً للعقبة - وترك السرقة إيجاباً للعقبة -
- ۲۰ - وحرم الله الشرك اخلاصاً له برؤوبيت فالتقوا الله حق تقاته - وحرم الله الشرك اخلاصاً له برؤوبيت فالتقوا الله حق تقاته -
- لہذا اللہ سے اس طرح ڈرو جس طرح اس سے ڈرنے کا حق ہے - اور مسلمان ہو کر ہی موت کو گلے لگانا -
- واطيعوا الله فيما اكرم به ونهاكوبه - اما بھنشی اللہ من عبادۃ العلماء -
- جس چیز کا اللہ نے حکم دیا ہے - یا جس چیز سے اللہ نے روکا ہے اس میں ان کی اطاعت کرو - بندگان خدا میں سے علماء ہی خوف خدا رکھتے ہیں -

ایہا الناس اعلمو انی فاطمة ابی محمد  
اقول عوداً ویداً - ولا اقول ما  
اقول غلطاً -

ولا افعل ما افعل شططاً - لقد  
جاءكم رسول من انفسكم - عزیز  
علیه ما عنتم -

حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم  
فان تعزوه وتعزوه -

تجد وہ ابی دون نسا نکھ -

لوگو! یقین رکھو! میں فاطمہ ہوں - اور میرا باپ محمد ہے  
ہزار مرتبہ میں یہ بات کہہ سکتی ہوں - میں جو کہہ رہی ہوں -  
غلط نہیں کہہ رہی -

میں جو کچھ کروں گی - بقیائدہ نہیں کروں گی - تمہارے مابین  
تمہارے لیے رسول آیا ہے - جو تم کہتے  
ہو اس کے لیے بڑا شاق ہے -

تمہارے معاملہ میں بڑے کرپس تھے - مومنین کے لیے  
رؤف درحیم تھے - اگر تم اس کا احترام کرتے اور اسے  
پہنچانتے؟

تم میں سے وہ کسی کی عورت ہے جو یہ کہہ سکے کہ محمد  
میرا باپ ہے -

وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ

محمد کا بھائی میرا چچا زاد ہے تم سے کوئی نہیں۔ بہترین ادا  
قابلِ فخر رشتہ ہے۔ انہوں نے بلا لومہ لام تہلیل رسالت  
کی۔

وہ مشرکین کے عقائد سے متنفذ تھے۔ انہوں نے راہ خدا کی دانشمندی اور نصیحت سے دعوت دی۔

وہ بتوں سے دور نئے۔ سروں کو اڑاتے تھے۔ حتیٰ کہ تمام لوگ شکست کھا کر بھاگ گئے۔ حتیٰ کہ رات کی تازہ صبح کے اجالائیں بدل گئی۔ اور حق خالص کھل کر سامنے آگیا۔ رکن دین گو یا ہوا۔ شامین کی لولتی مند ہو گئی۔

تفاق کے داعی دب گئے۔ کفر کی تمام گہری کھلی گئی۔  
 علامہ اخلاص چند سفید رو افراد کے لیے ان کی زندگی بن  
 گیا۔ اور وہ ہیں جن سے اللہ نے ہر قسم کا جس دور رکھ  
 کے ان کے کا حق ظاہر ہونے کا اعلان فرمایا۔ تم اس  
 وقت جہنم کے کنارہ رہتے۔

اللہ نے تمہیں میرے باپ محمدؐ کے ذریعہ اس جہنم سے نجات دی۔ وہ وقت یاد ہے جب راستوں پر کھڑے ہو کر پیتے تھے۔ اور انتہائی ذلت سے تمہیں روٹ کا ٹکڑا نصیب ہوتا تھا۔ تمہیں ہر وقت ارد گرد لوگوں کے آجانے کا دھڑکا لگا رہتا تھا۔ اللہ نے میرے باپ محمدؐ کے ذریعہ اس ذلت سے بہت تراز لیا۔ کچھ تمہیں نجات دی۔ حالانکہ بہت سے لوگ رب کے بھڑیئے۔ اور اہل کتاب سے مرتد افراد نے ان کی راہ میں قدم قدم پر کانٹے بچھائے۔ جب بھی ان لوگوں نے اثر رنجک مٹھ کا لی اللہ نے اسے بچا

یا۔ یا جب کہیں شیطان نے سینگ نکالا۔ یا جہاں  
میں مشرکوں، مجسمہ روتھار کرنے کی کوشش کی تیرے



وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ	وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ	وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ	وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ
اخاه في لهواتها -	بپ نے اپنے بھائی کو ان شعلوں میں جھونک دیا -	قلا يتكفى حتى بطاضما مها	اس نے کبھی منہ نہ موڑا حتیٰ کہ اس نے اپنی شجاعت
باصحصه ويخمد لهسبها	سے فتنہ کو ختم کر دیا اور اپنی تلوار سے جنگ کے شعلے	بسيفه -	بجھا دیئے -
صلدا في ذات الله -	اس کا نصب الیہیں فقط ذات توحید ہوتی تھی - اس کی	مجتهدا في امرالله - قرييامن	کوشش فقط امر خدا کی کامرانی ہوتی تھی - ہر جگہ رسولؐ پر
رسول الله -	سایہ کی طرح قریب رہا -	سيدا في اولياء الله - مشمرا	ہمیشہ اولیائے خدا میں سردار رہا - ہمیشہ آمادہ جنگ
ناصحاً - مجداً - كادحاً -	رہا - ہمیشہ اسلام کی تبلیغ کرتا رہا - ہمیشہ کوشش کرتا رہا	وانتقم رفاهية في	ہمیشہ مصائب بھیتا رہا - اور تم اس وقت اپنے خیام
العيش - وادعون -	میں بیٹھ کر آرام سے مزے اڑاتے رہے - تم کنارہ	فأكهون - آمنون -	کشی رہے -
ستر بصون بنا الدوائر -	غنیت حاصل کرتے رہے - امن سے بیٹھے رہے -	ومتوكفون الاخبار - تنكصون	ہم پر مصائب ٹوٹنے کا انتظار کرتے رہے -
عند التزال وتفروت عن	آنے جانے والوں سے حالات جنگ پر پختے رہے	القتال -	ہر جنگ میں یک سو رہے اور ہر شدت جنگ میں پیٹھ
فلما اختار الله لنبيه دار انبيائه	دکھاتے رہے	وما وى اصفياثه -	جب اللہ نے اپنے نبی کے لیے دار الانبیاء کو منتخب
ظهرت فيكوحسكة النفاق - و	کیا - اس جگہ کو پسند کیا جو اس کے مصطفیٰ افراد کے لیے ہے	اشمل جلياب الدين - ونطق كاظم القادين	تمہارا پوشیدہ نفاق ظاہر ہو گیا - شک کی چادر تم پر چھا
وبعز حامل الاقليين - وهدر فتيق	گئی - گمراہ کنندوں کا سربراہ بولنے لگا -	المبطلين - فحضر في عرصا تكه -	بھاگنے والوں کا سرچشمہ پھوٹ نکلا - باطل توازنوں
واطلع الشيطان راسه من	کے منہ سے جھاگ بہنے لگی - وہ تمہارے درمیان گھس	فغرة - هاتفاً بكه - فالعاكه	گیا -
	شیطان نے اس کے سر سے اپنے سینگ نکال دیے		اس نے تمہیں بلالیا - اس نے دیکھا تم اس کی دعوت پر لپک

لدعوة مستجبین -

کہو گے۔

وللعثرة فيكم ملاحظين -

تم لغزش کو دیکھنے لگے۔ اس نے تمہیں اٹھنے کو کہا اس

تم استغفر منكم فوجدكم خفافاً

نے دیکھا کہ تم تو بڑے ہلکے تھے۔ اس نے تمہیں آمادہ کیا

واحتكم فالفاكم غضباً نا -

اور تمہیں اپنی ہاں میں ہاں ملائے والا دیکھا۔

توسمحتكم غير ابلکم -

تم نے اپنے اونٹ کو چھوڑ کر دوسرے پر علامت

ووردتم غير شربکم -

لگا دی۔ تم نے اپنے گھاٹ کو چھوڑ دیا اور دوسرے

سے پانی پینے لگے۔

هذا والعهد قريب - والكلم رحيب -

مگر یاد رکھو وعدہ گاہ قریب ہے مگر بہت گہرا ہے۔ یہ

والجرح لما يتدمل - والرسول

زخم مندمل ہونے والا نہیں ہے۔ ابھی تک تو رسولؐ

ألا في الفتنة سقطوا -

کا جنازہ رکھا تھا۔

ابتد رتموز عتم خوف الفتنة

تم نے جلد بازی کی۔ اور تمہارا یہ خیال تھا کہ فتنہ بھڑک

سقطوا -

اٹھے گا۔ حالانکہ تم خود فتنہ میں کود چکے ہو۔

وان جهنم محیطة بالناظرین - فہیات

جہنم کفار پر غالب ہے۔ انوس ہے تم پر۔ کیا کو گے

منکم - وکیف بکم - وانی تو نکون -

اور کہاں ڈگی گائے پھرو گے۔

وكتاب الله بین اظهرکم - امورة ظامرة

کتاب خدا تمہارے سامنے ہے۔ اس کے معاملات

واحکامہ زاهرۃ - اعلامہ باهرۃ -

واضح اور احکام روشن ہیں۔ اس کے دلائل لاجواب ہیں

وزواجرة لائحۃ - ووامرۃ وافحۃ

قرآن کی بھڑکیاں واضح ہیں۔ قرآن کے معاملات غیر مبہم

قد خلفتموہ وراء ظہورکم -

ہیں۔ تم نے قرآن کو بہت پیچھے پھینک دیا ہے۔

الرجبة عنه تدبرون ام بغیرہ

کیا یہ سب کچھ قرآن سے نفرت کا نتیجہ ہے۔ میں میں تمہیں

تحکمون -

غور کرنا تھا۔ اب کیا قرآن کے علاوہ کسی چیز سے فیصلہ کرو گے

بئس للظالمین بدلا - ومن یبتغ

ظالمین کا انجام بہت بُرا ہوگا۔ جو بھی قرآن کے علاوہ کوئی

غیر الاسلام دینا فلن یقبل منه وھونی

اور دین چاہے گا اس سے قبول نہ کیا جائے گا اور آخرت

الآخرة من الخاسرین -

میں وہ خاسرین سے ہوگا۔

ثم لم تلبثوا لادیت - ائتسکن نفرتھا

تم بہت کم دن ہی زندہ رہو گے۔ کیا یہ نفرت ختم ہو جائے

ویسلس قیادھا - ثم اخذتم تورون

گی؟ کیا اس نفرت کے قائد رہ جاؤ گے پھر تم اس

وقد تھا -

کی چنگاریوں کو پھونکنے لگے ہو۔



وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ

خُطْبَةُ نَضْرَ سُولُ دَرَبَارِ الْبُكْرَمِيْنَ

وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ

وِيرِثُ مِنْ آلِ يَعْقُوبَ -

وَقَالَ اَيْضًا -

۳- اُولُو الْاِرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلَى بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللّٰهِ -

۴- يُوْصِيْكُمْ اللّٰهُ فِيْ اَوْلَادِكُمْ لِلَّذِيْ كَرُمْتُكَ

حِطَّ الْاَنْثِيَيْنِ -

۵- اَنْ تَرْكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَ

الْاَقْرَبِيْنَ بِالْمَعْرُوفِ حَقًّا عَلٰى الْمُتَّقِيْنَ -

وَزَعَمْتُمْ اَنْ لَا حِطْوَةَ لِيْ -

وَلَا رِثَ مِنْ ابِيْ - وَلَا رَحْمَ

بِيْتَنَا -

اَفْخَصَكُمْ اللّٰهُ يَايَةَ مِنْ الْقُرْآنِ

وَاَخْرِجْ اَبِيْ مُحَمَّدًا مِّنْهَا

اَمْ هَلْ تَقُوْمُوْنَ اَنْ اَهْلَ الْمَلِيْنِ

لَا يَتَوَارِثُوْنَ ؟

❖

اُولَسْتَ اَنَا دَابِيْ مِنْ اَهْلِ مِلَّةِ

وَاحِدَةٍ ؟ اَمْ اَنْتُمْ اَعْلَمُ بِمَخْصُوصِ

الْقُرْآنِ مِنْ اَبِيْ دَابِيْ عَمِيْ -

قَدْ وَكَلَهَا تَحْطُومُهُ مَوْحُوْلَةُ

تَلْقَاكَ يَوْمَ حَشْرِكَ -

❖

فَنَعَمْ الْحُكْمُ اللّٰهُ وَنَزْعِيْمُ مُحَمَّدٍ وَالْمَوْعِدُ

الْقِيَامَةِ - وَعِنْدَ السَّاعَةِ يَحْضُرُ الْمَيُّطُونَ -

وَلَا يَنْفَعُكُمْ اِذْ تَنْدُمُونَ - وَكُلُّ

بِنَاءٍ مُّسْتَقَرٌّ وَ سَوُوفَ

جو میرا اور آل یعقوب کا وارث ہو۔ پھر قرآن کہتا ہے

کتاب خدا میں اقرباء بعض کی نسبت بعض زیادہ حقدار

وارث ہیں۔ یہ بھی قرآن ہی فرماتا ہے۔

اللہ تمہیں اولاد کے سلسلہ میں وصیت کرتا ہے کہ

بیٹے کو دو بہنوں کے برابر حصہ دو۔ یہ بھی اللہ نے فرمایا

اگر متوفی ترکہ چھوڑ جائے تو والدین اور اقربین کے ساتھ

نیک وصیت پر عمل کرنا بھی متقین کا فریضہ ہے۔

تم نے یہ فرمائی کہ کیا ہے کہ میرا کوئی حصہ نہیں ہے

میں اپنے باپ کی وارث ہی نہیں۔ میرا باپ سے

کوئی رشتہ نہیں۔

کیا قرآن میں تمہارے لیے کوئی مخصوص آیت موجود ہے

جس میں میرے باپ کو اس حکم سے باز رکھا گیا ہو؟

یا کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ دو مختلف مذہب رکھنے والے

ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوتے؟

کیا تمہارے خیال میں میں اور میرا باپ ایک مذہب

پر نہ تھے؟ یا کیا تم میرے باپ اور چچا زاد کی نسبت

احکام قرآن کے زیادہ عالم ہو۔

آج دیکھ لے تیرے سامنے اپنے باپ کی میراث سے

محروم عنقریب ہو کر جانے والی نیت نبی جو کل یوم حشر تیرا

دامن پکڑے گی۔

میرا بہترین ثالث اللہ ہے۔ وکیل محمد ہے اور باطل پرست

دربار قیامت کے دن گھائے میں رہیں گے

اس دن تم پشیمان ہو گے لیکن یہ پشیمانی تمہیں کوئی فائدہ

نہ دے گی۔ ہر آغاز کا انجام ہوتا ہے اور عنقریب تمہیں





خطبہ و خیر رسول در بار ابوبکر

والی العصر ثرث والی العصر ثرث والی العصر ثرث

ہاں اس سے قبل بھی انبیاء و رسل الہیہ کے سلسلہ میں  
واضح فیصلے اور حتمی فیصلے موجود تھے۔ محمد رسول خدا ہی  
تھے۔

اگر محمد وفات پا گیا۔ یا شہید کر دیا گیا تو تم اپنے سابقہ  
قدموں پر پھر جاؤ گے۔ لیکن یاد رکھو جو اپنے سابقہ قدموں  
پر پھر اودہ اللہ کو ذرہ بھر بھی نقصان نہیں دے سکے  
گا اور اللہ شکر گزاروں کو جزائے خیر ہی دے گا۔  
قبلہ والو! آنکھیں کھولو!

میرے بابا کی میراث لٹ رہی ہے تم دیکھ رہے ہو۔  
سن رہے ہو۔ اور تم سب جمع ہو۔ تمہیں دعوت دی جا  
رہی ہے۔

لیکن تم ہجرت میں ہو۔ تم خاندان والے ہو۔ تم مالدار ہو  
تم بات کر سکتے ہو اور طاقت رکھتے ہو تمہارے پاس  
ہتھیار بھی ہیں اور ڈھال بھی ہے۔

تمہیں دعوت دی جا رہی ہے اور تم کوئی جواب نہیں  
دیتے۔ تمہیں فریاد کی جا رہی ہے اور تم فریاد ہی نہیں  
کرتے۔

حالانکہ تمہاری فریاد ہی معروف ہے۔ تم خیر و صلاح میں  
مشہور ہو۔ ہم اہلبیت کی وہ نجات اور وہ جتنی ہونا جو  
اللہ نے ہمیں عطا کیا ہے۔ اس کے لیے تم پورے  
عرب سے لڑے۔ تم نے مصائب اور مشکلات برداشت  
کیں۔ تم نے قبیلوں کو شکست دی۔

تم نے اس کا دفاع کیا ہے۔ جب اسلام کی چکی ہمارے  
حق میں چلی۔ زمانہ کا دودھ تمہارے سامنے بہا شرک کی  
بنیادیں ڈھے گئیں۔

اتہامات کے طوفان تم گئے کفر کی آگ بجھ گئی مصائب

و لقبلہ ما حل با نبیاء اللہ  
ورسلہ حکم فصل وقضاء  
حکم۔ ما محمد الارسل۔  
اقان مات او قتل لا تقلبتم  
علی اعقابکم ومن ینقلب علی  
عقبہ فلن یضر اللہ شیئاً  
وسیحزی اللہ الشاکرین۔  
ایہا بنی قبلہ۔

اهظم تراث ابی وانتم ہرألی منی  
ومسمع و مجتمع۔ تلبسکم  
الدعوة۔

وتشملکم الحیرۃ۔ وانتم  
ذو والعدۃ والعدۃ۔ والادۃ  
والقوۃ۔ عندکم السلاح والجنۃ۔

اتوا فیکم الدعوة فلا تجیبون۔ و  
تاتیکم الصرخۃ فلا تغیشون۔

وانتم موصوفون بالکفاح۔  
ومعروفون بالخیر والصلاح  
والنہیۃ الی انتہیۃ الخیرۃ

اللی اخیترت لنا اہلبیت قاتلم العرب  
وقتلکم الکرد والتعب وناطحتکم الرام۔

وکافحتم الیہ حتی اذا دارت بہارجی  
الاسلام ودرحلب الایام۔ وخضعت  
ثغرة الشریک۔

وسكنت قورۃ الافک۔ وخدمت

والعصر ثرث والی العصر ثرث والی العصر ثرث

محمد رسول خدا

اور تنگی کے دن گزر گئے۔ سلسلہ دین مضبوط ہو گیا۔

سامنے آنے کے بعد تم کہاں چلے گئے؟ ظاہر ہونے کے بعد کہاں چھپ گئے؟ آگے بڑھنے کے بعد کیوں پیچھے ہٹ گئے؟

ایمان کے بعد کیوں مبتلائے شرک ہو گئے۔ بد نصیب ہے وہ قوم جو اپنی قسم توڑ دے اور رسول کی شہر بدری کا ارادہ کر لیں حالانکہ ابتداء انہی نے کی تھی۔

کیا ان سے ڈرتے ہو حالانکہ اللہ سے ڈرنا چاہیے بشرطیکہ تم مومن ہو۔ میں دیکھ رہی ہوں کہ تم ہمیشہ کی ذلت پر راضی ہو چکے ہو۔

جو قرب کا زیادہ حقدار تھا اسے تم نے دور کر دیا ہے اگر تم اور روئے زمین کے تمام باسی بھی کافر ہو جاؤ۔ تو بھی اللہ بے نیاز اور محمود ہے۔

جو کچھ میں نے کہا ہے یہ جانتے ہوئے کہا ہے کہ تم اس ذلت کے سامنے جھک چکے ہو جو تم پر مسلط کر دی گئی ہے۔

تمہیں اس دھوکے کا احساس ہو چکا ہے جس سے تمہارے دل بخوبی آشنا ہیں۔

یہ صرف میرے دل کا خبر تھا۔ دل کے پیچھے مخے اور اتمام حجت تھا۔ اس کی لعنت ہمیشہ تک تمہارے ساتھ رہے گی۔

غضب خدا سے موصوف رہے گی۔ دائمی رسوائی ہوگی اللہ کی دلوں پر چھا جانے والی آگ سے متصل رہے گی جو کچھ تم نے کیا ہے نگاہ قدرت کے سامنے ہے۔ عنقریب ظالم جان لیں گے کہ کس انجام سے دوچار ہوئے ہیں

نیران الکفر۔ وهدئت دعوة الهرج والمرج۔ و

استوثق نظام الدین۔ فانی خرقتم بعد البیان؟ واسررت بعد الاعلان؟ و نکصتم بعد الاقدام۔

واشركتم بعد الايمان؟ بیوسا لقوم نکثوا ایمانہو۔ دھوا یا خراج الرسول دھم بدو کہ اول مرتہ۔

اتخشونہم قابلاًہ حق ان تخشوا ان کنتم مومنین۔ و قداری بان اخلدتم الی الخفض۔

و ابعدتم من هو احق بالیسط۔ فان تکفروا انتم ومن فی الارض جمیعا۔ فان اللہ غنی حمید۔

الا وقد قلت ما قلت هذا علی معرفة منی بالخذلة التي خامرتکم۔

والقدرة التي استتعتہا قلوبکم۔

فیضة النفس وثبته الصدر وتقدمة الحجية۔ فاحتقبوها باقية العار۔

موصوفة بغضب من اللہ۔ و شنار الاید۔ موصولة بنار اللہ الموقدة التي تطلع علی الافئدة۔ فبعین اللہ ما تفعلون۔ وسیعلم الذین ظلموا ای

منقلب ینقلبون۔

خطبہ دفتر رسولؐ دربار ابو بکرؓ میں

والی العصر ٹرسٹ والی العصر ٹرسٹ والی العصر ٹرسٹ

وانا انبتہ نذیر لکم بین یدی  
عذاب شدید - فاعملوا انا  
عاملون -

میں تمہارے نذیر کی بیٹی ہوں تمہیں عذاب شدید سے  
اب بھی ڈراتی ہوں - تم اپنا کام کرتے رہو ہم اپنا کام  
کریں گے -

فانتظروا وانا لانتظرون -  
تم بھی انتظار کرو اور ہم بھی انتظار کرتے ہیں -

اس کے بعد بنت رسولؐ نے قبر نبیؐ کی طرف متوجہ ہو کر عرض کیا -  
بابا تیرا لگا پارہ پارہ ہو گیا - بابا مصائب کے وہ پہاڑ ٹوٹے ہیں کہ اگر دنوں پر آتے تو دن راتوں میں بدل جاتے  
بی بی واپس گھر آئی - اور صاحب فراش ہو گئی - دن بدن مرنے بڑھتا گیا - اسقاط محسن کا درد روز بروز فزونیٰ تر ہوتا گیا  
ایک دن عمرؓ والو بکڑے نے حضرت علیؓ سے دفتر زہراؓ کا حال پوچھا - تو آپؓ نے بتایا کہ زندگی کے آخری ایام  
میں ہے -

ان دونوں نے کہا - اگر آپؓ ہمیں اجازت لے کر دیں تو جو کچھ ہم سے ہو گیا ہے - ہم اس کی معذرت کر لیں -  
حضرت علیؓ نے دفتر رسولؐ سے فرمایا -

ایتعا الحرة فلان وفلان علی بالباب یرید ان یسلما علیک قہا ترین -  
اے رسولؐ کی دختر نیک اختر فلان فلان دروازہ پر کھڑے ہیں اور آپؐ کی عیادت کرنا چاہتے ہیں - آپؐ کا کیا

خیال ہے؟

جناب سیدہؓ نے جواب دیا:

البيت بیتک والحرة امتک فافعل ما تشاء -

یہ گھر آپؐ کا گھر ہے اور آزادہ امتک آپؐ کی کنیز ہے - جیسا مناسب ہو دیکھا کر لیں -

آپؐ نے فرمایا:

پھر پردہ بنالیں - بنت نبیؐ نے پردہ بنایا - یہ دونوں اندر داخل ہوئے اور کہا -

اے دفتر رسولؐ جو کچھ ہونا تھا ہو گیا - اب ہم سے راضی ہو جائیں -

بی بی نے فرمایا: تمہیں اس بات کی ضرورت کیوں پڑی ہے؟

ان دونوں نے جواب دیا - ہمیں اعتراف ہے کہ ہم نے آپؐ پر ظلم کیا ہے -

بی بی نے فرمایا - اگر تم سچ کہہ رہے ہو تو پھر جو کچھ میں پوچھوں اس کا وہی جواب دو - جو تمہیں معلوم ہو -

ان دونوں نے کہا - آپؐ جو پائیں پوچھیں -

بی بی نے فرمایا:

میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتی ہوں کیا تم نے میرے نبیؐ یا با سے سنا تھا کہ - فاطمہؓ میرا حصہ ہے جس

وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ

نے اسے اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی؟

ان دونوں نے کہا۔ بالکل ہم نے آپ کے بابا سے سنا ہے۔

اس کے بعد نبی نے دونوں ہاتھ سوئے آسمان بند کئے اور عرض کیا۔

اللہم اقمنا قد اذیانی وانا استکوها اے اللہ! ان دونوں نے مجھے تکلیف دی ہے۔

ایک والی رسولک۔ میں ان دونوں کا شکوہ تیری بارگاہ میں اور اپنے بابا کو

کرتی ہوں۔

لا والله لا ارضی عنکما ابداً بخدا! میں کبھی تم دونوں سے راضی نہیں ہوں گی۔ حتیٰ کہ

حتیٰ المقی اللہ واخبرہ بما میں اللہ کے دربار میں حاضر ہو کر اسے بتاؤں کہ تم

صنعتما فیکون هو الحاکم دونوں نے مجھ سے کیا سلوک کیا۔ پس وہی تمہارے

فیکما۔

یہ سن کر ابو بکر رونے لگے۔ عمر نے کہا:

اتجزع من قول امرأة۔ کیا ایک عورت کی باتوں سے آنسو بہانے لگے ہو۔

# وفات دختر نبیؐ

بعد از وفات نبی اکرمؐ دختر نبیؐ کی زندگی میں مورخین کا بہت زیادہ اختلاف ہے۔ لیکن تمام ترا اختلاف کے باوجود کسی مورخ نے چھ ماہ سے زیادہ اور چالیس دن سے کم نہیں لکھا۔ آئمہ اہلبیتؑ سے معتبر روایات کے مطابق ڈھائی ماہ ہے۔

بحار میں مقاتل الرطالین کے مصنف ابو الفرج نے نقل کیا ہے کہ امام باقرؑ سے بی بی کی شہادت بعد از شہادت نبیؐ تین ماہ مروی ہے۔

سلیم ابن قیس ہلالی کے مطابق بعد از شہادت نبیؐ بی بی کی شہادت چالیس دن بعد ہوئی۔

علامہ طبرسی کی دلائل الامتہ میں بعد از شہادت رسول اکرمؐ بی بی کی شہادت ڈھائی ماہ بعد مذکور ہے۔ اور سبب وفات عترت کے چچا زاد قنفذ کا وہ دار ہے جو اس نے نوک تلوار سے عترت کے حکم سے بی بی کے پہلو پر کیا تھا۔ جس سے جناب محسن کی صدف عصمت میں شہادت ہوئی۔

منائب شہر آشوب میں جو لکھا ہے۔ وہ یہ ہے۔ جب نبی اکرمؐ کی شہادت ہوئی اس وقت بنت رسولؐ کی کل عمر اٹھارہ برس اور سات ماہ تھی۔ بعد از شہادت نبیؐ بنت رسولؐ بہتر دن اور بیض کے بقول پچھتر دن زندہ رہیں۔ ہلالی کے مطابق بی بی چالیس دن زندہ رہیں اور یہی اصح قول ہے۔ ۱۳ ربیع الثانی شب ہفتہ بی بی نے اس دار فانی کو الوداع کہی۔ آپ کا مزار جنت البقیع میں ہے۔ بعض مورخین کے بقول آپ کو اپنے گھر میں دفن کیا گیا۔ اور بعض مورخین نے بتایا ہے کہ بی بی کا مزار مزار رسولؐ اور منبر کے مابین ہے۔

● بحار میں بیون المعجزات کے حوالہ سے علامہ مجلسی نے لکھا ہے کہ دختر رسولؐ کی عمر بوقت شہادت اٹھارہ برس اور دو ماہ تھی۔ بعد از نبیؐ دختر نبیؐ پچھتر دن دنیا میں رہیں۔

## تاہوت :

کشف الغمہ میں اسانیت عیسٰی سے مروی ہے کہ مجھے دختر رسولؐ نے فرمایا۔



## وقات دفتر نبی

والی العصر ترست والی العصر ترست والی العصر ترست

اسماء میں نے آج تک کسی عورت کے میت کو قبرستان میں لے جاتے ہوئے با حجاب نہیں دیکھا۔ مرد کی طرح میت پر کپڑا ڈال دیا جاتا ہے۔ جب کہ عورت کا پردہ محفوظ نہیں رہتا۔ میں نے عرض کیا۔ بی بی میں نے جبشر میں عورت کی میت کو دیکھا ہے مجھے وہ بہت پسند آیا ہے میں آپ کو عرض کرتی ہوں۔ اس میں عورت کی میت بالکل چھپ جاتی ہے۔ نہ جسامت کا پتہ چلتا ہے۔ اور نہ قد کا۔ میں نے جیسے دیکھا تھا بی بی کو ویسے بنا کے دکھایا۔ جسے دفتر رسولؐ نے بہت پسند فرمایا۔ اور فرمایا میرے میت کو اسی طرح پوشیدہ رکھنا۔

روضۃ الواعظین کے مطابق دفتر رسولؐ چالیس دن تک صاحب فرشتہ رہیں جب بی بی کو پتہ چلا کہ آج آخری دن ہے۔ بی بی نے اپنے دونوں بیٹوں کو ہنلایا اور صاف کپڑے پہنا کر فرمایا: جاؤ میرے بچو! اپنے نانا کے مزار پر میری صحت کے لیے دعا مانگو۔

اسماء بنت عیسٰی کہتی ہے کہ بی بی نے مجھے فرمایا۔ اسماء میں اپنے حجرہ عبادت میں جا رہی ہوں جب تک میری صدمائے تسبیح آتی رہے سمجھنا میں زندہ ہوں۔ جب صدمائے تسبیح بند ہو جائے مجھ لینا میں اپنے بابا کے پاس پہنچ گئی ہوں۔

پھر فرمایا۔ اسماء ایسا کہ ایک مرتبہ میرے ابن عم کو بلالا۔

میں حضرت علیؓ کو بلا کے لائی۔ بی بی نے عرض کیا۔ یا علیؓ! میری کچھ وصیتیں ہیں کچھ میرے بعد آپ کو لکھی ہوئی ملیں گی اور کچھ میں آپ سے زبانی عرض کرنا چاہتی ہوں۔

حضرت علیؓ نے فرمایا:

اے دفتر رسولؐ میری ہر وصیت پر انشاء اللہ عمل ہوگا۔

بی بی نے عرض کیا۔ یا علیؓ! میری ہر وفات کو کئی نہ کرنا۔

مجھے وقت ثنّب دفن کرنا۔

جن لوگوں نے مجھ پر مظالم کئے ہیں انہیں میرا جنازہ پڑھنے کی اجازت نہ دینا۔

یا علیؓ! تاقیامت آنے والی اولاد کو میرا سلام پہنچا دینا۔

یا علیؓ! بچے ماں کے بعد بے سہارا ہو جاتے ہیں ان کا خیال رکھنا۔

یا علیؓ! قافلہ کلابیہ سے شادی کرنا وہ میرے بچوں سے میری طرح پیش آئے گی۔

اسماء کہتی ہے کہ اس کے بعد بنت رسولؐ نے حضرت علیؓ کو مسجد میں جانے کے لیے عرض کیا۔ اور مجھے فرمایا۔

میرے حسنین کو میری وفات سے پہلے کھانا کھلا دینا۔ اور فلاں جگہ حنوط رکھا ہے۔ جو بابا نے مجھے دیا

تھا۔ میرے قریب لا کر رکھ دے۔ اس کے بعد بنت نبیؐ حجرہ عبادت میں تشریف لے گئیں۔ کچھ دیر بعد آواز تسبیح رک

## وفات دختر نبیؐ

وَلِي الْعَصْرِ ثَمَرُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَمَرُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَمَرُثٌ

گئی۔ میں دوڑ کر اندر آئی۔ دیکھا تو بی بی نے چادر اوڑھ رکھی تھی۔ میں نے چہرہ سے چادر ہٹائی تو دیکھا دائیں پہلو پر قبیلہ رخ سورہی تھی دائیاں ہاتھ دائیں رخسار کے نیچے تھا۔ میں نے بین کرنا شروع کیے۔

میں نے بچوں کی آواز سنی۔ جلدی سے باہر آئی۔ دونوں شہزادے پریشان ہو کر اماں اماں کہہ رہے تھے۔ میں نے دونوں سے عرض کیا۔ میرے آقا زادے آؤ۔ کھانا کھاؤ۔

دونوں نے بیک زبان پوچھا۔ اسماء ہماری ماں کہاں ہیں؟

میں نے عرض کیا۔ حجرہ عبادت میں آرام کر رہی ہیں۔

دونوں نے ایک ساتھ سروں سے چھوٹے چھوٹے علمے اتارے اور کہنے لگے اسماء تجھے ہمارے حق کا واسطہ ہیں ماں کے پاس جاتے دے ہماری ماں نانا کے پاس چلی گئی ہیں۔

میں نے عرض کیا۔ بچو آپ کو کیسے پتہ چل گیا ہے؟

دونوں نے جواب دیا۔ اسماء اعلیٰ ابھی ہم قبر نبیؐ پر بیٹھے دعا مانگ رہے تھے کہ نبیؐ کو نبیؐ کے دونوں ہاتھ اپنے حزارے باہر آئے ہمارے سروں پر دستِ شفقت چھ کر فرمایا۔ جاؤ میری زہرا کے بیٹھو تمہاری ماں دینا چھوڑ چکی ہے۔ دونوں اندر داخل ہوئے۔

امام حسنؑ سر ہانے بیٹھ گئے۔ اور امام حسینؑ قدموں کے پاس بیٹھ گئے۔ حسنؑ نے پیشانی کا بوسہ لیا۔ اور حسینؑ نے قدموں کا بوسہ لیا۔ حسنؑ نے کہا۔ ماں نانا کو میرے سلام کہنا۔ امام حسینؑ نے عرض کیا۔ ماں میں تیرا حسینؑ ہوں۔ میرے بھی نانا کو سلام عرض کر کے بتا دیتا۔ نانا تیرے دونوں بیٹے یتیم ہو گئے ہیں۔ اور آپ کی امت ہمیں آرام سے سونے بھی نہیں دیتی۔

میں نے دونوں شہزادوں کی خدمت میں عرض کیا۔ آپ کے بابا مسجد میں ہیں انہیں اطلاع تو کر دو۔

دونوں شہزادے جو نبیؐ مسجد میں آئے اور بابا کو دیکھا۔ بے ساختہ دونوں کی چخیں نکل گئیں اور عرض کیا۔ بابا جان! ہم ماں سے محروم ہو گئے مسجد میں کہرام مٹا رہا ہو گیا۔

یہ سنتے ہی حضرت علیؑ اٹھے۔ گھر تشریف لائے۔ دختر رسولؐ کے سر ہانے بیٹھ گئے اور فرمایا،

اے نبیؐ رسولؐ بعد از رسولؐ تو ہی علیؑ کا تنہا سہارا تھی۔ اب تو بھی علیؑ کو اکیلا چھوڑ کر چلی گئی۔ اب میں کے

تسلی دوں گا اور مجھے کون تسلی دے گا۔

بحار میں عبد اللہ ازوی سے مروی ہے کہ ہم نے جناب فضہؑ سے سنا ہے کہ اسماءؑ اور حضرت علیؑ نے

دختر نبیؐ کو غسل دیا۔ جب غسل رکھن سے فارغ ہوئے تو حضرت علیؑ نے فرمایا:

یا ام کلثومؑ زینبؑ یا فضہؑ۔ یا حسنؑ یا حسینؑ۔ اے ام کلثومؑ زینبؑ! اے فضہؑ! اے حسنؑ! اے حسینؑ! آؤ اپنی

ہلہواؤ تزودوا من امکھ فہذا الفراق ماں کا آخری دیدار کر لو اس فراق کے بعد ملاقات جنت

میں ہوگی۔

انی اشہد اللہ انہا قد حنت و میں اس کو گواہ بنا کے کہتا ہوں کہ میری

کچھ دیر بچے ماں کے سینہ پر پڑے رہے کہ ہائف غیبی نے آواز دی۔

لے بڑا نجاتیہ افریقہ میرے مصائب میں ایک عظیم

ہیرا کی حسرت و انوح شیوؑ

اگرچہ عین جوہری واستعدینی دوست کے لیے جو روشن ترین راہ پر چلا گیا ہے۔

کرمہ انعم دائمی ہے اور میں ہمیشہ اسے دوست کے

امامی طوسی ہیں امام حسین سے منقول ہے کہ میرے بابا نے حسب وصیت دختر رسول کو رات میں دفن کر

السلام عليك يا رسول الله - اے رسول خدا میرا سلام ہو۔

قرۃ عینک و زائدتک والباستۃ      آپ کی نور چشم۔ آپ کے پاس آنے والی شہر آپ کے

العصر ثلث و إلى العصر ثلث	١٤٥	و إلى العصر ثلث و إلى العصر ثلث و إلى العصر ثلث
---------------------------	-----	---

## وفات دختر نبی

ولی العصر ترست ولی العصر ترست ولی العصر ترست

سے جلد ملاقات کو ترجیح والی بیٹی کا بھی سلام ہو۔ رسول خدا آپ کی دختر کی جدائی میں مہر کم ہی ہو گا۔ اور جو حملہ بعض اوقات ساتھ چھوڑ دے گا۔ لیکن آپ کی سنت ہمارے لیے راہ عمل ہے۔ اور جو غم آپ کے فراق سے ہوا ہے۔ وہ ہی مقام صبر ہے۔

میں نے آپ کو حوالہ لکھا تھا اور آپ کی سانس اس وقت آپ کے جسم سے جدا ہوئی تھی جب آپ کا سر میرے سینہ پر تھا۔ آپ کے غسل و کفن کے تمام امور کائیں ہی متولی تھا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ نے اپنی امانت واپس لے لی ہے۔ آپ نے اپنی متاع حیات سنبھال لی ہے۔ آپ نے زہر اپنے ہاتھوں سے وصول کر لی ہے۔ اے رسول خدا اب تو صبرا اور بمرہ زار بے لطف نظر آنے لگے ہیں۔ اے رسول خدا! میرا یہ غم دائمی ہے اور راتیں جاگتے گزریں گی۔ یہ غم اس وقت تک نہیں جائے گا جب تک اللہ وہی مقام میرے لیے منتخب نہ کرے۔ جس میں آپ ہیں۔ اللہ نے کتنا جلدی ہمیں ایک دوسرے سے جدا کر دیا ہے۔ شکوہ بھی بارگاہ خالق میں ہے آپ کی بیٹی آپ کو آپ کی امت کے وہ عام حالات بتائی گی جن سے دوچار ہو کر وہ خود آ رہی ہے اور جن سے میں دوچار ہوں۔ آپ اپنی بیٹی سے تمام حالات پوچھ لیں۔ اور تفصیل سے پوچھیں۔ اللہ ہی فیصلہ فرمائے گا۔ وہی بہترین حاکم ہے۔ اے رسول خدا آپ پر میرا سلام ہو۔ لیکن یہ سلام الوداع کرنے والے کا سلام ہے۔ نہ تو گھبرائے ہوئے اور نہ ہی نہ اٹکنے والے کا سلام ہے۔ اگر میں یہاں سے واپس چلا جاؤں تو تھک

لہا سرعة السحاق يك قل يا رسول الله عن صفيتك صبري وضعف عن سيدۃ النساء تجلدى الان في الناسى لي بستانك والحزن الذي جل بي لفراقك موضع التعزى۔

فلقد وسدتك في ملحوق قبرك بعد ان قاضيت نفسك على صدرى وتوليت امرك بنفسى فانا لله وانا اليه راجعون۔

قد استرجعت الودعة واخذت الرهينة واختلست الزهراء فما اقبح الخضراء والقبراء يا رسول الله اما حزني فسرمد واما ليلى فسمهد لا يبرح الحزن من قلبى او يفتار الله لى دارك التى فيهما انت مقسيم سرعان ما فرق الله بيننا۔

والى الله اشكو ستبتك انتك تنظاها امتك على وعلى هضمها حقها فاستجزها الحال واحسن السؤال ويحكم الله وهو خير الحاكمين سلام عليك يا رسول الله سلام مودع لا سام ولا قال انصرف فلا عن ملالة فضلووات الله



وَالْيَاصْبِرْ ثَوَاتًا ۖ وَابْتَغِ الْوَعْدَ الْأَخِيرَ

وَالْعَصْرُ ثَمَثٌ وَالْعَصْرُ ثَمَثٌ وَالْعَصْرُ ثَمَثٌ

عليك ورحمة الله وبركاته - کہ نہیں جاؤں گا۔ آپ پر اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔

بحار میں محمد ابن سہام سے مروی ہے کہ جب امت مسلمہ کے ارباب اقتدار کو بہتہ چلا کہ حضرت علیؑ نے بنت رسولؐ کو رات کے وقت دفن کر دیا ہے۔ اور ہمیں اطلاع نہیں دی تو غصہ سے لبریز ہو کر بہت البقیع میں آئے۔ دیکھا تو چالیس نئی قبریں بنی ہوئی تھیں۔ ان کے لیے قبر و خمر رسولؐ کی تعیین مشکل ہو گئی۔ یہ چیز دیکھ کر ان لوگوں نے ایک دوسرے کو ملامت کرنا شروع کی۔ اور ایک دوسرے سے کہنے لگے۔

ہم کہتے نمک بھصیب ثابت ہوئے ہیں۔ کہ پہلے تو جنازہ رسولؐ میں شرکت نہ کی۔ اور اب دنیا میں رسولؐ ایک ہی بیٹی چھوڑ کے گئے تھے۔ نہ اس کے جنازہ میں شریک ہوئے ہیں اور نہ ہی کفن و دفن میں اور آج ہمیں اس کی قبر تک معلوم نہیں ہو سکتی۔ ہم ایسا ہرگز برداشت نہیں کر سکتے۔

ایک شخص نے حکم دیا کہ جاؤ مسلمان عورتوں کو بالالاؤ۔ جو ان تمام قبروں کو کھولیں جس قبر میں بھی دختر رسول کا جنازہ ہوگا اسے عورتیں باہر نکالیں گی۔ ہم جنازہ بڑھ کر خود دفن کر دیں گے۔

جب حضرت علیؓ کو اس بات کا پتہ چلا تو آپؐ نے لباس جنگ پہنا جس میں زرد رنگ قمیض تھی۔ ذرہ بھٹی۔  
 ہاتھ میں ذوالفقار عصف سے چہرہ سرخ ہو گیا۔ جنت البقیع میں آئے۔ ان قبروں کے درمیان کھڑے ہو گئے۔

جب لوگوں نے آپ کو اس حالت میں دیکھا تو آپس میں کھسکھسی کرنے لگے۔

عمر نے حضرت علیؑ سے مخاطب ہو کر کہا۔ اے ابوالحسن! تو نے ہمیں دختر رسولؐ کے جنازہ میں شریک نہیں کیا اس کی وجہ تھی؟

حضرت علیؑ نے فرمایا:

مجھے دفتر رسولؐ کی وضعیت تھی کہ جو لوگ میرے بابا کا جنازہ چھوڑ کر سقیفہ بنی ساعدہ میں چلے گئے تھے۔ اور جنہوں نے اسے اذیت پہنچائی ہے۔ میں انہیں شرمک جنازہ نہ کروں۔

حضرت علیؓ نے کہا: اب دیکھ بجز اہم قبر و منبر رسولؐ کھولنے لگے ہیں۔ ہم جہانہ پڑھ کے پھر اسے دفن کر دیں گے  
حضرت علیؓ نے گریبانِ عمرؓ پر ہاتھ رکھا اور فرمایا:

بابن السوداء وما حقق فقد تركته لحافة ان يريد الناس عن ديتهم اما قبر فاطمة فوالذي نفس على يده لشي  
لے حبشہ ناوے! جہاں تک میرے حق کا تعلق ہے تو میں نے اسے صرف اس خطرہ کے پیش نظر چھوڑا ہے کہ  
امت واصحابك شيئا من ذلك لاسقين الارض من دماءكم فان شققت فاعرض يا عمر۔

میرے تلوار اٹھانے سے کہیں لوگ دیں نہ چھوڑ دیں۔ جہاں تک قبر زہرا کا تعلق ہے۔ اگر تو نے یا تیرے کسی ساتھی نے ایک کنکرہ بھی اٹھایا۔ تو میں اس زمین کو تمہارے خون سے رنگین کر دوں گا۔ یہ فرمایا کہ ایک جھٹکا دیا۔ جس سے غم گئے پھر فرمایا، جا کر بہت استہ ہے تو جو کہہ رہے تھے وہ کرو۔



والی العصر ترست والی العصر ترست والی العصر ترست

وفات دختر نبیؐ

والی العصر ترست والی العصر ترست والی العصر ترست

حضرت ابو بکرؓ آگے بڑھے اور اس نے کہا۔ اے ابوالحسنؑ! آپ کو اس صاحبِ قبر کا واسطہ! اسے کچھ نہ کہیں۔ ہم آپ کی مرضی کے خلاف کچھ نہیں کریں گے۔ یہ کہہ کر عمرؓ کو ساتھ لیا اور واپس چلے گئے۔ پھر ایسی بات کسی نے نہ کی۔

● امالی شیخ صدوقؒ میں دفن دختر رسولؐ کا واقعہ ابن عباسؓ کی زبانی یوں لکھا ہے کہ جب دختر رسولؐ کی وفات ہوئی تو جناب اسماءؓ نے اپنے سر میں خاک ڈالی اور روتی ہوئی دروازہ پر آئیں۔ اتنے میں جناب حسینؓ مزار رسولؐ سے واپس آئے۔

انہوں نے اسماءؓ سے سوال کیا۔ این امنا؟ ہماری ماں کہاں ہے؟ اسماءؓ جواب میں کچھ نہ بتا سکی۔ دونوں جلدی سے حجرہ عبادت میں آئے۔ دیکھا تو دختر رسولؐ پر چادر تھی۔ امام حسینؓ نے جلدی سے کپڑا ہٹایا اور کہا۔ یا اماہ! لیکن جب کوئی جواب نہ ملا۔ تو دونوں شہزادوں نے سر میں خاک ڈالی۔ اور مزار رسولؐ کی طرف متہرکے کہنے لگے۔

یا محمد! الیوم جد دنا موتنا اذ ماتت أمنا

نا! ماں کی موت نے آپ کا غم ایک مرتبہ پھر تازہ کر دیا ہے۔

پھر دونوں شہزادے مسجد میں حضرت علیؓ کے پاس گئے آپ نے دونوں کو گلے لگایا۔ اور غش کر گئے۔ غش سے آفاقہ ہوا دونوں کو اٹھا کر گھر آئے۔ جناب اسماءؓ دختر رسولؐ کے سر پر ہاتھ میٹھ کر رو رہی تھی اور کہہ رہی تھی اے یتیمہ تمہارا آنحضرتؐ کے بعد میں آپ کو دیکھ کر تسلی ہو جاتی تھی۔ اب میں کیسے تسلی ہوگی۔ حضرت علیؓ نے چہرہ نہرا کر اٹھا کر ہٹایا۔ دیکھا تو بی بی کے سر کے دائیں جانب ایک رقعہ رکھا تھا۔ آپ نے اسے اٹھایا۔ تو اس میں وصیت لکھی تھی۔ جس کے الفاظ یہ تھے۔

بسم الله الرحمن الرحيم۔ هذا ما اوصت به فاطمة بنت رسول الله اوصت وهي اشهد ان لا اله الا الله وان محمداً رسول الله وان الجنة حق والنار حق وان الساعة آتية لا ريب فيها وان الله يبعث من في القبور رحمن الرحيم الله کے نام سے ہے۔ فاطمہ بنت رسولؐ یہ وصیت کرتی ہے کہ۔ میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور محمدؐ رسول خدا ہیں۔ جنت و جہنم حق ہیں۔ قیامت ضرور ہوگی۔ اللہ قبروں میں سے ہر مردہ کو زندہ کرے گا۔

یا علیؑ! انا فاطمہ بنت محمد زوجتی الله منك لا يكون لك في الدنيا والاخرة انت اولی بی من غیر بی حنطتی وعلتی وکفنتی باللیل۔

اے علیؑ! میں فاطمہ بنت محمدؐ ہوں۔ اللہ نے میرا عقد آپ سے کیا تھا۔ تاکہ میں دنیا اور آخرت میں آپ کی رہوں۔ ہر ایک سے آپ ہی مجھے ہر دوسرے کی نسبت میرے زیادہ قریب ہیں مجھے خود غسل اور کفن خود دینا اور مجھے رات کی تاکی میں دفن کرنا۔ وصل علی و اوفنی باللیل ولا تعلم احداً واستودعک الله و علی و لدی اسلام الی یوم القیامہ

میرے قریب تر ہیں۔ مجھے غسل و کفن اور حنوط اپنے ہاتھ سے رات میں کرنا۔ مجھے رات ہی میں دفن کرنا کسی اور کو نہ بتاتا۔ میں آپ کو اللہ کے والہ کرتی ہوں۔ اور تاقیامت میری آنے والی ذریت کو میرے سلام پہنچا دینا۔

جب رات ہوئی حضرت علیؑ نے حسب وصیت غسل و کفن دیا۔ اور امام حسنؑ کو بھیجا تاکہ ابوذرؓ کو بلا لائے جناب ابوذرؓ کے تعاون سے تابوت اٹھایا۔ جاننا نہ پڑا۔ جنازہ پڑھا۔ اور دست دعا بلند کر کے عرض کیا۔

اللهم هذه بنت نبیک فاطمه۔ اے اللہ! یہ تیرے نبی کی بیٹی فاطمہ ہے۔

جب آپ نے ارادہ دفن کیا۔ تو جنت البقیع کے ایک گوشہ سے آواز آئی۔ یہ جنازہ یہاں لاؤ۔ میں نے قبر تیار کر رکھی ہے۔ جب جنازہ اس جگہ لے کر گئے۔ تو قبر پہلے سے تیار تھی۔ اس میں دفن کیا اور نشان قبر مٹا دیا۔

● مناقب کے مطابق جب آپ نے جنازہ نہرا کو اٹھا کر قبر میں رکھنا چاہا تو قبر سے دو ہاتھ نمودار ہوئے اور ایک آواز آئی۔

یا علی میری بیٹی کا جنازہ مجھے دے دے۔

حضرت علیؑ نے آنسو سے جنازہ دیا۔ پھر زمین سے مخاطب ہو کر فرمایا۔

یا ارض استودعتک و دیعتی هذه بنت رسول الله۔ اے زمین دختر رسولؐ تجھے بطور امانت سپرد کر رہا ہوں سلیم ابن قیس ہلالی کے مطابق عبد اللہ ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ عمرؓ و ابو بکرؓ کچھ دوسرے افراد کے ساتھ جمع کو شرکت جنازہ کی خاطر آئے۔ جناب مقدادؓ نے انہیں بتایا کہ بنت رسولؐ کو رات کے وقت دفن کر دیا گیا ہے حضرت عمرؓ نے کہا!

آپ لوگوں نے ہمیں دختر رسولؐ کے جنازہ میں شریک نہیں کیا۔ بخدا میں ابھی ان کا مزار کھولتا ہوں اور تم جنازہ پڑھنے کے بعد پھر دفن کر دیں گے۔

حضرت علیؑ نے فرمایا:

اے عمرؓ وہ قسم نہ کھا جسے پورا نہ کر سکے۔ جہاں تک فک اور منبر کا تعلق تھا۔ وہ میری چند مجبوریاں تھیں۔ میں انہیں چاہتا تھا۔ کہ غیر مسلم یہ کہیں کہ بعد از رسولؐ مسلمان کسی کی خاطر دست و گریباں ہیں۔ یا دولت کی خاطر ایک دوسرے سے لڑ رہے ہیں۔ لیکن جہاں تک قبر نہرا کا تعلق ہے۔ تو اگر ایک لکڑی بھی اس سے ہٹایا گیا تو میں اس وقت تک تلوار میدان میں نہیں رکھوں گا۔ جب تک تمہارا پیٹ چاک نہ ہو جائے گا۔

ابو بکرؓ نے عمرؓ کا ہاتھ تھاما اور واپس چلنے کو کہا۔ اور ساتھ ہی یہ بھی کہا۔ کہ تجھے معلوم ہے کہ علیؑ نے قسم کھا لی ہے اور تجھے یہ بھی یقین ہے کہ جب علیؑ قسم کھا لیتے ہیں۔ تو پھر پوری کئے بغیر رہتے نہیں ہیں۔

جناب عباسؓ نے عمرؓ سے کہا۔ مجھے معلوم ہے علیؑ نے ویسے دفن نہیں کیا۔ بلکہ خود دختر رسولؐ کی وصیت تھی کہ بالخصوص ان افراد کو شریک جنازہ نہ کیا جائے جو بلا اجازت گھر میں گھسے تھے۔ محسن ابن نہرا کو شہید کیا اور جن کی دہشت

گردی کے نتیجہ میں دختر نبیؐ بہت جلد اپنے بابا سے جا ملیں۔

حضرت علیؑ نے فرمایا:

عمر کیا تم وہی نہیں ہو۔ جس کے لیے انھوں نے مجھے حکم دیا تھا کہ اسے جا کر قتل کر دے۔ لیکن پھر کسی مصلحت کی وجہ سے منع کر دیا تھا۔

واپس آکر ان لوگوں نے حضرت علیؑ کو راستہ سے ہٹانے کا مشورہ کیا۔

حضرت ابو بکرؓ نے کہا۔ کون ہے جو انہیں قتل کر دے؟

حضرت عمرؓ نے کہا:

خالد ابن ولید کو کہتے ہیں وہ قتل پر آمادہ ہو جائے گا۔

خالد کو بلایا گیا:

جب اسے بتایا گیا تو اس نے کہا۔ میں تیار ہوں۔ یہ بتاؤ کہ کہاں قتل کرنا ہے؟

حضرت ابو بکرؓ نے کہا۔

صبح جب نماز کے لیے مسجد میں آئے تو تو اس کے پہلو میں کھڑے ہو جانا۔ یونہی میں سلام کہوں تو فوراً قتل کر دینا کہنے کو تو ابو بکرؓ نے کہہ دیا۔ لیکن جب اس قتل کے انجام کو سوچا تو رات کی نیند اڑ گئی۔ ساری رات جاگ کر

گزاری۔ اسی فکر میں صبح داخل مسجد ہوئے۔ نماز شروع ہو گئی۔ تشہد میں بیٹھ گئے۔ اور تشہد اتنا طویل ہو گیا کہ لوگ یہ سمجھے کہ شاید غلیفہ کو تشہد بھول گیا۔ نمازیوں نے کھانٹا اور اشارے دیتا شروع کر دیا۔ بالآخر ابو بکرؓ نے کہا۔

لا تفعل یا خالد ما امرتک السلام علیک

ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

چونکہ حضرت علیؑ کو یہ سب کچھ پہلے معلوم ہو چکا تھا۔ اس لیے سلام کے بعد آپؐ نے خالد کے ہاتھ سے

تلواریں کرچینک دی گریبان سے پکڑ کر ایک جھٹکے سے زمین پر گر آیا۔ اور سینہ پر پڑھ کر بیٹھ گئے۔ پھر اپنی تلوار ہاتھ میں لی تاکہ اسے اپنے انجام کو پہنچائیں ہر طرف سے رگ متیں کرنے لگے۔

جناب عباسؓ نے آگے بڑھ کر فرمایا۔ اسے صاحب قبر کا واسطہ دو۔

حضرت ابو بکرؓ نے فوراً کہا۔ یا علیؑ مجھے اس قبر والے کا واسطہ سے چھوڑ دے۔ آپؐ نے چھوڑ دیا۔

جب دوسرے انیسویں کو پتہ چلا۔ تو تلواریں لے کر آگئے۔ ادھر مستورات مدینہ اپنے گھروں سے باہر آئیں اور ان لوگوں سے کہنے لگیں۔

دختر نبیؐ سچ فراقی تھیں کہ یہ جنگ بدر کے کیئے ہیں۔ اور وہی انتقام ہیں۔ پہلے تم نے دختر نبیؐ کو شہید کیا۔

اب برادر رسولؐ کا خون بہانا چاہتے ہو۔ تم کیسے مسلمان ہو۔

## بی بی کی عمر وقت وفات :

- بعض مورخین نے بی بی کی عمر ۱۸ برس بتائی ہے ۔
- بعض مورخین نے ۲۹ برس بتائی ہے ۔
- بعض مورخین نے ۳۰ برس لکھی ہے ۔
- بعض مورخین نے ۲۰ برس بتائی ہے اور
- بعض مورخین نے ۲۵ برس روایت کی ہے ۔
- لیکن ائمہ اہلبیت کے مطابق و تفری رسول کی عمر بوقت شہادت ۸ برس تھی ۔





# یوم محشر نبی بی کا مقدمہ

● اہل صدوق۔ عیون اخبار الرضاؑ۔ ثواب الاعمال۔ تفسیر خازن۔ اور بحار سے مرویات کا خلاصہ یوں ہے۔ ایک دن آنحضرتؐ جناب زہراؑ کے گھر تشریف لے آئے۔ دیکھا تو جناب فاطمہؑ کو کچھ غموم سی تھیں۔

آپ نے فرمایا!

بیٹی کیا بات ہے؟ آن غزوہ نظر آرہی ہو؟

بی بی نے عرض کیا۔ آج صبح سے میدان محشر اور اس میں لوگوں کے مشورہ ہونے کی کیفیت کچھ اس طرح ذہن میں آتی ہے کہ سوچتی ہوں وہ کیسا عالم ہوگا۔ جس میں ہر شخص اپنے عرق و نامت میں غرق ہوگا۔

آپ نے فرمایا۔ بیٹی تجھے پریشان ہونے کی کیا ضرورت ہے۔ سب سے پہلے میں۔ میرے بعد ہمارے جد امجد جناب ابراہیمؑ ان کے بعد نیرے شوہر علیؑ مشورہ ہوں گے۔ پھر تمام انبیاء و اوصیاء۔ ملائکہ اور شہداء مشورہ ہوں گے۔ حکم خدا سے جبریل ستر ہزار ملائکہ لے کر تیرے مزار پر آئے گا۔ اس پر سات پردے لگا دیئے جائیں گے۔ جبریل کے پاس جنت کے دروازے ہوں گے۔ پھر رواق میں فرشتہ جنت کی ناقہ لائے گا تو اس ناقہ پر سوار ہوگی۔ تیرے دائیں ہاتھ پر حیران شہید محمدؐ ہوگا۔ بائیں ہاتھ پر شہید باب علیؑ مشورہ ہوگا۔ دائیں کندھے پر حسنؑ کی زہراؑ و بنو قیسؑ ہوگی۔ اور بائیں کندھے پر حسینؑ کی تیروں سے پارہ پارہ قیسؑ ہوگی۔ ستر ہزار ملائکہ تیرے سامنے ہوگا۔ ستر ہزار دائیں ستر ہزار بائیں اور ستر ہزار پیچھے ہوگا۔

جب تو میدان محشر میں آئے گی تو اللہ کی لڑت سے ایک منادی ندا کر دیے گا۔

یا اہل محشر خضعوا البصار کم و نکسوا اے اہل محشر آنکھیں بند کر لو۔ سر جھکا لو۔

رؤسکم تجوز فاطمہ بنت محمد۔ فاطمہ بنت محمد آ رہی ہے۔

راستہ میں سب سے پہلے جناب مریم ستر ہزار حوروں کے ساتھ تیرے استقبال کو آئیں گی۔ کچھ دور جانے کے بعد جناب حوا ستر ہزار حوروں کی مصیبت میں تیرا استقبال کرے گی۔ جب قریب محشر آئیں گی تو تیری ماں خدیجہ ستر ہزار حوروں کے ساتھ تیرے استقبال کو آئیں گی۔



ولی العصر ترست ولی العصر ترست ولی العصر ترست ولی العصر ترست ولی العصر ترست ولی العصر ترست ولی العصر ترست ولی العصر ترست ولی العصر ترست ولی العصر ترست

یوم محشر جانی کا مقدمہ

میدان محشر میں تیرے لیے نور کا ایک منبر نصب ہو گا۔ تجھے کہا جائے گا کہ منبر نور پر بیٹھ۔ لیکن تو رکن عرش پر ہاتھ رکھ کر فریاد کرے گی۔

یا عدل یا حکم احکم بیتی و بین من  
خلعتی یا عدل احکم بیتی و بین قاتلی  
ذریعتی۔  
اے عادل میرے اور میرے ظالموں کے مابین فیصلہ فرما  
اے عادل میرے بچوں کے قاتلوں اور میرے بچوں کے  
مابین فیصلہ فرما۔

اللہم ارقی انظر الی الحسین و ذریعتہ  
ذریعت کی تصویر منظور و مہیت دکھا۔  
بار اللہ! مجھے (بلکہ تمام اہل محشر کو) میرے مظلوم بیٹے اور اس کی

اس وقت اللہ کی طرف سے جواب ملے گا۔  
یا فاطمہ انظری الی قلب المحشر۔  
جب جناب سیدہ میدان محشر میں نظر کریں گی تو۔  
لے فاطمہ وسط میدان میں دیکھ۔

الحسین قائم بلا رأس۔ رأسہ علی  
یدہ والدم تقطر من اوداجہ و  
ذریعتہ واصحابہ مقتولین مشردین  
فی الصحرا۔  
لا شے حسین بلا سر میدان محشر میں ہو گا۔ امام حسین کا سر  
ان کے ہاتھ پر ہو گا کہٹے ہوئے سر اور جسم سے تازہ خون  
بہہ رہا ہو گا۔ ذریعت اور اصحاب امام حسین کے لاشے  
امام حسین کے ارد گرد بکھرے پڑے ہوں گے۔

یہ دیکھ کر جناب زہرا کو غش آجائے گا۔ غضب و الجلال سے میدان محشر لرز جائے گا۔  
خوہیں اب کوثر سے جناب زہرا کے چہرہ پر پھینٹے ماریں گی جب غش سے آفاقہ ہو گا۔ تو عرض کریں گے۔  
بار اللہ! میرے میری ذریعت کے ظالموں سے انتقام لے۔

حکم خدا سے تمام ظالم سامنے لائے جائیں گے سلسلہ انتقام شروع ہو گا۔ جہنم کی ایک آگ کا نام بہہب ہے  
اسے حکم ہو گا۔ ذریعت زہرا کے تمام ظالموں کو چن لے۔ اس آگ کے شعلے لپک کر تمام ظالموں کو اپنی لپیٹ میں لے  
لیں گے۔

پھر حکم ملے گا۔ اے دختر زہرا جنت آپ کی مشتاق ہے۔

بنی بل عرق کریں گی۔ بار اللہ! جنت تک میرے موالی۔ میری ذریعت کے وہ محب جو صرف میری اور میری ذریعت سے  
محبت کے جرم کی پاداش میں زندگی بھر کا نون پر لوستے رہے ہیں۔ جب تک وہ پہلے داخل جنت نہیں ہوں  
گے اس وقت تک میں جنت میں نہیں جاؤں گی۔

ذات احدیت کی طرف سے حکم ملے گا۔ شیعہ زہرا شیعہ بن علی۔ اور شیعہ بن ذریعت زہرا اور حبیان  
شیعہ بن علی و زہرا تمام کے لیے درجے جنت کھل دو۔

ولی العصر ترست ولی العصر ترست ولی العصر ترست ولی العصر ترست ولی العصر ترست ولی العصر ترست ولی العصر ترست ولی العصر ترست ولی العصر ترست ولی العصر ترست

یومِ محشر بی بی کا مقدمہ

وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ

آپؐ نے آخر میں یہ دعا مانگ لیں۔

اے اللہ! تجھے زہراؑ کا واسطہ! بابائے زہراؑ! شوہر زہراؑ  
اور ذریت زہراؑ کا واسطہ محمدؐ وال محمدؐ پر بارانِ رحمت نازل  
فرمائے رکھ۔ ہمیں بی بی کے ساتھ محضو فرما ہمیں بی بی کے  
حلقہٴ شفاعت میں داخل فرما۔ ہمیں بی بی کی محبت پر موت  
دے۔ ہمیں بی بی کے بابا۔ بی بی کے شوہر۔ اور بی بی  
کی اولاد کی محبت نصیب فرما۔ ہمارے اعمال بد کو نہ دیکھ  
جن کا دامن ہمارے ہاتھ میں ہے ان کے اعمالِ ضالہ  
کو پیشِ نظر رکھ۔

اللہم بحقہا وبحق ابیہا وبعلمہا  
وبینہا صل علی محمد و آلہ  
واخشرنا معہا وادخلنا فی  
شفاعتہا وامننا علی حبہا  
وحب ابیہا وبعلمہا وبنیہا  
واصلح مقاسدا عمالنا  
بمصالح اعمالہم۔



ولی العصر ترست ولی العصر ترست ولی العصر ترست

حضرت علی علیہ السلام

ولی العصر ترست ولی العصر ترست ولی العصر ترست



# حضرت علی علیہ السلام

## ولادت حضرت علیؑ تاریخ ولادت اسمائے مبارکہ

تاریخ ولادت:

۱۳ رجب سنہ ۳۰ عام الفیل - ولادت ہوئے ۳۰ برس بعد -

مقام ولادت:

مکہ مکرمہ - بیت اللہ المحرام (خانہ کعبہ) روز ولادت - جمعہ -

آپ کے والد:

عمران بن عبد المطلب - والد کی کنیت - ابو طالب

آپ کی والدہ:

فاطمہ بنت اسد ابن ہاشم ابن عبد مناف

بنی ہاشم میں اولاد ابو طالب کو بالخصوص یہ شرف حاصل ہے کہ ماں اور باپ ہر دو طرف سے ہاشمی ہے۔

جناب عبد اللہؑ اور جناب ابو طالبؑ مادری پدری بھائی تھے۔

تاریخ اسلام میں پہلا وہ مولود ہے جو آغوش رسالت میں پلا ہے۔

اولاد جناب ابو طالب:

- ۱۔ طالب لاؤ لہذا فوت ہوئے سب سے بڑے تھے۔
- ۲۔ جناب عقیل - طالب سے دس برس چھوٹے تھے۔
- ۳۔ جعفر - جناب عقیل سے دس برس کم سن تھے۔
- ۴۔ علیؑ - جناب جعفر سے دس برس چھوٹے تھے۔
- ۵۔ ام ہانی - حضرت علیؑ سے دس برس چھوٹی تھیں۔

خانہ کعبہ میں ولادت پانے والا پہلا مولود حضرت علیؑ ہے

## حالات حضرت علیؑ

والی العصر ثرثث والی العصر ثرثث والی العصر ثرثث

ٹوارژ می نے کتاب المناقب میں لکھا ہے کہ

حضرت علیؑ خانہ کعبہ کے اندر جمعہ کے دن تیرہ ربیع ۳۳ء عام الفیل ہجرت سے ۲۳ برس قبل بعثت سے دس برس پہلے اور جناب ہم المؤمنین فدیکہ سے آنحضرتؐ کی شادی سے تین برس قبل پیدا ہوئے۔  
خانہ کعبہ میں حضرت علیؑ سے قبل کوئی بچہ پیدا نہیں ہوا تھا۔ یہ وہ شرف ہے جس سے فاطمہؑ حدیث نے تنہا حضرت علیؑ ہی کو نوازا ہے۔

کافی باب مولد النبیؐ میں مفضل ابن عمر سے مروی ہے کہ امام صادقؑ نے فرمایا ہے۔

جس دن نبی کو عین کی ولادت ہوئی۔ اور جناب اکبرؑ نے آپ کے نور کی روشنی میں فارس اور شام کے محلات دیکھنے کا ذکر کیا۔ تو جناب فاطمہؑ بنت اسد نے جناب ابوطالبؑ کو بتایا۔ تو جناب ابوطالبؑ نے جناب فاطمہؑ کو فرمایا

لا تعجبین من هذا ذالک مستلذین اس پر حیرت زدہ ہوئے کی ضرورت نہیں ہے۔ تو جی بوحیہ و ذبیہ۔

کافی ہی میں دوسری روایت محمد بن عبد اللہ ابن مسکان سے مروی ہے جو امام صادقؑ ہی سے ہے۔ اس کے الفاظ قدرے مختلف ہیں۔ مبارک ولادت سرور انبیاءؑ اور واقعہ قصور شام و خراسان دیکھنے کے تذکرہ کے بعد جناب ابوطالبؑ نے فرمایا۔

اِصْبَرِی ثَلَاثِیْنَ سَنَةً اَبْشُرْ لِّمِثْلِهِ الْاَلْبَنُوۃ۔ تیس برس صبر کریں نبوت کے سوائے تجھے مثیل محمدؐ کی مبارک باد دوں گا۔

بحار میں مروی ہے کہ تمام درندے جناب ابوطالبؑ کو دیکھ کر دوڑ جاتے تھے۔ ایک دن آپ طائف سے واپس آرہے تھے کہ ایک شیر آپ کے پاؤں چاٹنے لگا۔  
جناب ابوطالبؑ نے فرمایا۔

بحق خالقک ان تبین لی مالک۔  
تجھے اپنے خالق کا واسطہ ہے اگر کوئی ضرورت ہے تو بتا شیر تیرے جواب میں عرض کیا؛

لیس لی حاجة بل انت ابواسد  
اللہ تاحی نبی اللہ و مریدہ۔  
مجھے کوئی ضرورت نہیں ہے صرف اظہار عقیدت کر رہا ہوں۔  
کیونکہ آپ شیر خدا کے باپ ہیں جو ناصر نبی خدا ہو گا اور آپ اس کے پیغمبر ہیں۔

روضۃ الوعظین میں جناب جابر انصاری سے مروی ہے کہ۔

ایک دن میں نے آنحضرتؐ سے ولادت حضرت علیؑ کے سلسلہ میں سوال کیا۔  
آپ نے مسکرا کر فرمایا؛

جابر تو نے میرے بعد پیدا ہونے والے بہترین مولود کا ذکر کیا ہے۔

اللہ نے تخلیق آدمؑ سے پانچ لاکھ برس پہلے مجھے اور علیؑ کو ایک نور سے پیدا کیا ہے۔ ہم اس وقت تسبیح و تقدیس باری کرتے تھے جب کوئی اور نہ تھا۔ تخلیق آدمؑ کے بعد ذات احدیت نے ہمارے نور کو جبین آدمؑ میں رکھا۔ اس طرح ہمارا نور پاک اہلاب میں منتقل ہوتا ہوا جناب ابوطالبؑ اور جناب عبد اللہؑ تک پہنچا۔ ذات احدیت نے میرے نور کو میری والدہ جناب آمنہؑ کے سپرد کیا اور نور علیؑ کی امینہ جناب فاطمہ بنت اسد کو قرار دیا۔

جناب فاطمہ بنت اسد کے صدف عفت میں منتقل ہونے سے پہلے ایک عابد تھا جس کا نام مشرم ابن وحیب ابن شیق تھا۔ عبادت میں وہ بہت معروف تھا۔ ایک سو نوے برس عبادت کی لیکن کبھی اللہ سے کوئی سوال نہ کیا تھا۔ ایک دن تنہائی سے اکتا کر اس نے دعا مانگی۔ بار الہا اپنے اولیاء میں سے کسی ولی کی نیابت نصیب فرما۔

جناب ابوطالبؑ اپنے کسی کام کی خاطر بیرون مکہ تشریف لے جا رہے تھے۔ ایک غار کے سامنے آپ کو ایک بہت بڑا اثر ہا نظر آیا۔ آپ اسے مارنے کی خاطر اسی طرف تشریف لے گئے۔ اثر ہا نے جب آپ کو دیکھا تو آہستہ آہستہ غار کے اندر سرکنے لگا۔ جناب ابوطالبؑ بھی اس کے تعاقب میں غار کے اندر چلے گئے۔ جب آپ غار کے اندر گئے تو اثر ہا غائب ہو گیا۔ سامنے مشرم ایک چٹان پر بیٹھا مصروف عبادت تھا۔ جو نہی مشرم نے آپ کو دیکھا۔ فوراً اٹھ کھڑا ہوا۔ آگے بڑھا۔ جناب ابوطالبؑ سے معاف کر لیا۔ آپ کی پیشانی کا بوسہ لیا۔ اور اپنے سامنے بٹھا لیا۔

مشرم نے پوچھا۔ آپ کون ہیں؟  
آپ نے فرمایا۔ وادی مکہ کا ایک باشندہ ہوں۔  
مشرم نے کہا۔ مکہ کے کس قبیلہ سے ہیں؟  
آپ نے فرمایا۔ بنی عبد مناف سے۔  
مشرم نے کہا۔ بنی عبد مناف کی کس شاخ سے ہیں؟  
جناب ابوطالبؑ نے فرمایا۔  
بنی ہاشم سے۔

مشرم یہ سنتے ہی اچھل کر اٹھا۔ اور دوسری مرتبہ جناب ابوطالبؑ کی پیشانی کا بوسہ لیا۔ اور کہا

الحمد لله الذی اعطانی مسئلتی  
والوہبمتنی حتیٰ ارا ننی ولیہ۔  
اللہ کی حمد ہے کہ اس نے میری دعا قبول فرمائی ہے  
اور مجھے اپنے ولی کی زیارت کے شرف سے مشرف

فرمانے سے پہلے موت نہیں دی



پھر شرم نے کہا:

اے بندہ خدا آپ کو مبارک ہو۔ اللہ نے مجھے ایسے  
الہام سے نوازا ہے۔ جس میں آپ کے لیے بشارت  
ہے۔

ابشر یا هذا فان العلی الا علی  
قد الهمنی الہاماً فیہ بشارتک۔

جناب ابوطالب نے پوچھا۔  
ماہو؟ کیسی بشارت ہے۔

آپ کے ایک بچہ ہوگا جو ولی خدا ہوگا۔ اس کا نام مبارک  
اور اس کا ذکر عالی ہوگا۔ وہ امام المتقین اور رسول  
رب العالمین کا وصی ہوگا۔ اگر آپ کو اس کا زمانہ  
نصیب ہو تو اسے میرے سلام کہہ دینا اور اسے یہ بھی  
بتا دینا کہ مشرم سلام کے بعد کہہ رہا تھا میں گواہی دیتا  
ہوں اللہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں  
گواہی دیتا ہوں کہ محمد عباد اور رسول خدا ہیں۔ اور میں  
گواہی دیتا ہوں کہ آپ محمد کے وصی برحق ہیں محمد خاتم الانبیاء  
اور آپ خاتم الاولیاء ہوں گے۔

یولد لك ولد یكون ولی اللہ  
تبارك اسمہ وتعالی ذکرہ  
وهو امام المتقین ووصی رسول  
رب العالمین فان ادرکتہ فاقرأہ  
صنی السلام وقل لہ ان المشرم  
یقرا علیک السلام وهو یشہد  
ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک  
لہ ویشہد ان محمداً عبداً ورسولہ  
وانک وصیہ حقاً بمحمد یتیم النبوة وبک یتیم الوصیة۔

اس مولود کا نام کیا ہوگا؟

جناب ابوطالب نے فرمایا:  
ما اسم هذا المولود۔

شرم نے کہا۔ علیؑ

جناب ابوطالب نے فرمایا:  
مجھے کیسے پتر چلے کہ جو کچھ آپ کہہ رہے ہیں وہ حق اور سچ ہے۔

شرم نے عرض کیا:

آپ کو کیسی علامت چاہیئے جو میں اللہ سے مانگوں اور اللہ اس وقت میرا فرما دے۔  
جناب ابوطالب نے فرمایا:

اس وقت میں اور کیا علامت مانگوں کھانے کا وقت ہے۔ جنت سے کھانا مانگو ایسے آپ بھی کھالیں  
میں بھی کھالوں گا۔ اور آپ کی بات پر بھی الطینان حاصل ہو جائے گا۔

شرم نے دست و پا بلند کئے۔ ابھی تک دعا ختم نہیں ہوئی تھی کہ جنت کے میوہ جات سے پر طبق جناب

ابو طالب شرم کے درمیان آگیا۔ جناب ابوطالب نے ایک انار اٹھالیا۔ اور گھرا گئے۔ انار کھایا۔ اسی رات (جو غالباً ۱۹/۲۱/۶۳ ماہ رمضان تھی) نور ولایت جبین جناب ابوطالب سے منتقل ہو کر جناب فاطمہ بنت اسد کے صدف عصف میں منتقل ہو گیا۔ جو نبی یہ نور اپنی آخری قرار گاہ میں آیا۔ وادی مکہ میں زلزلہ کی کیفیت پیدا ہو گئی تمام اہل مکہ اپنے گھروں سے باہر نکل آئے۔ پہلے تو گلیوں میں بتوں کو پکارتے رہے۔ پھر خانہ کعبہ میں آئے وہاں بتوں سے استمداد کرتے رہے۔ جب زلزلہ نہ رکا تو باہمی مشورہ سے بتوں کو اٹھا کر کوہ ابوقیس پر آئے۔ لیکن بت اپنے قدموں پر کھڑے نہ رہ سکتے تھے۔ اور نہ منہ کر جاتے تھے۔

جناب ابوطالب کوہ ابوقیس پر گئے۔ اور ان سے فرمایا:

آج بت شکن اپنے طویل سفر کی آخری منزل پر پہنچ گیا ہے۔ اور اس وقت ظہور قریب سے قریب تر ہو رہا ہے بت آج ہی سے خائف ہیں۔ یہ بیچارے کچھ نہیں کر سکیں گے۔ اگر زلزلہ کو روکنا ہے تو میری بات مانو جس طرح میں کہوں ویسے کہتے جاؤ زلزلہ رک جائے گا۔ تمام لوگ کہنے لگے۔ ابوطالب آپ دیر نہ کریں ہمیں جلدی وہ بات بتائیں ہمارا برا حال ہو رہا ہے۔ جناب ابوطالب نے فرمایا یوں کہو۔

اللہی وسیدی اسئلک بالحمدیة المحمودہ العلوۃ لے اللہ میں تجھ سے محبت محمود علویت عالیہ اور روشن علیا وبالفاطمیۃ البیضاء الاتعصلت علی اہل تھاقد بالرقہ۔ جبین فاطمہ کے نام پر سوال کرتا ہوں کہ اہل تہامہ پر رحم فرما۔ جو نبی ابوطالب کی اقتدا میں ان لوگوں نے یہ دعا مانگی۔ زلزلہ ختم گیا۔ بعد میں جب بھی کفار مکہ کو انتہائی سخت مصیبت کا سامنا ہوتا تھا۔ تو وہ انہی اسماء کو لکھ کر اپنے پاس رکھ لیتے تھے ان کی مصیبت دور ہو جاتی تھی۔

تیرہ وجب کی رات جب حضرت علی کا خانہ کعبہ میں ظہور ہو گیا۔ قریش مکہ نے آسمان پر ستاروں کی گردش کو دیکھا آسمان سے زمیں تک نور کی چھوٹی کرنیں دیکھیں اپنے اپنے گھروں سے باہر کر کے گئے۔ آج کوئی حادثہ ہو گیا ہے۔ جناب ابوطالب اپنے گھر سے باہر تشریف لائے اور ان سے فرمایا۔ جاؤ اپنے گھروں میں آرام کرو۔ وہ کہنے لگے۔ ابوطالب آپ عجیب آدمی ہیں۔ آپ نہیں دیکھ رہے کہ آسمان کا رنگ بدل گیا ہے۔ نہ ختم ہونے والی روشنی کا سلسلہ آسمان سے زمیں تک ہے۔ بھلا یہ پریشانی کی بات نہیں ہے؟ کیا اس وقت کسی کو آرام آئے گا۔

جناب ابوطالب نے فرمایا:

اگر تمہیں معلوم ہوتا تو ایسی باتیں نہ کرتے۔

وہ کہتے گئے۔ تو گویا آپ کو یہ سب کچھ معلوم ہے؟

جناب ابوطالب نے فرمایا:

اگر معلوم نہ ہوتا تو میں بھی تمہاری طرح پریشان ہوتا جب کہ تم دیکھ رہے ہو کہ میں کتنا مطمئن ہوں۔

وہ کہنے لگے۔ اگر ایسی بات ہے تو پھر میں بھی بتا دیں تاکہ ہم بھی آپ کی طرح مطمئن ہو جائیں۔  
آپ نے فرمایا:

قد تمت حجة الله. وظهر ولي الله في هذه  
الليلة. يكمل الله فيه خصال الخير  
ويختتم به الوصيين. وهو امام المتقين  
وناصر الدين وقامع المشركين وغيظ  
المنافقين وزين العابدين ووصي رسول  
رب العالمين امام هدى ومصباح  
دجى مبید الشرك والشبهات وهو  
نفس اليقين ورأس الذين -  
صبح تک آپ بھی کلمات دہراتے رہے۔  
گیارہ رجب کو جناب فاطمہ خانہ کعبہ میں آنے کے لیے گھر سے روانہ ہوئیں۔ صحن کعبہ میں آکے دیکھا تو در کعبہ مقفل تھا  
طواف کعبہ کیا۔ اور دعا مانگی۔

اللهم انى صومنة بك وبما جاء جدي  
ابراهيم خليل الله وبمولودى هذا  
ان تسهمل على ما نأفیه -  
اے اللہ! میں تیری توحید اپنے جد امجد ابراہیم خلیل کی ملت  
اور اس مولود کی ولادت پر ایمان رکھتی ہوں میرے معاملہ  
کو آسان فرما۔

اس دعا مانگنے سے دیوار کعبہ شریعت ہو گئی۔ جناب فاطمہ اندر تشریف لے گئیں۔ تیرہ رجب تک کعبہ کے اندر  
رہیں۔ جناب فاطمہ کا بیان ہے کہ جب وقت ولادت قریب ہوا۔ میں سخت پریشان ہوئی۔ در کعبہ باہر سے مقفل تھا  
دیوار میں ہونے والا شکاف میرے اندر آنے کے بعد فوراً باہم مل گیا تھا۔ باہر نکلنے کی کوئی صورت نہ تھی۔ جب کہ  
ایسے وقت میں عورتوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ میں ذاتِ احیاء سے مصروف مناجات ہوئی۔  
اس اثنا میں میں نے دیکھا کہ چار مستورات میرے سامنے آگئیں میں نے انہیں سمجھی کہ کس طرف سے آئیں۔ انہوں نے  
اگر مجھے سلام کیا۔ اور کہا۔

اے ولی الاولیاء کو خوش نصیب مادر گرامی آپ گھبرائیں نہیں ہم آپ کی خدمت کے لیے آئی ہیں۔ انہوں نے سفید  
ریشم کے لباس پہن رکھے تھے۔ ان کے جسموں سے مشک و جہر سے بڑھ کر خوشبو مہک رہی تھی۔  
مجھے ایسے معلوم ہوا کہ کچھ دیر کے بعد جیسے میری آنکھیں بند ہو گئیں۔ یہ چند لمحات ہی تھے۔ جب مجھے اس نیند  
جیسی کیفیت سے افاقہ ہوا تو میرا لال سجدہ ریز ہو کر کھڑا ہوا تھا۔

والى العصر ثريت والى العصر ثريت والى العصر ثريت والى العصر ثريت والى العصر ثريت  
والى العصر ثريت والى العصر ثريت والى العصر ثريت والى العصر ثريت والى العصر ثريت

[illegible][illegible]

والى العصر ثريت والى العصر ثريت والى العصر ثريت والى العصر ثريت والى العصر ثريت  
والى العصر ثريت والى العصر ثريت والى العصر ثريت والى العصر ثريت والى العصر ثريت

[illegible]

**والى العصر ثريت والى العصر ثريت والى العصر ثريت والى العصر ثريت والى العصر ثريت**

والى العصر ثريت والى العصر ثريت والى العصر ثريت والى العصر ثريت والى العصر ثريت  
والى العصر ثريت والى العصر ثريت والى العصر ثريت والى العصر ثريت والى العصر ثريت

**والى العصر ثريت واللى العصر ثربت والى العصر ثرت واللى العصر ترثت واللى العصر تترثت**

والى العصر ثريت والى العصر ثريت والى العصر ثريت والى العصر ثريت والى العصر ثريت والى العصر ثريت

والى العصر ثريت والى العصر ثريت والى العصر ثريت والى العصر ثريت والى العصر ثريت  
والى العصر ثريت والى العصر ثريت والى العصر ثريت والى العصر ثريت والى العصر ثريت

[illegible]

**والى العصر ثريت والى العصر ثريت والى العصر ثريت والى العصر ثريت والى العصر ثريت**

[illegible][illegible]

بعد وہ عورتیں غائب ہو گئیں۔

پھر حکم خدا سے میں کعبہ میں آیا۔ دیکھا تو ایک مجمع لگا تھا۔ تمام لوگ قفل کعبہ توڑنے کی کوشش کر رہے تھے۔ لیکن قفل نہیں ٹوٹ رہا تھا۔ میں نے اشارہ انگشت کیا قفل کھل کر گر گیا۔ میں نے تمام لوگوں کو اندر آنے سے منع کر دیا خود اندر گیا علیؑ اس عورتوں میں آنکھیں بند کر کے سو رہا تھا۔ میں نے سلام کیا۔ علیؑ نے مجھے جواب سلام دیا۔ میں نے ہاتھوں پر اٹھایا۔ دنیا میں آنے کے بعد پہلی عزا میں نے علیؑ کو لعاب رسالت سے دی۔ کچھ سناتے کو کہا۔ علیؑ نے صفت آدم سے لے کر انجیل عیسیٰ تک تمام صحف انبیاء کی تلاوت کی پھر عرض کیا۔ اگر قرآن نازل ہو چکا ہوتا۔ تو آج وہ بھی سنا دیتا میں ہاتھوں پر اٹھا کر علیؑ کو گھر لایا۔

جناب ابوطالب نے دیکھا۔ نام پوچھا۔ میں نے عرض کیا۔ جس کے گھر آیا ہے وہی نام رکھے گا۔ جناب ابوطالب خانہ کعبہ میں آئے خلاف کعبہ پڑ کے دعا مانگی۔ ذاتِ احدیت نے جواب میں علیؑ نام بتایا۔

جب جناب فاطمہ نے جناب ابوطالب کو ان چار عورتوں کے متعلق بتایا۔ تو جناب ابوطالب نے فرمایا۔ دو کو ہم نے پہچان لیا ہے۔ دوسری دو کون تھیں۔

علیؑ نے جواب دیا۔

پہلی عورت جس نے مجھے سجدہ سے اٹھا کر گود میں لیا تھا۔ جناب حوا تھی۔

دوسری عورت جس نے مجھے خوشبو لگائی تھی۔ جناب مریم تھی۔

تیسری عورت جس نے مجھے کپڑوں میں لپیٹا تھا۔ آسیہ زین فہول تھی۔ اور

چوتھی عورت جس نے خوشبو اوڑھ کر پڑے اٹھا رکھے تھے وہ مادر موی تھی۔

بایا جان! آپ ایسا کریں۔ مشرم اس وقت کوہ نکام کے ایک غار میں ہے۔ آپ وہاں جا کر مشرم کو میری ولادت کی

بشارت دے دیں۔ جناب ابوطالب فرماتے ہیں کہ میں علیؑ کے بتائے ہوئے پتہ پر کوہ نکام میں آیا۔ دیکھا تو مشرم ایک چٹان

پر چادر تانے سو رہا ہے۔ اور دو اژدہ اس کی ٹکرائی کر رہے ہیں۔ جب انہوں نے مجھے دیکھا تو ایک طرف ہٹ

گئے اور کہا۔

السلام علیک یا ائبا اولیاء اللہ۔ اے اولیائے خدا کے باپ ہمارا سلام ہو۔

میں نے انہیں جواب سلام دیا۔ اتنے میں مشرم اٹھ کے بیٹھ گیا۔ میں نے مشرم کو ولادتِ علیؑ کی بشارت دی اور تمام

واقعاتِ ولادت سنایا۔ اس نے کہا۔ حمد خدا ہے۔ چہرہ سو گیا اور مجھے کہا میری چادر مجھ پر ڈال دیں۔

میں نے اژدہوں سے پوچھا۔ تم کون ہو۔ انہوں نے کہا۔ ہم اس کے اعمالِ صالحہ ہیں۔ تاقیامت اس کے اس

وجود کی حفاظت ہمارے ذمہ ہے۔

جابر کہتا ہے میں نے عرض کیا۔ قبلہ میں تو انصاری ہوں اور مدینہ کا باسی ہوں۔ آپ کے ساتھ مکہ سے آنے والے



## حالات حضرت علی

ولی العصر ثرثث ولی العصر ثرثث ولی العصر ثرثث

ولی العصر ثرثث ولی العصر ثرثث ولی العصر ثرثث

ولی العصر ثرثث ولی العصر ثرثث ولی العصر ثرثث ولی العصر ثرثث ولی العصر ثرثث ولی العصر ثرثث ولی العصر ثرثث ولی العصر ثرثث ولی العصر ثرثث ولی العصر ثرثث

مہاجرین تو نہیں بتاتے ہیں کہ ابو طالب اسلام کے بغیر اس دنیا سے رخصت ہوا ہے۔ جب کہ آپ نے جو واقعہ سنایا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابو طالب مومن اول تھا۔

آنحضورؐ نے فرمایا:

جابر جب میں شب معراج آسمان پر گیا۔ تو میں نے عرش کے دائیں پہلو میں چار انوار درخشاں دیکھے ذاتِ احیث سے ان کے متعلق سوال کیا تو مجھے قدرت کی طرف سے جواب ملا۔

ایک نور عبدالمطلب ہے۔

دوسرا نور ابو طالب ہے۔

تیسرا نور عبد اللہ ہے اور

چوتھا نور طالب بن ابی طالب ہے۔

غایۃ الحرم میں شیخ طوسی کی مصابیح الانوار کے حوالہ سے انس ابن مالک سے مروی ہے کہ ایک دن نماز صبح کے بعد میں نے آنحضورؐ کی خدمت عرض کیا۔ قبلہ

اولئک الذین انعم اللہ علیہم من النبیین  
والصدیقین والشہداء والصالحین۔  
انبیاء۔ صدیق۔ شہداء اور صالحین ہی میں سے وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے انعام فرمایا ہے۔

کی تفسیر فرمادیجئے۔ آپ نے فرمایا:

نبیین کا مصداق میں ہوں۔

صدیقین کا مصداق علیؑ ہے۔

شہداء کا مصداق میرا چچا حمزہؓ ہے۔ اور

صالحین کے مصداق میرے سینئیں اور فاطمہؓ ہیں۔

جناب عباسؓ سامنے آئے اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ کیا ہم اور آپ ایک قبیلہ کے افراد نہیں ہیں؟

آنحضورؐ نے فرمایا:

آپ کس لیے پوچھ رہے ہیں؟

جناب عباسؓ نے فرمایا:

آپ نے اپنے ساتھ علیؑ، فاطمہؓ اور حسینؓ کو شمار کیا ہے اور کسی کا نام نہیں لیا۔

آنحضورؐ نے فرمایا:

جہاں تک دنیا میں قبیلہ کا تعلق ہے تو بلا شک ہم اور آپ ایک قبیلہ سے ہیں۔ لیکن جہاں تک حقیقت کا تعلق ہے

آپ ہیں اور ہم ہیں بہت بڑا فرق ہے۔ ہمیں اللہ نے تخلیق آدمؑ سے ہزاروں برس پہلے پیدا فرمایا ہے۔ (اس کے

ولی العصر ترست	ولی العصر ترست	حالات حضرت علی	ولی العصر ترست	ولی العصر ترست
ولی العصر ترست	ولی العصر ترست	بعد آپ نے وہی حشویہ بیان فرمائی جو سابق حالات سرور کو یمن میں آپ پڑھ چکے ہیں۔	ولی العصر ترست	ولی العصر ترست
ولی العصر ترست	ولی العصر ترست	• بحار میں ہے کہ ابن مہران نے جناب عبداللہ ابن عباس سے اس آیت کی تفسیر پوچھی۔	ولی العصر ترست	ولی العصر ترست
ولی العصر ترست	ولی العصر ترست	انا لحن الصافون وانا لحن المسبحون۔	ولی العصر ترست	ولی العصر ترست
ولی العصر ترست	ولی العصر ترست	ہم ہی مصطفیٰ اور ہم ہی تسبیح گزار ہیں۔	ولی العصر ترست	ولی العصر ترست
ولی العصر ترست	ولی العصر ترست	جناب ابن عباس نے وہی حدیث دہرائی جس کا اوپر حوالہ دیا جا چکا ہے۔ اور یہ حدیث حدیث نوز کے نام سے	ولی العصر ترست	ولی العصر ترست
ولی العصر ترست	ولی العصر ترست	معروف ہے۔	ولی العصر ترست	ولی العصر ترست
ولی العصر ترست	ولی العصر ترست	منافق بن قاضی ابو عمرو عثمان ابن احمد سے ایک طویل روایت میں منقول ہے کہ۔	ولی العصر ترست	ولی العصر ترست
ولی العصر ترست	ولی العصر ترست	حضرت علی بن ابی طالب فاطمہ کے صدف عفت میں کلام کرتے تھے۔ ایک دن کعبہ میں اپنے جانی جعفر سے بات کی تو وہ	ولی العصر ترست	ولی العصر ترست
ولی العصر ترست	ولی العصر ترست	غش کر گئے۔ اور تمام ہت اور دھم منہ کر گئے۔ جناب فاطمہ نے اپنے صدف عفت پر ہاتھ رکھ کر فرمایا۔	ولی العصر ترست	ولی العصر ترست
ولی العصر ترست	ولی العصر ترست	بیٹھے ابھی تو دنیا میں نہیں آیا تیری آواز سن کر بت گر رہے ہیں۔ جب تو دنیا میں آگیا تو ان کا کیا حال ہوگا	ولی العصر ترست	ولی العصر ترست
ولی العصر ترست	ولی العصر ترست	پھر جناب فاطمہ نے اس واقعہ کا تذکرہ جناب ابوطالب سے فرمایا:	ولی العصر ترست	ولی العصر ترست
ولی العصر ترست	ولی العصر ترست	آپ نے فرمایا:	ولی العصر ترست	ولی العصر ترست
ولی العصر ترست	ولی العصر ترست	مجھے طائف کی راہ میں ایک شیر نے بتایا تھا۔	ولی العصر ترست	ولی العصر ترست
ولی العصر ترست	ولی العصر ترست	• علامہ مجلسی نے بحار میں سید نے غایۃ المرام میں شیخ موسیٰ نے ابالی میں روایت کی جس کا ایک سلسلہ تمام المومنین عالم شیعہ	ولی العصر ترست	ولی العصر ترست
ولی العصر ترست	ولی العصر ترست	ہے۔ دوسرا سلسلہ سند انس ابن مالک تک ہے۔ تیسرا سلسلہ سند عباس ابن عبدالمطلب تک ہے اور چوتھا	ولی العصر ترست	ولی العصر ترست
ولی العصر ترست	ولی العصر ترست	سلسلہ سند آئمہ اہلبیت کے ذریعہ جناب سرور انبیاء تک ہے۔ ان مختلف سلسلہ ہائے سند کے ذریعہ قواعد و احوال	ولی العصر ترست	ولی العصر ترست
ولی العصر ترست	ولی العصر ترست	یوں مذکور ہے۔ عباس ابن عبدالمطلب اور یزید ابن تغلب کا بیان ہے کہ	ولی العصر ترست	ولی العصر ترست
ولی العصر ترست	ولی العصر ترست	ہم بیت اللہ کے صحن میں بیٹھے تھے۔ فاطمہ بنت اسد خانہ کعبہ میں آئیں۔ نور و لاوت علی کا وقت مکمل ہو چکا تھا۔	ولی العصر ترست	ولی العصر ترست
ولی العصر ترست	ولی العصر ترست	فاطمہ نے طرف کعبہ کیا۔ پھر پشت کعبہ کی طرف اگر کھڑی ہوگی رخ سوئے آسمان کیا اور کہا:	ولی العصر ترست	ولی العصر ترست
ولی العصر ترست	ولی العصر ترست	ای رب الی موصنة بك وبما جاء من عندك	ولی العصر ترست	ولی العصر ترست
ولی العصر ترست	ولی العصر ترست	الرسول وبكل نبی من انبیاءك وبكل کتاب	ولی العصر ترست	ولی العصر ترست
ولی العصر ترست	ولی العصر ترست	انزلت وانی مصدقة بکلام جدی ابراہیم	ولی العصر ترست	ولی العصر ترست
ولی العصر ترست	ولی العصر ترست	الخلیل وانه نبی بیتك العتیق فاستلک	ولی العصر ترست	ولی العصر ترست
ولی العصر ترست	ولی العصر ترست	بحق هذا البیت ومن بناه وبحق هذا	ولی العصر ترست	ولی العصر ترست
ولی العصر ترست	ولی العصر ترست	المولود الذی فی احتشائی الذی بکلمتی	ولی العصر ترست	ولی العصر ترست
ولی العصر ترست	ولی العصر ترست	ویؤنسنی بحدیثه وانا موقنة	ولی العصر ترست	ولی العصر ترست
ولی العصر ترست	ولی العصر ترست	انه احدای ایا تلک ودلا تلک لما یسرت	ولی العصر ترست	ولی العصر ترست
ولی العصر ترست	ولی العصر ترست	لے اللہ! میں تجھ پر ایمان رکھتی ہوں۔ جو کچھ میری طرف سے	ولی العصر ترست	ولی العصر ترست
ولی العصر ترست	ولی العصر ترست	رسول اکرم لے کر آئے ہیں اس پر ایمان رکھتی ہوں۔ تیرے ہر	ولی العصر ترست	ولی العصر ترست
ولی العصر ترست	ولی العصر ترست	مرسل نبی اور ہر منزل کتاب پر ایمان رکھتی ہوں۔ میں اپنے جدا	ولی العصر ترست	ولی العصر ترست
ولی العصر ترست	ولی العصر ترست	امجد ابراہیم خلیل کے کلام کی تصدیق کرتی ہوں۔ انہی نے تیرا گھر	ولی العصر ترست	ولی العصر ترست
ولی العصر ترست	ولی العصر ترست	بنایا تھا۔ میں تجھ سے اس گھر۔ اس کے بانی اور اس مولود کے	ولی العصر ترست	ولی العصر ترست
ولی العصر ترست	ولی العصر ترست	واسطے سوال کرتی ہوں۔ وہ مولود جو میرے صدف عفت	ولی العصر ترست	ولی العصر ترست
ولی العصر ترست	ولی العصر ترست	میں سے مجھ سے باتیں بھی کرتا ہے اور تنہائی میں میرا مونس	ولی العصر ترست	ولی العصر ترست
ولی العصر ترست	ولی العصر ترست	بھی ہوتا ہے مجھے یقین ہے کہ یہ مولود میری آیات میں سے	ولی العصر ترست	ولی العصر ترست
ولی العصر ترست	ولی العصر ترست	۸۴	ولی العصر ترست	ولی العصر ترست

ولی العصر ترست ولی العصر ترست ولی العصر ترست

حالات حضرت علی

ولی العصر ترست ولی العصر ترست ولی العصر ترست

علی ما انا فیہ - ایک آیت اور تیرے دلائل میں سے ایک دلیل ہے میرے معاملہ کو آسان فرما۔

جناب فاطمہ کی اس دعا کے بعد ہم نے دیکھا بیت اللہ کی دیوار میں شکاف ہو گیا۔ جناب فاطمہ غانہ کعبہ کے اندر داخل ہوئیں دیوار کا شکاف فوراً مل گیا۔ ہم حیران ہو کر اٹھے۔ قفل بیت اللہ کھولنے کی کوشش کی۔ لیکن قفل نہ کھلا۔ جب ہم اپنی کوشش کر کے تھک گئے۔ اور قفل نہ کھلا تو ہم نے یہی فیصلہ کیا کہ یہ کوئی راز ہے۔ جناب فاطمہ تین دن بیت اللہ میں رہیں پورے مکہ کے ہر گھر میں یہ واقعہ اس قدر معروف ہوا۔ کہ ہر زبان پر جناب فاطمہ کا گھر میں جانے کی دیوار کے شکاف کا تذکرہ تھا۔

تیسرے دن سردی اور برف پڑنے لگی۔ ہم بیت اللہ میں فریشنگ نہ کر سکتے تھے۔ آنحضرت کو دیکھ کر سب لوگ ایک طرف ہٹے آپ قریب آئے۔ قفل کو دھکا دیا۔ قفل کھل کر بچے گر گیا آپ اندر گئے۔ کچھ دیر کے بعد آنحضرت باہر آئے۔ ان کے ہاتھوں پر حضرت علی تھے۔ جناب فاطمہ نے لوگوں کو دیکھ کر فرمایا:

ایہا الناس ان اللہ اختارنی علی خلقہ وفضلنی علی المحدثات من کن قبلی قد اختار اللہ آسیہ بنت مزاحم فانہا عبدت اللہ سرّاً فی موضع لا یحب ان یعبد اللہ فیہ الا اضطراراً و اختار اللہ مریم ابنت عمران حیث یسر عیمہا ولادۃ عیسیٰ خارج بیت المقدس تحت المخلۃ فی فلاة من الارض ان اللہ اختار فی علیہم اعلیٰ علی کل من مضی قبلی من نساء العالمین لانی ولدت فی بیتہ العتیق وبقیت فیہ ثلاثۃ ایام اکل من ثمار الجنة فلما ردت ان اخرج وولدی علی یدئ ہتفت لی ہائفت دقال یا فاطمہ

اے لوگو! اللہ نے مجھے اپنی تمام مستورات پر ان فضیلت دے دی ہے۔ مجھے سے پہلے مثنیٰ بھی عورتیں گذری ہیں سب سے مجھے بلند مرتبہ سے نوازا ہے۔

اللہ نے آسیہ بنت مزاحم کو اس بات سے نوازا تھا کہ اس نے ایسے مقام پر اللہ کی عبادت کی جہاں اللہ کا نام لینا بھی گوارہ نہ کیا جاتا تھا۔

اللہ نے جناب مریم کو یہ شرف بخشا کہ انہیں بیت المقدس سے ایک صحرا میں بآسانی مراحل ولادت سے گزارا۔

اور اللہ نے مجھے ان دونوں سے بڑھ کر مقام دیا ہے۔

بلکہ آج تک کی آنے والی تمام مستورات سے افضل و اشرف مقام عنایت فرمایا ہے کہ میرے لیے اپنے گھر کی دیوار سے

نیا در بنا کر مجھے اپنے گھر میں جگہ دی۔ تین دن تک اللہ کی

ہمان رہ کر جنت میں کے میوہ جات کھاتی رہی۔

اب جب کہ میں اپنے بیٹے کو ہاتھوں پر لے کر اللہ کے گھر

سے باہر لا رہی تھی تو مجھے ایک ہاتھ غیبی لے کر کہا۔ اے فاطمہ

اس بچے کا نام علی رکھنا۔ میں علی اعلیٰ ہوں اسے میں نے اپنی

قدرت سے پیدا کیا ہے۔ اس کا نام میں نے اپنے نام

اللہ آسیہ بنت مزاحم فانہا عبدت اللہ سرّاً فی موضع لا یحب ان یعبد اللہ فیہ الا اضطراراً و اختار اللہ مریم ابنت عمران حیث یسر عیمہا ولادۃ عیسیٰ خارج بیت المقدس تحت المخلۃ فی فلاة من الارض ان اللہ اختار فی علیہم اعلیٰ علی کل من مضی قبلی من نساء العالمین لانی ولدت فی بیتہ العتیق وبقیت فیہ ثلاثۃ ایام اکل من ثمار الجنة فلما ردت ان اخرج وولدی علی یدئ ہتفت لی ہائفت دقال یا فاطمہ

اللہ نے آسیہ بنت مزاحم کو اس بات سے نوازا تھا کہ اس نے ایسے مقام پر اللہ کی عبادت کی جہاں اللہ کا نام لینا بھی گوارہ نہ کیا جاتا تھا۔

اللہ نے جناب مریم کو یہ شرف بخشا کہ انہیں بیت المقدس سے ایک صحرا میں بآسانی مراحل ولادت سے گزارا۔

اور اللہ نے مجھے ان دونوں سے بڑھ کر مقام دیا ہے۔

بلکہ آج تک کی آنے والی تمام مستورات سے افضل و اشرف مقام عنایت فرمایا ہے کہ میرے لیے اپنے گھر کی دیوار سے

نیا در بنا کر مجھے اپنے گھر میں جگہ دی۔ تین دن تک اللہ کی

ہمان رہ کر جنت میں کے میوہ جات کھاتی رہی۔

اب جب کہ میں اپنے بیٹے کو ہاتھوں پر لے کر اللہ کے گھر

سے باہر لا رہی تھی تو مجھے ایک ہاتھ غیبی لے کر کہا۔ اے فاطمہ

اس بچے کا نام علی رکھنا۔ میں علی اعلیٰ ہوں اسے میں نے اپنی

قدرت سے پیدا کیا ہے۔ اس کا نام میں نے اپنے نام

## حالات حضرت علیؑ

والی العصر ترست والی العصر ترست والی العصر ترست

سے مشتق کیا ہے۔ اسے اپنے تمام معاملات کا تجارت بنایا ہے۔ اسے میں نے اپنے علم خصوص کے مخفی رازوں سے آگاہ کیا ہے۔ اپنے گھر میں ولادت کی جگہ دی ہے۔ یہی وہ پہلا شخص ہو گا جو میرے گھر میں کھڑے ہو کر میری توجید کا اعلان کرے گا۔ بتوں کو توڑے گا۔ میرے حبیب کے بعد امام امت ہو گا جو نبی ہو گا۔ اس کے والیوں کو جنت کی بشارت ہو۔ اور اس کے منکرین حق۔ نافرمانوں اور رسوائی چاہنے والوں کے لیے جہنم کی دادی دیل ہے۔

سمیہ علیا فانا العلی الاعلیٰ فی خلقته من قدرتی و اشتقت اسمہ من اسمی صلت الیہ اواموی و ادققتہ علی غامض علمی و لانی بیتی و ہواول من یوذن فی بیتی و یکسر الاصل و ہوا امام بعد جیبی و وصیہ خطوبی لمن احبہ و نصرہ و الویل لمن عصاہ و خذلہ و مجد حقه۔

جناب فاطمہ علیؑ کو گھر لائیں۔ جناب ابوطالب جب سامنے آئے تو علیؑ نے کہا۔

السلام علیک یا ابتاہ۔

پھر حضور تشریف لائے علیؑ نے آپ کو بھی سلام کیا۔ یا رسول اللہ کہہ کر سلام کیا۔ اور سکران آیات کی تلاوت کی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم قد افلح المؤمنون وہ المؤمن نجات پا گئے جو۔

الدین ہم فی صلوٰتہم خاشعون۔ اپنی نماز میں خاشع رہتے ہیں۔

سرور انبیاءؑ نے فرمایا:

صدقت یا علیؑ قد افلحوا بک انت واللہ امیرہم و دلیلہم۔

پھر آپ نے جناب فاطمہؑ سے کہا۔ انا

اذہبی الی عی حمزۃ و بشریہ۔

جناب فاطمہؑ نے کہا۔ اگر میں چلی گئی تو علیؑ کو دودھ کون دے گا؟

آپ نے فرمایا:

انا ربیدہ۔ اب علیؑ کا میرا بڑا بیٹا ہے۔

جناب فاطمہؑ نے حیرت سے پوچھا۔ انت نزویر؟ کیا آپ اسے سیراب کریں گے۔

آپ نے فرمایا۔ آپ پریشان نہ ہوں۔ میں ہی اسے سیراب کروں گا۔ آپ اطمینان کے لیے دیکھ لیں۔

فوضع لسانہ فی فیمہ قاتلجرت

اثنتا عشرۃ عینا۔

جناب فاطمہؑ نے حمزہ کو مبارک باد دے کر واپس آئیں۔ تو حضرت علیؑ سیر ہو کر آرام کر رہے تھے۔ بی بی نے عورتوں



والی العصر ٹرسٹ والی العصر ٹرسٹ والی العصر ٹرسٹ

حالات حضرت علیؑ

والی العصر ٹرسٹ والی العصر ٹرسٹ والی العصر ٹرسٹ

کی عادت کے مطابق کپڑے میں باندھا۔ حضرت علیؑ نے ہاتھ اٹھائے کپڑا دو ٹکڑے ہو گیا۔ بی بی نے دو کپڑے اکٹھے کر باندھا۔ آپ نے انگڑائی کی دو بھی ٹوٹ گئے آپ ایک کپڑے کا اضافہ کرتی گئیں اور علیؑ کی انگڑائی سے وہ کپڑے ٹوٹتے گئے۔ جب بی بی سات کپڑوں کو باندھنے لگی۔ تو اس وقت علیؑ نے عرض کیا۔

یا اماہ لا تشدی یدای فانی احتاج  
ان ابصیص دینی با صبیعی

ماں میرے ہاتھ مدت باندھو میں اپنی انگلی سے اللہ کے ساتھ  
مرد کو کیا کرنے کا ضرور قہر رہتا ہوں۔

اس کے بعد بی بی نے باندھنے کا ارادہ ترک کر دیا۔

اس کے بعد روزانہ آنکھوں کی خدمت میں عرض کرتے تھے۔ قبلہ مجھے جھوک گئی ہے۔ آنکھوں اپنی زبان مبارک حضرت علیؑ کے دہن مبارک میں دیتے اور آپ لعاب رات سے سیراب ہو جاتے تھے۔ جناب فاطمہ کا بیان ہے کہ علیؑ کو کبھی میرے دودھ کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی تھی۔

ساتویں دن جناب ابوطالب نے عقیقہ کیا۔ عقیقہ میں آپ نے تین سو ادبٹ خرچ کیے اور ایک ہزار گائے اور بھیڑیں ذبح کیں۔ تمام ان مکہ کو کھلے عام کھانے پر لایا۔ اور فرمایا:

فانہ کفیر کا طواف کرتے جاؤ۔ اور میرے بیٹے کا عقیقہ کھاتے جاؤ۔

علامہ علیؑ نے کشف الحق میں لکھا ہے کہ جب جناب فاطمہ گھر لوگوں میں مصروف ہوئیں تو آنکھوں علیؑ کو بہتر سے اٹھا کر اپنے سینہ پر سلاتے۔ اور پہلا کفراتے۔

هذا اخي وولي وناصري۔ یہ میرا بھائی۔ میرا دوست اور میرا مددگار ہے۔

هذا اخي وولي وناصري۔ یہ میرا بھائی۔ میرا دوست اور میرا مددگار ہے۔

هذا اخي وولي وناصري۔ یہ میرا بھائی۔ میرا دوست اور میرا مددگار ہے۔

هذا اخي وولي وناصري۔ یہ میرا بھائی۔ میرا دوست اور میرا مددگار ہے۔

بشارة المصطفىؑ کے مطابق آنکھوں علیؑ کو ہاتھوں میں اٹھا کر بیت اللہ کا طواف کرتے تھے۔ یہ دن کبھی بھی میلان عرفات میں کبھی صفائے مردہ پر اور کبھی نئی میں لاتے تھے۔

روحہ الاطین میں مجاہد ابو عمرو اور ابو سعید خدری سے منقول ہے کہ۔

ہم آنکھوں کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ سلمان فارسی۔ ابوذر غفاری۔ مقداد کندی۔ عمار یا سر۔ عدیہ میانی۔ ابو الہشتم ابن تہمان خزیمہ ابن ثابت انصاری و الشہادتین۔ اور ابوطیفیل عامر ابن وائلہ انصاری حاضر ہوئے اور عرض کی۔

قبلہ چند ہاجرین سے ہم آپ کے بھائی علیؑ کے متعلق ایسی باتیں سنتے ہیں جن سے ہمیں تکلیف ہوتی ہے۔  
آپ نے فرمایا:

اللہ انہیں ہدایت دے۔ وہ صرف علیؑ ہی کے متعلق کیوں باتیں کرتے ہیں؟ وہ کیا کہتے ہیں؟

والی العصر ٹرسٹ والی العصر ٹرسٹ والی العصر ٹرسٹ

۱۸۷

والی العصر ٹرسٹ والی العصر ٹرسٹ والی العصر ٹرسٹ



انہوں نے کہا: ان لوگوں کا کہنا ہے کہ علیؑ کے سابق الاسلام ہونے میں کیا فضیلت ہے۔ بچہ ہی تو تھا؟  
آپ نے فرمایا:

کاش انہیں معلوم ہوتا کہ علیؑ بچہ نہیں تھا۔ بلکہ دیگر انبیاء کی طرح علیؑ نے بچپن میں اپنی ولایت الہیہ کا اعلان کیا ہے۔  
کیا انہیں معلوم نہیں علیؑ نے بچپن میں وہی کچھ کیا ہے جو حضرت ابراہیمؑ نے بچپن میں کیا تھا۔ حضرت ابراہیمؑ نے ولادت کے فوراً بعد لا الہ الا اللہ پڑھا تھا۔ جب ماں نے حیران ہو کر دیکھا۔

تو ماں کی خدمت میں سلام کے بعد عرض کیا تھا۔ ماں اللہ کی قدرت سے کچھ بھی بنید نہیں ہے۔

کیا انہیں معلوم نہیں کہ جب موسیٰؑ کو قبل از ولادت ختم کرنے کی خاطر فرعون نے سفورت بنی اسرائیل کے شکم تک چاک کر کے بچوں کا قتل عام کیا۔ پھر حضرت موسیٰؑ اس دنیا میں آ گئے۔ آپ کی ماں کو الہام ہوا کہ وہ صندوق میں بند کر کے موسیٰؑ کو دریا میں بہا دے۔ تو جناب یونان پریشانی میں موسیٰؑ کو سینہ سے لگائے یہ سوچ رہی کہ صندوق میں بند کر کے کیسے بہا دوں۔

اس وقت حضرت موسیٰؑ نے اپنی ماں سے عرض کیا۔ ماں آپ نہ گھبراؤں جیسے حکم خدا ہے اس پر عمل کریں۔  
مادر موسیٰؑ نے کہا۔ بیٹا مجھے ڈر ہے کہ کہیں تو دریا کی نذر نہ ہو جائے۔

جناب موسیٰؑ نے عرض کیا تھا۔ ماں آپ نہ گھبراؤں جس نے مجھے پہلے فرعون سے بچایا ہے۔ وہی مجھے دریا کی لہروں سے بھی محفوظ رکھے گا۔ اور پھر اپنے وعدہ کے مطابق مجھے آپ کی گود میں دے گا۔  
اور حضرت موسیٰؑ سردن تک صندوق میں بند رہے۔ وہاں نہ کچھ کھانے کو تھا اور نہ پینے کو۔

کیا انہیں معلوم نہیں کہ حضرت عیسیٰؑ نے ولادت کے فوراً بعد کہا تھا میں اللہ کا بندہ ہوں۔ اللہ نے مجھے کتاب دی اور میں نبی ہوں۔ اگر علیؑ کا بچپن میں اسلام ان کی نظر میں مشکوک ہے تو کیا ان تین انبیاءؑ کی غربت بھی مشکوک ہے۔ جب کہ میں اور علیؑ ایک نور سے ہیں۔ اللہ نے ہمیں تخلیق آدمؑ سے کئی ہزار برس پہلے پیدا کیا ہے پھر نور آدمؑ کو حضرت آدمؑ سے ابراہیمؑ تک اور ابراہیمؑ سے عیساؑ تک اکٹھا رکھا۔ بعد اطلب کے بعد اس نور کو دو حصوں میں تقسیم کیا۔

ایک کا امین میرے والد عبد اللہؑ کو اور دوسرے کا امین ابوطالبؑ کو بنایا۔

مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے جب علیؑ اس دنیا میں آئے تب مجھے جبریلؑ نے آکر کہا تھا۔

حکم خدا ہے اگر کہیے سے اپنے بھائی۔ وصی۔ وزیر۔ اور خلیفہ کو لے کے آ۔ جب میں گیا۔ علیؑ کو اٹھایا۔ اپنی زبان علیؑ کو جو سالی۔ جب مادر علیؑ کے ساتھ گھرا۔ میں نے علیؑ کو ماتھوں پر اٹھا کر کچھ سنانے کی فرمائش کی تو علیؑ نے صحن آدمؑ سے لے کر قرآن تک ہر کتاب کو اسی طرح پڑھا کہ اگر وہ نبی خود ہو تو اس بات کا انفرار کرتے کہ ہمارے کتاب کا ختم

علی حافظ و قاری ہے حضرت علی ہی اس شرف کا مالک نہیں ہے اولاد علی سے آنے والے گیا رہ امام بھی اس عزت و عظمت کے مالک ہیں۔ اگر لوگ فضائل و کمالات علی سے انکار کرتے ہیں تو انہیں کرنے دو تم اپنا دل تھوڑا نہ کرو اور پروا نہ کرو۔

یہ سن کر یہ تمام مذکورہ صحابہ یہ کہتے ہوئے اٹھے۔

نحن الفاضلون - چلو ہم ہی کامیاب ہیں

آنحضور نے فرمایا: انتم الفاضلون لکم خلقت الجنة۔

ہاں ہاں! تم ہی رستگار اور جنت تمہارے ہی لیے پیدا کی گئی ہے۔

ولا تعد اثماً و اعد اثمک النار۔ اور جہنم ہمارے اور تمہارے دشمنوں کے لیے پیدا کی گئی ہے۔



jabir.abbas@yahoo.com

شیخ صدوق نے معانی الاخبار میں اپنے سلسلہ سنیہ سے امام باقرؑ سے روایت کی ہے کہ حضرت علیؑ نے ایک دن مسجد کوفہ میں خطبہ دیا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب آپ جنگ نہروان سے واپس آچکے تھے اور آپ کو اطلاع ملی کہ معاویہؓ نے سرزمین آپ کو سب کرنے کا حکم دے رکھا ہے۔

جو کچھ میں کہہ رہا ہوں وہ صرف اس لیے کہ قرآن کریم میں ایک آیت ہے کہ

نعماتِ رب کا تذکرہ کیا کرو۔

اس آیت کے پیش نظر میں تمہیں بتا رہا ہوں کہ غم میرے اس مقام سے جاہل ہر جو اللہ نے مجھے دیا ہے۔ میرا وقت رحلت قریب تر ہو چکا ہے۔ جس طرح نبی کریمؐ نے فرمایا تھا۔ میں بھی اس طرح تمہیں بتا رہا ہوں۔

انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ  
وعترتی وهی الہادی الی النجاة -  
میں تم میں دو گراں چیزیں چھوڑ کر رہا ہوں۔ ایک کتاب  
خدا اور دوسری اپنی عترت اور یہی ہادی راہ نجات ہے۔  
اے لوگو! جو کچھ میں کہہ رہا ہوں میرے علاوہ جو بھی کہے گا وہ مفتری اور کذاب ہوگا۔

انا اخو رسول الله وابن عمه .

وسیف تقیته و عباد نصرتہ

ویاسه وشدتہ -

انا موتم البنيين والبنات -

اننا قابض الارواح.

انا محمد الابطال -

وقاتل الفرسان وجيـداً من كفـر الـرحمن

میں سرورِ انبیاءؑ کا بھائی اور چچا زاد ہوں۔

آپ کی ہر مشکل کے وقت میں آپ کی تلوار آپ کی نصرت

کانشہارا اور آپ کی شجاعت رہا۔

میں ہی لڑکوں اور لڑکیوں کا مارنے والا ہوں۔

میں تعاقب کر رہا ہوں۔

میں بہادروں کو پھیلاڑتے والا ہوں۔

میں شہسواروں کا قاتل اور شکرین خدا کی موت ہوں ۔

وَصَبْرٌ خَيْرٌ اِلَّا نَامَ اَتَا سَيِّدَ الْاَوْلِيَاءِ -  
ووصی خیر الانبیاء وانا باب مدنیۃ العلم  
و خازن علم رسول اللہ - و وارثہ -  
ا تازوجر الیتول سیدۃ نساء العالمین  
فاطمۃ النقیہ الزکیۃ البرۃ المہدیہ  
حبیبۃ حبیب اللہ وریحانۃ رسول اللہ  
سبطای خیر الاسباط وولدای  
خیر الاولاد  
ہل احد ینکر ما اقول -  
این مسلمو اہل الکتاب -  
ا ناسمعی فی الانجیل الیا وایلیا  
و فی التورۃ بری و فی الزبور اری  
و عند المہند کبکو و عند الروم  
بطریسا -  
و عند الفارس جرو و عند اہل ترک  
تشییر -  
و عند الزنج حبر و عند الکھتہ بوی  
و عند الحبشۃ تبریک و عند امی حیدرہ  
و عند ظنری میمون و عند العرب علی  
و عند الارض فریق و عند ابی ظہیر  
الادانی مخصوص فی القرآن باسماء  
احد روا ان تغلبوا علیہا فتضیعوا  
ا فی دیتکم یقول اللہ ان اللہ مع  
الصادقین انا ذلک الصادق -  
انا المودن فی دنیا و الآخرۃ قال اللہ  
عزوجل فاذن مؤذن بینہم لعنۃ اللہ

میں سردر انبیاء کا دادا اور سید الاولیاء ہوں -  
میں وحی خیر الانبیاء ہوں - میں باب مدنیۃ العلم  
خازن علم رسول اور وارث علم رسالت ہوں -  
میں اس بتول کا شوہر ہوں جو نساء عالمین کی سردار تھی -  
جو نیک - ہدایت یافتہ - پاکباز اور طاہرہ فاطمہ تھی  
جو حبیب خدا کی محبوبہ اور رسول خدا کے دل کا بہن تھی  
میرے دونوں بیٹے تمام بیٹوں سے افضل اور میری اولاد  
ہر اولاد سے افضل ہے -  
کوئی ہے جو میری ان باتوں کی تردید کر سکے -  
اہل کتاب سے اسلام قبول کرنے والے کہاں ہیں -  
انجیل میں میرا نام ایلیا اور الیا ہے -  
تورات میں میرا نام بری اور زبور میں اری ہے -  
ہندو کتب میں مجھے کبکوا اور رومی زبان میں مجھے بطریسا  
کہا گیا ہے -  
اہل فارس مجھے جرو اور اہل ترک مجھے تشییر کے نام سے پکارتے  
ہیں -  
زنگی مجھے حبر اور کارہن مجھے بوی کہتے ہیں -  
حبشی مجھے تبریک اور میری ماں مجھے حیدر کہتی تھی -  
لعنت ظنری میں میرا نام میمون اور عربوں میں میرا نام علی ہے -  
اہل زمین ارمنی مجھے فریق اور میرا پ مجھے ظہیر کہتا تھا -  
یقیناً جو تو قرآن میں اللہ نے مجھے مخصوص اسماء سے ذکر  
کیا ہے بخیاں رکھنا کہیں ان کے غلط معانی نہ گھر لینا دین  
برباد کر بیٹھ گئے - اللہ فرماتا ہے - یقیناً اللہ صادقین  
کے ساتھ ہے - میں وہی صادق ہوں -  
میں دنیا اور آخرت میں مؤذن ہوں - ارشاد قدرت ہے -  
ان کے مابین ایک مؤذن اذان کہے گا ظالمین پر اللہ کی

**وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ** اس کے مبارکہ حضرت علیؑ اور ان کے دو چہرے

على الظالمين انا ذاك المودن وقال  
اذن من الله فانا ذاك الاذان و  
انا المحسن يقول الله انا الله مع المحسين

وَأَنذِرُ الْقُلُوبَ يُقُولُ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ  
أَن فِي ذَٰلِكَ لَذِكْرٌ لِّمَن كَانَ لَهُ  
قَلْبٌ - وَأَنَّا لَنُكْرِهُهُ يَقُولُ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ  
الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُودٍ

و نحن صاحب الاعراف انا و عمي  
واخي و ابن عمي و الله خالق الحب و النوى  
لا يدخل النار لنا محب و لا يبخل الجنة لنا بغير  
يقول الله عز و جل و على الاعراف  
رجال يعرفون كلا بسيماهم

وَأَنَا الصَّيْرُ وَأَنَا الْأَذُنُ الْوَاعِيَةُ  
يَقُولُ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ وَتَعِيَهَا أَذُنُ  
وَاعِيَةٍ -

وَأَنَا الْمُسْلِمُ - يَقُولُ اللَّهُ وَرِجَالُ صِلَا  
لِرَجُلٍ وَمِنْ وَلَدِي مُهْدِي -

هذه الأمة الا قد جعلت محبتكم  
ببغضى يعرف المتأفقون وبمحبتي  
يمتحن الله المؤمنين هذا عهد  
النبي الا ملى الى انه لا يحبك  
الا مومن ولا يبغضك الا  
منافق -

والله لا يعطش يحيى ولا خاف ولى

لخت ہو۔ میں وہی مودن ہوں گا۔ دوسرے مقام پر ارشاد  
قدرت ہے اللہ کی طرف سے اعلان ہے۔ میں ہی وہ  
اعلان ہوں۔ میں محسن ہوں ارشاد قدرت ہے اللہ محسن  
کے ساتھ ہے۔

میں ذوالقلب ہوں۔ ارشاد قدرت ہے اس میں ہر صاحبِ دل کے لیے ایک تذکرہ ہے۔ میں ذاکر ہوں ارشاد رب العزت ہے۔ جو لوگ کھڑے ہو کر بیٹھ کر اور پہلو کے بل اشد کا ذکر کرتے ہیں۔

ہم صاحب اعزاز ہیں۔ میں میرا بچا۔ میرا بھائی اور میرا چچا  
 دانے میں شکاف ڈالنے والی ذات کی قسم ہمارا مولیٰ جہنم  
 میں داخل نہیں ہوگا اور ہمارا دشمن جنت میں نہیں جا سکے گا  
 ارشاد قدرت ہے۔ مقام اعزاز پر کچھ ایسے افراد  
 ہوں گے۔ جو ہر شخص کو ان کی علامات کی بدولت پہچان  
 لیں گے۔

میں واما در رسول ہوں۔ میں محفوظ رکھنے والا مان ہوں۔  
 ارشادِ رب ہے تعلیم رسول کو محفوظ رکھنے والا مان ہی محفوظ  
 رکھ سکتا ہے۔

میں مسلم ہوں۔ ارشادِ خالق ہے۔ ایک شخص دوسرے کے سامنے جھکا ہوا ہے

اس آیت کا مہدی میری اولاد سے ہو گا۔ مجھے تمہاری محبت بتایا گیا ہے۔ میرے نبض سے منافق پہچانے جائیں گے۔ اور میری محبت کی بدولت مومنین کا امتحان ہو گا۔ میرے نبی و آقا کا بچہ سے یہ عہد ہے کہ یا علیؑ صرف مومن تجھ سے محبت رکھے گا اور صرف منافق تجھ سے نبض لے سکے گا

بجدا میرا محب کبھی پیسا نہ ہوگا اور میرا موالی کبھی خوفزدہ



وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ

نہیں ہوگا۔

انا ولي المؤمنين والله ولي -  
يحب محبي ان يحسوا ما احب الله -  
ويغضض مبعضى ان يبعضوا ما  
احب الله بلغنى ان معاويه  
يسبني ويلعنني والله شلدا  
وطأتك عليه وانزل اللعنة  
على المستحق -

میں مومنین کا مولیٰ ہوں اور اللہ میرا مولیٰ ہے۔  
اللہ میرے موالیوں سے اس لیے محبت کرتا ہے کہ  
وہ محبوب خدا سے محبت رکھتے ہیں میرے دشمن کو اللہ  
اس لیے دشمن سمجھتا ہے کہ وہ محبوب خدا کو دشمن سمجھتے ہیں۔  
مجھے اطلاع ملی ہے کہ معاویہ مجھے سب اور لعنت کرتا ہے  
اللہ معاویہ پر اپنی گرفت مضبوط فرما۔ اور مستحق لعنت پر  
لعنت فرما۔

معانی اخبار میں بنیامین بن ربیع سے مروی ہے کہ میں نے ابن عباس سے سوال کیا کہ  
آنحضورؐ نے حضرت علیؑ کو البتراب کس مناسبت سے فرمایا تھا؟  
ابن عباس نے فرمایا:

کہ چونکہ حضرت علیؑ روئے ارض کے حکمران اور اللہ کی طرف سے روئے ارض کے لیے حجت تھے۔ میں آنحضورؐ  
سے سنا ہے وہ فرما رہے تھے قیامت کے دن جب کفار شیعیان علیؑ کا مقام دیکھیں گے تو وہ بے ساختہ کہہ  
دیں گے۔

یا لیتنی كنت من شيعة علي بن طالب كاشش في مئمتنا - یعنی کاش میں شیعیان  
علیؑ سے ہوتا۔ اسی کا تذکرہ ذات حدیث نے قرآن میں ان الفاظ سے کیا ہے۔  
يقول السافر يا ليتني كنت ترابا - کافر کہیں گے کاش میں تراب ہوتے۔

آپ کا ایک نام یعسوب الدین بھی ہے۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ یعسوب شہد کی شانہ راوی - کبھی کو کہا جاتا ہے اس  
کا کام یہ ہوتا ہے۔

کہ یعسوب شہد بنا کر لانے والی ہر کبھی کا شہد چیک کرتا ہے۔ جس کبھی نے شہد گندگی سے بنایا ہوتا ہے اسے  
سونگہ کر نہ صرف شہد کو بیکار کر دیتا ہے۔ بلکہ اس کبھی کو کاٹ کر پھینک دیتا ہے۔ اسی مناسبت سے حضرت علیؑ  
کو یعسوب الدین کہا گیا ہے کیونکہ محبت علیؑ ہی موجب نجات ہے قیامت کے دن ملائکہ امت مسلمہ کے ہر فرد  
کو چیک کریں گے جس کے دل میں محبت علیؑ ہوگی اسے جنت میں اور جس دل میں محبت علیؑ نہیں ہوگی اسے جہنم میں پھینکے  
جائیں گے۔

آپ کا ایک نام اسد اللہ بھی ہے۔

آپ کا ایک نام اسد رسول اللہ بھی ہے۔

اسمائے مبارکہ حضرت علیؑ اور ان کے دو بیٹے

آپ کا ایک نام - وحی - ایک تقی - ایک دلی - ایک نام قاتل النکشین - ایک نام قاتل القاسطین - ایک نام شبیہ  
بارون ایک نام صاحب اللواو - ایک نام خاضع النعل اور ایک نام کاشف الکرب بھی ہے -  
آپ کی کنیتیں بھی اسماء کی طرح کثرت میں - ابو تراب - ابوالسبطین - ابوالریحان تین - ابوالحسن - ابوالحسن -  
ابوالحسنین - ابوقصم - ابو محمد -



# آبائے حضرت علی علیہ السلام

تاریخ ائمہ میں ابن جوزی نے آپ کا جو شجرہ نسب لکھا ہے وہ یوں ہے -

علی ابن ابی طالب ابن عبد المطلب ابن ہاشم ابن عبد مناف - ابن قحطی - ابن کلاب ابن مرہ ابن کعب ابن غالب ابن فہر ابن مالک ابن نظر ابن کنانہ ابن خزیمہ ابن مدرکہ ابن ابی اس ابن نزار ابن معد ابن عدنان -

جناب ابوطالب کا اسم گرامی عمران تھا - آپ جناب عبد اللہ کے مادری پردی بھائی تھے - جناب عبد اللہ اور جناب ابوطالب کی والدہ گرامی کا نام جناب فاطمہ بنت عمرو ابن مایہ تھا -

عبد المطلب کا لقب شعیبۃ الجمہ تھا - آپ کی کنیت ابو البطحاء تھی - عبد المطلب کی وہ تسمیہ یہ ہے کہ مطلب کے بھائی جناب ہاشم نے یثرب میں سلمیٰ بنت عمرو سے شادی کی تھی - جناب ہاشم کا شادی کے بعد انتقال ہو گیا جناب سلمیٰ یثرب ہی میں اپنے والدین کے ہاں رہتی تھیں - یثرب ہی میں جناب شعیب کی ولادت ہوئی - ایک دن مکہ سے ایک آدمی مدینہ آیا - ایک جگہ چنہ بکے کھیل رہے تھے - جناب شعیب بھی انہی میں تھے اور فرما رہے تھے انا سید ابن سید قریش انا ابن ابی البطحاء میں سید القریش اور ابو البطحاء کا فرزند ہوں - اس کی نے پوچھا یہ کون ہے؟

اسے بتایا گیا کہ یہ ہاشم کا بیٹا ہے اور اس کا نام شعیب ہے - اس شخص نے مکہ میں اگر مطلب کو بتایا کہ آپ کا بھتیجا عالم یتیمی میں مدینہ میں ہے - مطلب اسی وقت سوار ہو کر مدینہ آئے جناب شعیب کو ساتھ لیا اور مکہ واپس آگئے جو نہی مکہ والوں نے جناب شعیب کو سواری پر جناب مطلب کے پیچھے بیٹھے دیکھا تو وہ سمجھے کہ شاید مطلب کہیں سے غلام لائے ہیں وہ کہنے لگے - عبد المطلب ہے - مطلب نے بتایا بھی کہ میرا غلام نہیں میرا بھتیجا اور ہاشم کا بیٹا ہے - لیکن عبد المطلب اتنا معروف ہوا کہ نام پر غالب آگیا -

ہاشم کا نام عمرو تھا اور ہاشم لقب تھا -

عبد مناف کا نام معیرہ تھا -

## حضرت علیؑ کے آباء

والی العصر ثرثث والی العصر ثرثث والی العصر ثرثث

قصی کا نام زید تھا۔ جناب قصی کا والدہ کا نام فاطمہ بنت اسد تھا۔

کلاب کی والدہ کا نام ہند بنت سہید ابن ثعلبہ تھا۔

جناب مرہ کی والدہ کا نام وحشیہ بنت شعیبان تھا۔

کعبہ کی والدہ کا نام جاریہ بنت کعب تھا۔

لوی کی والدہ کا نام غامکہ بنت خالد ابن نظر ابن کنانہ تھا۔ لوی ہی کا لقب قریش تھا قریش میں یہ مشہور تھا

کہ من لم یکن من المنظر لم یکن من قریش۔ جو اولاد نظر سے نہیں وہ قریشی نہیں کہا جاسکتا۔

غالب کی والدہ کا نام سللی بنت عازث تھا۔

جناب قمر کی والدہ کا نام جندلہ بنت عامر جرہمہ تھا۔

مالک کی والدہ کا نام عرابہ بنت ساعد ابن قیس غیلان تھا۔

جناب خزیمہ کی والدہ کا نام سلمہ بنت اسلم قضاعیہ تھا۔

جناب مدکر کی والدہ کا نام سللی بنت علوان قضاعیہ تھا۔

جناب الیاس کی والدہ کا نام رباب بنت جیدہ ابن مہد تھا۔

جناب مضر کی والدہ کا نام سودہ بنت غلیک تھا۔

جناب نزار کی والدہ کا نام معانہ بنت حوشم تھا۔

جناب معد کی والدہ کا نام سودہ سلمیہ تھا۔

جناب فاطمہ بنت اسد کی والدہ کا نام فاطمہ بنت الحرم ابن رواحہ ابن جند ابن معیض ابن وہب ابن ثعلبہ ابن دائل

ابن عمرو ابن شعیبان ابن ہمار ابن مہر

جناب فاطمہ بنت اسد و صری وہ خاتون ہے جس نے جناب خدیجہ کے بعد اعلان اسلام کیا۔ اور آنحضورؐ کے

دست مبارک پر بیعت کی۔

بحار میں علامہ مجلسیؒ نے حضرت علیؑ سے روایت نقل کی ہے کہ

آنحضورؐ نے فرمایا ہے۔ کہ جبریلؑ نے مجھے بتایا ہے کہ ذاتِ احدیت نے اس صدفِ عفت پر آتشِ جہنم حرام

کی ہے جس نے آپؐ کو اٹھایا ہے۔

اور وہ آمنہ بنت وہب ہے۔

اللہ نے اس صلب پر آتشِ جہنم حرام کی ہے جو آپؐ کی امین بنتی اور وہ عبد اللہ ہے۔

اللہ نے اس آغوش کے لیے آتشِ جہنم حرام قرار دی ہے جس نے آپؐ کو سہارا عنایت کیا ہے

اللہ نے اس گھر کو بیتِ جنت ہونے کا اعزاز بخشا ہے جس نے آپؐ کو پناہ دی ہے اور وہ ابو طالب کا گھر

ہے۔

کراچی نے روایت کی ہے کہ ایک دن حضرت علیؑ مسجد کو قرمیں منبر پر خطبہ دے رہے تھے کہ ایک خارجی کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا۔ یا علیؑ! آپ یہاں بیٹھے خطبہ دے رہے ہیں اور اللہ نے جو مقام آپ کو دیا ہے وہ سب کے سامنے ہے جب کہ آپ کا باپ جہنم میں ہے۔

آپ نے فرمایا:

اللہ تجھے رسوا کرے خاموش رہ۔ مجھے اس فزات کی قسم ہے جس نے محمدؐ کو مبعوث برحق کیا ہے اگر میرا باپ روئے ارض کے تمام گناہوں کی شفاعت کرے تو بھی اللہ مسترد نہ کرے گا۔ بھلا کیا کفالت رسولؐ کرنے والا بھی جہنم میں جاسکتا ہے۔ کیا تیری امت ماری گئی ہے۔ جس باپ کا بیٹا بقول رسولؐ قییم جنت نامہ ہوا اس کا باپ بھی جہنم میں جاسکتا ہے۔ قیامت کے دن دیکھ لے گا کہ پورے میدان حشر میں صرف پانچ انوار ایسے ہوں گے جو میرے باپ کے نور سے زیادہ ہوں گے اور وہ انوار نور محمدؐ مصطفیٰؐ، نور فاطمہؑ زہراؑ، نور حسنؑ مجتبیٰؑ نور حسینؑ سید الشہداءؑ اور اس کی ذریت سے آنکر ہدی کے ہوں گے۔

علی ابن حسان نے اپنے چچا سے روایت کی ہے کہ میں نے ایک امام صادقؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ جناب ابوطالب جہنم میں ہیں؟

آپ نے فرمایا:

جو کچھ جبریلؑ انحضرتؐ کے پاس لایا تھا اس کے تو قطعاً خلاف کہتے ہیں۔ کسی کو کچھ کہنے سے کیسے روکا جاسکتا ہے بھلا جس شخص کی وفات کے بعد مکہ میں کوئی ناصر نبی نہ رہا ہو اس پر کفر کی تہمت کیسے لگائی جاسکتی ہے۔ اسی رات جس رات جناب ابوطالب کا انتقال ہوا جبریلؑ نے انحضرتؐ سے آکر کہا کہ ارشاد قدرت ہے کہ ابوطالب کے بعد مکہ میں آپ کا کوئی ناصر حوا ہی نہیں رہا اس لیے ہجرت کر کے مدینہ چلے جائیں۔

یشت مرادی سے مروی ہے کہ میں نے امام صادقؑ کی خدمت میں عرض کیا۔ قبلہ لوگ کہتے ہیں کہ جناب ابوطالب جہنم میں ہیں۔

آپ نے فرمایا:

کسی کی زبان کوڑی جاسکتی۔ جو کسی کا دل کہے وہ کہنے سے باز نہیں آتا۔ ویسے میں قسم بخدا کہ اگر کہتا ہوں کہ اگر بیان ابوطالب کو تر ازو کے ایک پڑا میں رکھا جائے اور تمام دنیا کے ایمان کو دوسرے پڑا میں رکھا جائے تو ایمان ابوطالب کا پڑا پھر بھی بھاری رہے گا۔ حضرت علیؑ جب تک زندہ رہے اپنے والدین اور آنحضرتؐ کے والدین کی طرف سے ہر سال حج نیابت کرتے تھے اور شہادت کے بعد آپ نے سب سے پہلے ہی وصیت فرمائی کہ آنحضرتؐ اور میرے والدین کی طرف سے ہر سال حج کرایا جاتا رہے۔



حضرت علیؑ کے آباء

ولی العصر ثرث و لی العصر ثرث و لی العصر ثرث

اکمال الدین صدوق میں حضرت علیؑ سے مروی ہے کہ،

والله ما عبد ابی ولا جدی ولا هاشم  
ولا عبد منان صمنا قط -  
بخرا میرے بابا۔ میرے دادا۔ ہاشم اور عبد منان نے  
کبھی کسی بت کے سامنے سجدہ نہیں کیا تھا۔

آپ سے پوچھا گیا وہ کس کی عبادت کرتے تھے؟  
آپ نے فرمایا:

حضرت ابراہیمؑ کے مطابق عبادت خالق الکر کرتے تھے۔

امامی میں شیخ صدوق نے سعید ابن جہیر سے روایت کی ہے ایک شخص جناب عبد اللہ ابن عباس سے سوال کیا -  
کہ لے ابن عمر رسول نہیں جناب ابوطالب کے متعلق بتائیں کہ کیا وہ مسلمان تھے؟  
انہوں نے کہا۔ جلا وہ شخص کیسے غیر مسلم ہو سکتا ہے جس نے یہ شعر کہا ہو۔

وقد علموا ان ابننا لا مکذوب -  
لدينا ولا يعيبا بقول الا باطل -  
یہ لوگ جانتے ہیں کہ ہمارا بیٹا جھوٹا نہیں ہے اور نہ ہی  
لدينا ولا يعيبا بقول الا باطل -  
ہمارے ابو سعید و انط کی کتاب شرف المصطفیٰ سے مروی ہے کہ۔

جب جناب عبد المطلب کا وقت غریب آیا تو آپ نے جناب ابوطالب کو بلا کر فرمایا:  
بیٹے تجھے معلوم ہے کہ مجھے محمدؐ سے کتنی محبت ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ مجھ سے وعدہ کر محمدؐ سے وہی سلوک کرے  
گوار میں کیا کرتا تھا۔

جناب ابوطالب نے عرض کیا۔ اباجان! آپ کو بھی معلوم ہے کہ میں محمدؐ سے کتنی محبت کرتا ہوں۔ محمدؐ میرا بھتیجا  
ہونے کے نام طے بیٹا ہے۔ اگرچہ آپ کو محمدؐ کی وصیت کرنے کی ضرورت نہ تھی لیکن پھر بھی آپ کے اطمینان کی خاطر آپ  
جس طرح عہد لینا چاہیں آپ کے اطمینان کی خاطر میں ہر عہد دیتے کو تیار ہوں۔

سوموار کے دن آپ نے اعلان رسالت کیا۔ مگلی کو خانہ کعبہ میں نماز پڑھی۔ اس نماز میں آپ کے ساتھ جناب  
علیؑ زید ابن حارثہ اور ام المومنین خدیجہ بھی شامل تھے۔ جناب ابوطالب وہاں سے گزرتے جناب جعفرؑ آپ کے ساتھ تھے جب  
آپ نے آنحضرتؐ کو نماز پڑھنے دیکھا تو جناب جعفرؑ کے ہاتھ سے پکڑا آنحضرتؐ کے بائیں گھڑا کر دیا اور فرمایا۔  
بنی صمل حناح اخیات -  
جعفر اصر اور اپنے بھائی کا دوسرا زادین جا۔

ہمارے طبری اور بلاذری سے مروی ہے کہ۔

جب آنحضرتؐ نے کھلے عام دعوت اسلام کا آغاز کیا تو عتبتہ۔ ولید۔ ابو جہل اور عاص جناب ابوطالب کے پاس  
گئے اور کہا۔ دیکھ ابوطالب آپ کا بھتیجا ہمارے خداؤں کو برا بھلا کہتا پھرتا ہے اور کسی نئے دین کی طرف دعوت دے رہا  
ہے ہم سمجھتے ہیں کہ اسے صرف آپ کی پشت پناہی حاصل ہے۔ آپ سرور قریش ہیں۔ ہمیں بھی شکوہ کرنے کا حق

وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ

حضرت علیؑ کے آباء

ہے۔ آپ اسے منع کر دیں۔ ورنہ ہم زیادہ صبر نہیں کر سکیں گے۔  
جناب ابوطالب نے انتہائی نرم مزاجی سے انہیں ٹھنڈا کر کے واپس کر دیا۔  
کچھ دنوں بعد جب چند لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے تو پھر بھی افراد جناب ابوطالب کے پاس آئے اور  
آنحضرتؐ کو منع کرنے کو کہا۔  
جناب ابوطالب نے ان کی موجودگی میں آنحضرتؐ کو اپنے قریب بلایا اور کہا  
بیٹے یہ آپ کی قوم کے افراد ہیں انہیں آپ سے شکوہ ہے۔  
آنحضرتؐ نے فرمایا۔ چچا جان! انہیں کیسا شکوہ ہے؟  
ان لوگوں نے کہا تو جس دین کی تبلیغ کر رہے ہیں اس کا مفہم تو یہ ہے کہ ہمارے آباء و اجداد جہنمی ثابت ہو گئے ہیں۔  
ہمارے دین خطرے میں ہے ہمارے خدا خطرے میں ہیں۔  
آپ نے فرمایا۔  
میں تو ہمیں صرف ایک مختصر سے حکم کی دعوت دیتا ہوں جس میں تمہارا اتحاد ہے تمہاری عزت ہے۔ تمہارا اقرار ہے  
جناب ابوطالب نے فرمایا۔  
بیٹے وہ کیا حکم ہے۔  
آپ نے فرمایا۔ لا الہ الا اللہ  
یہ سن کر جناب ابوطالب نے ان مشرکین کو سنانے کی خاطر کہا۔  
بیٹے مجھے اتنا ہی بوجھ دینا جتنا میں اٹھا سکوں۔  
یہ سب خوش ہو گئے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ چچا جان! اگر آپ بھی میرا ساتھ چھوڑ دیں اور یہ لوگ سورج میرے  
دائیں ہاتھ پر اور چاند بائیں ہاتھ پر کھڑیں تو بھی اللہ کے جس دین کا پیغام میں نے شروع کیا ہے اسے ہرگز  
نہ چھوڑوں گا۔ یہ کہہ کر آپ وہاں سے چلے گئے۔  
یہ وفد بھی اٹھ کر چلا گیا۔ جناب ابوطالب نے سمجھا کہ کہیں محمدؐ ناراض نہ ہو گیا ہو۔ آپ وہاں سے اٹھے گھر آئے  
دیکھا تو آنحضرتؐ کچھ پریشان نظر آئے آپ نے قریب آکر آنحضرتؐ کو گلے لگایا اور عرض کیا۔  
واللہ لن یصلوا الیک بجمعہم حتی اوسد فی التراب دقینا  
فاعدع باہرک ما علیک غضاختہ۔  
وا بشر بذالک وقومناک عیونا  
خدا! یہ لوگ تیرا بال بھی بیچکا نہیں کر سکتے۔  
جنتیک میں مٹی میں دفن نہیں ہو جاتا۔  
اپنا تبلیغ اسلام کا معاملہ کھلے بندوں ظاہر کر۔ آہ تجھے کوئی  
خطرہ نہیں۔  
تجھے میری طرف بشارت ہو اور میری طرف سے مکمل اطمینان رکھ

وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ

و دعوتی و زعمت انک ناصر  
فلقد صدقت و کنت قیل امیدنا  
و عرضت دینا قد عرفت بانه  
من خیر ادیان البریة دینا -  
تو نے مجھے دعوت اسلام دی ہے اللہ تو میرا ناصر ہے۔  
تو پہلے بھی صادق اور امین معروف ہے۔  
تو نے جو دین پیش کیا ہے مجھے یقین ہے کہ  
تیرا الایا ہوا دین تمام ادیان عالم سے بہتر ہے۔

ایمان جناب ابوطالب کے سلسلہ میں مزید تحقیق مطلوب ہو تو آپ میری کتاب مطلوب الطالب و ادیان  
ابوطالب کا مطالعہ فرمائیں جس میں میں نے جناب ابوطالب کی ربانی ایمان ابوطالب ایک سوسلہ دلائل سے ثابت کیا  
ہے۔

طبقات ابن سعد میں منقول ہے کہ ایک ابوطالب ذوالحجاز میں جا رہے تھے۔ آنحضرتؐ آپ کے ساتھ تھے آپ کو  
پیا س گئی۔ آپ نے جناب ابوطالب سے پانی مانگا۔ جناب ابوطالب نے فرمایا۔ بیٹے دیکھ رہے ہو کتنا بڑا صحرا ہے۔  
یہاں پانی کہاں ملے گا۔

آنحضرتؐ نے اپنے پاؤں کی ایڑی زمین پر زور سے ماری پانی کا چشمہ پھوٹ نکلا عرض کیا۔  
چچا آپ کو پانی نہ ملے مجھے تو ملتا ہے۔ کیسے پی لیجئے۔

جناب ابوطالب نے آنحضرتؐ کا دفاع بیا لیس برس کیا ہے۔ کیونکہ آپ آٹھ برس کے تھے جب جناب کی کفالت  
میں آئے اور نبوت کے دسویں سال جناب ابوطالب کی وفات ہوئی۔  
جب قریش کہنے جناب ابوطالب سے کہا کہ۔

آپ عمارہ ابن ولید کو بیٹا بنا لیں پورے عرب میں اس جیسا حسین کوئی نہیں ہے۔ محمدؐ میں دے دیں تاکہ ہم اسے  
قتل کر دیں۔

جناب ابوطالب نے فرمایا۔

اللہ تمہیں رسوا کرے۔ کتنا برا فیصلہ کر کے آئے ہو اپنا بیٹا مجھے دیتے ہو تاکہ میں تمہاری خاطر سے کھلاؤں اور پلاؤں  
اور میرا بیٹا لیتے ہو تاکہ تم اسے قتل کر دو۔ اچھا ایسا کرو چند ناناؤں کے بچے ایک طرف باندھ دو۔ ان کی مائیں سامنے  
باندھ دو۔ پھر ایک بچے پر تشدد کرو۔ اور دیکھو اس بچے کی ماں کے علاوہ کوئی اور ناقہ بھی چلاتی ہے۔ کیا تم مجھے ایک حیوان  
سے بھی کمتر سمجھتے ہو کہ میں تمہارے بیٹے کو لے کر مٹاؤں۔

طبقات ابن سعد میں ابن سعد نے واقندی سے روایت کی ہے کہ جناب ابوطالب نے وقت وفات تمام  
قریش کو جمع کیا اور فرمایا۔

لن تزلو بخیر ما سمعتم من محمدؐ ان  
اخی و اتباعہ امرہ فاتبعوہ و  
جب تک میرے بھتیجے محمدؐ کی بات سن کر عمل کرتے  
ہو گے سلامتی سے رہو گے اس کی اتباع کرو۔ اس کی

اعینوہ ترشد وا۔

اس کی مدد کرو ہدایت با نذر ہو گے

روضۃ الواعظین میں جناب ابوطالب کی وصیت کو قدرے تفصیل سے لکھا گیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے:

اے قریشو! تم مخلوق خدا میں معزز ہو۔۔۔۔۔ تم عرب کا دل ہو۔۔۔۔۔ روئے زمین پر تم اللہ کے خزانچی ہو۔۔۔۔۔  
 تم اللہ کے حرم کے پاس ہو۔۔۔۔۔ اہل عرب کا سردار تم سے ہوتا ہے۔۔۔۔۔ سخی تم میں ہوتے ہیں۔۔۔۔۔  
 بہادر تم میں ہوتے ہیں۔۔۔۔۔ وسیع القلب تم میں ہوتے ہیں۔۔۔۔۔ عرب کے پاس کوئی ایسا مقام فضیلت نہیں  
 ہے جسے تم نے سب سے پہلے حاصل نہ کر لیا ہو۔۔۔۔۔ ہر فضیلت کا مرجع تم ہو۔۔۔۔۔ تم ہی پورے عرب کا  
 وسیلہ ہو۔۔۔۔۔ میں تمہیں وصیت کرتا ہوں۔۔۔۔۔ میری وصیت کو غور سے سنو اور یاد کرو۔۔۔۔۔ اس خانہ خدا  
 کا تحفظ کرنا۔۔۔۔۔ اس میں رشتائے الہی ہے۔۔۔۔۔ تمہاری میسریت کا استحکام ہے۔۔۔۔۔ تمہارے اتحاد  
 کا منظر ہے۔۔۔۔۔ صلہ رحمی دکھنا۔۔۔۔۔ صلہ رحمی درازی عمر کا سبب ہوتی ہے۔۔۔۔۔ بازوؤں میں اضافہ ہوتا  
 ہے۔۔۔۔۔ ایک دوسرے کی مخالفت چھوڑ دو۔۔۔۔۔ اس سے نسلیں تباہ ہو جاتی ہیں۔۔۔۔۔ فریاد کرنے والوں  
 کی داد دے کر دو۔۔۔۔۔ مانگنے والے کو غالی نہ لو ٹاف۔۔۔۔۔ مسائل کو دینا زندگی کی عزت سے۔۔۔۔۔ بات میں سچ اور  
 امانت کی ادائیگی میں کبھی کوتاہی نہ کرنا۔۔۔۔۔ کیونکہ اس سے انسان الزامات سے بچا رہتا ہے۔ اور لوگوں کی نظروں  
 میں معزز رہتا ہے۔۔۔۔۔ لوگوں کی مخالفت سے پرہیز کرنا۔۔۔۔۔ عوام الناس پر غیثت ہر بانی کرتے رہنا  
 کیونکہ اس سے مخصوص لوگوں میں محبت بڑھتی ہے عوام الناس میں احترام رہتا ہے اور اہلیت کی طاقت میں اضافہ ہوتا ہے  
 ۔۔۔۔۔ میں تمہیں محمدؐ کے سلسلہ میں حسن سلوک کی وصیت کرتا ہوں۔۔۔۔۔ کیونکہ جتنے اوصاف کا میں نے تذکرہ کیا  
 ہے یہ سب محمدؐ میں پہلے سے موجود ہیں۔۔۔۔۔ محمدؐ تمہارے پاس جو پیغام لے کر آیا ہے اسے دل سے قبول کر لیا  
 ہے۔۔۔۔۔ بخدا میں دیکھ رہا ہوں کہ عرب کے بیچ افراد اور سراپہ داروں کے رونڈے ہوئے لوگ اس کے پیغام کو  
 قبول کر رہے ہیں۔ اس کی ہر بات کی تصدیق کرتے ہیں۔۔۔۔۔ اس کے ہر معاملہ کو عظیم الشان سمجھ رہے ہیں۔۔۔۔۔  
 محمدؐ کے قدموں میں اپنی جان رکھ رہے ہیں۔۔۔۔۔ میں دیکھ رہا ہوں محمدؐ انہیں ساتھ لے کر موت کی سنگین ترین  
 وادیوں میں جا رہا ہے۔۔۔۔۔ اور سرداران قریش کی حیثیت ثانوی ہو گئی ہے۔۔۔۔۔ قریش کے گھرتا ہوا  
 گئے ہیں۔۔۔۔۔ پنج اور پست لوگ محمدؐ کی صف اول میں شامل ہو چکے ہیں۔۔۔۔۔ قریش کے عظیم افراد محمدؐ کے نیا رنڈ  
 ہو جائیں گے۔۔۔۔۔ جو محمدؐ سے زیادہ دور جانے گا وہی زیادہ خطا کار ہو گا۔۔۔۔۔ اعمام الناس اپنی محبت اور خلوص  
 محمدؐ کے قدموں میں ڈال رہے ہیں۔۔۔۔۔ محمدؐ کو اپنا قاعدہ سمجھ رہے ہیں۔۔۔۔۔ سرداران قریش آگے بڑھو اور  
 اپنے باپ کے بیٹے کے قدم چوم لو۔۔۔۔۔ محمدؐ کے غلام بن جاؤ۔۔۔۔۔ ہر جنگ میں محمدؐ کے حامی بن جاؤ۔۔۔۔۔  
 بخدا محمدؐ تمہیں جہاں بھی لے جائے گا وہاں ہدایت ہی ہدایت ہوگی۔۔۔۔۔ جو بھی محمدؐ کے ذریعہ ہدایت حاصل کرے  
 گا سعادت مند ہوگا۔۔۔۔۔ اگر موت مجھے مہلت دیتی میری ہدایت ہوگی۔۔۔۔۔ جو بھی محمدؐ کے ذریعہ ہدایت

حضرت علیؑ کے آباء

والی العصر ترست والی العصر ترست والی العصر ترست

حلب سالین ہر آڑے وقت میں محمدؐ کے لیے تنہا کافی رہتا اور محمدؐ پر آنے والی ہر آفت کو خود روکتا۔ گواہ رہنا میں وہی شہادت دیتا ہوں جس کی محمدؐ نے دعوت دی ہے۔

بحار میں محمدؐ ابن نمان سے مروی ہے کہ جب حضرت علیؑ نے آنحضرتؐ کو جناب ابوطالب کی خبر وفات دی تو آپ کی آنکھوں سے بے ساختہ آنسو بہنے لگے اور فرمایا:

یا علی! تم جاؤ چاکو شل و کفن دو جب جنازہ تیار ہو جائے تو مجھے بتانا۔

جب جنازہ تیار ہو گیا آپ کو اطلاع دے گئی آپ تشریف لائے تشریع جنازہ کی جب جناب ابوطالب کو قبر میں اتارا جانے لگا تو آپ نے تمام حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا:

واللہ یشفعن عی شفاعۃ یعجب  
برہا اهل الثقلین :-  
بخدا! میرا چاقا قیامت کے دن ایسی شفاعت کا مالک ہوگا کہ ثقلین انگشت بدندان رہ جائیں گے۔

پھر آپ نے جناب ابوطالب کے جنازہ کو مخاطب کر کے فرمایا:

وصلت رحماً وجزیت خیراً  
یا عم تلقدر بیت و کفالت  
صغیرا و نصرت و ازوت  
کبیرا :-  
اے چچا! آپ نے حق صلہ رحمی ادا کیا۔ اللہ آپ کو جزائے خیر دے بچپن میں آپ نے مجھے آنکوش ہمایا کی اور کفالت کی۔ پھر بڑا ہونے کے بعد آپ نے ہر قدم پر میری نصرت میں مصائب اٹھائے۔

علامہ ابن ابی الحدید نے لکھا ہے کہ جناب ابوطالب آغاز بعثت سے زندگی کے آخری لمحہ تک نصرت رسولؐ پر کمر بستہ رہے حتیٰ کہ وفات ابوطالب کے بعد نبی اکرمؐ نے ایک ایک قبیلہ کا دروازہ کھٹکھٹایا لیکن کسی نے وہ پناہ جہانہ کی جو جناب ابوطالب کی طرف سے حاصل تھی بالآخر آپ کے اس عدم تحفظ کا نتیجہ ہجرت سونے مدینہ ہوا۔

جناب عباس کا بیان ہے کہ دم آخر جب میں نے جناب ابوطالب سے کلمہ شہادت سنا تو میں حیران رہ گیا اور مجھے ایسے معلوم ہوا جیسے ابوطالب بعثت کے اولین لمحہ سے کلمہ شہادت پڑھتے چلے آ رہے تھے۔

بحار میں ہے کہ حمید کہتا ہے کہ میں نے ابوالجہم ابن حذیفہ سے سوال کیا کہ کیا آنحضرتؐ نے جناب ابوطالب کی نماز جنازہ پڑھی تھی؟

ابوالجہم نے جواب دیا۔ نماز جنازہ تو واجب ہی بعد از ہجرت مدینہ میں ہوئی ہے کہ میں ہجرت سے قبل جب نماز جنازہ واجب ہی نہ تھی آپ کیسے پڑھتے۔ ام المومنین جناب خدیجہؓ کا جنازہ بھی تو نہیں پڑھا گیا تھا۔



والصلاة والسلام على من لا نبي بعده

والصلاة والسلام على من لا نبي بعده

والصلاة والسلام على من لا نبي بعده

والصلاة والسلام على من لا نبي بعده

والصلاة والسلام على من لا نبي بعده

والصلاة والسلام على من لا نبي بعده

والصلاة والسلام على من لا نبي بعده

میں نے ایک دن فشار قبر کا ذکر کیا۔ تو مجھ سے پوچھا۔

محمدؐ بیٹے کیا ہر میت کو فشار قبر ہوتا ہے؟

میں نے عرض کیا۔ ہاں ہر میت کو ہوتا ہے۔ لیکن آپ فشار قبر سے محفوظ رہیں گی کیونکہ آپ کی قبر میں خود سوئیں

گا اور جہاں میں سوجاؤں وہاں فشار قبر نہیں ہوتا۔

ایک دن میں نے یوم حشر کا تذکرہ کیا اور بتایا کہ قیامت کے دن ہر شخص برہنہ مٹھور ہوگا۔

تو ماں نے پوچھا۔ بیٹے میں کیا کروں گی؟

میں نے عرض کیا۔ ماں تو محمدؐ کی ماں ہے۔ میں تجھے اپنے لباس سے کفن دوں گا جو میدان حشر میں آپ کے جسم

پر ہوگا۔ آپ مطمئن رہیں۔

عار نے عرض کیا۔ قبلہ آپ نے چالیس تکبیر پڑھی ہے؟

آنحضورؐ نے فرمایا۔ ہاں جب صفین سیدھی ہوئیں تو میں نے دیکھا کہ ملائکہ کی چالیس صفیں تھیں صفوف ملائکہ کو

دیکھ کر میں نے ہر صف کے لیے ایک تکبیر پڑھی ہے۔

اور میں اس وقت تک قبر فاطمہؑ سے باہر نہیں آیا جب تک اللہ نے عظمت قبر میں روشنی کا انتظام نہیں

کر دیا۔ دو چراغ سر ہاتھ دو چراغ پہلو میں روشن ہوئے۔

روضۃ العظیمین میں اس قدر اضافہ ہے کہ آنحضورؐ نے فرمایا۔ عار! میں اس وقت قبر سے باہر آیا جب قبر فاطمہؑ

سے باغ جنت کی طرف دروازے کھل گئے۔ جنت کا فرش بچھا دیا گیا۔ جنت کی خوشبوئیں مہک گئیں۔ عار! فاطمہؑ جنت

اسد کی قبر جنت کے ٹکڑوں میں سے ایک ٹکڑا ہے۔

# فضائل و مناقب حضرت علیؑ

صدق نے امانی میں آئمہ اہلبیت کے ذریعہ آنحضرتؐ سے روایت کیا ہے کہ ذاتِ احدیت نے میرے بھائی کو اتنے فضائل کا مالک بنایا ہے کہ ان کی حقیقت سے اللہ کے علاوہ کوئی بھی آشتا نہیں ہے۔

جو شخص فضائل علیؑ میں سے ایک فضیلت بھی اس طرح پڑھے کہ اس فضیلت پر عقیدہ بھی رکھتا ہو اللہ اس کے سابقہ اور لاحقہ گناہ معاف فرمادیتا ہے۔

جو فضائل علیؑ میں سے ایک فضیلت بھی لکھے جب تک اس تحریر کی سیاہی موجود رہے گی اس وقت تک لمحہ اس شخص کے لیے استغفار کرتے رہیں گے۔

جو شخص فضائل علیؑ میں سے ایک فضیلت بھی سنے اللہ اس کے وہ تمام گناہ معاف کر دیتا ہے جو اس نے کائنات سے کیے ہوتے ہیں۔

جو شخص فضائل علیؑ میں سے ایک لکھی ہوئی فضیلت دیکھے اللہ اس کے وہ تمام گناہ معاف کر دیتا ہے جو اس نے آنکھوں سے کئے ہوتے ہیں۔

بجہرہ علیؑ کی زیارت عبادت ہے۔ ذکر علیؑ عبادت ہے۔ کسی شخص کا ایمان اس وقت تک قبول نہ ہی نہ کیا جائے گا جب تک وہ علیؑ سے محبت اور دشمنانِ علیؑ سے اعلانِ برات نہ کرتا ہو گا۔۔۔۔۔ اللہ اور علیؑ

امانی ہی میں آئمہ اہلبیت کے ذریعہ سرورِ انبیاءؑ سے مروی ہے کہ ارشادِ قدرت ہے۔

میں واحد لا شریک معبود ہوں۔ میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں نے اپنی قدرت کاملہ سے مخلوق کو پیدا کیا ہے میں نے اپنی مرضی سے انبیاءؑ کو مصطفیٰ کیا ہے۔

میں نے تمام انبیاءؑ سے محمدؐ کو اپنا جریب بنایا ہے۔

میں نے محمدؐ کو اپنا خلیل اور صفی بنا کر مبعوث کیا ہے۔

میں نے محمدؐ کے لیے اس کے بھائی علیؑ کو منتخب کیا ہے۔

میں نے علیؑ کو محمدؐ کا بھائی۔ وصی۔ اور وزیر بنایا ہے۔

میں نے علیؑ کو بعد از محمدؐ پیغام محمدؐ پہنچانے پر مامور کیا ہے۔

میں نے علیؑ کو بعد از محمدؐ اپنی مخلوق پر خلیفہ بنایا ہے۔

میں نے علیؑ کو بعد از محمدؐ اپنی کتاب کا مفسر بنایا ہے۔

میں نے علیؑ کو بعد از محمدؐ اپنے احکام چلانے والا بنایا ہے۔

میں نے علیؑ کو گمراہی سے نکالنے والا ہادی بنایا ہے۔

میں نے علیؑ کو اپنا وہ دروازہ قرار دیا ہے جس سے گزر کر جنت تک آیا جاسکتا ہے۔

میں نے علیؑ کو اپنا وہ راستہ بنایا ہے جو اس پر پلے میں کبھی اس سے روگردانی نہ کروں گا۔

میں نے علیؑ کو اپنی تمام روئے زمین کی مخلوق پر حجت قرار دیا ہے۔

میں کسی بھی عامل کا کوئی عمل اس وقت تک قبول نہ کروں گا جب تک ولایت علیؑ نہ ہوگی۔

علیؑ ہی میری مخلوق میں میرا دست کشادہ ہے۔

علیؑ ہی میری وہ نعمت ہے کہ جسے میں چاہتا ہوں اسے ولایت علیؑ سے نواز دیتا ہوں۔

اپنی مخلوق میں سے جس پر میرا غضب ہوتا ہے اسے میں ولایت علیؑ کی معرفت سے لیے بہرہ کر دیتا ہوں۔

میں اپنی عزت اور جلال کی قسم کھا کر کہتا ہوں میری مخلوق میں سے جو بھی علیؑ کا موالی ہوگا اس کو جہنم سے نکال کر

داخل جنت کروں گا اور جو بھی بغض علیؑ رکھتا ہوگا اسے جنت سے نکال کر جہنم میں بھیج دوں گا۔

امالی ہی میں مسلم بن قیس سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے۔ اوصاف انبیاء اور حضرت علیؑ۔

علیؑ میں جناب لوط کی نرم مزاجی

جناب یحییٰ کا حسن اخلاق

جناب ایوبؑ کا زہد

جناب ابراہیمؑ کی سخاوت

جناب سلیمانؑ کا دہدیرہ اور

جناب داؤدؑ کی عظمت ہے۔

نام علیؑ جنت کے ہر دروازے پر مکتوب ہے۔

اللہ نے مجھے بشارت علیؑ سے نوازا تھا۔

علیؑ اللہ کے ہاں محمود ہے۔

وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْسْتُ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْسْتُ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْسْتُ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْسْتُ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْسْتُ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْسْتُ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْسْتُ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْسْتُ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْسْتُ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْسْتُ

ملائکہ کے ہاں مژکی و پاکیزہ ہے۔

میری خلوت و جلوت کا ہمیشہ ہے۔

علی میرا چراغ ہے۔ علی میرا منس ہے۔

علی میرا رفیق سفر ہے۔

علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں۔

جس نے علی سے تولی کیا اس نے مجھ سے تولی کیا۔

محبت علی نعمت ہے اور اطاعت علی فضیلت ہے۔

ملائکہ قرب علی کے خواہش مند رہتے ہیں۔

جن علی کے گرد طواف کرتے ہیں۔

میرے بعد روئے ارض پر ہر طبقہ والے کی نسبت علی عزت۔ فخر اور راہنمائی کے اعتبار سے افضل اور برتر ہوگا۔

علیؑ جلد باقی ہے اور نہ کابل و خافق۔

میرے بعد روئے ارض پر علیؑ سے افضل کوئی مخلوق نہیں ہوگا

جس گھر میں علیؑ ہوگا وہاں برکتوں کا نزول ہوگا۔

اللہ نے علیؑ پر حکمت و علم بارش کی طرح نازل فرمائے ہیں۔

ملائکہ علیؑ کے ہمیشہ ہوتے ہیں

علی زینت محض ہے۔

علی زیب شکر ہے۔

علیؑ کی بدولت روئے ارض پر شادابی ہے۔

علیؑ کی وجہ سے فوج کا وقار ہوتا ہے۔

علیؑ کعبہ کی مانند ہے جس کی زیارت کو لوگ آتے ہیں لیکن وہ کسی کی زیارت کو نہیں جاتا۔

علیؑ ماہ دو ہفتہ سے ہوتا رجبی ضلالت کو منور کرتا ہے۔

علیؑ دو پہر کا آفتاب ہواں ہے جس کی روشنی سے کرہ ارض منور ہے۔

علیؑ کی تعریف قرآن میں ہے۔

آیات قرآن علیؑ کی قصیدہ خوانی ہیں۔

علیؑ زندگی میں کریم اور موت میں شہید ہے۔

امالی صدوق ہی میں عبداللہ ابن عباس سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ جبریلؑ نے مجھے اکبر بتایا



ہے کہ ارشاد قدرت ہے۔

علیؑ میری محبت کو قائم کرنے والا ہے۔

علیؑ کے موالی کو کبھی عذاب نہ کروں گا۔

علیؑ کے دشمن کو کبھی معاف نہیں کروں گا۔

آپؑ نے پھر فرمایا:

قیامت کے دن جبریلؑ میرے پاس ملو اور الحمد للہ گاہ جس میں صخرہ ٹکڑے ہوں گے ہر ٹکڑا سورج سے بڑا ہوگا۔

میں جبریلؑ سے لے کر لواۃ الحمد علیؑ کے سپرد کر دوں گا ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا جب لواۃ الحمد اتنا بڑا ہوگا تو علیؑ اسے اٹھائے گا کیسے؟

آنحضورؐ نے ناراض ہو کر فرمایا تمہیں کیا معلوم کہ اس دن علیؑ کی طاقت کیا ہوگی۔

اس دن علیؑ میں جبریلؑ کی طاقت۔

یوسفؑ کا جمال

رضوانِ جنت کا علم اور

جناب داؤدؑ کا لحم ہوگا۔

علیؑ پہلادہ شخص ہوگا جو آپؐ سبیل سے میرب ہوگا۔ علیؑ اور شیعہ علیؑ کے مراتب اتنے ہوں گے

جن پر اولین و آخرین کے صالح افراد رشک کریں گے۔

امالی ہی میں ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ آنحضورؐ نے فرمایا ہے کہ

اگر تمام لوگ محبت علیؑ پر جمع ہو جائے تو میں آتش جہنم پیدا ہی نہ کرتا۔

امالی صدوقؒ میں سعید ابن جبیرؓ سے مروی ہے کہ میں جناب عبداللہ ابن عباسؓ کے پاس آیا اور اس سے حضرت

علیؑ اور ان میں لوگوں کے اختلاف کے سلسلہ میں پوچھا۔

جناب ابن عباسؓ نے فرمایا:

اے ابن جبیرؓ تو مجھ سے اس ہستی کے بارے میں پوچھ رہا ہے جو بعد از رسولؐ افضل کائنات ہے۔

اے ابن جبیرؓ تو مجھ سے اس ہستی کے بارے میں پوچھ رہا ہے جس کی ایک رات میں تین ہزار فضائل تھے۔

اے ابن جبیرؓ تو مجھ سے اس ہستی کے بارے میں سوال کرتا ہے جو رسولؐ تھا۔ جو وزیر نبیؐ تھا۔ جو عقیقہ رسولؐ تھا

حوض کوثر کا ساتھی ہوگا۔ جو لواۃ الحمد کا حامل ہوگا۔ جو شفاعت کا مالک ہوگا۔ جسے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ

قدرت میں ابن عباسؓ کی جان ہے۔ اگر دوسرے ارض کے تمام سمندر سیاحی بن جائیں۔ کہہ ارض کے تمام درخت

قلم بن جائیں کہہ ارض اور تمام آسمان کا عذبن جائیں تمام جن واس کاتب ہو جائیں اور تخلیق ارض و سما کے روز ازل سے قیامت تک لکھتے جائیں تو جو فضائل اللہ نے علیؑ کو دیئے ہیں ان میں سے عشر عشر بھی نہ لکھ پائیں گے۔

اسی سلسلہ سند سے ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے۔

خداوند عالم بغض علیؑ کی بدولت ہی مخلوق کو مغذ کرے گا۔ وہ علماء جو فضائل علیؑ اور عزت علیؑ کو لوگوں سے چھپا دیں گے یقین رکھو! کہہ ارض پر انبیاء و مرسلین کے بعد شیعیان علیؑ سے افضل چلنے والا کوئی نہیں ہے۔ وہ شیعیان علیؑ جو فضائل علیؑ نشر کرتے ہیں۔ ان پر رحمت خدا کا سایہ رہتا ہے ملائکہ ان کے لیے استغفار کرتے ہیں فضائل علیؑ چھپانے والوں کے لیے دیل ہے بے رحمت ہے وہ لوگ آتش جہنم پر کیے صبر کر رہے ہیں۔

امالی میں امام صادقؑ سے مروی ہے کہ آسمان و دنیا کے ملائکہ جب روئے ارض پر نظر کرتے ہیں اور انہیں کسی مقام پر ایک دو یا تین ایسے افراد نظر آجاتے ہیں جو فضائل آل محمدؐ بیان کر رہے ہوتے ہیں تو وہ ایک دوسرے سے کہتے ہیں۔ ذرا ان کی طرف بھی دیکھو۔ جو اپنی عددی قلت اور دشمن کی کثرت کے باوجود فضائل علیؑ اور آل علیؑ بیان کر رہے ہیں۔

دوسرے ملائکہ انہیں جواب دیتے ہیں۔ ذلک فضل اللہ یؤتیه من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔ یہ اللہ کی عنایت ہے جسے چاہے عطا کر دے وہ فضل عظیم کا مالک ہے۔

امالی ہی میں ام المؤمنین ام سلمہؓ سے منقول ہے کہ میں آنحضرتؐ سے سنا۔ فرما رہے تھے کہ جب فضائل محمدؐ وال محمدؐ کا تذکرہ کریں۔ تو ملائکہ آسمان سے اتر کر اس محفل میں شریک ہوتے ہیں جہاں کہیں بھی چند افراد جمع ہو کر فضائل علیؑ و آل علیؑ ختم ہو جاتا ہے تو ملائکہ آسمان پر جاتے ہیں۔ دوسرے ملائکہ ان سے کہتے ہیں کہ تم سے ایسی خوشبو بہک رہی ہے جس کی مثل ہم نے جنت میں نہیں دیکھی۔

وہ جواب دیتے ہیں کہ زمین پر فلاں جگہ ذکر فضائل علیؑ اور آل علیؑ ہو رہا تھا۔ ہم اس میں شامل ہوئے ہیں یہ خوشبو وہیں سے ہے۔ وہ ملائکہ انہیں کہتے ہیں۔ بہت پیاری خوشبو ہے ہمیں بھی وہاں لے چلو تاکہ ہم بھی اس شرف سے مشرف ہو۔ ایں تو وہ ملائکہ انہیں جواب دیتے ہیں کہ اب تو وہ مجلس و محفل بھی ختم ہو چکی ہے وہ سب اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے ہیں۔

امالی ہی میں امام صادقؑ سے مروی ہے کہ آپؐ نے اپنے ایک شاگرد میسرہ سے سوال کیا۔ میسرہ تیرا ان لوگوں کے متعلق کیا خیال ہے جو ہر عمل صالح کرتے ہیں۔ لیکن ہمیں وہ مقام نہیں دیتے جو اللہ نے دیا ہے؟

میسرہ نے عرض کیا۔ قبل آپؐ کی موجودگی میں میں کیا عرف کر سکتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا: وہ جنت میں نہیں جائیں گے۔

پھر فرمایا: تیرا ان لوگوں کے متعلق کیا خیال ہے۔ جو دیگر افراد کی طرح از کتاب گناہ کرتے ہیں۔ لیکن ہمارا مقام پہنچاتے ہیں۔

۲ اور جو مقام ہمیں اللہ نے دیا ہے اس پر کسی اور کو تسلیم نہیں کرتے؟ میں نے عرض کیا۔ قبلہ آپ کے سامنے میں کیا عرض کر سکتا ہوں۔

آپ نے فرمایا:

وہ جنت میں جاؤ گے۔

اور اس کی دلیل قرآن میں موجود ہے۔ ارشاد رب العزت ہے۔

ان تجتنبوا کما یثمرون عنہ  
انکم ان گناہان کبیرہ سے دور رہو جن سے تمہیں روکا گیا  
تکفر عنکم سبائکم وندخلکم  
ہے تو ہم تمہارے دیگر گناہوں کو معاف کر کے  
مدخلا کریں گے۔  
تمہیں جنت میں مقام کریم دیں گے۔

آیت میں گناہان کبیرہ سے مراد ہمارے اعداء سے تو لی ہے۔ اور مدخل کریم سے مراد ولایت علی ابن ابی طالب ہے۔

ہمارے ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ ایک دن ہم مسجد میں آنحضرتؐ کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ ایک عرب جو دراز قد تھا۔ پرانی جبا اس نے کندھے پر ڈال رکھی تھی۔ اور بغل میں ترکش دبا رکھا تھا۔ داخل مسجد ہوا۔ آنحضرتؐ پر سلام کیا اور عرض کیا۔

اے محمد! آپ کے دل میں علیؑ کا کیا مقام ہے؟

یہ سن کر آپؐ کے آنسو بہنے لگے۔ کافی دیر تک روتے رہے۔ پھر منبر پر گئے اور فرمایا:

اے عرب مجھے اس ذات کی قسم ہے! جس نے دائرہ میں تنگاف ڈالا۔ اور جس نے کراہی کو پانی پر بچھایا۔ تو

نے مجھ جیسے شخص کے متعلق سوال کیا ہے۔ جو ہر کانے اور گورے کا سردار ہے۔

بوسب سے پہلا روزہ دار ہے۔

جس نے سب سے پہلے زکوٰۃ دی ہے۔

جس نے سب سے پہلے نماز پڑھی ہے۔

جس نے دو قبلوں کی طرف نماز پڑھی ہے۔

جس نے دو بیعتوں کا شرف حاصل کیا ہے۔

جس نے دو ہجرتیں کی ہیں۔

جس نے دو علم اٹھا گئے ہیں۔

جس نے بدر و حنین فتح کیا ہے۔

جس نے فلک چھکنے کے وقت تک کیلئے بھی اللہ کی نافرمانی نہیں کی۔

اس کے بعد وہ عرب ہماری نگاہوں کے سامنے سے ادھیل ہو گیا۔ آنحضرتؐ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا

اے ابو جحشہ کیا جانتا ہے کہ یہ عرب کون تھا؟

میں نے عرض کیا۔ قبلہ اللہ اور اس کا رسولؐ ہی بہتر جانتے ہیں۔

آپؐ نے فرمایا:

یہ جبریل تھا۔ جو تم سے ولایت علیؑ کا عہد لینے آیا تھا۔ اور تمہیں بتانے آیا تھا کہ علیؑ کون ہے؟

بحاریں شیخ طوسی سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریمؐ نے حضرت علیؑ کو ایک انگوٹھی دی اور فرمایا کہ۔ جا کر اس

پر محمدؐ ابن عبد اللہؑ کندہ کر لاؤ۔

حضرت علیؑ نقاش کے پاس گئے۔ اور اسے انگوٹھی دے کر فرمایا کہ اس پر محمدؐ ابن عبد اللہؑ کندہ کر دو۔ آپ

واپس تشریف لائے۔ کچھ دیر بعد نقاش کے پاس گئے۔ اور انگوٹھی مانگی اس نے انگوٹھی پیش کی اور معذرت کے

ساتھ عرض کیا۔ کہ قبلہ میں تے کندہ تو کر دیا ہے۔ لیکن غلطی ہو گئی ابن عبد اللہؑ کی جگہ رسولؐ اللہؑ کندہ ہو گیا ہے۔

آپؐ نے فرمایا:

میں آنحضرتؐ کے پاس لے جاتا ہوں۔ اگر انہوں نے قبول فرمایا تو خیر ورنہ مجھے اسی اجرت میں محمدؐ ابن عبد اللہؑ کندہ

کرنا ہوگا۔

نقاش نے عرض کیا۔ قبلہ ٹھیک ہے۔ جیسا حکم ہوگا۔ ویسا کروں گا۔

آپؐ وہ انگوٹھی لائے اور نقاش کی معذرت عرض کر دی۔

آپؐ نے فرمایا:

کوئی بات نہیں۔ میں محمدؐ ابن عبد اللہؑ بھی ہوں اور محمدؐ رسولؐ اللہؑ بھی ہوں۔ آپؐ نے وہ انگوٹھی پہن لی۔ دوسری

صبح کو جب اٹھے اور انگوٹھی کو دیکھا تو اس پر محمدؐ رسولؐ اللہؑ کے نیچے لکھا ہوا تھا۔ علیؑ ولی اللہؑ۔

آپؐ حیران ہوئے۔ اتنے میں جبریلؑ آیا آپؐ نے جبریلؑ کو واقعہ سنایا۔

جبریلؑ نے مسکرتے عرض کیا۔ جو آپؐ چاہتے تھے وہ آپؐ نے لکھوایا اور جو ہم چاہتے تھے ہم نے لکھ لیا اس میں

حیرت کی کیا بات ہے۔

بحاری میں عبد اللہؑ ابن سنان کے ذریعہ امام صادقؑ سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ جب میں

شب معراجؑ پر گیا۔ تو مقام نقابؑ تو سین پر اللہؑ نے مجھ سے جو باتیں کہیں ان میں سے ایک یہ بھی تھی کہ اللہؑ

نے فرمایا۔

فضائل و مناقب حضرت علیؑ

وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ

اے محمدؐ علیؑ اول ہے۔ علیؑ آخر ہے۔ علیؑ ظاہر ہے۔ علیؑ باطن ہے۔ اور علیؑ ماکان و مایکون کا عالم ہے  
میں نے عرض کیا۔ بارالہ! یہ صفات تو تیری ذات کے نہیں ہیں؟  
اللہ نے فرمایا:

ہاں میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں مالک ہوں قدوس ہوں۔ سلام ہوں۔ مومن ہوں مہمیں ہوں  
عزیز ہوں۔ جبار ہوں۔ متکبر ہوں۔ لوگوں کے شرک سے منزہ ہوں۔

میں لاشریک معبود ہوں۔ میں خالق ہوں۔ میں باری ہوں۔ میں مقوم ہوں۔ میرے اسمائے حسنی ہیں آسمان و  
زمین کی ہر شئی میری تسبیح کرتی ہے۔ میں عزیز و حکیم ہوں۔

اے محمدؐ! میں لاشریک معبود ہوں۔ میں اول ہوں مجھے سے پہلے کچھ نہیں تھا۔ میں آخر ہوں میرے بعد کچھ  
نہیں ہوگا ظاہر ہوں۔ میرے اوپر کچھ نہیں۔ میں باطن ہوں میرے تحت کچھ نہیں۔ میں لاشریک معبود ہوں۔ اور  
بکل شئی علیم ہوں۔

اے محمدؐ! علیؑ اول ہے۔ اس نے تمام مخلوق سے قبل میرے ساتھ شقائق کیا ہے۔  
اے محمدؐ! علیؑ آخر ہے تمام ائمہ کے بعد میں علیؑ کی روح قبض کر دوں گا۔

اے محمدؐ! علیؑ ظاہر ہے جو کچھ میں نے تجھ پر وحی کی ہے وہ سب علیؑ کو بھی بتا دیا ہے۔ لہذا تو بھی علیؑ سے کچھ  
نہ چھپا۔

اے محمدؐ! علیؑ باطن ہے۔ میں نے اپنے ہر راز سے علیؑ کو آگاہ کر دیا ہے۔

اے محمدؐ! علیؑ بکل شئی علیم ہے حلال و حرام کا جو علم بھی میں نے دیگر انبیاء کو دیا تھا۔ علیؑ اس سب کا عالم ہے۔

بحار میں اصبح سے سردی ہے کہ ایک دن حضرت علیؑ نے مجھے بتایا کہ میں ایک دن انتہائی عظیم اور پریشان

تھا۔ آنحضرتؐ نے مجھے دیکھا تو فرمایا۔ یا علیؑ! آج مجھے پریشان نظر آرہے ہو؟

میں نے عرض کیا۔ قبل امت مسلمہ کے بعض افراد کے حالات نے پریشان کر رکھا ہے۔

آپ نے فرمایا:

اؤ میں تمہیں ایک ایسی بات سناؤں جو جبریلؑ مجھے ابھی سنا کر گیا ہے۔ وہ بات سن کر تم خوش ہو جاؤ گے۔

میں نے عرض کیا فرمائیے قبلہ۔

آنحضرتؐ نے فرمایا:

یا علیؑ! جبریلؑ نے مجھے بتایا ہے کہ قیامت کے دن جب تمام انبیاءؑ اور اوصیائے انبیاءؑ کے منبر نصب

ہو جائیں گے۔ ہر نبی و وصی اپنے اپنے منبر پر تشریف فرما ہو جائے گا تو

حازن جنت ایک مقام بلند پر کھڑا ہو کر اعلان کرے گا۔



وَالْعَصْرِ ثَلَاثُ مَرَّاتٍ ۚ وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَىٰ ۚ وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّىٰ ۚ أُولَٰئِكَ مِيقَاتُ الْمَدِينَةِ ۚ وَحَدِّثْ فِيهَا بِاللُّغَةِ الْعَرَبِيَّةِ ۚ وَمِمَّا تَضَعُ بِالنَّاصِيَةِ ۚ وَبِمِمَّا كَتَبَتْ فِي الْكِتَابِ الْعَرَبِيَّةِ ۚ فَتُلْقِ بِهَا لِقَاءَ رِجَالٍ لَّيَالِي السَّيْرِ ۚ وَذَلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَكْفُرُونَ ۚ

اے اہل محشر! میری بات سنو اور گواہ رہو۔ اللہ نے جس دن سے جنت کو پیدا کیا ہے۔ اس دن سے اللہ نے مکیہ ہائے جنت کا مجھے امین بنایا ہے اور میں آج تک اس امانت کا امین رہا ہوں۔ آج میں نے جنت کی چابیاں اللہ کے سپرد کی ہیں اللہ نے فرمایا ہے کہ خاتم الانبیاءؐ کے حوالہ کر دو، جب میں آنحضرتؐ کے پاس لے کر گیا تو انہوں نے فرمایا کہ علیؑ کو دیدو۔ لو دیکھ لو میں جنت کی چابیاں علیؑ کے حوالہ کر رہا ہوں۔ اس کے بعد داروغہ جہنم آئے گا اور اور وہ اسی طرح کہہ کر جہنم کی چابیاں تیرے حوالہ کر دے گا۔

مکہ میں عبدالملک ابن سلیمان سے مروی ہے کہ میں نے اپنے ایک سفر میں ایک قبرستان سے گزرتے ہوئے ایک کھلی ہوئی قبر کو دیکھا اچانک میری نگاہ ایک چڑے کے ٹکڑے پر پڑ گئی۔ میں نے جھک کر وہ ٹکڑا اٹھایا تو اس میں سریانی زبان میں کچھ لکھا ہوا تھا۔ وہ لے کر میں ایک سریانی عالم کے پاس آیا جو عربی سے بھی واقف تھا۔ اسے وہ تحریر دکھائی تو حیرت سے اس کا منہ کھلا رہ گیا۔

میں نے پوچھا۔ کیا بات ہے؟

اس نے کہا۔ تعجب ہے یہ تو حضرت موسیٰؑ کے صحابہ میں سے کسی صحابی کی تحریر ہے۔

میں نے پوچھا۔ لکھا ہوا کیا ہے؟

اس نے بتایا کہ اس میں وہ واقعہ لکھا ہوا ہے جس میں حضرت موسیٰؑ جناب خضرؑ کے پاس پڑھنے کو گئے تھے۔ میں نے کہا۔ مجھے دیسے ہی ترجمہ کر کے سنا دیجئے جیسے لکھا ہوا ہے۔

اس نے وہ ترجمہ سنایا۔ یوں تھا۔

جب حضرت موسیٰؑ جناب خضرؑ کے ساتھ کچھ عرصہ رہ کر واپس آئے تو جناب ہارونؑ نے پوچھا۔

جناب خضرؑ سے کیا سیکھ کر آئے ہو؟

جناب موسیٰؑ نے فرمایا:

ایسا علم تھا جس سے جہالت نقصان دہ نہیں ہے۔ البتہ ایک اور احیرت ایگزوائتم ہوا ہے۔

جناب ہارونؑ نے پوچھا وہ کون سا؟

جناب موسیٰؑ نے فرمایا:

جب میں اور جناب خضرؑ واپس آ رہے تھے۔ ہم دریا کے کنارے پر پہنچے تو ایک پرندہ کو دیکھا جس نے چونچ میں پانی لیا اور اس سے ایک قطرہ مشرق کی طرف ایک مغرب کی طرف۔ ایک شمال کی طرف ایک جنوب کی طرف ایک آسمان کی طرف اور ایک واپس دریا میں پھینک دیا۔

میں نے جناب خضرؑ سے پوچھا۔ پرندے کے اس عمل کا کیا مطلب ہے؟

جناب خضرؑ نے کہا۔ مجھے کچھ معلوم نہیں ہو رہا۔

اتنے میں ایک ایک بصورت چرواہا ہمارے سامنے آیا۔ اور ہم سے پوچھا۔ کیا بات ہے آپ دونوں پڑے حیران دکھائی دیتے ہیں؟  
ہم نے کہا:

ہم اس پرندے کے اس غل سے حیران ہیں کہ یہ کیا کر رہا ہے؟

اس چرواہے نے کہا۔ یہ تو اتنا بڑا مسئلہ نہیں ہے۔ یہ پرندہ آپ کو تباہ رہا ہے کہ آخری زمانہ میں ایک نبی مبعوث ہوگا جو خاتم الانبیاء ہوگا۔ اس کی رسالت کا دائرہ کا مشرق و مغرب شمال و جنوب غرض پورے کہ ارض پر ہوگا۔ اس کا ایک وحی ہوگا تم دونوں انبیاء کا علم اس وحی کے علم کے مقابلہ میں ایسے ہے جیسے اس آب دریا کے مقابلہ میں میری چوچ میں آنے والا پانی کا قطرہ۔

بحار میں عاریا سرے مروی ہے کہ میں حضرت علیؑ کے ساتھ ایک جنگ میں جا رہا تھا۔ اتفاقاً ہم داری النمل سے گزرے میں نے چیونٹیوں کی کثرت کو دیکھ کر عرض کیا۔

قید وہ ذات کتنی بابرکت ہے جو ان کی تعداد بھی جانتی ہے۔

حضرت علیؑ نے فرمایا:

نہیں عاریا اسی طرح نہ کہ۔ بلکہ یوں کہہ۔ پاک و بابرکت ہے وہ ذات جس نے ان چیونٹیوں کو پیدا کیا ہے۔

میں نے عرض کیا۔ قید کیا کوئی ایسی ہستی ہے جو ان کی تعداد کو جانتی ہو؟

آپ نے فرمایا:

کیا تو نے قرآن میں کلمہ شیتی احصیٰ فی امام مبین۔ نہیں پڑھا؟

میں نے عرض کیا۔ حضور پڑھا تو ہے۔

آپ نے فرمایا:

پھر کیا ان چیونٹیوں کی تعداد کل شیتی سے باہر ہے؟

میں نے عرض کیا۔ نہیں تو

آپ نے فرمایا:

پھر ان کی تعداد کا عالم تو موجود ہے اور وہ امام مبین ہے۔

میں نے عرض کیا۔ قید کیا آپ ان کی تعداد جانتے ہیں؟

آپ نے فرمایا:

نہ صرف ان کی تعداد جانتا ہوں۔ بلکہ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ ان میں سے نہ کتنے ہیں اور ماہہ کتنے ہیں۔ اب

تک کتنی چیونٹیاں پیدا ہو کر مر چکی ہیں۔ اور کتنی چیونٹیاں قیامت تک اس داری میں پیدا ہونگی۔

بجاریں علامہ مجلسیؒ نے سرکارِ رجب علیؑ برسی کی مشارق الانوار سے ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک رات میں نے عرض کیا قبلہ کچھ تفسیر قرآن تو فرما دیجئے۔

آپؑ نے بسم اللہ کی باء کی تفسیر شروع کی رات ختم ہو گئی۔ لیکن آپؑ با سے سین کی طرف نہ گئے۔ آخر میں فرمایا اے ابن عباسؓ اگر میں چاہوں تو صرف ہائے بسم اللہ کی تفسیر اتنی کروں کہ اونٹ کا بھار بن جائے۔ علامہ مجلسیؒ نے کتاب سلیم ابن قیس ہلالی سے روایت کی ہے کہ۔

ابان نے بتایا ہے کہ ایک دن مسجد کوفہ میں ہم حضرت علیؑ کے پاس بیٹھے تھے۔ اور بھی بہت سے لوگ بیٹھے تھے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا۔ سلونی قبل ان تفقدونی۔ میری وفات سے قبل جو چاہو مجھ سے پوچھ لو۔ سلونی عن کتاب اللہ و اللہ ما نزلت کتاب خدا سے جو چاہو پوچھ لو۔ بخدا! قرآن میں کوئی آیت ایسی نہیں ہے جو آنحضورؐ نے مجھے نہ بتائی۔ و علمنی تاویلہا۔ ہو۔ اور اس کی تفسیر و تاویل سے آگاہ نہ کیا ہو۔

ابن کوانے کہا:

یا علیؑ ایسی آیات بھی تو ہوں گی جو آپؑ کی غیبت میں نازل ہوئی ہوں گی؟

حضرت علیؑ نے فرمایا:

ایسی آیات ہیں۔ لیکن جب بھی میں آتا تھا۔ آنحضورؐ سے پوچھتا تھا۔ آپؐ میری غیبت میں نازل ہونے والی آیت مع تفسیر و تاویل کے مجھے تعلیم فرمادیتے تھے۔

ابان کہتا ہے کہ سلیمؓ نے جناب ابن عباسؓ کی خدمت میں عرض کیا۔ آپؓ کوئی ایسی عظیم بات ہمیں سنائیں جو آپؑ نے حضرت علیؑ سے سنی ہو۔

ابن عباسؓ نے بتایا کہ حضرت علیؑ نے ہمیں بتایا ہے کہ ایک دن میں آنحضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؑ نے مجھے ایک کتاب دی۔

میں نے عرض کیا۔ قبلہ! یہ کتاب کیسی ہے؟

آپؑ نے فرمایا:

یا علیؑ اس میں تاقیامت میری امت کے خوش نصیب افراد اور بد بخت افراد کی فہرست ہے جبریلؑ نے مجھے لا کر دی ہے تاکہ میں اسے تیرے حوالہ کر دوں۔

بصا ئیں اصنع ابن نباتہ سے مروی ہے کہ ایک دن مسجد کوفہ میں حضرت علیؑ لوگوں میں عطیات تقسیم کر رہے تھے کہ ایک عورت نے آگے بڑھ کر کہا۔ یا علیؑ! آپؑ نے ہر قبیلے کو تو دیا ہے لیکن نبی مراد کو آپؑ نے کچھ بھی نہیں دیا۔ اس کا مقصد صرف اعتراض کرنا تھا اور حضرت علیؑ کی عدالت پر شک کرنا تھا۔

<http://fb.com/ranajabirabbas>

وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْوُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْوُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْوُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْوُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْوُثٌ	وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْوُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْوُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْوُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْوُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْوُثٌ	وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْوُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْوُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْوُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْوُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْوُثٌ	وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْوُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْوُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْوُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْوُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْوُثٌ
من مات على حب آل محمد جعل الله	من مات على حب آل محمد مات على	من مات على حب آل محمد مات على	من مات على حب آل محمد مات على
قبره مزارا للملائكة الرحمة -	السنة والجماعة - من مات على بغض	السنة والجماعة - من مات على بغض	السنة والجماعة - من مات على بغض
آل محمد جاء يوم القيامة مكتوب -	بين عينيه اليس من روح الله	بين عينيه اليس من روح الله	بين عينيه اليس من روح الله
من مات على بغض آل محمد مات كافرا	من مات على بغض آل محمد لم	من مات على بغض آل محمد لم	من مات على بغض آل محمد لم
يشم رائحة الجنة -	يشم رائحة الجنة -	يشم رائحة الجنة -	يشم رائحة الجنة -
امالی طوسی میں عمر ابن اودی سے مروی ہے کہ ایک دن اس کے سامنے حضرت علیؑ کا تذکرہ ہوا تو اس نے کہا	کچھ لوگ حضرت علیؑ کی توہین کرتے ہیں۔ یہ لوگ جہنم کا ایندھن ہیں۔ میں مقتد و صاحب رسولؐ سے سنا ہے جن میں	مذلیفہ بیان اور کعب ابن عجرہ بھی ہیں کہ	علیؑ کو اللہ نے ان فضائل سے نوازا ہے جن سے کسی فرد بشر کو نازا نہیں گیا۔
علیؑ زواج بتول ہے۔ علیؑ کے سوا اولین و آخرین میں کون ہے جس نے داماد رسولؐ ہونے کا شرف حاصل کیا ہو	علیؑ جو انان جنت کے سرداروں کا باپ ہے اولین و آخرین میں سے کون ہے جسے جو انان جنت کے	سرداروں کا باپ ہونے کا شرف حاصل ہو۔	علیؑ اہل رسولؐ اور ازواج رسولؐ میں وصی رسولؐ ہے۔
علیؑ وہ ہے کہ جس کا مسجد میں کھلنے والا دروازہ بند نہیں کیا گیا بھوک کی تمام صحابہ کے دروازے بند ہو گئے۔	علیؑ درخیر اکھیر نے والا ہے۔	علیؑ یوم خیر صاحب علم ہے۔	علیؑ وہ ہے جسے غدیر خم کے مقام پر سرور انبیاءؑ نے من کنت مولا فہذا علی مولا ۴۔ کہہ کر
متعارف کرایا۔	علیؑ صاحب تطہیر ہے۔	علیؑ صاحب طہیر ہے جب آنحضرتؐ نے دعا مانگی تھی کہ بار اہلہا! اپنی مخلوق میں سے اپنے محبوب ترین فرد کو	میرے پاس بھیج جو میرے ساتھ بیٹھ کر اس پرندہ کا گوشت کھالے علیؑ کے سوا کوئی آنحضرتؐ کے پاس نہ آیا اور نہ
کسی نے علیؑ کے سوا وہ گوشت کھایا،			



علیؑ سورہ برأت کا مبلغ ہے جب کہ آنحضورؐ نے ابوبکرؓ کو بھیجا تھا لیکن حکم خدا سے ابوبکرؓ کو واپس کیا اور علیؑ کو بھیجا علیؑ علم محمد کا ظرف ہے۔

علیؑ وہ ہے جس کے متعلق آنحضورؐ نے فرمایا ہے۔ انا مدینۃ العلم و علیؑ بابہا۔  
علیؑ مشکل کشائے رسول ہے۔

علیؑ اول المؤمنین ہے۔ علیؑ اول الصدیقین ہے۔ علیؑ اول التائبین ہے۔ علیؑ پہلا غازی ہے۔  
علیؑ کے ساتھ کسی اور کو فیکس کرنا اللہ اور رسولؐ پر سب سے بڑا اتہام ہے۔

بحار میں انس ابن مالک سے مروی ہے کہ ایک دن میں آنحضورؐ کے ساتھ آ رہا تھا۔ ہم بقیع غرقہ میں آئے وہاں بیرہ کا ایک خشک درخت کھڑا ہوا تھا۔ آنحضورؐ اس کے نیچے بیٹھ گئے۔ جونہی آپ بیٹھے بیرہ کے درخت کے پتے اُگ آئے اور آپ پر سایہ ہو گیا۔

آپؐ نے فرمایا:

انس جا کر علیؑ کو بلا لا۔

میں جلدی جلدی آیا۔ دق الباب کیا۔ حضرت علیؑ باہر آئے۔ میں نے عرض کیا آنحضورؐ نے آپ کو یاد کیا ہے

حضرت علیؑ نے پوچھا خیریت تو ہے؟

میں نے عرض کیا۔ اللہ اور اس کا رسولؐ ہی بہتر جانتے ہیں۔ مجھے جو حکم ملا تھا۔ تعمیل کر دی ہے۔ حضرت علیؑ

دوڑنے لگے۔ جب تک آنحضورؐ کے سامنے نہ آ گئے اس وقت تک دوڑتے رہے جب آنحضورؐ کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ سلام کے بعد عرض کیا۔ لیلیک یا رسول اللہ۔

آپؐ نے فرمایا:

یہاں بیٹھ جاؤ۔ حضرت علیؑ بیٹھ گئے۔ دونوں آپس میں باتیں کرنے لگے۔ باتیں بھی کرتے جاتے تھے۔ اور

مسکراتے بھی جاتے تھے۔ کچھ دیر بعد میں نے دیکھا کہ سونے سے بنا ہوا ایک جام جس پر پیہرے اور جواہرات

برٹے تھے ان کے درمیان آگیا۔ چو کور جام تھا۔ اس کے ایک کونے پر رکھا ہوا تھا۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

دوسرے کونے پر رکھا ہوا تھا۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ابن ابی طالب ولی اللہ۔

تیسرے کونے پر رکھا ہوا تھا۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ایدتہ بعلی ابن ابی طالب۔

چوتھے کونے پر رکھا ہوا تھا۔ نجی المعتقدون لدین اللہ والمواون لاہد بیت رسول اللہ۔

اس جام میں تازہ کھجوریں اور تازہ انگور تھے۔ آنحضورؐ خود بھی تناول فرماتے رہے اور علیؑ کو بھی کھلاتے رہے

جب دونوں سیر ہو گئے تو جام از خود سوسے آسمان بلند ہو گیا۔

آپؐ نے مجھے فرمایا: انس یہ بیرہ کا درخت اکیلا رہا ہے؟

وَالْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَالْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَالْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَالْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَالْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَالْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَالْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَالْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَالْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَالْعَصْرِ ثَرْثُثٌ

میں نے عرض کیا۔ قبلہ آپ کے تشریف فرما ہونے سے پہلے بھی دیکھا تھا اور اب بھی دیکھ رہا ہوں۔  
آپ نے فرمایا:

انس اس بیری کے درخت کے سایہ میں تین سو تیرہ نبی اور تین سو تیرہ وحی بیٹھے ہیں۔ انبیاء میں سے کوئی نبی مجھ سے افضل نہیں تھا اور اوصیاء میں سے کوئی وحی علیؑ سے افضل نہ تھا۔ انس جو شخص آدم کا علم۔۔۔ ابراہیم کا وقار۔۔۔ سلیمان کا فیصلہ۔ یحییٰ کا زہد۔ ایوب کا صبر اور اسماعیلؑ کی صداقت دیکھنا چاہے وہ چہرہ علیؑ کی زیارت کرے تمام انبیاء کے کمالات اسے نظر آجائیں گے۔

انس! اللہ نے ہر نبی کو صرف ایک وزیر کی خصوصیت سے نوازا ہے۔ لیکن اللہ نے مجھے چار خصوصیات سے نوازا ہے۔ ان میں سے دو ارضی میں اور دو سماوی۔ علیؑ اور حمزہ ارضی میں اور جبریل و میکائیل سماوی ہیں۔ بحار میں فضل ابن شاذان سے مروی ہے کہ ایک دن آپ بصرہ میں منبر پر خطبہ دے رہے تھے کہ دوران خطبہ فرمایا:

ایہا الناس سلونی فیل ان تفقدونی  
سلونی عن طرق السموات فانی  
اعرف بہا۔  
لوگو جو چاہو مجھ سے پوچھ لو۔ قبل اس کے کہ میں تمہارے درمیان نہ رہوں مجھ سے آسمانوں کے راستوں کے متعلق پوچھو میں ان کا بہت بڑا شناسا ہوں۔

سامعین کے درمیان سے ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کی۔

اے امیر المومنین بتائیے اس وقت جبریل کہاں ہے؟

آپ نے ایک مرتبہ مشرق ایک مرتبہ مغرب۔ ایک مرتبہ شمال ایک مرتبہ جنوب۔ ایک مرتبہ ہونے زمین اور ایک مرتبہ سوئے عرش دیکھ کر فرمایا: جو پوچھ رہا ہے۔ یہی جبریل ہے۔

لوگوں نے دیکھا کہ ان کے سامنے وہی سائل پرندہ کی صورت میں پھر پھٹا کر اڑ گیا لوگ سمجھ گئے کہ واقعاً پوچھنے والا ہی جبریل تھا۔ پوری مسجد سے نعرے گونجنے لگے۔ نشہد انک خلیفۃ رسول اللہ حقا۔

مناقب میں انس ابن مالک سے مروی ہے کہ ایک دن ہم آنحضرتؐ کی اقتداء میں غارِ پٹھ رہے تھے کہ پہلی رکعت کے رکوع میں آپ نے اتنی زیادہ دیر کر دی کہ ہم سمجھے شاید وحی ہو رہی ہے۔ جب غار ختم ہوئی تو آپ محراب میں صفوں کی طرف رخ کر کے بیٹھے اور پوچھا علیؑ کہاں ہے؟

جب ہم نے دیکھا تو علیؑ آخری صف میں تھے۔ ہم نے انہیں آگے آنے کا اشارہ کیا۔ جب حضرت علیؑ آپ کے سامنے آئے تو آنحضرتؐ نے پوچھا۔ یا علیؑ جماعت میں شامل ہو گئے تھے؟

حضرت علیؑ نے عرض کیا۔ قبلہ شامل ہو گیا تھا۔

آنحضرتؐ نے فرمایا۔ آج دیر کیوں ہوئی؟

وَالْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَالْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَالْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَالْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَالْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَالْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَالْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَالْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَالْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَالْعَصْرِ ثَرْثُثٌ

وَالْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَالْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَالْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَالْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَالْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَالْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَالْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَالْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَالْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَالْعَصْرِ ثَرْثُثٌ

غایۃ المرام میں جناب قبر سے مردی ہے کہ ایک دن حضرت علیؑ دریائے فرات پر غسل کرنے کے لیے گئے آپنے غسل کی خاطر قتیص کو اتار کر کنارہ دریا پر رکھا اور داخل دریا ہو گئے۔ پانی کا ایک ریلیا آیا۔ جس سے حضرت علیؑ

Contact : [jabir.abbas@yahoo.com](mailto:jabir.abbas@yahoo.com)



## فضائل و مناقب حضرت علیؑ

ولی العصر ثرث و ولی العصر ثرث و ولی العصر ثرث

کو لے کر گزرا اور تیسری مرتبہ اسرافیل ایک ہزار ملائکہ کے ساتھ گزرا اور انہی تینوں نے تجھے سلام بھی کیا ہے۔  
بحاریں علامہ مجلسیؒ نے روایت کی ہے کہ ایک دن نماز عصر کے بعد آنحضورؐ نے حضرت علیؑ سے فرمایا:

یا علیؑ آج میں تمہارا ہمان ہوں

حضرت علیؑ نے عرض کیا۔ قبلہ! اپنے گھر میں بھی کوئی ہمان ہوتا ہے آپ جس وقت چاہیں تشریف لے آئیں۔  
حضرت علیؑ تعقیبات نماز عصر سے فارغ ہو کر گھر آئے تو سورج غروب ہو رہا تھا آپؑ و دختر رسولؐ کو بتایا کہ آج رحمت  
عالمین ہمارے ہاں ہمان ہوں گے  
بی بی نے عرض کیا۔ یا علیؑ! آپ کو اچھی طرح معلوم ہے کہ آج ہمارے گھر بھی کچھ نہیں۔  
حضرت علیؑ نے فرمایا:

زہرا! بھلا اس میں ہمیں فکر کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ ہم سب اللہ کے ہمان ہیں۔ اگر اس نے آج رات کا رزق  
مقرر کیا ہے۔ تو مل جائے گا اگر نہیں کیا تو پھر ہمارا کیا چارہ ہے۔ یہ کہہ کر حضرت علیؑ نماز کی خاطر مسجد میں آگئے اور جناب  
زہراؑ نے محلے کے عبادت بچا کر فریضہ شروع کر دیا۔

نماز سے فارغ ہونے کے بعد آنحضورؐ نے حضرت علیؑ کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالا اور حضرت علیؑ کے گھر آگئے۔ آپ  
نے حضرت علیؑ جناب فاطمہؑ اور حسینؑ کے چہرے دیکھ کر جان لیا کہ جن گھر میں کھانے کو آیا ہوں وہ شاید پہلے سے  
بھوکے ہیں۔ آپ اپنی بیٹی کے بچائے ہوئے فرش پر بیٹھ گئے اور آسمان کی طرف دیکھا۔

جبریل نازل ہوا اور عرض کیا۔ اے حبیب خدا! اللہ سلام کے بعد پوچھتا ہے آج بتاؤ کیا کھاؤ گے؟  
آنحضورؐ نے اپنے اہلبیتؑ سے پوچھا۔ اللہ کی طرف سے جبریلؑ پوچھ رہا ہے کہ کیا کھاؤ گے؟  
تمام اہلبیتؑ آنحضورؐ کی وجہ سے خاموش ہو گئے کئی لمحات گزر گئے کسی نے کوئی جواب نہ دیا۔ بالاخر  
شہزادہ کربلاؑ نے عرض کیا۔ نانا۔ بابا۔ اماں جان اور بیٹائی حسینؑ اگر آپ سب اجازت دیں

دیں تو آپ کی طرف سے میں بتا دوں۔

سب نے فرمایا۔ حسینؑ تمہیں چھیار ہے تو تم کہہ دو گے ہمیں منظور ہوگا۔

امام حسینؑ نے عرض کیا۔ نانا جان! جبریلؑ سے فرادہ کہ آج کل کھجور کا موسم نہیں ہے اس لیے دل چاہتا ہے

کہ کھجوریں کھالیں۔

آنحضورؐ نے فرمایا۔ بیٹے اللہ کو تمہارا ارادہ پہلے سے معلوم تھا۔ زہرا! کیا و اندر سے کھجوروں کا طبق لے کر  
آؤ جناب زہراؑ اندر گئیں۔ شیشے کا ایک طشت اٹھا کر لائیں جس پر ریشمی ڈال پڑا ہوا تھا۔ اور طشت کھجوروں سے  
پُر تھا۔ آنحضورؐ نے ایک دانہ اٹھا کر پہلے امام حسینؑ کے منہ میں رکھا اور فرمایا۔ حسینؑ تجھے کھانا مبارک ہو۔

دوسرا دانہ اٹھا کر حضرت علیؑ کے منہ میں رکھا۔ اور فرمایا۔ یا علیؑ مبارک ہو۔ پھر آپؑ اٹھ کھڑے ہوئے پھر بیٹھ



گئے۔ چوتھا دانہ جناب زہراءؑ کے منہ میں رکھا اور فرمایا۔ زہراؑ کھانا مبارک ہو۔  
اس کے بعد سب مل کر کھانے لگے جب سیر ہو گئے تو طشت سوئے آسمان اٹھ گیا۔  
جناب زہراءؑ نے عرض کیا قبیلہ! آج آپ نے نیا کام کیا ہے۔  
آنحضورؐ نے فرمایا:

ہاں بیٹی جب میں نے حسینؑ کے منہ میں دانہ رکھا تو جبریلؑ نے کہا۔ حسینؑ تجھے کھانا مبارک ہو۔ میں نے بھی جبریلؑ کی  
افتدائے میں کہا۔ اسی طرح حسنؑ اور تیرے منہ میں دانہ رکھنے پر جبریلؑ نے کہا۔ لیکن جب میں نے علیؑ کے منہ میں دانہ  
رکھا تو میں نے آواز قدرت سنی۔ اللہ فرما رہا تھا۔ یا علیؑ تجھے کھانا مبارک ہو۔ ذاتِ احدیت کی آواز سن کر میں اس  
کے احترام میں کھڑا ہو گیا۔

پھر آنحضورؐ نے بتایا کہ آواز قدرت آئی۔ محمدؐ اگر تو قیامت تک علیؑ کے منہ میں دانہ رکھتا رہا تو میں۔ یا علیؑ تجھے  
کھانا مبارک ہو۔ کہتا رہتا۔

امالی شیخ طوسی میں ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ایک دن مسجد نبویؐ میں آنحضورؐ کے پاس بیٹھے تھے۔ دیگر  
بھی بہت سے صحابہ تھے۔ جبریلؑ نازل ہوا اس کے ہاتھ میں شبشے کا ایک جام تھا جو مشک وغیرہ سے پر تھا۔  
آنحضورؐ کی گود میں حسینؑ اور پہلو میں حضرت علیؑ بیٹھے تھے۔

جبریلؑ نے سلام عرض کیا اور کہا۔ ذاتِ احدیت نے یہ تحفہ دیا ہے کہ اسے خود بھی کھاؤ اور علیؑ و حسینؑ کو بھی دو۔  
آنحضورؐ نے وہ جام ہاتھ میں لیا جو نبیؐ آپ کے ہاتھ میں آیا، جام سے آواز آئی۔

لا الہ الا اللہ۔ لا الہ الا اللہ۔ لا الہ الا اللہ۔ اللہ اکبر۔ اللہ اکبر۔ اللہ اکبر۔ بسم اللہ الرحمن  
الرحیم طہ ما انزلنا علیک القرآن لتشقی۔

آنحضورؐ نے حضرت علیؑ کو دیا۔ جب حضرت علیؑ نے ہاتھ میں لیا۔ تو جام سے آواز آئی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ انما ولیکم اللہ ورسوله والذین امنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ ویتؤن الزکوٰۃ  
وہم رکعون حضرت علیؑ نے امام حسنؑ کو دیا۔ جب امام حسنؑ کے ہاتھ میں آیا تو جام سے آواز آئی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم عم یتسائلون عن النبای العظیم الذی ہم فیہ مختلفون۔

امام حسنؑ نے امام حسینؑ کو دیا۔ جب امام حسینؑ کے ہاتھ میں آیا تو جام سے آواز آئی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم قل لا استلکم علیہ اجر الا المودۃ فی القری ومن یقرّب حسنة  
تزد له فیہا حسنا ان اللہ غفور شکور۔

امام حسینؑ نے پھر آنحضورؐ کو دیا۔ جب آنحضورؐ نے دوسری مرتبہ لیا تو جام سے آواز آئی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ تور السماوات والارض۔

نوٹ :-

جابر سے منقول ہے کہ ایک دن میں اور سلمان آنحضورؐ کے پاس مسجد میں بیٹھے تھے۔ آنحضورؐ نے سلمان سے فرمایا۔ جا علی کو بلا لا۔ سلمان گیا اور حضرت علیؑ کو بلائے لے آیا۔ پھر آپؐ نے حضرت علیؑ سے کافی دیر تک کھڑے ہو کر سرگوشی کی۔ پھر سلمان سے فرمایا۔ اب جا کر ابو بکرؓ، عمرؓ اور عبدالرحمنؓ ابن عوفؓ کو بلا لا۔ سلمان ان تینوں کو بلا کے لایا۔ پھر فرمایا۔ اب اپنی ماں ام سلمہؓ سے چادر لے آ سلمان چادر لے آیا۔ آنحضورؐ نے حکم دیا اسے فرش مسجد پر بچھا دے سلمان نے چادر بچھا دی۔ آنحضورؐ نے ایک گوشہ پر ابو بکرؓ کو دوسرے پر عمرؓ کو تیسرے پر عبدالرحمنؓ ابن عوفؓ کو بٹھایا۔ سلمان کو ایک طرف علیؑ پر بٹھایا۔ اب اس پر علیؑ نے زیر لب کوئی درد پڑھا۔ میں نے دیکھا کہ وہ بسا اہوا میں بلند ہو گئی۔ اس کے بعد پھر میں نے سلمان سے پوچھا۔ سلمان نے بتایا کہ چند لمحات کے بعد حضرت علیؑ نے پھر زیر لب کچھ پڑھا۔ بساط ایک پہاڑ پر اتر گئی۔ بہت بلند پہاڑ تھا۔ سامنے ایک غار کا دہانہ تھا۔ حضرت علیؑ نے پھر کچھ پڑھا تو وہ غار روشن ہو گئی۔ ہم اندر گئے۔ وہاں دیکھا تو کچھ افراد سو رہے تھے۔

میں نے پہلے ابو بکرؓ سے کہا کہ انہیں حضورؐ نے مجھے تنہائی میں جو کچھ فرمایا تھا وہی تھا کہ جب ہم وہاں پہنچ جائیں تو میں باری باری آپ سب لوگوں سے کہوں کہ ان سونے والوں کو سلام کرو۔ لہذا پہلے آپ انہیں سلام کریں۔ ابو بکرؓ نے سلام کیا کوئی جواب نہ ملا۔

پھر میں نے عرض کی کہ اب آپ سلام کریں۔ عرض نے سلام کیا۔ کوئی جواب نہ ملا۔

وَالْيَ الْعَصْرُ ثَرْسُثُ وَالْيَ الْعَصْرُ ثَرْسُثُ وَالْيَ الْعَصْرُ ثَرْسُثُ

ان لوگوں نے مجھ سے پوچھا یہ کیسی غار ہے اور یہ کون ہیں؟

آنحضورؐ کی خدمت میں عرض کر دینا کہ تم حکم خدا کے مطابق

جو آپ کی بعثت سے کئی سو سال پہلے ہمیں ملا تھا آپ

کی نبوت اور تیری ولایت پر ایمان رکھتے ہیں۔

تمہا گئے ہو؟

آپ نے فرمایا:

ہم نے عرض کیا۔ قبلہ آپ ہی سنائیں۔

اے ابو بکرؓ کیا خیال ہے؟ انہوں نے کہا۔

اے رسول خدا ہم وہی شہادت دیتے ہیں جو اصحاب

کہف نے دی ہے اور ویسا ہی ایمان رکھتے ہیں۔

جیسا کہ ان کا ہے۔

یوں نہ کہنا کہ ہماری آنکھوں کو دھوکا دیا گیا تھا یا ہم جادو

لَا تَقُولُوا سَكَرَ أَبُو بَصْرَةَ

وَالْعَصْرُ ثَرْثُثٌ وَالْعَصْرُ ثَرْثُثٌ وَالْعَصْرُ ثَرْثُثٌ وَالْعَصْرُ ثَرْثُثٌ وَالْعَصْرُ ثَرْثُثٌ وَالْعَصْرُ ثَرْثُثٌ وَالْعَصْرُ ثَرْثُثٌ وَالْعَصْرُ ثَرْثُثٌ وَالْعَصْرُ ثَرْثُثٌ وَالْعَصْرُ ثَرْثُثٌ

### فضائل و مناقب حضرت علیؑ

زودہ لوگ تھے۔

نخن قوم مسعودون۔

نزیقات کے دیوں کہنا۔

ہم تو اس سے غافل تھے نجد اگر تم نے اس پر عمل کیا تو نہایت یافتہ رہو گے۔ رسول کا کام واضح طور پر سب کچھ بتا دینا اور دکھا دینا ہے اگر تم نے اس پر عمل نہ کیا تو بٹ جاؤ گے۔ جو اللہ سے وفا کرے گا اللہ بھی اسی سے وفا کرے گا۔

اَنَا كُنَّا عَنْ هَذَا غَافِلِينَ وَاللَّهِ  
اِنْ فَعَلْتُمْ لَتَهْتَدُوْنَ وَمَا عَلٰى  
الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ -  
وَ اِنْ لَمْ تَفْعَلُوْا تَخْتَلِفُوْا وَ مِنْ  
رَفِىَ اللّٰهُ وَ فِى اللّٰهُ لَه -

جس نے وہ کچھ چھپایا جو وہاں سے سن کے آیا ہے وہ اپنے پچھلے قدموں پر بھر جائے گا۔ لیکن اللہ کو رائی بھر بھی نقصان نہ دے سکو گے کیا ناقابل تردید دلیل معرفت اور اس واضح شہادت کے بعد بھی مخالفت ہوگی مجھے اس ذات کی قسم ہے جس نے مجھے برحق نبی بنا کر مبعوث فرمایا ہے مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں تمہیں حکم دوں کہ علیؑ کی بیعت کرو اور اطاعت کرو میرے بعد اس کی اطاعت کرنا۔

وَمِنْ يَكْتُمُهَا سَمِعَهُ فَعَلِيَ عَقِيبِهِ  
يَنْقَلِبُ فَلَنْ يَضُرَّ اللّٰهُ شَيْئًا اَقْبَعَدَ  
الْحِجَّةَ وَالْمَعْرِفَةَ وَالْبَيِّنَةَ خَلْفَ  
وَالَّذِيْ بَعَثْنِيْ بِالْحَقِّ لَقَدْ  
اَمَرْتُ اَنْ اَمْرُكُمْ بِمِيعَتِهِ  
وَ طَاعَتِهِ فَبَايَعُوْهُ وَ اطِيعُوْهُ  
بَعْدِي -

پھر آپ نے یہ آیت پڑھی :

اے ایمان والو! اللہ کے رسول اور اولی الامر کی اطاعت کیجئے۔

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اطِيعُوا اللّٰهَ  
وَ اطِيعُوا الرّسُوْلَ وَ اُوْلٰى الْاَمْرِ مِنْكُمْ  
اِنْ سَبَّ لَوْكُلُوْنَ نَعْرِضْ كَيْفَا :

یا رسول اللہ ہم نے علیؑ کی بیعت کی ہے کہ خود علیؑ اور اصحاب انکھف۔

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ بَايَعْتَا هَاشِمًا وَ عَلِيًّا  
وَ اَصْحَابَ اَنْكُحِف -

آپ نے فرمایا :

جس نے بھی ولایت علیؑ سے تمسک کیا اور قیامت میں مجھ سے ملاقات کی تو میں اس سے راضی ہوں گا۔

مَنْ تَمَسَّكَ بِوَلَايَةِ عَلِيٍّ ابْنِ اَبِي طَالِبٍ  
لَقَيْتَنِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ اَنَا عَنْدهٖ رَاضٍ -

اسان کہتا ہے کہ یہ لوگ ایک دوسرے کا منہ تیکنے لگے۔ اس دن ذاتِ احیث نے یہ آیت نازل فرمائی۔ کیا یہ نہیں جانتے کہ اللہ انکے ظاہر اور باطن کو جانتا ہے

اَلَمْ يَعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ

وَالْعَصْرُ ثَرْثُثٌ وَالْعَصْرُ ثَرْثُثٌ وَالْعَصْرُ ثَرْثُثٌ وَالْعَصْرُ ثَرْثُثٌ وَالْعَصْرُ ثَرْثُثٌ وَالْعَصْرُ ثَرْثُثٌ وَالْعَصْرُ ثَرْثُثٌ وَالْعَصْرُ ثَرْثُثٌ وَالْعَصْرُ ثَرْثُثٌ وَالْعَصْرُ ثَرْثُثٌ



والی العصر ثلاث وثلاثون والی العصر ثلاث وثلاثون والی العصر ثلاث وثلاثون

فصل و مناقب حضرت علیؑ

والی العصر ثلاث وثلاثون والی العصر ثلاث وثلاثون والی العصر ثلاث وثلاثون

و تجولہوا ان اللہ علام الغیوب - اللہ علام الغیوب ہے۔

یہ آیت سن کر ان کے چہرے زرد ہو گئے۔ اس دن ذاتِ احدیث کی طرف سے پھر یہ آیت نازل ہوئی۔

یعلم خائئۃ الاعین وما تخفی اللہ انکھوں کے اشاروں اور دل میں پوشیدہ باتوں

الصدور واللہ یقضی بالحق - سب سے واقف ہے۔ اللہ حق کے حق میں فیصلہ

کرے گا۔

انس کی روایت میں یہ ہے کہ جب ہم نے سلام کیا اور کوئی جواب نہ ملا۔ اور علیؑ کے سلام کا جواب انہوں نے دیا تو ہم نے ان سے پوچھا کہ آپ لوگ ہمیں جواب نہیں دیتے اور حضرت علیؑ کو جواب دیتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے۔ اصحاب کہف نے جواب دیا کہ اس دنیا سے جانے کے بعد ہمیں اللہ کی طرف سے حکم ہے کہ ہم نبی یا خلیفہ نبی کو جواب دے سکتے ہیں۔

ایک مرتبہ مقامِ احتجاج پر مسجدِ کوفہ میں حضرت علیؑ نے انس سے اس حدیثِ بساط کی شہادت طلب کی تو اس نے ٹال مٹول سے کام لیا۔ حضرت علیؑ نے فرمایا۔ انس اگر واقعا بڑھا پلے کی وجہ سے تو بھول گیا ہے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن اگر تو میرا وہ حق چھپا رہا ہے جسے تو اپنی آنکھوں سے دیکھ چکا ہے تو میں دعا کرتا ہوں کہ۔ اللہ تجھے آنکھوں سے نابینا کرے اور تیرے چہرے کو اس طرح مبرص کرے کہ تو برص کو چھپا نہ سکے۔ انس اس وقت تابینا ہو گیا۔ اور اس کی پیشانی پر آنکھوں کے درمیان برص کا داغ بھی ظاہر ہو گیا۔ اس کے بعد انس نے قسم کھالی کہ فضائلِ علیؑ میں سے کوئی ایسی فیصلت جو اس سے معلوم ہوگی۔ کسی مقام پر نہ چھپائے گا۔

تفسیر فرات میں جناب جابر انصاری سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ کے بعد ایک مرتبہ تین دن مسلسل حضرت علیؑ مجھے نظر نہ آئے۔ میں ام المومنین ام سلمہؓ کے دروازہ پر آیا۔ دن الباب کیا۔ کنیز باہر آئی۔ میں نے کہا کہ مجھے ام المومنین سے کچھ پوچھنا ہے۔

جناب ام سلمہؓ دروازہ پر تشریف لائیں۔

میں نے عرض کیا۔

بی بی کئی دن ہو گئے ہیں حضرت علیؑ نظر نہیں آ رہے؟

بی بی نے فرمایا:

وہ برہات کی طرف گئے ہیں۔

میں نے عرض کیا:

بی بی یہ برہات کون سا علاقہ ہے؟

بی بی نے فرمایا:



## فضائل و مناقب حضرت علیؑ

جابر میں تو سمجھتی تھی کہ تو کافی صاحب معرفت ہوگا۔ جہاں مسجد نبوی میں علیؑ تھے مل جائے گا۔  
میں حیران و پریشان مسجد نبوی میں آیا۔ رات کافی گزر چکی تھی۔ مسجد میں کوئی نہ تھا۔ البتہ مسجد میں ایک نور چمک  
رہا تھا۔ مجھے ایسے محسوس ہوا جیسے کوئی سجدہ کر رہا ہو۔ لیکن وہ حضرت علیؑ نہ تھے۔ میں نے دل میں خیال کیا کہ  
مجھے جناب ام سلمہ سے یہ توقع نہ تھی۔ انہوں نے مجھے یوں ہی ٹال دیا ہے۔ میں یہی سوچ رہا تھا کہ نور کا ہول  
مسجد میں آیا۔ اس سے حضرت علیؑ برآمد ہوئے آپ کے ہاتھ میں تلوار تھی جس سے تازہ خون ٹپک رہا تھا۔  
میں نے قدموں پر ہو کر عرض کیا۔ قبلہ تیسرا دن ہے۔ میں آپ کی زیارت کے شوق میں آپ کو تلاش کر رہا  
ہوں لیکن آپ نظر نہیں آ رہے۔ کہاں گئے تھے؟

حضرت علیؑ نے فرمایا:

جابر یہ تو مجھے معلوم ہے کہ جس طرح آنحضورؐ بنی دالتس کے بنی تھے اسی طرح میں ان کی طرف سے جن دالتس  
کا خلیفہ بنی ہوں۔ قوم جن میں کچھ افراد بگڑ گئے تھے۔ اور کافر ہو گئے تھے۔ میں انہیں راہ راست پر لانے کی خاطر گیا  
تھا۔ سجدہ ربّ شخص اٹھا۔ اور اس نے کہا۔ یا علیؑ فتح مبارک ہو۔

حضرت علیؑ نے فرمایا:

اے سماء کو میرے سلام دے دینا۔

وہ شخص میری آنکھوں کے سامنے سے غائب ہو گیا۔

میں نے عرض کیا۔ قبلہ یہ کون تھا؟

آپ نے فرمایا:

یہ ایک ملک ہے جسے اللہ نے موکل کر رکھا ہے یہ مجھے زمین و آسمان کی اطلاعات پہنچاتا رہتا ہے۔  
شیخ صدوقؒ نے امالی میں ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ ایک مہاجر میں حضرت علیؑؓ بکرم رسولؐ  
خدا مدینہ میں رہ گئے۔ جب ہم واپس آئے اور آنحضورؐ نے مال غنیمت تقسیم کرنا شروع کیا تو حضرت علیؑ کے  
دو حصے رکھے۔

تمام ہاجرین و انصار نے احتجاج کیا۔ کہ قبلہ اس جنگ میں علیؑ تو نہ تھا لیکن آپ اس کا حصہ رکھ رہے ہیں؟  
آپ نے تمام فوجیوں سے مخاطب ہو کر فرمایا: تم نے فلاں فلاں جلیہ کے ایک شخص کو دیکھا تھا۔ جس نے کفار  
کے میمنہ پر حملہ کیا تھا؟

سب نے عرض کیا قبلہ دیکھا تھا۔

آپ نے فرمایا:

حملہ کے بعد جو کچھ اس نے مجھ سے کہا تھا۔ وہ بھی تم نے سنا تھا؟

**فصل في مناقب حضرت علي**

چند صحابہ جو اس وقت آپ کے قریب تھے۔ انہوں نے عرض کیا قبلہ! ہم نے سنا تھا۔

آپ نے فرمایا ذرا ان تمام گودہ بات تم ہی بتا دو جو اس نے کہی تھی۔

انہوں نے بتایا کہ جب وہ حملہ سے فارغ ہوا تو اس نے اکر عرض کیا تھا۔ محمد میر احسنہ غنیمت میں ہو گیا۔ میں اپنا علیؑ کے نام کرتا ہوں۔

آپ نے پھر تمام صحابہ سے پوچھا۔ کیا تم نے میسرہ پر حملہ کرنے والے اس حلیہ کے متعین کو دیکھا تھا؟  
سب نے کہا۔ قبلہ دیکھا تھا۔ بڑی بے جگری سے حملہ کر رہا تھا لیکن ہم کوشش کے باوجود اسے پہچان نہ سکے

آپ نے فرمایا: حمد کے بعد جو کچھ اس نے کہا تھا۔ وہ بھی تم نے سنا تھا؟

وہی چند صحابہ عرض کرنے لگے قبیلہ ہم نے سنا تھا۔

انہوں نے بتایا کہ جب حملہ سے فارغ ہو کر وہ آیا تھا۔ تو اس نے کہا تھا۔ محمد میرا بھی غنیمت میں حصہ ہو گیا لیکن میں اپنا حصہ علیؑ کے نام کرتا ہوں۔

آنحضرتؐ نے تمام سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ ان دونوں کو تم نہیں جانتے۔ لیکن میں نے اسی وقت انہیں پہچان لیا تھا۔ میمنہ پر حملہ کرنے والا جبریل اور میسرہ پر حملہ کرنے والا میکائیل تھا۔ یہ انہی کا حصہ ہے جو میں علیؑ کو دے رہا ہوں۔

علی اشراقی میں سلمان فارسی سے مروی ہے کہ ایک مرتد ابلیس چند لوگوں کے قریب سے گزرایہ لوگ حضرت علیؑ کا شکوہ کر رہے تھے۔ وہ ابلیس اسی جگہ رگ گیا۔

ان لوگوں نے ایک دوسرے سے پوچھا۔ یہ کون ہے جو ہماری باتیں سن رہا ہے؟ ابلیس نے کہا۔ میں ابومرہ ہوں۔

ان لوگوں نے کہا: کیا تو ہماری باتیں سن رہا ہے؟

ابلیس نے کہا۔ ہاں سن رہا ہوں۔ تم اپنے مولا کا شکوہ کر رہے ہو۔  
انہوں نے کہا۔

ہم نے تجھے کبھی نہیں دیکھا۔ تجھے کیسے معلوم ہے کہ علی ہزار املا ہے۔  
ابلیس نے کہا۔

کیا تمہارے رسول نے نہیں کہا۔ من كنت مولاه فعلي مولاه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه  
وانصر من نصره واخذل من خذله جس کا میں ہوں اس کا علی مولاً ہے اے اللہ اعلیٰ کے موالی سے توحید  
رکھ علی کی مدد کرنے والے کی نصرت فرما۔ اور علیؑ کی رسوائی چاہنے والے کو رسوا کر۔

[illegible]

ابلیس نے کہا۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے نہ میں علی کا شیعہ ہوں اور نہ موالی ہوں۔ البتہ جو دشمنان علی ہیں میں ان کے

ان لوگوں نے کہا: کیا تو بھی علیؑ کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہے؟

۱۰۔ رہ کر بارہ ہزار برس اللہ کی عبادت کی۔ اور اللہ نے قوم جن کو ختم کر دیا تو میں نے اللہ سے اپنی تنہائی کا

اول پر بھی بارہ ہزار برس عبادت خدا کی ایک دن ہم مصروف عبادت تھے کہ ہمارے قریب سے ایک ایسا نور گذرا

یامک مقرب کا ۹

یا ملک مقرب کا؟

علی ابن ابی طالب کا نور ہے۔

علی ابن ابی طالب کا نور ہے۔

انہو ہاداصل مسجد ہو گیا۔ بچے لوگ تو ڈر کر بھاگ گئے اور بچے لوگ مارے پر آمادہ ہو گئے۔

ازدہ داخل مسجد ہو گیا۔ بچے لوگ تو ڈر کر بھاگ گئے اور بچے لوگ مارنے پر آمادہ ہو گئے۔

وہ اتنے با آپ کے قریب آیا۔ اور سلام کیا۔

وہ اتنے ہی آپ کے قریب آیا۔ اور سلام کیا۔

جب آپ نے خطبہ نکل لیا۔ ہاں بتا لوں ہے؟ اور س لیے ہے آیا۔

جب آپ نے خطبہ نکل لیا۔ ہاں بتا لوں ہے؟ اور س لیے ہے آیا۔

اطلاع دے دیا ہوں کہ اس کی وجہ آپ سے مقرر فرمائے ہیں؟

اطلاع دیے آیا ہوں کہ اس لیجیک آپ سے ضرور ملے ہیں؟

اپنے فرمایا:

چاہا اور اپنے باپ کا منصب نبھالے۔

یا اور اپنے باپ کا منصب سنبھالے۔

وہ آتے رہا وہاں چلا گیا۔

یہاں اگر بات کی امام صادق سے مروی ہے کہ اب دن اسکو بخیرین شریف فرما ہے کہ اب برا

فضائل و منافق حضرت علیؑ

وَالْيَاصْبِرْ تَرْثُ وَيَاصْبِرْ تَرْثُ وَيَاصْبِرْ تَرْثُ

آنحضورؐ نے یوحناؑ کو کون ہے۔

گورباتیرے اور ابکیس کے مابین صرف دوپشتوں کا فاصلہ ہے ؟  
اس نے عرض کیا ۔ ہاں قبلہ ۔

آپ نے فرمایا :

میری کشتی عمر ہے؟

اس نے عرض کیا۔ قبلہ جبہ قابل نے ہایل کو شہید کیا اس وقت میں صرف اتنا سا بچہ تھا کہ باتیں کر لیتا تھا لوگوں کو راہ حق سے معمولی سا بھٹکا لیتا تھا۔ پانی کے بھرے ہوئے مٹکے لٹا دیتا تھا۔ اور قطع رحمی کر سکتا تھا۔

آنحضرت نے فرمایا:

بڑا بڑا کردار تھا۔

ہام نے عرض کیا۔ قبیلہ میں توبہ کر چکا ہوں۔

آپ نے فرمایا :

کس نبی کے سامنے توبہ کی تھی؟

اس نے عرض کیا۔ قبلہ جناب نوحؑ کے سامنے توبہ کی تھی۔ جب آپؑ نے اپنی قوم کے لیے یہ دعا کی تھی اور اور آپؑ کی قوم غرق ہوئی تھی۔ میں نے اسی وقت توبہ کی تھی اور حضرت نوحؑ کے ساتھ کشتی میں سوار تھا۔ پھر جب جناب ابراہیمؑ کو غرود نے آگ میں ڈالا میں اس وقت حضرت ابراہیمؑ کے ساتھ تھا۔ جب جناب یوسفؑ سے بھائیوں نے حسد کیا اور اسے کنوئیں میں ڈالا اس وقت حضرت یوسفؑ کے ساتھ تھا اور میں نے انہیں اٹھا کر آرام سے کنوئیں کی تہ میں پہنچایا تھا۔ میں زندان میں بھی حضرت یوسفؑ کا موٹس رہا ہوں۔ پھر میں حضرت موسیٰؑ کی خدمت میں آیا۔ انہوں نے مجھے نورالت کا ایک سفر بھی حفظ کرایا۔ اور فرمایا کہ حضرت عیسیٰؑ کو میرے سلام پہنچا دینا۔ پھر حضرت عیسیٰؑ کے پاس آیا۔ انہیں حضرت موسیٰؑ کے سلام پہنچائے۔ حضرت عیسیٰؑ نے مجھے انجیل کا کچھ حصہ یاد کرایا اور فرمایا کہ خانم الانبیاء کو میرے سلام پہنچا دینا۔ اب آپؑ کو سلام پہنچائے آیا ہوں۔

آپ نے فرمایا :

عبدیٰ پر اور تجھ پر میرا سلام ہو۔

آنحضورؐ نے فرمایا: اب کس لئے کیا ہے؟

## فضائل و مناقب حضرت علیؑ

اس نے عرض کیا۔ قبلہ سلام بھی پہنچانا تھے۔ اور یہ عرض بھی کرنا تھی کہ مجھے قرآن کی کچھ سورتیں یاد کرا دیں۔

آنحضورؐ نے حضرت علیؑ سے فرمایا۔ یا علیؑ اسے کچھ سورتیں یاد کرا دے۔

ہم نے عرض کیا۔ قبلہ یہ کون ہے؟

آپ جس کے سپرد مجھے فرما رہے ہیں۔ مجھے اللہ کی طرف سے صرف نبی یا دھی نبی سے بولنے کی اجازت ہے

آپ نے فرمایا:

سابقہ انبیاء کے وہی کون تھے؟

ہم نے عرض کیا۔ قبلہ آدم کا دھی شیت تھا۔ نوح کا دھی سائم بن نوح تھا۔ ہود کا دھی ہود کا چچا زاد یوحنا تھا۔

ابراہیم کا دھی اسماعیل تھا۔ موسیٰ کا دھی یوشع تھا۔ اور عیسیٰ کا دھی شمعون جو خباب مریم کا چچا زاد تھا۔

آنحضورؐ نے فرمایا:

یہ میرا دھی ہے جسے تورات میں ایلیا لکھا گیا ہے۔

ہم نے عرض کیا۔ قبلہ کوئی اور نام بھی ہے؟

آنحضورؐ نے فرمایا:

ہاں انجیل میں حیدر ہے۔

ہم نے عرض کیا۔ قبلہ آپ نے مجھے مطمئن کر دیا ہے۔

کشف الیقین میں ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ ایک دن ہم آنحضورؐ کے ساتھ بیرون مدینہ وادی میں بیٹھے

تھے کہ ہمارے سامنے ایک بہت بڑا غبار اٹھا ہوا ایک نمودار ہو گیا۔ وہ غبار اتنا بڑھا کہ ہمارے لیے ادھر ادھر دیکھنا ناممکن

ہو گیا۔ پھر وہ غبار آہستہ آہستہ ہماری طرف بڑھنے لگا۔ ہم ڈر کے مارے غصہ و غضب کانپنے لگے البتہ آنحضورؐ نہایت اطمینان

سے تشریف فرما رہے۔ وہ غبار آنحضورؐ کے سامنے آکر رک گیا۔ اس غبار سے آواز آئی۔

السلام علیک یا رسول اللہ! اے نبی خدا! میں اپنی قوم کی طرف سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں ہم آپ

سے پناہ مانگنے آئے ہیں آپ ہمیں پناہ دیں۔ اور میرے ساتھ کوئی ایسا فرد بھیجیں جو وہاں جا کر ہمارے اور ہماری قوم

کے باغیوں کے امین کتاب خدا کے مطابق فیصلہ کرے۔ ہم پہلے تو آسمان کی خبریں چوری چھپے سن لیتے تھے۔ لیکن

جب سے آپ کی ولادت ہوئی ہے ہمارے لیے آسمانوں کے دروازے بند ہو گئے ہیں جب آپ نے اعلان

نبوت کیا ہے ہم نے آپ کی نبوت کا کچھ پڑھ لیا ہے۔ لیکن ہم سے کچھ افراد نے آپ کا کلمہ نہیں پڑھا۔ وہ تعداد

میں ہم سے زیادہ ہیں۔ اب ہماری مخالفت عداوت کی حد تک پہنچ گئی ہے۔ انہوں نے ہمارا پانی روک دیا ہے۔ اور

جگہ جگہ ہمارے سامنے رکاوٹیں کھڑی کر دی ہیں۔

آنحضورؐ نے فرمایا تو کون ہے؟



و دھلا سامنے آ۔

منے آیا۔ ہم نے جوں ہی اس کی شکل دیکھی ہمارا تو ذر کے مارے بڑا حال ہو گیا۔ اس کے تمام جسم پر لمبے لمبے بال تھے۔ بڑا لمبا سر تھا۔ بڑی ڈراونی لمبی آنکھیں تھیں جو اوپر نیچے تھیں۔ اس کے منہ میں درندوں جیسے دانت تھے۔ آنحضورؐ نے فرمایا۔ تو خود تو بتا رہا ہے کہ ہمارے باغیوں کی تعداد زیادہ ہے اور ہم ان کے مقابلہ میں کمزور ہیں۔ پھر میں جسے بھیجوں کیا ضمانت ہے کہ تو اسے صیغ و سالم واپس لائے گا؟ اس نے عرض کیا قبلہ! جہاں تک کسی الہی گرفت کا تعلق ہے تو اس کی میں ضمانت نہیں دے سکتا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ میں خود اس آفت کی نذر ہو جاؤں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ کا بھیجا ہوا اس آفت کی نذر ہو جائے۔ لیکن جہاں تک ہماری برادری کا تعلق ہے۔ تو میں ہر وہ ہمد کرنے کو تیار ہوں جس پر آپ مطمئن ہوں۔ میں انشاء اللہ صیغ و سالم آپ تک پہنچا دوں گا۔

آنحضورؐ نے ابوبکرؓ سے فرمایا:

ابوبکرؓ جو غطفہ بھائی کے ساتھ اس کی قوم کو میرا پیغام دے اور ان کے مابین کتاب خدا کے مطابق فیصلہ کر حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا۔ قبلہ جانا کہاں ہے؟

غطفہ نے کہا۔ بیرون مدینہ وادی تک تو زمین کے اوپر جائیں گے اس کے بعد وہیں زیر زمین جانا ہو گا۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا۔ زیر زمین کیسے جائیں گے؟

غطفہ نے کہا۔ یہ میرا کام ہے میں آپ کو لے جاؤں گا۔

حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا۔ قبلہ میں جس قوم کی زبان نہ سمجھتا ہوں اور نہ میری زبان سمجھتے ہیں میں کیسے انہیں تبلیغ کروں گا۔ آپ کسی اور کو بھیجیں۔

آپؐ نے عرض فرمایا: عمرؓ نے بھی مدی غدر پیش کیا۔

پھر آپؐ نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ تم جاؤ۔

حضرت علیؓ نے قبول کیا۔ اور غطفہ کے ساتھ جانے پر آمادہ ہوں ہو گئے۔ آپؐ نے تلوار اٹھائی اور غطفہ سے فرمایا۔ چل۔

آنحضورؐ نے مجھے اور سلمان کو بھی کچھ فاصلہ تک ساتھ جانے کو کہا۔

ہم بھی ان کے ساتھ چلتے گئے۔ جب ہم وادی کے کنارے تک آئے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا اللہ تمہاری کوشش قبول فرمائے اب تم یہاں سے واپس پلٹ جاؤ۔ ہم وہیں رک گئے۔ حضرت علیؓ اور غطفہ وادی کے درمیان



ہیں آئے ہیں ایسے معلوم ہوا جیسے زمین شکاف ہو گئی ہو۔ دونوں اس شکاف میں چلے گئے۔ پھر زمین اوپر سے ہموار ہو گئی۔ ہمیں انتہائی افسوس ہوا کہ حضرت علیؑ کہاں جا کے چھس گئے ہیں۔

صبح کو آنحضرتؐ مسجد نبویؐ میں آئے نماز پڑھائی اور بیرون مدینہ آکر ایک اونچی جگہ بیٹھ گئے۔ تمام صحابہ آپ کے گرد تھے۔ دن کافی چڑھ گیا۔ لیکن حضرت علیؑ نہ لوٹے صحابہ آپس میں اسی بات پر تبصرہ کرتے رہے۔ منافقین بار بار کہتے ہیں اب علیؑ گیا۔ اب واپس نہیں آتا۔ کچھ کہتے تھے۔ چلو اچھا ہوا۔ اس سے تو جان چھوٹی ہے۔ بھلا ہو عر فطہ کا۔ ہر جگہ آنحضرتؐ علیؑ پر فخر کرتے تھے۔

حتیٰ کہ نماز ظہر کا وقت ہو گیا آپ مسجد میں آئے نماز پڑھائی اور پھر واپس جا کر اسی جگہ بیٹھ گئے۔ دوست و دشمن کا موضوع کلام حضرت علیؑ ہی تھا۔ حتیٰ کہ عصر کا وقت ہو گیا۔ آپ پھر مسجد میں تشریف لائے اور نماز عصر پڑھا کر واپس اسی جگہ جا کر بیٹھ گئے۔ منافقین کی شتمات اب بڑھ گئی! آنحضرتؐ بھی ان کے تبصرے سن کر پریشان ہو گئے جب سورج غروب کے قریب ہوا ایک ایک جہاں ہم بیٹھے تھے وہی زمین چھٹی اور حضرت علیؑ باہر آئے آپ کے ہاتھ میں تلوار تھی جس سے خون ٹپک رہا تھا۔

آنحضرتؐ اٹھے۔ علیؑ کو گلے لگایا۔ پیشانی کا بوسہ لیا۔ اور پوچھا۔  
یا علیؑ بہت انتظار کرایا؟

حضرت علیؑ نے عرض کیا۔ قبلہ آپ نے سنا تو تھا کہ ان کی تعداد زیادہ ہے۔ میں نے ان کے سامنے تین باتیں پیش کیں کہ ان میں سے کوئی ایک چن لو اور امن سے رہو۔

۱۔ میں نے کہا۔ اسلام قبول کر لو۔ انہوں نے انکار کر دیا۔

۲۔ میں نے کہا۔ جزیہ قبول کر لو۔ انہوں نے انکار کر دیا۔

۳۔ میں نے کہا عر فطہ سے صلح کر لو۔ پانی وغیرہ سے کچھ حصہ اسے بھی دے دو۔ انہوں نے اس بھی انکار کر دیا اب میرے پاس جنگ کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔ چنانچہ میں نے تلوار کو بے نیام کیا۔ اور جنگ کرنے لگا۔ بالآخر ان کا اسی ہزار فرد قتل ہوا تو کہیں جا کر انہوں نے شکست تسلیم کی۔ ابھی ابھی ان سے فارغ ہو کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ اب ان میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ سب نے عر فطہ کو اپنا سرور تسلیم کر لیا ہے۔ عر فطہ نے عرض کیا۔ قبلہ اللہ ہماری طرف سے آپ کو اور علیؑ کو جزائے خیر دے۔

شراخ میں ابن عباس سے منقول ہے کہ جب آنحضرتؐ مغزوہ نبی مصطلق پر بیمار تھے تو راستہ میں ایک ویران وادی میں رات آگئی۔ آپ نے وہیں ڈیرہ ڈال دیا۔ جبریلؑ نے آپ کو عرض کیا کہ قبلہ اس وادی میں قوم جن آباد ہے۔ اور ان میں سے جو غیر مسلم ہیں وہ تعداد میں زیادہ ہیں۔ اور آج رات ان کا خیال ہے کہ دھوکے سے آپ کے ساتھ کو ڈرائیں بھی اور قتل بھی کریں۔



## فضائل و مناقب حضرت علیؑ

ولی العصر ثرثث ولی العصر ثرثث ولی العصر ثرثث

ولی العصر ثرثث ولی العصر ثرثث ولی العصر ثرثث

آنحضورؐ نے حضرت علیؑ کو قریب بلا کر فرمایا۔ علیؑ جاؤ اور اس دادی میں جو بن رہے ہیں۔ انہیں دعوت توحید دو اگر قبول کر لیں تو بغیر اور نہ یہ میری تلوار لے جاؤ جب تک وہ اسلام قبول نہ کر لیں اس وقت تک اسے نیام میں نہ ڈالنا آپؐ نے سو صحابہ کو بھی حکم دیا کہ تم بھی علیؑ کے ساتھ جاؤ اور بیسیا کہیں ان کی اطاعت کرنا درتہ بے موت مارے جاؤ گے۔ وہ غریب ناچار آپؐ کے ساتھ ہو گئے۔ جب دادی کے کنارے پہنچے تو آپؐ نے ان سو صحابہ سے فرمایا تم ہر ایک رک جاؤ اور اس وقت تک آگے نہ بڑھنا اور نہ پیچھے ہٹنا جب تک میں تمہیں اجازت نہ دوں تنہا حضرت علیؑ کچھ زیر لب پڑھتے ہوئے دادی میں آگے بڑھے جو نبی حضرت علیؑ آگے بڑھے ہم نے دیکھا کہ آندھی کے طوفان اٹھنے لگے۔ اتنے زور کی آندھی تھی کہ ہماری آنکھوں اور کانوں میں مٹی اڑا کر پڑنے لگی اس دادی میں جتنے لنگر تھے۔ اولوں کی طرح ہم پر برسنے لگے۔ قریب تھا کہ ہمارے قدم اکھڑ جائیں کہ حضرت علیؑ نے نعرہ تکبیر بلند کر کے فرمایا:

اے اصحاب محمدؐ! میں برادر نبی علیؑ تم سے کہہ رہا ہوں اپنی جگہ سے نہ ہٹنا۔ اس کے ساتھ ایک طرف ہمارے قدم جم گئے۔ اور دوسری طرف ہم نے دادی میں دیکھا کہ بے شمار بلند قد افراد ہیں جن کے ہاتھوں میں آگ کے شعلے ہیں اور ہر طرف سے حضرت علیؑ پر حملے کر رہے ہیں۔ اور حضرت علیؑ اپنی تلوار دائیں بائیں گھاگھا کر انہیں ترہین کر رہے ہیں آپؐ باوازا بلند تلاوت قرآن بھی کر رہے تھے۔ دھواں اور غبار اتنا تھا کہ کچھ دکھائی نہ دیتا تھا۔ آواز علیؑ کے سہارے ہم اپنی جگہ کھڑے رہے۔ پھر یکایک سیاہ دھواں اتنا اٹھا کہ ہم لرز کر رہ گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد دھوئیں کا بادل چھٹا ہم نے دیکھا تو حضرت علیؑ انتہائی اطمینان سے ہماری طرف آرہے تھے۔ جب آپؐ ہمارے پاس پہنچ گئے تو ہم نے حیرت سے پوچھا یا علیؑ آپ کہاں تھے۔

آپؐ نے فرمایا:

جب دشمن نے ہمیں دیکھا تو پہلے تو انہوں نے حملہ کرنے کی کوشش کی لیکن جب میں نے تلاوت قرآن شروع کی تو وہ کمزور پڑ گئے۔ جب میں نے دیکھا کہ یہ کمزور پڑ رہے ہیں تو میں نے تلوار کو بے نیام کیا اور ان میں گھس گیا۔ جب انہوں نے دیکھا کہ اب وہ مغلوب ہو رہے ہیں تو وہ دھواں بن کر بھاگ گئے۔ اگر وہ اسی صورت میں رہتے اور نہ بھاگتے تو آج میں کسی ایک کو بھی اس دادی میں نہ چھوڑتا۔ اب چلو ان میں سے جو بڑے سرکش تھے وہ آنحضورؐ کے پاس پہنچ چکے ہوں گے اور کلمہ اسلام قبول کر لیا ہو گا۔ حمد خدا ہے۔ جس نے مومنین کو ان کے شر سے محفوظ رکھا ہے۔

جب ہم واپس آئے تو آنحضورؐ نے مل کر فرمایا۔ یا علیؑ! بائیسوں کے سردار کھڑے ہو چکے ہیں اور انہوں نے وعدہ کر لیا ہے کہ آئندہ اس دادی میں کسی مسلمان کو اذیت نہیں پہنچائیں گے۔

بحار میں جناب عبداللہ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ایک دن آنحضورؐ نماز ظہر سے فارغ ہوئے اور

وہیں محراب مسجد میں صفوں کی طرف رخ کر کے دیوار مسجد کا سہارا لے کر بیٹھ گئے۔ ان اصحاب میں جناب سلمان۔ ابوذر۔ مقداد اور حذیفہ بھی موجود تھے۔ یہ ایک شہر میں شور مچا رہا تھا۔

آنحضورؐ نے حذیفہ سے فرمایا۔ ذرا باہر جا کر دیکھو کیا ہے؟

حذیفہ نے جا کر دیکھا تو مدینہ کی ایک گلی میں چالیس آدمی جو اپنی سواروں پر سوار تھے۔ ان کے ہاتھوں میں خطی نیزے تھے۔ نیزوں کی اپٹال سرخ عقیق سے تھیں۔ ہر ایک نے رنق برق لباس کے علاوہ اپنے اپنے سر پر ایک عمدہ ہیرے اور جواہرات سے بڑا ہوا تاج پہن رکھا تھا۔ ان کے آگے آگے ایک نوجوان بے ریش لڑکا سا تھا۔ اتنا حسین تھا جیسے چاند کا ٹکڑا ہو۔ اور وہ سب کے سب باوازی بند کپڑے پہنے تھے۔

بچو بچو۔ جلدی کرو جلدی کرو۔

الحذرا الحذرا البدار

الی محمد المختار المبعوث فی الارض۔ روئے زمین پر مبعوث محمد مختار کی طرف راہ دو۔

حذیفہ نے آکر آنحضورؐ کو مطلع کیا۔

آپؐ نے فرمایا۔ حذیفہ۔

مشکل کشا۔ علام الغیوب کے بندہ خاص

انطلق الی حجرة كاشف الكروب و

شیر بیش شجاعت۔ شکر کرنے والی مجسم زبان

عبد علام الغیوب واللیث الهصور

حمد کرنے والے شیر۔ یہ ایک سپاہی

واللسان الشکور والهزبر الغیور

صابر عالم جس کا نام قوراء الانجیل اور زبور میں ہے۔

البطل المجسور والعالم الصبور الذی

یعنی علی ابن ابی طالب کے دروازہ پر جا اور اسے ہلاک

اسمہ فی التوراة والانجیل والزبور

لے آ۔

انطلق الی علی ابن ابیطالب واثبتنی یہ

حذیفہ گیا۔ حذیفہ کا بیان ہے کہ حضرت علیؑ مجھے راستہ میں آئے ہوئے ملے اور مسکرائے فرمایا۔

حذیفہ جن لوگوں کی خاطر تو آ رہا ہے میں انہیں جانتا ہوں کہ وہ تعداد میں کتنے ہیں؟ کہاں سے آئے ہیں؟

کب پیدا ہوئے ہیں؟ اور کیوں آئے ہیں؟

حذیفہ نے عرض کیا۔ اللہ آپ کے علم میں برکت دے۔

حضرت علیؑ مسجد میں آ گئے۔ وہ لوگ آپ سے پہلے پہنچ چکے تھے۔ جب انہوں نے حضرت علیؑ کو دیکھا تو

سب تعظیم اٹھ کھڑے ہوئے۔

نبی اکرمؐ نے فرمایا اپنی اپنی جگہ بیٹھ جاؤ۔ سب بیٹھ گئے۔ ان میں سے اسی لڑکے نے عرض کیا۔

ایکھ الم اھب اذا انسدى اللیل و

تم میں سے تاریکی شب میں عابد شب زندہ دار کون

ہے؟ آپ میں سے بت شکن کون ہے؟ آپ میں

الظلام ایکھ مکسر الاصنام۔ ایکھ ساتر

## فضائل و مناقب حضرت علیؑ

وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ

عورت النسوان. ایکم الشاکر لآ لاد  
 المنان ایکم الضراب یوم الضرب  
 والطعان ایکم مکسر رؤس الفرس  
 ایکم معدن الايمان ایکم وحید  
 الذی ینصر به دینہ  
 علی سائر الادیان ایکم علی  
 ابیطالب۔

سے عورتوں کی ناموس کا رکھوالا کون ہے؟ آپ ہیں  
 سے نعمات خدا کا شاکر کون ہے؟ آپ ہیں  
 میدان جنگ میں تلوار کا دھنی اور تیز باز کون ہے؟  
 شہسواروں کی گردنیں موڑنے والا کون ہے؟ ایمان کی  
 کان کون ہے؟ وہ کون ہے جس کے ذریعہ تمہارا  
 دین ہر دین پر غالب آئے گا؟ علی ابن ابی طالب کون  
 ہے؟

نبی کریمؐ نے فرمایا:

یا علیؑ! یہ تو آپ کا پوچھ رہے ہیں۔ لہذا آپ ہی جواب دیں۔

حضرت علیؑ نے فرمایا:

مے بچے میرے قریب آئیں تیری شکل کشائی کروں گا۔ میں تیری ہر بیماری دور کر دوں گا۔ اپنی ضرورت بیان کر  
 میں تیری حاجت روائی کروں گا تا کہ امت مسلمہ کو معلوم ہو جائے۔

انی سفینۃ النجاة وعصی موسیٰ  
 والکلمۃ الکبریٰ والنباء العظیم  
 والصراط المستقیم۔

اس لڑکے نے کہا۔ میرے ساتھ میرا بڑا بھائی ہے۔ اسے شکار کا شوق تھا۔ ایک دن شکار کر گیا ہے۔ اس  
 کاٹیں نظر آئیں۔ اس نے ایک گائے کا نشانہ لیا۔ اور اسے گرا دیا اسی وقت سے وہ مفلوج ہو گیا ہے  
 اب نہ تو وہ بول سکتا ہے اور نہ چل سکتا ہے۔

میں کسی نے بتایا ہے کہ آپ کا سردار اس کی بیماری کو دور کر سکتا ہے۔ اگر میں شفا مل جائے تو ہم آپ کا  
 دین قبول کر لیں گے۔ ہم قوم عائد کے وارث ہیں ہمارے پاس دولت اور افراد کی کمی نہیں۔  
 یہ سن کر حضرت علیؑ نے فرمایا:

لے جو ان تیرا بھائی جس کا نام حجاج ابن علاطل ابن عصب۔ ابن سعد ابن قلع ابن علق ابن صعب عادی  
 کہاں ہے؟

جب لڑکے نے یہ نسب سنا تو کہا وہ باہر کچادہ میں ہے۔ وہ تنہا نہیں آسکتا ہم میں سے چند افراد جا کر  
 ہمارے لائیں گے۔ اگر اس کی بیماری دور ہو جائے۔ ہم بتوں کی پرستش سے توبہ کر لیں گے۔ آپ کے چچا زاد  
 جو صاحب ردا و تلوار ہے اور جس پر بادل کا سایہ رہتا ہے کو دین قبول کر لیں گے۔



کچھ لوگ ایک بڑھی سی ناقہ کو لائے جس پر کباہہ رکھا تھا۔ اسے در مسجد پر بیٹھایا۔ حضرت علیؑ اس کے قریب گئے اور فرمایا۔ گھیر امت تیری مصیبت ختم ہو چکی ہے۔

اس نے انتہائی لاغر سی آنکھیں کھولیں اور تشکر آمیز نظروں سے آپ کی طرف دیکھا اور رو دیا حضرت علیؑ نے باوازن بلند فرمایا۔ لوگو! جس نے علیؑ کا اعجاز دیکھنا ہو آج رات یقین میں آجائے۔ حذیفہ کہتا ہے کہ وقت مقررہ پر لوگ یقین میں جمع ہو گئے۔ حضرت علیؑ گھر سے باہر تشریف لائے۔ آپ کے ہاتھ میں ذوالفقار تھی۔ لوگوں سے فرمایا میرے پیچھے آؤ آج تمہیں عجائبات قدرت دکھاؤں۔

ہم نے دیکھا تو یقین میں ہمارے سامنے دو جگہ پر آگ جل رہی تھی۔ ایک چھوٹی تھی اور دوسری بڑی۔ آپ نے چھوٹی آگ کو اٹھا کر بڑی میں پھینک دیا۔ ہم نے دیکھا کہ دونوں آگوں کے ملنے سے شعلوں کی ایسی دشتناک آواز آئی کہ ہم سب دہشت زدہ ہو گئے۔ پھر حضرت علیؑ خود آگ میں کود گئے۔ ہم دووے دیکھ رہے تھے۔ آگ کے شعلے لپک رہے تھے۔ ہم اس انتظار میں تھے کہ آپ آگ سے کیا کرتے ہیں۔ یہی سلسلہ صبح تک رہا۔ پھر آگ بجھ گئی اور حضرت علیؑ اس سے باہر نکل آئے۔ جب کہ ہم اس وقت یاکوس ہو کر واپس لوٹتے ولے تھے۔ اور ہمارا خیال تھا کہ حضرت علیؑ آگ کی نذر ہو گئے ہیں۔

جب آپ ہمارے قریب آئے اور ہم نے غور سے دیکھا تو آپ کے ہاتھ میں ایک سر تھا۔ اس سر میں گیارہ انگلیاں تھیں اور پیشانی پر درمیان میں ایک آنکھ تھی۔ حضرت علیؑ نے اس کے سر کے بالوں سے پکڑ رکھا تھا۔ بال اس طرح نظر آرہے تھے جیسے ریچھ کے ہوں۔

ہم نے عرض کیا۔ قہر مبارک ہوا! اللہ نے آپ کی مدد فرمائی ہے۔ آپ وہ سر اس مریض کے کھمحل کے پاس لائے اور فرمایا۔ قسم یا ذن اللہ۔ اب تجھے کوئی بیماری نہیں۔ یہ سن کر وہ جوان اٹھا اس کا پورا جسم صبح و سالم تھا۔ حضرت علیؑ کے قدموں میں گرا۔ پاؤں کا بوسہ لیا اور کہنے لگا اشہد ان لا اله الا اللہ واللہ محمد رسول اللہ وانک علی ولی اللہ۔ اس کے بعد وہ سب لوگ حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔ سب لوگ حیران تھے۔ حضرت علیؑ نے تمام لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا:

گوویہ عروان خیل ابن لاقیس ابن ابلیس کا سر ہے۔ جس کے ساتھ اس وقت بارہ ہزار کاٹ کر تھا۔ یہی وہ مردود ہے جس نے اس پہلے کو مفلوج کر دیا تھا۔ اب میں نے اسی سے جنگ کر کے اسے قتل کر دیا ہے جس میں میری تلوار اور میری قوت قلبی کا دخل ہے۔ میرے پاس وہی اسم ہے جو اسم عصابے موسیٰؑ پر لکھا ہوا تھا اور اور جس سے آپ جو کام لینا چاہتے تھے وہ دیتا تھا یہ سب اس اسم کی برکت تھی۔ موسیٰؑ کے عصاب پر لکھا ہوا تھا وہ محتاج عصاب تھا لیکن ابن ابی طالب کے دل پر لکھا ہوا ہے میں کسی عصاب کا محتاج نہیں ہوں۔

عیون اخبار الرضا میں ابوصلت مروی ہے کہ ایک دن امام رضاؑ مومن کے پاس بیٹھے تھے مومن نے عرض کیا۔

رضائیں نے بہت فکر کی ہے لیکن مجھے یہ سمجھ نہیں آئی کہ آپ کا حاد اعلیٰ قسیم جنت و نار کیسے ہے؟  
آزردہ کیسے تقسیم کرے گا؟  
امام رضاؑ نے فرمایا:

اے مامون! آپ نے اپنے ابا و اجداد سے یہ حدیث روایت کی ہے؟ کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے۔  
یا علی حبك ایمان و بغضك کفر یا علی تیری محبت ایمان اور تیرا بغض کفر ہے۔  
مامون نے کہا۔ یہ حدیث تو متواترات سے ہے۔ میں نے نہ صرف روایت کی ہے بلکہ متعدد سلسلہ ہائے  
سند سے سنی بھی ہے۔

امام رضاؑ نے فرمایا: اس حدیث کے بعد بھی آپ سوچتے ہیں کہ حضرت علیؑ کیسے قسیم جنت و نار ہیں۔ یہ سب  
کام تو دنیا میں ہو گیا۔ آخرت میں کچھ کرنے کی ضرورت ہی نہ رہی۔ جب علیؑ جنت میں اور دشمن علیؑ جہنم میں چلا گیا  
تو کہا اب بھی آپ کو شک ہے کہ علیؑ کیسے قسیم جنت و نار ہیں؟  
مامون نے کہا۔ واقعاً آپ وارث علم خاتم الانبیاءؑ ہیں۔ کتنی معمولی بات تھی اور میں کتنا پریشان رہا۔  
ابوصلت کا بیان ہے کہ جب امام رضاؑ واپس آپسے دولت کدہ پر تشریف لائے تو میں نے عرض کیا۔ قبلہ آپ  
نے بڑا جواب دیا۔

آپ نے فرمایا:  
ابوصلت چونکہ اس کا ذہن الٹ ہے اس لیے اسے اسی کے ذہن کے مطابق سمجھنا تھا۔ درجہ مجھے معلوم ہے  
کہ یہ سب کچھ قیامت میں ہوگا۔ حضرت علیؑ پل صراط پر کھڑے ہوں گے۔ یہ پل صراط جہنم پر ہوگا۔ پل کے پار جنت ہو  
گی۔ اس پر گرنے والے کے متعلق آتش جہنم سے فرمائیں گے۔  
یہ تیرا ہے اسے اپنے پاس رکھ لے۔ اور یہ میرا ہے اسے پار جانے دے۔

علیؑ الشرائع میں مفضل ابن عمرو سے مروی ہے کہ میں نے امام صادقؑ کے خدمت میں عرض کیا۔ قبلہ  
حضرت علیؑ قسیم جنت و نار ہیں؟  
آپ نے فرمایا ہاں

چونکہ محبت علیؑ ایمان اور بغض علیؑ کفر ہے۔ اور جنت اہل ایمان کے لیے اور جہنم اہل کفر کے لیے پیدا کی گئی  
ہے اس لیے علیؑ قسیم جنت و نار ہے۔ جنت میں وہی داخل ہوں گے جو محب علیؑ ہوں گے اور جہنم میں وہی  
جائیں گے جو دشمنان علیؑ ہوں گے۔

میں نے عرض کیا۔ قبلہ تو اس کا معنی یہ ہوا کہ جتنے بھی انبیاءؑ وہ سب کے سب بھان علیؑ تھے۔ اور جتنے  
دشمنان انبیاءؑ وہ سب کے سب دشمنان علیؑ تھے؟

آپ نے فرمایا:

یقیناً ایسا ہی تھا۔

میں نے عرض کیا۔ قبلہ! میں سمجھنا چاہتا ہوں۔

آپ نے فرمایا:

جنگ یمین میں نبی کو نبیؐ نے یہ فرمایا تھا کہ۔ کل میں علم ایسے شخص کو دوں گا جو محبوب خدا اور رسولؐ اور محبوب خدا اور رسولؐ ہوگا؟

میں نے عرض کیا۔ قبلہ آپ نے فرمایا تھا۔

امام صادقؑ نے فرمایا:

نبی عالمینؐ نے وہ علم حضرت علیؑ کو دیا تھا۔ اور آنحضرتؐ کی پیشگوئی کے مطابق خیر حضرت علیؑ کے ہاتھوں فتح ہوا

تھا؟

میں نے عرض کیا۔ ہاں قبلہ

امام صادقؑ نے فرمایا:

تو نے خیر شیعہ محدثین سے حدیث طبرستانی ہے کہ جب آنحضرتؐ کو ایک بھٹا ہوا پرندہ ہدیہ دیا گیا اور آپؐ نے یہ دعا مانگی۔ اللہم آتنی باحب خلقک الیک والی لیا کل معی من هذا الطیر اے اللہ آج اپنی مخلوق میں سے ایسا آدمی بھیج جو میرا بھی محبوب ہو اور تیرا بھی محبوب ہو تاکہ وہ میرے ساتھ بیٹھ کر اس پرندہ کا گوشت کھائے اور میں نے عرض کیا۔ قبلہ! متعدد افراد سے متعدد سلسلہ ہائے سند سے سنی ہے۔

امام صادقؑ نے فرمایا:

اب خود ہی بتا۔ کیا یہ ہو سکتا ہے کہ گذشتہ انبیاءؑ ان کے اوصیاء اور ان کے ماننے والے ایسے شخص سے محبت نہ کریں۔ جس سے اللہ اور خاتم الانبیاءؑ محبت کرتے ہوں؟

میں نے عرض کیا۔ حضور! ہرگز نہیں ہو سکتا۔ یقیناً محبوب خاتم الانبیاءؑ اور محبوب ذات کبریا تمام انبیاءؑ اور اوصیاءؑ کا محبوب ہوگا۔

امام صادقؑ نے فرمایا:

کیا یہ ممکن ہے کہ جو ائمہ گذشتہ میں ایسے افراد جو ان انبیاءؑ ان کے اوصیاء اور ان کے ماننے والوں کے دشمن تھے محبوب خاتم الانبیاءؑ اور محبوب خدا کے محب ہوں؟

میں نے عرض کیا۔ قبلہ نہیں ہو سکتا یقیناً محبوب خاتم النبیینؑ اور محبوب رب العالمینؑ انبیاءؑ اور اوصیاءؑ سابقہ کے دشمنوں کی نظر میں مغضوب ہی ہوگا۔

امام صادقؑ نے فرمایا:

مفضل تو نے خود فیصلہ کر دیا ہے کہ تمام انبیاء اور اوصیاء عجمان علیؑ تھے۔ اور ان کے تمام دشمن دشمنان علیؑ تھے۔

میں نے عرض کیا۔ قبلہ میرے دل میں ایک موصہ سے بہت بڑی گرہ پڑی تھی جو آپؑ نے کھول دی ہے اب دل چاہتا ہے کچھ اور بھی بیان فرما دیجئے۔

امام صادقؑ نے فرمایا:

اور بھی جو پوچھنا ہے پوچھ لے۔

میں نے عرض کیا۔ قبلہ یہ بات تو سمجھ آگئی ہے کہ حب علیؑ داخل جنت ہوگا۔ اور دشمن علیؑ داخل جہنم ہوگا۔ لیکن ایک بات سمجھنے والی ہے اور وہ یہ کہ جنت با جہنم میں داخل حضرت علیؑ کرے گا یا رضوان جنت داخل جنت کرے گا اور مالک جہنم داخل جہنم کرے گا؟

امام صادقؑ نے فرمایا:

مفضل تو نے یہ حدیث اہلبیتؑ کے علاوہ دیگر محدثین سے بھی سنی ہے کہ نبی الانبیاءؑ نے فرمایا ہے۔

سنت بنیاد آدم بین الماء والطین میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدمؑ مٹی اور پانی میں تھا؟ میں نے عرض کیا۔ قبلہ آدمؑ اہلبیتؑ کے تمام مخالف محدثین بھی اس حدیث کو متواترات سے سمجھتے ہیں۔

امام صادقؑ نے فرمایا:

تو نے یہ بھی سنا ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے۔ کہ اللہ نے میری روح کو ارواح انبیاء کے لیے تخلیق آدمؑ سے دو ہزار برس قبل مبعوث فرمایا تھا؟

میں نے عرض کیا۔ قبلہ سنا ہے۔

آپؑ نے فرمایا:

تو نے یہ بھی سنا ہے کہ نبی اکرمؐ نے بتایا ہے کہ میں نے اپنی اس بعثت میں تمام ارواح انبیاء کو توحید باری۔ اطاعت خالق اور اپنی اتباع کی دعوت دی تھی۔ ساتھ ہی نابین سے جنت کا وعدہ بھی کیا تھا؟ میں نے عرض کیا۔ قبلہ میں نے سنا ہے۔

آپؑ نے فرمایا:

تو نے یہ بھی سنا ہے کہ آگ نے آنحضرتؐ کی نبوت کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تھا؟

میں نے عرض کیا۔ قبلہ سنا ہے۔

آپؑ نے فرمایا:

جلیل حکیم سرمد  
حیدر آباد سندھ

ابن خود ہی بتا کیا نبی اکرمؐ نے جو وعدہ کیا ہے آپؑ اسے پورا کرنے کے پابند ہیں یا نہیں؟  
میں نے عرض کیا۔ قبلہ! یقیناً پابند ہیں۔

آپؑ نے فرمایا:

کیا علیؑ ابن ابی طالبؑ خلیفہ رسولؐ اور امام امت نہیں ہیں۔  
میں نے عرض کیا۔ یقیناً یرضیٰ خلیفہ رسولؐ اور امام امت ہیں۔

آپؑ نے فرمایا:

کیا رضوان جنت اور ماک جہنم ان ملائکہ سے نہیں ہیں جو شیعیان علیؑ کے لیے استغفار کرتے ہیں اور نجات  
علیؑ کی وجہ سے خود ناجی ہیں؟

میں نے عرض کیا۔ قبلہ! یقیناً ایسا ہے۔

آپؑ نے فرمایا:

تو اب معاملہ واضح نہیں ہو گیا۔ کہ رضوان اور ماک جنت و جہنم اللہ کی طرف سے نگران ہیں۔ اور علیؑ نبی عالمین  
کی طرف سے حسب وعدہ نبوی قسم جنت و نار ہیں؟

میں نے عرض کیا۔ اللہ آپؑ کو بڑے خیر دے۔

● علیؑ اثرات میں حضرت علیؑ سے مروی ہے کہ آپؑ نے فرمایا ہے۔

انا قسم من الله بين الجنة والنار۔ میں اللہ کی طرف سے جنت و جہنم کا تقسیم کنندہ ہوں۔

انا الفاروق الاکبر و انا صاحب العصا۔ میں فاروق اکبر اور صاحب عصا ہوں۔

علیؑ۔ امالی۔ اور اخبار عیون الرضا میں آنحضورؐ سے مروی ہے کہ آپؑ نے فرمایا ہے مجھے ذات احدیت نے

فرمایا ہے۔

ولایة علیؑ ابن ابی طالب حصصی ولایت علیؑ ابن ابی طالب میرا قلعہ ہے۔

فمن دخل حصنی امن من عذابی۔ جو میرے قلعہ میں آگیا میرے عذاب سے بچ گیا

انس ابن مالک سے مروی ہے کہ آنحضورؐ نے فرمایا ہے۔

حب علیؑ یخمد النيران۔ محبت علیؑ آتش جہنم کو بجھا دے گی۔

معاذ نے آنحضورؐ سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا ہے۔

حب علیؑ یا کل النار یا کما۔ محبت علیؑ گناہوں کو اس طرح کھاتی ہے جس طرح آگ

تاکل النار الحطب۔ خشک لکڑی کو کھاتی ہے۔

عمر ابن خطابؓ نے آنحضورؐ سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا ہے۔



حب علی براءۃ من النار۔

ام المؤمنین ام سلمہؓ سے مروی ہے کہ خاتم النبیینؐ نے فرمایا ہے

شیعة علی ہم الفائزون یوم القیامۃ قیامت کے دن شیعیان علی ہی کامران ہوں گے۔

انس ابن مالک سے مروی ہے کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا ہے ۔

عنوان صحیفہ:

المومن حب علی بن ابیطالب۔  
مومن کے نامہ اعمال کا عنوان محبت علیؑ ہوگا۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے بتایا ہے کہ جب میں شب معراج ساتویں آسمان پر گیا تو میں نے پایہ

عرش پر لکھا ہوا دیکھا۔

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ایدتہ  
 میں نے محمد کی تائید و نصرت اس کے بھائی علی سے کی

و نصرته باخيه على ابن ابى طالب ۔ ہے ۔

معاویہ ابن جندہ نے سرورِ انبیاء سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا ہے۔

من مات وفي قلبه يقض على ابن ايها<sup>لب</sup> جو شخص اپنے دل میں بغض علی ابی طالب کے کرے

فیمیت یہود دیا اور نصرانیا۔ اس کی مرضی ہے خواہ وہ یہودی مرے یا نصرانی ہو کر مرے

حضرت علیؑ نے آنحضورؐ سے نقل کیا ہے کہ ایک دن آپؐ نے تمام صحابہ کو مخاطب کر کے فرمایا:

یا معاشرہ المہاجرین والانتصار

اجوا علیا۔ بجی واکرموہ مکرمتی

واللہ ما قلت لکم ہذا من قبلی  
 کرے ہو۔ بخدا اے میں اپنی طرف سے میں کہہ رہا اللہ کے

ولكن الله امرني بذلك -

ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم دو گونہ لوگوں میں سے

حاکم کو بیہوشی و الوہی سیریں کرایا:

یہاں ایک اور جگہ ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو بھیجا ہے کہ تم لوگوں کو بتا دو کہ میں تم کو اللہ کی طرف سے ایک نیا حکم لے کر آیا ہوں۔

الزاد من الفضل - عاؤه

انس ابن مالک نے آنحضورؐ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا:

اِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ نَضَبَ الصَّعْرَاءِ قِيَامَتِ كَيْفَ تَقِيَامُ؟

علی جہنم لم یجزم من کان معہ جواز اس سے صرف وہی گزرنے کا جس کے پاس

ولایت علیؑ کا پر وازہ ہوگا۔

اس نے بتایا کہ میں تیس برس مؤذن رہا ہوں۔ میں روزانہ اذان و اقامت کے مابین حضرت علیؑ پر ایک سو مرتبہ اور ہر شب جمعہ ایک ہزار مرتبہ لعنت کیا کرتا تھا۔ ایک شب جمعہ میں نے عالم خواب میں ایک میدان دیکھا۔ مجھے سخت پیاس لگی ہوئی تھی۔ ایک طرف سے میں نے دیکھا۔ کہ نبی کریمؐ حضرت علیؑ اور جناب حسینؑ چاروں اکٹھے ہیں حسینؑ کے ہاتھ میں جام ہیں۔ حضرت علیؑ جام بھر کے دیتے ہیں اور نبی کو نبین اشارہ سے فرمانے ہیں کہ فلاں کو پلاؤ میں چونکہ بہت پیاس تھا اس لیے میں قریب گیا اور حسینؑ سے کہا مجھے بھی پانی پلاؤ۔ ان دونوں نے مجھ سے کوئی بات نہ کی۔ پھر میں حضرت علیؑ کے قریب گیا۔ اور کہا اے ابوالحسنؑ مجھے بھی ایک گھونٹ پانی دے دو۔ انہوں نے نہ تو بات کی اور نہ ہی پانی دیا۔ میں نے آگے بڑھ کر رسول کو نبین کی خدمت عرض کیا۔ حضورؐ! مجھے بھی پانی پلا دیں آپ نے سر اٹھا کر میری طرف دیکھا اور فرمایا:

رسول کو نبیؐ نے میرے منہ پر تھوکا اور فرمایا۔ اختیار یا اختیار میرے۔ اے خنزیر دفع ہو جا۔

سحار ہی میں محمد امین بنیاد سے مروی ہے کہ میرے پڑوس میں ایک شخص رہتا تھا۔ جو حضرت علی پر لعنت کیا کرتا تھا۔ ایک رات عالم خواب میں نبی اکرم کو ایک خوش کے کنارے دیکھا۔ جناب حسینؑ پانی دے رہے تھے۔ میں قریب گیا اور پانی مانگا۔ دونوں نے مجھے پانی دینے سے انکار کر دیا۔ میں رسول تعین کی خدمت آیا اور پانی مانگا۔ آپ نے جناب حسینؑ کو منع فرمایا کہ اسے پانی نہ دینا۔ اس کے پڑوس میں ایک نابھی علی پر لعنت کرتا ہے اور یہ اسے منع نہیں کرتا۔

پھر آپ نے مجھے ایک پھری دی اور فرمایا۔ جا اس خارجی کو قتل کرو۔

میں چھری لے کر آیا۔ اسے قتل کیا۔ خدائیں جا کر آپ کو بتایا۔ آپ نے جناب حسینؑ سے فرمایا۔ اب اسے پانی پلا دو۔ انہوں نے مجھے پانی دیا۔ میں نے پی لیا۔ پھر گھر میں کچھ شور ہوا۔ میں نینداں ہو گیا۔ پوچھنے پر معلوم ہوا کہ ہمارے چڑوسی کو کسی نے اپنے بستر پر ذبح کر دیا ہے۔

میں اپنے خواب پر حیران ہوا کسی کو بتایا نہیں خاموش رہا۔

تفتیش کے سلسلہ میں تمام اہل محلہ کو گرفتار کر لیا گیا۔ میں بھی انہی میں تھا۔ جب ہم والی کے پیش ہوئے تو میں نے کہا اسے میں نے قتل کیا ہے۔ آپ ان تمام لوگوں کو چھوڑ دیں یہ سب بے گناہ ہیں۔ جب دوسرے تمام لوگ چلے گئے اور والی نے مجھ سے واقعہ پوچھا۔ تو میں نے اسے اپنے خواب کا تمام واقعہ بتا دیا۔ والی نے مجھے کہا۔ اللہ تجھے جزائے غیر دے۔ جاتو آزاد ہے۔

سبط ابن جوزی نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ واقعہ غدیر آنحضرتؐ کے حجۃ الوداع کے بعد ہوا تھا ایک لاکھ بیس ہزار صحابہ موجود تھے سب کی موجودگی میں آنحضرتؐ نے دو لوگ الفاظ میں فرمایا تھا۔ من کنت مولاه فعلی مولاه تفسیر تعلیٰ میں ہے کہ واقعہ غدیر جب معروف و مشہور ہوا تو عمارت ابن نعمان فہری کو بھی اس واقعہ کا علم ہوا تو وہ اپنی نافرمانی پر سوار ہوا۔ مدینہ میں آیا۔ مسند نبوی کے دروازہ پر نافرمانی کو بٹھایا۔ آنحضرتؐ کے ممبر کے سامنے آیا اور کہا۔

آپ نے ہمیں ایک خدا کو ماننے کا حکم دیا ہم نے اپنے متعدد خدا چھوڑ کر آپ کی بات مان لی۔

آپ نے کہا۔ پانچ نمازیں پڑھو ہم نے پانچ نمازیں پڑھیں۔

آپ نے کہا۔ حج کرو۔ ہم نے حج کیا۔

آپ نے کہا۔ زکوٰۃ دوہم نے زکوٰۃ دی۔

آپ نے کہا۔ خمس دوہم نے خمس دیا۔

آپ نے کہا۔ جہاد کرو ہم نے جہاد کیا۔

اس پر آپ نے اکتفا نہ کیا اور ہماری گردنوں پر اپنے بھائی کو بھی سوار کر دیا اور کہہ دیا۔ جس کا میں آقا ہوں اس کا علیؑ آقا ہے۔ یہ آپ نے اپنی طرف سے کہا ہے یا اللہ کی طرف سے کہا

آنحضرتؐ کی آنکھیں انگارہ کی طرح سرخ ہو گئیں اور فرمایا۔

واللہ الذی لا الہ الا هو فانہ منہ

جس اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اس کی قسم ایہ بھی اسی کی طرف سے ہے میری طرف سے نہیں۔

لیسی صبی۔

حارث مدنیؓ اور کہنے لگا۔

اللہم ان کان محمد حقاً ما یقول فانزل

علینا حجارة من السماء و انت بتنا بعد اب الیم۔

اے اللہ! جو کچھ محمدؐ نے کہا ہے اگر سچ ہے تو ہم پر پتھر نازل کر دیا، ہمیں عذاب الیم دے۔

ابھی تک حارث اپنی نافرمانی نہیں پہنچا تھا کہ آسمان سے پتھر کیا جو اس کے سر پر لگا اور نیچے سے نکل گیا۔ اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی۔

سئل اسائل بعد اب واقعر للكافرين

ایک سائل نے کفار کے لیے عذاب مانگا جس کو کوئی

لیس لہ دافعر۔

بھی روکنے والا نہ تھا۔

شیخ صدوق نے امالی میں اصبح سے روایت کی ہے کہ ایک دن حضرت علیؑ نے منبر کو فرمایا :

انا سید الوصیین و وصی سید النبیین - میں سید الوصیین اور سید النبیین کا وصی ہوں -

انا امام المسلمین و قائد المتقین - میں امت مسلمہ کا امام اور متقین کا قائد ہوں -

انا ولی المؤمنین و زوج سیدۃ النساء - میں المؤمنین کا ولی اور سیدۃ النساء کے عالمین کا شوہر ہوں -

العالمین - انا المتختم بالیمین و - میں دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننے والا اور خسارہ مٹی پر رکھنے

المعقر للجبین - والا ہوں -

انا الذی ہاجرۃ البجرتین - میں وہ ہوں جس نے دو ہجرتیں کی ہیں -

انا الذی بایعت البیعتین - میں وہ ہوں جس نے دو مرتبہ بیعت کی ہے -

انا صاحب بدو حنین - یہ دو حنین کا فاتح میں ہوں -

انا الضارب بالیقفین و الطاعن - میں دو تلواروں اور دو نیزوں سے جنگ کرنے والا ہوں

بازحمین - انا وارث علم الاولین - میں علوم اولین کا دار رش ہوں -

انا حجة الله علی العالمین - میں عالمین پر اللہ کی حجت ہوں -

اهل موالاتی مرحومون و اهل عداقتی - میرے موالی مرحوم اور میرے دشمن ملعون ہوں گے -

لقد کان حبیبی رسول الله کثیراً ما یقول - میرا حبیب رسول خدا کو اکثر اوقات فرمایا کرتا تھا -

یا علی حبک تقویٰ و ایمان و - یا علی! تیری محبت ہی تقویٰ اور ایمان ہے اور

بغضک کفر و نفاق ہے - تیرا بغض ہی کفر و نفاق ہے -

انا بیت الحکمة و انت مفتاحہ - میں حکمت کا گھر اور نواس کی کلید ہے -

کذاب من زعم انه یحیی و یمضیک - وہ جھوٹا ہے جو یہ سمجھتا ہے کہ تجھ سے بغض رکھ کے مجھ

سے محبت رکھتا ہے -

انا خلیفة الله و انا صراط الله - میں خلیفہ خدا اور صراط خدا ہوں -

انا باب الله و انا خازن علم الله - میں در خدا اور میں علم الہی کا خزانہ ہوں -

انا المؤمن علی سرائلہ و انا امام البریة - میں اسرار خدا کا امین اور نوع انسان کا امام ہوں -

ایہا الناس اسمعوا قولی و اعقلوا عتی - لوگو! میری بات سن لو اور مجھ سے سمجھ لو -

فان الفراق قریب انا و صی خیر المخلقة - فراق کا وقت قریب آچکا ہے میں خیر خلایق کا وصی ہوں

انا ابو العترۃ الطاهرة و الائمة الہادیۃ - میں عزت کا طہر اور ائمہ النجبا کا باپ ہوں -

انا اخو رسول الله و وزیرہ و صاحبہ - میں رسول خدا کا بھائی اس کا وزیر اور اس کا ساتھی ہوں

## فضائل و مناقب حضرت علیؑ

وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ

وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ

میں امیر المومنین اور سقیہ حبیبین افراد کا قائد ہوں۔  
مجھ سے جنگ اللہ سے جنگ ہے اور مجھ سے صلح  
اللہ سے صلح ہے۔

انا امیر المومنین وقائد الغر المحجلین  
حربی حرب الله وسلمى سلم الله۔

میری اطاعت اطاعت خدا اور میری ولایت ولایت الہیہ  
ہے۔

اطاعتی طاعة الله وولایتی ولایة الله

میرے شیعہ اولیائے خدا اور میرے ناصر انصار خدا ہیں  
جن ذات نے مجھے پیدا کیا ہے اس کی قسم! اصحاب  
نبیؐ سے حفظ کرنے والے آج بھی جانتے ہیں کہ میری  
بیعت کر کے توڑنے والے میرے خلاف بغاوت  
کرنے والے اور میرے خلاف خروج کرنے والے  
نبیؐ کی زبان سے ملعون ہیں۔ اللہ نے مجھے ایسی  
نوازشات سے نوازا ہے کہ مجھ سے پہلے سرور کائنات  
کے سوا ان سے کسی کو مشرف نہیں فرمایا۔

وشیعتی اولیاء الله وانصارى انصار الله  
والذی خلقنی لقد علم المستحقون  
من اصحاب محمد ان التاکثین. وفاقہین  
والمارقین ملعونون علی لسان النبی الالی  
لقد اعطانی الله تبارک وتعالی  
لم یعط احدا قبلی ما خلا النبی۔

میرے سامنے علم و دنیا کی تمام راہیں کھول دی گئی ہیں۔  
مجھے تاقیامت ہونے والے تمام اسباب کا علم دیا گیا  
یا دل میرے لیے سخریہ کیے گئے ہیں۔  
مجھے موت و مصائب اور فصل خطاب کا علم دیا گیا ہے  
اذن خدا سے میں نے عالم ملکوت کا مشاہدہ کیا ہے۔  
جو مجھ سے پہلے ہو چکا تھا۔ اور جو میرے بعد ہونے والا  
ہے۔ مجھ سے کچھ بھی پوشیدہ نہیں رہا۔

ولقد فتحت لی السبیل -  
وعلمت الاسباب -  
اجری لی السحاب -  
علمت المنايا والنبیایا وفصل الخطاب  
لقد نظرت فی الملکوت باذن ربی ما غاب  
عن ما کان قبلی وما یأتی بعدی۔

میری ولایت سے اللہ نے اس امت کا دین مکمل کیا  
ہے۔ یعنی۔

وبولایتی اکمل الله لهذا الامة  
دینهم۔

نعمت کو پورا کیا ہے اور دین پر راضی ہوا ہے۔  
میں ہدایت دینے والا ہوں۔ میں ہدایت یافتہ ہوں۔  
میں یتیموں اور مسکینوں کا باپ ہوں۔

واتم علیهم النعم ورضی لهم اسلامهم  
انا الهادی انا المهتدی -  
انا ابوالیتامی والمساکین -

میں ہر ضعیف کی جائے پناہ اور ہر خوف زدہ کے لیے

انا ملجاء کل ضعیف وما من کل



وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ	وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ	وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ	وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ
خَالَفْتُ -	اَمِنْ هُوْنَ -	اَنَا حَبِيبُ اللَّهِ الْمَتِينِ وَأَنَا عُرْوَةُ الْوَثْقَى -	مِثْلُ مَنْ تَقَابَلَ حَضْرَتُ عَلِيٍّ
اَنَا كَلِمَةُ التَّقْوَى وَعَيْنُ اللَّهِ -	مِثْلُ مَنْ تَقْوَى اَوْ رَعِيْنُ اللّٰهِ هُوْنَ -	اَنَا لِسَانُ اللَّهِ الصَّادِقِ وَبِدَاةُ اللَّهِ -	مِثْلُ مَنْ تَقْوَى اَوْ رَعِيْنُ اللّٰهِ هُوْنَ -
اَنَا بَابُ حُطَّةٍ -	مِثْلُ مَنْ تَقْوَى اَوْ رَعِيْنُ اللّٰهِ هُوْنَ -	مِنْ عَرَفَنِي وَعَرَفَ رَبَّهُ -	مِثْلُ مَنْ تَقْوَى اَوْ رَعِيْنُ اللّٰهِ هُوْنَ -
لَا يَنْكَرُ حَقَّ الْإِرَادَةِ عَلَى اللَّهِ وَعَلَى رَسُوْلِهِ -	مِثْلُ مَنْ تَقْوَى اَوْ رَعِيْنُ اللّٰهِ هُوْنَ -	لَا يَنْكَرُ حَقَّ الْإِرَادَةِ عَلَى اللَّهِ وَعَلَى رَسُوْلِهِ -	مِثْلُ مَنْ تَقْوَى اَوْ رَعِيْنُ اللّٰهِ هُوْنَ -
اَنَا قَسِيمُ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ لَا يَدْخُلُهُمَا أَحَدٌ إِلَّا بِتَقْنِيْمِي -	مِثْلُ مَنْ تَقْوَى اَوْ رَعِيْنُ اللّٰهِ هُوْنَ -	اَنَا الْقَارُوقُ الْاَكْبَرُ - وَبَابُ الْإِيْمَانِ لَا يَتَقَدَّمُ مَعِيَ أَحَدٌ إِلَّا بِتَقْنِيْمِي -	مِثْلُ مَنْ تَقْوَى اَوْ رَعِيْنُ اللّٰهِ هُوْنَ -
اَنَا صَاحِبُ الْكَرَامَاتِ -	مِثْلُ مَنْ تَقْوَى اَوْ رَعِيْنُ اللّٰهِ هُوْنَ -	فَاسْأَلُونِي عَمَّا يَكُونُ الْيَوْمَ الْقِيَامَةِ وَعَمَّا كَانَ عَلَى عَهْدِ كُلِّ نَبِيٍّ -	مِثْلُ مَنْ تَقْوَى اَوْ رَعِيْنُ اللّٰهِ هُوْنَ -
اَنَا الصَّدِيقُ الْاَوَّلُ وَالْفَارُوقُ الْاَعْظَمُ	مِثْلُ مَنْ تَقْوَى اَوْ رَعِيْنُ اللّٰهِ هُوْنَ -	اَنَا الْاَوَّلُ اَنَا الْاٰخِرُ اَنَا الْبَاطِنُ اَنَا الظَّاهِرُ اَنَا اَمِيْنُ اللَّهُ اَنَا اَحْيَى اَنَا اَمِيْتٌ اَنَا اَحْيَى اَنَا اَمِيْتٌ	مِثْلُ مَنْ تَقْوَى اَوْ رَعِيْنُ اللّٰهِ هُوْنَ -
اَنَا اَوَّلُ مَنْ اَمِنْ بِرَسُوْلِ اللَّهِ -	مِثْلُ مَنْ تَقْوَى اَوْ رَعِيْنُ اللّٰهِ هُوْنَ -	اَنَا اَوَّلُ مَنْ اَمِنْ بِرَسُوْلِ اللَّهِ -	مِثْلُ مَنْ تَقْوَى اَوْ رَعِيْنُ اللّٰهِ هُوْنَ -
اَنَا الْاٰخِرُ مَنْ لَا فِىْ اَوْعَتِهِ فِى الْحَدِّ	مِثْلُ مَنْ تَقْوَى اَوْ رَعِيْنُ اللّٰهِ هُوْنَ -	اَنَا الْاٰخِرُ مَنْ لَا فِىْ اَوْعَتِهِ فِى الْحَدِّ	مِثْلُ مَنْ تَقْوَى اَوْ رَعِيْنُ اللّٰهِ هُوْنَ -
اَنَا الظَّاهِرُ ظَاهِرًا لَا سَلَامَ -	مِثْلُ مَنْ تَقْوَى اَوْ رَعِيْنُ اللّٰهِ هُوْنَ -	اَنَا الْبَاطِنُ عَيْنِ فِى الْعِلْمِ -	مِثْلُ مَنْ تَقْوَى اَوْ رَعِيْنُ اللّٰهِ هُوْنَ -
اَنَا اَحْيَى سُنَّةِ رَسُوْلِ اللَّهِ -	مِثْلُ مَنْ تَقْوَى اَوْ رَعِيْنُ اللّٰهِ هُوْنَ -	مِثْلُ مَنْ تَقْوَى اَوْ رَعِيْنُ اللّٰهِ هُوْنَ -	مِثْلُ مَنْ تَقْوَى اَوْ رَعِيْنُ اللّٰهِ هُوْنَ -

وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ

فضائل و مناقب حضرت علی

کو زندہ کیا ہے۔

انا صیت الیدعات۔ میں مارنے والا ہوں کیونکہ میں بدعات کو مارنے والا ہوں

انا سحی لاصوت لانی شہید۔ میں وہ زندہ ہوں جو کبھی نہ مرے گا۔ کیونکہ میں شہید ہوں

اور شہید مردہ نہیں ہوتے۔

غایتہ الحرام میں ابوسعید بختری سے مروی ہے کہ میں نے مبرکوہ پر حضرت علیؑ کو دیکھا۔ انہوں نے۔ ذرہ رسولؐ قریب تن فرمائی ہوئی تھی۔ عمامہ نبویؐ سر پہ سجایا ہوا تھا۔ ہاتھ میں ذوالفقار تھی اور فرما رہے تھے۔

ایہا الناس علمنی رسول اللہ زقا۔ اے لوگو! تجا کریمؐ نے مجھے اسی طرح علم دیا ہے۔

زقا سلونی قبل ان تفقدونی ان جیسا کہ میں نے تم کو علم دیا ہے۔

بین جوانحی لعلماً جما واللہ سو میں نے تم کو علم دیا ہے۔

ثنیت الوسادۃ وجلسیت علیہا ثنیت اهل التوراة بتوراة اتمہا

واهل الانجیل علیہم حتی میں اس پر بیٹھ جاؤں تو اہل توراۃ کو توراۃ کے مطابق اور اہل انجیل کو انجیل کے مطابق اس طرح فتویٰ دوں گا

ینطق التوراة والانجیل کہ توراۃ و انجیل پکار کر کہیں گی۔ علیؑ ابن ابی طالب۔

فیقول صدق علی۔ سچ کہہ رہا ہے۔

بصار الدرجات میں زید ابن علیؑ سے منقول ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا ہے۔

میں کسی رات کو اس وقت تک نہیں سو تا تھا جب تک نبیؐ کو نین سے اس دن نازل ہونے والے احکام کا علم حاصل نہ کر لیتا تھا۔

میں ہر حلال و حرام۔ ہر واجب و مستحب اور ہر مکروہ کا عالم ہوں۔ مجھے معلوم ہے کہ کون سی آیت کہاں اتری ہے

کب اتری ہے۔ کس کے حق میں اتری ہے اور کس کے خلاف اتری ہے۔

میں نے معتزلہ کے علماء کو جب بات بتائی تو انہوں نے کہا۔

بجلا یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ حضرت ہر رات تازہ بہ تازہ علوم نبوت کے عالم بن جاتے ہوں جب کہ نبیؐ کو نین اور

علیؑ بعض اوقات ایک دوسرے سے غائب بھی رہتے تھے۔ اور یہ غیرت کی کئی دنوں تک بھی چلی جاتی تھی؟

میں نے انہیں بتایا۔ کہ ایسی بات نہیں ہے آپؑ نے حضرت علیؑ کی پوری بات نہیں سنی اس اعتراض کا جواب

بھی خود انہی نے دیا ہے۔

وہ فرمایا کہ نے تھے کہ۔ ایسی صورت میں جب میری سرور انبیاءؑ سے ملاقات ہوتی تھی تو وہ مجھے زمانہ غیرت

کے تمام احکام از خود فرما دیا کرتے تھے۔ اور تمام وہ آیات قرآن بھی مجھے بتا دیتے تھے۔ جو اس زمانہ میں نازل ہوتی

تھیں۔

• بصائر الدرجات ہی میں اصح ابن بناتہ سے مروی ہے کہ ایک دن منبر کو فر حضرت علیؑ دوران خطبہ فرمایا۔  
 جو چاہو مجھ سے پوچھ لو۔ قیامت تک کے حالات سے میں واقف ہوں۔ مجھے یہ معلوم ہے کہ کون سی زمین  
 کب آباد ہوگی۔ اور کب غیر آباد ہوگی۔ آباد کرنے والا کون ہوگا۔ اور اجاڑنے والے کون ہوں گے۔ میں ان کے آباد و اہلاد  
 سے بھی واقف ہوں میں بھی جانتا ہوں کہ قیامت تک کتنے فرقے جنم لیں گے۔ کتنے گروہ بنیں گے۔ ہر فرقہ میں کتنے  
 افراد ہوں گے۔ بانی فرقہ کون ہوگا۔ قیامت تک پیدا ہونے والے ہر چھوٹے بڑے اور ہر گروے کا لے کو میں جانتا  
 ہوں۔ اور ان تمام حالات سے میں نے اپنے اہلبیتؑ کے ہر فرد کو مطلع کر بھی دیا ہے۔  
 علل الشرائع میں شیخ صدوق نے امیر مدینہ محمد ابن حرب ہلالی سے روایت کی ہے کہ میں نے امام صادقؑ کی  
 خدمت میں عرض کیا۔ حضور میں آپ سے ایک مسئلہ پوچھنا چاہتا ہوں اگر اجازت ہو تو پوچھ لوں؟

امام صادقؑ نے فرمایا:

اگر تو کہے تو میں تجھے تیرا مسئلہ بھی بتا دوں اور اس کا جواب بھی بتا دوں۔  
 میں نے عرض کیا۔ قبلہ آپ کو لوگوں کے دل میں پرشیدہ باتوں کا پتہ کیسے چل جاتا ہے؟

امام صادقؑ نے فرمایا:

اللہ نے ہمیں امام امت بنا کر بھیجا ہے۔ اور جو امام امت اللہ کی طرف سے بن کر آتا ہے۔ وہ ان تمام مسائل  
 کا عالم ہوتا ہے جو امت کے ضروریات سے متعلق ہوتے ہیں۔ اور جن مسائل سے امام کو واسطہ پڑتا ہے۔  
 اگر امام مسائل امت سے ناواقف ہو تو امام اور امت میں کیا فرق رہ جائے گا۔  
 میں نے عرض کیا قبلہ پھر آپ ہی بتائیے کہ میں کیا پوچھنا چاہتا ہوں اور جو پوچھنا چاہتا ہوں اس کا جواب بھی  
 فرما دیجئے۔

امام صادقؑ نے فرمایا:

تو پوچھنا یہ چاہتا ہے کہ۔

حضرت علیؑ جب اتنے طاقتور تھے کہ انہوں نے یوم خیبر اس دروازہ کو ایک انگلی سے اکھیر لیا تھا۔ جسے  
 چالیس مرد ہشک نیند کر سکتے تھے۔ اور پھر اکھیر کر اسے سر کے اوپر سے تنکے کی طرح اچھال دیا تھا۔  
 جب آنحضرتؐ گدھے گھوڑے۔ خیر۔ اور اونٹ و نیزہ پر سوار ہو جاتے تھے۔ تو  
 کون سی وجہ تھی کہ بت شکنی کے دن حضرت علیؑ سرور انبیاءؑ کا بوجھ نہ اٹھا سکے؟  
 میں نے عرض کیا۔ اسے فرزند رسولؐ و اقصائی بات پوچھنا چاہتا تھا۔ اب جواب فرمائیں۔  
 امام صادقؑ نے فرمایا:

وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ

کیا تو نے یہ سنا ہوا ہے کہ نبی کریمؐ نے فرمایا ہے۔ النبوة اصل والامامة فرعها۔ نبوت تناسل اور امامت اس کی فرع ہے؟

میں نے عرض کیا۔ قبلہ میں نے سنا ہے۔

امام صادقؑ نے فرمایا:

کیا تو نے یہ بھی سنا ہوا ہے کہ آنحضورؐ نے فرمایا ہے۔ النبوة مصباح والامامة ضوءها نبوت چراغ ہے اور امامت اس کی روشنی ہے؟

میں نے عرض کیا۔ قبلہ یہ بھی سنا ہے۔

امام صادقؑ نے فرمایا:

اپنے سوال کا جواب تو نے خود نہیں دے دیا۔ جب نبوت اصل ہے اور امامت اس کی فرع ہے۔ تو کیا کبھی فرع نے اصل کا بوجھ اٹھایا ہے۔ کیا کبھی کوئی شاخ خواہ جتنی بھی مضبوط ہو اصل کا بوجھ اٹھا سکتی ہے؟

میں نے عرض کیا۔ کوئی شاخ اپنی اصل کو نہیں اٹھا سکتی۔

امام صادقؑ نے فرمایا:

جب علیؑ فرع ہے اور محمدؐ اصل ہے تو بھلا علیؑ شاخ ہونے کی حیثیت سے کیسے اپنی اصل کا بوجھ اٹھا سکتا۔ یا علیؑ روشنی ہونے کی وجہ سے کیسے چراغ کو اٹھا لیتا۔ کیا یہ خلاف عقل نہیں ہے؟ اگر بت شکنی کے دن یا کسی اور مقام پر حضرت علیؑ آنحضورؐ کو اپنے کندھے پر اٹھا لیتے تو کہنے والوں کو یہ موقع نہ مل جاتا کہ دونوں برابر ہیں۔ اور یہ سب باتیں صرف ذیبدستان کے لیے ہیں۔

میں اٹھا اور امام صادقؑ کے سر کا بوسہ دے کر عرض کیا۔ اللہ یعلم حیث يجعل رسالته اللہ ہی اپنے مقام رسالت کا عالم ہے۔

علیؑ اللہ میں عبد اللہ ابن عباس سے مروی ہے کہ ایک دن سرور انبیاءؑ نے برسر منبر فرمایا:

معاشر الناس من اصدق من  
اللہ قیلا واحسن من اللہ حدیثا  
معاشر الناس ان الرب امرنی  
ان اقيم علیا علما واماما وخليفة ووصيا.  
وان اتخذنا اخا ووزیرا معاشر الناس  
ان علیا یاب الہدی بعدی والداعی  
الی ربی وهو صالح المومنین ومن احسن

اے لوگو! کون ہے جو قول میں اللہ سے زیادہ سچا ہو  
اور بات میں اللہ سے زیادہ حسین ہو؟ اے لوگو! اللہ  
نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں علیؑ کو علامت حق و باطل۔ امام  
خلیفہ اور اپنا وصی بناؤں۔

میں علیؑ کو اپنا بھائی اور اپنا وزیر بناؤں۔ لوگو  
میرے بعد علیؑ ہی باب الہدی ہے۔ اور علیؑ اللہ کی طرف  
بلانے والا ہے۔ علیؑ ہی صالح المومنین ہے۔ اس

وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ

شخص سے زیادہ سچا کون ہے؟ جو اللہ کی طرف رجوع  
 دے اور عمل صالح کرے۔ میں اس کو تسلیم کرتا ہوں۔  
 اے لوگو! علیؑ مجھ سے ہے ادلاء علیؑ میری اولاد ہے۔  
 علیؑ میری اکلوتی پیاری بیٹی کا شوہر ہے۔ حکم علیؑ میرا حکم  
 اور نہی علیؑ میری نہی ہے  
 لوگو! تمہارے اوپر اطاعت علیؑ فرض ہے حکم علیؑ کی  
 نافرمانی سے بچو اطاعت علیؑ میری اطاعت اور نافرمانی  
 علیؑ میری نافرمانی ہے۔

ان عليا صديق هذه الامة وقاروتها  
ومحدثها انتم هارونها ويوشعها  
واصفها وشمعونها انتم باب  
حطتها وسفينة نجاتها انتم طابوتها  
وذكوريتها معاشر الناس انتم  
محنة الوراى والحجة العظمى والآية  
الكبرى وامام اهل الدنيا والعروة  
الوثقى معاشر الناس ان عليا مع  
الحق والحق معه وعلى لسانه معاشر  
الناس ان عليا قسيم النار لا يدخل  
النار ولى له ولا يخرج منها عدوله  
وانه قسيم الجنة لا يدخلها عدوله  
ولا يخرج منها ولى له معاشر الناس ونصبت  
لكم بلغتك رسالة ربي ولكن لا تمحون النصيحة

لوگو! اعلیٰ اس امت کا صدیق بھی ہے اور فاروق بھی۔  
 اعلیٰ اس امت کا محدث بھی ہے۔ علی میری امت کا ہارون  
 بھی ہے۔ علی میری امت کا شمعون بھی ہے۔ علی میری امت  
 کا درمغفرت بھی ہے۔ علی سفینۂ نجات بھی ہے۔ علی  
 میری امت کا علوت اور ذوالقرنین ہے۔ لوگو! اعلیٰ  
 کائنات کا سہارا۔ اللہ کی عظیم جست۔ ایت کبریٰ۔ امام  
 زمانہ اور عروۃ الوثقیٰ ہے۔ لوگو! علی حق کے ساتھ ہے  
 اور حق علی کے ساتھ ہے۔ حق علی کی زبان پر ہے۔  
 لوگو! اعلیٰ تقسیم جہنم ہے۔ محب علی داخل جہنم نہیں ہوگا اور  
 دشمن علی جہنم سے نجات نہ پائے گا۔ علی تقسیم جنت ہے  
 دشمن علی جنت میں داخل نہ ہوگا اور محب علی اجنت  
 سے باہر نہ رہے گا۔ لوگو! میں نے تمہیں نصیحت کر دی  
 ہے۔ میں نے اپنے اللہ کا پیغام پہنچا دیا ہے۔  
 لیکن میں جانتا ہوں تم نصیحت کو پسند نہیں کرتے۔

علی الشرائع میں حضرت علیؑ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ایک دیہاتی عرب آنحضرتؐ کے پاس آیا۔ اس نے وق الباب کیا۔ آپ دروازہ پر آئے تو آپ نے نئی عبا اوڑھ رکھی تھی۔  
عرب نے عرض کیا۔ قبلہ آج تو آپ بالکل نوجوان لگ رہے ہیں؟  
آپ نے فرمایا۔ ہاں میں خود بھی جوان ہوں۔ جوان باپ کا بیٹا ہوں اور جوان بھائی کا بھائی ہوں۔



وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسُثٌ

عرب نے عرض کیا۔ قید جہاں تک آپ کے جوان ہونے کا تعلق ہے۔ یہ تو سمجھ میں آنے والی بات ہے لیکن آپ جوان باپ کے بیٹے اور جوان بھائی کے بھائی کیسے ہیں؟  
آپ نے فرمایا!

اللہ جناب ابراہیمؑ کے متعلق قرآن میں فرماتا ہے: **يَذْكُرْهُم**۔ رعیت مزدود نے مزدود سے کہا کہ ایک نو جوان ہمارے ان بتوں کی برائی کرتا پھرتا ہے۔ اللہ نے جناب ابراہیمؑ کو نو جوان فرمایا ہے۔ اور میں ابراہیمؑ کا بیٹا ہوں۔ لہذا میں ابن النعمی ہوں۔

اور میدان احد میں علیؑ کی تلوار زنی دیکھ کر ایک ہائٹ غیبی نے کہا تھا۔ **لَا فِتْحَیْ اِلَّا سَیْفُ الْاِذِّ وَالْفَقَارُ**۔ جبریلؑ نے علیؑ کو جہان کہا ہے اور میں علیؑ کا بھائی ہوں تو میں انخالفی بھی ہوں۔

• تفسیر ذات میں منقول ہے کہ ایک دن آنحضرتؐ اپنے صحابہ کے ساتھ مسجد نبویؐ میں تشریف فرما تھے کہ حضرت علیؑ دور سے آتے ہوئے نظر آئے آنحضرتؐ نے علیؑ کو آتا ہوا دیکھ کر صحابہ سے فرمایا:

هَذَا عَلِيٌّ قَدْ اتَاكُمْ تَقَى الْقَلْبِ وَتَقَى  
دیکھ لو علیؑ تمہارے پاس آ رہا ہے جو دل کا بھی پاک  
الکفین۔ ہے اور اس کے ہاتھ بھی پاک ہیں۔

هَذَا عَلِيٌّ ابْنُ ابِي طَالِبٍ لَا يَقُولُ  
یہ علیؑ ابن ابی طالبؑ کا ہے غلط بات نہیں کہے گا۔ پہاڑ  
الاصوا یا تزول الجبال ولا یزول  
اپنی جگہ چھوڑ سکتے ہیں۔ لیکن علیؑ کبھی اپنے دین سے ایک  
عن دینہ۔ انحراف بھی نہیں ہٹے گا۔

جب حضرت علیؑ پہنچ گئے۔ تو سرکار رسالتؐ نے علیؑ کو اپنے قریب بٹھایا اور فرمایا:

يَا عَلِيُّ اَنَا مَدِينَةُ الْحِكْمَةِ دَائِمَةً بَابُهَا  
اے علیؑ! میں حکمت کا شہر اور تو اس کا دروازہ ہے۔  
فَمِنْ اَتَى الْمَدِينَةَ مِنْ الْبَابِ وَصَلَ  
جو شہر میں دروازہ سے آئے گا منزل پر پہنچ جائے گا۔  
يَا عَلِيُّ اَنْتَ بَابِي الَّذِي اَدْقَى مِنْهُ دَانَا  
اے علیؑ! تو میرا وہ دروازہ جس سے جو کر کے مجھ تک  
بَابُ اللَّهِ فَمَنْ اَتَانِي مِنْ سِوَاكَ لَمْ  
آئے گا منزل پر نہ پہنچے گا اور جو میرے بغیر اللہ تک  
يَصِلُ وَمَنْ اَتَى اللَّهَ سِوَايَ لَمْ يَصِلْ  
جائے گا منزل تک نہ پہنچے گا۔

صحابہ نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور کہتے گئے۔ اپنی طرف سے ہی کہہ رہا ہے۔ اللہ نے تو ایسا نہیں فرمایا۔ ابھی صحابہ انہی تبصروں میں تھے کہ جبریلؑ یہ آیت لے کر نازل ہوا۔

لَيْسَ الْبَرُّ اَنْ تَأْتُوا الْبَيُوتَ مِنْ ظُهُورِهَا  
لیکن البر من اتقی اتوا البیوت من ابوابہا۔  
یہ ہے کہ متقی بنو اور گھر میں دروازہ سے آؤ۔

شیخ صدوق نے امالی میں عید اللہ ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ ایک دن نبیؐ کو نبیؐ نے حضرت علیؑ سے

وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْسُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْسُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْسُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْسُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْسُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْسُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْسُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْسُثٌ

فرمایا:

یا علیؑ! انت صاحب حوضی وصاحب  
لوائی۔ یا علیؑ! انت متبحر وعدی وزوج  
حبیبۃ قلبی۔

اے علیؑ! تو میرے حوض کا مالک اور لواجر الحمد کا حامل ہے  
اے علیؑ! تو میرے وعدے نبھانے والا اور میری پیاری بیٹی  
کا شوہر ہے۔

یا علیؑ! انت وارث علمی ومستودع  
مواریت الانبیاء۔

اے علیؑ! تو ارض خدا میں امین خدا اور تو مخلوق خدا میں  
حجت خدا ہے۔

یا علیؑ! انت رکن ایمان و مصباح الدجی  
یا علیؑ! انت منار الہدی و نور  
الضلیق

اے علیؑ! تو رکن ایمان اور چراغ ظلمت ہے۔  
اے علیؑ! تو ہدایت کا مینار اور اہل دنیا کے لیے چراغ  
راہ ہے۔

یا علیؑ! انت یمن تبعلک فحی ومن تخلف عنک  
هذک۔

اے علیؑ! تو واضح والصرط المستقیم  
اے علیؑ! تو سفید جبینوں کا قاعد اور تو یعسوب الدین ہے۔

یا علیؑ! انت قائد الفر المحجبین و انت یعسوب الدین  
یا علیؑ! انت مولی من انا مولد و انا مولی کل مؤمن و  
صومنة۔

اے علیؑ! میں جب بھی معراج پر گیا ہوں اور جب بھی اللہ  
نے مجھ سے کلام فرمایا ہے۔ اس نے مجھے فرمایا ہے۔

اے علیؑ! میں جب بھی معراج پر گیا ہوں اور جب بھی اللہ  
نے مجھ سے کلام فرمایا ہے۔ اس نے مجھے فرمایا ہے۔

اے علیؑ! میں جب بھی معراج پر گیا ہوں اور جب بھی اللہ  
نے مجھ سے کلام فرمایا ہے۔ اس نے مجھے فرمایا ہے۔

اے علیؑ! میں جب بھی معراج پر گیا ہوں اور جب بھی اللہ  
نے مجھ سے کلام فرمایا ہے۔ اس نے مجھے فرمایا ہے۔



## شجاعت حضرت علیؑ

یوں تو حضرت علیؑ کے تمام اوصاف ایسے ہیں کہ ایک ایک وصف ایک ایک فضیلت کی تالیف کا سبب بن سکتا ہے لیکن ان اوصاف میں شہرہ افاق اوصاف چند ایک ایسے جن کا ذیل میں ہم صرف اشارۃً مختصر سا تذکرہ کرتے ہیں۔ ان اوصاف میں شجاعت حضرت علیؑ کا وہ وصف ہے کہ آپؑ نے اپنی بے پناہ شجاعت کے ماضی کے شجاعوں کا نام مٹا دیا اور بعد میں آنے والوں کے لیے ضرب المثل بن گئے۔

شجاعت علیؑ میں چند خصوصیات نمایاں تھیں۔

- ۱۔ آپؑ کبھی میدان جنگ سے بھاگے نہیں۔
- ۲۔ آپؑ نے کبھی کسی بھاگنے والے کا تعاقب نہیں کیا۔
- ۳۔ آپؑ نے کبھی جنگ میں پہل نہیں کی۔
- ۴۔ آپؑ نے کبھی دعوت جنگ دینے والے کو زندہ واپس نہیں جانے دیا۔
- ۵۔ آپؑ نے کبھی مقابل پر دوسرا وار نہیں کیا، ہمیشہ پہلے ہی وار میں مقابل کو پچھاڑ دیا۔
- ۶۔ آپؑ کے مقابل میں جم کر لڑنے والے کی لوگ تعریف کیا کرتے تھے۔
- ۷۔ آپؑ کے ہاتھوں پر جانے والے کے ورثہ اپنے مقتول پر فخر کرتے تھے کہ علیؑ کے ہاتھوں مارا ہے۔
- ۸۔ جب جنگ صفین میں آپؑ نے معاویہ کو دعوت جنگ دی اور فرمایا کہ لوگوں کو نہ مرواؤ اور میں مقابلہ کر لیتے ہیں۔ جو مارا جائے گا، کرہ ارغن پر امن ہو جائے گا اور زندہ رہ جانے والا بلا شرکت غیر سے اسلامی حکومت کا سربراہ ہوگا۔

عمر و عاصؓ نے معاویہؓ سے کہا: علیؑ نے بات انصاف کی کی ہے۔ آپؑ کو اس کے مقابلہ میں جانا چاہئے۔ حضرت معاویہؓ نے گھور کر عمر و عاصؓ کی طرف دیکھا اور کہا: جب سے تو میرے ساتھ شریک کار ہوا ہے تو نے آج تک مجھے دھوکا نہیں دیا۔ پھر آج کیوں مجھے دھوکا دے رہا ہے۔ کہیں میرے مرنے کے بعد حکومت تمام کے لیے تیری رال تو نہیں ٹپک رہی۔

کیا تو یہ چاہتا ہے کہ ابوالحسنؑ کے مقابلہ میں جا کر میں زندگی گنوا بیٹھوں۔

عمر و ابن عیدود کی بہن جب اپنے بھائی کی لاش پر آئی تھی تو اس نے بھی یہی کہا تھا۔

لو کان قاتل عمرو غیر قاتلہ

اگر علیؑ کے علاوہ عمرو کا قاتل کوئی دوسرا شخص ہوتا۔

لیکنتہ ابدًا مادمت فی الدھر

تو جب تک میں زمانہ میں زندہ رہتی عمرو کی موت پر۔

روٹی رہتی۔

لیکن عمرو کا قاتل وہ شخص ہے جس کی کوئی نظیر نہیں۔ قاتل عمرو کا باپ بھی اپنے وقت میں شہرِ نبیہ کے لقب سے معروف تھا۔

لکن قاتله من لا نظیر له  
دکان یدعی ابوه بیضة  
البلد

ایک دن معاویہؓ بنیہ سے بیدار ہوئے تو انہوں نے دیکھا عبداللہ ابن زبیرؓ معاویہ کے پلنگ کے نیچے قدموں کے پاس بیٹھا تھا۔

عبداللہ نے کہا۔ معاویہ اگر آج میں چاہتا تو تمہارا پیٹ چاک کر سکتا تھا۔

حضرت معاویہؓ نے کہا اے ابن زبیرؓ چارے مدینہ سے چلے آنے کے بعد اتنے بہادر ہو گئے ہو؟

عبداللہ نے کہا۔ اب تو میں کہہ سکتا ہوں کہ میں بہادر ہوں میں جنگِ جمل میں علیؑ جیسے بہادر کے مقابلہ ڈلا رہا ہوں۔

حضرت معاویہؓ نے ہنس کر کہا۔ اگر علیؑ کے مقابلہ میں جاتا تو آج یہاں باتیں نہ بنا رہا ہوتا۔ علیؑ تو تم دونوں باپ بیٹے کو دایاں ہاتھ خالی رکھ کر صرف بائیں ہاتھ سے بیک وقت مسل سکتا تھا۔ لوگوں کو جنگِ جمل میں مردانا رہا ہے تو کب مقابلہ میں گیا تھا۔ تو تو قتل علیؑ کے بعد مدینہ میں خلافت کی گدی پر بیٹھنے کے خواب دیکھ رہا تھا۔

آج بھی مشرق و مغرب میں مسلم و غیر مسلم ہر شخص میدانِ مقابلہ میں نام علیؑ ہی لیتا ہے۔ (بخاری، الجہاد ص ۷)

## زورِ علیؑ:

حضرت علیؑ کی طاقت کا اندازہ لگانا بھی مشکل ہے۔

و۔ جب کبھی کسی سے بلا تلوار مقابلہ ہوا تو ہمیشہ علیؑ ہی فاتح رہا۔

ب۔ درخیزہؓ سے چالیس آدمی بند کرنے تھے۔ تنہا علیؑ نے اکھیڑا تھا۔ پھر صحابہ کی ایک پوری جماعت نے اسے الٹا چاہا تو ان سے الٹا نہ گیا۔ اور علیؑ ایک انگلی سے الٹ کر اپنے ایک ہاتھ پر رکھ کر خندق میں اترے و ووازہ کو بل بنا کر تمام صحابہ کو خندق کے پار گزارا۔

ج۔ ہبل جیسا عظیم بت جو کعبہ کی چھت پر کوہِ گراں لگتا تھا۔ حضرت علیؑ نے اس طرح نیچے پھینکا جس طرح تینکا کو پھینکا جاتا ہے۔

د۔ اپنے ایامِ اقتدار میں ایک جنگ سے واپسی پر ایک ایسے پتھر کو اکھیڑا جسے ایک ٹھرنے سے پورا شکر عاجز آچکا تھا۔



## سخاوت حضرت علیؑ

سخاوت کا یہ عالم تھا کہ خود روزے رکھا کرتے اور اپنا کھانا مانگنے والوں کو دے دیتے حضرت علیؑ کے حق میں سورۃ دھر کی یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ **يُطْعَمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ** حضرت علیؑ تھے کہ ان کے پاس ایک مرتبہ چار درہم آگئے تو انہوں نے ایک درہم دن میں خیرات دی ایک رات کے وقت خیرات کیا۔ ایک پوشیدہ صدقہ دیا اور چوتھا لوگوں کے دیکھتے ہوئے صدقہ دیا۔ اور اللہ نے یہ تمغہ دیا۔

الذین يتفقدون اموالهم بالليل والنهار سرا وعلانية۔ حضرت علیؑ ہی تھے جنہوں نے یہودیوں کے باغ میں اجرت پر اتنا پانی کھینچا کہ ہاتھوں پر گئے پڑ گئے۔ اور اپنی یومیہ اجرت صدقہ میں دے دی۔

حضرت علیؑ ہی تھے جو اپنے شکم پر پتھر باندھ رکھتے تھے۔

حضرت علیؑ کی سخاوت کی انتہا یہ ہے کہ آج تک کسی سائل نے یہ نہیں بتایا کہ حضرت علیؑ نے مجھے۔ لا۔ کہا ہو حضرت علیؑ ہی تھے جس کے وہ بدترین دشمن ہر وقت اس فکر میں رہتے تھے کہ کیسے علیؑ کا کوئی عیب مل جائے وہ حضرت علیؑ کے دیگر اوصاف کے علاوہ آپ کے جو دلی تعریف کرنے پر مجبور ہو گئے۔ جب محقق ابن ابی عمیر حضرت علیؑ سے ملاقات کے بعد معاویہؓ کے پاس آیا۔ اور معاویہؓ نے پوچھا۔

کہاں سے آ رہا ہے؟

اس غیبت نے کہا۔ انخل الناس کی طرف سے آ رہا ہوں۔

حضرت معاویہؓ نے کہا۔ میں نہیں سمجھا ڈرا صراحت سے بتا؟

اس نے کہا۔ علیؑ کی طرف سے آ رہا ہوں۔

حضرت معاویہؓ نے کہا۔ اللہ تجھ پر لعنت کرے تو علیؑ کو انخل الناس کیسے کہہ رہا ہے حالانکہ اگر علیؑ کے پاس ایک ڈھیر سونے کا ہوا اور ایک ڈھیر بیوے کا ہو تو وہ بھوسے کے ڈھیر سے پہلے سونے کا ڈھیر راہ خدا میں دے گا۔ یہ علیؑ ہی تو ہے جو بیت المال میں رات کے وقت بھاڑ دے کہ نماز پڑھتا ہے۔ یہ علیؑ ہی تو ہے جس نے دولت کو نجات دہن کر کے کہا ہے۔ اے سفید اے نرد ویرے علاوہ کیا اللہ کو فریب دے۔

واقعا معاویہؓ نے سچ کہا ہے۔ حضرت علیؑ کی وہ ذات تھی جس نے وراثت میں ایک درہم بھی نہیں چھوڑا

علم حضرت علیؑ :

حلم کا یہ عالم تھا کہ جنگ محل میں مروان جب آپ کے قبضہ میں آیا تو اسے چھوڑ دیا حالانکہ مروان سے بڑھ کر اس وقت آپ کا کوئی دشمن نہ تھا۔

عبداللہ ابن زبیر کھلے عام حضرت علیؓ کو سب کرتا تھا جنگ جمل میں ہاتھ آنے کے باوجود درگزر کیا کیونکہ شکست کے بعد ابن زبیر گرفتار ہو کے آیا تھا۔ آپ نے صرف اتنا فرمایا۔ یہاں سے چلا گیا اور میری نظروں سے دور ہو گیا۔

سید ابن عاص جنگ جمل میں آپ کی مخالفت میں پیش پیش تھا۔ لیکن آپ نے چشم پوشی کی۔  
ام المومنین عائشہؓ کا معاملہ کس سے پوشیدہ ہے۔ جنگ جمل فتح کرنے کے بعد جو احترام آپ نے کیا وہ بھی اظہر من الشمس ہے۔ بنی عبد القیس کی بیس مستورات کو مردانہ لباس پہنا کر ام المومنین کے ساتھ مدینہ تک بھیجا۔ راستہ میں ایک مقام پر ام المومنین نے حضرت علیؓ کی بدسلوکی کا تذکرہ کیا اور کہا کہ اس سے بڑھ کر کون سی بدسلوکی ہو سکتی ہے کہ میں حرم رسول تھی اور میری نگرانی کے لیے اپنی فوج کے مردوں کو میرے ساتھ بھیج دیا۔

یہ عورتیں خاموش رہیں۔ جب بی بی مدینہ پہنچ گئی۔ تو ان عورتوں نے ہتھیار اُتارے مردانہ لباس اتار کے بی بی کے سامنے آکر سلام کیا اور کہا۔

اے حرم رسول! آپ نے ان لوگوں کا شکوہ تو نہ کیا۔ ہر اپنی ماؤں کو گھروں میں بٹھا کر امت کی ماں کو میدا میں لے آئے تھے۔

اس وقت آپ کو اپنے حجاب کا خیال نہ رہا۔ اور جب حضرت علیؑ نے آپ کی نگرانی کی خاطر کچھ سپاہی بھیجے تو آپ حضرت علیؑ پر راستہ میں برس رہی تھیں۔ ملاحظہ فرمائیں، ہم ہی بیس سپاہی تھے ہم آپ کی طرح عورتیں ہیں۔ نبی عید الفیس سے تعلق رکھتی ہیں۔ ہم نے حکم امیر المومنینؑ سے مردانہ لباس پہن کر اور متحیّر لگا کر بصرہ سے مدینہ تک آپ کی نگرانی کی ہے۔ اگر علیؑ کے ان سپاہیوں سے آپ کو کوئی تکلیف پہنچی ہو تو ہم معذرت خواہ ہیں۔

یہ حضرت علیؑ ہی تھے کہ جب پہلے بصرہ میں وارد ہوئے تو اہل بصرہ نے پھتوں پر چڑھ کر آپ کو سب کیا آپ کے بچوں کو سب کیا۔ حتیٰ کہ کنعت بھی کی۔ لیکن جب آپ نے بصرہ کو فتح کر لیا۔ تو آپ نے اپنی فوج میں اعلان عام کیا۔

اور کسی بھاگنے والے کا تعاقب نہ کیا جائے۔

ب۔ کسی زخمی پر تشدد نہ کیا جائے۔

ج۔ کسی قیدی کو قتل نہ کیا جائے۔

د۔ جو ہتھیار پھینک دے وہ بری ہے۔

ر۔ جو ہمارے لشکر میں آجائے وہ بری ہے۔

نہ آپ نے بصرہ میں لوٹ ماری۔ نہ اہل بصرہ کے بچوں کو گرفتار کیا نہ ان کے گھروں کو لوٹا۔ حالانکہ فاتح ہونے کے بعد جو چاہتے تھے۔ لیکن آپ نے وہی کردار ادا کیا جو فتح مکہ میں نبی اکرمؐ نے ادا کیا تھا۔

یہ حضرت علیؑ ہی تھے کہ جنگ صفین میں جب معاویہؓ نے دیبائے فرات پر قبضہ کیا۔ تو اس نے اعلان عام کر دیا کہ خبردار لشکر علیؑ میں پانی نہ جائے۔ تاکہ تلوار کی بجائے پیاس ہی سے لشکر علیؑ ٹہر جائے۔ جب آپ نے دیکھا کہ جنگ کے سوا کوئی چارہ کار نہیں تو آپ نے پانی کی خاطر جنگ لڑی۔ بڑی قتل و غارت کے بعد فرات پر قبضہ ہوا۔ لشکر معاویہؓ صحرا میں بٹ گیا۔ فوج حضرت علیؑ کا دریا پر قبضہ ہو گیا۔

آپ کے ساتھیوں نے عرض کیا۔ قبلہ اب ہم بھی معاویہؓ اور اس کی فوج کو پانی نہیں دیں گے۔ آپ نے فرمایا:

پھر ان میں اور ہم میں کیا فرق رہ جائے گا۔ جو کچھ انہوں نے کیا ہے وہ ان کا کام تھا۔ اب ہمارا کام یہ ہے کہ ہم پانی سے انہیں قتل نہیں کریں گے۔ ہمارے لیے تلوار کافی ہے۔ دریا کا کچھ حصہ خالی چھوڑ دو تاکہ وہ لوگ پانی لے سکیں۔

## جہاد حضرت علیؑ

یہ وہ عنوان ہے جس کے لیے مصنفین نے علیؑ کو عظیمہ کئی عظیمہ وں پر مشتمل کتابیں لکھی ہیں۔ مثلاً یقین ان کا مطالعہ کر سکتے ہیں۔ مختصر ایسی کہا جاسکتا ہے کہ۔

عالم اسلام میں کوئی ایسی جنگ نہیں جس میں حضرت علیؑ کی شرکت نہ ہو۔ کوئی ایسی جنگ نہیں جو صحابہؓ نے حضرت علیؑ کے بغیر فتح کی ہو۔ اور کوئی ایسی جنگ نہیں جس میں فتح کا سہرا حضرت علیؑ کے سر نہ ہو۔

## فضاحت حضرت علیؑ

فضاحت اور بلاغت میں حضرت علیؑ امام الفصحاء اور سید البلغاء ہیں۔ آپ کا کلام مخلوق سے اوپر اور کلام خالق کے نیچے ہے۔ لوگوں نے فضاحت و بلاغت کے سبق حضرت علیؑ سے سیکھے ہیں۔ خود میں نے نبیؐ کے بعد بلاغت سے ستر خطبہ یاد کیا ہے۔ جو میری زندگی کا سرمایہ اور میری خطابت کی روح ہے

ابن بنا تہ کا کہنا ہے کہ میں نے کلام علیؑ سے صرف ایک سو مو غطہ یاد کیا ہے اور اسی سے میری شہرت ہے۔ جب محقق ابن ابی محقق نے معاویہ سے کہا کہ میں لوگوں میں عاجز تر شخص کی طرف سے آ رہا ہوں۔ تو معاویہ نے کہا تجھ پر اللہ کی پھٹکار ہو قریش میں آج تک علیؑ جیسا قبیح ماں نے نہیں جنا تو کیسے کہتا ہے کہ علیؑ عاجز تر ہے۔

کلام علیؑ کے شرف اور فضل کے لیے یہ کیا کم ہے کہ آج میں کلام علیؑ کی شرح لکھنے بیٹھا ہوں۔ فضاحت حضرت علیؑ کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ کلام امیر کا عشر عشرت تک صحابہ میں سے کسی بھی صحابی سے منقول نہیں۔ اس سلسلہ میں اگر مزید تفصیل کی ضرورت ہو تو حافظ کی کتاب البیان والتبیین ملاحظہ فرمائیے۔

## اخلاق حضرت علیؑ:

حسن اخلاق کا یہ عالم تھا کہ آپ کا حسن اخلاق ضرب المثل تھا۔ حتیٰ کہ آپ کے دشمنوں نے بھی اس حقیقت کو تسلیم کیا ہے۔

عمر و ابن عاص نے اہل شام سے کہا تھا۔ علیؑ نرم تو اور خوش مزاج ہے عمرو نے یہ لفظ عمرؓ سے لیا تھا عمرؓ نے یہ بات اس وقت کہی تھی جب اس نے شوریٰ اکیلی بنا ئی تھی۔

اصبغ ابن بنا تہ کا کہنا ہے کہ حضرت علیؑ ہمارے درمیان ایسے رہتے تھے جیسے ہم میں سے ایک ہوں مگر بایں ہمہ ہر وقت آپ سے مرعوب رہتے تھے۔

معاویہ نے قیس ابن ساعدہ سے ایک مرتبہ حضرت علیؑ پر طنز کرتے ہوئے کہا۔  
البتہ ابوالحسنؑ پر رحم فرمائے۔ بہت کھلی طبیعت کا مالک تھا ہر وقت ہشاش بشاش رہتا تھا۔  
قیس سمجھ گیا کہ معاویہؓ پر طنز کر رہے ہیں قیس نے جواب دیا ہاں اتنا مزاج کرتے تھے جتنا نبیؐ کو نہیں مزاج فرما لیا کرتے تھے۔

لیکن معاویہؓ بخدا! اس مزاج کے باوجود بھی علیؑ میں اتنا رعب تھا جتنا ببر شیر میں ہوتا ہے۔ اور یہ رعب تقویٰ کا تھا۔ اصحاب علیؑ سے مرعوب رہتے تھے۔ لیکن تقویٰ کی وہ سہ۔ وہ اس طرح علیؑ سے مرعوب نہیں ہوتے تھے جس طرح اہل شام تجھ سے مرعوب رہتے ہیں۔ انہیں دہشت گردی کا ڈر ہوتا ہے۔  
اور یہ اخلاق علیؑ آج تک وراثتہً حجاز علیؑ میں چلا آ رہا ہے۔ معاویہؓ میں وراثتہً چلی آ رہی ہے۔ جس شخص میں بھی معمولی سی سوچ بوجھ ہو وہ آج بھی حجاز علیؑ اور حجاز معاویہؓ میں یہ فرق واضح طور پر دیکھ سکتا ہے۔

## زہد حضرت علیؑ:

زہد حضرت علیؑ کا یہ عالم تھا کہ آپ سید الزہاد - قطب الاقطاب اور بدل الابدال تھے۔

حضرت علیؑ نے کبھی سیر ہو کر نہیں کھایا تھا۔

حضرت علیؑ نے کبھی نرم کپڑا نہیں پہنا تھا۔

عبداللہ ابن ابی مرثد کہتا ہے کہ ایک دن میں حضرت علیؑ کے پاس بیٹھا تھا۔ کھانے کا وقت ہوا۔ آپ خود اٹھے اور اپنے بستر سے ایک تھیلی اٹھائی جس پر مہر لگی ہوئی تھی۔ آپ نے مہر کو توڑا۔ اس سے ایک خشک روٹی کے چند ٹکڑے نکالے اور پیٹھ پر کھانے لگے۔

میں نے عرض کیا۔ قہ اس میں اور قیمتی شے تو نہیں تھی پھر آپ نے اسے مہر کیوں کر رکھا تھا؟

آپ نے فرمایا:

مجھے ڈر رہتا ہے کہ کہیں حسینؑ اسے گھی یا زیتون سے قہ نہ کر دیں۔

آپ کے لباس میں چڑے اور کبھی کھجور کے پتوں سے پیوند لگے ہوتے تھے۔ تعلیم تو ہمیشہ کھجور کے پتوں سے بنے ہوتے تھے۔ گوشت کبھی کھاتے اور وہ بھی نہ کھانے کے برابر۔ اور فرمایا کرتے تھے۔ اپنے شکم کو جوانوں کی قبر بنانا۔ پورے عالم اسلام سے دولت آپ کے پاس آتی تھی۔ جتنا بھی آتا تھا آپ اسی وقت تقسیم فرما دیتے اور غلاتے دنیا سے یہ میرا انتخاب ہے۔ اور دولت کی ریل میل معاویہ کا انتخاب ہے۔ ہر مجرم کا ہاتھ اپنے منہ کی طرف جاتا ہے۔

## عبادت حضرت علیؑ:

نبی اکرمؐ کے بعد روئے ارض پر علیؑ جیسا عابد نہ آیا ہے اور نہ آئے گا۔ علیؑ ہی سے لوگوں کو طاعت پڑھنا اور نماز تہجد سیکھا ہے۔ لیلۃ الہریر جب تیر کبھی سر کے اوپر سے کبھی دائیں کان کو چھو کر اور کبھی بائیں کان کو چھو کر گزرتے تھے نہ حضرت علیؑ کی تو یہ میں فرق آیا اور نہ وظیفہ چھوڑا۔

اگر کوئی منصف قاری صحیفہ علویہ اٹھا کر دیکھے تو اسے معلوم ہوگا کہ یہ دعائیں کس دل سے نکلی ہیں۔ اور کس زبان پر جاری ہوئی ہیں۔

علیؑ ابن حسینؑ جو اپنے وقت کے عابدوں سے تھے۔ ان سے کسی نے پوچھا تھا کہ آپ کی عبادت آپ کے جلا جید کی عبادت کے مقابلہ میں کیسی ہے؟

جناب علیؑ ابن حسینؑ نے جواب دیا۔ میری عبادت کو میرے جلا جید کی عبادت سے وہی نسبت ہے۔



میرے دادا کی عبادت کو سرور انبیاء کی عبادت سے نسبت تھی۔

## تلاوت قرآن حضرت علیؑ

اس باب میں ہمارا مقصود صرف اسی وصف کا بیان ہے۔ تمام مورخین اور مفسرین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضرت علیؑ ہر رسالت میں قرآن حفظ کیا کرتے تھے۔ حضرت علیؑ کے علاوہ کوئی بھی حافظ قرآن نہ تھا آنحضرتؐ کی وفات کے بعد سب سے پہلے حضرت علیؑ نے قرآن جمع کیا۔

الحمدیث اس طرح قائل نہیں ہیں جس طرح شیعہ کہتے ہیں۔ الحمدیث کے نزدیک حضرت علیؑ کا بیعت ابو بکرؓ سے تخلیف کسی مخالفت کی وجہ سے نہیں تھا۔ بلکہ اس کی وجہ جمع قرآن تھی۔ اگر قرآن حیات رسولؐ میں جمع ہو چکا ہوتا تو حضرت علیؑ کو جمع قرآن کی ضرورت نہ تھی۔ اگر آپ کتب قرائت کا مطالعہ کریں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ تمام قراء کا آخری مرجع حضرت علیؑ ہی ہے۔

مثلاً۔ ابو عمرو ابن علاء اور عاصم ابن ابی مخمر وغیرہ ان تمام نے ابو عبد الرحمن سہمی سے قرآن لیا ہے۔ اور ابو عبد الرحمن حضرت علیؑ کا شاگرد تھا۔ دیگر علم کی طرح قرائت قرآنی کا علم بھی حضرت علیؑ سے شروع ہوتا ہے۔

## دانشمندی حضرت علیؑ

حضرت علیؑ تدبیر اور دانشمندی میں بھی اپنی مثال آپ تھے۔

یہ حضرت علیؑ ہی تھے۔ جنہوں نے عمر کو جب وہ رومیوں اور عبرانیوں کے مقابلہ میں بذات خود شریک جنگ ہونا چاہتے تھے۔ اور انہوں نے اس سلسلہ میں حضرت علیؑ سے مشورہ کیا تو آپ نے انہیں یہ مشورہ دیا۔ کہ تم خود نہ جاؤ۔ اگر خدا تمہارا ساتھ دے گا تو تمہاری طرف ریوں کریں گے۔ اگر تم مدینہ میں رہے اور کچھ ہو گیا تو مسلمانوں کے پاس ایک جاس پناہ ہوگی۔

حضرت علیؑ بھی تھے جنہوں کو عثمانؓ کو وہ مشورے دیئے کہ اگر عثمانؓ ان پر عمل کرتے تو جو حالات سامنے آئے ہرگز ایسے حالات نہ ہوتے۔ حالانکہ آپ کے مخالفین کہتے ہیں کہ علیؑ میں سیاست نہ تھی کیونکہ وہ صرف شریعت کا پابند تھا۔ یہ درست ہے علیؑ پابند شریعت رہ کر اپنی جو تاریخ بنا گیا۔ دوسرے سیاست کر کے وہ تاریخ نہ بنا سکے۔ خود فرمایا کرتے تھے۔ اگر تقویٰ نہ ہوتا تو میں عالم عرب کا معروف سیاستمدار ہوتا۔

## نظم و نسق حضرت علیؑ

جس طرح رحم اور لطف میں حضرت علیؑ اپنی مثال آپ تھے اسی طرح نظم و نسق کے معاملہ میں بھی بے نظیر تھے

## قصاکی و مناقب حضرت علیؑ

اس سلسلہ میں نہ تو آپؐ نے کبھی قربت کا لحاظ کیا اور نہ خوشامد کا۔

عبداللہ ابن عباسؓ کو اپنی طرف سے گور نہ بنایا تو اس کا اسی طرح محاسبہ کیا جس طرح دوسروں سے کیا۔ جس طرح مدینہ کے معمولی فقراء سے سلوک کیا وہی سلوک اپنے گئے بھائی عقیل سے کیا۔

مصقلہ ابن ہبیرہ کا رشوت سے بنا ہوا مکان گرا دیا۔

پھوروں کے ہاتھ کاٹے۔ زانیوں کو رجم کیا۔ قاتلوں کو تختہ دار پر لٹکایا۔

مخالفین کی سرکوبی کی خاطر۔ جل صغین اور نہروان کی جنگیں کیں۔

دنیا کا کوئی مدبر اتنے تھوڑے وقت میں اتنے کام نہ کر سکا جتنے حضرت علیؑ نے کئے ہیں۔

میں اس شخص کے بارے میں کیا لکھ سکتا ہوں۔ جسے کافر تک دوست سمجھتے تھے حالانکہ وہ ان کے مذہب کو قبول نہ کرتے تھے۔ فلاسفہ آج تک ان کے گن گاتے ہیں۔ حالانکہ ان کے تمام نظریات کے قائل نہیں ہیں۔ رومی اور زنجی علمائوں نے تو علیؑ کی فرضی تصویریں بھی اپنے گھروں میں لگا رکھی تھیں جن میں حضرت علیؑ کو تلوار بکت دشمن سے نبرداز ماکھا گیا ہے۔

ترک اور ولیم کے بادشاہوں نے فتح و نصرت کی علامت کے بطور اپنی تلواروں کے دستوں پر حضرت علیؑ کی تصویر بنوا رکھی تھی۔

عصفہ الدولہ کی تلوار پر حضرت علیؑ کی تصویر کندہ تھی۔

عصفہ الدولہ کے باپ بوبہ کی تلوار پر حضرت علیؑ کی تصویر منقش تھی۔

الپ ارسلان اور اس کے بیٹے ملک شاہ کی تلواروں پر حضرت علیؑ کی تصویر کندہ تھی۔

میں اس شخص کے متعلق کیا لکھ سکتا ہوں۔ کہ ہر حسینؑ اپنے کو حسینؑ بنانے کی خاطر اسی سے منسوب کرتا ہے

میں اس شخص کے متعلق کیا عرض کر رہا ہوں جس کے متعلق میری نے جنگ احد میں یہ قصیدہ خوانی کی ہو۔

میں اس شخص کے متعلق کیا کہہ سکتا ہوں جس کا باپ سید البطحہ شیخ قریش اور ابیہش مکہ ابوطالب ہو۔

عقیف کندہ کے واقعہ میں ہے کہ جب اس نے نبی اکرمؐ اس کے ساتھ ایک لڑکے اور ایک عورت کو

بیت اللہ میں نماز پڑھتے دیکھا۔ تو اس نے جناب عباسؓ سے پوچھا۔

یہ کیا ہے؟

جناب عباسؓ نے فرمایا:

اگے میرا بھتیجا عبداللہ کا یتیم ہے۔ اس کے ساتھ لڑکا ابوطالب کا بیٹا ہے۔ اور عورت اس کی اپنی بیوی

خدیجہ ہے۔ محمدؐ کا خیال ہے کہ وہ روئے زمین کا نبی ہے۔ اور اس سلسلہ میں ابھی تک سوائے اس ایک

لڑکے اور ایک عورت کے اس کا دین کسی نے قبول نہیں کیا؟

(یہ ہے ابن ابی الحمید معتزلی کا بیان جو اس نے بیچ البلاغہ کی شرح میں بطور مقدمہ لکھا ہے)  
(فروق کے تجزیہ سے لے کر اتنے تک یہ گیارہ صفحات ابن ابی الحمید ہی کے نقل کیے گئے ہیں)

# معجزات حضرت علیؑ

## ۱۔ یونانی حکیم؛

تفسیر امام عسکریؑ میں مروی ہے کہ ایک دن حضرت علیؑ مسجد میں تشریف فرما تھے کہ ایک یونانی حکیم آیا جو اپنے خیال میں سناٹا بھی تھا اور فلاسفر بھی۔ حضرت امیرؑ کے پاس آکر اس نے کہا۔

یا علیؑ! میں آیا تو آپ کے سامنے کا علاج کرنے تھا کیونکہ میں نے یونان میں سنا تھا کہ وہ دماغی مریض ہیں اب وہ توبہ نہیں اب میں چاہتا ہوں کہ آپ کا علاج کر دوں۔ میں دیکھ رہا ہوں آپ جیسے نوجوان کا چہرہ بھی بے حد زرد ہے جو ایسا نہیں ہونا چاہیے تھا۔ اور آپ کی دونوں پنڈلیاں چلی اور کمزور ہیں۔ اور میرے خیال میں یہ اتنی کمزور ہیں کہ آپ کے جسم کا بوجھ بھی بشکل اٹھاتی ہوں گی۔

وجہ واضح ہے کہ آپ ان پنڈلیوں سے اتنا کام لیتے ہیں جو نہیں لینا چاہیے۔ میں نے سنا ہے آپ تمام رات اپنی پشت پر کچے لاد کر گھروں میں تقسیم کرتے رہتے ہیں۔ پھر اپنے مہموم رب کی عبادت کرتے ہیں اور دن میں یہودیوں کے باغوں میں مزدوری کرتے ہیں۔ آپ اپنے جسم پر زبردستی فرماتے ہیں۔

چہرہ کی زردی کی دوا تو یہ ہے۔ اس نے ایک شیشی نکالی اور آپ کو دکھائی۔ یہ دوا آپ کو کوئی تکلیف نہیں دے گی۔ چالیس دن کے اندر اندر آپ کے جسم کو پر گوشت کر کے چہرہ کی رنگت کو سرخ بنا دے گی۔

حضرت امیرؑ نے فرمایا؛

یہ تو نے اپنی دوا کا فائدہ بتایا ہے۔ کیا تیری اس دوا میں کوئی نقصان بھی ہے؟

حکیم نے کہا۔ نقصان بھی ہے۔

آپ نے فرمایا؛ وہ بھی تو بتا دے۔

حکیم نے ایک اور شیشی نکالی کہ آپ کو دکھائی اور کہا۔ اگر اس دوا کے ساتھ اس شیشی سے ایک رقی بھی کھائی جائے

تو ایک انسان کی موت کے لیے کافی ہے۔ اگر انسان کے چہرہ پر زردی نہ ہو تو بھی اس دوا کے کھاتے ہی چہرہ زرد ہو جائے گا اور اسی دن وہ ملک عدم کی راہ لے گا۔

حضرت علیؑ نے فرمایا:

یہی جو نقصان دہ دوا ہے ذرا مجھے دکھا۔

حکیم نے وہ شیشی آپ کو تھادی۔

آپ نے پوچھا۔ بھلا اس کا وزن کتنا ہے؟

حکیم نے کہا۔ اس دوا کا ایک مثقال تو بہت بڑی زہرین جاتا ہے۔ اس کی ایک رتی ایک انسان کے لیے کافی ہوتی ہے۔ آپ نے اس شیشی کو کھولا اور تمام شیشی منہ میں ڈال لی۔

حکیم رز نے اور کانپنے لگا۔ دل میں کہنے لگا۔ اب میں ابن ابی طالبؑ کے قتل میں دھریا جاؤں گا مگر بھاگ سکتا ہوں اور نہ بیچھڑ سکتا ہوں۔ میں لاکھ عذر کروں گا کوئی میری بات ہی نہ سنے گا۔ حالانکہ حضرت اپنے قاتل خود ہی ہیں میرا اس میں ذرہ بھر بھی قصور نہیں۔

حضرت علیؑ اسے دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا۔ تجھے کوئی بھی میرے قتل کے الزام میں گرفتار نہیں کرے گا۔ اطمینان سے بیٹھا رہ اور اپنی دوا کے اثرات دیکھ۔ کم از کم یہ تو تجھے یقین ہو گیا ہے کہ تیری اس دوا نے مجھے کوئی نقصان نہیں دیا۔ اب ذرا ایک لمحہ کے لیے آنکھیں بند کر۔

حکیم نے آنکھیں بند کیں۔

آپ نے فرمایا:

اب کھول دے۔

حکیم نے آنکھیں کھولیں۔ تو حیرت سے کانپ گیا اور کہنے لگا یا علیؑ آپ واقعا گڑھی ہیں جو ایک لمحہ پہلے میرے سامنے بیٹھے تھے۔

حضرت نے فرمایا:

تجھے اس میں شک ہے؟

حکیم نے کہا جب میں اپنی دوا اور آپ کی باتوں کو دیکھتا ہوں تو میں سمجھتا ہوں کہ آپ وہی ہیں لیکن جیب آپ کی شکل و شبہات اور رنگ و روپ کو دیکھتا ہوں۔ تو مجھے کہنا پڑتا ہے کہ آپ وہ نہیں ہیں۔ آخر وہ زرد چہرہ کہاں گیا اور سرخ رنگ کہاں سے آیا۔

آپ نے فرمایا:

کیا یہ تیری دوا کا کام نہیں ہو سکتا؟



حکیم نے کہا۔ ہرگز نہیں۔ میری دوا کا کام آپ کو ختم نہ تھا۔  
حضرت علیؑ نے فرمایا:

تو نے جو دوسرا مرض تشخیص کیا ہے وہ ہے میری ٹانگوں کی کمزوری۔ اب ذرا ان کی طاقت دیکھ۔ اور پھر اپنی تشخیص پر نظر ثانی کرنا۔ آپ ستون کے قریب بیٹھے تھے۔ آپ نے ایک ہاتھ سے ستون کو پکڑا اور اسے اوپر اٹھالیا۔ چونکہ چھت ستون پر ہی تھی اس لیے ستون کے ساتھ چھت بھی اوپر کو اٹھ گئی۔ پھر آپ بھی اٹھ کھڑے ہو گئے۔ اور فرمایا۔ اب سارے اہل مدینہ سے کہدے کہ وہ اس چھت پر چڑھ جائیں اور تو میرے پاس کھڑا ہو کر میری کمزور ٹانگوں کا معائنہ کرتا رہ۔

یہ دیکھتے ہی حکیم بے ہوش ہو گیا۔ آپ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا۔ اس پر پانی چھڑکو۔ جب اسے ہوش آیا تو دیکھا ابھی تک ستون حضرت علیؑ کے ہاتھ میں ہے اور ایسے معلوم ہو رہا ہے۔ جیسے آپ کے ہاتھ میں کوئی تنکا ہو۔ جسم کے کسی بھی حصہ پر وزن اٹھانے کا کوئی اثر نہ تھا۔

آپ نے ستون کو اپنی جگہ رکھا اور فرمایا۔ اے حکیم صاحب دیکھ لیا اب ان کمزور ٹانگوں کی معمولی سی طاقت کو؟ حکیم نے پوچھا۔ یا علیؑ! محمد بھی آپ جیسے تھے؟

حضرت امیرؑ نے فرمایا:

اے حکیم صاحب آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ محمد مجھ جیسا نہیں تھا بلکہ میں محمد جیسا ہوں۔ میرا علم علم محمد کا ایک قطرہ ہے۔ میری عقل عقل محمد کا جڑ ہے اور میری طاقت قوت محمد کا عشر ہے۔ ایک مرتبہ ایک عرب کا حادق اور ماہر طبیب ثقفی ان حضورؐ کے پاس آیا تھا۔ اور عرض کیا تھا۔

اگر آپ کو کوئی نفسیاتی مرض ہے تو میں اس کا علاج کرنا چاہتا ہوں۔ آنحضورؐ نے فرمایا تھا۔ کیا تو یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ میرے پاس وہ کون سی طاقت ہے جس کی بنا پر مجھے تیرے علاج کی ضرورت نہیں البتہ تو مجھ سے دماغی علاج کرانے کا ضرور قہر ہے؟

ثقفی نے کہا تھا۔ میں ضرور ایسی چیز دیکھنا چاہوں گا۔ آنحضورؐ نے فرمایا تھا۔ پھر تو خود ہی بتا کہ تو کیسے مطمئن ہوگا؟ ثقفی نے عرض کیا تھا۔ قبلہ ہمارے سامنے کھجور کا ایک درخت ہے آپ اسے حکمیں کہ وہ اپنی جڑوں سمیت چل کر آپ کے پاس آجائے۔

آپ نے اشارہ کیا۔ کھجور کا درخت اپنی جڑوں سمیت چل کر آپ کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا۔ آپ نے پوچھا۔ پس یا کچھ اور؟

ثقفی نے کہا۔ ہمیں قبلہ اسے حکمیں کہ یہ واپس جا کر اپنی جگہ پر پہلے کی طرح کھڑا ہو جائے۔

آپ نے پھر اشارہ کیا۔ درخت واپس جا کر اپنی جگہ پر کھڑا ہو گیا۔

یونانی طبیب نے کہا۔ یا علی! یہ تو آپ ایک واقعہ سنا ہے ہیں جو گزر چکا ہے میں نے اسے نہیں دیکھا میں توجیب جانوں جب اپنی آنکھوں سے دیکھوں اور میں اس سے کم بھی کم پر آپ سے راضی ہو جاؤں گا۔ میں آپ سے ذرا دور چلا جاتا ہوں۔ میں فیصلہ کروں گا کہ میں آپ کے پاس نہیں آؤں گا۔ آپ اگر مجھے اسی طرح جبراً اپنے پاس بلالیتے ہیں تو میں مان جاؤں گا۔

آپ نے فرمایا:

یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔ تو جو کچھ دیکھنا چاہتا ہے۔ صرف اور صرف اپنے لیے دیکھنا چاہتا ہے۔ پھر یہ ایسی بات ہے کہ دوسرے سننے والے ہرگز تیری بات تسلیم نہ کریں گے۔ تو کسی ایسی بات کا مطالبہ کر جو دوسرے بھی دیکھیں اور اگر تیری بات نہ مانی جائے تو کم از کم تیرے پاس دو چاند گواہ تو ہوں۔

یونانی نے عرض کیا۔ آپ نے سچ فرمایا ہے۔

حضرت علیؑ نے فرمایا:

تو جس بات کا بھی مطالبہ کرے گا میں اپنی طرف سے ایک بات بھی نہ کروں گا جو کچھ تو چاہتا ہے۔ تو خود کرے گا یا جس پر تیرا اعتماد ہو گا وہی کرے گا۔ میں تیرے سامنے خاموش بیٹھا رہوں گا۔ یونانی نے عرض کیا۔ قبلہ آپ نے بالکل انصاف کیا ہے۔

آپ نے فرمایا:

اب پوری کائنات تیرے سامنے ہے۔ میں تجھے اللہ کی قدرت قاہرہ دکھانا چاہتا ہوں کہ اللہ کتنا عظیم ہے اور اس نے اپنی عظمت کے مینار مقرر کئے ہیں وہ منظر قدرت و عظمت خالق ہے۔ کائنات عالم میں سے جو تو چاہتا ہے اس کا مطالبہ کر۔

یونانی نے عرض کیا۔ قبلہ یہ کھجور کا درخت ہمارے سامنے ہے۔ آپ اس کھجور کے تمام اجزاء کو ایک دوسرے سے جدا کریں۔ تنا علیحدہ ہو جائے۔ شاخیں علیحدہ ہو جائیں۔ پتے علیحدہ ہو جائیں۔ پھر آپ انہیں آپس میں اسی طرح جوڑیں جس طرح اب موجود ہے۔

آپ نے فرمایا:

میں کچھ نہیں کہوں گا۔ میری طرف سے تو ہی وکیل ہے۔ جو چاہتا ہے جا اس کھجور کے پاس جا اور اس سے کہہ دے وہی رسول اللہ یا مبر اجزاء ان تتفرق وہی رسول بختم حکم دے رہا ہے کہ تو کھجور کو نابود ہو جا۔

یونانی کھجور کے پاس گیا اور اس نے یہی الفاظ دہرائے۔ یونانی کے دیکھتے دیکھتے کھجور کے اجزاء کھنکھنا

شروع ہو گئے۔ حتیٰ کہ وہ جگہ جہاں کھجور حتیٰ اسی طرح خالی ہو گئی۔ جیسے یہاں کچھ مٹھائی نہیں۔ یونانی کانپ گیا اور کہا۔

اے وحی محمد! آپ نے میرا یہاں مطالبہ پورا کر دیا۔ اب دوسرا بھی پورا کر دیں۔ اسی جگہ وہی کھجور بوتا چاہیئے  
آپ نے فرمایا:

میں نے تجھے کہہ دیا ہے کہ میں کچھ نہیں کہوں گا تو یہ چاہتا ہے خود ہی کہیگا۔ اے اب کہہ۔  
 یا اجزاء الخللہ وصی محمد یا مرک  
 اے کھجور کے پرانڈہ اجزاء! وہی محمد تمہیں حکم دیتا ہے  
 کہ پہلے کی طرح جمع ہو کر پہلے کی طرح درخت بن جاؤ۔  
 ان تجتمعی کما کنت دان تعودی۔

یونانی نے پھر یہ الفاظ دہرائے اب یونانی دیکھ رہا ہے اور اس کے سامنے بھرے اجزاء جمع ہو رہے ہیں چند لمحوں کی گزرے تھے کہ کھجور کا درخت یونانی کے سامنے کھڑا ہو گیا۔

یونانی نے عرض کیا۔ یا علی! میرے ابتدائی دونوں مطالبات تو پورے ہو گئے ہیں۔ اب ایک مطالبہ اور بھی ہے وہ بھی پورا کر دیے مجھے۔

یونانی نے کہا۔ آج کل تم کھجور کا موسم نہیں ہے۔ آپ ہمیں اسی کھجور سے کھجوریں کھلا دیں۔  
آپ نے فرمایا:

میری طرف سے تو یہی وکیل ہے جو چاہتا ہے اسے میری طرف سے حکم دے۔  
یونانی نے کہا۔ وصی محمد یا مرثا ان تشری وصی محمد حکم دیتا ہے کہ پھل دے۔  
یونانی کے دیکھتے دیکھتے خوشے نکلے پھل لگا پھل پھینکے گا۔ پھل یک گیا۔

یونانی نے عرض کیا: یا علیؑ! درخت اونچا ہے، میرا قد چھوٹا ہے۔ میں چاہتا ہوں میں نیچے کھڑے کھڑے کھجور کھاؤں۔

آپ نے فرمایا:

لوہم کہہ مجھ سے۔

یونانی نے کہا۔ وحی محمد یا مرک ان تنزی۔ وحی محمد کا حکم ہے کہ نیچے کو ہوجا۔

یونانی نے دیکھا کہ خوشے نیچے لٹکنا شروع ہو گئے۔ اور یونانی کے بالکل سامنے آ گئے۔ یونانی نے کھانے کا ارادہ کیا۔

حضرت علیؑ نے فرمایا: کھانے سے پہلے ایک بات سُن لے۔ اگر تو نے اس کا بھل کھالیا۔ اور پھر توحید خدا رسالت محمدؐ اور میری ولایت کا کلمہ نہ پڑھا تو تجھے اللہ کی طرف سے سزا فرمائیے گی۔ یہ سوچ لے اب کھاتا ہے تو کھائے یونانی نے عرض کیا۔ یا علیؑ یہ سب کچھ دیکھنے کے باوجود بھی اگر میں نہ مانوں تو پھر تجھ سے بڑھ کر کوئی۔ احمق معاند اور

مبغض بھی ہو سکتا ہے۔ میں تو پہلے ہی ایمان لا چکا ہوں جب میں نے اپنی دوا کا اثر دیکھا۔ یہ سب تو صرف اطمینان قلب اور اہل مدینہ کو دکھانے کی خاطر کر رہا تھا۔

اشھد ان لا الہ الا اللہ وان محمدًا رسول اللہ وانک من خاصۃ اولیاء اللہ وصادق فی جمیع اقاویلہ فامرتی بما شاء اطعک۔

میں گواہی دیتا ہوں اللہ ایک ہے۔ محمد اس کا رسول ہے۔ آپ خاصانِ خدا سے ہیں جو کچھ کہتے ہیں سچ ہے آپ جو حکم دین میں اطاعت کروں گا۔

## ۲۔ منافقین اور حضرت علیؑ

تفسیر امام عسکریؑ میں مروی ہے کہ عیدِ اشد ابن ابی جب رسول اکرمؐ کو زہر خورانی میں ناکام ہوا تو اس نے جہان قیس سے کہا۔

علیؑ محمدؐ کی طرح ماہر جادوگر نہیں ہے۔ میں جتنا نقصان پہنچ رہا ہے وہ علیؑ کی وجہ سے پہنچ رہا ہے۔ اگر علیؑ محمدؐ سے جدا کر دیا جائے تو محمدؐ کا زہر ٹوٹ جائے گا۔ چونکہ محمدؐ کو زہر کھلا کر میں بدنام ہو چکا ہوں اس لیے اب تو علیؑ کو کھانے پر بلا لے اور اسے ختم کر دے۔

ابو اسد در اور ابو الدواہی ان دونوں کو جدا بن قیس نے یہ کام سونپا کہ میں حضرت علیؑ اور اس کے ساتھیوں کو اپنے باغ میں مدعو کرتا ہوں۔ تم کچھ آدمی لے کر باغ کی دیوار جو تیس ہاتھ بلندی پندرہ ہاتھ اونچی اور دو ہاتھ موٹی ہے۔ اس کی بنیاد کو کھوکھلا کر دو۔ میں دسترخوان اسی دیوار کے سایہ میں لگواؤں گا۔ جب یہ لوگ کھانے پر بیٹھیں تو ہر کچھ آدمیوں کو کھڑا کر دینا جو دیوار کو سہارا لیتے کے انداز میں آہستہ آہستہ دھکا دیں۔ دیوار گر جائے گی اور یہ سب لوگ دیوار کے نیچے دب جائیں گے۔

اس منصوبہ کے ہر پہلو پر غور کرنے کے بعد حضرت علیؑ کو دعوت دی گئی۔ آپ اپنے ساتھیوں سمیت کھانے پر تشریف لے آئے۔ جب آپ کے ساتھیوں نے دیوار کی بوسیدگی اور بنیاد کا کھوکھلا پن دیکھا تو عرض کرنے لگے یا علیؑ! کہیں کوئی فریب نہ ہو؟

آپ نے فرمایا ہمارے ساتھ کیا فریب ہوگا۔ ان لوگوں نے اپنے ساتھ دھوکا کیا ہے۔ چلو بیٹھو اور کھانا کھاؤ جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ آپ نے بائیں ہاتھ سے دیوار کو سہارا دے کر گرنے سے روکا اور دائیں ہاتھ سے کھانا کھانے میں مصروف ہو گئے۔

ساتھیوں نے عرض کیا۔ قیلہ آپ دیوار کو روکیں گے یا کھانا کھائیں گے؟

آپ نے فرمایا:

یقین کر دو۔ جتنا وزن مجھے دائیں ہاتھ سے لقمہ اٹھانے کا محسوس ہوتا ہے۔ اس کا عشر عشر بھی بائیں ہاتھ سے دیوار کو سہارا دینے میں محسوس نہیں ہو رہا۔

جدایں قیس کھانا علیؑ پیش کر رہا تھا اور معذرت بھی کر رہا تھا کہ قبلہ دیوار پر اتنی ہو گئی ہے۔ اسے درست کر دانا تھا۔ وقت نہیں علیؑ رہا۔ ہمیں ہر وقت فکر رہتی ہے کہ کہیں گر ہی نہ جائے۔

جب آپؑ کھانے سے فارغ ہو چکے تو آپؑ نے بنیاد کا کھوکھلا پن دور کر کے دیوار کو اسی بائیں ہاتھ سے سیدھا کر دیا اور واپس آ گئے۔

آپؑ کے جانے کے بعد ابوالشہر نے جدایں قیس سے کہا۔ ہمارا خیال غلط ہی نکلا ہے علیؑ تو مجھ سے بھی زیادہ ماہر یا درگزر کرتا ہے۔ آپؑ جب بنی اکرمؑ کی خدمت میں آئے تو آپؑ نے فرمایا: یا علیؑ آج تو موسیٰؑ اور خضرؑ کی طرح گرتی ہوئی دیواروں کو سیدھا کرتے رہے ہو۔

### ۳۔ منافقین اور ولایت حضرت علیؑ

تفسیر امام حسنؑ عسکری میں مروی ہے کہ جب بنی کومینؑ نے خم غدیر پر ولایت علیؑ کا اعلان کیا اور واپس مدینہ میں آ گئے۔ تو منافقین نے کہا۔ کہ محمدؐ نے اب اپنی حکومت مضبوط کر لی ہے۔ زندگی تک خود حکومت کرتا رہے اور اپنے بعد علیؑ کو سب کچھ سونپ رہا ہے۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ محمدؐ نے علیؑ کو تمام امت مسلمہ کے خون۔ ان کے مال اور ان کی ناموس کا مالک بنا دیا ہے۔ چلو محمدؐ خود تو نبی ہے اس نے کچھ ایسے خلاف عادات واقعات بھی دکھائے ہیں۔ لیکن علیؑ کون سا نبی ہے۔

مقتدر قسم کے صحابہ نے کافی کوشش کی کہ منافقین اپنی ان باتوں سے باز آجائیں۔ لیکن وہ باز نہ آئے۔ بالآخر معاملہ سرور کونینؑ تک پہنچا۔ آپؑ نے بھی انہیں بتایا کہ علیؑ میں کوئی ایسا نقص بتا دو۔ جو تمہیں معلوم ہو۔ لیکن وہ بیضر رہے کہ ہم علیؑ کو گوارا نہیں کر سکتے۔ عالم عرب میں وہ کون سا گھر ہے جس میں سے مقتول علیؑ کا جنازہ نہ اٹھا ہو۔

مومن صحابہ نے کہا کہ کیا علیؑ سے کوئی معجزہ دیکھنا چاہتے ہو؟

منافقین نے کہا۔ بلا معجزہ دیکھئے ہم کیسے علیؑ کو مان سکتے ہیں۔

مومن صحابہ نے کہا۔ کیا وہ اعجاز علیؑ کافی نہیں۔ جب شب تاریک میں علیؑ جا رہے تھے۔ اور اس کی پیشانی سے نور چمک رہا تھا۔ جس کی وجہ سے علیؑ کو چراغ کی ضرورت نہ رہی تھی ہم اور تم سب حیران ہو کر دیکھ رہے تھے؟ کیا وہ اعجاز علیؑ کافی نہیں جب ایک مرتبہ علیؑ جا رہا تھا۔ اور سامنے سے دیواریں از خود ہٹ جاتی تھیں اور علیؑ کے گزر جانے کے بعد واپس اپنی جگہ آ جاتی تھیں؟



ج۔ قدیر خم کا وہ منظر تمہیں یاد نہیں جب آنحضورؐ نے علیؑ کو بلند کیا اور فرمایا اس وقت آسمان کے دروازے کھل گئے تھے اور ملائکہ میدانِ غدیر میں موجود تمام افراد سے مخاطب ہو کر کہہ رہے تھے۔

ہذا ولی اللہ فاتبعوہ والاحل  
یکھو عذاب اللہ۔  
یہ ولی خدا ہے اس کی اطاعت کرو ورنہ عذاب الہی میں مبتلا ہو گئے۔

د۔ کیا تمہیں وہ دن یاد نہیں جب علیؑ جا رہا تھا۔ اسے جلدی تھی اور راستہ میں پہاڑ تھے پہاڑ خود ایک طرف ہٹ کر علیؑ کو راستہ دے رہے تھے اور علیؑ کے گزر جانے کے بعد پھر اپنی جگہ آ جاتے تھے۔  
پر سب کچھ سرورِ انبیاءؑ کی موجودگی میں ہو رہا تھا۔ آپؐ نے منافقین سے فرمایا۔ اگر یہ باتیں کافی نہیں ہیں تو میں اللہ سے دعا مانگتا ہوں۔ میرے اللہ ان کو مزید آیات دکھا۔ تیرے لیے کچھ بھی بعید اور مشکل نہیں ہے۔  
جب منافقین اپنے گھر میں آئے تو ان کے گھر کے دروازے ان کے سامنے بند ہو گئے اور دروازہ سے آواز آنے لگی۔ جب تک تم ولایت علیؑ کا اقرار نہیں کرو گے تمہارے لیے یہاں سے گزنا حرام ہے۔  
ان لوگوں نے اقرار کیا۔ تو دروازوں نے راستہ دیا۔

جب یہ لوگ اپنے مکان کے اندر آکر لباس اتارنے لگے تو لباس نے کہا۔ میں اس وقت تک نہیں اتروں گا۔ جب تک تم ولایت علیؑ کا اقرار نہیں کرو گے۔ ان لوگوں نے اقرار کیا تب لباس اترے۔  
جب شبِ خوابی کا لباس پہننے لگے تو اس لباس نے انکار کر دیا اور کہا جب تک ولایت علیؑ کا اقرار نہیں کرو گے مجھے نہ پہن سکو گے۔ ان لوگوں نے اقرار کیا تو لباس پہنا۔  
جب کھانے پر بیٹھے تو کھانے نے کہا۔ جب تک ولایت علیؑ کا اقرار نہیں کرو گے اس وقت تک میں تمہارا حلق سے آگے نہ جاؤں گا۔ ان لوگوں نے اقرار کیا تو کھانا حلق سے اتر

دوسرے دن یہ سب لوگ حضرت علیؑ کے پاس آئے اور عرض کیا۔ یا علیؑ! ہمیں اس مصیبت سے نجات دلاؤ۔ ہم آپؑ کی ولایت کا اقرار کرتے ہیں۔

آپؑ نے فرمایا:  
یہ میں نے تو نہیں کیا۔ یہ نبی اکرمؐ نے اللہ سے دعا کی ہے۔ آپؑ لوگ انہی سے شکایت کریں۔  
یہ لوگ سرورِ انبیاءؑ کے پاس آئے۔ آپؑ مکرادینے اور فرمایا۔ اگر چاہو تو جب تک تمہاری زندگی ہے یہ سلسلہ یونہی چلتا رہے۔

انہوں نے کہا۔ حضور! ہم قدم قدم پر شرمندہ ہوتے رہیں گے۔ آپؑ اللہ سے دعا فرمائیں ہم سے یہ مصیبت دور ہو جائے ہم نے ولایت علیؑ کا اقرار کر لیا ہے۔

آپؑ نے مسکرا کر فرمایا:

یاد رکھنا۔ اپنا یہ اقرار کہیں بھول نہ جانا۔

## ۴۔ جناب عباس اور حضرت علیؑ

بحار میں جابر انصاری سے مروی ہے کہ سرور انبیاءؑ کی وفات کے بعد جناب عباسؑ حضرت علیؑ کے پاس آئے اور کہا۔

یا علیؑ! مجھے میراث خرم سے اپنا حصہ دے۔

حضرت علیؑ نے فرمایا:

چچا جان! آپؑ کو معلوم ہے کہ جو زمین تھی اس پر ارباب اقتدار نے قبضہ کر لیا ہے۔ اور اس کے علاوہ ایک آپؑ کی یہ سواری ہے۔ ایک ذرہ ہے۔ ایک عمامہ ہے اور ایک تلوار ہے۔ میں آپؑ کو اس بات سے کہیں الگ سمجھتا ہوں کہ آپؑ ایسی چیز کا مطالبہ کریں۔ جو آپؑ کا حق نہیں ہے۔ آپؑ کی بیٹی موجود ہے اور بیٹی کے ہوتے ہوئے کوئی بھی متوفی کا وارث نہیں ہوتا۔

عباسؑ نے کہا۔ میں تمہارے چچا ہوں اور میں لے کے رہوں گا۔

حضرت علیؑ اٹھے آپؑ کے ساتھ آپؑ کے مولیٰ بھی تھے۔ آپؑ مسجد نبویؐ میں آئے اور آپؑ نے حکم دیا کہ ذرہ۔ عمامہ۔ تلوار اور سواری رسولؐ لائی جائے۔ جب سب کچھ آگیا۔ تو

آپؑ نے فرمایا:

چچا جان! میں آپؑ کو بتا دوں۔ یہ چیزیں جو اس وقت آپؑ کے سامنے موجود ہیں۔ تبرکات انبیاءؑ سے ہیں اور یہ نبی یا وحی نبی کے پاس رہتی ہیں۔ آپؑ ان چیزوں کو اپنے جسم پر لگا کر اور سواری پر سوار ہو کر چلے گئے تو یہ آپؑ کا مال ہے۔ اور اگر آپؑ ایسا نہ کر کے تو پھر آپؑ کو اور کسی دوسرے کو آج کے بعد بھی ان چیزوں کے مطالبہ کا حق نہیں ہوگا۔

عباسؑ نے کہا۔ مجھے منظور ہے۔

حضرت علیؑ نے ذرہ رسولؐ عباسؑ کو پہنائی۔ عمامہ رسولؐ عباسؑ کے سر پر رکھا۔ اور تلوار عباسؑ کی کمر میں لٹکا کر فرمایا بسم اللہ اٹھیے اور در مسجد پر آپؑ کی سواری موجود ہے اس پر سوار ہو کر تشریف لے جائیے۔

عباسؑ نے ہر چند کوشش کی لیکن اٹھ نہ سکے۔ تمام اہل مسجد یہ دیکھ کر انگشت بدندان ہو گئے۔

پھر آپؑ نے تلوار اتار لی اور کہا۔ چلئے اب اٹھ جائیے۔

عباسؑ نہ اٹھ سکے۔

آپ نے سر سے عامہ اتار کر ایک طرف رکھا اور فرمایا۔ اب ذرہ لے کر اٹھیے۔  
عباس نہ اٹھ سکے

آپ نے پھر ذرہ بھی اتار لی اور فرمایا۔ اب اٹھیے۔ اب عباس اٹھ گئے۔ اور بیرون مسجد جانے لگے۔ عباس کا خیال تھا کہ اب سواری کا خیال دل سے نکال دینا چاہیئے۔

لیکن نبی عہدی جیسے ایک شخص آپ کے ساتھ تھا اس نے کہا۔ ممکن ہے ذرہ۔ تلوار اور عامہ میں کچھ ہو۔ سواری تو دروازہ پر تھی۔ اس سے کوئی کچھ نہیں کر سکتا۔ آپ سواری رسولؐ تو لے جائیں۔

عباس اس کے کہنے میں آگئے۔ جب آپ سواری کے قریب پہنچے تو اس نے دو لتیاں بھاڑ کر ایک دشتناک آواز نکالی کہ عباس غش کر کے گر گئے۔ جب غش سے آفاقہ ہوا تو کہنے لگے۔ علیؑ بس میں کچھ نہیں لیتا۔

حضرت علیؑ نے فرمایا:

نہیں چاہا اب چند منٹ آپ یہیں کہیں آپ کی غلط فہمی میں دوڑ کر دوں۔ آپ نے ذرہ رسولؐ پہنچی عامہ سر پر رکھا۔ تلوار کر سے لٹکائی اور سواری پر سوار ہوئے۔ پھر آپ نے وہ تمام اشیاء حسنؑ کو دے کر سواری پر سوار کیا۔ پھر امام حسینؑ کو دے کر سوار کیا اور فرمایا۔ اچھا میں نے عرض کیا تھا کہ یہ مخصوص تبرکات انبیاءؑ ہیں۔ جنہیں صرف نبی یا اوصیائے نبی ہی پہن سکتے ہیں اور آپؐ نہ ہی میں نہ وہی نبی۔

## ۵۔ معاویہؓ اور حضرت علیؑ

حکاریں منائب اور مسند منیل سے مروی ہے کہ۔ معاویہؓ نے جنگ صفین میں جب دریائے فرات پر قبضہ کیا۔ اور حکم دیا کہ لشکر علیؑ کو پانی نہ لینے دیا جائے۔ تو۔

حضرت علیؑ نے مالک اشترؓ سے فرمایا۔ جا معاویہؓ کے سالار لشکر کے کہہ دے۔ ہمیں پانی بھر لینے دو۔ وہ ہٹ گئے حضرت علیؑ کے سپاہیوں نے پانی بھر لیا۔

جب معاویہؓ کو پتہ چلا تو انہوں نے سالار لشکر کو بلا لیا اور پوچھا جب میں نے تجھے منع کیا تھا۔ کہ لشکر علیؑ کو پانی نہ لینے دینا پھر تو نے کس کے حکم سے انہیں پانی لینے کی اجازت دی ہے؟

سالار نے کہا: میرے پاس تو عمرو عام گیا تھا اور اس نے کہا کہ لشکر علیؑ کو پانی لینے دے اگر عمرو نہ جاتا تو میں بھلا کیسے دریا چھوڑتا۔

معاویہؓ نے عمرو عام کو بلا کر پوچھا۔ کہ یہ کیا چکر ہے مجھے تو مشورہ دیتا ہے کہ پانی بند کر دو۔ اور خود جا کر سفارش کرتا ہے؟

عمرو عام نے کہا۔ مجھے کیا معلوم ہے نہ میں گیا ہوں۔ نہ اپنے خیمہ سے باہر نکلا ہوں۔ نہ میں کسی سے ملا ہوں

نہ میں نے کسی سے کچھ کہا ہے۔

اب معاویہؓ نے جل ابن عتاب کو پانچ ہزار کاٹ کر دے کر دریائے فرات پر مامور کیا۔ دوسرے دن صبح حضرت علیؑ نے مالک اشتر کو فرمایا۔ جا اور جل ابن عتاب سے کہہ ہمیں پانی لینے دے۔

مالک اشتر نے جا کر کہا۔ جل دریا سے ہٹ گیا۔ شکر حضرت علیؑ نے پانی بھر لیا۔

اب جو معاویہؓ کو پتہ چلا تو انہوں نے جل کو بلا کر پوچھا۔ آج کیا ہوا؟ تجھے کس نے اجازت دی تھی کہ شکر علیؑ کو پانی بھرنے

دے۔

جل نے کہا۔ حضور! اور کون کہتا۔ آپ کا بیٹا یزید خود گیا اور اس نے کہا۔ کہ شکر علیؑ کو پانی بھر لینے دو۔ معاویہؓ نے یزید کو بلایا اس سے پوچھا۔ یزید نے کہا۔ مجھے کیا پڑی تھی کہ میں حضرت علیؑ کی سفارش کرتا مجھے کوئی علم نہیں ہے۔

حضرت معاویہؓ نے جل سے کہا۔ اب جب تک کوئی میری یہ ہزلے کرنا اے اس وقت تک دریا سے نہ ہٹنا خواہ میں خود بھی آجاؤں۔

جل ہٹتا اچھا کہہ کر چلا گیا۔

تیسرے دن حضرت علیؑ نے مالک اشتر سے فرمایا۔ جا جل سے کہہ ہمیں پانی لینے دے۔ جل ایک طرف ہٹ گیا حضرت علیؑ کے لٹکے کرنے پانی بھر لیا۔

حضرت معاویہؓ نے جل کو بلا کر پوچھا۔ اب کیا ہوا تھا؟ جل نے کہا۔ ہرنا کیا تھا۔ آپ خود ہی تو کہہ گئے تھے اور کہا تھا کہ انہیں پانی بھر لینے دو۔

حضرت معاویہؓ نے کہا۔ میری ہر کہاں ہے؟

جل نے وہ ہر دکھائی۔

حضرت معاویہؓ نے کہا میں اب سمجھا یہ علیؑ کا وہی جادو ہے جو پہلے ہوا کرتا تھا۔

## ۶۔ قرض نبیؐ اور حضرت علیؑ:

بجاری میں مروی کے ابو مصمماؓ ہی سردارانِ نبیاءؑ کی خدمت میں آیا۔ اور عرض کیا۔ چند سوالات ہیں اگر ان کا جواب درست مل گیا تو کل پڑھ لوں گا۔

آپ نے فرمایا۔ بتا۔

۱۔ ابو مصمماؓ نے کہا۔ ۱۱) بارش کب آئے گی ۱۲) میری ناقہ کے پیٹ میں نہر ہے یا مادہ۔

۳۔ کل کیا ہوگا۔ ۴) میں کب اور کہاں مروں گا؟

وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ

معجزات حضرت علیؑ

وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ

آپؑ نے مسکرا کر جواب میں فرمایا۔ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَ ٤ عِلْمِ السَّاعَةِ - الخ  
ابو مصصام نے عرض کیا۔ ہاتھ بڑھائیے تاکہ میں بیعت کروں۔

آپؑ نے ہاتھ بڑھایا۔ ابو مصصام نے بیعت کی۔ اور عرض کیا۔ اگر میں اپنے تمام قبیلے کو دائرہ اسلام میں لے  
آؤں تو مجھے کیا انعام ملے گا؟  
آپؑ نے فرمایا۔

اے علیؑ تحریر کر دے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ میں محمد بن عبد اللہ بن قحطانی ہوش و حواس اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ  
اسی ناقاعیں جن کا رنگ سرخ۔ آنکھیں سفید اور ڈھیلے سپاہ ہوں گے۔ ان پر مین اور حجاز کے عمدہ مضوعات لدی  
ہوں گی ابو مصصام کو دوں گا۔

ابو مصصام نے تحریر حبیب میں رکھی اور واپس چلا گیا۔ اپنی تمام قوم کو تبلیغ اسلام کی۔ وہ مسلمان ہو گئے۔ واپس  
مدینہ آیا۔ تو اسے معلوم ہوا کہ سردارانِ نبیہ شہید ہو چکے ہیں۔

ابو مصصام نے پوچھا آپ کا خلیفہ کون ہے؟  
لوگوں نے ابو بکرؓ کی نشاندہی کی۔

ابو مصصام ابو بکرؓ کے پاس آیا اور اسے بتایا کہ محمدؐ میرا مقروض تھا میں قرضہ وصول کرنے آیا ہوں۔ وہ دنیا میں نہیں  
ہیں۔ آپ اس کے خلیفہ ہیں۔ میرا قرضہ ادا کر دیجئے۔

حضرت ابو بکرؓ نے پوچھا۔ کتنا قرض ہے؟

ابو مصصام نے تفصیل بتائی۔

حضرت ابو بکرؓ نے کہا۔ تو خلاف عقل بات کر رہا ہے۔ محمدؐ کا ترکہ ہی کیا تھا۔ ایک فذک تھا جو ہم نے بیت المال کے  
حوالہ کر دیا ہے۔ اور ایک سواری کا بچہ تھا۔ ایک ذرہ تھی۔ ایک تلوار تھی اور ایک عامہ تھا۔ یہ سب کچھ علیؑ کے پاس ہے  
ابو مصصام مایوس ہو کر واپس جانے لگا۔

جناب سلمان فارسیؓ نے اپنی زبان میں کہا۔ کہ کو دی و نکو دی حتی امیر مابردی۔ پھر ابو مصصام سے کہا آپ مایوس  
نہ ہوں۔ میرے ساتھ آئیں آپ کا قرض ادا ہو جائے گا۔

ابو مصصام جناب سلمانؓ کے ساتھ چلا آیا۔ جناب سلمانؓ نے در حضرت علیؑ پر پہنچ کر دق الباب کیا۔ حضرت علیؑ نے  
فرمایا سلمان ابو مصصام کو لے کر اندر آجا۔

ابو مصصام نے کہا۔ یہ کون ہے جسے اندر سے متہر جل گیا ہے کہ۔ ایک تو ہے اور ایک میں ہوں۔ پھر میرا نام اسے  
کس نے بتا دیا ہے۔

جناب سلمانؓ نے فرمایا یہ وہی رسولؐ اور امام امتؑ برادر رسولؐ ہے۔



جب آپ کے سامنے آئے تو ابو مصصام نے اپنا مطالبہ دہرایا۔

آپ نے جناب سلمان سے فرمایا:

جاؤ مدینہ میں منادی کر دو۔ جس شخص نے قرض رسولؐ کی ادائیگی دیکھنا ہوگی بیرون مدینہ آجائے۔ دوسرے دن

آپ نے امام حسنؑ کو فرمایا۔ بیٹے جا اور اپنے نانا کا قرض ادا کر دے۔

امام حسنؑ ابو مصصام اور جناب سلمان کو ساتھ لے کر بیرون مدینہ آئے۔ اہل مدینہ کا مجمع پہلے سے لگ چکا تھا۔

آپ ایک ٹیلہ پر آکر کھڑے ہوئے۔ دور کھت غار پڑھی۔ اور عصائے رسولؐ ٹیلہ پر مارا۔ ٹیلہ میں شکاف پڑ گیا ایک پتھر نمودار ہوا۔ جس پر لکھا ہوا تھا۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ امام حسنؑ نے دوسری بار عصا اسی پتھر پر مارا۔ اس

پتھر میں شکاف پڑا اور اس سے ایک مہار برآمد ہوئی۔ آپ نے ابو مصصام سے فرمایا۔ آپنا قرض لے لے ابو مصصام نے آگے بڑھ کر مہار کو ہاتھ میں لیا اور پیچھے ہٹتا گیا۔ اس پتھر سے ناقائیں برآمد ہوتی گئیں۔ اسی ناقہ برآمد ہونے

کے بعد پتھر کا شکاف از خود بھر گیا اور ٹیلہ بھی پہلے کی طرح باہم مل گیا۔

ابو مصصام حضرت علیؑ کے پاس آیا شکریہ ادا کیا۔

آپ نے فرمایا:

ابو مصصام ناقہ صالح کی تخلیق سے دو ہزار برس قبل اللہ نے ان ناقاؤں کو پیدا فرمایا تھا۔ اور سرور انبیاءؑ نے

مجھے بتا دیا تھا۔ اب تو نے اپنا قرض وصول کر لیا ہے۔ رسولؐ کو نبی کی وہ تحریر جو تیرے پاس ہے مجھے دیدو۔

## ۷۔ شیعہ علیؑ اور سزا:

بحار میں عمار یا سر سے مروی ہے کہ ایک کوفہ میں حضرت علیؑ دکنہ القضاء پر تشریف فرما تھے۔ کہ صفوان اکمل جو

شیعیان علیؑ سے تھا۔ اٹھا اور عرض کی۔

یا علیؑ! میں آپ کا شیعہ سے ہوں اور بے حد گناہگار ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے میرے گناہوں

سے پاک فرمادیں۔ مجھے دنیا میں میرے گناہوں کی سزا دے دیں۔ تاکہ آخرت میں میں سزا سے بچ جاؤں۔

آپ نے فرمایا:

تو نے سچ کہا ہے۔ کون سے گناہ ہیں؟

اس نے عرض کیا۔ قبلہ آپ امام حق ہیں۔ مجھے شرمندہ نہ فرمائیں۔ گناہان کبیرہ کی جتنی سزا ہو سکتی ہے۔ آپ مجھے

دے دیں۔ ایک تو پہلے گناہ کر چکا ہوں۔ اب پھر اپنے گناہوں کو دوبارہ دہراؤں مجھے شرم آئے گی۔

آپ نے فرمایا:

تلوار سے سزا پائے گا یا لگ سے؟

ولی العصر ترست ولی العصر ترست ولی العصر ترست ولی العصر ترست ولی العصر ترست ولی العصر ترست

مجازات حضرت علیؑ

ولی العصر ترست ولی العصر ترست ولی العصر ترست ولی العصر ترست ولی العصر ترست ولی العصر ترست

صفوان نے عرض کیا۔ قبلہ! آپ مجھ سے بہتر جانتے ہیں۔ ویسے میرا دل تو کہتا ہے کہ میرے گناہوں کا تقاضا ہے کہ مجھے آگ سے جلا دیا جائے۔

آپ نے مجھے فرمایا:

عمار سرکنڈوں کے ایک ہزار گٹھے کا انتظام کر اور کوفہ میں اعلان عام کر دے کہ جس کسی نے علیؑ کا قبضہ حفرہ دیکھنا ہو کل بیرون کوفہ آجائے۔

پھر آپ صفوان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا۔ اس وقت گھر جا۔ جو وصیت کرنا ہے کرے۔ اور اہل خانہ سے الوداع کرے عمار سرکنڈوں کا انتظام کرنے چلا گیا اور صفوان اپنے گھر گیا۔ اپنی جائیداد تقسیم کی۔ اولاد کو وصیت کی اور مسجد میں آکر بیٹھ گیا۔

دوسری صبح کو بیرون کوفہ بے پناہ ہجوم تھا۔ لوگ تماشا دیکھنے کی خاطر جمع ہو گئے تھے۔

آپ نے مجھے فرمایا:

عمار اعلان کر دے کہ۔ اگر صفوان میرے مخلص شیعوں سے ہوا تو اسے آگ نہ جلائے گی۔ اور اگر منافقین سے ہوا تو راکھ بن جائے گا۔

پھر آپ نے صفوان سے فرمایا۔ جا سرکنڈوں کے بیچ میں بیٹھ کر اسی خلوص دل سے آگ لگا جس خلوص دل سے تو نے توبہ کی ہے اور مجھے پاک کرنے کو کہا ہے۔

صفوان نے حضرت علیؑ کے ہاتھوں کا بوسہ لیا۔ اور سرکنڈوں پر جا کر بیٹھ گیا۔ آگ جلائی۔

تمام سرکنڈے جل کر راکھ ہو گئے۔ لیکن صفوان کے نہ تو سفید کپڑوں پر ایک چنگاری کا داغ لگا اور نہ ہی دھوئیں کا نشان آیا پھر حضرت علیؑ نے فرمایا:

ہمارے شیعہ ہمارے ہی ہیں اور میں بقول نبی صادق جنت جہنم کا قسیم ہوں۔

۸۔ قرضہ نبیؐ اور حضرت علیؑ:

بحاریں ابن عباس سے مروی ہے کہ جب سردار انبیاءؑ شہید ہو گئے اور انہیں دفن کر دیا گیا۔ تو ابو بکرؓ نے ایک مشروط اعلان عام کیا۔

جس کسی کا سردار انبیاءؑ پر قرضہ ہو وہ دو گواہ لے آئے اور آنحضرتؐ کا قرضہ وصول کرے۔

ایک اعلان حضرت علیؑ نے بھی کیا۔ لیکن حضرت علیؑ نے غیر مشروط اعلان کیا یعنی اعلان علیؑ میں گو اہوں وغیرہ جیسی کوئی شرط نہ تھی۔ مطلق اعلان تھا کہ۔

آنحضرتؐ جس کسی کے مقرض ہوں وہ اگر مجھ سے قرض وصول کرے۔

ولی العصر ترست ولی العصر ترست ولی العصر ترست ولی العصر ترست ولی العصر ترست ولی العصر ترست

ایک دیہاتی عرب آیا۔ اس نے منڈا سیہ باندھا ہوا تھا گلے میں تلوار عائلتی اور ہاتھ میں توپچا نیزہ تھا۔ گھوڑے پر سوار تھا۔ اس نے ابو بکر سے مطالبہ کیا کہ آنحضرتؐ میرے مفروض تھے۔

حضرت ابو بکرؓ نے پوچھا۔ کتنا قرض تھا؟

اس نے کہا۔ ایک سو سرخ ناقہ جن پر سونا اور چاندی لدا ہوا اور غلام بھی ساتھ ہوں۔

حضرت ابو بکرؓ نے کہا۔ گواہ کون ہے؟

اس نے کہا۔ اللہ کے سوا میرا کوئی گواہ نہیں ہے۔

حضرت ابو بکرؓ نے کہا۔ گواہوں کے بغیر میں کیسے اتنا بڑا قرض چکا سکتا ہوں۔ اگر گواہ ہوتے تو بھی تیرا مطالبہ ناممکن تھا۔ کسی نے اسے بتایا کہ علیؑ نے بھی قرض نبی چکانے کا اعلان کر رکھا ہے۔ اور اس کے اعلان میں کسی گواہ وغیرہ کی کوئی شرط نہیں ہے۔ جا علیؑ سے مانگ وہاں سے کچھ نہ کچھ وصول ہو جائے گا۔

وہ عرب حضرت علیؑ کے پاس آیا۔ آپ نے جونہی اسے دیکھا۔ فرمایا۔

میں اس شخص کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ جو اپنے والد کے وعدہ کو نبھانے آیا ہے جو وعدہ اس سے نبی عالمینؐ نے کیا تھا۔ اس نے عرض کیا۔ قبلہ اب مجھے امید ہو چکی ہے کہ میرا مطالبہ پورا ہو جائے گا پہلے یہ تو فرمادیں کہ میرے والد سے نبی کو نبینؐ نے کیا وعدہ کیا تھا؟

آپ نے فرمایا:

تیرا باپ دال کو نبینؐ کے پاس آیا تھا۔ اس نے کہا تھا۔ کہ میں اپنی قوم کا سردار ہوں جو کہتا ہوں وہ انکار نہیں کرتے۔ اگر میں انہیں دعوت اسلام دوں تو وہ مان جائیں گے۔ لیکن مجھے کیا انعام ملے گا؟

آنحضرتؐ نے پوچھا تھا۔ تو دنیا میں انعام لینا چاہتا ہے یا آخرت میں؟

تیرے باپ نے کہا تھا۔ قبلہ میں دنیا میں مفلوک الحال ہوں۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ آپ میرے لیے دنیا اور آخرت ہر دو جگہ انعام مقرر فرمادیں۔ اللہ تو بڑا کریم ہے اور آپ سے بھی بخل کی توقع نہیں کی جاسکتی۔

آنحضرتؐ نے مسکرا کر فرمایا تھا۔ ٹھیک ہے آخرت میں تو عنقی ہوگا۔ اور دنیا میں تجھے ایک سو سرخ ناقہ جو سونے اور چاندی سے لدی ہوگی۔ انعام دوں گا۔

تیرے والد نے پوچھا تھا۔ قبلہ! اگر میں انعام لینے سے پہلے دنیا چھوڑ جاؤں۔ تو میری اولاد کو ملے گا؟

آنحضرتؐ نے فرمایا تھا۔ ہاں تیری اولاد کو ملے گا۔

تیرے باپ نے پوچھا تھا۔ اگر میرے یا میری اولاد کے آنے سے پہلے آپ دنیا چھوڑ جائیں تو وعدہ کون پورا کرے گا؟

آنحضرتؐ نے فرمایا:

میں آج ہی تجھے بنا دوں۔ آج کے بعد نہ تو مجھے دیکھے گا اور نہ میں تجھے دیکھوں گا۔ تیرا بیٹا قرض وصول کرنے آئے گا اور میرا وصی و خلیفہ وہ قرض ادا کرے گا۔

تو اس باپ کا بیٹا ہے اور میں اس نبی کا وصی و خلیفہ ہوں۔

اس نے قدم بوس ہو کر عرض کیا۔ قبذہ آپ نے بالکل سچ فرمایا ہے۔ اب وعدہ پورا ہونا چاہیے۔

آپ نے ایک کاغذ پر کچھ لکھا۔ امام حسن کو بلایا۔ اور فرمایا۔ بیٹے! وادی عقیق میں چلے جاؤ۔ اہل وادی کو میرے سلام دینا اور ہر رقعہ وسط وادی میں رکھ دینا۔ جو کچھ مل جائے اس عرب کے حوالہ کر دینا۔ عباس کہتا ہے کہ میں امام حسن کے ساتھ گیا۔ جب آپ وادی عقیق میں پہنچے تو امام حسن نے باؤں بند فرمایا۔

اے منتقی اور نیک بابیو! میں وصی رسول کا فرزند حسن ہوں۔ میں فرزند رسول ہوں۔ وصی رسول کا فرستادہ ہوں۔ یہ کہہ کر وہ رقعہ وادی میں رکھ دیا۔ میں نے وادی سے آواز سنی۔

اے سبط رسول! اے فرزند رسول! اور جگر گوشہ سید الاوصیاء! ہم حاضر ہیں۔ آپ کا پیغام ہم نے سن لیا ہے۔ ذرا سی دیر انتظار کریں۔ ہم تعمیل حکم کرتے ہیں۔

مجھے نہیں معلوم کہ کہاں سے آواز آئی اور کہاں سے ناقائیں ٹکلتا شروع ہوئیں۔ میں نے یہی دیکھا کہ ایک غلام زمین سے نکلا اس کے ہاتھ میں ناقہ کی ہمار تھی اس کے پیچھے چھ ناقائیں تھیں جو لدی ہوئی تھیں۔ پھر تو ایک سلسلہ شروع ہو گیا۔ غلام نکلنے لگے۔ اور ہر غلام کے ہاتھ میں ہمار تھی۔ اس کے پیچھے چھ ناقاؤں کی قطار ہوتی تھی آخری قطار میں چار ناقائیں تھیں۔ جب پوری سوناقت ہو گئی تو امام حسن نے اس عرب سے فرمایا۔ اے اپنے غلام اور ناقائیں سنبھال لے۔ میرے نانا کا وعدہ پورا ہو گیا ہے۔



# معجزانہ فیصلے

## ۱۔ دس بھائیوں کی ایک بہن!

راوندی نے خراج میں روایت کی ہے کہ ایک عرب قبیلہ میں دس بھائیوں کی ایک بہن تھی۔ انہوں نے بہن سے کہا ہم جو کچھ لاکر لائیں گے تیرے ہاتھ پر رکھ دیں گے۔ بشرطیکہ تو شادی وادی کا خیال نہیں کسے گی۔ اس نے قبول کر لیا۔ اور بلا شادی کے زندگی گزارنا شروع کر دی۔

ایک مرتبہ جب وہ ایام ماہواری سے فارغ ہوئی اور اپنے گھر کے قریب قبیلہ کے تالاب میں غسل کرنے گئی تو اسے پتہ چل گیا اور چونکہ اس کی رحم میں داخل ہو گئی۔

کچھ دنوں بعد اس کا پیٹ پھول گیا۔ بھائیوں نے سمجھا کہ ہماری بہن نے خیانت کی ہے۔ کچھ نے تو کہا کہ اسے چپکے سے قتل کر دیتے ہیں اور کچھ بھائیوں نے کہا۔ ہمیں اسے حضرت علیؑ کے سپرد کر دینا چاہیے تاکہ اس کو اپنے جرم کی سزا مل جائے گی اور اس جیسی دوسری بدکار بہنوں کو عبرت حاصل ہوگی۔ اسی مشورہ پر سب رضا مند ہو گئے اور اسے حضرت علیؑ کے پاس لے آئے۔

انہوں نے حضرت علیؑ کو تمام واقعہ سنایا۔ حضرت علیؑ نے بچوں کے چوں سے ایک بھرا ہوا طشت منگوایا اور اس لڑکی کو اس میں بیٹھنے کا حکم دیا۔ جب پیٹ کے اندر چونک نے بچوں کی بوسہ منگھی تو وہ اس کی رحم سے باہر آ گئی۔

یہ دیکھ کر وہ سب بھائی کہتے لگے۔

یا علی! انت ربنا العلی! انک تعلم الغیب۔ اے علیؑ تو ہی ہمارا عالم الغیب رب ہے۔

حضرت علیؑ نے انہیں ڈانٹا اور فرمایا۔ خبردار ایسی بکواس پھر کبھی نہ کرنا۔ مجھے میرے آقاؐ نے پر بتا دیا تھا۔ کہ یہ واقعہ فلاں سال کے فلاں ماہ میں فلاں دن اور فلاں وقت پیش آئے گا۔



## ۲۔ نامعلوم قاتل:

محکمہ میں جناب میٹم تمارے مردی ہے کہ ایک دن حضرت علیؑ مسجد کوفہ میں اپنے تمام صحابہ کے درمیان تشریف فرما تھے۔ کہ ایک انتہائی دراز قامت شخص داخل مسجد ہوا۔ اس نے سفید ریشم کی قبا پہن رکھی تھی۔ زرد عمامہ سر پہ باندھ رکھا تھا۔ دو تلواریں کمر سے لٹکا رکھی تھیں۔ بلاسلام و دعا آکے بیٹھ گیا۔ تمام لوگ حیرت سے اس کی طرف دیکھنے لگے۔ حضرت علیؑ سر جھکائے بیٹھے رہے آپ نے اس کی طرف کوئی توجہ نہ دی۔ جب لوگ آرام سے بیٹھ گئے۔ تو اس نے تلوار زبان کو میان سے نکالا اور کہنے لگا۔

تم میں سے فصاحت کا درجہ ہوا۔ بلاعت کا عمامہ باندھنے والا کون ہے؟

تم میں سے مولود حرم۔ عالی شیم اور معروف بالکرم کون ہے؟

تم میں سے دشمن کے دانت کھٹے کر دیتے والا اور مرد میدان کون ہے؟

تم میں سے ابوطالب کی شاخ۔ نہ خطا کرنے والے نقاش بازار اور ہر فریادی کا فریاد ارس کون ہے؟

تم میں سے وہ نائب نبیؐ جس نے ہرگز سے وقت میں اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر نصرت نبیؐ کی وہ کون ہے؟

حضرت علیؑ نے سر بلند کیا۔ اور فرمایا۔ اے ابوسعید مالک ابن فضل ابن ربیع ابن مدرکہ ابن نجید ابن صلت

ابن حارث ابن وثران ابن اشعث ابن ابی سمیع رومی بتایا کیا بات ہے؟

مالک نے کہا۔ ہمیں اطلاع ملی ہے کہ آپ نبیؐ کو نبیؐ کے بعد ان کے خلیفہ اور حلال مشکلات ہیں۔ میں

ساتھ ہزار افراد کا نمائندہ ہوں۔ جنہیں لوگ عقیدہ کہتے ہیں۔ میری قوم نے مجھے ایک مردہ دیا ہے جو کافی عرصہ

سے مرا ہوا ہے۔ اگر آپ نے اسے زندہ کر دیا۔ تو ہمیں یقین ہو جائے گا کہ آپ نجیب الاصل۔ اللہ کی طرف سے

مخلوق خدا پر حجت اور محمد مصطفیٰ کے خلیفہ برحق ہیں۔ اور اگر آپ نے اسے زندہ نہ کیا تو ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ مجبور ہو

جائیں گے۔ کہ آپ بھی دوسروں کی طرح فراڈ ہیں اور صرف اقتدار کی خاطر لہا دہ نیابت نبوت اور رکھا ہے۔

آپ نے مجھے فرمایا:

میٹم اٹھ اونٹ پر بیٹھ جا اور کوفہ کے ہر گلی کوچہ میں اعلان عام کر دے کہ جس نے خلیفہ رسولؐ اور زوج نبولؐ

کے اس علم و فہم کا مشاہدہ کرنا ہو جو اللہ نے اسے دی تو وہ کل نجف آجائے۔ میں نے تعمیل ارشاد کرتے

ہوئے پورے کوفہ میں متا دی کر دی۔ دوسرے دن لوگ جوق در جوق نجف کی طرف دوڑنے لگے۔

آپ نے مجھے فرمایا:

میٹم اس عرب اور اس کے ساتھیوں کو بھی نجف لے آ۔ جب ہم وہاں پہنچے تو کچھ دیر بعد حضرت علیؑ بھی

پہنچ گئے۔ اور ایک بلند جگہ پر کھڑے ہو کر فرمایا:

لوگو! جو کچھ ہمارے کمالات دیکھ رہے ہو لوگوں کو بتاتے رہنا اور ان کی روایت کرتے رہنا۔

پھر آپ نے مالک سے فرمایا:

اب جا چند مسلمان بھی اپنے ساتھ لے جا اور میت اٹھا کر میرے پاس لے آؤ۔ انہوں نے ایک تابوت بردار کیا۔ جس میں بستر ریشم کے بستر پر ایک نوخیز نوجوان ذبح شدہ تھا۔ جس کے رخسارے ابھی تک بالوں سے خالی تھے۔ حضرت علیؑ نے پوچھا۔ اسے قتل ہوئے کتنے دن ہو گئے ہیں؟

مالک نے جواب دیا۔ آج اکتالیسواں دن ہے۔

حضرت علیؑ نے فرمایا:

اب بتا بات کیا ہے؟

مالک نے کہا۔ یا علیؑ! اگر بات یہیں معلوم ہوتی تو آپ کے پاس کیوں گئے۔ ہمیں یہی کچھ معلوم ہے کہ رات کو تندرست سویا۔ اور صبح کو اپنے بستر پر ذبح کیا ہوا پایا گیا۔ ہمارے قبیلہ کی خواہش ہے کہ آپ اسے زندہ کریں تاکہ یہ بتائے کہ اسے کس نے قتل کیا ہے؟ ایک بہت بڑا فتنہ ہے جو ابل رہا ہے۔

حضرت علیؑ نے فرمایا:

کیا اس نے پہلے اپنے چچا کی بیٹی سے شادی کی تھی؟

مالک نے کہا۔ ہاں کی تھی۔

حضرت علیؑ نے فرمایا:

کچھ عرصہ بعد اس نے چچا کی بیٹی کو طلاق دے کر دوسری شادی کر لی تھی؟

مالک نے کہا۔ کر لی تھی۔

آپ نے فرمایا: اسے انتقام کے جذبہ سے مغلوب ہو کر اپنے چچا نے قتل کیا ہے۔

مالک نے کہا۔ ایسا ہی ہو گا۔ لیکن جب تک یہ زندہ ہو کر خود نہیں بتائے گا اس وقت تک میری قوم کوئی بات ماننے

پر تیار نہیں۔ آپ نے حمد خدا بیان کی۔ نبی اکرمؐ پر درود بھیجا۔ اور فرمایا۔ اے ابل کوفہ! تمہیں معلوم ہے کہ نبی اسرائیلؑ کی ایک گائے سے حضرت موسیٰؑ نے مردہ کو زندہ کیا تھا؟

تمام ابل کوفہ نے کہا۔ ہمیں معلوم ہے۔

آپ نے فرمایا:

میری موت بارگاہِ خالق میں بنی اسرائیلؑ کی گائے سے کہیں زیادہ ہے۔ گائے کا گوشت مردہ کو مارا گیا تھا۔ اور وہ زندہ ہوئی تھی۔ اب میں قدم کی ٹھوکر سے اسے تمہارے سامنے زندہ کرتا ہوں۔

پھر آپ نے اس مردہ کو قدم کی ٹھوک ماری اور فرمایا: اے بدرک ابن حنظلہ ابن عسنان ابن ہجر ابن فہر ابن سلامہ ابن طیب ابن اشعث اذن خدا سے اٹھ۔ اللہ تجھے علیؑ کے ہاتھوں زندگی دے رہا ہے۔

وہ لڑکا لیک لیک کہتا ہوا اٹھا۔

آپ نے پوچھا۔ تجھے کس نے قتل کیا تھا؟

لڑکے نے جواب دیا میرے چچا حارث ابن عسنان نے۔

آپ نے فرمایا: اٹھ اور واپس گھر جا۔ مالک نے عرض کیا۔

قبیلہ! ایک مرتبہ تو آپ نے زندہ کر دیا ہے۔ اگر پھر انہوں نے قتل کر ڈالا تو مجھے زندگی کہاں سے ملے گی۔ آپ مجھے اپنے قدموں سے دور نہ کریں۔ آپ میں کہیں نہیں جاتا۔ آپ کی بوتلیاں سیدھی کرتا رہوں گا۔

آپ نے مالک سے کہا۔ جا اپنی قوم کو بتا کہ قاتل فلاں تھا۔

مالک نے کہا۔ میرے آقا! اب میں آپ کے قدم نہیں چھوڑوں گا۔ مرتے دم تک آپ کے ساتھ ہوں۔

اللہ اس شخص پر لعنت کرے جس کے سامنے حق داغ ہو جائے۔ اور وہ پھر حق کو چھوڑ کر دوسری جگہ بھٹکتا پھرے وہ دونوں آپ کے ساتھ رہے اور جنگ صفین میں شہید ہوئے۔

### ۳۔ بیٹا یا شوہر!

کشف الغمہ میں ہے کہ کوفہ میں ایک شخص حضرت علیؑ کے ساتھ بالعموم شریک جنگ رہا کرتا تھا۔ اس نے کوفہ میں ایک عورت سے شادی کی۔ جو سن میں اس سے بڑی تھی۔ شادی کے بعد ایک رات حضرت علیؑ مسجد کوفہ میں تشریف فرما تھے کہ آپ نے اپنے گرد بیٹھنے والوں میں سے ایک کو حکم دیا کہ۔ فلاں محلہ میں فلاں گلی میں۔ فلاں دروازہ کھٹکھٹا وہاں ایک عورت اور ایک مرد آپس میں کٹی دن سے جھگڑ رہے ہیں انہیں بلا کے لے آ۔

وہ شخص چلا گیا۔ رات کا کافی حصہ گزر چکا تھا۔ جب وہ دونوں آگئے تو آپ نے مرد سے پوچھا کیا بات ہے تم دونوں آپس میں جھگڑا ختم ہی نہیں کرتے۔

مرد نے عرض کیا۔ قبلہ میں نے اس عورت سے شادی کی ہے جب مجھے غلوت نصیب ہوئی تو مجھے اس سے ایسی نفرت آئی کہ میں اسے بغیر ہاتھ لگائے اٹھ گیا۔ اس وقت سے آج تک ہمارا تنازعہ چل رہا ہے اگر میرے بس میں ہوتا تو میں اسی وقت اسے اپنے گھر سے نکال دیتا۔

حضرت علیؑ نے اپنے گرد والوں سے فرمایا۔ اللہ تم پر رحم فرمائے کچھ باتیں ایسی بھی ہوتی ہیں جو دوسروں کی رسوائی کا باعث بنتی ہیں اس لیے تم لوگ یہاں سے چلے جاؤ۔

جب سب چلے گئے تو حضرت علیؑ نے عورت سے فرمایا۔ یہ مسجد خانہ خدا ہے۔ میں جو کچھ پوچھتا جاؤں بالکل سچ سچ بتاتی جانا۔

عورت نے عرض کیا۔ قبہ آپ کے سامنے خانہ خدا میں میں کیسے جھوٹ بول سکوں گی۔  
آپ نے پوچھا۔ کیا تو اس جوان کو پہچانتی ہے؟  
عورت نے کہا۔ نہیں۔

آپ نے فرمایا۔ کیا تو فلا نہ بتت فلاں ہے؟  
اس نے کہا۔ ہاں۔

آپ نے فرمایا: تیرا ایک چچا زاد تھا جس کا نام فلاں تھا تم دونوں کو ایک دوسرے سے محبت تھی؟  
عورت نے کہا۔ ہاں

آپ نے فرمایا: تیرے باپ نے تجھے اپنے چچا زاد کے ملنے سے منع کیا تھا؟  
عورت نے کہا۔ ہاں

آپ نے فرمایا: تیرا باپ اپنا پہلا گھر چھوڑ کر دوسری جگہ اسی لیے منتقل ہوا تھا۔ کہ تو اس سے نہ ملے؟  
عورت نے کہا۔ ہاں

آپ نے فرمایا: ایک رات تو رنج حاجت کے لیے باہر نکلی تھی اور تیرے چچا زاد نے بزور تجھ سے مباشرت کی تھی؟

عورت نے کہا۔ ہاں

آپ نے فرمایا: تجھے حل ہو گیا تھا اور تو نے باپ کو اطلاع نہیں دی تھی اور ماں کو اس حقیقت سے مطلع کر دیا تھا؟

عورت نے کہا۔ ہاں۔

آپ نے فرمایا:

جب وضع حمل کا وقت قریب ہوا تھا۔ تو تیری ماں۔ تجھے گھر سے باہر لے گئی تھی۔ وہاں تو نے ایک لڑکا جنا تھا اور اسے ایک کپڑے میں لپیٹ کر دیوار کے اوپر سے کوڑے کرکٹ کی جگہ پر پھینک دیا تھا؟

عورت نے کہا۔ ہاں

آپ نے فرمایا: اسی وقت ایک کتے نے تیرے بیٹے پر حمل کیا تھا۔ اور تو نے ایک ڈھیلا کتے کو مارا تھا جو اس بچے کے سر پر لگا تھا؟

عورت نے کہا۔ ہاں۔

آپ نے فرمایا: پھر تم دونوں ماں بیٹی اس کوڑا کرکٹ کے ڈھیر پر آئیں تھیں۔ اور تم نے اس کے سر پر بیٹی باندھ کر پھر اسے کپڑے میں لپیٹ کر وہیں چھوڑ دیا تھا اور خود واپس گھر آ گئی تھیں؟ عورت خاموش ہو گئی۔

آپ نے فرمایا: دیکھ اگر میں سچ کہہ رہا ہوں تو تصدیق کر دے ورنہ کہہ دے کہ غلط ہے۔ عورت نے کہا: یا علی! حیرت ہے۔ یہ وہ معاملہ ہے جو میرے میری ماں۔ اور خدا کے علاوہ کسی کو معلوم نہیں آپ کو کیسے معلوم ہو گیا؟

آپ نے فرمایا: جو چیز اللہ کے علم میں ہوتی ہے وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے بتا دیتا ہے۔ آپ نے فرمایا: اس سے آگے تجھے کچھ معلوم نہیں اب میں بتاؤں۔ صبح کو فلاں بن فلاں نے اسے اٹھالیا اس وقت تک وہ بچہ زندہ تھا۔ اس بچے نے اسی قبیلہ میں پرورش پائی۔ جب بڑا ہو گیا تو ان کے ساتھ کوہ آیا۔ اس نے تیری خواستگاری کی یہ وہی تیرا بیٹا ہے۔

آپ نے مرد سے فرمایا: سر سے کپڑا ہٹا۔ جب اس نے کپڑا ہٹایا تو آپ نے فرمایا: ذرا توجہ سے یاد کر جو ڈھیلہ تو نے کتے کو مارا تھا۔ بچہ کے سر پر اسی جگہ لگا تھا۔ اور یہ آج تک داغ موجود ہے۔ بایہ تیرا بیٹا ہے۔ تمہارا کوئی نکاح نہیں ہے۔ اللہ نے تم دونوں کو از تکاب حرام سے محفوظ رکھا ہے۔

## ۴۔ بچہ کی میراث؛

مدینہ میں ایک بچے نے عمر سے اپنے باپ کے مال کا مطالعہ کیا۔ اور اس نے بتایا کہ میں مدینہ میں ہوں اور میرا باپ کوہ میں فوت ہوا ہے۔ عمر نے بچے کو جھڑکا اور کہا: تیرا داغ خراب ہے۔ کوہ میں مرنے والا تیرا باپ کیسے ہو سکتا ہے۔ جب کہ وہ اتنا بوڑھا تھا کہ قابل اولاد بھی نہ تھا۔

بچہ مدوتا ہوا واپس آ رہا تھا۔ راستہ میں حضرت علیؑ مل گئے۔ آپ نے دھوپ بھی تو اس بچے نے وہی بات حضرت علیؑ کو بتائی۔

حضرت نے فرمایا: اُسے مسجد میں لاؤ میں اس کا وہ فیصلہ کروں گا کہ دیکھے دلے حیران رہ جائیں گے۔

آپ نے پوچھا: کہ بچے کے والد کی قبر کہاں ہے؟

بتایا گیا۔ مدینہ میں ہے۔

آپ نے فرمایا:

چلو بچے کے باپ کی قبر پر۔



جب قبر پر آئے تو آپ نے فرمایا۔ قبر کھولو اور اس کی پسلی کی ایک ہڈی نکال کر مجھے دو۔

قبر کو کھول کر پسلی کی ہڈی لائی گئی۔ حضرت علیؑ نے بچے کو سونگھنے کے لیے دی۔ بچے نے جوں ہی ہڈی کو سونگھا اس کی ناک سے خون کا فوارہ ابل پڑا

آپ نے فرمایا:

یہی میت اس کا واقعی باپ ہے۔ اس کا ترکہ اسے دے دو۔

حضرت عمرؓ نے کہا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہڈی سونگھتے سے خون آجائے اور ہم ترکہ اس کے حوالہ کریں۔

آپ نے فرمایا:

اچھا اب یہی ہڈی دوسروں کو سونگھاؤ۔ کئی پرکچھ اثر نہ ہوا۔ آپ نے فرمایا۔ ایک مرتبہ پھر بچے کو سونگھاؤ جوں ہی بچے نے ناک پر رکھی فوراً خون کا فوارہ ابل پڑا۔

آپ نے فرمایا: اگر یہ صرف اس بچے کا باپ نہ ہوتا تو پھر دوسروں کو ہڈی سونگھ کر خون کیوں نہیں آتا۔

چنانچہ عمرؓ نے اس کا تمام ترکہ اس بچے کے حوالے کر دیا۔ آپ نے فرمایا۔ بخدا میں نے نہ کبھی جھوٹ بولا ہے اور نہ کبھی جھٹلایا گیا ہوں۔

## ۵۔ بے گناہ قاتل:

مناقب میں ابوالنفاس کو فی سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ عمرؓ کے پاس ایک حبشی غلام لایا گیا اور بتایا گیا کہ اس نے اپنے آقا کو قتل کیا ہے۔ حضرت عمرؓ نے غلام سے پوچھا۔

کیا تو نے اپنے آقا کو قتل کیا ہے؟

غلام نے کہا۔ بالکل قتل کیا ہے۔

حضرت عمرؓ نے کہا۔ تو نے کیوں قتل کیا ہے؟

غلام نے کہا۔ اس نے اپنے مالکانہ حقوق سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے مجھے دبوچ کر خلاف فطرت بدفعی کی تھی۔

حضرت عمرؓ نے حکم دیا کہ اسے بدلہ میں قتل کر دیا جائے۔

حضرت علیؑ کو معلوم ہوا تو آپ فوراً مسجد میں تشریف لائے۔ اور عمرؓ سے فرمایا۔ تین دن تک اسے کوئی

سزا مت دو اسے جیل میں ڈال دو۔ اس کے دعویٰ کی تصدیق ضروری ہے۔

حضرت عمرؓ نے کہا۔ جب وہ خود اقرار کر رہا ہے۔ تو پھر تصدیق کا ہے کی؟

حضرت علیؑ نے فرمایا:

اس کے مولیٰ پر الزام کی تصدیق ضروری ہے۔

حضرت عمرؓ نے کہا میت سے کیسے الزام کی تصدیق ہوگی۔ جب کہ وہ دفن ہو چکا ہے؟

حضرت علیؓ نے آقا کے وارثوں سے پوچھا۔ تم نے مقتول کو کب دفن کیا ہے؟

انہوں نے جواب دیا۔ ابھی اس کے دفن سے قارغ ہو کر قاتل کو دربار میں لائے ہیں۔

حضرت علیؓ نے فرمایا:

اگر اس کا الزام درست ثابت ہوا تو پھر یہی کیا تم اسے مقتول کے عوض قتل کرو گے۔

حضرت عمرؓ نے کہا۔ اگر الزام درست ثابت ہو جائے تو کیا یہ قاتل نہیں ہے؟

حضرت علیؓ نے فرمایا:

کیا اسلام کسی مسلمان کو اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ وہ اپنی عفت کا تحفظ کرے۔

حضرت عمرؓ نے کہا۔ گویا اگر الزام ثابت ہو جائے تو اسے قتل نہیں کیا جائے گا؟

حضرت علیؓ نے فرمایا: اسے قتل نہیں کیا جائے گا۔

حضرت عمرؓ نے کہا۔ لیکن اب میت سے الزام کیسے ثابت ہوگا؟

حضرت علیؓ نے فرمایا:

تین دن تک نہ غلام کہیں جائے اور نہ آپ اسے تین دن جیل میں رکھیں۔ تیسرے دن خود بخود الزام

ثابت ہو گا یا اس کا دعویٰ غلط ہوگا۔ اگر الزام ثابت ہو گیا تو غلام بری ہوگا اور اگر دعویٰ غلط ہوا تو اسے قتل کر دینا

تیسرے دن حضرت علیؓ مسجد میں آئے عمرؓ کو ہاتھ سے پکڑا اور مقتول کی قبر پر آکر درٹا سے پوچھا۔

کیا مقتول کی قبر یہی ہے؟

انہوں نے عرض کیا۔ قبلہ یہی ہے۔

حضرت علیؓ نے فرمایا: ذرا قبر کھودو!

وارثوں نے قبر کھودی۔ جب حد تک پہنچ گئے۔ حضرت علیؓ کو بتایا۔

آپ نے فرمایا:

میت قبر سے باہر نکالو!

انہوں نے قبر میں دیکھا تو انہیں کچھ بھی نظر نہ آیا۔ پھر ایک آدمی قبر میں اتر گیا۔ قبر خالی تھی۔ حضرت علیؓ کو بتایا کہ

قبر میں کچھ بھی نہیں ہے۔

حضرت علیؓ نے اپنے باواز بلند تین مرتبہ اللہ اکبر کہا اور فرمایا۔ ماکذبت ولا کذبت میں نے کبھی جھوٹ بولا ہے نہ کبھی جھوٹا کیا ہوں

میں نے اپنے آقا و مولیٰ نبی حرمین سے سنا ہے۔ وہ فرما رہے تھے۔ میری امت میں سے جو بھی قوم لوٹا

عل کرے گا۔ اور اسی حالت میں مرجائے گا اسے قوم کو طے جیسے عذاب سے میری امت ہونے کی بدولت مرنے کے تین دن بعد تک مہلت ہوگی۔ مرنے کے تیسرے دن بدوہ اپنی قبر میں نہیں رہے گا لہذا اسے وہاں سے اٹھا کر قوم کو طے کے پاس پہنچا دیں گے۔

## ۶۔ غاصب کا انجام:

فضائل شاذان ابن جبریل میں عمار باہر سے روایت کی ہے کہ ایک دن میں مسجد کوفہ میں حضرت علیؑ کے پاس بیٹھا تھا کہ بیرون مسجد ایک شور و غل مچا ہوا۔ آپؑ نے فرمایا:

عمار! میری ذوالفقار مجھے دے اور پھر باہر جا کر ظالم مرد کو میری طرف سے کہہ دے اگر تو اپنے جبر سے باز نہ آیا اور عورت پر تشدد سے نہ رکا تو پھر میں اپنی ذوالفقار سے تجھے رد کوں گا۔ جناب عمار کا بیان ہے کہ میں باہر گیا تو دیکھا کہ ایک مرد نے ایک اونٹ کی ہماریں ہاتھ ڈالا ہوا ہے۔ اور کہہ رہا ہے اونٹ میرا ہے۔ اور دوسری طرف عورت نے بھی ہمار کو پکڑا ہوا ہے اور کہتی ہے کہ اونٹ میرا ہے۔ لوگوں کا جھج لگا ہوا ہے۔ کوئی کچھ بھی نہ کہہ رہا تھا سب تماشائی بنے ہوئے دیکھ رہے تھے۔ میں نے اس مرد سے کہا۔ تجھے امیر المومنینؑ فرما رہے ہیں کہ عورت سے اونٹ نہ چھین یہ اونٹ عورت ہی کا ہے۔ جبر سے باز آ جا۔ اور اونٹ عورت کے حوالہ کر دے۔

اس تیرہ بخت نے مجھے کہا۔ جا جا۔ دیکھا ہوا ہے تیرے امیر المومنین کو۔ اسے کہہ اپنا کام کرے۔ اور بصرہ میں مقتول مسلمانوں کے خون سے رنگے ہوئے سرخ ہاتھ دھوئے۔ میرے معاملہ میں پھٹا نہ ڈالے میرا اونٹ اس جھوٹ کے حوالہ کرنے سے اسے کیا ملے گا۔

میں آپ کو اطلاع دینے کی خاطر واپس پلٹا۔ دیکھا تو حضرت علیؑ کے چہرے سے غصہ شیک رہا تھا آپؑ نے اس مرد سے فرمایا۔ اونٹ کی ہمار پھوڑ دے اور عورت کو دے دیے۔ یہ ای کا ہے۔ اس نے کہا۔ آپ کو کیا معلوم ہے؟ یہ اونٹ میرا ہے۔

حضرت علیؑ نے فرمایا:

او ملعون یہ اونٹ عورت کا ہے تو جھوٹ بک رہا ہے۔

اس بد بخت نے کہا۔ کیا عورت کے پاس کوئی گواہ ہے؟

حضرت علیؑ نے فرمایا:

عورت کے پاس وہ گواہ ہے جسے روئے ارض کا کوئی انسان جھٹلا نہیں سکتا۔

اس سیاہ رونے کہا۔ اگر کوئی ایسا گواہ گواہی دے دے گا تو میں اونٹ عورت کے حوالہ کردوں گا حضرت علیؑ اونٹ سے مخاطب ہوئے اور فرمایا۔ تکلم ایھا الجمل لمن انت۔ اونٹ تو ہی بتا نیرالاک کون ہے؟

اونٹ نے فصیح عربی میں جواب دیا۔

السلام علیک یا امیر المومنینؑ انا لہذہ المرأة منذ تسعة عشرة سنة۔

آقا میرا سلام ہو! میں انہیں برس سے اس عورت کی ملکیت ہوں۔

آپ نے اس کے ہاتھ سے ہمارے کز عورت کے حوالہ کی۔ اور ایک ضرب سے اس شقی اذلی کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔

۷۔ لولا علیؑ لہلک عمرؑ

(اگر علیؑ نہ ہوتے تو عمرؑ ہلاک ہو گئے تھے)

کتاب الروضہ میں منقول ہے کہ بیت المقدس سے ایک مسلمان مدینہ میں آیا۔ مزار رسولؐ کی زیارت کی اور مسجد نبویؐ میں ڈیرہ ڈال دیا۔ شب و روز عبادت میں صرف کرتا تھا۔ دن کو روزہ رکھتا رات میں مصروف عبادت رہتا۔ بالکل نوجوان۔ حسین اور خوش رو تھا۔ چھر کا دور حکومت تھا۔ اہل مدینہ میں اس کی عبادت عرب اہل بن گئی تھی۔ وہ شخص مقدسی کے نام سے معروف ہو گیا

حضرت عمرؓ اس شخص سے اس قدر متاثر ہوئے کہ شدید طبیعت کے باوجود اس کے پاس آکر بیٹھے اور اپنی خدمات پیش کرتے اور اسے کہتے تھے کہ اپنی کوئی ضرورت ہو تو مجھے بتا۔

مقدسی صرف ایک ہی جواب دیتا تھا کہ

عائق کے ہوتے ہوئے مخلوق سے کیسے مانگوں۔ آپ بھی تو میری طرح محتاج ہیں۔

جب حج کا موسم آیا۔ اور لوگ حج پر جانے کی تیاری کرنے لگے۔ تو مقدسی بھی حج پر تیار ہو گیا۔ جس دن قافلہ حج کو چھڑنے لگا۔ عمرؓ مقدسی کے پاس الوداع کو آئے۔

مقدسی نے عمرؓ سے کہا۔ اے ابوصحف! میں حج کو جا رہا ہوں۔ میرے پاس ایک چیز ہے اگر آپ میرے حج سے واپسی تک اپنے پاس امانت رکھنے کی زحمت گوارا فرمائیں تو مہربانی ہوگی۔

حضرت عمرؓ نے کہا۔ یہ بھی کوئی بات ہے۔ امانت میرے پیر کردے واپسی پر سنبھال لینا۔

مقدسی نے ہاتھی دانت کی ایک ڈبیہ دی جو لہجے کے قفل سے مقفل تھی۔ عمرؓ نے اپنے پاس رکھ لی۔ مقدسی حج پر چلا گیا۔

حضرت عمرؓ قافلہ حج کو بیرون مدینہ تک الوداع کہنے گئے۔ اس تمام راستہ میں وہ مقدسی کے ساتھ چلتا رہا۔ الوداع کرتے ہوئے عمرؓ نے امیر کارواں کو مقدسی کے بارے میں وصیت کی اور اسے کہا کہ راستہ میں اسے کوئی تکلیف نہیں ہونا چاہیئے۔ اس قافلہ حج میں ایک انصاری عورت بھی تھی۔ اسے رفتہ رفتہ اس مقدسی کے شباب اور حسن و جمال نے یہاں شروع کر دیا۔ ابتداء میں تو اس نے اپنی دلچسپی کو اس مدیک محدود رکھا کہ مقدسی جس جگہ قیام کرتا تھا یہ اس کے قریب جگہ بنالیتی تھی۔ بالآخر جب مقدسی نے اس کی طرف کوئی توجہ نہ کی تو اس نے خود پیش قدمی کی اور اس سے کہا۔

مجھے تو آپ کے اس جوان رعنا اور نرم و نازک جسم پر یہ اونی لباس اچھا نہیں لگتا۔ یقیناً یہ چھپتا ہوگا اور آپ کو تکلیف ہوتی ہوگی۔

مقدسی نے جواب دیا۔ اری بھلے مانس! اس جسم پر نرس کا کیا فائدہ جو کپڑوں اور مٹی کی غذا ہے۔ انصاری نے کہا:

آپ کا چہرہ کتنا حسین ہے۔ جب اس پر دھوپ پڑتی ہے اور حرارت سے چہرہ کارنگ سرخ ہو جاتا ہے۔ تو مجھے بڑی کوفت ہوتی ہے۔

مقدسی نے کہا: ہوش کے ناخن ہے۔ ایسی باتیں نہ کر۔ مجھے اپنے رب کریم کے حضور سے باز رکھنے کی کوشش نہ کر۔ اب عورت کے صبر کا پیمانہ بھریز ہو گیا اور اس نے کہا۔ عاید صاحب! مجھے آپ سے ایک کام ہے۔ اگر آپ نے میری مرضی کے مطابق کر دیا تو مجھ اور نہ اپنا کام نکالنے تک میں آپ کا پیچھا نہیں چھوڑوں گی۔

مقدسی نے کہا:

آپ کام بتائیں اگر میرے بس میں ہو تو ضرور کروں گا۔

عورت نے کہا۔ میں بھلا ایسا کام آپ کو کیوں کہوں گی جو آپ کے بس میں نہ ہوگا۔

مقدسی نے کہا:

آپ زیادہ پریشان نہ کریں کام بتائیں۔

عورت نے مسکاکے کہا۔ میری صرف ایک خواہش ہے کہ آپ رات کا کچھ میرے ساتھ میرے مالک کی حیثیت سے گزاریں۔ مقدسی نے کانوں کو ہاتھ لگائے۔ اللہ کا خوف دلایا سختی سے جھڑک دیا۔ اور کہا دیکھ میں اس قماش کا آدمی نہیں ہوں۔ تو بھی خانہ خدا کی زیارت کو جا رہی ہے۔ اپنے ذہن کو ان شیطانی خیالات سے پاک کر دے۔

عورت نے کہا۔ مجھ پر یہی ایسی کوئی بات اثر نہ کرے گی۔ میں عورت ہوں۔ اور کبھی اپنی توہین برداشت نہیں کر سکتی عورت کا انتقام بہت برا ہوتا ہے۔ آپ سوچ لیں۔



مقدسی نے کہا:

تو بہاں سے چلی جا۔ تیرے دل میں جو آئے۔ مجھ سے اس قسم کی کوئی توقع وابستہ نہ رکھ۔ چند دن گزرنے کے بعد ایک رات مقدسی حسب معمولی رات گئے۔ تک عبادت کرنے کے بعد اپنی جگہ سو گیا۔ یہ بدزیت عورت اٹھی اپنی پھیلی جس میں پانچ سو دینار تھے اٹھائی۔ مقدسی کے پاس جو اپنا سامان تھا اس کے پھیلے میں رکھ کر واپس اپنی جگہ جا کر سو گئی۔ صبح کو جب اٹھی اور سامان سنبھالا تو پھیلی نہ تھی۔ اس نے رونا پینا شروع کر کے ایک اور صم مچا دیا۔ قافلہ والوں نے پوچھا۔ بات کیا ہے؟

اس نے کہا: میں عورت ذات ہوں، سفر میں لٹ گئی ہوں۔ کسی نے میری پھیلی پر ہاتھ صاف کر دیا ہے۔ میرا تودار راہ اسی میں تھا۔ اور تو میرے پاس پھوٹی کوڑی بھی نہیں ہے۔

پورے قافلہ میں ہیرت کی لہر دوڑ گئی۔ سالار قافلہ نے تمام قافلہ کے سامان کی تلاشی کا حکم دیا ایک ایک کی ایک ایک چیز کی تلاشی لے گئی۔ لیکن پھیلی برآمد نہ ہوئی۔

سالار قافلہ نے کہا۔ اس پورے قافلہ کا سامان دیکھا جا چکا ہے تیری پھیلی کسی کے پاس سے برآمد نہیں ہوئی۔ البتہ مقدسی پر چونکہ اس قسم کا شبہ کرنا بھی میں گناہ سمجھتا ہوں اس لیے اس کی تلاشی نہیں لی گئی۔ عورت نے کہا:

یہ درست ہے کہ وہ مقدسی ہے لیکن جہاں تمام مہاجرین و انصار کی تلاشی لے لی گئی ہے تو اس کی تلاشی لینے میں کیا حرج ہے۔ ممکن ہے اس کا ظاہر کچھ ہوا اور باطن کچھ ہوا۔ آخر یہ باہر ہی سے مدینہ میں آیا ہے کیون جانتا ہے کہ اس کے سابقہ اعمال کیا تھے۔ کچھ دوسرے لوگوں نے بھی عورت کی تائید کی۔

سالار قافلہ مقدسی کے پاس آیا۔ مقدسی نماز صبح کے بعد سو رہا تھا۔ سالار قافلہ نے اسے جگایا۔ اور قافلہ میں چوری کا تذکرہ کرنے کے بعد اس سے تلاشی کی اجازت مانگی۔

مقدسی بیچارا تو بے فکر تھا۔ اسے کیا معلوم تھا کہ مجھے نیکی کی سزا ملنے والی ہے اس نے سالار قافلہ سے کہا۔ جب تمام کی تلاشی لی جا چکی ہے تو مجھے ان سے الگ رکھنا علاف الضافات ہے آپ نے جس طرح دوسروں کی تلاشی لی ہے۔ میری بھی لیں۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

سالار قافلہ نے سامان کو الٹا پلٹنا شروع کیا۔ بونہی پھیلے کو الٹا تو اس سے اس عورت کی پھیلی باہر آگئی۔ وہ بھی کھڑی دیکھ رہی تھی۔ اپنی پھیلی کو دیکھ کر چھٹی اور کہنے لگی۔ یہ میری پھیلی ہے۔ دیکھا میں نہ کہتی تھی کہ اس کی نازوں پر نہ جاؤ۔ اندر سے کچھ اور معلوم ہوتا ہے۔

اب کیا تھا۔ پورے قافلہ نے اس بیچارے کو لاتوں اور کونوں پر رکھ لیا۔ جب مار مار کر ٹھک گئے تو اسے

زنجیر پہنا دیئے۔ کراچ سے واپسی کے بعد مدینہ لے جائیں گے۔ اور عمر کو بتائیں گے کہ جس کی آپ نے وصیت کی تھی اس کا کرتوت یہ ہے۔

مقدس مقام کی نزہت پہنچ گیا اس نے اپنا فیصلہ اللہ پر چھوڑ دیا۔ جو کچھ بھی اسے کہا گیا یا کیا گیا اس نے کسی سے ایک لفظ تک نہ کہا۔ طعنہ زنی کے نشتر اور بار سب کچھ خاموشی سے ہٹا گیا۔

جب مکہ پہنچے تو اس نے سالار قافلہ سے دست بستہ گزارش کی کہ آپ بھی حج کے لیے آتے ہیں اور میں بھی اسی نیت سے آیا ہوں۔ آپ جو ضمانت لینا چاہیں لے لیں۔ اور مجھے حج کے لیے آزاد کریں۔ میں اپنی مرضی سے حج کرنا چاہتا ہوں۔ مناسب حج کی ادائیگی کے بعد جس دن جس جگہ آپ کہیں میں پیش ہو جاؤں گا آپ مجھ سے جو سلوک بھی کریں گے۔ رضائے خدا کے بطور برداشت کر لوں گا۔ جس طرح پہلے آپ لوگوں سے شکوہ نہیں کیا پھر بھی نہیں کروں گا۔

قافلہ والے دو حصوں میں بٹ گئے۔ کچھ کہتے تھے کہ جان چھڑانا چاہتا ہے پھر کب ماتھ لگے گا۔ اور کچھ کہتے تھے کہ نہیں خدا معلوم اس نے چوری کیوں کر لی ہے ایسا نہیں لگتا جو کہہ رہا ہے۔ وعدہ پورا کرے گا۔ بالآخر اس بات پر اتفاق ہو گیا کہ اسے حج کے لیے آزاد کر دیا جائے اگر اگیا تو عمر کے پاس لے جائیں گے۔ اگر نہ آیا تو عمر کو جا کر بتا دیں گے۔ آخر ایک انجان شخص کی خاطر عمر تمام جاننے والوں کی بات مسترد نہیں کریں گے۔ اس فیصلہ کے بعد ان لوگوں نے مقدس کو چھوڑ دیا اور اسے کہہ دیا کہ حج سے فراغت کے بعد تو فلاں دن فلاں جگہ حارے پاس آجانا۔ مقدس نے ان کا شکریہ ادا کیا اور ان سے رخصت ہو گیا۔ حج سے فراغت کے بعد ان کی بتائی گئی جگہ پر واپس آ گیا۔ تمام قافلہ والے اس کی اس دیانت سے متاثر ہوئے اور کہنے لگے کہ اب اسے پایہ زنجیر کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اگر اسے جھاگنا ہوتا تو بھاگ گیا ہوتا۔ جب آہی گیا ہے تو اسے ساتھ لے چلو لیکن پابند سلاسل نہ کرو۔ چنانچہ قافلہ کے ساتھ واپس مدینہ کی راہ پر گامزن ہو گیا۔

عورت کے پاس زاد راہ ختم ہو گیا تھا۔ واپسی میں دوران سفر وہ قافلہ سے بچھڑ کر ایک جگہ زاد راہ کی خاطر ایک بستی میں گئی۔ بستی سے باہر ایک گدرا یا ملا۔ عورت نے اس سے کچھ مانگا۔

گدھے لے کہا۔ میرے پاس تو دینے کو سب کچھ ہے۔ میں دے دوں گا۔ لیکن بدلے میں مجھے کیا ملے گا؟ عورت نے کہا:

بچے اللہ کی طرف سے بڑا ملے گی۔ میں مسافر ہوں۔ قافلہ والوں میں سے بھی کسی کے پاس اپنی ضرورت سے زائد نہ تھا۔ دیر میں ادھر کا رخ نہ کرتی۔

گدھے نے کہا۔ اللہ تو ثواب قیامت میں دے گا۔ مجھے اس وقت کچھ چاہیئے۔

عورت نے کہا: اگر اس وقت میرے پاس کچھ دینے کو ہوتا تو یہاں کیوں آتی؟

گڈریے نے کہا:

میں ایسی چیز کا مطالعہ نہیں کر رہا جو تیرے پاس نہیں مجھے تو وہی کچھ چاہیئے جو تیرے پاس ہے اور مجھے کچھ دینے سے اس میں کمی بھی نہیں آئے گی تو میرا مطالعہ مان لے میں تیری ضرورت پوری کر دیتا ہوں۔

عورت نے جب دیکھا کہ اب کوئی چارہ نہیں ہے تو اس نے گڈریے کی حامی بھری۔ وہیں ٹیلے کی اوٹ میں عورت نے گڈریے کا مطالعہ پورا کر دیا۔ اور گڈریے نے عورت کو زوارا دے دیا۔ وہاں سے فارغ ہو کر عورت پھر قافلہ میں واپس آ گئی۔ ابھی تک قافلہ سستار ہوا تھا۔ کوچ نہیں ہوا تھا۔ سفر میں دو یا تین دن گزرنے کے بعد ایک دن عورت رفع حاجت کی خاطر خلوت میں گئی۔ فارغ ہو کر واپس آ رہی تھی کہ ایک ضعیف العمر شخص ملا اس نے عورت کا چہرہ دیکھ کر پوچھا۔ کیا تو حاملہ ہے؟

عورت نے کہا:

نہیں میں تو حاملہ نہیں ہوں۔

بوڑھے نے کہا۔ مجھ سے چھپانے کی ضرورت نہیں۔ دو دن پہلے تو نے جس گڈریے سے زوارا مانگا ہے۔ تو اس سے حاملہ ہو چکی ہے۔

عورت یہ سن کر رونے لگی۔

بوڑھے نے کہا۔ بھگلی کہیں کی روتی کیوں ہے؟ جس کو گڈریے کا ذائقہ معلوم ہے اسے اور بھی بہت کچھ معلوم ہے تیرے قافلہ میں جو مقدسی ہے اور تو اس سے ایک فریب پہنے کر چکی ہے۔ یہ حمل بھی اسی کے سر قنوط دے اور ابھی ابھی جا کر سالار قافلہ کو تادے کہ مقدسی نے مجھے کمزور سمجھ کر مجھ سے زبردستی کی ہے۔

یہ سن کر عورت خوش ہو گئی۔ جیسے ہی قافلہ کے قریب آئی تو دادیلا شروع کر دیا۔

قافلہ والوں نے پوچھا۔ پھر کیا ہوا؟

عورت نے رو رو کر کہا:

اس مقدسی ظالم نے مجھے کہیں کا نہیں چھوڑا۔ اس نے زبردستی مجھے اگر بالہ جزا کیا۔ میں شرم کے مارے کچھ نہ کہہ سکی اور نہ کسی کو بتا سکی کہ مجھ سے زبردستی ہوئی ہے۔ لیکن اب معاملہ چونکہ میرے بس میں نہیں رہا۔ مجھے یقین ہو گیا ہے کہ اس کی زبردستی کا نتیجہ بہر صورت ظاہر ہو کر رہے گا میں زبان کھولنے پر مجبور ہو گئی ہوں۔

یہ سنتے ہی قافلہ والے ایک مرتبہ پھر مقدسی بیچارے پر ابل پڑے اور لاتوں۔ گھونسوں اور کولوں سے اس کا جراثیم کر دیا۔ لیکن مقدسی نے کسی کو کچھ نہ کہا۔ اور نہ اپنی صفائی میں زبان کھولی۔ جتنی گالیاں پڑتی رہیں۔ جتنی مار پڑتی رہی اور جس قدر طعن و تشنیع ہوتی رہی سب کچھ خاموشی سے سنتا رہا۔

مدینہ قریب تھا۔ اہل مدینہ کو قافلہ کی والہی کی اطلاع مل چکی تھی پھر حضرت اور دیگر اہل مدینہ بیرون مدینہ قافلہ کے استقبال

کو آئے ہوئے تھے۔ جب قافلہ قریب پہنچا۔ تو ہر ایک دوسرے سے بنگلیہ ہونے لگا۔ حضرت عمرؓ کی نگاہیں مقدسی کو تلاش کر رہی تھیں کہ سالار قافلہ نے عمرؓ کو چوری اور زنا بالجبر کی دونوں داستانیں سنا دیں حضرت عمرؓ نے دیکھا مقدسی پابند سلاسل سب کچھ خاموشی سے سن رہا تھا۔ حضرت عمرؓ نے کہا۔ اسے ظالم! یہ تو نے کیا کیا۔ تیرا ظاہر تو بڑا اچھا تھا۔ لیکن تیرا باطن اتنا برا۔ بخدا میں تجھے وہ سزا دوں گا کہ تیرے جیسے بد باطن پھر کبھی لباس نہ پہن کر کسی کو فریب نہ دے سکیں گے۔ مقدسی نے زبان تک نہ ہلائی خاموشی سے بیٹھا رہا۔ اور سنتا رہا۔ دوسری طرف لوگوں کی بھیڑ میں لمحہ بلمحہ اضافہ ہوتا چلا گیا۔ اور لوگ انتظار کرنے لگے کہ اب دیکھیں کیا فیصلہ ہوتا ہے کہ۔

اسٹن میں آفتاب امامت کا نور چمکا۔ حضرت علیؓ تشریف لے آئے۔ عمرؓ نے تمام واقعہ حضرت علیؓ کو کہہ سنایا۔ آپ نے مقدسی کو دیکھا سر جھکا کر پابند سلاسل خاموش بیٹھا زمین کو تنک رہا ہے۔

حضرت علیؓ نے فرمایا:

عمر! جلد بازی سے کام نہ لے۔ میں علیؓ کو اہی دیتا ہوں کہ اس شخص نے نہ زنا کیا ہے اور نہ چوری کی ہے۔ عمرؓ نے یہ بات سنتے ہی اپنی جگہ چھوڑ دی۔ حضرت علیؓ کے پاس اکھڑے ہوئے اور کہنے لگے۔

یا علیؓ! بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ بھلا کوئی عورت اپنے کو اعدا کرتی ہے؟

حضرت علیؓ نے عورت کو اپنے پاس بلایا۔ اور فرمایا: شرافت سے اپنی پوری داستان ان لوگوں کے سامنے بیان کر دے۔

عورت نے کہا:

یا علیؓ! پورے قافلہ نے میری تھیلی اس کے مال سے برآمد کی ہے۔ یہ قافلہ چوری کا گواہ ہے۔ یہاں تک زنا کا تعلق ہے تو اس کا میرے پاس کوئی گواہ نہیں ہے اور نہ ہی گواہوں کے سامنے زنا کیا جاتا ہے۔ بات یہ ہے کہ اس کی قرأت بڑی حسین اور دلکش تھی۔ قافلہ دلے جانتے ہیں کہ میں اس کی قرأت سننے کی خاطر اس سے قریب نور ہتی تھی۔ ایک رات جب قافلہ دلے سو گئے۔ میں اس کے قریب ہی پڑی اس کی قرأت سن رہی تھی۔ جب میں سماع میں متہمک ہو گئی۔ تو اس نے اچانک اتنی جلدی سے مجھے دبوچ لیا کہ میں ہل تک نہ سکی اور رسوائی کے خوف سے فریاد تک نہ کر سکی۔ جب مجھے محل کا یقین ہو گیا تو میرے پاس اظہار کے سوا کوئی چارہ کار نہ تھا۔

حضرت علیؓ نے فرمایا:

اللہ تجھ پر لعنت کرے تو نے دونوں باتوں میں بھوٹ بکا ہے۔

پھر حضرت علیؓ عمرؓ کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور فرمایا: لے ابو حفص اس نوجوان نے ج پر جانتے ہوئے آپ کو امامت دی تھی؟

حضرت عمرؓ نے کہا۔ بائیں میرے پاس اس کی امانت ہے۔

حضرت نے فرمایا:

آپ ایسا کریں وہ بائیں دانت کی ڈبیر جس پر لوہے کا قفل پڑا ہے۔ اس جوان کی امانت اسی دربار میں منگوا کر اپنے پاس رکھیں۔ پھر میں آپ کو اصل واقعہ سے آگاہ کرتا ہوں۔

حضرت عمرؓ نے وہ ڈبیر منگوائی۔ اپنے پاس رکھ لی۔

حضرت علیؓ نے عورت کو اپنے سامنے کھڑا کیا۔ اور فرمایا۔ اب میں جو کچھ پوچھتا جاؤں سیدھی سیدھی بات بتائی جاتا اور نہ کچھ معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ میں اس پھرے مجمع میں تیرے سابقہ کرتوت مع گواہوں کے کھول کر رکھ دوں گا۔ عورت کا جیم پینے سے شرابور ہو گیا۔ اور تھر تھر کانپنے لگی۔

حضرت علیؓ نے فرمایا:

کیا تو نے فلاں مقام پر اس جوان کے قریب جا کر اسے دعوت گناہ دی تھی؟ (حضرت علیؓ نے عورت کے وہ جیم دہرائے جو اس نے اس مقدس جوان کے جیم کی نرمی۔ اور چہرے کی بشاشت کے متعلق کہے تھے۔ حضرت علیؓ نے مقدس کے دونوں جواب بھی دہرائے۔

عورت نے کانپتے ہوئے عرض کیا۔ قبلہ میں نے دعوت گناہ دی تھی۔

حضرت علیؓ نے فرمایا:

اس نو جوان کے انکار پر تو نے اسے دھکی دی تھی کہ اگر تو نے میری بات نہ مانی تو میں عورتوں بیساکہ کروں گی۔ اور تو ذلیل ہو جائے گا؟

عورت نے عرض کیا:

میں نے کہا تھا۔

حضرت علیؓ نے فرمایا:

ایک رات جب مقدس نو جوان شب بیداری سے تھک کر سو رہا تھا تو تو نے اپنی تھیلی اپنے ہاتھ سے اس کے سامان میں جا چھپائی تھی؟

عورت نے عرض کیا۔ میں نے ہی یہ کام کیا تھا۔

حضرت علیؓ نے سالار قافلہ سے فرمایا۔ جب تو نے تمام قافلہ کی تلاشی لی تھی اور اس عورت کو بتایا تھا کہ مقدس کے سوا تمام قافلہ کا سامان دیکھا جا چکا ہے۔ تیری تھیلی براہ منہ نہیں ہوئی۔ تو اس نے مجھے مقدس کی تلاشی پر آمادہ کیا تھا؟ سالار قافلہ نے کہا۔ بائیں اس نے یہی الفاظ کہے تھے۔ جو آپ نے فرمائے ہیں۔

حضرت علیؓ نے عورت سے کہا:



والہیسی پر جب تیرے پاس زاد راہ ختم ہو گیا تھا۔ تو تو فلاں مقام پر قافلہ سے جدا ہو کر زاد راہ کی تلاش میں فلاں بستی کی طرف گئی تھی؟

عورت نے عرض کیا۔ یا علی گئی تھی۔

حضرت علیؑ نے فرمایا: بستی سے فاصلہ پر باہر تھے فلاں رنگ و شکل کا گدڑ یا ملا تھا؟

عورت نے کہا۔ ملا تھا۔

حضرت علیؑ نے فرمایا:

تو نے اس سے زاد راہ کا سوال کیا تھا؟

عورت نے کہا۔ میں نے اس سے زاد راہ مانگا تھا۔

حضرت علیؑ نے فرمایا:

جواب میں اس نے بھی مجھ سے کچھ مانگا تھا؟

عورت نے کہا۔ اس نے بھی مانگا تھا۔

حضرت علیؑ نے فرمایا:

کافی تمکار کے بعد تو اس کا مطالبہ پورا کرنے پر رضامند ہو گئی تھی؟

عورت نے کہا۔ میں رضامند ہو گئی تھی۔

حضرت علیؑ نے فرمایا:

تو نے گدڑیے کا مطالبہ پورا کیا۔ اور گدڑیے نے تیری ضرورت پوری کر دی۔ تجھے خیال نہ رہا۔ لیکن تجھے حل ہو گیا دو دن بعد فلاں مقام پر توریخ حاجت کے لیے فلاں جگہ گئی تھی؟

عورت نے کہا۔ گئی تھی۔

حضرت علیؑ نے فرمایا:

والہیسی پر تجھے شیطان ملا تھا؟

عورت نے کہا۔ نہیں یا علیؑ! میں نے شیطان کو کبھی نہیں دیکھا۔

حضرت علیؑ نے فرمایا:

رفع حاجت سے والہیسی پر تجھے اس حلے کا ایک بوڑھا آدمی ملا تھا۔ جس کی بھٹیوں آنکھوں پر گری ہوئی تھیں۔ کمر

جھکی ہوئی تھی رنگ کالا تھا۔ سفید کپڑے پہنے ہوا تھا۔ ایک ہاتھ میں سولے دانوں کی کٹڑی کی تیج تھی اور دوسرے

ہاتھ میں بڑا سا ڈنڈا تھا؟

عورت نے کہا۔ ایسا شخص ملا تھا۔

حضرت علیؑ نے فرمایا:

وہی شیطان تھا۔ اور اس نے تجھے بتایا تھا کہ تجھے گڈریے سے نکل ہو گیا۔  
عورت نے عرض کیا۔ مجھے اسی نے بتایا تھا۔

حضرت علیؑ نے فرمایا:

یہ بات سن کر تو رونے لگ گئی تھی اور اس نے تجھے ان الفاظ سے تسلی دے کر تجھے بتایا تھا کہ مقدسی کا نام لے کر قافلہ والوں کو بتا دے۔ پھر تو نے قافلہ میں دالہسی کے بعد داویلا کر کے قافلہ والوں کو بتایا۔  
عورت نے کہا۔ بالکل یا علیؑ! یہ سب جیسے آپ نے فرمایا ہے۔ ایسے معلوم ہوتا ہے۔ جیسے آپ قافلہ کے ساتھ تھے اور میرے قدم قدم پر آپ میرے سایہ کی طرح تھے۔

حضرت علیؑ نے فرمایا:

اے ابو حفص! اس جوان نے شوق عبادت میں انتہا پسندی سے کام لے کر اپنے آپ کو عورت کے ناقابل بنا رکھا ہے۔ اور اس نے آپ کو جو امانت دی تھی۔ اور جو اس وقت آپ کے پاس ہے اس میں اس کی انتہا پسندی کا نتیجہ ہے۔ اس جوان نے اپنا آلہ تناسل کاٹ کر اسی ڈبیر میں رکھا ہوا ہے۔ جو ہنر رشیم کے کپڑے میں لپیٹا ہے۔ پہلے آپ ڈبیر کو کھول کر اس میں میری بات کی تصدیق کر لیں۔ بعد میں جن لوگوں کو میری بات میں شک رہ جائے وہ اس نوجوان کا بھی ملاحظہ کر لیں۔

حضرت عمرؓ نے کہا۔

یا علیؑ! اب اس خبیثہ سے کیا سلوک کیا جائے؟ آپ نے فرمایا۔ قبرستان یہودی میں گڑھا کھود کر اسے سیدھا کر دیا کہ رجم کیا جائے۔ اس عورت کو سنسار کیا گیا۔ وہ مقدسی نوجوان تاوفاقت مسجد نبویؐ میں مصروف عبادت رہا۔  
یہ معجزہ دیکھنے کے بعد عمرؓ نے منبر پر کھڑے ہو کر تین مرتبہ کہا: (لولا علیؑ لملک عمر)

## ۸۔ کنواری حاملہ:

حارث بن عمار یا سرور بنید ابن ارقم سے مروی ہے کہ سترہ مقرر سو موار کا دن تھا۔ ہم مسجد کو قہ میں حضرت علیؑ کی خدمت میں بیٹھے تھے۔

آپؑ نے فرمایا:

عمار میری ذوالفقار مجھے لاکھ دو۔

عمار ذوالفقار لے آیا۔ آپؑ سے بے نیام کر کے اپنی بھولی میں رکھ لیا۔ اور فرمایا۔

عمار! آج ایک ایسا فیصلہ کروں گا کہ مومن کے ایمان میں اور منافق کے نفاق میں اضافہ ہو جائے گا۔

عمار اذرا در مسجد پر جا کر دیکھ۔ کیا شور و غل ہے۔

عمار کہتا ہے کہ میں جب باہر گیا تو دیکھا کہ ایک اونٹ پر ایک نوجوان لڑکی سوار ہے ہزار تلوار باز اس کے گرد ہیں ہر ایک نے تلوار نیام سے نکال رکھی ہے۔ وہ سب اس لڑکی کے افراد قبیلہ تھے۔ ان میں سے کچھ لڑکی کے حق میں تھے۔ اور کچھ مخالف تھے۔

لڑکی رو رو کر عرض کر رہی تھی۔ اے فریادیوں کے فریاد رس۔۔۔ اے خواہشمندوں کی آخری منزل۔۔۔

اے محتاجوں کے خزانہ۔۔۔ اے مستحکم قوت کے مالک۔۔۔ اے یتیم کو رزق دینے والے۔۔۔۔۔ اے

زمانہ قدیم سے دوست و دشمن کے رازق۔۔۔۔۔ اے ہر کہنہ ٹہی میں جان ڈالنے والے۔۔۔۔۔ اے وہ

ہم قدیم سے قدیم اور سابق ہے۔۔۔۔۔ اے بے سہارا اور بیچارہ کے چارہ گر۔۔۔۔۔ اے ہر مظلوم کے داد رس

۔۔۔۔۔ میں تیرے ولی کے در پہ آئی ہوں۔ میں تیرے نبی کے خلیفہ برحق کی چوکھٹ پر آئی ہوں۔ مجھے سڑو فرما اور میری

مصیبت دور فرما۔

عمار نے ان سے کہا۔ تمہیں امیر المومنین بلارہے ہیں۔

لڑکی اونٹ سے نیچے اتری۔ تمام دوسرے لوگ بھی اپنی اپنی سواریوں سے اترے اور داخل مسجد ہو گئے۔

وہ لڑکی حضرت علیؑ کے سامنے آئی۔ دست بستہ ہو کر گھڑی ہو گئی۔ اور عرض کیا۔

میرے آقا۔۔۔ اے امام المتقین! میں آپ کے پاس آئی ہوں۔۔۔۔۔ آپ کا در رحمت مجھ کے حاضر

ہوئی ہوں۔ میری مصیبت دور فرمائیے۔۔۔۔۔ آپ مجھے مصیبت سے نجات دلا سکتے ہیں۔۔۔۔۔ آپ تمام ماکان

کے اور تاقیامت مایکون کے عالم ہیں۔

حضرت علیؑ نے فرمایا:

عمار! جا کو ف کے ہر گلی اور کوچہ میں منادی کرادے کہ جس کسی نے برادر رسولؐ کے وہ کمالات دیکھنا ہوں جن

اے اللہ نے انہیں نوازا ہے تو فوراً مسجد میں آجائے۔

اوشامیو! جو پوچھنا ہو علیؑ سے پوچھ لو۔ یہ اعلان سن کر اس عورت کے ساتھ آنے والوں میں سے ایک

بوڑھا شخص اٹھا جس نے یمنی چادر اوڑھ رکھی تھی اور عرض کی۔

اے امیر المومنین! یہ میری لڑکی ہے۔ میں شیوخ عرب سے ایک ہوں تمام عرب کے شیوخ میرے اثر و

رسوخ کی بدولت اس لڑکی کے خواستگار تھے۔ لیکن اس نے میری ناک کاٹ کر رکھ دی ہے۔ اس نے میرا سر شرم

سے جھکا دیا ہے۔ میں پورے عرب میں کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہا۔

آپ نے پوچھا۔ آخر بات کیا ہے؟

اس نے عرض کیا ہے قبلہ کیا بات ہے۔ آپ سے کیا چھاؤں یہ کنواری ہے اور حاملہ ہو گئی ہے شاید آپ

نے میرا نام کبھی سنا ہوگا۔ میں قیس ابن عفریس ہوں۔ میری آگ کبھی نہیں بجھی اور میرے پڑوسی کی طرف کسی نے کبھی آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔ اب سمجھ نہیں آتی کہ ڈوب مروں یا زندہ رہوں۔

آپ برحق خلیفہ سید الانبیاء ہیں۔ ہر امام اپنی امت کے ظاہر و باطن سے باخبر ہوتا ہے اس سے بڑھ کر کوئی عظیم سانحہ نہیں دیکھا۔ اب آپ ہی مشکل کشا ہیں۔

حضرت علیؓ لڑکی کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا۔ بی بی تو بھی کچھ کہنا چاہے گی۔ تیرا باپ کیا کہہ رہا ہے؟ لڑکی نے عرض کیا۔ قبلہ! میں نے بھی عرض کیا ہے۔ اور میرے باپ نے بھی عرض کیا ہے کہ آپ امام امت ہیں اور آپ ماکان و مایکون کے عالم ہیں۔ اگر آپ میرا ہی بیان لینا چاہتے ہیں تو۔

جہاں تک میرے والد کا یہ کہنا ہے کہ میں کنواری ہوں۔ بالکل سچ ہے میں کنواری ہی ہوں لیکن جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ میں حاملہ ہوں۔ تو میں اسے تسلیم نہیں کرتی۔ میرے مولا! مجھے آپ کی امامت کی قسم ہے۔ میں اپنے بونگ کے لمحہ اول سے لے کر آج تک کسی خیانت کی ترکیب نہیں ہوئی۔

حضرت علیؓ نے تین مرتبہ اللہ اکبر فرمایا۔ تلواریں بدست منبر پر جلوہ فگن ہوئے۔ اور فرمایا۔ اب حق آگیا ہے اور باطل رنچ کر ہو گیا ہے۔ باطل ہمیشہ سے کافر ہونے والا رہا ہے۔

عمار جلدی سے کوفہ کی دالی کو بواؤ۔

کوفہ کی دالی پیش ہوئی۔ اور سلام عرض کیا۔

آپ نے فرمایا!

اس لڑکی کو خلوت میں لے جا اور معائنہ کر کے بتا کہ واقعا کسے حمل ہے یا نہیں؟ دالی لڑکی کو خلوت میں لے گئی۔ آدھ گھنٹہ کے بعد لڑکی کو واپس لائی اور عرض کیا۔ قبضہ میرے تجربہ اور علم کے مطابق حمل ہے اور اس کی رحم میں بچہ پرورش پا رہا ہے۔ اور ساتھ ہی یہ کنواری اور پاکیزہ بھی ہے۔

آپ لڑکی کے باپ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا۔ اے ابو الفضل تو شام کے فلاں علاقہ کی فلاں بستی کا باسی ہے؟

اور اس کا نام اسرار ہے؟

لڑکی کے باپ نے عرض کیا۔ قبلہ! آپ نے درست فرمایا ہے۔

آپ نے فرمایا!

کیا تمہارے علاقہ میں برف باری ہوتی ہے اور برف پورا سال رہتی ہے؟

اس نے عرض کیا۔ قبلہ! برف باری ہوتی ہے۔ اور پورا سال برف رہتی ہے۔

آپ نے فرمایا!

مجھے اسی وقت برف کا ایک ٹکڑا چاہیے۔  
اس نے عرض کیا۔ اس وقت اور یہاں کوہ میں ہم کیسے برف لاسکتے ہیں۔ وہ تو یہاں تک پہنچتے پہنچتے پگھل کر پانی ہو جائے گی۔

آپ نے فرمایا:  
کوہ سے تمہاری بستی کا فاصلہ کتنا ہے؟  
اس نے عرض کیا۔ قیلہ دوسو پچاس فرسخ کا فاصلہ ہے۔  
آپ نے فرمایا:

لوگو! اللہ نے اپنے ولی اور نائب نبی کو جو علم اور قدرت دی ہے اسے دیکھو۔  
عار کا بیان ہے کہ یہ فرمانے کے بعد آپ نے منبر کوہ سے سوئے شام ہاتھ بڑھایا جب واپس لائے تو اس میں برف کا ایک ٹکڑا تھا۔ جس سے پانی ٹپک رہا تھا۔  
یہ کرشمہ دیکھ کر مسجد میں موجود لوگوں نے تکبیر اور درود برنجد و آل محمد کے بعد زندہ باد یا علی زندہ باد کے نعرے لگانا شروع کئے۔

آپ نے فرمایا:  
خاموش رہو۔ اگر میں چاہوں تو برف کا پورا پہاڑ کوہ لے آؤں۔  
پھر آپ نے دائی سے فرمایا۔ لے یہ برف۔ اس لڑکی کو بیرون مسجد لے جا۔ ایک طشت میں یہ ٹکڑا رکھ۔ لڑکی کو اس پر بٹھا۔ پھر قدرت خدا کا کرشمہ دیکھ۔ اس کی رحم سے ساڑھے سات سو درہم وزن کی جو تک برآمد ہوگی بے شک اس کا وزن کر لینا اور پھر مسجد میں لے آنا۔

عورت لڑکی کو بیرون مسجد لے گئی۔ حکم حضرت علیؑ کے مطابق لڑکی کو برف کے ٹکڑا پر بٹھایا۔ کچھ دیر بعد لڑکی کی رحم سے جو تک طشت میں ٹپک پڑی۔ دائی نے اٹھایا۔ وزن کیا۔ ساڑھے سات سو درہم وزن بنا اٹھا کر حضرت علیؑ کے پاس لائی۔ تمام لوگوں نے اسے دیکھا۔ لڑکی اور لڑکی کا باپ حضرت علیؑ کے قدموں پر گر کر بوسہ دینے لگے۔ اور عرض کرتے تھے۔

یا علیؑ! تو نے ہماری عزت بچالی ہے۔ ہم لٹ گئے تھے تو نے ہمارا تحفظ کیا ہے۔

آپ نے لڑکی کے باپ سے فرمایا۔

اے ابو الغضب! میں علیؑ شہادت دیتا ہوں کہ تیری لڑکی پاکدامن ہے اس نے کوئی زنا نہیں کیا۔

ابو الغضب نے عرض کیا۔

میں گواہی دیتا ہوں جو کچھ رحم میں ہوتا ہے۔ آپ اس کے عالم ہیں۔ آپ دین کے ستون ہیں۔



آپ نے فرمایا:

جب لڑکی دس برس کی تھی، آپ کی بستی کے فلاں طرف تالاب میں گئی وہاں نہاتے کی خاطر تالاب میں داخل ہوئی اور یہ چونک اس کی رحم میں داخل ہو گئی جس کا اسے پتہ نہ چلا اور یہ اس کی رحم میں پرورش پا کر بڑی ہو گئی۔ کوئٹہ والوں نے پکار کر عرض کیا: یا علی! آپ کو معلوم ہے۔ پانچ برس سے ہم نے بارش کا مزہ نہیں دیکھا آج آپ کا دیرپا رحمت عروج پر ہے اللہ سے بارش کی دعا فرمائیے۔

آپ منبر پر کھڑے ہوئے سوئے آسمان اشارہ کیا۔ بادل گھر گئے۔ گھٹا چھا گئی۔ اور ابھی تک اہل کوئٹہ اپنے اپنے گھروں میں نہ پہنچے تھے کہ موسلا دھار بارش شروع ہو گئی۔ حتیٰ کہ بل تھل ہو گیا۔ کوئٹہ کی گلیوں میں نالوں کی طرح پانی بہنے لگا۔ پھر سب جمع ہو کر در امیر المومنینؑ پر آئے اور عرض کی: یا علی! ہمارے لیے کافی ہے۔ اگر اس سے زیادہ بارش برس گئی تو ہمیں سر چھپانے کی جگہ تک نہ ملے گی۔

آپ نے سوئے آسمان اشارہ کیا۔ بادل بھٹ گئے۔ اور سورج نکل آیا۔

## ۹۔ چور کی سزا:

روحہ میں اصبح ابن نباتہ سے مروی ہے کہ فیصلوں کا دن تھا۔ حضرت علیؑ مسجد کوئٹہ میں تشریف فرما تھے۔ مقدمات کے فیصلے ہو رہے تھے۔ کہ کچھ لوگ آئے ان کے آگے ایک سپاہ فام غلام تھا جس کے ہاتھ بندھے ہوئے تھے۔

انہوں نے عرض کیا: قبلہ اس نے چوری کی ہے۔

آپ نے غلام سے پوچھا۔

کیا تو نے چوری کی ہے؟

غلام نے عرض کیا: قبلہ چوری کی ہے۔

آپ نے فرمایا:

عقل کے تاجن سے اگر تو نے دوسری مرتبہ چوری کا اقرار کر لیا تو میں ہاتھ کاٹ لوں گا۔ کیا چوری کی ہے؟

غلام نے عرض کیا: قبلہ چوری کی ہے۔

آپ نے فرمایا:

اب ہاتھ کاٹنا واجب ہو گیا ہے اس کا ہاتھ کاٹ دو۔

غلام کا دایاں ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ غلام نے اپنے کئے ہوئے دایاں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھا کٹی ہوئی جگہ سے خون بہہ رہا تھا۔ غلام بازار میں بارہا تھا۔

ابن الکوا و دشمنان حضرت علیؑ میں معروف تھا۔ غلام کو راستہ میں ملا۔ اور پوچھا تیرا ہاتھ کس نے کاٹا ہے؟ غلام نے جواب دیا۔ میرا ہاتھ سید الاوصیاء اور سفید جبینوں کے سردار نے کاٹا ہے۔ میرا ہاتھ خلیفہ رسول امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالب نے کاٹا ہے۔ میرا ہاتھ امام ہدیٰ۔ زون فاطمہ زہراؑ بنت محمد مصطفیٰ نے کاٹا ہے۔ میرا ہاتھ حسن مجتبیٰ کے باپ علیؑ نے کاٹا ہے۔ میرا ہاتھ قسیم جنت و نار علیؑ نے کاٹا ہے۔ میرا ہاتھ اس نے کاٹا ہے۔ جس کے سامنے آج تک کوئی بہادر ٹھہر نہیں سکا۔ جس نے بحالت رکوع زکوٰۃ دی۔ جو ان ہم رسولؐ ہے جو ہدایت کا دارِ اہما اور صدیق اکبر ہے۔ میرا ہاتھ کی۔ ریش۔ الحجاج۔ آل ثمم سے امین۔ آل یاسین کا سردار آل ط کا ریب ہے۔ میرا ہاتھ اس نے کاٹا ہے جس نے دو قبلوں کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی ہے جو خاتم الاوصیاء اور شیرِ بندہ ہے۔ میرا ہاتھ ہے۔ جبریلؑ جس کی تائید کرتا ہے۔ میکائیلؑ جس کی نصرت کرتا ہے۔

ابن الکوا نے کہا۔ اے حبشی! اللہ تجھے عقل دے۔ اب چپ بھی ہوگا۔ یا بولتا جائے گا۔ تو اس شخص کی تعریف کر رہا ہے۔ جس نے تجھے دائیں ہاتھ سے محروم کر دیا ہے؟ غلام نے کہا:

چپ رہ۔ میں اس شخص کی تعریف کیسے نہ کروں جس کی محبت میری رگ رگ۔ نس نس۔ اور خون کے قطرہ قطرہ میں موجود ہے۔ اگر میں اس سزا کا مستحق نہ ہوتا تو وہ کیوں میرا ہاتھ کاٹتے۔

ابن کہتا ہے کہ میں حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو غلام اور ابن الکوا کی تمام گفتگو سے آگاہ کیا حضرت علیؑ نے امام حسنؑ سے فرمایا:

بیٹے جلدی جا کر اپنے غلام چپا کر لے کر آؤ۔

امام حسنؑ گئے تو غلام مقام کندہ پر بیٹھ کر لوگوں کو اپنا کٹا ہوا ہاتھ بھی دکھا رہا تھا۔ اور کہہ رہا تھا۔ دیکھو میں کتنا خوش نصیب ہوں کہ امام حق سے اپنے گناہ کی سزا جھگٹ لی ہے۔ اب قیامت میں تو مجھ سے کوئی نہیں پوچھے گا۔ امام حسنؑ نے فرمایا:

آپ کو میرے بابا جان نے یاد فرمایا ہے۔

فورا امام حسنؑ کے پیچھے چلا آیا۔ حضرت علیؑ کے سامنے آیا۔ سلام کیا۔

آپ نے فرمایا:

بندہ خدا! میں نے تجھے سزا دی ہے اور تو تعریف کرتا ہے؟

غلام نے عرض کیا:

تعریف اس لیے کرتا ہوں کہ آپ کی محبت میرے گوشت و پوست میں بسی ہوئی ہے۔ تعریف اس لیے کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے دنیا میں میرے جرم کی سزا دے کر عذابِ آخرت سے بچا لیا ہے۔ آپ میری نگاہیں قابل

جبرائیلؑ ابانٹ نمبر ۸۱-۷۱

تعارف ہیں۔

آپ نے فرمایا:

ہاتھ مجھے دے۔

غلام نے کٹا ہوا ہاتھ آپ کے قدموں پر رکھ دیا۔

آپ نے ہاتھ اٹھایا اور کٹی ہوئی جگہ کے ساتھ جوڑ کر اوپر اپنی جباؤ ال دی۔ دست شفقت پھیرا ہاتھ پر گیا غلام آپ کے قدموں پر گرا اور عرض کی۔ اے امام برحق میرے والدین آپ پر قربان ہوں۔ آج تو آپ نے یکے بعد دیگرے دو احسان فرمادیئے ہیں۔

jabir.abbas@yahoo.com

# حضرت علیؑ کی دعائیں

## ۱۔ بعد از موت زندگی :

ہمارے مروجہ ہے کہ ایک دن حضرت علیؑ خوارج کی تلاش میں کوفہ سے باہر نکلے اور مقام سبابا تک جا پہنچے۔ وہاں ایک شخص آپ کے پاس آیا۔ اور عرض کی۔

قبلمیں آپ کے شیعوں میں سے ہوں۔ میرا ایک آہٹائی پیارا بھائی تھا۔ مرنے سے جنگ قادسیہ میں سندان الی دقاص کی سربراہی میں بھیجا تھا۔ وہ مدائن میں مارا گیا تھا۔ میری خواہش ہے کہ آپ سے زندہ کر دیں۔

آپ نے فرمایا:

اس کی قبر کہاں ہے؟

اس نے عرض کیا۔ قبلہ عم کوفہ میں رہتے ہیں اور اس کی قبر مدائن میں ہے۔

آپ نے فرمایا:

آنکھیں بند کر

میں نے آنکھیں بند کیں۔ پھر فرمایا۔ اب کھول دے۔ میں نے آنکھیں کھولیں تو مدائن کے قبرستان میں میرے بھائی کی قبر پر پکڑے تھے۔

آپ نے مجھ سے پوچھا یہی تیرے بھائی کی قبر ہے؟

میں نے عرض کیا۔ قبلہ یہی ہے۔

آپ نے تلوار کی نوک قبر پر رکھی اور فرمایا۔ تم باذن اللہ

قبر میں شکاف ہو اور اس کا بھائی نکل کر باہر آگیا۔

جب بھائی نے اس سے بات کی۔ تو اس نے ایسا جواب دیا جسے وہ نہ سمجھ سکا۔

حضرت علیؑ نے پوچھا۔ بندہ خدا! تو عرب تھا تیری زبان کیوں غیر عربی ہے۔  
اس نے عرض کیا۔ قبیل میں آپ کا دشمن تھا۔ اور آپ کے جتنے بھی دشمن مرتے ہیں ان کی زبان عربی نہیں رہتی۔  
یہ سن کر اس کے بھائی نے عرض کیا۔ قبلہ مجھے معلوم تر تھا کہ یہ آپ کا دشمن تھا۔ مجھے ایسے کسی بھائی کی ضرورت نہیں  
جو آپ کا دشمن ہو۔ آپ اسے واپس اپنی جگہ بیٹھ دیں۔

آپ نے فرمایا:

ارجح۔ واپس ہٹ جا

وہ قبر میں چلا گیا اور قبر پہلے کی طرح بند ہو گئی۔

## ۲۔ نوشیروان سے گفتگو:

بحار میں عمار سباطی سے مروی ہے کہ حضرت میدان میں تشریف لائے۔ ایوان کسریٰ میں داخل ہوئے اور مجھے  
ایک جگہ کی نشاندہی کر کے فرمانے لگے۔ عمار! اس جگہ کسریٰ کے اہل دیوال رہا کرتے تھے۔ اس جگہ ان کے نوکر رہتے  
تھے۔ یہاں وہ کھانا کھاتے تھے۔ یہاں کسریٰ سوتا تھا۔

میں نے عرض کیا۔ قبلہ آپ کو تو ایسے معلوم ہے جیسے آپ ان کے گھر ایک فرد ہوں؟

آپ نے فرمایا:

عمار! یہ اللہ کا عنایت کردہ علم ہے۔ جو ہر وحی نبی اور امام امت کو ہوتا ہے۔ لوگ تو اسے علم غیب کہتے  
ہیں وہ بھی سچے ہوتے ہیں کیونکہ ان کے لیے وہ علم غیب ہی ہوتا ہے لیکن ائمہؑ کے لیے جب کوئی چیز غیب ہی  
نہیں ہوتی تو پھر ان کا علم بھی علم غیب نہیں ہوتا۔

اسی دوران ایک ہراتی سی کھوپڑی نظر آئی۔ حضرت علیؑ نے اسے دیکھا اور آہ سرد بھر کے فرمایا۔

آؤ آج تمہیں نوشیروان کی باتیں سناؤں۔ پھر ایک سپاہی کو حکم دیا کہ یہ کھوپڑی میرے خیمے میں لے آجپاہی  
نے کھوپڑی اٹھائی۔ آنحضرتؐ نے بیرون خیمہ ڈبرہ لگایا۔ اور حکم دیا کہ۔

اس کھوپڑی کو ایک طشت میں رکھ دو۔ اور طشت کو پانی سے بھر دو۔

جب آپ کے حکم کی تعمیل ہو گئی۔ تو آپ نے کھوپڑی سے مخاطب ہو کر فرمایا:

کیا تو بتا سکتا ہے کہ میں کون ہوں۔ اور تو کون ہے؟

کھوپڑی نے فصیح عربی میں جواب دیا۔ آپ امیر المؤمنین۔ امام المتقین اور سید الصابین ہیں۔ اور میں اللہ

کے عباد اور گنہگار کا بیٹا نوشیروان ہوں۔

آپ نے پوچھا۔ بتا اب کیا حال ہے؟



کھوٹری نے عرض کیا: قبلہ میں ایک خدا ترس۔ عادل اور مہربان حکمران تھا۔ میں نے کبھی کسی پر نہ ظلم دیکھا تھا اور نہ خود کیا تھا۔ میں ایک مجوسی تھا۔ میرے ہی زمانہ میں سرکار رسالتؐ نے اپنے نور انور سے اس دنیا کو منور کیا تھا۔ اور ان کی آمد کی علامات میں سے ایک علامت میرے ہی گھر میں ظاہر ہوئی تھی اور وہ یہ تھی کہ میرے محل کے چودہ لنگرے گر گئے تھے لیکن بد قسمتی شامل تھی اور میں مشرف باسلام نہ ہو سکا۔

مگر بایں ہمہ قدرت نے میری رحمدلی کے پیش نظر مجھے آتش جہنم کی بجائے ایسی جگہ عنایت فرما رکھی ہے جو جنت سے دور ہے اور نہ جہنم کے قریب ہے۔

آج کف افسوس ملتا ہوں کہ اے اہلبیت محمدؐ کے سردار اور اے امام امت! کاش میں بھی امت مسلمہ میں ہوتا اور آپ کا جوڑے بردار ہوتا۔

یہ سن کر سب صحابہ رونے لگے۔ اور آپس میں اس طرح گفتگو کرنے لگے۔

کچھ صحابہ نے کہا۔ علیؑ رب ہے۔

کچھ نے کہا۔ رب نہیں نبی ہے اور کچھ نے کہا خدا ہے۔

کچھ نے کہا۔ نہ رب ہے۔ نہ نبی ہے۔ بندہ خدا ہے اور خلیفہ رسولؐ ہے۔

یہ نزاع اتنا بڑھا کہ حضرت علیؑ کو بھی اس کی اطلاع ہو گئی۔ آپ باہر تشریف لائے اور فرمایا۔ دیکھو نہ غلط کہو اور نہ غلط سوچو۔ میں نہ خدا ہوں اور نہ نبی خدا ہوں میں اللہ کا ایک بندہ اور محمد مصطفیٰ کا ایک غلام ہوں۔ تم سب اپنے اپنے غلط عقیدہ سے توبہ کرو۔

جو لوگ رب کہنے والے تھے ان میں سے کچھ نے تو توبہ کر لی لیکن کچھ اپنے کفر پر ڈٹے رہے۔ حضرت علیؑ نے انہیں آگ میں جلا دیا۔ جو کچھ لوگ پہلے ہی وہاں سے چلے گئے تھے حیب انہیں پتہ چلا کہ حضرت علیؑ نے ہمارے ساتھیوں کو آگ میں جلا ڈالا ہے تو وہ کہنے لگے۔ اب تو ہمیں اور بھی یقین ہو گیا ہے کہ علیؑ ہی رب ہے اگر رب نہ ہوتا تو آگ کا عذاب کیوں دیتا۔

عبود المہجرات میں اس روایت کا اختتام یہ یوں ہے کہ۔ جن لوگوں کو حضرت علیؑ نے جلا دیا تھا انہیں اعجاز امت سے زندہ کیا اور ان کو اپنے گرو سے بھگا دیا۔

### ۳۔ سام ابن نوحؑ!

بحار میں مروی ہے کہ ایک مرتبہ یمن سے ایک گروہ سردارانِ نبیاءؑ کے پاس آیا۔ اور عرض کی۔

ہم حضرت نوحؑ کی اولاد سے ہیں۔ ہمارے نبی حضرت نوحؑ کا وصی جناب سامؑ تھا۔ اور آپ کا وصی کون ہے۔ وصی کا اعلان کر دیا تھا۔

آنحضورؐ نے حضرت علیؑ کی طرف اشارہ فرمایا: میرا وصی یہ میرا بھائی علیؑ ہے۔  
انہوں نے عرض کیا: اگر علیؑ آپ کا وصی ہے اور ہم اس سے خواہش کریں کہ ہمیں سام بن نوح کی زیارت کرا دے  
تو کیا ہماری خواہش پوری کر دیگا؟

آپؑ نے فرمایا:

صرف یہی نہیں جو خواہش بھی کر دے گا۔  
انہوں نے عرض کی: یا علیؑ آپ ہمیں جناب سام کی زیارت کرا دیں۔  
حضرت علیؑ نے فرمایا:

یہیں زیارت کر دے گا یا اپنے گھر؟

انہوں نے عرض کیا: اب تو یہاں آ ہی چکے ہیں یہیں ہو جائے تو بہتر ہے۔

آپؑ نے فرمایا: اٹھو میرے ساتھ مسجد کے اندر چلو۔

وہ اٹھے حضرت علیؑ کے ساتھ مسجد کے اندر آئے۔ آپؑ نے محراب مسجد میں کھڑے ہو کر فرش پر پاؤں کی

ٹھوک ماری زمین میں شکاف ہو گیا۔ ایک انتہائی حسین و جمیل سفید ریش شخص سامنے آیا۔ اور عرض کی:

اشھذ ان لا الہ الا اللہ واشھذ ان محمدًا رسول اللہ واشھذ انک علی وصی رسول اللہ۔

میں سام ابن نوح ہوں۔

ان لوگوں نے اپنے جھینٹے نکالے اور ان میں جناب سام کی علامات تلاش کرنے لگے۔ جب انہیں یقین

ہو گیا کہ آپ ہی سام ہیں۔ تو انہوں نے عرض کیا: ہماری مزید تسلی کے لیے آپ ہمارے مخالف میں سے ایک

سورت سنا دیں۔ جناب سام نے ایک سورت سنائی۔ پھر حضرت علیؑ کو سلام کیا۔ اور اپنے تابوت میں سو گئے

زمین دوبارہ بھر گئی۔ ان تمام لوگوں نے کلمہ پڑھ کر دین اسلام قبول کر لیا۔

## ۴۔ ام فروہ انصاریہ:

خراج میں قطب راوندی جناب سلمان فارسی سے روایت کی ہے کہ مدینہ میں ام فروہ انصاریہ نامی ایک عورت

تھی جو جہان علیؑ میں تھی۔ وفات رسولؐ کے بعد یہ خوش نصیب لوگوں کو حضرت علیؑ کی بیعت پر آمادہ کرتی تھی اور

بیعت ابوبکرؓ پر ملامت کرتی تھی۔ ابوبکرؓ کو جب پتہ چلا تو انہوں نے ام فروہ کو دربار میں بلایا اور پوچھا:

مجھے اطلاع ملی ہے کہ تو مسلمانوں کی مخالفت کر رہی ہے؟

جناب ام فروہ نے کہا: مسلمانوں کی مخالفت کو میں ایمان کی کمزوری سمجھتی ہوں اور میں کبھی سوچ بھی نہیں سکتی

حضرت ابو بکرؓ نے کہا۔ میری امامت کے متعلق تیر کیا خیال ہے؟

ام فروہ نے کہا۔ آپ کو اپنی قوم نے منتخب کیا ہے۔ جب تک آپ ان کے کام آتے رہیں گے وہ آپ کو برساتا قرار رکھیں گے اور جب آپ نے ان کی مخالفت کی یا انہوں نے آپ کو مفید نہ سمجھا تو وہ آپ کو ایک طرف کر دیں گے۔

لہذا آپ صرف اپنی قوم کے امیر ہیں۔ اللہ کی طرف سے جو امام ہوتا ہے وہ نایب نبی ہوتا ہے اور جس طرح نبی مشرق و مغرب میں ہونے والے تمام واقعات سے باخبر ہوتا ہے۔ اسی طرح امام بھی علم امامت سے ان تمام حالات سے مطلع ہوتا ہے۔ امام جب سورج کی دھوپ یا چاند کی روشنی میں کھڑا ہوتا ہے تو اس کا سایہ نہیں ہوتا۔

امام وہ نہیں ہوتا جو تپت پرست ہو یا کفر کے بعد دائرہ اسلام میں داخل ہوا ہو۔ اب آپ ہی بتائیں کہ آپ کیسے امام ہیں؟

حضرت ابو بکرؓ نے کہا۔ میں ان آئمہ سے نہیں ہوں جنہیں اللہ اپنی نبی عابین کے ذریعہ ان کی امامت کا اعلان کرتا اور قرآن میں ان کا تذکرہ ہوتا۔

حضرت ابو بکرؓ خاموش ہو گئے۔

ام فروہ نے پھر کہا۔ اگر آپ واقعا امام امت ہیں تو آپ ایسا کریں مجھے ایک بات بتادیں۔

حضرت ابو بکرؓ نے کہا۔ کیا پوچھنا ہے پوچھ لے۔

ام فروہ نے کہا۔ اللہ نے اپنی کتب میں تمام آسمانوں کے نام بتائے ہیں۔ آپ مجھے سات آسمانوں کے نام ہی بتادیں۔

حضرت ابو بکرؓ نے کہا۔ آسمانوں کے نام تو ان کے خالق کو معلوم ہیں۔

ام فروہ نے کہا۔ میں نے تو پہلے عرض کر دیا ہے کہ امام علم الہی کا خزن ہوتا ہے۔ کیونکہ اللہ اپنے نبی کو علم دیتا ہے اور نبی اپنے وحی کو علم سے نوازتا ہے۔ میں نے دعائے امامت نہیں کیا۔ البتہ اللہ کے مقرر کردہ اور رسول کو نبین کے اعلان کردہ امام سے کبھی کبھی چند مسائل پوچھ لیتی ہوں۔ بتائیں میں کہہ سکتی ہوں کہ اگر عورتوں کو تعلیم دینے کی اجازت ہوتی تو آپ کو تمام آسمانوں کے نام پڑھا دیتی۔

حضرت ابو بکرؓ نے کہا۔ اے دشمن خدا! ابھی ابھی جبکہ تمام آسمانوں کے نام بتاؤ رہے تھے قتل کرادوں گا۔

ام فروہ نے کہا۔ مجھے قتل سے نہ ڈرا کریں آپ کے ہاتھ سے قتل ہو جاؤں تو میں اپنی خوش نصیبی سمجھوں گی ویسے میں آپ کو نام بتاتی ہوں۔

حضرت ابو بکرؓ نے کہا۔ بتا سات آسمانوں کے کیا نام ہیں۔

ام فروہ نے کہا۔ آسمان اول کا نام اہل ہے۔

آسمان دوم کا نام ربیعون ہے۔

آسمان سوم کا نام سحقوم ہے۔

آسمان چہارم کا نام زیلول ہے۔

آسمان پنجم کا نام ماین ہے۔

آسمان ششم کا نام ماجیر ہے۔ اور

آسمان ہفتم کا نام ایوث ہے۔

حضرت ابو بکرؓ نے کہا۔ اب بتائیے کہ متعلق تیرا کیا خیال ہے؟

ام فروہ نے کہا۔ میں علیؑ کے متعلق خیال رکھنے والی کون ہوتی ہوں۔ میں تو صرف اتنا جانتی ہوں کہ علیؑ امام ائمہ اور وصی اوصیاء ہے۔ علیؑ وہ ہے جس کے نور سے ارض و سما نور ہیں۔ بقول نبیؐ معرفت علیؑ کے بغیر معرفت توحید بے معنی ہے۔ البتہ آپ بدل گئے ہیں۔ اور آپ نے سنت نبویہ کو بدل ڈالا ہے۔

حضرت ابو بکرؓ نے حکم دیا۔ کہ یہ عورت مرتد ہو گئی ہے اسے قتل کر دیا جائے۔

ام فروہ کو حکم ابو بکرؓ سے قتل کر دیا گیا۔ حضرت علیؑ ان دنوں وادی قرقا میں اپنی زرگی اراضی پر تشریف لے جایا کرتے تھے۔ جب واپس تشریف لائے اور آپ کو اطلاع ملی کہ ام فروہ کو قتل کر دیا گیا ہے۔ آپ قبرستان میں آئے ام فروہ کی قبر پر کھڑے ہو گئے دیکھا تو قبر پر چار پرندے سفید رنگ بیٹھے تھے۔ ہر پرندہ کے منہ میں انار کا ایک دانہ تھا اور وہ قبر میں داخل ہو رہے تھے۔

جب پرندوں نے حضرت علیؑ کو دیکھا تو انہوں نے پر پھڑپھڑائے اور قول قول کرتے لگے۔

حضرت علیؑ نے پرندوں کی زبان میں کچھ فرما کر پھر فرمایا سا فعلن الشاء اللہ الشاء اللہ میں ضرور الیا کروں گا۔

پھر آپ نے دست دعا سونے آسمان بلند کئے اور عرض کیا۔

یا محی النفوس بعد الموت دیا منشی  
العظام الدارسات احی لنا ام فروہ  
واجعلها عبدة لمن عصاك  
اے مرنے کے بعد مردوں کو زندہ کرنے والے  
پرانی ہڈیوں کو از سر توجوڑنے والے ام فروہ ہمیں زندہ  
کرو گے تاکہ تیرے نافرمانوں کے لیے باعث عبرت ہو۔

ہاتھ غیبی نے آواز دی۔ یا علیؑ آپ واپس چلیں ام فروہ آپ کے پیچھے آ رہی ہے ام فروہ کی قبر شگافہ ہوئی  
بنبریشم کے لباس میں ام فروہ اپنی قبر سے السلام علیک یا امیر المؤمنینؑ کہتی ہوئی باہر نکلی۔ اور عرض کرنے لگی۔ قبہ  
لوگوں کا خیال تو تھا کہ آپ کا نور امامت بچا دیں۔ لیکن اللہ آپ کے نور امامت کو مزید منور فرمائے گا۔

جب ابو بکرؓ کو پتہ چلا کہ جس ام فروہ کو تم لوگوں نے قبرستان بھیجا تھا علیؑ اسے قبرستان سے واپس لے آیا ہے حیرت سے ان کے منہ کھلے رہ گئے۔ جناب سلمان فارسیؓ وہیں موجود تھے۔ انہوں نے کہا۔  
بخدا! اگر علیؑ چاہے تو ام فروہ کیلئے اولین و آخرین کے تمام مروجے زندہ ہو جائیں تو اللہ علیؑ کی دعا مسترد نہیں فرمائے گا۔

حضرت علیؑ نے ام فروہ کو اس کے شوہر کے سپرد فرمایا۔ ام فروہ سے زندہ ہونے کے بعد دو بچے پیدا ہوئے اور شہادت حضرت علیؑ کے چھ ماہ بعد تک زندہ رہ کر فوت ہوئی۔

## ۵۔ وادی برہوت؛

بحار میں امام رضاؑ سے مروی ہے کہ ایک نوخیز یہودی ابو بکرؓ کے پاس آیا اور کہا۔

اسلام علیک یا ابابکرؓ۔

حضرت ابو بکرؓ نے جواب سلام دیا اور پوچھا کیا بات ہے؟  
لڑکے نے کہا۔ میرا والد فوت ہو گیا ہے۔ بڑا مالدار تھا۔ مرنے سے قبل اس کی زبان بند ہو گئی۔ اس نے اپنا تمام مال کہیں دفن کر رکھا تھا۔ وہ بتانا سکا۔ اگر آپ مجھے وہ مال بتا دیں یا مجھے میرے والد سے پوچھ کر فرما دیں۔ تو میں نے عہد کیا ہے کہ اس مال کو تین حصوں میں تقسیم کروں گا۔  
ایک حصہ آپ کا ذاتی ملکیت ہوگا۔

اور دوسرا حصہ آپ سے لیے رکھوں گا۔ اور تیسرا حصہ بیت المال میں جمع کرادوں گا  
حضرت ابو بکرؓ نے جھڑک کر کہا۔ دفن ہو جا یہاں سے علم غیب کون جانتا ہے؟  
وہ لڑکا مڑکے پاس آیا۔ اسے تمام واقعہ سنایا۔ مرنے بھی اسے جھڑکا اور کہا۔ علم غیب کی خبریں ہم نہیں جانتے لڑکا  
حضرت علیؑ کے پاس آیا اس وقت حضرت علیؑ اتفاقاً مسجد میں بیٹھے تھے لڑکے نے آکر کہا۔

اسلام علیک یا امیر المومنینؑ۔ پھر بنی تمام پتہ سنائی

حضرت عمرؓ نے کہا۔ اچھو کرے کل تو نے ابو بکرؓ کو تو امیر المومنین کہا۔ اور نہ خلیفہ رسول کہہ کر سلام کیا آج علیؑ کو امیر المومنین کہہ کر سلام کر رہا ہے۔

لڑکے نے کہا۔ یہودی ہوتا اور بات ہے۔ لیکن میں نے حیات رسولؐ میں ہر مسلمان سے یہی سنا ہے  
علیؑ امیر المومنین ہے۔ میں نے یہ بھی مسلمانوں ہی سے سنا ہے کہ ہمارے بنیؑ نے علیؑ کو امیر المومنین کا لقب دیا ہے۔ جہاں تک خلیفہ رسولؐ ہونے کا تعلق ہے۔ تو وہ بھی مسلمانوں نے ہمیں بتایا تھا کہ رسولؐ نے اپنی طرف سے علیؑ کو خلیفہ بنا دیا ہے۔ میں تو ایک یہودی ہوں۔ جو کچھ مسلمانوں سے سنا ہے اسی کے مطابق کل



کیا ہے۔ علاوہ ازیں میں نے اپنے ابا و اجداد کی کتب میں جو کچھ دیکھا ہے وہ بھی یہی ہے کہ محمدؐ کا خلیفہ اس کا بھائی علیؑ ہوگا۔ اور وہی امیر المومنین ہوگا۔

حضرت علیؑ نے فرمایا:

ان باتوں کو چھوڑ۔ یہ بتا جو کہہ رہا ہے اسے پورا کرے گا؟  
لڑکے نے عرض کیا۔ قبلہ میں اپنے اللہ ملائکہ اور تمام موجود افراد کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ جو وعدہ کیا ہے۔ اسے نبھاؤں گا۔

حضرت علیؑ نے ایک سفید چڑے کا کمرہ منگوایا۔ اور اس پر کچھ لکھ کر لڑکے کو دیکر فرمایا کیا تو خود بھی اچھی طرح

لکھ سکتا ہے؟

لڑکے نے کہا۔ بالکل لکھ سکتا ہوں۔

آپ نے فرمایا:

ایسا کر لکھنے کا سامان ساتھ لے لے۔ یہ میرا رقعہ ہے۔ میں میں ایک وادی برہوت ہے وہاں چلا جا خوب آفتاب کے وقت جاتا۔ میرا یہ رقعہ وادی کے درمیان رکھ دینا۔ سیاہ رنگ کے کوٹے آئیں گے۔ جب کوے آجائیں تو اپنے باپ کا نام لے کر آواز دینا۔

میں وحی محمد مصطفیٰ علی ابن ابی طالب کا قاصد ہوں۔ اور اپنے باپ سے ملنا چاہتا ہوں۔ تیرا باپ تجھے جواب دیگا۔ اس سے تمام ترانوں کے متعلق پوچھ کر اچھی طرح لکھ لینا۔ پھر خیبر میں آکر اپنا تمام مال نکال لینا۔

وہ لڑکا چلا گیا۔ وادی برہوت پہنچا۔ حضرت علیؑ کی ہدایات پر عمل کیا باپ کا نام لے کر آواز دی۔ ایک طرف سے جواب ملا۔ ارے بیٹے۔ تو ادھر کہاں آگیا ہے۔ یہ تو جہنمیوں کی وادی ہے۔

لڑکے نے کہا۔ آپ فوت ہو گئے۔ مجھے یہ تک نہ بتایا کہ مال کہاں رکھا ہے۔ میں ایک ایک پائی کو ترس گیا ہوں اس لئے مال بتایا اور کہا جا کر فوراً دین محمدؐ اور خلافت علیؑ قبول کرے۔

لڑکا خیبر میں آیا۔ مال نکالا۔ تمام سونے اور چاندی کو اونٹوں پر لدا کر مدینہ آیا۔ سب مال حضرت علیؑ کے قدموں میں آکر رکھ دیا اور عرض کیا۔ قبلہ یہ مال ہے اور یہ میں ہوں۔ پہلے مجھے اسلام میں داخل کیجئے پھر مال تقسیم کیجئے۔

۶۔ پدوعا :

تاریخ بلقاری اور طیبۃ الاولیاء میں جاہرا بن عبداللہ انصاری سے مروی ہے کہ کوفہ میں دوران احتجاج حضرت علیؑ نے انس ابن مالک۔ براء ابن عازب۔ اشعث ابن قیس اور خالد ابن یزید سے مقام خم غدیر میں نبی کو نئی کے اس جملہ کی گواہی مانگی کہ کیا آنحضرتؐ نے میرا بازو پکڑ کر یہ فرمایا تھا کہ ؟

ان چادوں نے بڑھاپے کا عذر کر کے معذرت کر لی۔ اور کہا بہت دن گزر گئے ہیں ہمیں کچھ یاد نہیں۔  
حضرت علیؑ نے فرمایا:

اے اس اگر تو نے میرے حق میں شہادت دینے سے جھوٹ بولا ہے اور شہادت کو چھپایا ہے تو میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ تیری پیشانی کو اللہ اس طرح برس زدہ کرے کہ تیرا وہ داغ عمامہ میں نہ چھپ سکے۔ جابر کہتا ہے کہ میں نے اپنی آنکھوں سے اس کی پیشانی پر برس کا داغ دیکھا جو عمامہ سے چھپ نہیں سکتا تھا۔  
اے اشعث اگر تو نے جھوٹ بولا ہے اور فقط میرے حق میں شہادت کو چھپانے کی خاطر بڑھاپے کا بہانہ تراشا ہے تو میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تجھے دنیا میں نابینا کر دے۔

جابر کہتا ہے میں نے اپنی آنکھوں سے اشعث کو اندھا دیکھا۔ اور یہ بھی سنا وہ کہا کرتا تھا۔ علیؑ کا ممنون ہوں کہ انہوں نے مجھے صرف اندھا کرنے کی بددعا ہی کی تھی۔ دعا مانگ کر کسی اور مذموم عیب میں مبتلا نہیں کیا۔  
اے خالد اگر تو نے میرے حق کو چھپانے کی خاطر شہادت سے گریز کیا ہے تو میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ تو جاہلیت کی موت مرے۔ جابر کہتا ہے کہ جب خالد اپنے انجام کو پہنچا تو اسے اہل خانہ نے اپنے گھر ہی میں دفن کیا۔ جب نبیؐ کو موت خالد کی اطلاع ملی تو وہ اونٹ اور گھوڑے لے کر خالد کے مکان پر آئے اور رسم جاہلیت کے مطابق انہیں پتے کر کے خالد کی قبر پر ڈال گئے۔

اے براء اگر تو نے میرے حق کو چھپانے کی خاطر سن رسیدگی کا جھوٹا بہانہ گھڑا ہے تو اللہ تجھے اسی جگہ دفن کرے جس جگہ سے نفرت کر کے تو اسے چھوڑ آیا تھا۔ جابر کہتا ہے کہ براء معاویہ کی طرف سے سالار شکن بن کر یمن جنگ میں گیا۔ اسی جنگ میں مارا گیا اور وہیں دفن ہوا۔





# حیوانات کی گویائی

## ۱۔ بھیڑیے کی باتیں :

کشف الیقین میں سعد اسدی سے مروی ہے کہ پندرہ شعبان کی ایک رات تھی میں حضرت علیؑ کے ساتھ تھا آپ بیرون کو فرائی جگہ آئے جہاں ہر رات ان کا معمول تھا۔ آپ خچر پر سوار تھے خچر سے اترے۔ خچر نے ایک بھر بھری لی اور کان کھڑے کر لیے۔ حضرت علیؑ نے پوچھا۔ کیا بات ہے؟

میں نے عرض کیا۔ قلیل خچر کو کچھ نظر آیا ہے جس کی وجہ سے اس کا مزاج بدل گیا ہے۔

حضرت علیؑ نے اُدھر اُدھر دیکھا۔ تلوار کو بے نیام کیا اور فرمایا۔ وہ دیکھ دو رے بھیڑیا آ رہا ہے۔ آپ آگے بڑھے اور بھیڑیے سے فرمایا۔ قف مکانک۔ اپنی جگہ رک جا۔ بھیڑیا رک گیا۔

پھر آپ نے فرمایا :

اے بھیڑیے تو یہاں کس لیے آیا ہے۔ یہ کہہ کر دست دعا بلند کر کے عرض کیا۔ بارالہا اسے قوت گویائی بھیڑیے نے عطا کیا۔ اے امیر المؤمنین آپ کے حق کی قسم ہے سات دن سے بھوکا ہوں۔ آج بھوک نے بہت تنگ کیا آپ کو دور سے دیکھا دل میں خیال کیا جاتا تو ہوں اگر ان میں میرا رزق مقدر ہوا تو مل جائے گا۔

حضرت علیؑ نے عرض کیا۔ بارالہا بھیڑیا بھوکا ہے اسے رزق عنایت فرما۔

سعد کہتا ہے مجھے نہیں معلوم کہ بھیڑیے کا رزق کہاں سے آیا۔ میں نے دیکھا تو بھیڑیا اونٹ جیسی کسی چیز کو کھا رہا تھا۔ جب فارغ ہو چکا تو کہتے لگا۔ اے امیر المؤمنین! بخدا ہم درندے آپ کے اور آپ کی عنقریب کے موالی کا گوشت نہیں کھاتے۔

حضرت علیؑ نے پوچھا۔ تو رہتا کہاں ہے؟

بھیڑیے نے عرض کیا۔ قلیل میں اور میرا خاندان شام اور مصر کے کتوں پر مسلط ہیں۔

حضرت علیؑ نے فرمایا :

یہاں کوفہ کس لیے آیا ہے؟

بھیڑیے نے عرض کیا۔ قبلہ تقدیر میں آپ کی زیارت تھی۔ آیا تو تھا حجاز میں وہاں کچھ نہ ملا۔ تلاش رزق میں ادھر بھٹک گیا۔ یہ تو ایسا صحرا تھا جس میں کھانا تو اپنے مقام پر رہا پیسے کا پانی بھی میسر نہیں آتا۔ یونہی چلتے چلتے کوفہ پہنچ گیا۔ یہ کہہ کر بھڑیا پیچھے ہٹا اور عرض کی۔ قبلہ اب میں واپس جا رہا ہوں۔ قادیسیہ جادوں کا سنان ابن وائل آپ کا سخت ترین دشمن ہے جنگ صفین سے پنج کر آیا ہے۔ آج وہی میرا شکار ہے۔ یہ کہہ کر واپس مڑ گیا۔ میں حیرت سے کبھی شیر کی گفتگو کو دیکھتا تھا اور کبھی حضرت علیؑ کی طرف دیکھتا تھا۔ آپ نے فرمایا۔ کس بات پر حیران ہے مجداجو علم مجھے جدا احسنین سے ملا ہے اگر اس میں سے ایک قطرہ بھی لوگوں کو دکھاؤں تو لوگ پھر شرک ہو جائیں گے۔ اب تو جا اور قادیسیہ میں وہ کچھ دیکھ لے جو ابھی بھڑیا تیرے سامنے کہہ رہا تھا۔ میں گھوڑے پر سوار ہوا اور قادیسیہ کی راہ لی۔ ابھی تک موزن نے اذان نہیں کہی تھی کہ میں قادیسیہ پہنچ گیا۔ لوگ ادھر ادھر دوڑ رہے تھے۔ میں نے وجہ پوچھی تو انہوں نے بتایا کہ سنان ابن وائل کو بھڑیے نے شکار کر لیا ہے۔

جس طرف لوگ جا رہے تھے میں بھی اسی طرف آیا دیکھا تو سرسالم رکھا ہوا تھا۔ جسم کے دیگر اعضا میں سے انگلیوں کے سوا کچھ بھی نہ تھا۔ ہم وہیں کھڑے تھے کہ ایک مرتبہ پھر بھڑیا ظاہر ہوا لوگ ادھر ادھر ہٹ گئے۔ ڈر سے بھاگ گئے بھڑیے نے سنان کمر کو بالوں سے پکڑا اور کوفہ کی راہ لی۔ میں نے وہاں جمع لوگوں کو بھڑیے کا وہ سارا واقعہ سنایا جو رات دیکھا تھا۔ اور انہیں بتایا کہ بھڑیا حضرت علیؑ کو بتا کے آیا تھا کہ آج رات کا میرا شکار سنان ابن وائل ہے۔ حضرت علیؑ نے مجھے میرے اطمینان کی خاطر قادیسیہ بھیجا ہے۔

تمام لوگ میرے قدموں کی خاک کو تبرکاً اٹھانے لگے۔ میں واپس کوفہ آیا۔ حضرت علیؑ مسجد میں تھے میں نے یہاں بھی لوگوں کو بیرون کوفہ بھڑیے سے حضرت علیؑ کی گفتگو اور قادیسیہ میں ہونے والا واقعہ سنایا۔ تمام لوگ حضرت علیؑ کے قدم چومنے لگے۔ حضرت علیؑ منبر کوفہ پر آئے اور فرمایا:

لوگو یقین رکھو۔ ہمارا محب کبھی داخل جہنم نہیں ہوگا اور ہمارا دشمن کبھی داخل جنت نہیں ہوگا۔

میں قاسم جنت و نار ہوں۔ جنت میرے دائیں اور جہنم بائیں ہوگی۔ میں جہنم سے کہوں گا یہ میرا ہے اسے چھوڑ دے یہ تیرا ہے اسے لے لے۔ میرا محب پل صراط سے کبھی کی طرح گزرے گا۔

## ۲۔ مونچھوں والی مچھلی؛

بحار میں امام صادقؑ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ دریا ئے فرات میں لمبیانی آگئی۔ کوفہ کے ڈوب جانے

## حیوانات کی گویائی

والی العصر ٹرسٹ والی العصر ٹرسٹ والی العصر ٹرسٹ

کا خطرہ پیدا ہو گیا اہل کوفہ جمع ہو کر حضرت علیؑ کی خدمت میں آئے اور عرض کی۔ قبیلہ ہم عرق ہو گئے ہم نے آج تک دریائے فرات میں اتنا پانی نہیں دیکھا۔ حضرت علیؑ تشریف لائے تمام لوگ آپ کے دائیں بائیں اور پیچھے چل رہے تھے آپ مسجد نبیؐ ثقیف کے پاس گزرے وہاں چند اوباش قسم کے خارجی نوجوان کھڑے ہوئے تھے انہوں نے حضرت علیؑ کو دیکھ کر کچھ فقرے کہنے اور ایک دوسرے کو دیکھ کر ہنسنے لگے۔

حضرت علیؑ نے انہیں دیکھ لیا۔ اور فرمایا اے کیسے اجداد کی اولاد۔ اے قوم ثمود کے بچ جانے والے بڑھپو! پھر لوگوں کی طرف دیکھ کر فرمایا: ہے کوئی جو مجھ سے یہ غلام خریدے۔

یہ سن کر ان کے بڑے بوڑھے ہاتھ جوڑنے لگے اور عرض کرنے لگے۔ قبیلہ نوجوان چھو کرے ہیں۔ لہنگے ہیں۔ ناسمجھ ہیں آپ ان کی بات کی پرواہ نہ فرمائیں معاف فرمادیں۔ ہم میں سے کوئی بھی ان کی کسی بات سے خوش نہیں ہوتا آپ نے فرمایا:

معاف تو کروں گا مگر چند شرطیں۔

انہوں نے عرض کیا۔ قبیلہ ہمیں آپ کی سر شرط قبول ہے۔ آپ فرمائیں۔

حضرت علیؑ نے فرمایا:

یہ ڈیرہ جو تم نے اوباش خانہ بنا رکھا ہے اسے گرا دو۔

ہر ایک نے اپنے مکان سے باہر گلی کو تنگ کر کے جو اضافہ کر رکھا ہے اسے ختم کر دو۔

گلیوں میں رکھے ہوئے پرناے بدل دو۔

راستوں میں جتنے ٹکڑے بنا رکھے ہیں انہیں ملتا دو۔

اور یہ سب کچھ میری واپسی تک ہو جانا چاہئے میں دیکھ کر گھر بعد میں جاؤں گا اگر ان میں سے ایک چیز بھی

میرے آنے تک موجود نہ ہو تو پھر تم خود دم دار ہو گے۔

انہوں نے عرض کیا۔ قبیلہ آپ کی واپسی تک ان چیزوں میں سے کچھ نہیں ہوگا۔ اور آپ مطمئن ہو کر گھر جائیں

گے انشاء اللہ۔ آپ آگے بڑھ گئے۔ دریائے فرات پر پہنچے۔ دریائے فرات میں طغیانی کا زور تھا۔

آپ نے عبرانی زبان میں کوئی جملہ کہا۔ دریا کناروں سے دو فٹ نیچے چلا گیا۔

آپ نے اہل کوفہ سے پوچھا کیا کافی ہے؟

انہوں نے عرض کیا۔ قبیلہ خطرہ تو نہیں ٹلا۔ کسی وقت بھی سطح بلند ہو سکتی ہے۔

آپ کے ہاتھ میں عصا تھا۔ آپ نے اسے پانی پر مارا۔ ایسے معلوم ہوا جیسے دریا بائیں خشک ہو گیا ہو۔

میں مچھلیاں نظر آنے لگیں۔

تمام مچھلیوں نے اسلام علیک یا امیر المؤمنین کہہ کر سلام کیا۔



آپ نے جواب سلام دیا اور فرمایا۔ تم نے مجھے کیسے پہچانا ہے؟  
تمام پھیلیوں نے عرض کیا۔ قبلہ! بعد از تخلیق اللہ نے ہم پر آپ کی ولایت پیش کی تھی اور مونچھوں والی  
چھلی اور مارا ہی کے علاوہ ہم تمام نے آپ کی ولایت کو قبول کر لیا تھا۔

### ۳۔ تیتیر کی غذا :

سحار میں امام موسیٰ الحظم سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ دوران حج حضرت علیؑ صفا اور مردہ کے مابین سنی کر رہے تھے  
کہ ایک تیتیر زمین پر چلتا ہوا آپ کے سامنے آکر رک گیا۔  
حضرت علیؑ نے فرمایا۔

اے تیتیر! میرا سلام ہو۔

تیتیر نے فصیح عربی میں عرض کیا۔ اے امیر المومنین! میرا بھی سلام ہو۔

حضرت علیؑ نے پوچھا۔ اے تیتیر! یہاں کیا کرتا پھر رہا ہے؟

تیتیر نے عرض کیا۔ قبلہ میں تو اتنے برسوں سے یہاں اللہ کی تسبیح و تقدیس کرنے میں مصروف ہوں۔

حضرت علیؑ نے پوچھا۔ یہ ویرانہ ہے یہاں کچھ کھانے کو ملتا ہے نہ پیئے کو۔ تو کھا اور پی کر زندہ رہ رہا ہے؟

تیتیر نے عرض کیا۔ قبلہ! آپ کے اس رشتہ کی قسم! جو آپ کو نبی کوئیں سے ہے جب بھوک محسوس کرنا ہوں

تو آپ کے موالیوں کے لیے دعا مانگ لیتا ہوں۔ سیر ہو جاتا ہوں۔ اور جب پیاس محسوس ہوتی ہے تو آپ

کے دشمنوں پر تیرا کر لیتا ہوں سیراب ہو جاتا ہوں۔

### ۴۔ بے مہار اونٹ !

خراج میں ابن عباس سے مروی ہے کہ عمرؓ کے زمانہ میں نوح آذر بائیجان کے ایک شخص کے اونٹ بگڑ گئے

اس بیچارے کا ذریعہ معاش بھی انہی سے تھا۔

اس نے حضرت علیؑ سے شکوہ کیا۔

آپ نے فرمایا :

جا اللہ سے استغاثہ کر۔ وہ چلا گیا۔ لیکن جونہی وہ اونٹوں کے قریب جاتا وہ اس پر حملہ آور ہو جاتے جب

کچھ نہ بنا تو واپس آیا۔ اور عمرؓ سے شکایت کی۔

حضرت عمرؓ نے اسے ایک رقعہ لکھ کر دیا کہ تو میں لکھا تھا۔ اے سرکش جنو! تمہیں عمرؓ کہہ رہے ہیں کہ اس آدمی کے اونٹ

قابو میں رکھو۔

ابن عباس کہتا ہے کہ میں نے حضرت علیؓ کو بتایا۔ تو انہوں نے فرمایا۔ بخدا کلام ہی آئے گا۔

کچھ دنوں بعد وہ واپس آیا تو اس کی پیشانی پر بہت بڑا گھاؤ تھا۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہوا۔ اس نے کہا کہ عمرؓ کے رقعہ کی علامت ہے۔ پھر اس نے تفصیل بتائی کہ جب میں رقعہ لے کر گیا اور وہاں رقعہ جا کر رکھا تو وہ پہلے سے بھی زیادہ بگڑ گئے۔ ایک اونٹ نے مجھ پر حملہ کیا۔ میں جان کے خوف سے بھاگا بھٹو کر لگی اور پتھر پر جا لگا۔ پیشانی پھٹ گئی ہے۔ مرنے سے تو بچ گیا ہوں واپس زندگی بھی اچھی نہیں لگ رہی۔

میں نے کہا جا اب عمرؓ کو بتا تو سہی۔ اس نے جا کر عمرؓ کو بتایا۔

حضرت عمرؓ نے کہا میں انسانوں کا حیران ہوں یا حیوانوں کا؟

اس نے کہا۔ حضور! جس کی مسند پر آپ بیٹھے ہیں وہ تو انسانوں کی طرح حیوانوں کے بھی بنی تھے۔ کسی حیوان نے ان کے سامنے سر نہیں اٹھایا تھا۔

حضرت عمرؓ نے اس کی جھڑک کر مسجد سے باہر نکال دیا۔

وہ حضرت علیؓ کے پاس آیا۔ اور عرض کی قبلہ۔ ہم کہیں بھی بھاگ کر جائیں آخر ہمیں آنا تو آپ ہی کی چوکھٹ پر پڑتا ہے۔ آپ ہی مجھ پر ترس فرمائیں۔ پہلے تو معاش کی نگرانی۔ اب جان کے بھی لالے پڑ گئے ہیں۔

آپ نے نمسکر کے فرمایا:

یہ دعایا ذکر لے اور جا کر پہلے یہ دُعا مجموعی طور پر پڑھ لینا۔ اونٹ آرام کر جائیں گے۔ پھر ایک ایک اونٹ کے قریب جا کر یہ دعا پڑھ کے اس پر پھونک مارے گا نا وہ پھر کبھی کوئی شرارت نہیں کریں گے۔

اللهم انی اتوجه الیک بتبعیک نبی الرحمة و اهل بیتہ الذین اخترتهم علی العالمین اللہم صعبتہما و اکفنی لہن شرہا فانک الکافی المعافی والغالب القاہر۔

وہ شخص یہ دعایا ذکر کے چلا گیا۔ پھر وہ اگلے سال آیا۔ تو اس کے ساتھ کافی دولت تھی۔ حضرت علیؓ کی خدمت میں پیش کی اور عرض کیا۔ قبلہ یہ قبول فرمائیں۔

ابن عباس کا بیان ہے کہ میں گیا تو وہ آپ کو مال دے رہا تھا۔ حضرت علیؓ نے پوچھا۔ اب اونٹوں کی اطاعت کا واقعہ تو سنائے گا یا میں سنائوں؟

اس نے عرض کیا۔ قبلہ آپ ہی سنائیں۔

حضرت علیؓ نے فرمایا:

تو فلاں وقت فلاں طرف سے گیا تھا۔ جب اونٹوں نے تجھے دیکھا تو پہلے تو بچھے۔ لیکن جب تو نے دعا پڑھی تو سر جھکا کر کھڑے ہو گئے۔ تو آہستہ آہستہ ان کے قریب ہوتا گیا۔ اونٹ آرام سے کھڑے رہے۔ نیز خوف دور ہو گیا۔ پھر تو نے ایک ایک اونٹ پر وہ دعا دم کی۔

اس نے عرض کیا قبلہ! بالکل اسی طرح تھا جس طرح آپ نے فرمایا ہے۔  
آپ نے فرمایا:

جس کسی کے بھی معاشی حالات ناگفتہ بہ ہو جائیں۔ یا اولاد کی طرف سے کوئی تکلیف ہو یا کسی دشمن کی طرف سے پریشانی ہو وہ اللہ سے اس دعا کے ذریعہ اطمینان حاصل کر سکتا ہے۔

## ۵۔ چوتھا خلیفہ :

بحار میں ابو حمزہ ثمالی سے مروی ہے کہ ایک دن حضرت علیؑ مسجد کوفہ میں تشریف فرما تھے کہ آپ کے ساتھیوں میں سے ایک شخص رفع حاجت کے لیے باہر نکلا وہ بیرون کوفہ گیارہ دفع حاجت سے فارغ ہو کر واپس آ رہا تھا کہ ایک طرف سے ایک اژدہ آتا دکھائی دیا۔ اس نے محسوس کیا کہ اژدہ ہا کا رخ میری طرف ہے۔ یہ دیکھ کر اس نے دوڑ لگائی اور حضرت علیؑ کے پاس آگیا۔ ہانپتا کا ہنپتا ہوا کہ آپ کے سامنے گرا اور عرض کرنے لگا قبلہ اژدہ ہا میرے پیچھے ہے۔ تمام لوگ ادھر ادھر دیکھنے لگے۔ جب کسی کو کچھ نظر نہ آیا تو اسے تسلی دی۔ حضرت علیؑ اٹھے باہر گئے اور دیکھا تو اژدہ ہا ابھی تک بل میں داخل نہیں ہوا تھا۔ حضرت علیؑ کو دیکھتے ہی وہ بل میں داخل ہونے لگا۔ حضرت علیؑ بل پر پہنچے اژدہ ہا بل میں گھس چکا تھا۔ آپ نے بل میں ہاتھ ڈالا اور فرمایا۔ اگر موی کی طرح کا معجزہ ہے تو باہر نکل آ۔ وہ اژدہ ہا باہر نکلا۔ عربی فیض میں السلام علیک یا امیر المومنین کہہ کر اپنا سر حضرت علیؑ کے قدم پر رکھ دیا۔

آپ نے پوچھا: میرے ساتھیوں کو کیوں تکلیف دے رہا ہے؟  
اس نے عرض کیا۔ قبلہ! یہ آپ کا ساتھی تو نہیں ہے۔ یہ تو آپ کو چوتھا خلیفہ سمجھتا ہے  
حضرت علیؑ نے مسکرا کے اس کی طرف دیکھا اور پوچھا۔ کیا اژدہ ہا سچ کہہ رہا ہے؟  
اس نے ندامت سے عرض کیا۔ قبلہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک چیز اژدہ ہا کو معلوم ہو اور آپ کو نہ ہو آج کے بعد ایسا نہ ہو گا اب میرا داغ کافی مدت تک صیح ہو گیا ہے۔

## ۶۔ پرندے اور منافق :

بحار میں براہ ابن عازب سے مروی ہے کہ ایک دن حضرت علیؑ مسجد کوفہ میں تشریف فرما تھے کہ چند پرندے ایک قطار میں اوپر سے گزرے اور انہوں نے اپنی زبان میں کچھ کہا۔

حضرت علیؑ نے فرمایا :

یہ پرندے مجھے اور تم کو سلام کہہ رہے ہیں چند منافق بیٹھے تھے انہوں نے ایک دوسرے کو آنکھوں سے

اشارے کئے۔

حضرت علیؑ نے قبر سے فرمایا۔ ان پرندوں کو آواز دو۔ تمہیں امیر المومنینؑ، برادر رسولؐ اور خلیفہ نبیؐ بلا رہا ہے۔  
قبر نے آواز دی تو سب کے سب پرندے پلٹ کر اترنے لگے اور مسجد کے صحن میں بیٹھ گئے۔

حضرت علیؑ نے فرمایا:

کچھ اس طرح بولو کہ یہ لوگ بھی سمجھ جائیں۔

تمام پرندوں نے عربی فیصح میں کہا السلام علیک یا امیر المومنین و خلیفۃ رسول رب العالمین۔

## ۷۔ جویریہ اور شیر؟

بحار میں جابر سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ جویریہ ابن مسہر کسی سفر کے لیے تیار ہوا تو حضرت علیؑ نے اسے  
فرمایا۔ تو جس راستے سے جا رہا ہے اس پر ایک شیر رہتا ہے اور اگر اسے اور کوئی شکار نہ ملے تو وہ انسان کا شکار  
بھی کر لیتا ہے۔

جویریہ نے عرض کیا۔ قبہ بھریں کیا کروں گا۔

حضرت علیؑ نے فرمایا:

اگر اتفاق ہو جائے۔ بلکہ یقیناً ایسا ہو گا۔ کیونکہ شیر کو وہ دن سے کوئی شکار نہیں ملا۔ شیر تیری بوسنگھ کر حملہ  
آور ہو گا۔ اسے کہنا کہ علیؑ تجھے سلام کہہ رہا تھا اور اس نے مجھے تجھ سے امان دی ہے۔ جویریہ کہتا ہے کہ  
میں جو نبی حضرت علیؑ کے بتائے ہوئے مقام پر پہنچا تو دیکھا سا منے شیر انتہائی جذبات میں آ رہا تھا۔ مجھے ایسے  
معلوم ہوا کہ وہ ابھی میری طرف رہا ہے۔ ابھی کافی دور تھا کہ میں نے کہا۔

امیر المومنین علیؑ تجھے سلام کہہ رہے تھے اور آپ نے مجھے تجھ سے امان دی ہے۔

جو نبی میں نے یہ کہا۔ شیر وہیں کچھ دیر کے لیے رکا پھر سر ہلکا کے واپس ہٹ گیا۔ اور مجھے ایسے محسوس  
ہوا جیسے وہ پھٹکار رہا ہو۔ میں نے اندازہ کیا کہ وہ پانچ مرتبہ پھٹکا رہا تھا۔

جویریہ جب سفر سے واپس ہوا اور حضرت علیؑ کو تمام واقعہ سنایا تو آپ نے پوچھا۔ اب بتا تو نے شیر کو

کیا کہا تھا اور شیر نے تجھے کیا جواب دیا تھا؟

جویریہ نے عرض کیا۔ قبلہ میں نے تو شیر کو آپ کا سلام دیا تھا۔ اور کہا تھا کہ امیر المومنینؑ نے مجھے تجھ سے

امان دی ہے۔ لیکن شیر نے کیا جواب دیا۔ اس سے اللہ اس کے نبی اور وحی نبیؐ ہی واقف ہو سکتے ہیں۔

مجھے معلوم نہیں ہے۔

آپ نے فرمایا: کیا شیر پھٹکا رہا تھا؟

## حیوانات کی گویا میں

وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ

جویریہ نے عرض کیا قبلہ پھنکارا تھا۔

آپ نے فرمایا:

تو نے گنا تھا کہ اس نے کتنی مرتبہ پھنکارا تھا؟

جویریہ نے عرض کیا قبلہ مجھے یاد نہیں۔

آپ نے فرمایا:

اگر میں یاد دو لادوں تو یاد آجائے گا؟

جویریہ نے عرض کیا۔ قبلہ یقیناً یاد آجائے گا۔

آپ نے فرمایا:

خیر نے پانچ مرتبہ پھنکارا تھا؟

جویریہ نے عرض کیا۔ قبلہ آپ کی امامت کی قسم ہے خیر نے پانچ مرتبہ ہی پھنکارا تھا۔

آپ نے فرمایا:

خیر نے تو کہا تھا۔

- ۱۔ اقرء ۲۔ وصی ۳۔ محمدؐ ۴۔ منی ۵۔ السلام
- وصی محمدؐ کو میرا سلام عرض کر دینا







# نباتاتِ جمادات اور حضرت علیؑ

## ۱۔ جنت و جہنم:

خراج میں امام باقرؑ سے مروی ہے کہ ایک دن حضرت علیؑ کے صحابہ نے عرض کیا قبلہ! آپ ہمیں کوئی ایسا معجزہ دکھائیں جس سے ہم مطمئن ہو جائیں۔

حضرت علیؑ نے فرمایا:

دیکھو معجزہ دکھانا کوئی مشکل نہیں ہے لیکن تم ہضم نہ کر پاؤ گے اور مجھے جادوگر کہنے لگو گے۔ انہوں نے عرض کیا۔ قبلہ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ جب ہم خود مطالبہ کر رہے ہیں تو پھر جادوگر کیسے کہیں گے۔

آپؑ نے فرمایا:

اچھا جسے کچھ دیکھنا ہو تو جب میں نمازِ مشاء پڑھ کے باہر نکلوں میرے پیچھے آجائے۔ تمہیں معجزہ دکھا دوں گا۔ ستر آدمی نمازِ مشاء کے بعد حضرت علیؑ کے پیچھے چلے ان ستر میں جنابِ یثیم تیار بھی تھے۔ جب بیرونِ کوفہ پہنچ گئے تو حضرت علیؑ نے ایک مرتبہ پھر کہا۔

میں اس وقت تک تمہیں معجزہ نہیں دکھاؤں گا۔ جب تک تم سے یہ ہمدردی لوں کہ تم معجزہ دیکھنے کے بعد مجھے جادوگر نہیں کہو گے۔ کیونکہ جنابِ ابراہیمؑ تک ہمارے آباء و اجداد میں جادوگری کام کی کوئی چیز نہیں رہی۔ میں جو کچھ بھی دکھاؤں گا صرف اس علم کی بنیاد پر دکھاؤں گا جو نبیؐ نے مجھے عنایت کیا ہے اور اس قدرت سے دکھاؤں گا جو اللہ نے مجھے بخشی ہے۔

تمام لوگوں نے وعدہ کیا۔ تمہیں کھائیں اور عہد کیا کہ اس قسم کے کسی بھی شیطانی دسوسہ کو ذہن میں نہیں آنے دیں گے۔

عہد ہو جانے کے بعد آپؑ نے فرمایا: اب ذرا منہ دوسری طرف پھیر لو۔

سب نے منہ دوسری طرف پھیر لے۔ حضرت علیؑ نے کچھ دعائیں تلاوت کیں۔ جو عبرانی زبان میں تھیں۔ پھر فرمایا اب ادھر دیکھو۔ جب انہوں نے دیکھا تو حیرت سے ان کے منہ کھلے رہ گئے۔ کیونکہ ان کے ایک طرف جنت کے سرسبز و شاداب باغات تھے دوسری طرف جہنم کے پکٹے شعلے تھے۔ اور یہ سب جنت و جہنم کے درمیان کھڑے تھے۔ ایک طرف جنت سے مہکتی ہوا کا جھونکا آتا تو دوسری طرف سے جہنم کے دھکتے شعلوں کی گرم زبان آگے بڑھ آتی۔ جنت کی طرف دیکھ کر خوش ہوتے اور جہنم میں جھانک کر لرز جاتے۔ جنت میں بھی اپنے جانتے والوں کو سیر کرتے دیکھا اور جہنم میں بھی اپنے جانتے والوں کی چیخ و پکار سنی۔

یہ دیکھ کر کہنے لگے کہ یا علیؑ ہم سنا کرتے تھے کہ آپ بہت بڑے جادوگر ہیں آج آنکھوں سے تصدیق ہو گئی ہے کہ واقف اس فن میں آپ سے مقابلہ نہیں کیا جاسکتا۔ صرف دو آدمی بچ گئے جو اپنے ہمدرد بن گئے تھے۔

آپ نے ان دو کو فرمایا: تم نے ان کی بات سنی ہے جو کہر رہے ہیں؟ انہوں نے عرض کیا قبلہ سن لی ہے۔

آپ نے فرمایا:

ان کے ہمدرد کے تم بھی گواہ ہو؟

انہوں نے عرض کیا۔ قبلہ ہم گواہ ہیں۔

آپ نے فرمایا:

جو کہتے ہیں کہتے رہیں مجھے اس کی پروا نہیں ہے کیونکہ یہ علم خدا ہے جو اللہ نے رسولؐ کے ذریعہ مجھے عنایت فرمایا ہے۔ پھر آپ نے کچھ پڑھا جس سے وہ منظر ختم ہو گیا۔ اور ان دو کے سوا دیگر تمام کو واپس بھیج دیا۔ ان کے جانے کے بعد آپ ان دو کو واپس مسجد میں لائے۔ جب مسجد میں پہنچے تو آپ نے وہاں ایک دعا پڑھی جس سے مسجد میں موجود تمام لنگر درآبدار بن گئے۔

آپ نے ان سے فرمایا: دیکھو مسجد میں کیا ہے؟

دونوں نے عرض کیا۔ قبلہ تمام موتی ہیں۔

آپ نے فرمایا:

اگر تم میں سے کسی نے کچھ اٹھالیا تو بھی پشیمان ہوگا اور اگر کچھ نہ اٹھالیا تو بھی پشیمان ہوگا۔

جناب میثم کے ساتھ جو دوسرا تھا اس نے چپکے سے ایک موتی اٹھا کر جیب میں ڈال لیا۔ صبح جب اللہ

کر اسے دیکھا تو رات کی نسبت زیادہ چمکدار تھا۔ آپ کے پاس لے آیا اور عرض کیا قیلم رات میں نے ایک موتی اٹھا لیا تھا۔ تاکہ دیکھوں کہ یہ ایک تک موتی ہے۔

آپ نے فرمایا پھر کیا ہے؟

وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسُثٌ

اس نے عرض کیا۔ قبلہ ابھی تک تو موتی ہے۔

آپ نے فرمایا:

یہ قیامت تک موتی رہے گا۔ البتہ ایک بات بتا دوں اگر اسے واپس مسجد میں رکھ دے تو مجھے جنت ملے گی اور اگر اسے اپنے پاس رکھنا چاہتا ہے تو تیری محبت کے اعمال کی یہ معاوضہ ہوگا اور مرنے کے بعد تو جنت کی بوتل نہ سو گئے سکے گا۔

اس نے عرض کیا۔ قبلہ دنیا تو جیسے تیتے گزر رہی ہے۔ آخرت مشکل ہے۔ میں واپس کرتا ہوں اس نے وہ موتی مسجد میں رکھ دیا۔ جو اسی وقت کنکر بن گیا۔ وہ بھی کافر ہو گیا اور کہنے لگا کہ علی واقعا اچھا جادوگر ہے۔ ان ستریں سے صرف جناب میثم اپنے ایمان اور عہد پر قائم رہے۔

## ۲۔ ناقابل برداشت پتھر:

بحار میں قتیبہ ابن جہم سے مروی ہے کہ حضرت علیؑ جب صغین جا رہے تھے تو راستہ میں ایک سرسبز و شاداب صحرانامی بستی سے گزر کر آگے ایک صحرائیں قیام کا حکم دیا۔ مالک اشتر نے عرض کیا۔ قبلہ! جہاں پانی تھا وہاں آپ نے قیام نہیں فرمایا۔ اور اس صحرائیں آپ نے ڈیرے ڈالے ہیں جہاں پانی کی ایک بوند بھی میسر نہیں۔

حضرت علیؑ نے فرمایا:

اللہ ہمیں پانی سے محروم نہیں رکھے گا اور ایسا صاف و شفاف پانی عنایت فرمائے گا کہ تم لوگوں نے زندگی میں اس جیسا پانی نہیں پایا ہوگا۔

پھر ایک جگہ کی نشاندہی کر کے فرمایا۔ مالک تو اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر اس جگہ کنواں کھود۔ ہم نے کنواں کھودنا شروع کیا ابھی ٹھوڑا ہی کھودا تھا کہ نیچے سے سیاہ پتھر کی ایک چٹان برآمد ہوئی جس میں ایک دائرہ ایسا تھا جو چاندی کی مانند چمک رہا تھا۔ ہم نے پوری کوشش کی کہ پتھر کو ایک طرف ہٹائیں یا توڑیں لیکن نہ تو چٹان ٹوٹی اور اپنی جگہ سے ہٹی۔

ہم نے عرض کیا۔ قبلہ! معاملہ تو الجھ گیا ہے ہم جتنے آدمی اس چٹان کے گرد کھڑے ہو سکتے ہیں ہم نے اپنی تمام کوشش کر کے دیکھ لی ہے۔ لیکن یہ چٹان تو ملنے کا نام ہی نہیں لیتی۔

آپ اٹھے دست دعا بلند کئے اور عرض کیا۔ بار الہامیری مدد فرما۔ پھر آگے بڑھے۔ اور پتھر کو یوں اٹھا کھینکا جیسے کنکری کو پھینکا جاتا ہے۔ پتھر کے نیچے پانی کا ایسا صاف و شفاف اور ٹھنڈا چشمہ تھا کہ ہم دیکھ کر حیران رہ گئے ہم نے پانی پیا بھی اور زاد راہ کے لیے بھی مشکیزے پُر کر لیے۔

وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسُثٌ

ہم نے وہاں سے کوچ کیا۔ تھوڑا سا آگے بڑھے تھے کہ آپ نے فرمایا:  
کوئی ہے جو چشمہ کی جگہ جانتا ہو

ہم نے پوچھا جب یہاں پانی ہی نہیں ہے تو تو یہاں بیٹھا کس لیے ہے؟  
اس نے کہا ایک وقت کا انتظار ہے جب وہ ختم ہو جائے گا تو چلا جاؤں

اب ہم اسے تلاش کرتے ہیں لیکن وہ جگہ نہیں مل رہی۔

اس نے پوچھا۔ کیا تمہارا آقا نبی ہے؟

ہم نے کہا نہیں وصی نبی ہے۔

اس نے کہا۔ مجھے فوراً اس کے پاس لے جاؤ۔

ہم اسے حضرت علیؑ کے پاس لائے۔ حضرت علیؑ نے اسے دیکھتے ہی فرمایا۔ تمہوں ہے؟

اس نے عرض کیا۔ ہوں تو شمعوں۔ مگر آپ کو کیسے پتہ چلا جب کہ میرا بہ نام میری ماں نے رکھا تھا اور اسی تک محدود رہ گیا۔

میری ماں اور اللہ کے سوا میرے اس نام سے کوئی واقف نہیں ہے۔

حضرت علیؑ نے فرمایا:

اگر تو چاہے تو تجھے تیری ماں اور باپ کے نام بھی بتا دوں۔ جیہ تو مان رہا ہے کہ اللہ ابھی میرے اس نام سے واقف ہے تو پھر کس بات پر تعجب کر رہا ہے۔ اللہ بخیل تو نہیں ہے کہ وہ اپنا علم اپنے اولیاء کو نہ دے۔ شمعون نے عرض کیا۔ قبلہ اس حجتہ کا نام کیا ہے؟

وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ

آپ نے فرمایا:

تمہاری تورات میں اس کا نام راحو ما ہے۔ اس چشمہ سے تین سو مٹی اور تین سو مٹی پانی پی چکے ہیں۔ میں آخری وصی ہوں جس نے اس چشمہ سے پانی پیا ہے۔

شمعون نے کہا۔ مجھے کلمہ پڑھائیے۔ شمعون نے جب ذیل کلمہ پڑھا۔

اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمد رسول اللہ واشھد انک وصی محمد حقاً

پھر حضرت علیؑ نے فرمایا:

بخدا! اگر کوئی شخص کسی پل پر کھڑا ہو جائے۔ اور آدم سے قیامت تک کے تمام افراد اس کے سامنے سے گزرے جائیں اور وہ مجھ سے ان کے نام پوچھے تو میں ایک ایک فرد کا نام مع اس کے باپ اور ماں کے نام کے بتاتا جاؤں گا۔

### ۳۔ سیب کا خشک درخت؛

بحار میں امام حسینؑ سے مروی ہے کہ ایک دن ہم حضرت علیؑ کی خدمت میں بیٹھے تھے آپ کے مخلصین کا حلقہ تھا کہ چند ایسے افراد آگئے جو آپ سے بغض رکھتے تھے۔ جب وہ بیٹھ گئے تو آپ نے فرمایا:

بخدا! آج اپنی امامت حقہ کا ایسا معجزہ دکھاؤں گا جیسا حضرت موسیٰؑ کا مائدہ تھا۔ سامنے سیب کا ایک خشک درخت کھڑا تھا۔

آپ نے ہمیں فرمایا۔ اس درخت کی طرف دیکھو۔

ہم نے دیکھا تو وہ خشک درخت سرسبز ہونے لگ گیا۔ اس پر پتے آگئے۔ پھر پھول گئے۔ وہ پھول پھل پک گئے۔ آپ نے اپنے مخلصین سے فرمایا۔ کیا دیکھتے ہو ہاتھ بڑھاؤ اور کھاؤ۔ تمام موالیوں نے ہاتھ بڑھا کر پھل کھانا شروع کئے۔ پھر آپ نے بغض رکھنے والوں سے فرمایا۔ تم بھی ہاتھ بڑھاؤ اور کھاؤ۔

جب انہوں نے ہاتھ بڑھا لئے تو اس کی ٹہنیاں بلند ہو گئی۔ وہ بھی اٹھتے گئے اور ٹہنیاں بھی بلند ہوتی گئی حتیٰ کہ ان کی دسترس سے بلند ہو گئیں۔

انہوں نے عرض کی کہ قبلہ اس کی کیا وجہ ہے۔ یہ بھی تو ہماری طرح ہیں۔ لیکن جب یہ کھا رہے تھے تو ٹہنیاں جھکی ہوئی تھیں۔ جب ہم نے کھانا چاہا تو ٹہنیاں ہمارے ہاتھوں سے بھی اوپر چلی گئی ہیں؟

آپ نے فرمایا:

ایسا کہہ کر یہ بھی چاری طرح ہیں۔ اپنے دل ٹٹول کر دیکھو کیا تم مجھ سے اسی طرح محبت رکھتے ہو جس طرح انہیں مجھ سے محبت ہے۔ یاد رکھو! جنت بھی اسی طرح ہے۔ ہمارے اولیاء جنت سے محروم نہیں رہیں گے اور ہمارے اعداء کو جنت نصیب نہیں ہوگی۔



## ۴۔ ذوالفقار کا انتقام :

مکاتیس امام صادقؑ سے مروی ہے کہ جب جنگ خندق میں حضرت علیؑ نے عمرو ابن عبدود کو قتل کیا تو تلوار امام حسینؑ کو دی۔ اور فرمایا بیٹے گھر لے جا اور اس سے کہہ کر اسے دھو ڈالے۔ امام حسینؑ تلوار دھلا کر واپس لائے۔ تو تلوار پر خون کا ایک سرخ دھبہ موجود تھا۔ حضرت علیؑ نے فرمایا :

بیٹے کیا تیری ماں نے اسے اچھی طرح صاف نہیں کیا؟

سرور کوہینؑ نے فرمایا :

یا علیؑ تلوار دھلی ہوئی تو ہے۔

حضرت علیؑ نے عرض کیا۔ قیلہ ایک دھبہ موجود ہے۔

آنحضورؐ نے فرمایا :

اس کی وجہ حسینؑ اور نہ ہر اسے نہ پوچھو خود تلوار سے پوچھ لے۔

حضرت علیؑ نے تلوار سے فرمایا :

کیا بات ہے یہ دھبہ خون کا کیوں رہ گیا ہے۔ کیا تجھے طاہرہ بنت طاہر نے نہیں دھویا؟

تلوار نے عرض کیا۔ قیلہ! جس موتی کو آپؐ نے مجھ سے واصل جہنم کیا ہے وہ اللہ کا مغنوس ترین فرد خضاء اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ اس کے خون سے ایک قطرہ پی لوں۔ تاکہ جب بھی علیؑ تجھے نیام سے باہر نکالے تو ملائم خون کے اس دھبہ کو دیکھ کر علیؑ پر صلوات اور عمرو ابن عبدود پر لعنت بھیجیں

## ۵۔ پانی :

مکاتیس مروی ہے کہ اقامت دار عمر کے زمانہ میں ایک کافر قیزی لایا گیا۔ حضرت علیؑ بھی تشریف فرما تھے۔ عمرؓ نے اسے اسلام قبول کرنے کو کہا۔ اس نے انکار کر دیا۔

حضرت عمرؓ نے حکم دیا اسے قتل کر دو۔

اس قیدی نے کہا میں پیسا سا ہوں۔ مجھے پانی پی لینے دو۔ پھر قتل کر دیتا۔

اس کے لیے پانی لایا گیا۔ اس نے پانی کا پیالہ ہاتھ میں لیا اور پوچھنے لگا کیا جب تک میں پانی نہ پی

لوں گا اس وقت تک مجھے امان ہے؟

حضرت عمرؓ نے کہا۔ ہاں تجھے امان ہے۔



ہے۔

ہم اس کی تلاش میں مارے مارے پھر رہے ہیں لیکن ہمیں وہ نہیں مل رہا۔  
اگر آپ کا دین حق ہے۔ اور آپ امام حق ہیں تو ہمیں وہ پتھر تلاش کر کے دے دیں۔

آپ نے فرمایا:

تمہارے مخالف کے مطابق اس پر کون سے چھ انبیاءؑ کے نام لکھے ہیں؟  
انہوں نے کہا۔ صاحبان شریعت چھ انبیاءؑ جو آدمؑ۔ نوحؑ۔ ابراہیمؑ۔ موسیٰؑ۔ عیسیٰؑ۔ اور محمدؑ ہیں کے نام لکھے ہیں۔

آپ نے فرمایا:

اگر میں پتھر تلاش کر دوں اور اس پر ہمارے نبیؐ محمدؑ کا نام لکھا ہو تو اسلام کی حقانیت قبول کر لو گے؟  
انہوں نے عرض کیا۔ ہم اسے تلاش ہی اسی لیے کر رہے ہیں۔

آپ نے فرمایا:

کیا تمہارے مخالف میں یہ نہیں لکھا ہوا کہ اس پتھر کو کون تلاش کر دے گا؟  
انہوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا پھر کہا۔ کہیں آپ کو معلوم تو نہیں ہے کہ وہ تلاش کرنے والا کون ہے؟

آپ نے فرمایا:

میرے علم کی بات نہ کرو۔ تم بتاؤ کہ لکھا ہوا ہے یا نہیں؟  
انہوں نے کہا۔ لکھا ہوا ہے۔

آپ نے پوچھا تلاش کرنے والے کا نام ہے یا عہدہ؟  
انہوں نے عرض کیا۔ دونوں ہیں۔

آپ مسکرا دیئے اور فرمایا۔ میرے ساتھ آؤ۔ آپ بہت دودھرا میں آئے۔ وہاں ریت کا پیار ڈنا ایک ٹیلہ تھا۔ آپ نے ہوا کو فرمایا۔ ذرا جلدی سے اس ٹیلہ کی ریت کو ایک طرف کر دے۔ چند لمحے ہی گزرے تھے کہ ٹیلہ ریت کا ہوا ہو گیا۔ نیچے سے ایک پتھر نمودار ہوا۔

آپ نے فرمایا:

لو تمہارا مطلوب پتھر یہی ہے۔ وہ پتھر کے ارد گرد گھومنے لگے۔ گھوم پھر کر کہنے لگے۔  
یہ پتھر نہیں ہے۔

آپ نے فرمایا:

یہی پتھر ہے۔

وَالْعَصْرِ ثَمِثًا وَلِی الْعَصْرِ ثَمِثًا وَلِی الْعَصْرِ ثَمِثًا **بیانات مجادات حضرت علی** وَلِی الْعَصْرِ ثَمِثًا وَلِی الْعَصْرِ ثَمِثًا وَلِی الْعَصْرِ ثَمِثًا

انہوں نے عرض کیا۔ اگرچہ میری ہی ہے تو اس پر انبیاءؑ کے نام کہاں گئے؟  
آپ نے فرمایا:

انبیاءؑ کے نام اس کے دوسری طرف ہیں۔ اسے الٹ کر دیکھو تمہیں وہ نام بھی مل جائیں گے ان تمام نے مل کر کوشش کی لیکن پتھر نہ ہلا۔ پھر دوسری ملک مائیگی بغرض پچاس تو وہ خود تھے اور انہوں نے نوسو آدمی اور جمع کیا لیکن پتھر نہ ہلا۔

انہوں نے کہا۔ یا علیؑ! آپ ہمارا زیادہ امتحان نہ لیں۔ اگر آپ کے حکم سے آدھی چند سیکنڈ میں ٹیپے کو ایک جگہ سے اٹھا کر دوسری جگہ رکھ سکتی ہے تو آپ کے لیے یہ پتھر بھی مشکل نہیں ہے۔ آپ خود ہی یہ کام بھی کر دیں۔

آپ نے فرمایا :

اچھا اب سب پیچھے ہٹ جاؤ۔

وہ پیچھے ہٹے۔ آپ نے صرف دو انگلیوں سے پتھر کو ایک طرف الٹ دیا۔ اور فرمایا: پتھر میلے دیکھ لیا تھا اب ذرا انبیاء کے نام بھی دیکھ لے۔ یہ لکھے ہیں۔

جب انہوں نے وہ نام دیکھے تو آپ کے قدموں میں گر گئے۔ کلمہ پڑھا اور کہنے لگے

آپ سید الوصیین ہیں۔ آپ روئے ارض پر حجت خدا ہیں جس نے آپ کو پہچان لیا وہ سعادت مند ہے اور جو آپ سے جاہل رہا وہ بے نصیب اور جہنم کا ایندھن ہے۔

۷۔ سونے کی دیوار:

کار میں مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت علیؑ گھر تشریف لائے اور جناب زہراؑ سے فرمایا: کچھ کھانے کو ہے؟  
بی بی نے عرض کیا یا علیؑ! آپ کو معلوم ہے تیسرے دن سے کچھ نہیں کھایا۔

اے نے فرمایا:

اچھا ایسا کرو کوئی شے دے دو تا کہ کسی کے پاس رہن رکھ کر کچھ کھانے کو لاؤں۔  
بی بی نے ایک چادر پیش کر دی۔

حضرت علیؑ اسے لے کر اپنے یہودی پڑوسی کے پاس آئے اور فرمایا۔ یہ چادر رکھ لے اور ہمیں کچھ جو دیدے۔  
یہودی نے چادر رکھ لی اور جو دیدیئے۔ پھر انرا راہ ظنفر کیا۔

یا علیؑ تمہارا تو نبی بڑے بڑے کام کرتا ہے۔ اور تم لوگ کہتے ہو کہ وہ اللہ کا انتہائی مقبول بندہ ہے۔ جو دعا مانگتا ہے۔ وہ قبول ہوتی ہے۔ کیا اس سے اتنا بھی نہیں ہو سکتا کہ وہ تم لوگوں کو پیٹ پھر کھانے کی دعا مانگتا

بیانات مجاہدات اور حضرت علیؑ

ہم کو روزانہ در بدر نہ پھرو۔ اور اطمینان سے کھانا کھا لیا کرو۔

آپ نے فرمایا:

یہودی ایسی بات نہیں ہے۔ ہمارا آقا تو بہت عظمت کا مالک ہے اگر میں بھی چاہوں اور اس دیوار کو حکم دوں کہ سونے کی ہو جائے تو یہ دیوار سونے کی ہو جائے گی۔

یہودی نے دیکھا تو تمام دیوار سونے کی ہو گئی۔

حضرت علیؑ نے دیوار سے فرمایا۔ میں تو ویسے بات کر رہا تھا میں نے تجھے حکم تو نہیں دیا۔ دیوار سے آواز آئی یا علیؑ تو اولی الامر ہے اور کائنات کی ہر مخلوق اولی الامر کے ارادہ کی تابع ہے۔ حکم بعد کی بات ہے یہودی نے اس وقت کلم پڑھ لیا۔

حضرت علیؑ نے فرمایا:

ہم دنیا اس لیے نہیں چاہتے کہ اسے اللہ پسند نہیں کرتا۔ ورنہ دنیا ہمارے لیے اتنی مشکل نہیں ہے۔

## ۸۔ پانی کا چشمہ:

شیخ مفید نے نقل فرمایا ہے کہ حضرت علیؑ جب صفین کی جنگ کو جا رہے تھے تو ایک جگہ راستہ میں آپ کی فوج کو پیاس نے تنگ کر لیا۔ تمام سپاہی تلاش آب میں ادھر ادھر پھرے لیکن کہیں پانی کا کوئی نشان نہ ملا۔ حضرت علیؑ نے راستہ سے ہٹ کر سفر شروع کر دیا۔ سامنے ایک راہب کا گرجا نظر آیا۔ تمام لشکر گرجا میں پہنچ گیا۔ آپ نے گرجا میں کھڑے ہو کر آواز دی۔ کوئی ہے؟ راہب باہر نکلا۔ اور پوچھا کیا بات ہے؟

آپ نے فرمایا:

یہ لوگ پیاسے ہیں۔ یہاں کہیں پانی مل جائے گا؟

اس نے کہا قریب ترین مکان جہاں سے پانی کی توقع کی جاسکتی ہے۔ وہ یہاں سے چھ میل ہے۔

آپ نے سپاہیوں سے فرمایا۔ تم نے سن لیا ہے؟

انہوں نے عرض کیا قبلہ سن تو لیا ہے لیکن جب تک پانی پیر نہ جائیں اس وقت تو صرف سنا ہی سنا ہے

آپ نے فرمایا:

پھر کیا ارادہ ہے؟

انہوں نے عرض کیا قبلہ ارادہ کیا ہوگا۔ پانی کی تلاش میں جاتا ہے۔



وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ  
وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ

آپ نے فرمایا۔  
یہیں رک جاؤ تمہیں کہیں بھی نہیں جانا پڑے گا۔ اللہ میں اسی جگہ پانی دے گا۔ راہب یہ سن کر قدرے حیران ہوا۔ اور کہنے لگا۔ تو عجیب بندہ خدا ہے۔ ان بیچاروں کو پانی کی تلاش میں نہیں جانے دیتا۔ یہاں کہاں ملے گا۔

آپ نے راہب کی بات پر توجہ نہ دی۔ اور قبضہ رو ہو کر کچھ دور آگے چلے اور فرمایا۔ آؤ اس جگہ کو کھودو۔ سپاہی گھوڑوں سے اترے اور اس جگہ کو کھودنا شروع کیا۔ دو تین فٹ ہی کھودا ہو گا کہ نیچے سے ایک پتھر رونما ہوا۔ ہر چند پتھر کو توڑنے کی کوشش کی گئی۔ لیکن پتھر اپنی جگہ سے نہ ہلا۔

آپ نے سپاہیوں سے فرمایا: اب تم ہٹ جاؤ۔ سب سپاہی ایک طرف ہو گئے آپ نے استین پڑھائیں اور دونوں ہاتھ پتھر کے نیچے دے کر پہلے اسے ہلایا پھر اٹھا کر گڑھے سے باہر پھینک دیا۔ جو نہی پتھر ہٹا۔ نیچے سے پانی نظر آیا۔ وہ سب پانی پر ٹوٹ پڑے۔ پہلے خود پیدا پھر سواریوں کو پلایا۔ پھر مشکیزے پر کئے۔ جب تمام نے نشی سے پانی بھر لیا۔ تو آپ نے پتھر کو اٹھا کر اسی جگہ دکھ دیا۔ اور فرمایا۔ اب گڑھے کو پاٹ دو۔ راہب جو گرے کی چھت پر بیٹھا یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ اس نے چیخ کر کہا۔ مجھے میچے اتار دو۔ اسے چھت سے اتار گیا۔ حضرت علیؑ کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا اور پوچھا۔

کیا آپ نبی ہیں؟  
آپ نے فرمایا۔ نہیں  
اس نے کہا۔ کیا ملک مقرب ہیں؟  
آپ نے فرمایا: نہیں  
اس نے کہا۔ آپ کون ہیں؟  
آپ نے فرمایا۔ میں محمد مصطفیٰ کا وصی ہوں۔

راہب نے کہا۔ ہاتھ بڑھائیے میں آپ کی بیعت کر لوں۔ آپ نے ہاتھ بڑھایا۔ اس نے کلمہ شہادت پڑھتے ہوئے کہا۔ میں گواہی دیتا ہوں آپ ہی مصطفیٰؐ کے برحق وصی اور نائب نبی ہیں۔

آپ نے پوچھا یہ اتنا عرصہ تو نے اسلام قبول نہیں کیا آج تو نے کیوں اسلام قبول کر لیا ہے آج کیا بات ہوئی ہے اس نے عرض کیا اے امیر المومنین آپ تو مجھ سے زیادہ واقف ہیں۔ البتہ آپ کے ساتھیوں کی حیرت دور کرنے کے لیے عرض کر دوں کہ۔

ہم نے اپنی سابقہ کتاب میں دیکھا ہے کہ اس جگہ پانی کا چشمہ ہے اور اسے نبی آخر الزمان یا اس کا وصی ظاہر کر کے اس سے پانی پئے گا۔ یہ اگر محاصرت اسی مقصد کے لیے یہاں بنایا گیا ہے۔ اور اس میں یکے بعد دیگرے

وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ  
وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ

بنائات و جمادات اور حضرت علیؑ

وَالْيَاصْبِرْ ثَوَاتًا ۖ وَالْيَاصْبِرْ ثَوَاتًا ۖ وَالْيَاصْبِرْ ثَوَاتًا ۖ

راہبوں کی ڈیوٹی لگتی رہی ہے۔ کہ جیب بھی اس چپتہ کا سراغ لگانے والا اور پیچہ کو اکھیڑنے والا آئے۔ مگر جاہیں موجود راہب اپنی برادری کو مطلع کرے۔ صدیاں گزر گئی ہیں۔ اور ہم اس انتظار میں تھے۔

ہیں خوش نصیب ہوں کہ میرے حصہ میں یہ صداقت آئی۔

آپ نے فرمایا:

اب کیا ارادہ ہے؟

اس نے عرض کیا۔ قبلہ ارادہ کیا ہوگا۔ مراد پوری ہو گئی ہے۔ اب آپ کی غلامی میں باقی دن گزاروں گا۔

آپ نے فرمایا :

جو لوگ تیرے انتظار میں ہیں انہیں اطلاع نہیں دے گا۔

اس نے عرض کیا: خُدا پہلے بہت زمانہ بد نصیبی میں گزار چکا ہوں۔ اب جب مقدر میرے سامنے ہے اسے

پھوڑ کر کہاں جاؤں اور کیوں جاؤں۔

وہ حضرت علیؑ کے ساتھ جنگ صفین میں شریک ہوا اور اسی جنگ میں شہید ہو گیا۔

۹۔ اطاعت زمین:

بحار میں بتایا مگر اسے مردی ہے کہ ایک دن بھوک سے بُرا حال تھا۔ فاقہ کو چوتھا دن تھا۔ کھانے کو کچھ

مل نہ رہا تھا۔

حضرت علیؑ کے پاس آیا اور عرض کی۔ قبیلہ اب بھوک قابل برداشت نہیں رہی۔

آپ نے فرمایا امیرے ساتھ۔ میں آپ کے پیچھے چلا۔ مدینہ سے باہر آئے اور ایک جگہ رک کر زمین پر ٹھوکری ماری

زمین سے، درہم ہوں سے ہر ایک تھیں براہ مہوئی۔ آپ نے اسے اٹھایا اس سے دو درہم نکالے ایک تھے

دیدا اور ایک خود رکھ لیا۔ بھتیجی کو بھی اسی جگہ رکھ دیا۔ اور اوپر مٹی دے دی۔

میں دل میں سوچتا رہا کہ علی عجیب چیز ہے۔ جب پھیلے ہاتھ آہی گئی تھی تو اسے واپس رکھنے کا کیا معنی اگر

اپنے لیے نہیں تو کم از کم مجھے ہی دیدیتے کچھ دن تو اچھے گزرتے۔

اس وقت تو میں آپ کے ساتھ واپس آ گیا۔ لیکن جگہ میں نے یاد رکھ لی تھی۔ جب حضرت علیؑ جدا ہوئے تو

میں سیدھا اسی جگہ آیا بہت مغز ماری کی گمرتہ جگہ ملی اور نہ تھیلی۔ تاکام ہو کر واپس چلا گیا۔ دوسرے دن حضرت علیؑ

سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے پوچھا۔

عمار! کیا تھیلی کے لیے پھر چکر لگایا تھا؟

میں نے سر جھپکا کے عرض کیا۔ قبلہ گیا تھا۔

ولی العصر ترست ولی العصر ترست ولی العصر ترست ولی العصر ترست ولی العصر ترست  
 بیاناتِ جمادات اور حضرت علیؑ ولی العصر ترست ولی العصر ترست ولی العصر ترست

آپ نے مسکرا کے فرمایا: عمار جب ہم دولت سے بھاگتے ہیں تو دولت ہمارے قدموں سے لپکتی ہے اور جب ہم دولت کے پیچھے بھاگتے ہیں۔ تو وہ ہم سے کوسوں دور آگے نکل جاتی ہے۔

## ۱۔ خشک روٹی یا گوشت:

مناقب شہرِ شوب میں مروی ہے کہ ایک دن حضرت علیؑ نے ایک انصاری کو کوڑا کرکٹ سے اٹھائے ہوئے بنبرلوں اور میوؤں کے پھلکے کھاتے دیکھ لیا۔ آپ نے منہ پھیر لیا تا کہ وہ دیکھ کر شرمندہ نہ ہو۔ مگر جا کر قنبر کو بھیجا کہ فلاں انصاری کو بلا لا۔ قنبر بلا کے لایا۔ تو آپ نے اسے اپنے سامنے بٹھایا۔ پانی کا پیالہ لیا۔ جو کی خشک روٹی سے ایک ٹکڑا توڑ کر پیالہ میں ڈالا اور فرمایا۔ بسم اللہ کھا۔ جب اس نے لقمہ منہ میں ڈالا تو حیرت سے حضرت علیؑ کی طرف دیکھنے لگا۔ آپ نے فرمایا کیا بات ہے خیریت تو ہے؟

اس نے عرض کیا۔ قبلہ جب آپ نے لقمہ توڑا خشک روٹی سے تھا۔ جب پانی میں ڈالا خشک روٹی تھی جب میں نے اٹھایا۔ خشک روٹی تھی لیکن جب منہ میں گیا تو گوشت بن گیا۔ کیا باعث تعجب نہیں؟

آپ نے فرمایا:

قدرت خدا پر تعجب نہیں کرتے تو کھا۔

آپ نے دوسرا لقمہ توڑ کر ڈالا اور فرمایا کھا۔ اس نے لقمہ اٹھا کر کھایا تو وہ پرندے کا بھتا ہوا گوشت تھا۔ علیؑ ہذا القیاس پر لقمہ نیا ڈالنا دیتا رہا۔ ہر قسم کے میوے بنتے گئے اور وہ حیرت سے کھاتا رہا۔ جب سیر ہو گیا تو آپ کے قدموں پر گر گیا۔

آپ نے فرمایا:

کیا بات ہے؟؟

اس نے عرض کیا۔ قبلہ حیرت ہے کہ ایک پیالہ ہے ایک جو کی روٹی نے موسمِ دالے اور بے موسم کے میوے بھی کھلائے اور گوشت بھی کھلایا۔ آپ نے اسے اوپر اٹھایا۔ اور فرمایا۔ اللہ کی نوازش ہے۔

اس نے عرض کیا۔ قبلہ آپ نے آج میری آنکھیں کھول دی ہیں۔ میں منافق تھا لیکن آج کے بعد مخلص مسلمان بن گیا ہوں۔

## ۱۱۔ سوئگی نہر:

مشارقی الانوار میں مروی ہے کہ جب جنابِ فضہ حضرت علیؑ کے گھر بصورت کنیز آئیں تو اس نے دیکھا کہ گھر میں کل ترکہ ایک تلوار ایک ذرہ اور ایک بچی ہے۔ جنابِ فضہ نے حیران ہو کر ادھر ادھر دیکھا اور کچھ بھی نظر نہ آیا۔

جناب فضہ کو اس گھر کی غربت پر بڑا ترس آیا۔ جناب فضہ جو حکم اکبر کا ایک نسخہ جانتی تھیں بی بی تے تانے کا ایک ٹکڑا لیا۔ اسے آگ میں رکھا اور دوا ڈالی۔ تانہا سونا بن گیا۔ حضرت علی گھر تشریف لائے تو جناب فضہ نے خوش ہو کر سونیکا ٹکڑا پیش کیا۔

آپ نے فرمایا:

کیا تانبے پر فلز دوا ڈالی ہے؟  
جناب فصیح نے عرض کیا۔ ہاں قبلہ

آپ نے فرمایا:

اگر تائب کو گرم کرنے کی بجائے گھسلا کر دواؤں الٹی تو رنگ بھی زیادہ دیتا اور قیمت بھی زیادہ ہوتی۔ جناب مفتی نے عرض کیا۔ قبلہ آپ بھی یہ نہ جانتے ہیں؟

جنابِ فضۃؓ نے عرض کیا۔ قبلہ آبِ بھی یہ فن جانتے ہیں؟

جناب امیر نے فرمایا: فضہ یقین تو اتنا بڑا نہیں ہے۔ یہ تو میرا چھوٹا بیٹا بھی جانتا ہے تم تو اس سے بھی کچھ زیادہ جانتے ہیں۔ آپ نے پاؤں زمین پر مارا اور جناب فضہ سے فرمایا فضہ ذرا نیچے دیکھ جناب فضہ نے دیکھا تو زمین شکافت ہوئی اور اس شکافت میں سے سونے کی نہر بہہ رہی تھی۔

جناب فقہ نے حیرت سے حضرت علیؑ کی طرف دیکھا۔ آپ نے مسکرا کے فرمایا: یہ ٹکڑا بھی اسی نہر میں ڈال دے یہاں تنہا ہے اپنی جنس میں یہ زیادہ خوش رہے گا۔  
اس کے بعد جناب فقہ نے جتنی زندگی گزار لی نہ تو کبھی ان کی بھوک پر تعجب کیا اور نہ غربت کا احساس کیا۔

## ۱۲۔ کنکریوں کی زبان :

امالی طوسی میں جناب سلمان سے مروی ہے کہ ہم نبی کو نبیؐ کے پاس بیٹھے تھے کہ آنحضرتؐ نے ایک کنکرا اٹھا کر حضرت علیؑ کے ہاتھ میں دیا۔ حضرت علیؑ نے لنگر لے لیا۔ جونہی لنگر حضرت علیؑ کے ہاتھ میں آیا۔ لنگر سے آواز آئی۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ محمدؐ رسول خدا ہے۔ ہم اللہ کی توحید۔ محمدؐ کی نبوت اور علیؑ کی ولایت پر راضی ہیں پھر آنحضرتؐ نے ہماری طرف دیکھ کر فرمایا۔ جو شخص اللہ کی ربوبیت میری رسالت اور علیؑ کی ولایت پر اللہ کے عذاب سے وہی محفوظ رہے گا۔





# علم غیب اور حضرت علیؑ

## ۱۔ پوشیدہ راز:

بصائر الدرجات میں عمارت امور سے مروی ہے کہ ایک دن میں حضرت علیؑ کی محفل قضا میں بیٹھا تھا ایک عورت اور مرد نزاع لے کر آئے۔ آپ نے دونوں باتیں سنیں۔ باتیں مرد کی درست تھیں۔ آپ نے عورت کے خلاف فیصلہ دیا عورت نے غصہ میں اگر کہا۔ اے میرا مومنین آپ نے فیصلہ غلط کیا ہے۔ آپ نے مجھ پر ظلم کیا ہے۔ جب کہ اللہ نے آپ کو ایسی اجازت نہیں دی آپ کو گھر پر حالات کا کیا علم ہے؟

آپ نے فرمایا:

اے سق۔ اے مہیع۔ اے فزوع۔ چونکہ میں نے تیرے خلاف فیصلہ دیا ہے اس لیے تجھے برا لگ رہا ہے ورنہ اب تو تجھے معلوم ہو گیا ہو گا کہ گھر پر حالات تو بچلے خود میں اور بھی بہت کچھ جانتا ہوں۔ یہ سننے ہی عورت بھاگ کھڑی ہوئی اور پیچھے پلٹ کر بھی نہ دیکھا۔

عمرو ابن حریث نے جب عورت کو بھاگتے دیکھا تو فوراً اس عورت کا تعاقب کرنے لگا۔ ابھی وہ اپنے گھر میں داخل نہیں ہوئی تھی کہ عمرو ابن حریث بھی پہنچ گیا اور اس سے کہا۔

اے کینز خدا ایہ کیا بات ہوئی کہ پہلے تو نے علیؑ کے فیصلہ پر اعتراض کیا۔ اور جب علیؑ نے تجھے یہ باتیں کہیں تو کوئی جواب دیئے بغیر بھاگ کھڑی ہوئی۔

اس نے کہا۔ بندہ خدا! علیؑ نے مجھے وہ بات بتائی ہے جس کا میرے سوا کسی کو علم نہیں۔ صرف اللہ کو معلوم ہے۔ میری ماں کو معلوم ہے اور مجھے معلوم ہے۔ میں صرف اس لیے بھاگی ہوں کہ کہیں علیؑ میرے اور عیب گنوا تا نہ شروع کر دے اور میں بھرے مجمع میں دسوانہ ہو جاؤں۔ بھلا ہو علیؑ کا صرف اسی پر اکتفا کیا ہے۔ ورنہ میرا حق یہی تھا کہ مجھ میں جتنے عیوب تھے وہ سب کھول دیتے کیونکہ میں نے ان کے صحیح فیصلہ کو غلط کہا ہے۔

عمرو نے کہا۔ اللہ تجھ پر رحم کرے۔ وہ کیا بات ہے جس کی علیؑ نے تجھے اطلاع دی ہے؟



اس نے کہا۔ تجھے کیا پڑی ہے۔ اس بات کو معلوم کرنے کی عورتوں میں کچھ ایسے عیب ہوتے ہیں۔ جو مردوں کے علم میں نہیں آنا چاہیں۔

عمروؓ نے کہا۔ نہ تو مجھے پہچانتی ہے نہ میں تجھے جانتا ہوں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ آج کے بعد نہ تو مجھے دیکھنے میں تجھے دیکھوں۔ اگر مجھے بتا دیے گی تو اس میں کیا حرج ہوگا میرے معلومات میں اضافہ ہو جائے گا۔ علاوہ ازیں حضرت علیؓ نے عربی کے ایسے لفظ استعمال کئے ہیں جو میں نے آج تک نہیں سنے اور نہ ہی مجھے ان کے معانی آتے ہیں میرے لیے باعث حیرت ہے کہ تو عورت ہو کر ان کے معانی سے واقف تھی جب ہی تو خاموشی سے بھاگ اٹھی۔

جب عورت نے دیکھا کہ میرے پیچھے پڑ گیا ہے اور جب تک نہیں بتاؤں گی جان نہیں چھوڑے گا اس نے کہا حضرت علیؓ نے مجھے

سلفق فرمایا ہے بخدا حضرت علیؓ نے جھوٹ نہیں بولا۔ کیونکہ سلفق اس عورت کو کہتے ہیں جسے ماہواری معمول کی راہ سے نہ آئے بلکہ پاخانہ کے راستے سے آئے۔ حضرت علیؓ نے مجھے ہیغ کہا ہے۔ یہ بھی سچ فرمایا ہے ہیغ وہ عورت ہوتی ہے جو اپنے جنسی جذبات مرد کی بجائے عورت سے فرو کرتی ہے۔

حضرت علیؓ نے مجھے

فروع کہا ہے۔ یہ بھی حضرت علیؓ نے سچ فرمایا ہے فروع وہ عورت ہوتی ہے جو اپنے شوہر کی بے وفا ہو اور اس کے گھر کو تباہ و برباد کرنے پر تہی رہے۔

عمروؓ نے کہا۔ کمال کریا ہے تو نے اتنی بات سے گھبرا گئی ہے۔ اگر علیؓ نے تیرے یہ عیب گنوا دیئے ہیں تو کیا ہوا۔ کوئی بھی جادو گر یا کاہن ایسے عیوب سے واقف ہو سکتا ہے۔

عورت نے کہا۔ تو غلط سمجھ رہا ہے۔ آج تک نہ تو کسی جادو گر کو میرے ان عیوب کا علم ہوا ہے۔ اور نہ کسی کاہن کو۔ یہ جادو گر یا کاہن کا علم نہیں ہے۔ بخدا! یہ علم خدا ہے۔ یہ وارث علم رسولؐ ہے اہلبیتؑ سے ہے اور وحی رسولؐ ہے۔ یہ لوگوں کو وہی علم بتاتا ہے جو رسولؐ علیؓ نے اسے دیا ہے۔ یہ حقیقی حجت خدا ہے۔

اس کے بعد وہ اندر چلی گئی۔ عمرو ابن حریث واپس آیا۔ حضرت علیؓ کو سلام کیا۔ آپؓ نے سلام کا جواب دے کر فرمایا، اے ابن حریث تو نے کس بنیاد پر مجھے ساحر اور کاہن کہا ہے۔ بخدا عورت اگرچہ میرے فیصلہ سے ناراض تھی۔ لیکن اس نے جو کچھ تجھ سے میرے متعلق کہا ہے حق کہا ہے اور تو نے میری طرف غلط نسبت دی ہے۔

عمروؓ نے عرض کیا۔ قبلہ! میں اللہ کی بارگاہ میں اور آپ کے حضور توبہ کرتا ہوں آئندہ ایسا نہیں کروں گا مجھے

معاف فرمادیں۔

آپؐ نے فرمایا:

ہمیں عمرو! یہ ایسا اتہام نہیں جو میں تجھے معاف کر دوں۔ یہ اللہ اور اس کے رسولؐ پر تہمت ہے۔ میں اپنے سلسلہ کا توہم ظلم گوارا کر سکتا ہوں۔ لیکن اللہ اور رسولؐ پر تہمت کبھی گوارا نہیں کر سکتا۔ قیامت کے دن میں یہ مقدمہ اس ذات کے دربار میں پیش کر دوں گا جو تجھ پر ظلم نہیں کرے گا

## ۲۔ خبر موت غلط ہے:

بحار میں سوید ابن غفلہ سے مروی ہے کہ ایک شخص حضرت علیؑ کے پاس آیا اور عرض کی قبہ میں وادی قریٰ سے آ رہا ہوں۔ خالد ابن عرفطہ مر گیا ہے۔

آپؐ نے فرمایا:

چپ رہ۔ خالد نہیں مر سکتا اس نے تو ابھی ایک گمراہ فوج کی قیادت کرنا ہے۔ اس کا علمبردار حبیب ابن جازہ ہوگا۔ تجھے غلط فہمی ہوئی ہے۔

منبر کے نیچے سے ایک شخص نے عرض کیا: قبہ میں تو آپؐ کا شیعہ ہوں۔

آپؐ نے فرمایا: میں جانتا ہوں تو حبیب ابن جازہ آج کل میرے شیعوں میں گھسا ہوا ہے۔ لیکن اگر ہو سکے تو خالد کے لشکر کا علم سناٹھانا اور نہ اس لشکر میں شامل ہوتا۔ ویسے میں دیکھ رہا ہوں۔ خالد باب الفیل سے نکل رہا ہے۔ اور اس کے لشکر کا علم تیرے ہاتھ میں ہے۔

جب سالہ کا سال آیا تو خالد ابن عرفطہ عمر سعد کے کربلا کی طرف جانے والے لشکر کا مقدمہ الجیش تھا اور حبیب ابن جازہ علمبردار تھا۔

## ۳۔ میں خوش نصیب بیٹی ہوں:

ارشاد شیخ مفید میں مروی ہے کہ جب حضرت ابو بکرؓ نے اقتدار سنبھال لیا۔ تو اس نے خالد ابن ولید کو نبی کو نبین کے مقرر کردہ وکلاء سے زکوٰۃ لینے کی خاطر بھیجا۔ ان وکلاء میں مالک ابن نویرہ بھی تھا جو نبی حنیف کا سردار اور نبی اکرمؐ کا مقرر کردہ تھا۔ خالد جب اس کے پاس آیا تو۔

مالک نے کہا۔ آنحضرتؐ کے زمانہ میں ان کی طرف سے جو بھی زکوٰۃ وصول کرنے آتا تھا۔ آنحضرتؐ کے حکم کے مطابق ہمارے قبیلہ کے دولت مندوں سے زکوٰۃ وصول کر کے ہمارے ہی قبیلہ کے غریبوں میں تقسیم کر دیتا تھا۔ کیا آپؐ بھی ایسا کریں گے؟

علم غیب اور حضرت علیؑ

والی العصر ثرثث والی العصر ثرثث والی العصر ثرثث

خالد نے کہا۔ میں اس قسم کی بات کا پابند نہیں ہوں۔

مالک نے کہا۔ آپ ایسا کریں جا کر خلیفہ رسولؐ سے پوچھ آئیں۔ اگر وہ اسی طرح کرنے کا حکم دیں تو آپ اسی طرح

کریں۔

اسی قیام کے دوران خالد نے مالک کی بیوی دیکھ لی۔ مالک کی بیوی کا حسن پہلے ہی معروف تھا۔ خالد واپس مدینہ میں آیا اور ابو بکرؓ سے کہا کہ۔ مالک نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا ہے۔ آپ مجھے فوج بھی دیں اور جبراً زکوٰۃ وصول کرنے کی اجازت بھی دیں۔ ابو بکرؓ نے خالد کی دونوں باتیں مان لیں اور اسے فوج دے کر بھیج دیا۔

جب خالد دوسری مرتبہ واپس گیا تو اس نے مالک کو بلا کر شہید کر دیا۔ اور اس کی بیوی سے اسی رات مباشرت کر لی۔ عورتوں کو گرفتار کر لیا۔ مردوں کو قتل کر دیا۔ تمام گھر لوٹ کر مال غنیمت کے بطور بچوں اور عورتوں کو گرفتار کر کے ابو بکرؓ کے پاس آیا۔ مالک کا بھائی جو اس وقت قبیلہ سے باہر تھا۔ آیا۔ اس نے ابو بکرؓ کو صحیح صورت حال سے آگاہ کیا تو ابو بکرؓ نے نبی حنیف کے جید مقتولین کی دیت بریت الممال سے ادا کر دی۔

قیدی عورتوں کو کنیزوں کی طرح بانٹا جانے لگا ان میں خولہ بنت جعفر خنیفہ بھی گرفتار تھی خولہ مزار رسولؐ پر آئی اور قبر پر بیٹھ کر عرض کرنے لگی۔

اے رسولؐ خدا! میں آپ کے سامنے ان لوگوں کا شکوہ کرنے آئی ہوں۔ ان لوگوں نے ہمیں بلا جرم و تقصیر گرفتار کیا ہے۔ حالانکہ ہم اللہ کی توحید اور آپ کی رسالت کی گواہی دیتے ہیں۔

پھر اس بی بی نے اہل دربار سے مخاطب ہو کر کہا۔ جب ہم کلمہ پڑھتے ہیں۔ مسلمان ہیں پھر ہمیں کیوں گرفتار کیا گیا ہے؟

حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا۔ تم لوگ شکر زکوٰۃ ہو۔

خولہ نے کہا۔ آپ کو غلط اطلاع دی گئی تھی۔ ہم تو مرنے سے قبل بھی زکوٰۃ کی وصیت کر کے مرتے ہیں اگر بالفرض آپ کی اطلاع درست بھی تو منکر زکوٰۃ مرد تھے یا عورتیں اور بچے ہمارے بچوں اور عورتوں کو کس جرم میں گرفتار کیا گیا ہے کسی نے جناب خولہ کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ اور نہ ہی ان کے پاس کوئی جواب تھا۔

طلحہ اور خالد ابن عثمان دونوں کی خواہش تھی کہ خولہ ہمارے حصہ میں آئے۔

جناب خولہ نے فرمایا۔ تم آپس میں بیسود لڑ رہے ہو۔ میں صرف اسی کے ساتھ جاؤں گی جو مجھے یرتادے

کہ میں نے اپنی ولادت کے فوراً بعد کیا بات کی تھی۔ اور میری ماں نے کیا کیا تھا؟

یہ سب ایک دوسرے کا منہ تیکنے لگے۔ پورے دربار میں خاموشی چھا گئی۔

حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا۔ بھلا کیا یہ ممکن ہے کہ کوئی بچہ ولادت کے فوراً بعد کوئی بات کرے؟



ولی العصر ترست ولی العصر ترست ولی العصر ترست

علم غیب اور حضرت علیؑ

ولی العصر ترست ولی العصر ترست ولی العصر ترست

فرمائے گا

سیکون له منی ولد -

تیری ماں نے تیرے یہ جملے تائیس کی تختی پر لکھ کر اسی جگہ دفن کر دی جہاں تیری ولادت ہوئی تھی۔ جب تیری ماں کا وقت وفات قریب آیا۔ تو اس نے تجھے وصیت کی۔ جو شخص تجھے اس تختی کی اطلاع دے وہی تیرا شوہر ہوگا۔ جب تم لوگ گرفتار ہوئے تو تو نے تختی اپنے دائیں بازو پر باندھ لی۔ اب وہ تختی تجھے دے دے گی ہی اس تختی کا مالک ہوں میں اس بچے کا باپ ہوں۔ اور میں امیر المومنین ہوں تیرے بچے کا نام محمد ہوگا۔ یہ سن کر جناب خولہ قبلہ رخ ہو گئی اور بارگاہ خالق میں عرض کیا اللہ کی حمد ہے۔ اے اللہ تجھے توفیق عنایت فرما کہ میں تیری اس نعمت کا شکریہ ادا کروں جو تو نے مجھ پر کی ہے۔

پھر تختی کھول کر حضرت علیؑ کی طرف بڑھائی۔ ابو بکرؓ نے تختی لے کر دیکھی۔ پھر عثمانؓ نے پڑھی۔ مسجد میں بیٹھنے پڑھے ہوئے بیٹھے تھے سب نے باری باری اسے پڑھا۔

حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا: ابو الحسن آپ اسے لے جاسکتے ہیں۔ اپنے اصحاب زنت عیس کے پر دیکھا۔ پھر اس سے نکاح کیا۔ اور محمد حنیف کی ولادت ہوئی۔

## ۴۔ اصفہان :

ارشاد ہی میں ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ ایک دن ہم مسجد نبویؐ میں بیٹھے تھے کہ ایک شخص آیا اور کہا۔ مجھے کسی ایسے آدمی کی رہنمائی کرو جس سے میں علم سیکھوں۔

میں نے اسے کہا۔ بندہ خدا! کیا تو نے نبی اکرمؐ کا یہ ارشاد سنا ہے کہ۔ انا مدینۃ العلم وعلیٰ بابہا ؛ اس نے کہا ہاں سنا ہے۔

میں نے کہا۔ پھر شہر علم کا دروازہ علیؑ تو یہ یہاں بیٹھا ہے۔ اور تو ادھر ادھر کیا دیکھ رہا ہے؟ وہ شخص آپ کے سامنے آکر دوڑا تو بیٹھ گیا۔

حضرت علیؑ نے پوچھا۔ کہاں سے آیا ہے؟ اس نے عرض کیا۔ اصفہان سے آیا ہوں۔

حضرت علیؑ نے فرمایا:

لکھو۔ علیؑ ابن ابی طالبؑ نے لکھو یا ہے کہ اہل اصفہان میں پانچ حضرات کبھی نہ ہوں گے۔

اہل اصفہان میں سخاوت نہیں ہوگی۔

اہل اصفہان شجاعت سے خالی ہوں گے۔

اہل اصفہان امین نہیں ہوں گے۔



والی العصر ترست والی العصر ترست والی العصر ترست

علم غیب اور حضرت علیؑ

والی العصر ترست والی العصر ترست والی العصر ترست

اہل اصفہان میں غیرت نہیں ہوگی۔ اور  
اہل اصفہان کے دل ہم اہلبیت کی محبت سے خالی ہوں گے۔  
اس نے عرض کیا۔ قبلہ کچھ اور بھی پڑھائیں۔  
آپ نے فارسی میں فرمایا: امروز ہمیں بس است۔ آج اتنا ہی کافی ہے۔

## ۵۔ کوفہ میں جادوگر:

ارشاد میں امام صادقؑ سے مروی ہے کہ جبیر خاں اور معاویہؓ کے بیت المال کا نگران تھا۔ اس کی ماں کو ذہ  
میں رہتی تھی جو بوڑھی تھی۔ ایک دن اس نے معاویہؓ سے کہا۔ کہ کوفہ میں میری بوڑھی ماں رہتی ہے آپ اجازت  
دیں تو ایک دفعہ ماں سے مل لوں اور اس کی کچھ خدمت کر لوں۔  
حضرت معاویہؓ نے کہا۔ تجھے معلوم نہیں کہ کوفہ میں علیؑ رہتا ہے اور وہ بہت بڑا جادوگر اور کاہن ہے۔ تو جیسے ہی  
گیا سحر علیؑ میں گرفتار ہو جائے گا۔  
جبیر نے کہا۔ مجھے علیؑ سے کیا لینا ہے میں تو صرف اپنی ماں کی خدمت کروں گا۔ میں علیؑ سے ملوں گا ہی نہیں  
تو پھر میں جادو میں کیسے گرفتار ہوں گا۔  
حضرت معاویہؓ نے جانے کی اجازت دے دی۔ جبیر شام سے روانہ ہوا۔ جب بیرون کوفہ پہنچا تو اتفاقاً حضرت  
علیؑ اسے راستہ میں مل گئے۔

حضرت علیؑ نے اسے کہا۔ کیا تو خیبر خاں ہے؟  
جبیر نے کہا۔ ہاں۔

حضرت علیؑ نے فرمایا:

کیا تو نے معاویہؓ کے بیت المال سے کچھ رقم چرا کر عین الفریس دفن کر رکھی ہے؟  
جبیر نے کہا۔ آپ نے سچ فرمایا ہے۔

حضرت علیؑ نے فرمایا:

کیا تجھے معاویہؓ نے کہا ہے کہ علیؑ ساحر اور کاہن ہے؟  
جبیر نے کہا۔ قبلہ اس نے کہا ہے۔

حضرت علیؑ نے امام حسنؑ سے فرمایا: یہ مسافر ہے ممکن ہے اسے کسی چیز کی ضرورت ہو اس کے قیام و طعام  
کا خیال رکھنا۔ پھر آپ نے اپنے صحابہ سے فرمایا۔ یہ شخص بڑی لمبی زندگی کا مالک ہے۔ کوہ ابواز میں ٹھہرے گا  
جب ہمارا قیام کرے گا تو یہ شخص نبی منج سے چار افراد کے ساتھ ہمارے قائم کے خلاف جنگ کرے گا۔

## ۶۔ گرتی مسجد:

ارشاد میں ابو بصیر سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ کچھ لوگوں نے ساحل عمان پر ایک مسجد بنانا چاہی۔ جو نبی مسجد بنیادوں سے اوپر اٹھتی تھی گر جاتی تھی۔ متعدد مرتبہ کوشش کی گئی۔ لیکن مسجد نہ بنی یہ لوگ ابو بکرؓ کے پاس آئے۔ اور اسے صورت حال سے آگاہ کیا۔ ابو بکرؓ نے کہا۔ معمار کی نیت درست نہیں ہے وہ بتیادیں ہی درست نہیں بناتا اس لیے گر جاتی ہے۔ معمار بدل دو۔ کئی معمار بدے گئے۔ لیکن صورت حال وہی رہی۔ انہوں نے اگر ابو بکرؓ کو بتایا کہ اب تو بصرہ کے اطراف دیوار میں ہم نے معمار بھی کوئی نہیں چھوڑا۔ لیکن مسجد نہیں بن رہی۔ حضرت ابو بکرؓ نے تمام صحابہ کو بلایا۔ اور قسم دے کر فرمایا۔ جسے اس سلسلہ میں کوئی علم ہو وہ بتائے کہ آخر مسجد کیوں گر جاتی ہے؟

حضرت علیؑ نے فرمایا: جہاں تم لوگ مسجد بنانا چاہتے ہو وہاں شاہ تیغ کی دو بیٹیاں رضوی اور جہاد فون ہیں۔ وہ مشرک نہیں تھیں انہیں کسی نے غسل و کفن نہیں دیا۔ انہیں پہلے غسل و کفن دوان پر جنازہ پڑھو پھر مسجد بناؤ مسجد بن جائے گی۔ بصریوں نے عرض کیا۔ قبلہ میں یہ کیسے پتر چلے گا کہ وہ کس جگہ دفن ہیں؟

حضرت علیؑ نے فرمایا: قبلہ مسجد کے دائیں اور بائیں دونوں دفن ہیں۔ جب قبلہ مسجد کی دائیں جانب کھودو گے۔ تو تمہیں مٹی میں سے ایک تختی ملے گی اس پر لکھا ہوا ہوگا۔ میں رضوی ہوں۔ میری بہن جہاد ہے۔ ہم نے تادم مرگ اللہ سے کبھی شرک نہیں کیا۔ وہ لوگ واپس آئے انہوں نے اس جگہ کو کھودا تو انہیں تختی ملی جس پر لفظ بلفظ وہی عبارت کندہ تھی۔ جو حضرت علیؑ نے بتائی تھی۔ پھر انہوں نے مستورات کو قبریں کھولنے کو کہا۔ دونوں بہنوں کو مستورات نے نکالا غسل و کفن دے کر مردوں کے حوالہ کیا۔ مردوں نے نماز جنازہ پڑھ کر دونوں کو دفن کیا۔ پھر مسجد بنائی مسجد پھر کبھی نہ گری۔

## ۷۔ مروان کی بیعت:

ارشاد نبی میں نبی مراد کے ایک شخص سے مروی ہے کہ جنگ جمل کے بعد ابن عباسؓ حضرت علیؑ کے پاس آیا اور کہا۔ قبلہ ایک کام ہے اگر کریں تو؟ حضرت علیؑ نے فرمایا: مجھ سے زیادہ تیرے کام سے کون واقف ہے۔ تو مروان کی سفارش لے کر آیا ہے

والی العصر ترست والی العصر ترست والی العصر ترست

علم غریب اور حضرت علی

والی العصر ترست والی العصر ترست والی العصر ترست

جائیں نے اسے امان دی ہے۔ اسے میرے پاس لے آ ہاں ایک شرط ہے اسے گھوڑے پر اپنے پیچھے بیٹھا کے لے آ۔ ابن عباس مروان کو لے کر آیا۔

حضرت علیؑ نے فرمایا:

کیا تو بیعت کرے گا؟

مروان نے کہا۔ کیوں نہ کروں گا۔ یہ کہہ کر اس نے ہاتھ بڑھایا:

حضرت علیؑ نے مروان کا ہاتھ بیعت کی خاطر پکڑا پھر چھوڑ دیا۔ اور فرمایا۔ مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اگر یہ شخص بیس مرتبہ بھی بیعت کرے پھر بھی بیعت شکنی کا ارتکاب کرے گا۔ پھر آپ مروان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اسے حکم کے بیٹھے! انیسویں ہے کہ تو موت سے ڈر گیا ہے۔

بخدا! تو اس وقت تک نہیں مرے گا۔ جب تک تیری صلب سے قلال اور فلال پیدا نہیں ہو جاتے اور تیرے یہ دونوں بیٹے امت مسلمہ کو زہر کے گھونٹ پلائیں گے۔ جا تو آزاد ہے جہاں جی چاہے چلا جا۔

## ۸۔ حضرت ابوجبر کا مہنوی

مخاریج امام حسنؑ سے مروی ہے کہ ابوجبر کے مہنوی اشعث ابن قیس کندی نے اپنے گھر میں ایک بلند مینار تعمیر کر رکھا تھا۔ جب بھی مسجد کوفہ سے اذان ہوتی تو یہ شخص مینار پر چڑھ جاتا اور کہتا۔ یا علیؑ! تو سارے ہے تو جھوٹا ہے۔

حضرت علیؑ اشعث کو ترک کی گردن کہتے تھے۔

جب آپؑ سے اس کا سبب پوچھا گیا۔ تو آپؑ نے فرمایا جب یہ شخص موت کے قریب ہو گا تو دیوار سے آگ لگا کر گردن مناسلہ بلند ہو گا جو اسے جلا کر کوئلہ کر دے گا اور اس کا پورا جسم کوئلہ کی مانند ہو جائے گا۔ جب یہ شخص مرا تو بے شمار لوگوں نے حضرت علیؑ کی اس پیشگوئی کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

## ۹۔ قاتل:

مناقب میں اصبع ابن نباتہ سے مروی ہے کہ ایک دن ہم نے نماز صبح حضرت علیؑ کی اقتدا میں ادا کی جب نماز سے فارغ ہوئے تو ایک مسافر آیا۔ حضرت علیؑ نے اس سے پوچھا۔ کہاں سے آ رہا ہے؟

اس نے عرض کیا۔ شام سے۔

آپؑ نے فرمایا۔ کیوں آیا ہے؟

اس نے کہا آپؑ سے ایک کام ہے۔

آپؑ نے فرمایا۔ کام تو خود بتائے گا یا میں تجھے بتا دوں۔

وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسُثٌ

عَلَمٌ غَيْبٌ أَوْ رَضِيتُ عَلَى

وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسُثٌ

اس نے عرض کیا۔ اگر ایسی بات ہے تو پھر آپ ہی بتادیں۔  
آپ نے فرمایا:

فلاں ماہ۔ فلاں دن معاویہؓ نے اعلان کیا تھا کہ جو شخص علیؓ ابن ابی طالبؓ کو قتل کر دے اسے دس ہزار انعام دیا جائے گا۔ فلاں شخص نے کہا۔ اٹھا کر میں اسے قتل کرتا ہوں۔ جب وہ گھر گیا۔ تو اس نے سوچا کہ کیا میں برادر رسولؐ اور رسولؐ کے بیٹوں کے باپ کو قتل کروں گا۔

دوسرے دن پھر معاویہؓ نے اعلان کیا کہ جو شخص علیؓ کو قتل کرے اسے بیس ہزار انعام ملے گا۔ یہ اعلان سن کر فلاں شخص نے کہا۔ میں قتل کرتا ہوں۔ لیکن گھر جا کر وہ بھی یشیمان ہو گیا اور اس نے معاویہؓ سے معذرت کر لی۔ تیسرے دن معاویہؓ نے اعلان کیا کہ جو شخص علیؓ کو قتل کرے گا اسے تیس ہزار دینار انعام ملے گا یہ اعلان سن کر تو نے لبیک کہی۔ تو نبی جمیر سے ہے۔ اب بتا جس کام کے لیے آیا ہے کرے گا؟

اس نے عرض کیا۔ نہیں قبلہ

آپ نے قبیر سے فرمایا۔ اسے زاو راہ دے دینا اور فی الحلال جا کے اسے آرام کرنے کے لیے جگہ دے اور کھانا کھلا۔ بہت دن سفر میں رہا ہے۔

۱۰۔ ابن ملجمؓ:

بخاری میں ایک مرنے سے مروی ہے کہ ہم حضرت علیؓ کے پاس بیٹھے تھے کہ آپ کے پاس نبی مراد کے چند افراد آئے ان میں ابن ملجم بھی تھا۔

انہوں نے عرض کیا۔ یا علیؓ! یہ ابن ملجمؓ ہم نہیں لائے۔ زبردستی ہمارے ساتھ آ گیا ہے۔ ہمیں ڈر ہے کہ کہیں یہ کسی وقت آپ سے کوئی گستاخی نہ کر بیٹھے۔

حضرت علیؓ نے بغور ابن ملجمؓ کی طرف دیکھا اور فرمایا۔ اگر میں تجھ سے چند سوالات کروں تو تو صحیح جواب دے گا ابن ملجمؓ نے کہا جو معلوم ہوگا۔ وہ بتا دوں گا۔

حضرت علیؓ نے اس سے قسم لی کہ جو معلوم ہوگا وہ سچ سچ بتائے گا۔ ابن ملجمؓ نے قسم کھائی۔  
حضرت علیؓ نے فرمایا:

کہ جب تو بچہ تھا۔ اور لڑکوں سے کھیلتا تھا اور انہیں زیر کر لیتا تھا۔ تو جب تو لڑکوں کے پاس آتا تھا۔ تجھے آتا ہوا دیکھ کر وہ کہتے تھے کہ۔ ابن داعجہ الکلاب (کتے بھونکانے والی کا بیٹا) آ رہا ہے؟  
ابن ملجمؓ نے جواب دیا۔ بالکل لڑکے اسی طرح کہتے تھے۔

حضرت علیؓ نے فرمایا:

علم غیب اور حضرت علیؑ

ولی العصر ترست ولی العصر ترست ولی العصر ترست

ولی العصر ترست ولی العصر ترست ولی العصر ترست

جب تو جوان ہو گیا۔ تو ایک دن ایک شخص کے پاس سے گزرا اس نے تجھے دیکھ کر یہ کہا تھا۔  
اشقی! من عاقرا تہ مشورہ جناب صانع کی ناقہ پٹنے کرنے والے سے بد نصیب تر۔

یار ہا ہے؟

ابن جهم نے کہا۔ ایک شخص نے مجھے کہا تھا۔

حضرت علیؑ نے فرمایا:

کیا تجھے تیری ماں نے بتایا تھا کہ تیرے نطفہ کا انعقاد ایام حیض میں ہوا تھا؟  
ابن جهم کچھ دیر کے لیے خاموش رہا۔ پھر کہنے لگا۔ ہاں ماں نے مجھے بتایا تھا۔

حضرت علیؑ نے فرمایا:

مجھے سرور انبیاءؑ نے فرمایا تھا کہ۔ علیؑ تیرا قاتل یہودی ہو گا۔

۱۱۔ جنتی دانہ:

بحار میں مروی ہے کہ ایک یہودی نے حضرت علیؑ سے پوچھا۔ کیا آپ کے رسولؐ نے یہ فرمایا ہے کہ انار میں  
ایک دانہ جنت سے ہوتا ہے؟

حضرت نے فرمایا:

ہاں میں نے آنحضورؐ سے سنا ہے۔

یہودی نے کہا۔ جو شخص سالم انار کھائے گا وہ جنت میں جائے گا؟

حضرت علیؑ نے فرمایا:

مردر جائے گا۔

یہودی نے کہا۔ میں نے ابھی ابھی انار کھایا ہے پھر میں بھی جنت میں جاؤں گا؟

حضرت علیؑ نے فرمایا:

اللہ وہ دانہ کافر کو نصیب ہی نہیں کرتا۔

یہودی نے کہا۔ میں نے پورے دھیان سے انار کھایا ہے اور ایک دانہ بھی ضائع نہیں کیا۔ یہ کہتے ہوئے

اس نے داڑھی کو کھجایا۔ اس سے انار کا ایک دانہ گر آیا۔

حضرت علیؑ نے اٹھا کر قنبر کو دیا کہ با اسے پاک کر کے لے آ۔ پھر خود کھا کر فرمایا۔ کہ اللہ کی حمد ہے کہ اس نے کافر

سے یہ دانہ بچا لیا ہے۔



## ۱۲۔ موت کی پیشگوئی:

بحار میں مروی ہے کہ آپؐ نے جویریہ ابن مسہر کو فرمایا تھا کہ تجھے میری محبت میں بہت اذیت سے شہید کیا جائے گا۔ اور شہید کرنے والا امت کا بدترین شخص ہوگا۔ تیرے ہاتھ پاؤں کاٹے جائیں گے پھر تجھے تختہ دار پر چڑھایا جائے گا۔

چنانچہ معاویہؓ کے دور میں زیاد نے جویریہ کو گرفتار کر کے دیے شہید کیا جیسے حضرتؐ نے فرمایا تھا۔

## ۱۳۔ میثم تمسار:

بحار میں خود جناب میثمؓ سے منقول ہے کہ میں ایک عورت کا غلام تھا۔ حضرت علیؑ نے مجھے اس سے خرید لیا۔ آزاد کر کے پوچھا۔ تیرا کیا نام ہے؟ میں نے عرض کیا۔ میرا نام سالم ہے۔

آپؑ نے فرمایا: مجھے میرے آقا نبیؐ کو نبیؐ نے بتایا تھا کہ تیرے والدین نے تیرا نام میثم رکھا تھا۔ میں نے عرض کیا۔ قبلہ آنحضرتؐ نے سچ فرمایا ہے۔ میرا ابائی نام ہی تھا۔

آپؑ نے فرمایا: اب اپنا پہلا نام رکھ لے۔ چنانچہ میں نے ابو سالم کنیت رکھ لی اور نام میثم۔

آپؑ نے فرمایا: میثم میرے بعد میری محبت میں بہت دکھ اٹھائے گا۔

میں نے عرض کیا۔ قلیلہ خاتمہ ایمان پر ہوگا؟

آپؑ نے فرمایا:

ہاں تو شہید ہوگا۔

پھر دنیا نے دیکھا کہ حضرت علیؑ نے جو کچھ فرمایا تھا۔ میثم کے ساتھ وہی کچھ پیش آیا۔

## ۱۴۔ شفاعت کنندہ کا پڑوس:

بحار میں اصنع سے مروی ہے کہ ایک دن ہم حضرت علیؑ کے ساتھ کوفہ کے عقب میں وادی نجف میں بیٹھے

تھے کہ آپؐ نے فرمایا جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں۔ کیا تم بھی دیکھ رہے ہو؟

ہم نے عرض کیا۔ قبلہ آپ کی نگاہ امامت تو تحت الشریعہ سے نیچے اور عرش سے اوپر تک دیکھ سکتی ہے۔ آپ کیا دیکھ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ مجھے ایک اونٹ نظر آ رہا ہے۔ اس پر ایک جنازہ رکھا ہے اس کے پیچھے بہت سے لوگ ہیں۔ اور ایک شخص کے ہاتھ میں اونٹ کی ہمارے۔ لیکن ابھی یہاں سے تین دن کے فاصلہ پر ہیں۔ تیسرے دن پہنچیں گے۔ تیسرے دن جنازہ اگیا۔

دو آدمیوں نے ہم پر سلام کیا۔ حضرت علیؑ نے سلام کا جواب دے کر پوچھا۔ تم کون ہو؟ کہاں سے آرہے ہو؟ اور یہ جنازہ کیسا ہے؟

انہوں نے عرض کیا۔ ہم یمن سے آرہے ہیں۔ جنازہ ہمارے باپ کا ہے۔ دم مرگ اس نے ہمیں وصیت کی تھی کہ غسل و کفن اور نماز جنازہ کے بعد مجھے میرے اونٹ پر لاد کر عراق لے جانا اور کوفہ کے عقب میں وادی بجن میں دفن کرنا۔

حضرت علیؑ نے فرمایا:

کیا تم نے اپنے باپ سے اس جگہ دفن کی وجہ بھی پوچھی تھی؟

انہوں نے عرض کیا۔ ہاں ہم نے پوچھی تھی اور اس نے بتایا تھا کہ وہاں ایک ایسا شخص دفن ہوگا جو اگر تمام اہل محشر کی بھی شفاعت کرے گا۔ تو اللہ نہ نہیں کرے گا۔ حضرت علیؑ اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا۔ اس نے سچ کہا ہے۔ میں ہی یہاں دفن ہوں گا۔ اور میں ہی وہ ہوں۔

## ۱۴۔ بغیر الف کے خطبہ:

خارج میں مروی ہے کہ ایک دن صحابہ آپس میں بیٹھے اس بات پر تبصرہ کر رہے تھے کہ زبان عرب میں وہ کون سا حرف ہے جس کے بغیر کوئی لفظ بن نہیں سکتا۔ اور کوئی خطیب اپنے چھوٹے یا بڑے خطبہ میں اس حرف کے بغیر خطبہ نہیں دے سکتا۔ طویل تبصرہ کے بعد حسب نے اس بات پر اتفاق کیا کہ الف واحد وہ حرف ہے جس کے بغیر عربی زبان میں کوئی لفظ نہیں بن سکتا۔ حضرت علیؑ بھی ان میں موجود تھے۔ جب ان کا فیصلہ ہو گیا تو آپ نے فی البدیہہ خطبہ شروع کر دیا۔

حمدت من عظمت منته و	میں اس ذات کی حمد کرتا ہوں جس کے احسان عظیم ہیں۔
سبغت نعمتہ و سبغت	جس کی نعمات کامل ہیں۔ جس کی رحمت
رحمتہ و تت کلمتہ و	پہلے ہے۔ جس کے کلمات کامل ہیں
نقدت مشیتہ و بلغت	جس کی مشیت نافذ ہے۔
حجتہ و عدلت قضیتہ	جس کے دلائل مکمل ہیں۔ جس کا

حمد ته حمد مقرر  
 بر بوبیتہ متخصم  
 يعبوديته متصل من  
 خطيته متفرد بتوحيد  
 مستعید من وعید  
 مؤمل منه معقرة يوم  
 يشغل عن فضيلته و  
 بنيه و تستعينه ونستر  
 شده و تشهد يه  
 ونومن به و نتوكل  
 عليه و شهدت له شهود  
 عيد موطن مخلص و  
 فردته تفرید مومن  
 متيقن و وحدته توحيد  
 عبد مذ عن ليس  
 له شريك في ملكه  
 ولم يكن له  
 ولي في صنعه  
 جل عن مشير و  
 وزير وعن عون  
 و معين و نصير و نظير  
 علم فستر بطن مخبر و ملك  
 فقد و عضى فقفر و عيد فشكل  
 وحكم فعدل و تكرم و تفضل  
 لم يزل ولم يزل ليس كمثل  
 شئى و هو قبل كل شئ رب

فیصلہ عادلانہ ہے۔ میں اس شخص جیسی حمد کرتا ہوں۔  
 جو اس کی ربوبیت کا اقرار کرتا ہو۔ ایسا شخص  
 جو اس کی عبودیت میں جھکا ہوا ہے ایسا شخص  
 جو اس کی نافرمانی سے خائف ہو۔ ایسا شخص جو  
 اس کی توحید میں تنہا ہو۔ ایسا شخص  
 جو اس کے وعید سے پناہ مانگتا ہوں۔ ایسا شخص جو  
 اس دن اس کی

منفرت کا امیدوار ہو جس دن ہر شخص اپنی

بیوی اور اولاد سے جدا ہو گا۔ ہم اسی سے مدد مانگتے  
 ہیں۔

اسی سے ہدایت مانگتے ہیں اسی سے رش طلب کرتے ہیں  
 اسی پر ایمان رکھتے ہیں اسی پر توکل کرتے ہیں۔ میں اس  
 شخص جیسی شہادت دیتا ہوں جو مومن غلض ہو۔ میں  
 اس مومن کی طرح اسے یکتا کہتا ہوں جسے اس کی یکتائی  
 کا یقین ہو۔ میں اس کی اس شخص کی طرح توحید بیان کرتا  
 ہوں جسے کسی قسم کا شک نہ ہو۔ اس کی حکومت میں  
 اس کا کوئی شریک نہیں۔ اس کی صنعت میں اس کا  
 کوئی معاون نہیں۔ وہ ہر مشیر و وزیر سے بے نیاز ہے  
 اسے کسی مدد و مددگار معاون اور مثل کی ضرورت نہیں  
 جو جانتے ہوئے پردہ ڈالتا ہے جو ہر باطن سے  
 آشنا ہے۔ جو حکومت کے معاملہ میں غالب ہے  
 جو نافرمانی پر معاف کرتا ہے۔ جو عبادت پر نگر کرتا ہے  
 جو عادلانہ فیصلہ کرتا ہے۔ جو مکرم ہے اور نوازش  
 کرنے والا ہے۔

جو ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہے گا اس کی مثل کوئی نہیں  
 وہ ہر شے سے پہلے ہے ہر عزب ہے

والی العصر ترست والی العصر ترست والی العصر ترست

علم عیب اور حضرت علی

والی العصر ترست والی العصر ترست والی العصر ترست

متعزز بعزتہ متمکن  
بقوتہ متقدس بعلوہ متکبر  
بسموہ لیس یدرکہ بصرو لم  
یخط بہ نظر قوی مینع نصیر  
بصیر سمیع رؤف رحیم  
عجز عن وصفہ من یصفہ  
دخل عن نعمتہ من یعرفہ  
قرب فبعد فقرب یحب  
دعوة من یدعوہ ویرزقہ  
ویحبوہ ذولطف خفی وبطش  
قوی ورحمة موسعة وعقوبة  
موجعة رحمته جنة حریفة  
موفقة وعقوبة جہنم  
مدودة موفقة وشهدت  
ببعث محمد رسولہ وعبدہ  
وصفیہ ونبیہ ونجیہ و  
حبیبہ وخلیلہ وبعثہ فی  
خیر عصر وخیر فترۃ رحمة  
بعیدہ وفتہ عزیزہ ختم  
بہ نبوتہ وشد بہ حجۃ  
فوعظ ونصح وبلغ و  
کدح رؤف بکل مومن  
رحیم سخی رضی ولی  
زکی علیہ رحمة وتسلیم  
وبرکة وتعظیم وکریہ  
من رب غفور رحیم

اپنی طاقت سے باقی ہے۔ اپنی بلندی میں مقدس  
ہے۔ اپنی اعلانیہ میں متکبر ہے۔ کوئی نگاہ اس  
کا ادراک نہیں کر سکتی۔ کوئی نظر اس کا احاطہ نہیں کر  
سکتی قوی ہے۔ محفوظ ہے۔ بصیر ہے۔ سنتے والا  
ہے۔ مہربان ہے۔  
رحیم ہے۔ اس کی تعریف کرنا الہر شخص عاجز ہے۔  
اس کی لغت بیان کرنے والا گمراہ ہے۔ قریب ہونے  
کے باوجود دور ہے۔

قریب اتنا ہے کہ جو بھی اس کو پکارے جواب دیتا  
ہے۔ رزق دیتا ہے کہ نوازش کرتا ہے۔ صاحب  
لطف خفی ہے۔ طاقت قویہ کا مالک ہے۔ اس کی  
رحمت بھی وسیع ہے اور اس کی سزا بھی اذیت ناک  
ہے اس کی رحمت کا دورانا جنت ہے اور سزا کا دورانا جہنم  
والی جہنم ہے۔ میں بعثت محمدیہ کی گواہی دیتا ہوں۔  
وہ محمد جو اس کا عبد ہے۔ رسول ہے۔ مصطفیٰ ہے۔ نبی  
ہے۔

مجتبیٰ ہے۔ حبیب ہے۔ خلیل ہے۔ اللہ نے  
اسے بہترین وقت میں مبعوث کیا ہے۔ بہترین وقفہ  
میں نوازا ہے۔ یہ بعثت اللہ کی طرف سے اس کے  
بندوں پر رحمت اور احسان ہے اللہ نے محمد پر سلسلہ  
نبوت کو ختم کیا ہے۔ اللہ نے محمد کے ذریعہ اپنی حجت  
کو مستحکم کیا ہے۔ انہوں نے وعظ کیا نصیحتیں کیں تبلیغ  
کی۔ تکالیف اٹھائیں ہر مومن کے لیے مہربان تھے۔  
رحیم تھے۔ سخی تھے اللہ کے مرضی تھے ولی خدا تھے  
مزدکی تھے۔ ان پر اللہ کی رحمت ہو۔ سلام ہوں برکتیں  
ہوں۔ عظیمیں ہوں۔ رب غفور۔ رحیم۔ حکیم جواب دینے

وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ

علم غیب اور حضرت علیؑ

وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ

ولے اللہ کی طرف سے کرائی گئی ہوں۔

میں آپ کو اپنے نفس کو اور جو اس وقت میرے  
سامنے موجود ہیں اللہ کی وصیت کرتا ہوں میں سنت  
نبوی یاد دلاتا ہوں۔

ایسی فضائش کرو جس میں تمہارے دلوں کو اطمینان  
حاصل ہو۔

ایسی خشیت پیدا کرو جس سے تمہارے آنسو بہتے  
رہیں۔ ایسا تقویٰ تلاش کرو جو تمہیں نجات دے لیکن  
یہ سب کچھ اس دن سے پہلے ہو جو دن یوم ابتلا ہوگا  
جس دن وہی کامیاب ہوگا جس کی نیکیوں کا پلڑا بھاری  
ہوگا۔ اور نافرمانیوں کا پلڑا ہلکا ہوگا۔ اگر آپ اللہ سے  
کچھ مانگیں تو ذلت اور غرض آمد سے مانگیں۔

عاجزی سے مانگیں۔ شکریہ ادا کریں۔ تو بہ کر کے جھک  
کر مانگیں۔

کمتر ہو کر مانگیں۔ ندامت سے مانگیں۔ نیاز مند ہو کر مانگیں  
ہر شخص کو بیماری سے قبل صحت کو۔

بڑھاپے سے قبل جوانی کو۔ غربت سے قبل دولت کو۔

مصرف ہو جانے سے قبل فراغت کو۔ سفر سے پہلے

قیام کو موت سے پہلے زندگی کو۔ غنیمت سمجھنا چاہئے

اس وقت کو سامنے رکھو جب تم کمزور ہو جاؤ گے۔ بوڑھے

ہو جاؤ گے۔ بیمار پڑ جاؤ گے۔ سن رسیدہ کر دیئے جاؤ گے۔

بڑھاپے میں مبتلا ہو جاؤ گے۔ بیمار کر دیئے جاؤ گے۔

طبییب جواب دیدیگا۔

دوست قطع تعلقی کر لیں گے عمر ختم ہو جائے گی۔ عقل

کمزور ہو جائے گی۔ بتایا جائے گا آخری سانس ہیں جسم

لاغر ہو جائے گا۔ عالم نزع کی شدت ہوگی۔

قریب مجیب حکیم۔

و صیتکم و نفسی معشر من

حضرت فی بوصیة ربکم ذکر تکم

بسنة نبیکم علیکم برہبة

تسکن قلوبکم و خشية

تذری و موعکم و تقية

تغییکم قبل یوم یبلیکم

و تذہدکم یوم یفون

من ثقل وزن حسنة و

خف وزن سئیتہ لتکن

مستلکم و تملکم مسئلة

ذل و خضوع و شکر و خشوع

بتوبة و نزوع و ندام و

رجوع و لیغتکم کل مفتکم

منکم صحتہ قبل فقرہ و فرقة

قبل شغلة و حضرة قبل

سفرة و حیاتہ قبل موتہ

قبل یمین و یھرم و

یمرض قبل تکبر و

تھرم و تسقم علیہ طبیبہ

و یعرض عتہ حبیبہ

و ینقطع عمرہ و تتغیر

عقلہ ثم قبل هو

موعوک و جسمہ مہموک

ثم جد فی نزع شدید

و حضرة۔



وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ

علم غیب اور حضرت علیؑ

وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ

اپنے اور پرانے جمع ہو جائیں گے۔ آنکھیں پتھر جیسی  
گی۔ نظر بیوقوف ہو جائے گی۔

پیشانی پسینہ اودھوگی۔ منکا ڈھل جائے گا  
آہیں خاموش ہو جائیں گی۔ اپنا نفس نوحہ خواں ہوگا۔  
بیوی رو رہی ہوگی۔ گڑا کھودا جائے گا۔ بچے یتیم ہو جائیں گے  
دوست بکھر جائیں گے۔ پارٹی چھوڑ جائے گی۔

نظر بیکار ہو جائے گی۔ کان بہرے ہو جائیں گے۔ بازو  
دراز کر دیئے جائیں گے۔

کپڑے اتار لیے جائیں گے۔ در بند کر دیا جائے گا۔ غسل دیا  
جائے گا۔ خشک کیا جائے گا۔ تختہ پر سلا یا جائے گا۔ لمبا کیا  
جائے گا۔ کفن پہنایا جائے گا۔ ٹھوڑی باندھی جائے گی۔  
کفنی پہنائی جائے گی۔ عامہ باندھا جائے گا۔ لٹا دیا  
جائے گا۔ بند کر دیا جائے گا۔

تاہوت میں اٹھایا جائے گا۔ جنازہ پڑھا جائے گا۔ سجدے کے  
بنیم بکیر ہوگی۔ مغفرت کی دعا مانگی جائے گی۔ خوبصورت  
گھروں۔ بچے مکانوں اور راستہ کمروں سے نکال کر  
کھدی قبر۔ تنگ جگہ میں رکھا جائے گا۔ اوپر نہ بہتہ انیشیں  
چن دی جائیں گی۔

جس کی پخت پتھروں سے ہوگی گڑھے سے نکال ہوئی  
مٹی اوپر ڈال دی جائے گی۔ ریت سے بھر دیا جائے گا۔  
حاضر کی پکی ہو جائے گی۔

اس کی بات بھول جائے گی اسے وارث۔ دوست۔ ہم  
بیاد اور ساتھی سب واپس آ جائیں گے۔ دوست بدل  
جائیں گے

وہ قبر کے سپرد ہوگا تنہائی کا مرنہ منت ہوگا۔  
قبر کے کپڑے جسم پر ملیں گے۔ داغ ناک سے بہہ جائے گا

کل قریب و بعید فتنخص  
بصرہ و طمع نظرہ و رشح  
جبینہ و عطف عربینہ و سکن  
حینہ و حزنہ نفسہ و بکتہ  
عرسہ و حضر رمسہ و یتیم  
منہ ولدہ و تفرق عنہ عدوہ  
و قسم جمعہ و ذہب بصرہ  
و سمعہ و مدد و جرد  
عری و غسل و نشف و سبی  
و بسط لہ و ہیئ و تشرعلیہ  
کفنه و شد منہ و ذقنه  
و قمص و عجم و ردع و سلم  
و حمل فوق سریر و صلی  
علیہ بتکبیر بغیر سجود  
و یغفر و نقل من دور مزخرنہ  
و قصور مشیدۃ و حجر منجدۃ  
و جعل فی ضریح ملحد  
و ضیق مرصود بلبن منضود  
مسققت بمجمود و هیل علیہ  
حضرہ و حشی علیہ مودہ  
و تحقق حضرہ و نسی خیرہ  
و رجم عنہ و لیہ و صفیہ  
و ندیمۃ و نسیبۃ  
و حمیمہ و تبدل بہ ترینہ  
و جیبہ فلو حشو قبر و سر  
هین فقر یسعی و جیبہ فلو

والی العصر ترست والی العصر ترست والی العصر ترست

علم غیب اور حضرت علیؑ

والی العصر ترست والی العصر ترست والی العصر ترست

حشوق قبر ورہین قفر یسعی بحسمہ  
 دو دقبرہ ویسیل حسد ید من  
 فسخرہ یسحق برمة لحد وینشت  
 رمہ ویرم غظمہ حتی یوم حشرہ  
 فتشر من قبرہ حین ینفخ فی  
 صور ویدی بحشر و نشور فثم  
 بعثت قبور و حصلت سریرہ  
 صدور و جٹی بکل بنی و صدیق  
 و شہید یوحد للفصل قدیر لعیبہ  
 خیر بصیر فکم من زفرۃ تفتیہ و  
 حسرة قضیتہ فی موقف مہدی  
 و شہد جلیل بین یدی ملک عظیم  
 و بکل صغیر و کبیر علیہم فحینئذ  
 یلجمہ عرقہ و یحصرہ خلقہ عبرتہ  
 غیر مرحومہ و صرختہ غیر مسموعہ  
 و حجتہ غیر مقبولہ تزول جریدتہ  
 و نشر صحیفتہ نظری سوء عملہ  
 و شہدت علیہ عینہ بنظرہ ویدہ  
 ببطشہ ورجلہ بخطورہ و فرجہ  
 بلمسہ و جلدہ بمسہ فسلسل  
 جیدہ و غلت یدہ و سیق  
 قصب و حدہ فور د جہنم بکرب  
 و شدۃ فظل یعذب فی جحیم  
 ویسقی شربۃ من حمیم تشوی  
 وجہہ و تسلسل جلدہ و تقربہ  
 زبیتہ بمقمع من حدید و یعود

چند بار اس سلسلہ میں پڑھیں

گوشت شر جائے گا بھلا خنک ہو جائے  
 ہڈیاں راکھ بن جائیں گی اور یہ سلسلہ یوم حشر تک رہے  
 گا۔ پھر حبیب مور پھونکا جائے گا اسے قبر سے اٹھا کر میدان  
 محشر میں بلایا جائے گا۔

تمام قبروں کے دہانے کھل جائیں گے۔ دلوں میں  
 پوشیدہ راز نکل آئیں گے۔ ہر نبی، ہر صدیق اور گواہ کو  
 لایا جائے گا۔

قبیلہ کے لیے تنہا رب قدیر جو اپنے بندہ سے بااِستقامت  
 و باخبر ہے ہوگا۔ کتنی سرد آہیں دم توڑ جائیں گی۔ اس  
 ہولناک مقام پر کتنی حسرتیں گھٹ کر مر جائیں گی۔ یہ حاضر ہی  
 اس عظیم سلطان کے جلیل و دربار میں ہوگی جو چھوٹے  
 بڑے کے کبیرہ و صغیرہ سے واقف ہوگا۔

ایسا وقت ہوگا جب پینہ نگام بن جائے گا سانس تنگ  
 ہو جائے گی۔ اس دن آنسوؤں پر نرس کوئی نہ کھائے گا۔  
 بیخ و بیکار پر کان کوئی نہ دھریگا کوئی عذر قابل قبول نہ ہو  
 گا۔ گناہ سامنے ہوں گے۔ نامہ اعمال کھولا جائے گا ہر  
 شخص اپنے برے اعمال کا مشاہدہ کرے گا آنکھ نکالوں  
 کی گواہ ہوگی۔ ہاتھ ظلم کے شاید ہوں گے۔ پاؤں چلنے  
 کی گواہی دیں گے۔

شرنگہ زنار کی داستان بتائے گی۔ چڑا مس کی خبر دیگا  
 پھر گردن میں طوق ڈالا جائے گا۔ ہاتھوں میں ہتھکڑی  
 پہنائی جائے گی اور تنہا کو سوسے جہنم کھینچا جائے گا اس  
 کشش میں رنج و سختی ہوگی۔ جہنم میں عذاب کیا جائیگا  
 پینے کو کھولتا ہو اگر م پانی ہوگا۔

چہرہ مجلس جائے گا چڑا ادا ہو جائے گا۔ ملائکہ اور گرم  
 لوسے کے کوڑے ماریں گے۔ ایک چڑا اعلیٰ جائے گا

وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ

عَلَّمَ غَيْبٌ أَوْرَ حَضْرَتِ عَلِيٍّ

وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ

جلد ۱۰ بعد فضیہ کجلد جدید  
یستغیث فتعرض عنه خزنة  
جهنم ویستصرخ فلیث حقبة  
یندم نعوذ برب قدیر من  
شر کل مصیر مسئلة عقو من  
رضی عنه ومغفرة من قبله  
فہو ولی مسئلتی ومنعم طلبی  
فمن زحزح عن تعدی ربہ  
جعل فی جنتہ بعزته وخلافی  
قصور مشیدہ و ملک بحور  
عین وحفدہ وطیف علیہ  
بکؤس وسکن حضرة قدس  
وتقلب فی نعیم وسقی من  
تسнім وسرب من عین سلسیل  
وزج له بزنجیل فخم بمسک  
وعبیر مستدیم للملک مستشعر  
للسروریشرب من خمور فی  
روض مغدق لیس یصدع من  
شریہ ولیس ینزف  
هذه منزلة من خشی ربہ و  
حضر نفسہ وتلك عقوبة من  
مجد منشیہ وسولت له نفسہ  
معصیتہ فہو قول فصل وحکم  
عدل وخبر قصص قص ووعظ  
نص تنزیل من حکیم حمید نزل  
بہ روح قدس مبین علی قلب

نئے چمڑے میں بدل جائیں گے یہ فریاد کرے گا۔  
جہنم کے نگران منہ پھیر لیں گے یہ چیتے گا لیکن کوئی توجہ  
نہ دے گا۔ نہ ختم ہونے والی پوری زندگی ندامت میں  
گزارے گا۔ ہم اپنے رب قدیر کی ہر برے راہ سے پناہ  
مانگتے ہیں۔ ہم ان افراد عیسیٰ معانی مانگتے ہیں جن سے وہ  
راضی ہے ان افراد عیسیٰ بخشش چاہتے ہیں جن کو اس  
نے بخش دیا ہے۔ وہی میری درخواست کا ولی ہے  
وہی میرے مطلوب کا داتا ہے۔ جسے عذاب رب  
سے نجات مل گئی۔ اسے اللہ اپنی عزت کے صدقہ  
جنت میں جگہ دیگا۔ جو نہ ختم ہونے والی ساری زندگی  
مضبوط محلات میں رہے گا حور عین سے شادی ہوگی  
غلمان اس کے گرد گھیراؤ لے ہوں گے جام اس کے گریں  
میں ہوں گے  
مقدس مقام کا باسی ہوگا۔ نعمات میں کروٹیں لے گا۔  
تسнім سے سیراب ہوگا چشمتہ سبیل سے پانی پئے گا  
زنجیل آمیختہ ہوگی مشک کی ہر ہوگی۔ عنبر کی خوشبو ہوگی  
یہ سب کچھ دائمی ہوگا ہمیشہ کی ستر میں ہوں گی۔  
سر سبز و شاداب باغات میں ایسی شراب پئے گا جس  
سے خشکی نہ ہوگی۔ اور جو کبھی ختم نہ ہوگی۔  
یہ اس شخص کا مقام ہے جو اللہ سے ڈرتا ہے اور اپنا  
محاسبہ کرتا ہے اور وہ اس شخص کی سزا ہوگی جو اپنے خالق  
کا منکر ہے اور جسے اپنے نفس نے نافرمانی پر آمادہ کیا ہو  
گا یہ حتمی بات ہے۔ عادلانہ فیصلہ ہے۔ بتایا گیا قصہ  
ہے۔ منصوص نصیحت ہے  
حکیم و حمید اللہ کا نازل کردہ ہے جو روح القدس نے  
اللہ کی طرف سے اس کے نبی کے دل پر نازل کیا ہے

نبیہ مہتد رشید صلت  
علیہ رسل سفرۃ مکرمون  
یررة -

عذت بر بعلیم رحیم  
کریم من شر کل عدو رحیم  
فی تضرع متضرعکم و  
یبتھل مبتھلکم ویستغفرکم  
مربوب منکم لی ولکم وحسب ربی وحدہ

جو ہدایت یافتہ اور رشید تھا۔ اللہ کے کرم اور نیک  
نبیوں اور ملائکہ کا درود اس کی ذات پر ہو۔ میں رب  
علیم رحیم و کریم کی ہر دشمن اور ماندہ درگاہ خداوندی  
کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔ ہر زادی کرنے والے  
کو بارگاہ خالق میں زاری کرنا چاہیے۔ ہر گڑ گڑانے  
والے کو اس کی بارگاہ میں گڑ گڑانا چاہیے ہر مخلوق کو  
اللہ سے میرے لیے اور تمہارے لیے طلب مغفرت  
کرنا چاہیے مجھے تنہا ہی اللہ کافی ہے۔

جو نبی آپ نے الف کے بغیر اتنا طویل خطبہ ختم کیا تمام صحابہ انگشت ہیرت منہ میں دیکر عجب عجب کرنے لگے  
کچھ نے اسے آپ کی جادوگری کا ایک حصہ سمجھا اور کچھ نے اعجازِ امامت سمجھا۔

## ۱۵۔ مختصر مگر جامع؛

ہمارے میں حضرت سے ذیل کے مختصر مگر جامع کلمات بھی منقول ہیں۔

العالم حدیقة سیاحہا الشریعة  
والشریعة سلطان تجب لہا الطاعة  
والطاعة سیاسة یقوم بہا الملک  
والملک راع یعضدہ المجیش  
والمجیش اعوان یکفہم المال  
والمال رزق تجمعہ  
الرعیة والرعیہ سواد  
یستعبدہم العدل والعدل  
اساس بہ قوام العالم -

کائنات ایک باغ ہے جس کی راستگی شریعت سے ہوتی  
ہے۔  
شریعت حکمران ہے جس کی اطاعت واجب ہے۔  
اطاعت سیاست ہے جسے حکمران پورا کر سکتا ہے  
حکمران نگران ہے جس کی قوت بازو شکر ہے۔  
شکر معاون ہے اس کی کفیل دولت ہے  
دولت رزق ہے جسے رعیت جمع کرتی ہے  
رعیت کثرت آبادی ہے جسے عدل قابو رکھتا ہے  
عدل بنیاد ہے جس پر نظام عالم قائم ہے۔



وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ



# آفتاب دنیا اور آفتاب دین

## ۱۔ عہد رسالت:

ارشاد شیخ مفید اور علاوہ ازیں دیگر تمام شیعہ سی مورخین نے لکھا ہے کہ حضرت علیؑ کی خاطر دو مرتبہ اللہ نے غروب شدہ آفتاب کو واپس کیا۔ ایک مرتبہ نبیؐ کو یمن کی زندگی میں اور دوسری مرتبہ جنگ صفین پر جاتے ہوئے۔ جابر انصاری جیسے تمام معزز اور حق گو صحابہ کے علاوہ ام المومنین ام سلمہؓ جیدۃ المومنین امّا عوبت عیسٰی جیسی راست باز مستورات نے بھی بتایا ہے کہ ایک دن سرکار رسالتؐ نے حضرت علیؑ کو اپنے گھر بلایا کافی دیر تک مصروف گفتگو رہے۔ آنحضرتؐ نماز عصر پڑھ چکے تھے اور حضرت علیؑ کو آپؐ نے نماز ظہر کے بعد کسی کام کی خاطر بھیج دیا تھا۔ حضرت علیؑ کام سے واپس گھر آئے ہی تھے کہ پھر پیغام رسالتؐ پہنچ گیا۔ دوران گفتگو ہی جبریلؑ دجی لے کر آیا۔ نبی اکرمؐ نے اپنا سزا توئے حضرت علیؑ پر رکھ دیا جب حضرت علیؑ نے دیکھا کہ سلسلہ وحی طویل ہو گیا ہے تو آپؐ نے اسی حالت میں نماز شروع کر دی۔ سلسلہ وحی ختم ہوا آنحضرتؐ اٹھے اور پوچھا یا علیؑ تو نے نماز عصر پڑھ لی تھی؟

حضرت علیؑ نے عرض کیا:

قبلہ پڑھ نہیں لی تھی۔ اب پڑھی ہے۔

آنحضرتؐ نے پوچھا۔ اب کہاں پڑھی ہے؟

حضرت علیؑ نے عرض کیا:

قبلہ یوں تو ساری زندگی نمازیں پڑھتے ہی گزار رہا تھا لیکن میری زندگی میں اس وقت تک دو نمازیں یادگار ہیں۔ ایک وہ نماز جس میں بحالت رکوع زکوٰۃ دی تھی۔ اور ایک وقت میں دو عبادتوں کا شرف حاصل کیا تھا۔ اور دوسری آج کی نماز عصر۔ ایک وقت میں دو عبادتوں کی سعادت حاصل کی ہے نماز تو اللہ کی عبادت ہے ہی





اور سورج غروب ہو گیا۔ ان لوگوں نے شکوہ کیا۔ قبلہ آج ہم نہ صرف جماعت سے محروم رہ گئے ہیں بلکہ سرے سے نماز ہی نہیں پڑھ سکے ہیں۔

آپ نے فرمایا:

کوئی حرج نہیں۔ اگر پڑھنا چاہتے ہو۔ تو تم وضو کرو۔ ابھی سورج اتنا دور نہیں گیا کہ واپس نہ آ سکے جب تمام لوگ وضو کر لو تو مجھے بتانا میں سورج واپس کر دوں گا تم نماز پڑھ لینا۔ یہ سن کر تمام سپاہی جلدی جلدی وضو کرنے لگے کچھ تو اس خوشی میں کہ فریقہ کی قضا ذمہ نہیں رہے گی اور اکثر اس خوشی میں کہ غروب شدہ سورج کی واپسی کا نظارہ دیکھیں گے۔ جب سب نے وضو کر لیا حضرت علیؑ کو اطلاع دے گئی تو آپ نے سونے منہ پر اشارہ کیا۔ سورج مقام عصر پر واپس پلٹا نمازیوں نے نماز ادا کی اور پھر واپس غروب ہو گیا۔ یہ وہ دو واقعات ہیں جن پر تمام مورخین کا اتفاق ہے۔ ابن مردودہ نے مناقب میں۔ ثعلبی نے تفسیر میں ابو عبد اللہ نے المعرفۃ میں۔ ابو عبد اللہ نظری نے خصائص میں خطیب بغدادی نے اربعین میں ابو احمد جرجانی نے تاریخ جرجان میں ابو بکر وراق نے اپنی کتاب میں۔ ابو القاسم حسانی نے رد الشمس میں۔ ابو الحسن ابن شاذان نے رد الشمس میں اور ابو بکر شیرازی نے اپنی کتاب میں یہ دو واقعات لکھنے کے بعد آگے چل کر یہ بھی لکھا ہے کہ صحابہ رسولؐ نے تو حضرت علیؑ کے اشارہ انگشت سے سورج کی واپسی کو متعدد مقامات پر روایت کیا ہے۔ ابو بکر شیرازی نے جو مقامات گنوائے ہیں وہ یہ ہیں۔

۱۔ حدیث بساط کے دن حضرت علیؑ غروب ہونے کے بعد سورج واپس پلٹا۔

۲۔ جنگ خندق کے دن بھی حضرت علیؑ نے سورج واپس پلٹایا۔

۳۔ جنگ حنین میں بھی حضرت علیؑ نے غروب شدہ سورج کو واپس پلٹایا۔

۴۔ جنگ خیبر میں بھی حضرت علیؑ نے غروب ہونے کے بعد سورج واپس پلٹایا۔

۵۔ جنگ فرقیسا کے دن بھی حضرت علیؑ غروب ہونے کے بعد سورج کو واپس پلٹایا۔

۶۔ برثا کے دن بھی حکم حضرت علیؑ سے سورج واپس پلٹا۔

۷۔ یوم خاھر یہ بھی اشارۃ حضرت علیؑ سے سورج واپس پلٹا۔

۸۔ جنگ نہروان میں بھی حضرت علیؑ نے سورج واپس پلٹایا۔

۹۔ بیعت رضوان کے دن بھی حضرت علیؑ نے سورج واپس پلٹایا۔

۱۰۔ جنگ صفین میں بھی حضرت علیؑ کے حکم سے سورج واپس پلٹا۔

۱۱۔ نجف میں بھی حضرت علیؑ نے سورج کو واپس پلٹایا۔

۱۲۔ نبی مازکی جنگ میں بھی حکم حضرت علیؑ سے سورج واپس پلٹا۔

۱۳۔ وادی عقیق میں بھی حضرت علیؑ کے اشارہ سے سورج واپس آیا۔

۱۴۔ جنگ اُحد کے بعد بھی حکم حضرت علیؑ سے سورج غروب ہونے کے بعد واپس ہوا۔

### ۳۔ سورج سے گفتگو

امالی صدوق میں ابن عباس سے مروی ہے کہ فتح مکہ سے واپسی پر ہم آٹھ ہزار آدمی تھے۔ جب شام ہوئی تو ہماری تعداد دس ہزار تک پہنچ گئی۔ وہاں آنکھوں نے فرمایا۔ کہ آج کے بعد ہجرت کی اجازت ختم ہو گئی ہے آپ نے فرمایا۔ فتح مکہ کے بعد وجوب ہجرت ختم ہو چکا ہے۔

جب ہم مقام ہوازن پر پہنچے تو حضرت علیؑ سے آنکھوں نے فرمایا۔ یا علیؑ! آج جب سورج طلوع ہوا اللہ کے ہاں اپنا مقام دیکھ اور سورج سے بات کر۔ وہ تجھے جواب دیگا۔

ابن عباس کا بیان ہے کہ میرے دل میں کبھی حضرت علیؑ کے لیے حسد پیدا نہیں ہوا تھا۔ لیکن اس دن نہ جانے کیوں میں آتش حسد میں جھن گیا۔ میں نے اپنے بیٹے فضل سے کہا۔ چل بھلا دیکھیں تو سہی کہ علیؑ سورج سے کیا کہتا ہے اور سورج علیؑ کو کیا جواب دیتا ہے؟

جب سورج طلوع ہوا تو حضرت علیؑ نے سورج کو مخاطب کر کے فرمایا:

اے اللہ کا عید مطیع اطاعت خالق میں چلنے والے آفتاب میرا سلام ہو۔

ابن عباس کا بیان ہے کہ خالق اکبر کی قسم ہے ہم دونوں باپ بیٹا سن رہے تھے سورج سے فصیح عربی میں

جواب ملا۔

اے برادر رسولؐ۔ اے وحی رسولؐ۔ اے اللہ کی طرف سے مخلوق خدا پر بخت خدا میرا بھی آپ پر سلام ہو

حضرت علیؑ جواب سلام سن کر سجدہ میں گر گئے۔ اور فرط مسرت سے گریہ کرنے لگے۔ نبی کو نین قریب آئے

اور فرمایا۔ یا علیؑ! اٹھ۔ تیرے گریہ نے ملائکہ کو بھی رلا دیا ہے۔ اللہ تجھ پر فخر و مہاباات کر رہا ہے۔

### ۴۔ علیؑ اول و آخر ہے:

بحار میں جناب ابوذر غفاری سے مروی ہے کہ ایک دن مدینہ منیٰ کو مینا نے حضرت علیؑ سے فرمایا۔ کلی صبح

جب طلوع آفتاب کا وقت ہو تو بیت البقیع میں چلے جانا وہاں کسی اونچے ٹیلے پر کھڑے ہو کر سورج سے گفتگو کرنا وہ تجھے جواب دیگا۔ پھر صبا سے فرمایا۔ جسے کمال علیؑ دیکھنا پودہ بھی علیؑ کے ساتھ جاسکتا ہے۔

دوسری صبح کو نماز صبح سے فارغ ہونے کے بعد۔ میں ابو بکرؓ عمرؓ خدیج ایک مہاجرین اور کچھ انصار بھی حضرت علیؑ کے ساتھ چلے آئے۔ حضرت علیؑ ایک ٹیلے پر کھڑے ہو گئے۔ جب طلوع آفتاب ہوا تو حضرت علیؑ نے

وَالْعَصْرِ ثَمِثًا وَلِی الْعَصْرِ ثَمِثًا وَلِی الْعَصْرِ ثَمِثًا وَلِی الْعَصْرِ ثَمِثًا

آفتاب کی طرف دیکھ کر فرمایا:

اے اللہ کی مخلوق! اے میٹھن حکم خالق میرا سلام ہو۔

تمام صحابہ نے سنا کہ سورج سے حضرت علیؑ کو جواب ملا۔

علیک السلام یا اول یا آخر یا ظاہر و باطن یا من ہو بکل شیئی علیہ۔

یہ سنتے ہی تمام غش کھا کر گر گئے۔ جب ہمیں آفاقہ ہوا تو دیکھا حضرت علیؑ وہاں موجود نہ تھے۔ ہم جلدی جلدی آنحضرتؐ کی خدمت میں آئے۔ آپ ہمیں دیکھ کر مسکرا دیئے اور پوچھا کیا بات ہے خیریت تو ہے؟ پریشان نظر آرہے ہو۔

حضرت ابو بکرؓ نے کہا۔ قبلہ پریشانی کی بات تو یہ ہے۔ میرا خیال تو ہے کہ جب آپؐ سیں گے تو آپؐ بھی پریشان ہو جائیں گے۔

آنحضرتؐ نے پوچھا۔ کیا بات ہے؟

حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ دونوں نے عرض کیا۔ قبلہ آج سورج نے علیؑ کو وہ القاب دیئے ہیں جو قرآن میں اللہ نے اپنے لیے استعمال کیئے ہیں۔

آنحضرتؐ نے فرمایا:

حوصلہ رکھو۔ اور بتاؤ سورج نے کیا کہا ہے؟

انہوں نے عرض کیا۔ قبلہ سورج نے علیؑ کو اول کہا ہے۔

آپؐ نے فرمایا۔ کیا سورج نے سچ نہیں کہا۔ علیؑ اول المومنین ہے۔

انہوں نے عرض کیا۔ قبلہ چلویہ تو ہم مان لیتے ہیں لیکن سورج نے علیؑ کو آخر کہا ہے۔

آپؐ نے فرمایا:

یہ بھی سچ ہے۔ علیؑ آخری وہ شخص ہوگا جو میرے ساتھ رہے گا۔ اور کوئی بھی تا آخر میرے ساتھ نہ رہے گا۔

انہوں نے عرض کیا؛ قبلہ سورج نے علیؑ کو ظاہر بھی کہا ہے۔

آپؐ نے فرمایا:

تو کیا حرج ہے۔ میرا تمام علم علیؑ کے لیے ظاہر ہے۔

انہوں نے عرض کیا۔ قبلہ سورج نے علیؑ کو باطن کہا ہے۔

آپؐ نے فرمایا:

یہ بھی سورج نے سچ ہی کہا ہے۔ علیؑ میرے تمام اسرار کا باطن ہے۔

انہوں نے عرض کیا۔ قبلہ سورج نے علیؑ کو بکل شیئی علیہ کہا ہے۔

وَالْعَصْرِ ثَمِثًا وَلِی الْعَصْرِ ثَمِثًا وَلِی الْعَصْرِ ثَمِثًا وَلِی الْعَصْرِ ثَمِثًا

۵۔ گفتگوئے آفتاب :

۶۔ حضرت علیؑ کا موالی اور سورج:

چنانچہ انہوں نے شیعوں سے کہا کہ وقت کم ہے اس لیے ایسا کرو تم ایک آدمی کا نام ہمیں دو جو حضرت علیؑ کے فضائل بیان کرے۔ شیعوں نے ایک نام دے دیا۔ لیکن انتظامیہ پھر بھی مطمئن نہ تھی۔ انہوں نے فیصلہ



کیا کہ مولیٰ علیؑ کو سب سے آخر میں وقت دیا جائے اور وقت اتنا کم بچایا جائے کہ ایک باتوں کے بعد نماز مغرب کا وقت ہو جائے تاکہ علیؑ کے زیادہ فضائل لوگوں کے کانوں پر نہ آئیں۔

ہر مقرر وقت کو طول دیتا رہا۔ جب مولیٰ علیؑ کا وقت آیا تو غروب آفتاب سے چند منٹ باقی تھے۔ اس نے دل میں سوچا کہ ان لوگوں نے ہمارے ساتھ زیادتی کی ہے۔ اور ایسا انہوں نے کیا ہے تاکہ وقت نہ بچے اور فضائل حضرت علیؑ بیان نہ ہو سکیں۔ وہ منبر پر آیا۔ انتظامیہ نے کہا۔ وقت کم ہے مغرب کی اذان ہونے والی ہے۔ اب جلد از جلد جو کچھ بیان کرنا چاہتے ہیں۔ کر ڈالیں۔

اس مولیٰ نے کہا۔ آپ نے متنازعہ وقت بچانا تھا۔ بچایا۔ اب میں دیکھتا ہوں کہ کتنے فضائل بیان کر سکتا ہوں۔

انتظامیہ نے کہا۔ وقت کسی کا انتظار نہیں کرتا۔ لوگ نماز کے لیے اٹھ جائیں گے۔

مولیٰ نے کہا۔ جب نماز کا وقت گزرا تو اس وقت ہی جائیں گے ناں۔ اور میں آپ کو بتا دوں کہ جب تک میں اپنی مرضی کے مطابق فضائل علیؑ بیان نہیں کر لوں گا۔ اس وقت تک نماز کا وقت آئے گا ہی نہیں۔

انتظامیہ نے کہا۔ آپ تو ویسے باتوں میں وقت گزار رہے اور سورج غروب ہو رہا ہے۔ جب سورج غروب ہو جائے گا۔ تو نماز ہی کا وقت ہو جائے گا۔

مولیٰ نے کہا۔ اگر علیؑ کے فضائل میں سورج غروب ہو جائے تو کیا سورج فضائل علیؑ نہیں سنے گا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں فضائل علیؑ بیان کروں اور سورج منہ چھپا لے۔ یاد رکھو۔ یہ بھی فضائل علیؑ ہیں سے ایک فضیلت ہی ہے کہ جب تک میں فضائل ختم نہیں کروں گا۔ اس وقت سورج جس مقام پر ہے اس سے ایک انچ بھی نیچے نہیں ہو گا یہ کہہ کر وہ سورج سے مخاطب ہوا اور کہا۔

لا تعربی یا شمس حتی ینقضی  
مدحی لضمو المصطفیٰ و لنجبلہ  
ارحی عنانک اذ عزمت ثناء  
انسیت یومک اذ رددت لحکم  
ان کان للمولیٰ وقوفک  
فلیکن هذا الوقوف لخمیلہ  
ولرجلہ۔

اے آفتاب جب تک میں نظیر مصطفیٰ اور پروردہ نبیؐ کی تعریف نہ کر لوں اس وقت غروب مت ہونا۔

جب میں مولیٰ کے فضائل شروع کروں تو اپنی لگام پر ہاتھ رکھنا۔ کیا تجھے وہ دن بھولا گیا ہے جب اس کے حکم سے تجھے واپس ہٹایا گیا تھا۔

اگر اس دن آقا کے حکم سے تو واپس ہو کر رکھتا تو آج اس کے ایک مدح خوان غلام کے کہنے سے رک جاتا۔

پھر اس نے فضائل حضرت علیؑ بیان کرنا شروع کر دیئے۔ زمانہ انگشت بدندان تھا کہ غروب ہونے والا آفتاب اپنے اسی مقام پر رگ گیا۔ اس مولیٰ علیؑ نے فضائل حضرت علیؑ کے دفتر کھول ڈالے۔



# خوابوں میں حضرت علیؑ

## ۱۔ انجام منکذ زیارت قبر نبیؐ:

سحار میں علامہ مجلسیؒ نے احمد ابن علی سے روایت کی ہے کہ مجھے موصل کے باشندوں میں سے ایک قابل اعتماد شخص نے بتایا ہے کہ میں نے حج کی تیاری کی جب کوچ کا وقت آیا۔ تو امیر موصل مقتدا بن مسیب سے آخری الوداع کو آیا۔

امیر موصل نے قرآن منگوایا۔ اور مجھے کہا کہ مجھے قرآن کی قسم دے کر میں تجھے جو پیغام دوں گا تو وہ جا کر ویسے ہی پہنچائے گا۔ میں نے قرآن پر ہاتھ رکھ کر قسم دی۔ اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ۔ اگر تو نے کسی اور کو بتایا تو مجھے قتل کر ڈالوں گا۔ میں نے وہ بھی وعدہ کر لیا۔

مقتدا نے مجھے کہا جب مدینہ پہنچ جاتا تو قبر رسولؐ پر کھڑے ہو کر میری طرف سے کہہ دینا۔ اے محمدؐ! زندگی میں تو جو کچھ کہتا رہا۔ لوگ تیرے حکم کو خوف کے مارے استے رہے تو نے اس پر اکتفا نہ کیا اور لوگوں سے کہا میرے مرنے کے بعد میری قبر کو چومتے رہیں۔ اور زیارت کریں۔

علاوہ انہی اور بھی اسی قسم کی بے ہودہ باتیں کرتا رہا۔ مجھے پہلے معلوم نہیں تھا کہ یہ خبیث باطل میں اس قدر ملعون ہے۔ میں حج پر گیا۔ حج سے فراغت کے بعد مدینہ آیا۔ کئی دن مسلسل سوچتا رہا کہ وہ پیغام دوں یا نہ دوں۔ بالآخر میں نے فیصلہ کر لیا کہ چونکہ قرآن کی قسم کھا چکا ہوں۔ اس لیے پیغام تو ضرور دوں گا۔ چنانچہ ایک دن میں مزار رسولؐ کے سامنے کھڑا ہو گیا اور عرض کی۔

قبلہ آپ بہتر جانتے ہیں جو پیغام اس کافر نے مجھے دیا ہے۔ لیکن میں چونکہ قرآن کی قسم کھا چکا ہوں۔ اس لیے موت فریضہ مجھ کو ادا کر رہا ہوں۔ اس کے بعد میں نے اس کے تمام وہ بکواسات دہرائے جو اس نے کہے تھے۔

ویسے میں اپنے طور پر بڑا گھبرایا ہوا تھا۔ اور ڈرا ہوا تھا۔ میں واپس آکر مدہوش شخص کی طرح اپنے بستر پر گر

## غوابوں میں حضرت علیؑ

والی العصر ثلاث والی العصر ثلاث والی العصر ثلاث والی العصر ثلاث والی العصر ثلاث

گیا۔ اسی پریشانی میں مجھے نیند آگئی۔ عالم خواب میں میں نے دیکھا کہ نبی کو نبیؐ اور حضرت علیؑ ایک جگہ کھڑے ہیں دونوں کے درمیان ایک شخص چادر تانے سو رہا ہے۔ حضرت علیؑ کے ہاتھ میں تلوار ہے۔ آنحضرتؐ نے مجھے اپنے پاس بلایا۔ اور فرمایا اس سونے والے کے منہ سے کپڑا ہٹا۔ میں نے حکم کی تعمیل کی۔

انہوں نے پوچھا اسے پہچانتا ہے یہ کون ہے؟ میں نے عرض کیا۔ تجلید پہچانتا ہوں۔ یہ موصل کا امیر مقلد ابن مسیب ہے آنحضرتؐ نے فرمایا۔ یا علیؑ اسے قتل کر دے۔

حضرت علیؑ نے تلوار بے نیام کی۔ اس کے گلے کو کاٹا۔ پھر تلوار کو اسی چادر پر صاف کیا جو اوپر پڑی ہوئی تھی میں نے دیکھا وہ چادر سفید تھی جس میں سرخ دھاریاں تھیں۔ تلوار صاف کرنے سے چادر پر خون کی دو لکیریں بن گئی تھیں۔

میں گھبرا کر اٹھ بیٹھا کسی کو میں نے نہ بتایا۔ ہم نے مینہ سے کوچ کیا۔ دل پر اتنا بوجھ تھا کہ کسی کو روٹ نیند نہیں آتی تھی۔ آخر دل کا بوجھ ہلکا کرنے کی خاطر میں نے اپنے ایک ساتھی کو خواب کا واقعہ سنایا۔ ہم دونوں نے باہمی مشورہ سے وہ خواب پوری تفصیل کے ساتھ مع وقت تاریخ اور دن نوٹ کر لیا۔

جب ہم کو فہم پہنچے تو ہم نے سنا کہ امیر موصل مقلد قتل ہو گیا ہے۔ ہم نے قاتل کا پوچھا تو کسی نے نہ بتایا ہر ایک نے یہی بتایا کہ صبح کو اپنے بستر پر مقتول پایا گیا۔

جب ہم نے تاریخ اور دن کے متعلق پوچھا تو ہمیں وہی تاریخ اور وہی دن بتایا گیا جس تاریخ کو میں نے خواب میں دیکھا تھا

میں نے ساتھی سے کہا۔ ایک بات کی تصدیق تو ہو گئی ہے۔ اب دوسری بات کی تصدیق باقی ہے۔ اور وہ ہے چادر کا رنگ اور اس پر تلوار صاف کرنے سے خون کی دو لکیریں۔

میں نے غسال کا پتہ معلوم کیا۔ اسے تلاش کیا جب وہ مل گیا تو اسے کپڑے دکھانے کو کہا۔ اس نے جب کپڑے دکھائے تو میرے پورے خواب کی تصدیق ہو گئی۔ سفید چادر تھی۔ اس میں سرخ دھاریاں تھیں اور اس پر تلوار صاف کرنے کا نشان دو لکیروں کی صورت میں موجود تھا۔

## ۲۔ چشم دید واقعہ:

شائق المناقب کے مولف نے واقعی سے روایت کی ہے کہ ہارون رشید کا معمولی تھا کہ وہ روزانہ علماء کی محفل منعقد کرتا تھا اور اس میں مختلف قسم کے مسائل پر بحث ہوتی تھی۔ ایک دن میں ذرا دیر سے آیا۔

متر علماء جو مختلف فنون میں مایہ ناز تھے اور اطراف و لواحق خراسان کے مدرسین مدارس تھے۔ جو روزانہ اس محفل میں شریک ہوتے تھے۔ موجود تھے۔ ہارون نے کہا آج تو دیر سے کیوں آیا ہے؟ میں نے کہا۔ میں کسی تصنیع حق کی وجہ سے لیٹ نہیں ہوا۔ ایک انتہائی ضروری کام ہو گیا تھا جس کی وجہ سے لیٹ ہو گیا ہوں۔

ہارون نے شافعی عالم سے پوچھا۔ آپ کو فضائل علیؑ کی کتنی احادیث یاد ہیں؟ اس نے کہا۔ مجھے چار سو سے کچھ اوپر یاد ہیں۔ ہارون نے کہا:

آج کھلے دل سے بات کرو اور کسی قسم کا خوف نہ کرو۔ شافعی عالم نے کہا پانچ سو احادیث یاد ہیں۔

ہارون نے محمد ابن حسن سے پوچھا آپ کو فضائل علیؑ سے متعلق کتنی احادیث یاد ہیں؟ محمد نے کہا۔ اتنی زیادہ نہیں ہیں ہزار سے کچھ اوپر ہوں گی۔

ہارون نے ابویوسف سے پوچھا۔ اے کوئی آپ کو کتنی احادیث یاد ہیں جو صرف فضائل علیؑ سے متعلق ہیں؟ بالکل گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ کھلے دل سے بتاؤ۔

ابویوسف نے کہا۔ اے امیر گور اور خوف نہ ہو تو فضائل علیؑ کے سلسلہ میں احادیث بے شمار ہیں۔ ہارون نے کہا۔ تجھے کس کا ڈر ہے؟

ابویوسف نے کہا۔ آپ کا ڈر ہے۔ آپ کے گورنروں کا ڈر ہے۔ آپ کے ملازمین کا ڈر ہے۔ اور آپ کے حاشیہ نشینوں کا خوف ہے۔

ہارون نے کہا۔ آج کسی سے نہ ڈرا اور بتا تجھے فضائل علیؑ کی کتنی احادیث یاد ہیں۔

ابویوسف نے کہا۔ اگر سچا اور سجدگی بات پوچھتے ہیں تو پھر مجھے پندرہ ہزار مستند اور پندرہ ہزار مرسل احادیث جو صرف اور صرف فضائل علیؑ سے متعلق ہیں۔

ہارون نے مجھ سے پوچھا۔ تجھے کتنی احادیث یاد ہیں؟

میں نے بھی ابویوسف جیسا جواب دیا۔

ہارون نے کہا۔ تمہیں یہ سب احادیث یاد ہیں۔ اور مجھے ایک ایسی حدیث یاد ہے جو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھی اور کانوں سے سنی ہے۔ اور تمہاری روایت کردہ ہر حدیث سے کہیں اجل ہے۔

ہم تمام نے کہا: آپ ہمارے علم میں تو شریک ہوتے رہتے ہیں۔ لیکن کیا آپ ہمیں اپنے علم میں شریک نہیں کریں گے؟

والی العصر ترست والی العصر ترست والی العصر ترست

خوالوں میں حضرت علیؑ

والی العصر ترست والی العصر ترست والی العصر ترست

ہارون نے کہا۔ میں ضرور تمہیں بھی اس علم میں شریک کرتا ہوں اور اسی لیے میں نے آج یہ موضوع چھیڑا ہے۔ ہارون نے بتایا کہ میں نے دمشق میں یوسف ابن حجاج کو گورنر بنا کے بھیجا ہے اور اسے سختی سے تاکید کی تھی کہ رعیت سے انصاف کرے۔ جب وہ وہاں پہنچا اور انتظام سنبھالا تو اسے اطلاع ملی کہ دمشق کی جامع مسجد کا خطیب روزانہ حضرت علیؑ پر سب کرتا ہے اور جس قدر ہو سکے تو میں علیؑ کرتا ہے یوسف نے اسے بلایا۔ اور اس سے پوچھا۔ اس نے اقرار کر لیا۔ کہ واقعہ یہ اطلاع درست ہے۔

یوسف نے پوچھا۔ آخر وجہ کیا ہے؟

اس نے کہا۔ علیؑ میرے ابا کا قاتل ہے اور ہمارے بچوں کو گرفتار کرنے والا ہے۔ میرے پاس اس کے علاوہ علیؑ سے انتقام لینے کی کوئی صورت نہیں ہے۔

یوسف نے اسے پابند زنجیر کر کے زندان میں ڈال دیا۔ اور مجھے لکھا کہ اب میں کیا کروں؟

میں نے اسے جواب لکھا کہ اسے پابند زنجیر میرے پاس بھیج دے۔

اس نے بھیج دیا۔ جب وہ میرے پاس آیا۔ تو میں نے اسے کہا۔ کیا سچ ہے کہ تو ہمارے رسولؐ کو سب کرتا ہے؟

اس نے کہا۔ بالکل سچ ہے۔

میں نے کہا۔ کوئی وجہ؟

اس نے کہا۔ وہ میرے ابا کا قاتل اور ہمارے بچوں کو گرفتار کرنے والا ہے۔ اگر اس دنیا میں ہوتا تو لوگوں کو اپنی

آتش انتقام سرد کرتا۔ اب وہ ہے نہیں میرے پاس اس سے انتقام لینے کا یہی ایک ذریعہ ہے اور میں اپنا انتقام لے رہا ہوں۔

میں نے کہا۔ ظالم اس نے اگر کسی کو قتل کیا ہے یا گرفتار کیا ہے کسی ذاتی انتقام کی وجہ سے تو نہیں کیا۔

اس نے حکم خدا اور رسولؐ سے ایسا کیا ہے اس میں اس کا کیا قصور ہے؟

اس نے کہا۔ مجھے معلوم ہے کہ اس نے جو کچھ کیا ہے۔ حکم خدا اور رسولؐ سے کیا ہے۔ لیکن ہے تو بہر صورت

ہمارا قاتل ہی۔۔۔۔۔ میں تا زندگی اپنی اس روش کو نہیں چھوڑ سکتا۔

میں نے اسے اپنے سامنے کھڑا کیا۔ جلاد کو بلایا۔ اور اسے کوڑے لگانے کا حکم دیا۔ جلاد نے کوڑے لگانا

شروع کئے۔ میں نے سو کوڑے لگوائے۔ وہ بیحال ہو کر گر گیا۔ میں نے اسے زندان میں بند کرنے کا حکم دیا

اور سوچنے لگا کہ اسے کیا سزا دوں۔

کبھی سوچتا کہ اسے قتل کر دوں

کبھی سوچتا اس کا پیٹ چاک کر دوں۔

والی العصر ترست والی العصر ترست والی العصر ترست ۳۶۶ والی العصر ترست والی العصر ترست والی العصر ترست



کبھی سوچتا اسے پانی میں ڈبو دوں۔

کبھی سوچتا اسے آگ میں جلا دوں۔

کبھی سوچتا اسے کوڑے مردانہ کو ختم کر دوں اور

کبھی سوچتا کہ اسے زندہ درگور کر دوں۔

انہی سوچوں میں اسی جگہ عشا کا وقت ہو گیا۔ میں نے نماز عشاء پڑھی اور پھر بیٹھ گیا نہ تو میرا دل چاہ رہا تھا کہ یہاں سے اٹھ جاؤں۔ اور نہ ہی میں فیصلہ کر پا رہا تھا۔ کہ اسے کیا سزا دوں۔ انہی تفکرات میں میری آنکھ لگ گئی۔ میں نے عالم خواب میں دیکھا۔ آسمان کے دروازے کھل گئے ہیں ان سے۔

سرور انبیاء و مراد ہوئے جنہوں نے پانچ حلے زیب تن کر رکھے تھے۔ پھر

حضرت علیؑ اترے انہوں نے چار حلے پہن رکھے تھے۔ پھر

امام حسنؑ آئے انہوں نے تین حلے پہن رکھے تھے۔ پھر

امام حسینؑ آئے انہوں نے دو حلے پہن رکھے تھے۔ آخر میں

جناب جبریل نازل ہوئے۔ انتہائی حسین و جمیل شکل مٹی جبریل کے ہاتھ میں پانی کا ایک جام تھا۔ آنحضورؐ نے فرمایا:

جبریل پانی مجھے دے۔ جبریل نے وہ جام آنحضورؐ کو دیا۔ آپؐ نے ہاتھ میں جام لے کر فرمایا۔ اے محمدؐ و آل محمدؐ کے شیوا آؤ پانی لو۔ مجھے ایسے محسوس ہوا جیسے میرے گھر میں اس وقت کم و بیش پانچ ہزار افراد ہیں۔ ان میں سے صرف چالیس آدمی آگے بڑھے آپؐ نے انہیں پانی پلایا۔ میں اس وقت بھی جانتا ہوں کہ پانی پینے والے وہ خوش نصیب کون تھے۔

پھر آپؐ نے فرمایا:

وہ دمشق کہاں ہے؟ میں نے دیکھا آپؐ کی اسی طرف کے زندان کا دروازہ از خود کھل گیا۔ آپؐ اندر تشریف لے گئے۔ حضرت علیؑ نے اس کی طرف دیکھ کر عرض کیا۔

قبلہ یہ شخص مجھے روزانہ سب کرتا ہے اور صرف اس لیے کرتا ہے کہ میں نے اس کے کا اقرباء کو قتل کیا ہے۔

آنحضورؐ نے فرمایا:

اے ابوالحسنؑ ایک طرف ہو جا۔

حضرت علیؑ ایک طرف ہوئے۔ آنحضورؐ آگے بڑھے اس کے ہاتھ سے پکڑا اور پوچھا۔ کیا تو میرے بھائی کو سب کرتا ہے؟

اس بد نصیب نے کہا۔ ہاں میں سب کرتا ہوں۔

آنحضورؐ نے دست و پا بلند کئے اور عرض کیا۔ بار الہا اسے مسخ کر دے۔ لیکن کوئی عضو بچ جائے جس سے لوگ اسے پہچان سکیں۔ میں نے دیکھا کہ وہ کتا ہو گیا ہے۔ لیکن اس کے کان انسانوں جیسے تھے۔

آنحضورؐ زندان سے باہر آئے آپ کے ساتھ دلے بھی باہر آئے دروازہ بند ہو گیا۔ پھر آپ اپنے تمام ساتھیوں کے ساتھ سوئے آسمان بلند ہو گئے۔ میں گھبرا کر بیدار ہوا۔ میری پریشانی بڑھ گئی تھی۔ میں نے جلدی سے غلام کو بلایا اور اسے کہا جا زندان میں جو مولوی قید ہے اسے ابھی لے کے آ۔

غلام کیا۔ اور گھبرا کر واپس آکر کہا۔ حضورؐ زندان میں تو ایک کتا ہے۔ کوئی مولوی تو بجائے خود وہاں تو انسان بھی نہیں ہے۔

میں نے کہا۔ وہی جو کتا ہے۔ وہی مولوی ہے ذرا اس کے کان غور سے دیکھنا۔ کچھ دیر بعد غلام اس کے کان سے پکڑا کر میرے پاس لایا۔ اور وہ اس وقت اسی حالت میں ہے۔ پھر بارون نے غلام کو حکم دیا کہ جا اور اس مولوی کو لے آ۔ غلام گیا۔ وہ اسے لایا۔ ہم تمام نے دیکھا کہ وہ ہمارے پاؤں چائے لگا صرف اسے کانوں سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ انسان ہے۔

شافعی عالم نے کہا۔ اے امیر اسے فوراً یہاں سے نکالے کیونکہ میں نے سنا ہے کہ مسخ شدہ شیئی تین دن سے زیادہ زندہ نہیں رہتی۔ پہلا عذاب تو مسخ ہوتا ہے اور دوسرا عذاب اسے زندگی سے محروم کر دیتا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم بھی اس کی لپیٹ میں آجائیں۔

بارون نے غلام سے کہا۔ جا جلدی اسے زندان میں چھوڑ کے آ۔ ہم نے دیکھا اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کی طرح پانی ٹپک رہا تھا۔ غلام اسے لے کے گیا۔ زندان میں بند کیا۔ کچھ ہی دیر گزری تھی کہ۔ بجلی کی کرک ہوئی اس زندان کی چھت پر گری زندان بھی جل گیا اور وہ موڑی بھی اپنے انجام کو پہنچ گیا۔

میں نے کہا۔ اے امیر یہ معجزہ بھی ہے اور نصیحت بھی ہے اولاد علیؑ پر مزید مظالم کرنے سے توبہ کر لیجئے۔

بارون نے کہا۔ توبہ کہہ رہا ہے اور میں جب سے خواب دیکھ کر بیدار ہوا ہوں توبہ کر چکا ہوں۔

### ۳۔ علیؑ جو کر سکتا ہے کرے:

مناقب المناقب ہی میں جعفر ابن محمد دوسری سے مروی ہے کہ میں سلمیہؓ میں بغداد آیا۔ عبداللہؓ میدان کی محفل میں بیٹھا تھا کہ ایک علوی اس کے پاس آیا اور پوچھا۔ کیا آپ نے تعبیر خواب کا علم بھی پڑھا ہے؟ عبداللہؓ نے جواب دیا۔ کہ میں نے ایک عرصہ تعبیر خواب کے علم پر صرف کیا ہے اور اس سلسلہ میں میں

نے کئی کتابیں بھی لکھی ہیں۔ امام شافعی کے شاگردوں میں سے ایک شخص بغداد میں رہتا تھا اس کی اچھی خاصی لائبریری تھی۔ لیکن اولاد سے محروم تھا۔ دم مرگ اس نے جعفر دقاق کو بلایا اور اس سے کہا کہ میرے مرنے کے بعد میری لائبریری بازار میں لے جانا اور اسے فروخت کر کے جو مل جائے وہ امور خیر میں خرچ کر دینا۔

جعفر دقاق جب اس کے کفن و دفن سے فارغ ہوا تو اس نے لائبریری اٹھوائی اسے بازار میں لایا۔ اور اعلان کر دیا کہ جس نے فلاں شخص کی لائبریری یا لائبریری سے کوئی کتاب خریدنا ہو اگر خریدے قیمت بے شک ایک ہفتہ بعد ادا کر دے۔ ان خریداروں میں سے میں بھی ایک تھا میں نے چار کتب خریدیں۔ جب میں خرید کر واپس آنے لگا تو جعفر دقاق نے مجھے آواز دے کر بلایا۔ اور بتایا کہ

آپ کتابیں خرید کر لے تو چارہے ہیں۔ لیکن ان میں سے کوئی بھی کتاب تیرے ملک کے حق میں نہیں بلکہ یہ سب تیرے ملک کے خلاف ہیں۔

میرا ایک دوست تھا جو باب البصرہ کے محلہ میں رہتا تھا ہم دونوں ایک ساتھ ایک عالم کے پاس جاتے تھے وہ احادیث بیان کرتا تھا۔ بڑا معروف محدث تھا۔ کافی لوگ اس کے درس میں جاتے تھے۔ ہم بھی اس سے احادیث روایت کرتے تھے۔ جب بھی کوئی حدیث حضرت علیؑ یا جناب زہراؑ کی شان میں ہوتی تھی اس میں کپڑے نکالتا تھا۔ اور حدیث کو مسترد کر دیتا تھا۔ اور کہتا تھا کہ علیؑ وفا طہ کو ان فضائل سے کیا ہو گا جب کہ علیؑ مسلمانوں کا قاتل ہے اور جناب زہراؑ اسی طرح تھیں۔ عجیب بے ہودہ بکتا تھا۔

آخر ہم دونوں تنگ آ گئے اور میں نے اپنے دوست سے کہا۔ اس علم سے نوجہالت بہتر ہے۔ میں تو آئندہ اس شخص کے درس میں نہیں آؤں گا۔ اس نے کہا میں بھی یہی سوچ رہا تھا۔ خدا آپ کا بھلا کرے جو شخص علیؑ و زہراؑ کا اتنا مخالف ہے اس سے علم لینا نہ دینا کی نیکی ہے اور نہ آخرت کی بھلائی ہے اور نہ ہی یہ امت مسلمہ کا مسلک ہے۔ چنانچہ ہم نے فیصلہ کر لیا کہ آج کے بعد اس کے درس میں نہیں آئیں گے۔

رات کو جب میں سویا تو عالم خواب میں دیکھا کہ میں اسی مسجد میں ہوں اور ابو عبد اللہ محدث درس دے رہا ہے۔ اچانک میں نے دیکھا تو در مسجد پر حضرت علیؑ نمودار ہوئے آپ کے ہاتھ میں ایک چھتری تھی غیض و غضب سے چہرہ سرخ تھا۔

میں نے دل میں کہا۔ آج ابو عبد اللہ محدث کی سختی آگئی ہے۔ حضرت علیؑ بڑے غصہ میں ہیں اور اسے مارے بغیر نہ چھوڑیں گے۔

میں نے دیکھا حضرت علیؑ آگے بڑھے۔ محدث ابو عبد اللہ کے قریب آ کر اس کی آنکھ پر چھتری ماری اور فرمایا: اے ملعون میں نے تو پھر بھی ممکن ہے تیرے کسی نانا دادا کو قتل کیا ہو لیکن دست رسولؐ نے تیرا کیا بگاڑا ہے کہ تو روزانہ میرے ساتھ ان کے خلاف بھی مرزہ سرائی کرتا ہے۔

اس نے بتایا کہ میں نے ابھی ابھی خواب میں حضرت علیؓ کو دیکھا ہے کہ انہوں نے اس کی آنکھ پر چھڑی ماری ہے۔ میں تو آپ کو بتانے آ رہا تھا۔ میں نے کہا۔ میں نے بھی بالکل یہی خواب دیکھا ہے اور میں آپ کو بتانے کی خاطر آ رہا تھا۔ پھر ہم دونوں محدث کے دروازہ پر گئے۔ حق الباب کیا۔ کنیر نے دروازہ کھولا اور پوچھا کیا بات ہے۔

ہم نے انتظار کیا۔ تھوڑی دیر بعد پھر دق الباب کیا۔ وہی کینز آئی اور مزید انتظار کو کہا۔ ہم نے پھر انتظار کیا۔ تیسری مرتبہ دق الباب کیا۔ کینز نے پھر انتظار کا کہا۔

ہم نے کہا۔ آخر بات کیا ہے۔ تو ہمیں کیوں نہیں آنے دیتی؟  
اس نے کہا۔ ہمیں کچھ معلوم نہیں۔ محدث نے اپنی آنکھ پر ہاتھ رکھا ہوا ہے اور کہہ رہا ہے۔ مجھے علیؑ نے  
چھڑی ماری ہے۔

ہم نے کہا۔ تم بھی اسی سلسلہ میں آئے ہیں۔ ہم نے بھی خواب ہیں یہی دیکھا ہے کہ حضرت علیؑ نے اسے چھڑی ماری ہے۔ تو دروازہ کھول اور ہمیں اس کے پاس جانے دے۔ کینئر نے دروازہ کھول دیا۔ ہم اندر گئے۔ دیکھا تو محدث درد سے تڑپ رہا تھا اور کہہ رہا۔

علیؑ کو مجھ سے کیا لینا تھا۔ باواز بلند چیخ چیخ کر فریاد کر رہا تھا۔

ہم دونوں نے اسے اپنا اپنا خواب بتایا اور اسے کہا۔ آپ اپنے عقائد کو بدلیں آپ ہر مقام پر غلبی و فاطمی کی مخالفت کرتے رہتے ہیں۔

اس پر نصیب نے کہا۔ یہ تو ایک آنکھ سے اگر علی میری دوسری آنکھ بھی پھوڑ دے تب بھی میں اس سے باز نہیں آؤں گا۔ ہم دونوں چپ کر کے اٹھ آئے۔ ایک ہفتہ بعد پھر ہم اس کے پاس گئے تو معلوم ہوا کہ اس کی دوسری آنکھ بھی حضرت علیؑ نے پھوڑ دی ہے۔ ہم نے پھر اس سے کہا بندہ خدا آخر حقے علیؑ سے کیا بیر ہے اس نے کہا۔ علیؑ جو چاہے کرے میں اپنی اس روش سے باز نہیں آؤں گا۔ اور نہ ہی علیؑ کو ابو بکرؓ و عمرؓ پر

وَالْيَوْمَ نَبْرِثُكَ إِلَى الْعَصْرِ ثَرْبَةً وَإِلَى الْعَصْرِ ثَرْبَةٌ وَإِلَى الْعَصْرِ ثَرْبَةٌ وَإِلَى الْعَصْرِ ثَرْبَةٌ

<http://fb.com/ranajabirabbas>



بہت زیادہ آگے بڑھ گیا ہے یہ کہہ کر وہ آگے بڑھ گیا۔ مجھے ایسے محسوس ہوا جیسے وہ محل کے اندر چلا گیا ہو۔ میں گھبرا گیا۔ اسی گھبراہٹ میں بیدار ہو گیا۔ دائیں بائیں دیکھا تو دوسرے لوگ بھی میری طرح پریشان ہو کر ادھر ادھر دیکھ رہے تھے۔

میں نے پوچھا۔ کیا بات ہے۔ کیا دیکھ رہے ہو۔

ایک نے کہا۔ میں نے بڑا عجیب خواب دیکھا ہے۔ دوسرے نے کہا میں بھی اونگھتے اونگھتے سو گیا تھا۔ ڈراؤنا خواب دیکھ کر اٹھ بیٹھا ہوں۔ ہر شخص یہی کہنے لگا کہ میں زیادہ کے انتظار میں سو گیا تھا اور عجیب ہولناک منظر دیکھا ہے۔

جب تمام نے ایک دوسرے سے پوچھا کہ تو نے کیا دیکھا ہے؟ ہر ایک نے دوسرے کو اپنا خواب بتایا۔ تو پتہ چلا کہ جو کچھ میں نے دیکھا ہے وہی کچھ انہوں نے دیکھا ہے۔ ہم انہی باتوں میں مصروف تھے کہ اندر سے غلام آیا اور اس نے کہا۔ امیر نے آپ کو اجازت دی ہے۔ اپنے اپنے گھروں کو چلے جاؤ۔ ہم نے پوچھا بات کیا ہے؟

اس نے کہا۔ امیر اس وقت ہر ایک سے جدا ہے اور وہ کسی کو ملنا نہیں چاہتا۔ ہم نے کہا:

آخر کوئی بات تو ہوگی۔ کچھ تو بتا۔ کیا ہوا ہے؟

اس نے کہا۔ سمجھ نہیں آتی۔ بڑے آرام سے ہم سب بیٹھے تھے کہ ہمارے سامنے امیر کے دل میں کسی نے نیزہ مارا نہ ہمیں ہاتھ نظر آیا۔ یہ نیزہ باز نظر آیا۔ نہ یہ پتہ چلا کہ کہاں سے آیا تھا۔ اور نہ یہ دیکھا کہ گیا کہ کدھر ہے ہم نے صرف نیزہ کا پھل دیکھا ہے جو ہماری آنکھوں کے سامنے چمکا اور زیادہ کے دل میں اتر گیا۔ اب وہ درد سے ٹڑپ رہا ہے۔ دیکھیں کیا ہوتا ہے۔

ہم اٹھ کر چلتے گئے۔ ابھی ہم درمیں تک نہ پہنچے تھے کہ اندر سے آہ و بکا اور نوحہ و شیون کی آواز آئی ہمیں یقین ہو گیا کہ زیادہ اپنے انجام کو پہنچ گیا ہے اور نقاد اپنا کام کر گیا ہے۔ ہم نے اطمینان کا سانس لیا کہ اب ایسا جابر نہیں آئے گا جو اپنی دہشت گردی سے ہمیں حضرت علیؑ کو سب کرنے پر مجبور کر سکے۔

## ۶۔ صرف ایک طمانچہ:

کتاب الاربعین میں مروی ہے۔ بیضا شاعر ایک اموی بادشاہ کے پاس آیا بیضا ہر سال اس بادشاہ کے پاس آتا رہتا تھا۔ وہ بادشاہ شکار کو گیا ہوا تھا۔ اس کے وزیر نے اسے بیضا کے آنے کی اطلاع دی۔ بادشاہ نے اسے کہا بیضا کو میرے محل کے فلاں کمرہ میں احترام سے بٹھا شکار سے فارغ ہو کر میں جلدی آ جاؤں گا۔

بیٹا کا کہنا ہے کہ محل کے جس کمرہ میں مجھے جگہ دی گئی وہ ڈیوڑھی کے قریب تھا۔ اُدھی رات کے بعد محل کے اندر سے ایک نگہبان ڈیوڑھی پر آیا اور باواز بند کہا۔

اے خافلو! اٹھو اور اللہ کو یاد کرو۔ اس کے بعد اس نے حضرت علیؑ کو سب کرنا شروع کر دیا۔

یہ سن کر بیٹا کانپ گیا۔ اس نگہبان کا روز کا یہی معمول تھا۔ اور ہر رات بیٹا اس کی آواز اور حضرت علیؑ پر سب سن کر لرز جاتا تھا۔

ایک رات بیٹا نے خواب میں دیکھا کہ نبی کو مین اور حضرت علیؑ اس محل میں داخل ہوئے اس نگہبان کو تلاش کیا۔

حضرت علیؑ سے فرمایا:

اے صرف ایک ٹھانچہ لگا دیجئے یہ خبیث چالیس برس سے آپ پر سب کر رہا ہے۔ حضرت علیؑ نے گردن پر دونوں کندھوں کے درمیان اسے ٹھانچہ مارا۔ بیٹا یہ دیکھ کر بیدار ہو گیا اس کے بعد وہ اس نگہبان کی معمول کی آواز سننے کے انتظار میں رہا۔ لیکن آواز نہ آئی۔ وہ حیران ہوا کہ کہیں خواب واقعا سچا تو نہیں ہے۔ پھر اس نے لوگوں کو اس نگہبان کے گھرتے ہوئے دیکھا۔

بیٹا نے ان سے پوچھا کیا بات ہے آج سویرے سویرے تم ادھر چلے آ رہے ہو خیریت تو ہے؟ انہوں نے بتایا کہ نگہبان کو کسی نے خواب میں گردن پر دونوں کندھوں کے درمیان ہاتھ جمایا ہے ہاتھ کا نشان اس طرح موجود ہے جس طرح گیلی مٹی پر نشان پڑتا ہے اور وہ شدت و رد سے تڑپ رہا ہے صبح تک بمشکل زندہ رہ سکا واصل جہنم ہو گیا۔ اس کی گردن پر ٹھانچے کا وہ نشان چالیس آدمیوں نے دیکھا تھا۔

## ۷۔ مردہ بطخ:

ابن جوزی نے تذکرۃ الخواص میں لکھا ہے کہ عید اللہ ابن مبارک کا معمول تھا کہ وہ ایک سال جہاد کرتا تھا ایک سال حج کو جاتا تھا۔ اس نے پچاس برس یہی معمول بنائے رکھا۔ ایک سال حج کے ارادہ سے کوفہ آیا اس کے پاس پانچ سو دینار تھا۔ اس کا ارادہ تھا کہ سفر کے لیے ادبٹ اور دیگر ضروری سامان کوفہ ہی سے خرید کر حج کو چلا جاؤں گا۔

ایک گلی سے گزر رہا تھا۔ کوڑے کوٹ کے ڈھیر پر دیکھا کہ ایک عورت منہ پر نقاب ڈالے ایک مردہ بطخ کو صاف کر رہی ہے۔

عید اللہ ابن مبارک نے آگے بڑھ کر کہا۔ اے کنیز خدا کیا تو مسلمان نہیں ہے؟ عورت نے کہا۔ مسلمان ہوں۔

عبداللہؐ نے کہا۔ یہ بطخ مردہ نہیں ہے؟  
 عورت نے کہا۔ بالکل مردہ ہے۔  
 عبداللہؐ نے کہا۔ کیا تجھے معلوم نہیں ہے کہ اسلام میں مردار کھانا حرام ہے؟  
 عورت نے کہا۔ مجھے معلوم ہے۔  
 عبداللہؐ نے کہا۔ جب تجھے معلوم ہے تو پھر اسے صاف کس لیے کرتی ہے؟  
 عورت نے کہا۔ شاید تجھے یہ مسئلہ معلوم نہیں ہے کہ مردار کھانا اس وقت حلال ہوتا ہے۔ جب حلال نہ مل سکے۔

آپ کے لیے حرام ہوگی۔ لیکن میرے لیے حلال ہے۔

عبداللہؐ نے کہا۔ بی بی تو کون ہے؟

عورت نے کہا۔ بندہ خدا آپ اپنا کام کریں۔ مجھے اپنا کام کرنے دیں۔

عبداللہؐ نے کہا۔ آپ مجھے بتائیں تو سہی کہ بات کیا ہے؟

عورت نے کہا۔ آپ کہاں جا رہے ہیں؟

عبداللہؐ نے کہا۔ میں حج پر جا رہا ہوں۔

عورت نے کہا۔ حج سے فراغت کے بعد مہینہ بھی جائے گا؟

عبداللہؐ نے کہا۔ ضرور جاؤں گا۔

عورت نے کہا۔ نبی اکرمؐ کی زیارت بھی کرے گا؟

عبداللہؐ نے کہا۔ ہر سال کرتا ہوں۔ اور اب کے بھی ضرور کروں گا۔

عورت نے کہا۔ جب رسول اکرمؐ کی زیارت کرتا تو آپ انہیں میرا سلام عرض کر کے میری موجودہ حالت بتا دیتا

کہ آپ کی اولاد کے لیے اب حرام بھی حلال ہو چکا ہے۔

عبداللہؐ نے کہا۔ بی بی آپ مجھے کچھ تو بتائیں۔

عورت نے کہا۔ عبداللہؐ کیا بتاؤں۔ میں اولاد علیؑ و فاطمہؑ کی فریت رسولؐ ہوں۔ ایک شوہر تھا جسے امت

نے اس جرم میں شہید کر دیا ہے کہ وہ اولاد رسولؐ سے تھا۔ اب ایک میں ہوں اور چار کمسن بچیاں ہیں۔ آج

جو تھا دن ہے مجھے مزدوری تک نہیں ملی۔ جو لوگ پہچانتے ہیں وہ حکومت وقت کے خوف سے مزدوری

بھی نہیں کرنے دیتے۔ بچیاں بھوک سے بک رہی تھیں۔ انہیں بھلا گھر سے نکلی ہوں۔ ایک دو گھروں میں

مزدوری کی خاطر گئی ہوں۔ انہوں نے گھر میں داخل ہی نہیں ہونے دیا۔ مایوس ہو کر واپس آ رہی تھی کہ کوڑا کرکٹ

کے اس ڈھیر پر یہ مردہ بطخ دیکھ لی۔ اسے صاف کرنے بیٹھ گئی ہوں۔ لے جاؤں گا۔ بچا کو بچوں کو کھلاؤں گی۔

وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسُثٌ

نَوَابِلٌ فِي حَضْرَتِ عَلِيٍّ

وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسُثٌ

عبداللہ کہتا ہے کہ میں نے اپنے دل میں اپنے کو بے شمار ملامت کی۔ اور اپنے آپ سے کہا۔ اولاد رسول کو تو کھانے کو نہ ہے اور ہم رسول کی زیارت کو جا بیٹیں۔ کیا فائدہ میرے اس حج کا اور زیارت رسول کا۔ میں نے کہا۔ بی بی بطحہ چھوڑ دے اور امن پھیلا۔

بی بی نے عبا کا دامن پھیلا یا میرے پاس جتنی رقم تھی سب کی سب اس بی بی کے حوالہ کر دی اس نے نہ تو سراپور اٹھایا اور نہ دیناروں کی طرف دیکھا۔ چپ چاپ اٹھ کر چلی گئی سمجھیے یہ دعا دی کہ تو نے آل رسول کو حرام کھانے سے بچا لیا ہے اللہ تجھے جزائے خیر دے۔

میں نے حج پر جانے کا ارادہ ترک کر دیا۔ اور واپس اپنے گھر گیا۔ جب میرے پڑوسی اور دوست حج سے واپس آئے تو میں ان کی ملاقات کو گیا۔ جس سے بھی ملتا تھا وہ کہتا تھا۔ اللہ آپ کا حج قبول کرے تو جواب میں وہ سمجھے کہتا تھا۔ عبد اللہ اللہ آپ کا بھی حج مبارک کرے۔ بڑا اچھا سفر گزر رہا ہے۔ فلاں جگہ وہ عجیب واقعہ پیش آیا تھا۔ یاد ہے ناں آپ کو۔ میں یہ سن سن کر پریشان ہو گیا۔ دل میں سوچا جب میں حج پر گیا انہیں تو یہ کیا کہتے ہیں۔ اسی پریشانی کے عالم میں رات کو سویا تو رسول عالمین کی زیارت ہوئی انہوں نے فرمایا۔ عبد اللہ پریشان کیوں ہے۔ تو نے میری غریب بیٹی کی امداد کی ہے۔ میں نے اللہ سے دعا کی ہے۔ اللہ نے تیری شکل کا ایک فرشتہ پیدا کیا ہے جو قیامت تک ہر سال تیری طرف سے حج کرے گا۔ اب تو حج کو جایا نہ جاتیرے نامہ اعمال میں ہر سال حج کا ثواب لکھا جاتا رہے گا۔

## ۸۔ خوش نصیب محوسی اور بد نصیب مسلمان !

ابن جوزی نے تذکرۃ الخواص میں یہ واقعہ بھی لکھا ہے کہ بلخ میں ایک سید زادہ رہتا تھا۔ اس کی ایک بیوی اور چھ بچیاں تھیں وہ فوت ہو گیا۔ سید زادی کا بیان ہے کہ میرے لیے بلخ میں رہنا مشکل ہو گیا۔ کیونکہ سہارا اللہ نے لے لیا تھا۔ بچوں کے لیے روٹی کمانے والا کوئی نہ تھا۔ تمام شہر واقف تھا اس لیے شہر سے امداد سے بچنے کی خاطر میں نے بچوں کو ساتھ لیا اور سمرقند آگئی۔ موسم سردی کا تھا۔ برف باری ہو رہی تھی۔ میں نے بچوں کو مسجد میں بٹھایا اور خود باہر کھانے اور ٹھکانے کی نگرانی کی ایک جگہ بہت سے لوگ جمع تھے میں نے پوچھا یہ کیا ہے۔

مجھے بتایا گیا سمرقند کا مسلمان امیر ہے۔ ارد گرد ضرورت مند افراد میں وہاں چلی گئی۔ اور اس سے تعاون کی درخواست کی اور اسے بتایا کہ میں ذریت رسول اور اولاد علی و بتول سے ہوں۔

اس نے بڑی رکھائی سے جواب دیا۔ مجھے کیا معلوم کہ تو اولاد پیغمبر و زہرا ہے اگر کوئی گواہ ہو تو لے آ میں امداد کروں گا میں نے کہا۔ بندہ خدا! اس سفر میں میرا یہاں کون گواہ ہوگا۔

اس نے کہا۔

اگر گواہ نہیں ہے تو میرے پاس تیرے لیے کچھ بھی نہیں ہے۔

ضبط کے باوجود میری آنکھوں سے آنسو ٹپک ہی پڑے۔ میں مایوس ہو کر واپس پٹی اگے ایک جگہ پھر کچھ لوگ جمع تھے میں نے پوچھا یہاں کون ہیں؟

بتایا گیا کہ سمرقند کا پولیس افسر ہے اور مجوسی ہے۔

میں نے سوچا کہ اب کسی مسلمان سے تو کسی تعاون کی امید نہیں ہے۔ کیونکہ وہ تو ہو سکتا ہے اب مجھ سے مسلمان ہونے کا بھی گواہ مانگیں۔ یہ غیر مسلم ہے ممکن ہے یہ کسی قسم کا گواہ نہ مانگے اور ایک ضرورت مند انسان کی حیثیت سے تعاون کر دے۔ یہ سوچ کر میں دہاں گئی۔ جتنے مرد کھڑے تھے سب نے مجھے مستور سمجھ کر راستہ دے دیا۔ میں اس کے سامنے گئی اور اسے بتایا کہ میں مسلمانوں کے بیٹائی اولاد سے ہوں۔ تم لوگ اگرچہ غیر مسلم ہو لیکن ایک معاشرہ کی وجہ سے وہ سلوک تو دیکھتے اور سنتے رہتے ہو۔ جو مسلمان اپنے نبی کی اولاد سے کہہ رہے ہیں۔ میں بخ سے آئی ہوں میرے ساتھ میری کمسن بچیاں ہیں۔ جو مسجد میں بیٹھی ہیں۔ امیر سمرقند سے مدد مانگی ہے اس نے گواہ مانگے ہیں۔ میں نے اسے کہا بھی ہے کہ۔ بھلے آدمی گواہ انہی سے مانگے جاتے ہیں جنہیں کوئی پہچانتے والا ہو۔ جو مسافر ہوتے ہیں۔ انہیں کون پہچانتا ہے اور ان کی گواہی کون دیتا ہے پھر اگر مرد ہو تو اور بات ہوتی ہے عورت وطن سے دور گواہ کہاں سے لائے گی۔ لیکن اس نے میری کوئی نہیں سنی اگر تو امداد کر سکتا ہے تو کر دے۔

وہ مجوسی اٹھ کھڑا ہوا۔ نوکر کو بھیجا کہ جا کر میری بیوی کو ساتھ لے آ۔ وہ گیا کچھ دیر بعد اس کی بیوی آگئی اس نے کہا۔ اس بی بی کے ساتھ جا مسجد میں اس کی بچیاں بیٹھی ہیں انہیں ساتھ لے کر آ۔ اپنے گھر میں علیحدہ کر دے۔ سفر کی تنگی ہوتی ہیں انہیں غسل کے لیے گرم پانی دو۔ نئے کپڑے دو۔ کھانے کا انتظام کرو۔ وہ مستور میرے ساتھ آئی۔ اس نے بچیوں کو اپنے ساتھ لیا۔ ہمیں اپنے گھر لے گئی۔ ایک کمرہ مستحضرہ دیا گرم پانی دیا۔ نئے کپڑے دیئے۔ کھانے کو بہت کچھ دیا۔

تنگی ہوئی بچیاں جلدی سو گئیں۔ میں نے مصلا پچھایا۔ اور مجوسی کے لیے اللہ سے دعا کرنے لگ گئی رات ڈھلی ہوئی تھی کہ دروازہ پردق الباب ہوا۔ مجوسی خود دروازہ پر گیا۔ دروازہ کھولا تو مسلمان امیر اپنے نوکروں کے ساتھ کھڑا ہوا تھا۔

مجوسی نے پوچھا:

کیا بات ہے؟

اس نے کہا، میرے ہمان آپ کے پاس ہیں انہیں لینے آیا ہوں۔



مجوسی نے کہا:

وہی جن سے کل تو نے گواہ طلب کئے تھے؟

اس نے کہا۔ ہاں میں شرمندہ ہوں مجھے میری مذہبی غیرت نے شرمندہ کیا ہے کہ تو نے مجوسی ہونے کے باوجود اتھیں گھر میں جگہ دے دی اور میں مسلمان ہو کر ان کی مدد نہ کر سکا۔  
یہ سن کر مجوسی مسکرا دیا۔

اس نے پوچھا اس میں مسکرانے کی کیا بات ہے؟  
مجوسی نے کہا:

ابھی تک تیرا ذہن درست نہیں ہوا۔ اور تو فریب سے باز نہیں آیا۔

اس نے کہا۔ میں نے تو سیدھی بات کی ہے۔ اس میں بھلا فریب کی کون سی بات ہے؟

مجوسی نے کہا۔ فریب نہیں تو اور کیا ہے۔ تو نے اس مستور سے اولاد نہرا ہونے کا گواہ مانگا تھا تب اب یہ کیسے پتہ چلا کہ وہ مسلمان تھی۔ ممکن ہے۔ وہ مسلمان ہی نہ ہو۔ اگر سیدھی بات کرنا چاہتا ہے تو یوں کر تو نے خواب میں میدان محشر دیکھا ہے۔ اس میں نبی کونین کو دیکھا ہے۔ تو نے ان سے پانی مانگا ہے انہوں نے نفرت سے منہ دوسری طرف کر لیا ہے۔ تو نے کہا کہ میں آپ کی امت سے ہوں۔ مجھے پانی پلائیے انہوں نے تجھ سے گواہ مانگے ہیں۔ تو نے دائیں بائیں دیکھ کر کہا ہے کہ حضور مجھے یہاں کو پہچانتا بھی نہیں میں گواہ کہاں سے لاؤں۔ آنحضورؐ نے تجھے فرمایا۔ کہ اگر تجھے یہاں کوئی نہیں پہچانتا تو میری بیٹی کو تیرے شہر میں کون پہچانتا تھا۔ اگر تو میری اولاد سے گواہ مانگ سکتا ہے تو کیا میں تجھ سے گواہ نہیں مانگ سکتا پھر انہوں نے تجھے جنت میں میرا مکان دکھایا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ دیکھ یہ اس مجوسی کا مکان ہے جس نے صرف یہ سن کر کہ وہ مسافر میری اولاد سے ہے۔ بلا مطالبہ گواہ اسے رہنے کو جگہ۔ چہنہ کو کپڑے اور کھانے کو طعام دیا ہے۔ اس وقت بھی میری بیٹی اس مجوسی کے لیے مصلیٰ پر بیٹھی دعا مانگ رہی ہے۔ خواب ایک ہی ہے میں نے بھی دیکھا ہے اور تو نے بھی دیکھا ہے تو چھپا رہا ہے۔ اب بتا کیا یہی سیدھی بات ہے یا نہیں اس نے کہا۔ واقعا مجھے یہی خواب اس وقت تیرے دروازہ پر لایا ہے تو ایسا کر مجھ سے ایک ہزار دینار لے لے اور بی بیوں مجھے لے جانے دے۔

مجوسی نے کہا۔ اگر تو ایک لاکھ دینار بھی دے تو بھی میں اپنے گھر آئی ہوئی برکت تجھے نہ دوں۔ بھلا میں تجھے وہ بیبیاں دیدوں جن کے قدم کے طفیل میرے کنبہ نے کلمہ پڑھ لیا ہے۔ جن کی برکت سے میں نے خاتم النبیینؐ کی زیارت اپنے گھر قند میں کر لی ہے۔ جن کے صدقے میں نے زندگی میں جنت میں اپنا مکان دیکھ لیا ہے جاگھر آرام کر۔ آئینہ خیال رکھنا۔

## ۹۔ متوکل کی مال:

تذکرۃ الخواص ہی میں سبط ابن جوزی نے مادر متوکل کے منیجر ابن خضیب سے روایت کی ہے کہ ایک رات میں اپنے گھر بیٹھا تھا کہ ایک غلام میرے پاس ایک تھیلی لایا اور کہا۔

آقا زادی کہہ رہی ہے۔ یہ میرا خالص ملال کا مال ہے اسے مستحقین میں تقسیم کر دے اور جن حقداروں کو دینا ان کے نام کھ لینا تاکہ آئندہ بھی اسی مال سے ان کی امداد کی جاتی رہے۔

میں نے وہ تھیلی لے لی اور اپنے ساتھیوں سے حقداروں کے نام پوچھے۔ جتنے نام انہوں نے بتائے ہیں نے ان میں تین سو تقسیم کر دیئے۔ باقی سات سو میرے پاس بچ رہے۔ نصف شب کے قریب دق الباب ہوا میں دروازہ پر گیا۔ دیکھا تو میرا پڑوسی سید کھڑا تھا۔

میں نے پوچھا:

کیا بات ہے؟

اس نے کہا۔ تجھے معلوم ہے کہ تمہارے بادشاہ سے ہماری جان محفوظ نہیں ہے۔ تمہارے جاسوس انعام کے لالچ میں ہماری بوسنگھتے پھرتے ہیں۔ دن کو کہیں جا نہیں سکتا اور رات کو مزہوری نہیں ملتی آج کتنے دن ہو رہے ہیں نہ ہم میاں بیوی نے کچھ کھایا ہے اور نہ بچوں نے کچھ کھایا ہے۔ اس وقت جب کہ ہر ایک سوہا ہے۔ میرے بچے بھوک سے بلک رہے ہیں اگر تیرے گھر کھانا ہو تو کچھ دیے دے۔

میں نے ایک دینار اس سید کو دے دیا۔ وہ خوش ہو کر واپس چلا گیا۔ جب میں اپنے بستر پر واپس آیا تو میری بیوی نے مجھ سے پوچھا۔ اس وقت کون کھانا؟ میں نے بتایا:

ہمارا پڑوسی سید تھا۔ کہتا تھا کچھ کھانا دو۔ کھانا تو اس وقت نہ تھا میں نے ایک دینار دیا ہے۔ وہ ٹرپ کر بستر سے اٹھی اور رونے لگ گئی۔ اور کہنے لگی ظالم تجھے شرم نہیں آئی کہ تو نے بیدار دے کو ایک دینار دیا تھا۔ جب کہ تجھے معلوم ہے کہ یزید کے بعد تیرا بادشاہ یزید مزاج بنا ہوا ہے۔ اور جو کوئی اسے کسی سید کی اطلاع دے صرف اولاد رسول کو قتل کرنے کی خاطر وہ مخیر کو انعام دیتا ہے بھلا جو مظلوم اپنے گھر سے باہر قدم بھی نہیں رکھ سکتے اسے تو نے صرف ایک دینار دیا ہے اور جن کے گھر بھرے ہوئے ہیں۔ ان میں تو تقسیم کرتا ہے بیوی کی باتیں سن کر میرے جذبات کھول اٹھے میں نے بقیہ تمام دینار اٹھائے اور جا کر اس سید کو دے دیئے۔ دینے کو تو میں نے تمام وہ رقم دے دی لیکن جب میرا جوش ٹھنڈا ہوا تو میں نے سوچا کہ اب کیا ہوگا۔ متوکل نام سادات کا دشمن ہے اگر اسے پتہ چل گیا تو وہ میرے بچوں کو تک کو لہو میں پسوا دے گا۔

میری بیوی نے مجھے حوصلہ دیا۔ اور کہا۔ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ مرنا تو ایک دن ہے ہی۔  
متوکل کے ہاتھوں بے گناہ اولاد رسولؐ بھی قتل ہو رہی ہے اگر ہم اولاد رسولؐ سے مدد کے جرم میں مارے  
گئے۔ تو کوئی پرواہ نہیں ہے۔ اللہ اور رسولؐ پر توکل کرو اور آرام سے سوچو۔

ہم انہی باتوں میں تھے کہ مادر متوکل کے دو تین غلام ہاتھوں میں روشنی لئے آگئے اور کہنے لگے جلدی چل  
آقا زادی بلا رہی ہے میرا دل دھڑکنے لگا اور ذہن میں نے اپنے کو موت کے لیے تیار کر لیا۔ میں ان کے  
ساتھ چل دیا ابھی ہم راہ میں تھے کہ غلاموں کی ایک ٹولی آگئی۔ اور کہنے لگی مادر متوکل کو آرام نہیں ہے وہ تجھے  
جلد از جلد دیکھنا چاہتی ہے۔ جب میں وہاں پہنچا اور پردہ کے باہر کھڑے ہو کر سلام کیا۔ تو اس نے کہا۔

اے ابن خضیب اللہ تجھے اور تیری بیوی کا شکر یہ ادا کیا ہے۔ مجھے بتا کیا بات ہے؟  
اگر میرا تیرا اور تیری بیوی کا شکر یہ ادا کیا ہے۔ مجھے بتا کیا بات ہے؟  
میں نے مادر متوکل کو تقسیم رقم کی تمام تفصیل سنا دی۔

اس نے ایک لاکھ دینار اور دیا اور کہا۔ یہ سب جا۔ ایک حصہ تیرا ہے۔ ایک تیری بیوی کا ہے اور ایک حصہ  
اس سید کو جا کر دیے دے۔ میں خوش ہو کر واپس سیدھا اس سید کے دروازہ پر آیا میں نے وق الباب کیا۔ اندر  
سے سید نے کہا۔ ابن خضیب کافی دیر ہو چکی ہے۔ جو کچھ تیرے پاس ہے دروازہ پر رکھ دے میں آ رہا ہوں اٹھا  
لوں گا۔

میں حیران ہو کر رک گیا۔ جب سید دروازہ سے باہر آیا۔ تو میں نے پوچھا۔ آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ میں ہوں۔  
اس نے بتایا کہ۔ جب تو مجھے رقم دے کر گیا۔ تو میری بیوی نے مجھے کہا۔ کہ اٹھ وضو کر۔ اور ابن خضیب اور اس  
کی بیوی کے لیے دعا مانگ۔ میں نے اور میری بیوی نے وضو کر کے تیرے لیے دعا مانگی اور سو گئے خواب میں  
ابھی ابھی آنکھوں نے اگر فرمایا ہے کہ تم نے احمد ابن خضیب کا شکر یہ ادا کیا ہے۔ میں نے مادر متوکل کو دعا کی ہے  
اب احمد کچھ اور لارہا ہے اٹھ اور اس سے ملے۔

## ۱۰۔ دوبارہ آنکھ مل گئی:

کتاب الروض میں منقول ہے کہ ۵۲ھ میں واسطہ میں ابن سلامہ فرازی محتاج کی دایں آنکھ ختم ہو گئی تھی  
ابن سلامہ ایک آنکھ سے معذور ہونے کی وجہ سے کوئی کام نہ کر سکتا تھا۔ اور ابن حنظلہ کا مقروض تھا ایک دن  
ابن حنظلہ نے قرظ کے سلسلہ میں زیادہ سختی کی۔

ابن سلامہ نے حضرت علیؑ کے نام استغاثہ کیا۔ خواب میں اس نے عزالدین طیبی کو ایک اور شخص کے ساتھ  
دیکھا۔ اس نے عزالدین سے پوچھا یہ کون ہیں؟

عبداللہ نے بتایا کہ یہ تیرے آقا حضرت علیؑ ہیں۔  
ابن سلام آپ کے قدموں میں گرا اور عرض کی۔ قیدہ آنکھ بھی چاہیئے اور ادائیگی قرض بھی۔ آپ نے فرمایا۔  
نہ گھبرادوں کام ہو یا پیش گئے۔ صبح آنکھ بھی مل جائے گی اور قرض بھی ادا ہو جائے گا۔ آپ نے دائیں آنکھ  
پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا:

وہی ذات اسے دوبارہ صبح وسلامت کر دے گی۔ جس نے پہلی مرتبہ عنایت کی تھی۔  
ابو سلامہ کہتا ہے کہ میں صبح کو اٹھا تو میری دائیں آنکھ پہلے کی طرح روشن تھی۔ سر ہانے کے نیچے دیکھا تو  
قرض کی جملہ رقم بھی موجود تھی۔ اٹھا کر ابن خلفہ کے پاس گیا اور اس کا قرض ادا کر دیا۔ واسطہ کے ہر باشندہ نے  
ابن سلامہ کی در سنت شدہ آنکھ دیکھی۔

## ۱۱۔ قرض بنام حضرت علیؑ

کتاب الروفۃ میں ابراہیم ابن مہران سے مروی ہے کہ کوفہ میں ایک تاجر رہتا تھا جو ابو جعفر کی کنیت سے  
معروف تھا بڑے کھلے ہاتھ کا مالک تھا۔ سادات میں سے جو بھی کچھ قرض مانگنے آتا وہ اسے دے دیتا اور اپنے  
منشی سے کہتا کہ یہ قرض حضرت علیؑ کے نام لکھ دے۔

حالات نے اسے نادار کر دیا۔ وہ اپنے قرض کا رجسٹر لے کر بیٹھا اور جو مقروض زندہ تھے ان کے نام علیحدہ  
لکھے اور جو فوت ہو چکے تھے ان کے نام کاٹ دیئے۔

ایک دن وہ اسی پریشانی میں بیٹھا تھا کہ ایک خارجی اس کے پاس سے گزرا اور ازراہ طنز کہا۔ وہ علیؑ  
نے تیرا قرضہ ادا کر دیا ہے یا نہیں؟

یہ طعنہ سن کر وہ زیادہ غمزہ ہو گیا۔ اندر جا کر بستر پر پڑ گیا۔ جب رات ہوئی اور اسے نیند نہ آئی اس نے  
خواب میں دیکھا کہ آنحضرتؐ حسینؑ کے ساتھ آ رہے ہیں اور ان سے پوچھا۔

بیٹے تمہارا باپ کہاں گیا؟

پچھنے سے حضرت علیؑ نے عرض کیا۔ قبلہ میں حاضر ہو رہا ہوں۔

آنحضرتؐ نے فرمایا:

یا علیؑ! اس بیچارے کا قرض کیوں نہیں چکاتے؟

حضرت علیؑ نے عرض کیا نہ

قبلہ میں اس کے قرض کی تمام رقم لے کر حاضر ہوا ہوں۔ اور آپ کے سامنے اسے دے رہا ہوں۔

حضرت علیؑ نے مجھے بھینسی دی اور فرمایا۔ پھر بھی میری اولاد سے اگر کوئی مانگنے آئے تو مجھ نہ کیا کر کہی نادار



وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ

خوابوں میں حضرت علیؑ

وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ

نہیں ہوگا۔

یہ کہہ کر وہ واپس چلے گئے۔ میں بیدار ہو گیا دیکھا تو قبیلہ میرے ہاتھ میں تھی۔ میں نے بیوی کو جگایا اور اسے قبیلہ دکھائی کہ اس میں ایک ہزار دینار ہے۔

اس نے کہا۔ دیکھ عزت یوں کسی کو دھوکا دیتے سے نہیں نکلتی۔ بہتر ہوگا جس سے فریب کیا ہے اسے واپس کر دے۔ میں نے اسے اپنے خواب پر واقعہ سنایا۔

اس نے کہا اگر تو سچ کہہ رہا ہے تو وہ رجسٹر لے آجس میں سادات مقروض کے نام ہیں۔ اگر ان کے ذمہ رقم اتنی بنتی ہے تو پھر درست ہے ورنہ میں تیری بات نہ مانوں گی۔ میں اٹھا رجسٹر لایا۔ دیکھا تو تمام ناموں پر کاٹا لگا ہوا تھا۔ جب قرضہ کی رقم گئی تو پورا ایک ہزار بنی۔

## ۱۲۔ محبت علیؑ میں پانی!

بحار میں اعمش سے مروی ہے کہ میں نے مدینہ میں ایک جشن کینز دیکھی جو نابینا تھی اور کندھے پر مشکیزہ اٹھا کر پانی پلا رہی تھی اور کہہ رہی تھی لوگو محبت علیؑ میں پانی بیو۔

میں ج پرکھ چلا گیا۔ وہاں جا کر دیکھا تو لایم ج میں وہی کینز نابینا تھی پانی پلا رہی تھی اور کہہ رہی تھی۔ آؤ اس کے نام پر پانی بیو جس نے مجھے بیٹا کیا ہے۔

میں اس کے قریب گیا۔ اور پوچھا ابھی چند دن پہلے مدینہ میں تو تو نابینا تھی اور محبت علیؑ میں پانی پلا رہی تھی آج تو بینا ہے اور کہہ رہی ہے جس نے مجھے آنکھیں دی۔ میں اس کے نام پر پانی بیو یہ کون ہے؟ کینز نے کہا۔ ایک دن جب میں پانی پلا کر شام کو گھر گئی تو ایک شخص آیا اس نے پانی پیا اور مجھ سے پوچھا کیا بچے دل سے علیؑ سے محبت رکھتی ہے؟

میں نے کہا۔ اگر دل چیر کر دکھانے کی چیز ہوتا تو میں تجھے دکھاتی میرے دل میں علیؑ کے سوا کسی کی محبت پیدا ہی نہیں ہوئی۔ اس نے دعا مانگی اور کہا۔ بارالہا اگر یہ عورت اپنے دعویٰ میں سچی ہے تو اسے بینا کر دے۔ میں اسی وقت بینا ہو گئی وہ شخص میرے سامنے کھڑا تھا۔ میں نے پوچھا آپ کون ہیں؟ اس نے کہا میں خضر ہوں اور شیعہ علیؑ ہوں۔







# حیرت انگیز معجزات

## ۱۔ جنت کی سیر:

ہمارے جناب سلمان فارسیؓ سے مروی ہے کہ ایک دن میں نے حضرت علیؓ کی خدمت میں عرض کیا۔ قید آج دل بڑا اداس ہے کوئی ایسا معجزہ دکھائیے کہ پریشانی جاتی رہے۔ آپ اندر تشریف لے گئے۔ کچھ دیر کے بعد باہر آئے تو آپ نے سفید قبا اور سفید ٹوپی پہن رکھی تھی۔ آپ مشکلی گھوڑے پر سوار ہوئے۔ قنبر سے فرمایا سلمان کو بھی مشکلی گھوڑا لاکر دے۔

قنبر نے عرض کیا۔ قید کہاں سے لاکر دوں گھوڑا تو یہی ایک ہے؟  
آپ نے فرمایا:

ذرا جا کر دیکھ تو سہی جہاں سے یہ گھوڑا لایا ہے وہاں اس جیسا دوسرا گھوڑا موجود ہے۔ ساز و براق سے آراستہ ہے صرف کھول کر لاتا ہوگا۔

قنبر واپس گیا۔ گھوڑا کھول کر لایا حیرت سے اس کا منہ کھلا ہوا تھا۔ کہتے لگا۔ بہت کوشش کی ہے مگر ابھی تک پہلے کچھ نہیں پڑا۔ ایک وقت دیکھو تو قافے میں اور دوسرے وقت دیکھو تو شاہانہ ہٹھاٹھا باٹھ ہے۔ خدا معلوم قافوں کے وقت شاہی کہاں جاتی ہے اور شاہی میں قافے کیسے گھس آتے ہیں۔

آپ نے مسکرا کے فرمایا:

بس یہی سوچتا رہا کہ اس سے آگے کچھ نہ سوچنا۔ کہیں آخرت نہ گنوا بیٹھے۔ پھر مجھے فرمایا۔ سلمان سوار ہو جا۔ میں سوار ہو گیا۔ آپ نے گھوڑوں کو اشارہ کیا۔ گھوڑے ہوا میں بلند ہو گئے۔ بنیر پروں کے پرواز کرنے لگے۔ مجھے ایسے معلوم ہوا جیسے ہم عرش کے نیچے پہنچ گئے ہیں۔ ملائکہ کی صدائے تسبیح صاف سنائی دے رہی تھی پھر آپ نے اشارہ کیا گھوڑوں نے اتنا شور مچا دیا۔ ہم موزن سمندر کے ساحل پر اتنے سمندر کی موجیں آسمان سے باتیں کر رہی تھیں۔ آپ نے اشارہ کیا۔ سمندر اطاعت شعار بچے کی طرح یوں خاموش اور ساکن ہو گیا۔

جیسے اس میں حرکت کا نام نہ تھا۔

خود آگے بڑھے مجھے فرمایا آجائیں پیچھے چلا۔ سطح سمندر پر چلتے ہوئے ایسے محسوس ہوا جیسے فرش پر چل رہے ہیں۔ نہ ہمارے پاؤں پیچھے اور نہ گھوڑوں کے سم گھوڑے آزاد ہو کر ہمارے پیچھے انتہائی سکون سے چل رہے تھے۔ ہم ایک جزیرہ میں آئے۔ اس جزیرہ میں بکثرت اشجار و سبزی تھیں۔ درختوں پر رنگارنگ پھل تھے ایک ایک درخت پر کئی کئی قسم کے میوے تھے۔ عجیب و غریب قسم کے پرندے حیرت انگیز نغمے گارہے تھے انہی درختوں میں ایک بہت بڑا درخت تھا۔ جس کی ٹہنیاں حدنگاہ تک جاتی تھیں۔ آپ نے اشارہ فرمایا ایک بہت بڑی طویل و عریض ناقہ سامنے آگئی۔

آپ نے فرمایا:

سلمان ناقہ کا دودھ پی لے۔ میں آگے بڑھا۔ دودھ پیا۔ یہ دودھ مکھن سے زیادہ نفیس اور شہد سے زیادہ شیرین تھا۔

آپ نے فرمایا:

سلمان کچھ گجائش رکھنا۔ یہ عمدہ دودھ ہے۔ عمدہ ترابھی باقی ہے۔ پھر آپ نے آواز دی۔ اے حسناء باہر نکل۔ پہلی ناقہ سے بڑی ناقہ باہر آئی۔ میں تو اسے دیکھ کر حیران ہوتا رہا۔ اس ناقہ کا سر یا قوت کی طرح سبز تھا۔ سینہ غیر شہد کی مانند درخشاں تھا۔ اس کی ٹانگیں سبز زبرجد جیسی تھیں۔ ہمارا قوت درو سے تھی۔ دائیں جانب سونے کی طرح تھی۔ بائیں جانب چاندی کی طرح چمکدار تھی۔ بال ابدار موتیوں کی مانند براق تھے۔

آپ نے فرمایا:

سلمان اس کا دودھ پی لے۔ میں آگے بڑھا۔ اس کے تھنوں کو ہاتھ لگا۔ دودھ نکالا تو ایسے معلوم ہوا جیسے شہد نکل رہا ہو۔ سیر ہونے کے بعد میں پیچھے ہٹا۔

آپ نے فرمایا:

بس اب جا۔

میری آنکھوں کے سامنے ناقہ یوں غائب ہوئی جیسے وہاں تھا ہی کچھ نہیں۔

میں نے عرض کیا۔ قبلہ یہ ناقہ کس کی ہیں؟

آپ نے فرمایا:

سلمان ہمارے شیعوں کے علاوہ کس کی ہو سکتی ہیں۔

ہم آگے بڑھے۔ ایک اور بہت بڑا درخت تھا۔ اس پر ایک انتہائی خوبصورت پرندہ بیٹھا تھا۔ وہ پر پر پھڑپھڑا کر ہمارے قریب آیا۔

## حیرت انگیز معجزات

وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ

وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ

اسلام علیک یا امیر المؤمنین کہہ کر آپ کو سلام کیا اور واپس اپنی جگہ پر چلا گیا  
میں نے عرض کیا۔ قبلہ پہ پرندہ کیسا ہے؟  
آپ نے فرمایا:  
یہ ملک ہے جو اس علاقہ کا محافظ ہے۔

اس جزیرہ کے بعد آپ مجھے دوسرے جزیرہ میں لے گئے۔ اس جزیرہ میں بڑے بڑے مہلات تھے۔ سبزہ  
تھا۔ کشادہ سڑکیں تھیں۔ جگہ جگہ پارک بنے ہوئے تھے۔ ہر مکان کی ایک اینٹ سونے کی اور ایک چاندی کی تھی۔  
زرد عقیق کے لنگڑے تھے۔ ہر ستون کے ساتھ ملائکہ کی ایک قطار تھی۔ ہر قطار میں ستر ملائکہ تھے۔ جو نبی انہوں نے  
ہمیں دیکھا دوڑ کر آئے حضرت علیؑ کو سلام کیا اور واپس اپنی جگہ پر جا کر کھڑے ہو گئے۔  
آپ ایک محل میں داخل ہوئے ایسے معلوم ہوتا تھا جیسے یہ مستقل بستی ہو۔ آرام و آسائش اور لطیف نظر و جذب  
دل کا ہر سامان موجود تھا۔

میں نے عرض کیا۔ قبلہ ہم کتنا چلیں ہوں گے؟  
آپ نے فرمایا:

اس وقت تک تو کہ ارض کے گرد دس پکر لگا چکا ہے۔ حیرت سے میرے دیدے پھیل گئے۔ اور عرض  
کیا قبلہ دس پکر؟

آپ نے فرمایا:

قرآن میں تو نے پڑھا ہے کہ سکندر ذوالقمرین کرہ ارض کے مشرق کے نقطہ آغاز سے مغرب کے آخری نقطہ  
تک پہنچ گیا تھا۔

میں نے عرض کیا۔ قبلہ پڑھا ہے

آپ نے فرمایا:

سکندر سے میرا علم زیادہ ہے کیونکہ مجھے خانم الانبیاءؑ نے اپنا تمام وہ علم عنایت کیا ہے جو انہیں اللہ کی  
کرامت سے عنایت ہوا تھا۔

کیا اللہ نے یہ وعدہ نہیں کیا کہ میں اپنا مخفی خزانہ غیب اپنے نبی مرقیٰ کو دے سکنا ہوں؟  
میں نے عرض کیا۔ قبلہ قرآن میں موجود ہے۔

آپ نے فرمایا:

تیرا کیا خیال محمدؐ اللہ کا نبی مرقیٰ تھا یا نہیں؟

میں نے عرض کیا۔ قبلہ اگر انھیں نبی مرقیٰ نہ ہوں تو پھر تو نبی مرقیٰ کا کوئی مصداق ہی نہ ہو گا۔

آپ نے فرمایا:  
اگر اللہ اپنا غیب اپنے نبی مرثیٰ کو دیتا ہے اور محمد اللہ کے نبی مرثیٰ تھے تو پھر محمد غیب خدا کے عالم تھے؟

میں نے عرض کیا۔ قبلہ یقیناً تھے۔

آپ نے فرمایا:  
اگر وہ غیب کے مخزن تھے تو پھر اس غیب کا دروازہ میں ہوں یا نہیں؟ کیونکہ خود انہوں نے فرمایا ہے  
انا مدینۃ العلم وعلی بابہا۔

میں نے عرض کیا۔ قبلہ آپ یقیناً علم نبی کے در ہیں۔

آپ نے فرمایا:  
آصف ابن برخیا نے تخت بلقیس سب سے طرفۃ العین میں منگوایا تھا؟  
میں نے عرض کیا۔ قبلہ منگوایا تھا۔

آپ نے فرمایا:

ازروئے قرآن تخت علم ہی کے ذریعہ منگوایا گیا تھا کیونکہ قرآن نے آصف کو عالم من الکتاب بتایا ہے؟  
میں نے عرض کیا۔ قبلہ یقیناً علم سے نسبت ہے۔

آپ نے فرمایا:

ازروئے قرآن آصف صرف ایک کتاب کا معمولی علم جانتا تھا ناں۔ کیونکہ۔ آیت میں لفظ من جزئیت کے لیے ہے۔

میں نے عرض کیا۔ ہاں قبلہ ازروئے آیت آصف کے پاس صرف ایک کتاب کے علم کا کچھ حصہ تھا۔

آپ نے فرمایا:

میرے پاس آدم سے لے کر خاتم تک آنے والے ایک سو چوبیس صف اور کتب کا علم ہے۔

اگر آصف ایک کتاب کے معمولی سے علم کی بدولت ملک سب سے تخت بلقیس طرفۃ العین میں منگواسکتا ہے۔ تو کیا ایک سو چوبیس کتاب کا عالم کامل چند لمحات میں دنیا کے گرد دس چکر بھی نہیں لگا سکتا۔ پھر فرمایا۔

سلمان یہ نصیب ہے وہ شخص جو ہماری ولایت سے ناواقف ہے۔ اور ہمارے علوم و کمالات میں شک کرتا ہے۔ اللہ نے اپنی کتاب میں متعدد مقامات پر ہمارے حقوق کو صراحت سے بتا دیا ہے۔

## ۲۔ جہنم کا معائنہ:

بحار میں اصبع سے مروی ہے کہ ایک دن میں حضرت علیؑ کے ساتھ تھا کہ آپ کے پاس چند اصحاب آئے جن میں ابو موسیٰ اشعریؓ، ابن مسعودؓ، انس ابن مالکؓ، ابوہریرہؓ، مغیرہ ابن شعبہؓ اور حذیفہؓ بھائی بھی تھے آئے اور کہا۔ یا علیؑ آنحضرتؐ کے بعد مدت گزر گئی ہے۔ کوئی معجزہ نہیں دیکھا۔ آج دل بہت چاہتا ہے کہ آپ کوئی معجزہ دکھائیں۔

آپؐ نے فرمایا: دیکھو اپنے کو کیوں آزمائش میں ڈالتے ہو۔ اور ایسی چیز کیوں دیکھنے کی خواہش کرتے ہو جو تمہارے دل قبول نہیں کرتے۔ یقین رکھو! اللہ نے تم کو کھار کھی ہے کہ وہ اس وقت تک کسی کو معذب نہیں کریگا جب تک اس پر اتمام حجت نہیں ہو جائے گا۔ میں جب کوئی نبی بھیجتا ہوں تو اسے ناقابلِ تردید دلائل دیکر بھیجتا ہوں۔ جو لوگ وہ دلائل دیکھ کر محمدؐ پر اور میرے رسولؐ پر ایمان لے آتے ہیں۔ وہ فلاح یافتہ ہیں اور جو لوگ دلائل کے مشاہدہ کے بعد بھی انکار پر ڈٹے رہتے ہیں وہ ناقابلِ معافی ہیں۔

ان لوگوں نے عرض کیا۔ اے امیر المومنین! ہم اللہ اور اس کے رسولؐ پر کامل ایمان رکھتے ہیں۔ آپؐ ہمیں ضرور معجزہ دکھائیں۔

آپؐ نے دست دعا بلند کئے اور عرض کیا۔ بار الہا جو کچھ یہ کہہ رہے ہیں تو گواہ رہنا۔ ویسے تو یہ بھی جانتا ہے اور تبرے عنایت کردہ علم کی بنیاد پر مجھے بھی معلوم ہے کہ انکا ظاہر باطن سے مختلف ہے۔

پھر فرمایا: اللہ کا نام لے کر اٹھو۔ ہم اٹھے۔ آپؐ ہمیں بیرون کو فہ لے آئے عراق کا ہر باشندہ جانتا ہے کہ صحرائے عراق پانی سے خالی ہے۔ آپؐ نے ہمیں فرمایا۔ ذرا اپنے سامنے دیکھو۔ ہم نے جو بھی دیکھا۔ ہمارے سامنے باغات تھے۔ محلات تھے چٹخے تھے۔ درخت تھے۔ چھپا لے پرندے تھے۔ پانی کی نہریں تھیں۔ جوہریں تھیں اور غلّان تھے جو تہی حوروں اور غلاموں نے ہمیں دیکھا۔ ڈر کر آئے اور حضرت علیؑ کو سلام کر کے عرض کرنے لگے قبلہ آج ذرا دیر سے تشریف لائے ہیں۔ خبریت تو تھی؟

آپؐ نے فرمایا:

کچھ مسائل میں مصروف تھا۔ کچھ ساتھیوں نے الجھا دیا تھا۔

ہم سب دیکھ دیکھ حیران ہو رہے تھے کہ بیرون کو فہ تو کچھ بھی نہیں یہ سب کچھ کہاں سے آگیا اور کیسے آگیا پھر آپؐ نے زمین پر پاؤں سے ٹھوک ماری زمین شکاف ہو گئی۔ ہمیں ایسے معلوم ہوا جیسے ہم زیر زمین چلے گئے ہیں۔ وہاں بھی ایک خوبصورت ترین باغ تھا۔ محلات تھے۔ نردوار درخت تھے۔ رنگارنگ پرندے تھے یاوت سرخ سے منبر رکھا تھا۔ آپؐ ہالائے منبر تشریف لے گئے۔ اور ہمیں فرمایا۔ آنکھیں بند کر لو۔ ہم نے آنکھیں بند کیں



## حیرت انگیز معجزات

ولی العصر ٹرسٹ ولی العصر ٹرسٹ ولی العصر ٹرسٹ

آپ نے حکم دیا۔

داروغہ جہنم سے کہو۔ ذرا ہمیں کچھ دکھائے۔ پھر ہمیں فرمایا۔ آنکھیں کھول دو۔ اب جو آنکھیں کھولیں تو نظارہ ہی اور تھا۔ ایک طرف جنت کے باغات اور دوسری طرف جہنم کے شعلے، مگر انان جہنم کے ہاتھ میں آگ کے سرخ کوڑے تھے پیچ و پکارت تھی۔ آہ و زاری تھی۔ دھواں ہی دھواں تھا۔ آپ نے داروغہ جہنم کو حکم دیا۔ دھوئیں کو ختم کر دے۔ ہم حیران رہ گئے۔ کہ دھوئیں کا نام و نشان تک نہ رہا۔ آگ میں جلتے ہوئے افراد دیکھے جن کے جسم سیاہ تھے۔ ملاح کوڑے بوسا رہے تھے۔ جب ہم نے غور سے دیکھا تو کچھ جانے پہچانے چہرے بھی نظر آئے حضرت علیؑ نے فرمایا۔ دیکھ لو یہ لوگ نہیں جانتے ہیں۔ اور نہ ان کو جانتے ہو۔ ان میں سے کچھ تو حضرت علیؑ کی منت و سماجت کرنے لگے۔

حضرت علیؑ نے داروغہ جہنم سے فرمایا۔ انہیں یہاں سے ہٹا دے۔ پھر آپ منبر سے نیچے اترے اور فرمایا آداب چلیں۔ میرے خیال میں اتنا ہی کافی ہے۔ ہم چند قدم ہی چلے تھے کہ مسجد کوفہ کا دروازہ آگیا۔ ہم نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا کہ ہم کہاں تھے اور کہاں آگئے۔ حضرت علیؑ نے فرمایا:

آپ لوگوں کو یہ تو معلوم ہے کہ نبی اسرائیل پر اس وقت مسخ وغیرہ کا عذاب آیا تھا۔ جب انہوں نے معجزات دیکھے کہ انکار کیا تھا؟ ہم سب نے عرض کیا قید قرآن میں صراحت سے موجود ہے۔ آپ نے مسکرا دیا اور فرمایا پھر بھی کبھی ضرورت ہو تو میرے پاس وہ سب علم ہے جو اللہ نے آنحضرتؐ کو دیا تھا اور آپ نے اپنی کمال عنایت و شفقت سے مجھے نوازا ہے۔

## ۳۔ امیر شام کی واڑھی:

بحار میں طبری سے مروی ہے کہ عظیم تمار نے روایت کی ہے کہ ایک دن حضرت علیؑ مسجد کوفہ میں تشریف فرما تھے کہ ایک نوجوان سا آیا۔ اور حضرت علیؑ سے کہنے لگا۔ آپ بھی خلیفہ رسولؐ بنتے ہوئے ہیں جب کہ آپ کے پاس نہ کچھ کھانے کو ہے نہ پینے کو۔ خلافت کا اہل تو وہ شخص ہے جس کے پاس شاہانہ ٹھاٹھ باٹھ ہے۔ مگر چل کر رہا ہے اور لوگ کھا رہے ہیں۔ حضرت علیؑ نے فرمایا:

تو نے سچ کہا ہے ہمیں خلافت کا یہی تصور دیا گیا ہے۔ رشاد تو یہ سمجھنا ہے کہ یہی حق ہے جب کہ خلافت الہی منصب ہے۔ الہی منصب دار کے لیے اللہ کی طرف سے الہی مظاہر ہونا چاہئیں۔ دولت فرعون اور غزوہ کے پاس زیادہ تھی۔ جب کہ ابراہیمؑ و موسیٰؑ دولت کے بحالہ میں تہی دست تھے علم الہی کے خزانہ کے

مالک تھے۔ اور یہی وہ خزانہ تھی جس نے ابراہیم کو آتشِ نمرود سے محفوظ رکھا اور موسیٰ کو فرعون کے جبر و ظلم سے بچایا۔ میں وفاتِ رسولؐ سے آج تک یہی کہتا چلا آ رہا ہوں کہ میں خلیفہ رسولؐ ہوں۔ میں نے کبھی نہیں کہا کہ میں فرعون و نمرود کا خلیفہ ہوں۔ میرا رسولؐ دولت کے اعتبار سے نادر تھا۔ نادار بایں معنی تھا کہ اس کے پاس جو کچھ آتا تھا وہ مستحقین کو دے دیتا تھا۔ اس نے محل کی فکر کبھی نہیں کی تھی۔ محل کے لیے کبھی آج بچا کر نہ رکھا تھا۔ لیکن دوسری طرف اگر اس نے چاہا تو چاند کے ٹکڑے کر دیئے اگر اس نے چاہا درخت سے کلمہ پڑھوا لیا۔ خلیفہ رسولؐ کو ان کاموں میں خلیفہ ہونا چاہیئے جو کام وہ کرتے تھے۔

خلیفہ رسولؐ کا حق ہے جب چاہے بارش برسا دے۔ خلیفہ رسولؐ جب چاہے مرنے زندہ کر دے۔ خلیفہ رسولؐ ہر وہ کام کر سکے جس سے دوسرے لوگ قاصر اور عاجز ہوں۔ تمہیں معلوم ہے کہ اس اعتبار سے میں ہی آیت الہیہ۔ اللہ کا کلمہ نامہ۔ اور حجتِ خدا ہوں۔

اگر میں چاہوں تو کوفہ میں بیٹھ کر معاویہ کی ہڈیاں پس ڈالوں۔

اگر میں چاہوں تو معاویہ کے نیچے سے زمین کھینچ لوں۔

اگر میں چاہوں تو معاویہ کو زمین میں اس طرح دھنسا دوں کہ اس کا نام و نشان تک نہ رہے۔ لیکن تمہیں معلوم نہیں ہے کہ جاہل کا برداشت کرنا بھی اولیائے خدا کے لیے صدقہ ہے۔ تم لوگ جانتے ہوئے آپس میں باتیں کرتے ہو تو کہتے ہو۔ جب علیؑ یہ سب کچھ کر سکتا ہے تو پھر معاویہؓ سے جنگ میں لوگوں کو کیوں لے جاتا ہے؟ یہ صرف تمہارے لیے اللہ کا امتحان ہے۔ میں جو کچھ چاہوں کر سکتا ہوں۔ اللہ یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ تم جہاد میں کہاں تک آگے بڑھ سکتے ہو۔ اللہ تمہیں آزمانا چاہتا ہے کہ کیا تم کفار سے جہاد کر سکتے ہو؟

کیا تم منافقین کو پہچان کر ان سے لڑ سکتے ہو؟

کیا تم بیعت توڑنے والوں کو پہچان کر ان سے جہاد کر سکتے ہو؟ اور

کیا تم بغاوت کرنے والوں کو پہچان کر ان کے خلاف صف ارا ہو سکتے ہو؟

اگر معاملہ صرف مجھ تک محدود ہوتا تو بخدا اگر میں اپنا یہ مختصر سا ہاتھ تمہاری اسی وسیع و عریض زمین میں بڑھا دوں تو معاویہ کے سینہ پر جا پڑے اسے منیر پر پیٹھنا نصیب ہو۔ منبر سے گر کر بیہوش ہو جائے۔ اور جب میرا ہاتھ واپس تمہارے سامنے آئے تو اس میں معاویہ کی داڑھی اور مونچھوں کے بال ہوں۔ اور لوہہ کچھ میرے ہاتھ میں معاویہ ہی کی داڑھی اور مونچھوں کے کچھ بال ہیں۔ پھر فرمایا جو آج کا دن۔ اور وقت نوٹ کر لو۔ شام جا کر بڑھ کر لینا۔ کہ کیا جب میں نے ہاتھ فضا میں لہرایا تھا اور تمہیں دکھانے کی خاطر معاویہ کی طرف بڑھایا تھا۔ معاویہ کے سینہ میں ہاتھ

## حیرت انگیز معجزات

لگا تھا یا نہیں؟ معاویہ منبر سے فرش پر گر کر بیہوش ہوئے تھے یا نہیں؟ اور معاویہ کی دائرہ سی اور مونچھوں سے بال اکھڑے تھے یا نہیں؟

یہ دیکھ کر سب لوگ حیران رہ گئے۔ فرستادہ معاویہ تو مبہوت ہو گیا۔ اس نے کہا۔ حضور! میں جا کر پتہ کروں گا۔ اگر یہ درست ہوا تو میں مان جاؤں گا کہ آپ ہی امام حق اور علیہ رسول ہیں۔

آپ نے فرمایا:

تیرے ماننے یا نہ ماننے سے مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ویسے جا کر پتہ بھی کر لیتا اور دو تین دن کے بعد یہاں بھی تجھے اطلاع مل جائے گی کہ آج کے دن دربار شام میں یہ حادثہ ہوا تھا۔

وہاں وہ ابھی تک تو معاویہ کو ہوش میں لانے کی کوشش کر رہے ہیں جب وہ ہوش میں آجائیں گے تو پھر تیری طرح کے ایک دو جاسوس اور بھی بھیجیں گے جو کوفہ میں آکر معلوم کریں گے کہ آج کے دن کوفہ میں کیا ہوا تھا اور علی نے کیا کہا تھا۔

## ۴۔ کن فیکون:

سرکارِ نعمۃ اللہ جزاؤں نے اپنی بعض تصنیفات میں جناب سلمان فارسی سے روایت کی ہے کہ ایک دن جناب خولہ بنت جعفر نے عرض کیا۔

یا علی! آپ کو تو معلوم ہے کہ میں نے وقت ولادت سے پیشگوئی کی تھی کہ میں آپ کی زود بہنوں گی۔ اور آپ سے میرا بچہ ہوگا۔

پھر آپ نے بھی میری پیشگوئی کی تصدیق فرمادی تھی۔ لیکن تا حال میں بچہ سے محروم ہوں۔

آپ نے فرمایا: خولہ اتنی جلدی کیوں ہے؟

خولہ نے عرض کیا۔ قبلہ شادی کے بعد ہجرت کی پہلی اور آخری خواہش ماں بننے کی ہوتی ہے اور میں بھی

ایک عورت ہی ہوں۔

آپ نے فرمایا: اچھا تو پھر اپنا دایاں ہاتھ آگے بڑھا۔

جناب خولہ نے دایاں ہاتھ آگے بڑھایا۔ آپ نے اپنا ہاتھ جناب خولہ کے دائیں ہاتھ پر رکھ کر فرمایا۔ اعلیٰ محمد! محمد سے حاملہ ہو جا۔ جناب خولہ اسی وقت حاملہ ہو گئی۔ پھر فرمایا۔ خولہ صنّیٰ محمد! محمد جن دسے اور محمد حنیفہ پیدا ہو گئے۔



# حضرت علیؑ کی جسمانی طاقت

## ۱۔ حیدر:

بھار میں عمر ابن خطاب سے مروی ہے کہ حضرت علیؑ ابھی چند دنوں کے بچے تھے۔ گھوڑے میں سو رہے تھے۔ فاطمہ بنت اسد کسی کام سے دوسرے گھر میں گئیں۔ جب واپس آئیں تو دور سے گھوڑے سے لٹکا ہوا سانپ دیکھ کر گھبرا گئیں اور دوڑ کر گھوڑہ کے قریب آئیں تو حیرت کے مارے ان کا منہ کھل گیا۔ دیکھا کہ اڑدہا بے جان ہو چکا ہے۔ اڑدہا کا سر علیؑ کی مٹھی میں ہے۔ اور بچے کی انگلیاں اڑدہا کے سر میں پیوست ہو چکی ہیں۔

جناب فاطمہؑ نے وہیں کھڑے ہو کر تمام جی ہاشم کو بلایا۔ جب ہاشمی مرد اور خواتین سب جمع ہو گئے تو بی بی نے کہا ذرا آکر میرے لال کی ہمت و شجاعت تو دیکھو۔ کہ گھوڑے میں کیا کر دیا ہے۔ سب نے وہی کچھ دیکھا جو ماں نے دیکھا تھا۔ پھر بی بی آگے بڑھیں۔ بچے کی انگلیاں سانپ کے سر سے نکالیں۔ اڑدہا کو دور پھینکا اور حضرت علیؑ کو گود میں لے کر بوسہ بھی دیا اور فرمایا۔

کانک حیدرہ۔ بیٹے تو توحید ہے۔

## ۲۔ کشتی:

ایک دن جناب ابوطالبؑ نے دل میں خیال کیا کہ جب علیؑ وصی بنی ہے اور آسمانی پیشگوئوں کے مطابق آخری نبی کو کفار سے جنگ کرنا ہوگی۔ اور یہ جنگ وصی بنی کے ذریعہ فتح ہوگی۔ کیوں نہ اچھی سے علیؑ کا تعارف کرانا شروع کروں۔ تاکہ اچھی سے قوت و طاقت علیؑ کی دھاک پیٹھ جائے چنانچہ جناب ابوطالبؑ ایک دن رسم عرب کے مطابق حضرت علیؑ جب چند برس کے کسں بچے تھے اکھاڑا میں لے گئے اور انکے ہم سنوں سے کشتی لڑنے کو کہا۔

حضرت علیؑ نے عرض کیا۔ ابا جان! میں آپ کے حکم سے سرتابی تو نہیں کر سکتا ویسے اگر آپ میری

کشتی دیکھنا چاہتے ہیں تو اس مجمع میں موجود جو زیادہ طاقتور ہو آپ اسے میرے ساتھ کشتی ٹرنے کو کہیں جناب ابو طالب نے مکمل منہ چوم کر فرمایا: بیٹے تجھے میں جانتا ہوں۔ تیرا خالق جانتا ہے اور جس کا تو نائب بن کر آیا ہے وہ جانتا ہے۔ اور تو تجھے کوئی نہیں جانتا کہ تو کون ہے۔ تیرے تعارف ہی کی خاطر تو میں تجھے یہاں لایا ہوں۔ ابتداء میں کوئی بھی بڑا تجھ سے آمادہ نہیں ہوگا تو ایسا کر اپنے ہم سنوں کو چت کرنا شروع کر دے۔ آہستہ آہستہ بڑے بڑے تیرے مقابلہ میں آتے چلے جائیں گے۔

حضرت علیؑ نے عرض کیا۔ اباجان! پھر یہ سب کچھ آج ہی ہو جانا چاہیے۔ اور روز روز میں یہاں نہیں آسکوں گا کیونکہ میری منزل یہ اکھاڑا نہیں ہے۔

جناب ابو طالب نے فرمایا:

بیٹے ٹھیک ہے آج ہی میں یہ فیصلہ کر دوں گا۔

ایک ہم سن سے کشتی مہوئی دو منٹ میں چت ہو گیا۔ دوسرے سے جو کچھ بڑا تھا کشتی مہوئی وہ بھی چت ہو گیا۔ ایک یہ سلسلہ بڑھتا چلا گیا۔ اور لوگ ایک طرف حیران و ششدر رہتے گئے اور دوسری طرف مرعوب بھی ہوتے گئے۔ آخر میں اس وقت مکہ کے معروف پہلوان آپ کے مقابلہ میں آیا اور آپ نے اسے چت کر کے عرض کیا۔

اباجان! ذرا دیکھئے میرے کپڑوں پر کہیں مٹی تو نہیں لگی؟

جناب ابو طالب نے بڑھ کر آپ کا منہ چوم لیا۔ اور فرمایا۔ بیٹے میرا مقصد پورا ہو گیا ہے اب ان لوگوں میں سے کبھی بھی کوئی تیرے سامنے نہیں آئے گا اور آج کے بعد ہر گھر میں تیری ہی طاقت و شجاعت کے قصے ہوں گے۔

جنہوں نے آج تجھے دیکھ لیا ہے یا جو تیرے مقابلہ میں آپکے ہیں ان میں سے تو خیر ویسے بھی تیرے مقابلہ میں کوئی نہیں آئے گا۔ ان کے علاوہ بھی جو ماٹوں کی گود میں ہیں یا جو سن لیس گے آئندہ بھی کوئی تیرے مقابلہ میں آنے کی جرأت نہیں کرے گا۔ بیٹے تیرے مولا و آقا کے آئندہ دشمن کے لیے یہ ضروری تھا کہ ان لوگوں کے دل میں تیرا عجب ہو اس دن کے بعد ابو جہل لوگوں کو بتایا کرتا تھا۔

خبر دار علیؑ کے مقابلہ میں آنے کی جرأت نہ کرنا۔ میں نے آج علیؑ کا انداز اور اس کی طاقت دیکھ لی ہے جب اس گھسی میں اس نے اپنی عمر سے دس گنا بڑے طاقتوروں کو بچھا دیا ہے۔ تو پھر اس کی جوانی میں کون اس کا مقابلہ کرے گا۔

۳۔ مختصر پریشان:

ایک مرتبہ ایک بڑی چٹان آپ نے اٹھائی۔ چٹان ایسی تھی جسے دس طاقتور آدمی مل کر بھی اٹھا سکتے



حضرت علیؑ کی جہانی طاقت

والی العصر ثرث والی العصر ثرث والی العصر ثرث

تھے۔ اسے راستہ پر لانے اور انگلی سے اس پتھر پر ہاتھ میں علی ابن ابی طالب کھجا جو کندہ ہو گیا۔ ایک بہادر کو ایک بغل میں دوسرے کو دوسری بغل میں اور تیسرے کو پاؤں میں رکھ کر چکر دیتے تھے۔ مسجد کوفہ میں ایک ستون مسجد پر جو پتھر سے تھا۔ پنجرہ مارا تھا جو اس پر پنجرہ کا نشان پڑ گیا تھا اور کئی صدیوں تک وہ پتھر مسجد میں رہا لوگ اسے دیکھتے رہے۔

سکریت اور موصل میں کئی صدیوں تک وہ پتھر زیارت گاہ عوام و خواص بنے رہے جن پر آپ کے پنجرہ کے نشان تھے۔ کوہ ثور میں ایک پتھر پر آپ نے تلوار ماری تو پتھر میں تلوار کا انتہائی گہرا گھاؤ پڑ گیا۔ جو کئی صدیوں تک رہا۔

ایک پہاڑ پر دوران قیام آپ نے پتھر میں نیزہ مارا پتھر میں سوراخ ہو گیا۔

## ۴۔ لوہے کا طوق :

بحار میں ابو سعید خدری۔ جابر انصاری اور ابن عباس سے مروی ہے کہ حکومت ابوبکرؓ میں خالد ابن ولید جب حضرت ابوبکرؓ کو زکوٰۃ نہ دینے والوں کو قتل کر کے واپس مدینہ پہنچا تو حضرت علیؑ بیرون مدینہ اپنی اراضی میں تھے خالدؓ نے حضرت علیؑ کو دیکھا تو دل میں خیال کیا کہ۔ آج میرے ساتھ فوج بھی ہے اور لشکر بھی کافی ہے علیؑ تنہا مل گیا ہے کیوں نہ اس سے دو ہاتھ کر لوں۔ پھر ایسا موقع نہ ملے گا۔

خالد ابھی یہ خیال کر رہی رہا تھا کہ۔ حضرت علیؑ جس کام میں مصروف تھے انہوں نے وہ چھوڑ دیا اور خالد کی طرف بڑھے۔ گھوڑے ہی پر اس کے گریبان میں ہاتھ ڈالا اور کھینچتے ہوئے قریب ہی حارث ابن کلاہ کی چکی تک لے گئے۔ خالد یوں سہما ہوا تھا کہ جیسے اس میں ہاتھ پلانے کی سکت ہی نہیں ہے۔ آپ نے خالد کو گھوڑے سے نیچے بیٹھ دیا۔ پھر کھینچ کر چکی کے قریب گئے۔ چکی سے وہ کیل نکالی۔ جس پر چکی گھومتی ہے وہ لوہے کی تھی۔ اسے خالد کے گلے میں ڈال کر اس طرح رنگ بنا دیا جیسے تاکہ ہو پھر چھوڑ دیا۔ تمام فوج خالد کے پیچھے تھی کسی میں بھی یہ ہمت نہ تھی کہ وہ حضرت علیؑ کو ایسا کرنے سے روکتا۔ خالد گلے میں طوق ڈالے داخل مدینہ ہوا۔ ابوبکرؓ کے پاس آیا اور اہمیں تمام ماجرا سنایا۔ ابوبکرؓ نے لوہاروں کو بلایا اور ان سے کہا کہ خالد کے گلے سے یہ طوق نکالو۔ تمام لوہاروں نے کوشش کی مگر وہ طوق نہ نکلا۔ بالآخر انہوں نے کہا جب تک اسے آگ سے گرم نہیں کیا جائے گا اس وقت تک نہیں نکلے گا۔ کئی دن تک وہ طوق خالد کے گلے میں پڑا رہا۔ جو بھی دیکھتا ہنسنے بغیر نہ رہ سکتا تھا۔

حضرت علیؑ اپنی اراضی سے واپس تشریف لائے تو ابوبکرؓ خالد کو لے کر آپ کے پاس آئے اور خالد کی سفارش کی حضرت علیؑ نے فرمایا۔ جب اس شخص نے مجھے تنہا دیکھا اور اپنے ارد گرد اسلحہ اور اسلحہ

برداروں کی کثرت دیکھی تو یہ اپنے آپ میں نہ رہا اور دل میں سوچنے لگا کہ آج موقع ہے علی کو ختم کر دوں اس نے دل میں سوچا اور میں نے اس کے عمل سے قبل اسے سبق سکھا دیا۔ اب ممکن ہے یہ لوہا مجھ سے بھی نہ نکل سکے۔

حضرت ابو بکرؓ اور عتھے افراد ساتھ تھے سب اٹھے آپ کے قدموں پر گر گئے۔ اور کہنے لگے آپ کو مزار رسولؐ کا واسطہ آپ اسے معاف کر دیں۔ اگر چند روز پہلے لوہا آپ کے ہاتھوں میں موم ہو گیا تھا تو آج بھی لوہا موم ہو سکتا ہے۔ نہ آپ بدلے میں نہ آپ کے ہاتھ اور نہ لوہا۔

جب انہوں نے مزار رسولؐ کا واسطہ دیا۔ تو آپ کی آنکھوں سے آنسو بہ نکلے اور خالد کے گلے سے طوق اتار دیا۔

## ۵۔ باب خیر:

تاریخ بلاذری۔ تذکرۃ الخواص۔ مطالب السؤل۔ بحار مناقب شہر آشوب۔ روض الجنان۔ اور خراج کی مختلف روایات کا خلاصہ یوں ہے۔

جب نبیؐ کو یمن فتح خیر کی خاطر خیر کے قریب پہنچ گئے۔ یہود خیر نے اپنے تحفظ کی خاطر متعذد قلعے بنائے ہوئے تھے وہ ان میں قلعہ بند ہو گئے۔ سب سے مضبوط اور محفوظ ترین قلعہ کا نام قنوص تھا۔ اسی قلعہ میں مرحب رہتا تھا۔

قدرت نے حضرت علیؑ کو آشوب خیم میں مبتلا کر دیا تھا۔ شاید ذات احدیت کا مقصد یہ ہو کہ علیؑ کے علاوہ دیگر مسلمان بہادر بھی اپنی شجاعت دیکھ لیں۔ اور دوسرے لوگ جو موجود ہیں وہ بھی بڑے بڑے پغدار یوں کی شجاعت دیکھ لیں۔

چنانچہ پہلے دن ابو بکرؓ علم اسلام لے کر گئے۔ ان کے ساتھ آٹھ ہزار سات سو کا شک تھا۔ مرحب نے قلعہ سے باہر نکلے بغیر ہی لٹکارا یہودیوں نے حملہ کر دیا۔ ابو بکرؓ مع لشکر کے واپس آ گئے۔

دوسرے دن عمرؓ لا ر شکر بن کر گئے۔ لشکر وہی تھا۔ وہ بھی واپس آ گئے۔ ابو بکرؓ و عمرؓ سپاہیوں کا شکوہ کرتے تھے کہ یہ جاگ جاتے ہیں اور سپاہی کہتے تھے کہ اگر سالار کے قدم جھے ہوں تو سپاہی کہاں بھاگتے ہیں پہلے سالار کے قدم اکھڑتے ہیں پھر ہم کیسے ثابت قدم رہ سکتے ہیں

اس دن آنحضرتؐ نے فرمایا۔ کل میں علم ایسے شخص کو دوں گا جو اللہ اور رسولؐ کا محب بھی ہوگا اور محبوب بھی ہوگا۔ رات کو کافی صحابہ اس خواہش میں کر وٹیں بیٹے رہے کہ کل کاش علم مجھے مل جاتا۔

جب سورج نکلا آنحضرتؐ علم ہاتھ میں لے کر خیمہ سے باہر آئے۔ اور پوچھا۔ علی کہاں ہے؟

صحابہ نے عرض کیا۔ قبہ علیؑ تو آشوب چشم میں مبتلا ہے۔

آپؑ نے فرمایا: اسے بلا لاؤ۔

حضرت علیؑ کو بلا کر لایا گیا۔ آنحضورؐ نے علیؑ کا سر اپنے زانوں پر رکھا اور چشم علیؑ پر لعاب رسالت لگا کر دُعا مانگی۔ بار اہلما۔ علیؑ کو گرمی و سردی سے محفوظ رکھ۔ حضرت علیؑ فرمایا کرتے تھے دعائے رسولؐ کے بعد مجھے نہ کبھی گرمی محسوس ہوتی تھی اور نہ سردی۔

حضرت علیؑ نے آنکھیں کھول دیں۔ آنحضورؐ نے علم حضرت علیؑ کو دیا اور فرمایا۔ یہودی خیر کے سامنے تین باتیں کرنا جو بھی قبول کر لیں ہمیں قبول ہوگا۔

۱۔ انہیں کہنا اسلام قبول کر لو۔ اگر قبول نہ کریں تو کہنا۔

۲۔ جزیہ قبول کر لو۔ اگر یہ بھی نہ مانیں تو

۳۔ جنگ کرنا۔ حضرت علیؑ علم نے کپٹے۔ یہودیوں نے ہر بات ماننے سے انکار کر دیا۔ اور جنگ پر آمادہ ہو گئے۔

حضرت علیؑ نے علم لیا۔ وہی فوج ملی جو پہلے دو دن بھاگ کر آئی ہوئی تھی۔ وہی آٹھ ہزار سات تعداد تھی آپؑ آگے بڑھے۔ حسب عادت مرحب نے قلعہ میں کھڑے ہو کر لکھا کہ یہودیوں نے حملہ کر دیا۔ حضرت علیؑ آگے بڑھتے گئے۔ پہلے دوسرے قلعوں کو فتح کیا۔ جب قلعہ قموں پر چڑھ گیا۔ اور تمام شکست خوردہ یہودی خفیہ راستہ سے قلعہ قموں میں چلے گئے۔

مرحب نکل کر قلعہ سے باہر آیا۔ مقابلہ ہوا۔ حضرت علیؑ نے مرحب کے سر پر تلوار سے وار کر کے اسے دو دو برابر حصوں میں تقسیم کر دیا۔ جب مرحب کا لاشہ دو حصے ہو کر گرا۔ یہودی قلعہ بند ہو گئے اور قلعہ کا دروازہ بند کر لیا۔

درخیر پتھر سے بنا ہوا تھا۔ ایک بالشت موٹائی تھی۔ پانچ بالشت چوڑا تھا۔ اور اٹھارہ فٹ اونچا تھا درمیان میں کندھی کے لیے ایک سوراخ تھا۔

مرحب کی بہن صفیہ قموں کی اسی دیوار پر بیٹھی ہوئی تھی۔ جس میں دو دروازہ تھا۔ یہودیوں نے قلعہ کے اوپر سے فوج اسلام پر تیروں کی بوچھاڑ کر دی۔ کچھ لوگ سنگ باری بھی کرتے گئے۔

قموں کے ارد گرد خندق کھودی ہوئی جس کی چوڑائی بیس فٹ تھی۔ حضرت علیؑ نے گھوڑے کو ایڑ لگائی خندق پار کر گئے۔ تمام لشکر خندق سے دوسری طرف تھا۔ تنہا علیؑ خندق پار کر کے تیروں اور پتھروں کی بارش میں ڈھال سر پر رکھے ہوئے آگے بڑھتے رہے۔ جب آپؑ در قموں پر پہنچے۔ آپؑ کے ہاتھ سے ڈھال چھوٹ کر گر گئی۔ اتنا وقت نہ تھا اور نہ ہی یہودی اتنی مہلت دے رہے تھے کہ آپؑ ڈھال اٹھا لینے۔ آپؑ نے

در قنوص کے سوراخ میں ہاتھ کی دوا انگلیاں ڈالیں۔ اس سوراخ میں گنجائش ہی اتنی تھی۔ دوا انگلیاں ڈال کر دروازہ کو ایک جھٹکا دیا۔ بعد میں صغیر بنایا کرتی تھی کہ میں اوندرھے منہ گر گئی۔ قلعہ کے اندر موجود تمام یہودی لوز گئے۔ ہم نے یہی سمجھا کہ زلزلہ آگیا ہے۔ بعد میں پتہ چلا کہ علیؑ نے در قنوص کو جھٹکا دیا ہے۔ پہلے جھٹکا سے یہودیوں نے تیر کمان پھینک دیئے۔ اور اپنی جان بچانے کی فکر میں ادھر ادھر دوڑنے لگے۔ پھر حضرت علیؑ نے دوسرا جھٹکا دیا۔ دروازہ نے دیواروں کو پھوڑ دیا تب ہی مرتبہ دروازہ حضرت علیؑ کے ہاتھ میں آگیا۔ آپ نے اسے دھال بنا لیا۔ اور یہودیوں کو قتل کرنا شروع کر دیا۔ یہودی ادھر ادھر بھاگ بھاگ کھدکھداتے گئے۔ جب سب یہودی بھاگ گئے۔ تو آپ پیچھے ہٹے۔ خندق میں کودے دروازہ کی ایک جانب خندق کے ایک کنارے پر رکھی۔ دوسری جانب کو اپنے اسی ہاتھ پر اٹھائے رکھا۔ آٹھ ہزار سات سو اسلامی سپاہی گورنے لگے۔ ابو بکر نے حیرت سے کہا۔ کمال ہے علیؑ نے دروازہ کو ایک ہاتھ سے اٹھا رکھا ہے۔ آنحضرتؐ چند قدم آگے تھے۔ آپ نے پلٹ کر فرمایا۔ ابو بکر علیؑ کا ہاتھ نہ دیکھو علیؑ کے پاؤں بھی دیکھو۔ ابو بکر کے ساتھ دیگر صحابہ بھی خندق میں جھانکنے لگے۔ جب دیکھا تو علیؑ کے پاؤں ہوا میں تھے۔ حیرت سے کہنے لگے۔ قبلہ علیؑ تو کمال کر رہا ہے۔ اتنا وزنی دروازہ ایک ہاتھ پر اٹھا رکھا ہے اور علیؑ کے پاؤں زمین پر بھی نہیں ہیں ہوا میں ہیں۔

آنحضرتؐ نے فرمایا: علیؑ کے پاؤں ہوا میں نہیں جبریل کے پردوں پر نہیں۔ جب تمام لشکر گزر گیا تو پھر آپ نے اسی دروازہ کو دھال بنا لیا اور بچے کچھے یہودیوں کا صفایا کر کے دروازہ کو ہاتھ سے دور اچھال دیا۔ صحابہ کا بیان ہے کہ دروازہ خندق سے پار جا کر گرا تھا۔ جب جنگ سے فارغ ہو گئے۔ تو ہم نے جہاں سے علیؑ نے دروازہ پھینکا تھا۔ اس جگہ سے لے کر جہاں جا کر گرا تھا فاصلہ ناپا تو چالیس ہاتھ بنا۔ ستر صحابہ نے مل کر دروازہ کو الٹنا چاہا تو ان سے الٹا نہ گیا۔



والی العصر ٹرسٹ والی العصر ٹرسٹ والی العصر ٹرسٹ

شجاعت اور ہیبت حیدریہ

والی العصر ٹرسٹ والی العصر ٹرسٹ والی العصر ٹرسٹ

# شجاعت اور ہیبت حیدریہ

## ۱۔ ضربہ علیؑ:

حضرت علیؑ کی شجاعت کے لیے سردارِ نبیاءؐ کا دیا گیا یہ تمغہ ہی کافی ہے جو آپؐ نے جنگِ خندق میں عمرو ابن عبدودؓ کے قتل پر دیا تھا۔ ضربہ علیؑ یوم الخندق افضل بن عبادة الثقلیین۔

## ۲۔ تمام سردار:

جنگِ احد میں کفارِ قریش کے ۶۵ یا ستر مقتولین میں سے اکادمی تو صرف حضرت علیؑ کے ہاتھوں حاصل جہنم ہوئے بقیہ چودہ یا انیس مقتول تمام مسلمانوں کے ہاتھ سے مارے گئے تھے۔ اور حضرت علیؑ کے ہاتھ سے مرتے والے سب سردار تھے۔ بھلا خود اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ جن کے باپ یا بھائی حضرت علیؑ کے ہاتھوں اپنے کیفرِ کردار کو پہنچے تھے وہ کسی وقت حضرت علیؑ سے راضی رہ سکتے تھے۔ خواہ ان کی تربیت و تعلیم کتنی ہی کیوں نہ کی جاتی۔ اب ان مقتولین کے نام ایک نظر میں دیکھ لیجئے۔

۱۔ ولید ابن عقبہ: یہ ہند اور خالد کا باپ ہے۔ سوادِ اعظم کے موجودہ رشتہ کے مطابق موجودہ امپلا کے مطالبہ ہند جدۃ المؤمنین ہے اور مقتول خال المؤمنین معاویہ کا نانا ہے۔

۲۔ غاص ابن سعید: یہ عمرو ابن عاص کا باپ ہے۔

۳۔ خظلد ابن ابوسفیان: یہ معاویہ کا بھائی ہے۔ اور یہ بھی خال المؤمنین ہے۔

۴۔ زمعہ ابن اسود: یہ ام المؤمنین اسودہ بنت زمعہ کا باپ ہے۔ اسودہ ام المؤمنین ہے اور زمعہ جد المؤمنین ہے

۵۔ حارث ابن زمعہ: یہ ام المؤمنین اسودہ کا بھائی ہے۔ گویا یہ بھی خال المؤمنین ہے۔

۶۔ عمیر ابن عثمان: یہ طلحہ اور عثمان کا چچا ہے۔

۷۔ طعمہ ابن عدی۔



- |    |  |     |  |
|----|--|-----|--|
| ١٠ | وَالْقَصْرِ ثَرْثُثٌ ۖ وَالْقَصْرِ ثَرْثُثٌ ۖ وَالْقَصْرِ ثَرْثُثٌ ۖ وَالْقَصْرِ ثَرْثُثٌ ۖ وَالْقَصْرِ ثَرْثُثٌ ۖ | ٣٩٨ | وَالْقَصْرِ ثَرْثُثٌ ۖ وَالْقَصْرِ ثَرْثُثٌ ۖ وَالْقَصْرِ ثَرْثُثٌ ۖ وَالْقَصْرِ ثَرْثُثٌ ۖ وَالْقَصْرِ ثَرْثُثٌ ۖ |
|----|--|-----|--|

ولی العصر ترست ولی العصر ترست ولی العصر ترست

شجاعت اور ہیبت جیدریہ

ولی العصر ترست ولی العصر ترست ولی العصر ترست

- ۳۴۔ طلحہ ابن ابی طلحہ
- ۳۵۔ ابوسعید ابن طلحہ
- ۳۶۔ خالد ابن ابی طلحہ
- ۳۷۔ محمد ابن ابی طلحہ
- ۳۸۔ مجالس ابن حید
- ۳۹۔ عبد الرحمن ابن حمید
- ۴۰۔ حکم ابن احنس
- ۴۱۔ ولید ابن ارطاط
- ۴۲۔ امیہ ابن ابی مذلیفہ
- ۴۳۔ ارطاة ابن شرجیل
- ۴۴۔ ہشام ابن امیہ
- ۴۵۔ سافع ابن عبد اللہ
- ۴۶۔ عمرو ابن عبد اللہ
- ۴۷۔ بشیر ابن مالک
- ۴۸۔ عید الدار کا غلام صواب
- ۴۹۔ ابو مذلیفہ ابن مغیرہ
- ۵۰۔ قاسط ابن شریح
- ۵۱۔ مغیرہ ابن مغیرہ

ان اکاون مقتولین میں صرف صواب غلام ہے باقی سب کے سب سرداران قریش اور روسائے عرب تھے

### ۳۔ جنگ خندق:

جنگ خندق میں معروف تو صرف عمرو ابن عبدود ہے لیکن عمرو کے علاوہ بھی کفار حضرت علیؑ کے ہاتھوں قتل ہوئے ہیں۔ مقتولین خندق کے مؤرخین کو جو نام مل سکے ہیں وہ یہ ہیں۔

- ۱۔ عمرو ابن عبدود
- ۲۔ نوفل ابن عبد اللہ
- ۳۔ منبہ ابن عثمان
- ۴۔ ابن عمرو ابن عبدود
- ۵۔ ابیرہ ابن ابوسیرہ

## ۴۔ جنگ حنین:

یہ وہ جنگ ہے جس میں تمام مسلمان بھاگ گئے تھے۔ تنہا حضرت علیؑ بنی کونین کے ارد گرد چوکھی لڑائی لڑتے رہے۔ اس دن لشکر کفار کی تعداد چوبیس ہزار تھی۔ چوبیس ہزار کے درمیان حضرت علیؑ تنہا لڑے اور چالیس کفار کو واصل جہنم کیا۔ ان چالیس میں ان کا سالار ابو جریول بھی تھا۔

## ۵۔ جنگ ذات السلاسل:

اس جنگ میں صرف حضرت علیؑ نے سات سالاروں کو واصل جہنم کیا۔ ان سات میں سے سب سے آخری اور انتہائی شجاع سعید ابن مالکؓ بھی تھا۔

## ۶۔ جنگ بنی نضیر:

اس جنگ میں حضرت علیؑ کے ہاتھوں گیارہ سردار اپنے کیفر کردار کو پہنچے۔

## ۷۔ جنگ بنی قریظہ:

اس جنگ میں حمی ابن الخطیب اور کعب ابن اشرف جیسے دلیر آپ کے ہاتھوں قتل ہوئے۔

## ۸۔ جنگ بنی مصطلق:

اس جنگ میں آپ نے مالک اور اس کے بیٹے کو واصل جہنم کیا۔

## ۹۔ جنگ وادی الرمل:

اس جنگ میں جو بھی مقابل میں آیا وہ بچ کر نہ گیا۔

## ۱۰۔ جنگ خیبر:

اس جنگ میں آپ نے مرحب۔ ذوالخمار۔ اور عنکبوت کو ترغیب کیا۔

## ۱۱۔ جنگ طائف:

اس جنگ میں آپ نے ضیفم کے لشکر کو تنہا آگے بڑھنے سے روکا شہاب ابن عباس اور نافع ابن غیلان

جیسے عرب کے معروف بہادروں کو قتل کیا۔

## ۱۲۔ ہجرت کے وقت:

جب آپ ہجرت کر کے مکہ سے آرہے تھے آپ کے ساتھ مستورات تھیں۔ کفار قریش نے آپ کو واپس مکہ لانے کی خاطر حملہ کیا تو آپ صلح اور جناح کو قتل کیا اور مستورات کو بحفاظت لے کر مدینہ آ گئے۔

## ۱۳۔ جنگ جمل:

اس جنگ میں آپ ہی وہ تھے جنہوں نے ام المومنین عائشہ کے ادنیٰ کے گرد کا حلقہ توڑ کر جس اونٹ پر ام المومنین سوار تھی اس کا پہلے ایک پاؤں پھر دوسرا پاؤں کاٹا تھا

## ۱۴۔ اصول جنگ:

حضرت علیؑ کے شریک جنگ ہونے سے پہلے کوئی اصول جنگ نہ تھا۔ جب سے آپ نے میدان جنگ میں قدم رکھا آپ نے جنگ کو اصول دیئے۔ شجاعان عرب کہتے ہیں کہ جنگ کے چھ اصول ہیں۔ اور تمام کے بانی و خالق حضرت علیؑ ہے۔

۱۔ علویہ - ۲۔ سقلیہ - ۳۔ غلیہ - ۴۔ مالہ - ۵۔ ہالہ - ۶۔ ہامیہ۔

حضرت علیؑ کی ذرہ پشت کی طرف سے بالکل نہ تھی۔ آپ کا جنگ میں گھوڑا ہمیشہ کمزور اور مرل سا ہوتا تھا۔

## ۱۵۔ انتہائے کرم:

بحار میں علامہ مجلسیؒ نے اپنے سلسلہ سند سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ عین میدان جنگ میں جب کہ حضرت علیؑ پر ہر طرف سے حملے ہو رہے تھے۔ اور آپ محلوں کا جواب دے رہے تھے۔ ایک یہودی نے کہا۔

یا علیؑ اللہ کے نام پر اپنی تلوار تو دے دے۔

حضرت علیؑ نے صرف ڈھال پر اکتفا کر لی اور تلوار سے دیدی۔

اس نے عرض کیا۔ یا علیؑ صبر ہے آپ اس قیامت خیز وقت میں بھی تلوار دے رہے ہیں۔

آپ نے فرمایا:

مددت الی ید المسئلۃ و لیس من الکوم ان یرد السائل۔ تو نے دست سوال دراز کیا ہے اور کرم کا تقاضا یہ تھا کہ میں تجھے خالی لوٹاتا۔

یہ سن کر وہ کافر حضرت علیؑ کے قدموں میں گر کر بوسے دینے لگا اور کہنے لگا۔ اس کا نام اشاعت دین ہے۔ جس دین کی خاطر آپ جنگ کر رہے ہیں اس دین سے انحراف انسانیت کے خلاف ہے۔ یہ کہہ کر اس نے کلمہ پڑھ لیا۔

## ۱۶۔ اشداء علی الکفار کا مصداق!

صحیح تاریخ نسوی میں عبدالرحمن ابن عوف سے مروی ہے کہ نبی اکرمؐ نے اہل طائف سے فرمایا۔  
والذی نفسی بیدہ لتقیمن الصلوۃ  
تتوون الزکوۃ اولایعشن الیکم  
رجلاً منی قبض من اعناق  
مقاتلکم ولیبین ذراریکم  
ثم احذ بید علی ابن ابیطالب  
وقال هذا هو۔  
مجھے اس ذات کی قسم ہے! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ نمازیں پڑھو اور زکوٰۃ دو ورنہ میں تمہارے لیے ایسا مرد بھیجوں گا جو تمہارے بہادروں کو قتل کرے گا تمہارے بچوں کو گرفتار کرے گا۔ پھر آپؐ نے حضرت علیؑ کے ہاتھ سے پکڑ کر فرمایا اور وہ شخص یہ ہے۔

## ۱۷۔ دشمن کا اقرار!

حضرت معاویہؓ نے جنگ صفین میں اپنے ارد گرد بیٹھنے والوں سے کہا۔  
بخدا! میں چاہتا ہوں کہ نیروں سے علیؑ کی بوئیاں نوح لو۔ تاکہ جنگ ختم ہو جائے۔  
مروان نے یہ سن کر غصہ میں اٹھتے ہوئے کہا معاویہؓ کیا تم ہم سے تنگ آگئے ہو؟ کیا ہم تمہارے لیے بوجھ بن چکے ہیں؟ آج تم ہمیں شیرِ پیشہ شجاعت سے جنگ پر آمادہ کر رہے ہو۔  
مروان کی یہ بات سن کر ولید ابن عقبہؓ نے یہ اشعار پڑھے۔

یقول لنا معاویۃ ابن حرب  
اما فیکم لوا ترکھم طلوب  
یشد علی ابی حسن علی  
باسمر لا تلجنہ الکعوب  
فقلت له ا تلعب یا بن ہند  
ہمیں معاویہؓ ابن حرب کہتے ہیں کہ تم سب میں سے ایسا کوئی نہیں ہے جو اپنے مقتول کا بدلہ لینے والا ہو ایسا شخص جو ابوالحسنؑ علیؑ پر ایسے گندم گون نیرہ نیزے وار کرے کہ جس کی پوری نہ جھٹھیں میں نے انہیں کہا اے ہند زاوے کیا تم تو ہمارے ساتھ ایسے مذاق کر



کانک بیننا رحل غریب  
اتامرنا بحیة بھت واد  
یتاح لنا به اسد مہیب  
کان انخلق لہا عاینوہ  
خلال النقر لیس لہم قلوب  
کہ رہے ہو جیسے تو ہمارے مابین مسافر ہوا اور حقیقت حال  
سے بے خبر ہو کیا تم نہیں وادی میں اڑو ہا کے کھلے میں  
دھکیلنا چاہتے ہو اس کے عوض ہمارے لیے بھوکے  
شیر کے سامنے جانا آسان ہے حالانکہ تمہیں معلوم ہے  
کہ جب غبار جنگ میں بھی لوگوں کی نگاہ ان پر پڑ جاتی ہے  
تو ان کے دل دھڑکنا چھوڑ دیتے ہیں۔

عروئے کہا۔ بخدا! علیؑ سے شکست کھا کے بھاگنا بھی معیوب نہیں ہے۔

جب شام میں حضرت علیؑ کی غیر شہادت پہنچی تو عروان عامی معاویہؓ کو مبارکباد دینے آیا اور کہنے لگا جو شیر  
اپنے دونوں بازو پھیل کر عراق میں قابض بیٹھا تھا اپنے پیشہ میں واپس چلا گیا ہے معاویہؓ سن کر خوش ہوئے اور  
کہنے لگے:

قل لا رانب تریع حیث  
ماسلکت وللطباء بلا خوف  
ولا حذر۔  
جاؤ غرگوش سے کہہ دو اب جہاں جی چاہے منہ مارتے  
پھر واور ہر نبیوں سے کہہ دو بلا خوف و خطر چوڑیاں بھرتی  
پھر۔

۱۸۔ و بلا گھوڑا:

بحار میں انس بن مالک سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت علیؑ سے کسی نے سوال کیا۔ قبیلہ آپ عمدہ گھوڑا کیوں  
نہیں رکھتے؟

آپ نے جواب دیا:

لا حاجة لی فیہ لانی لا افر من  
کر علی ولا اکر علی من خرمنی۔  
مجھے اس کی ضرورت نہیں کیونکہ نہ کبھی حملہ آور سے بھاگا  
ہوں اور نہ کبھی بھاگنے والے کا تعاقب کیا ہے۔



# جہادِ حیدری

بشت کے بعد حیات نبوی میں کوئی ایسی جنگ نہیں جس میں حضرت علیؑ شامل نہ ہے ہوں۔ صرف غزوہ تبوک میں حکم رسالت کے پیش نظر آپ مدینہ میں رہ گئے تھے۔ از روئے تاریخ حضرت علیؑ کی مجاہدانہ زندگی کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

وہ جہاد جو آپ نے حیات رسولؐ میں تنزیہی قرآن پر کئے۔

وہ جہاد جو آپ نے بعد از وفات رسولؐ تاویل قرآن پر کئے۔

جہاں تک حیات رسولؐ میں آپ کے جہادوں کا تعلق ہے تو ان کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ صرف ان جہادوں کو جمع کرنے کی خاطر مستقل کئی جلدیں درکار ہوں گی۔ جب کہ ہم زیر نظر کتاب میں تمام ائمہ کرام کی زندگی کے مختصر ابوابِ مذہبیوں کو چاہتے ہیں۔

بنابریں ہم صرف آپ کی پانچ معروف جنگوں کا تذکرہ کرتے ہیں۔

## غزوہ بدر:

كَمَا أَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْ بَيْتِكَ وَإِنْ قَرَيْقًا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ لَكَارَهُونَ يُجَادِلُونَكَ بِالْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ كَانَمَا يُسَاقُونَ إِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُونَ - لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ خَرَجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا وَرِثَا النَّاسِ يَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ -

ترجمہ :- جیسا کہ اللہ تجھے تیرے گھر (مکہ) سے باہر لایا۔ اور مومنین کا ایک گروہ مکہ چھوڑنے کو پسند نہ کرتا تھا حتیٰ بات پر تجھے سے الجھتے تھے حالانکہ حقیقت ان پر ایمان ہو چکی تھی۔ ہجرت اسی طرح کر رہے تھے جیسے موت کی طرف دھکیلے جا رہے ہوں۔ اور وہ دیدے پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہے تھے (ال) ان لوگوں کی طرح نہ بنو جو اپنے گھروں سے جنگ کے لیے اُڑوئے یا چلے ہیں اور دوسرے لوگوں کو راہِ خدا سے روکتے تھے۔ اللہ تمہارے اعمال سے واقف ہے۔ شیخ مفید کے مطابق حُرث بن مغرب نے حضرت علیؑ سے روایت کی ہے

کہ جنگ بدر میں ہماری اسلامی فوج میں صرف ایک مقدار کے پاس ایک کھڑا تھا باقی تمام فوج پیادہ تھی۔ میدان بدر میں تمام صحابہ نبیند کے مزے لیتے رہے صرف سرورانیاء ایک درخت کے نیچے نوافل پڑھ پڑھ کر دعا مانگتے رہے۔

ابورافع سے مروی ہے کہ جب میدان بدر میں صبح ہوئی۔ اور اسلامی و کفار کے لشکر بالمقابل صف بستہ ہوئے۔ تو کفار کی طرف سے۔ عقبہ ابن ربیعہ۔ ولید ابن عقبہ اور شیبہ ابن ربیعہ میدان میں آئے اور مقابل طلب کیا۔ تو تین جوان انصاری مقابلہ میں آئے۔ انہوں نے پوچھا تم کون ہو؟ جب انہوں نے اپنا تعارف کرایا۔ تو ان لوگوں نے کہا۔ محمدؐ تم قریش سے ہیں۔ ہمارے مقابلہ میں ہمارا ہمسریہجو۔

یہ سن کر آنحضورؐ نے ان انصاریوں کو واپس بلا لیا۔ اور فرمایا علیؑ! چپا حمزہ! اور عبیدہ، بہر لوگ آپ کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ یہ تینوں مقابلہ پر آئے۔ چونکہ انہوں نے خود پہن رکھے تھے اس لیے قریش انہیں پہچان نہ سکے انہوں نے مطالبہ کیا کہ آپ اپنا تعارف کرائیں۔ ان تینوں نے باری باری اپنا تعارف کرایا جب تعارف ہو چکا تو مقابلہ شروع ہو گیا۔

عقبہ نے ولید سے کہا۔ بیٹے اٹھو اور مقابلہ کرو۔ ولید آگے بڑھا اس طرف سے حضرت علیؑ آگے بڑھے تمام مسلمانوں میں اس وقت حضرت علیؑ مکس ترین سپاہی تھے ولید نے وار کیا حضرت علیؑ نے خالی دیا اور وار کیا۔ ولید نے اپنے بائیں ہاتھ سے وار روکنا چاہا۔ ہاتھ کٹ گیا۔ پھر آپ نے دوسرا وار کیا اور اسے اپنے انجام کو پہنچا دیا۔

عقبہ نے جناب حمزہؑ کو دعوت دی۔ جناب حمزہؑ نے عقبہ کو اگلے جہان پہنچا دیا۔ پھر شیبہ نے جناب عبیدہ سے مقابلہ کیا۔ شیبہ کی تلوار جناب عبیدہ کی ٹانگ پر پڑی آپ کی ٹانگ کٹ گئی۔ یہ دیکھ کر حضرت علیؑ شیبہ کے سر پر آئے اور اسے دو نیم کر دیا۔

اس کے بعد حضرت علیؑ نے مطعم بن عدی کو نیزہ سے مارا۔

ذہری سے مروی ہے کہ جب آنحضورؐ نے نوفل ابن خویلد کے متعلق سنا تو آپ پریشان ہوئے کیونکہ یہ اپنے وقت میں لاثانی بہادر تھا۔ آپ نے دست دعا بلند کئے اور عرض کی۔ اللہم اقصیٰ من شرہ۔ بارالہا اس کے شر سے محفوظ رکھنا جب قریش سامنے آئے تو حضرت علیؑ نے نوفل کو دیکھ لیا۔ آپ تلوار لے کر اس پر حملہ آور ہوئے سر پہ وار کیا خود کی وہر سے تلوار سر کے پار نہ ہوئی۔ آپ نے سر سے نکال کر ٹانگ پر وار کیا وہ سنبھل نہ سکا گر گیا آپ نے سر کاٹ لیا۔

آپ جب آنحضورؐ کی خدمت میں آئے تو آپ پوچھ رہے تھے۔

کسی کو نفل کے متعلق کچھ معلوم ہے؟

ابھی تک کسی نے جواب نہ دیا تھا کہ حضرت علیؑ نے قریب آکر عرض کیا۔ قبلہ اسے میں اپنے انجام تک پہنچا آیا ہوں۔

آنحضورؐ نے فرمایا:

اللہ کی حمد ہے جس نے میری دعا تیرے ذریعہ قبول کر لی ہے۔

محار میں گارزونی سے مروی ہے کہ عبدالرحمن ابن عوفؓ نے بتایا ہے کہ دو انصاری نوجوان میرے دائیں بائیں کھڑے ہوئے تھے۔

دونوں نے مجھ سے پوچھا۔ آپ نے ابو جہل کو دیکھا ہوا ہے؟

میں نے کہا۔ ہاں دیکھا ہوا ہے۔ تم کیوں پوچھتے ہو؟

انہوں نے کہا:

ہم نے سنا ہے وہ نبی کریمؐ کے خلاف بیہودہ بکثرت ہوتا ہے۔ ہماری خواہش ہے کہ ہم اسے قتل کریں اتنے ہیں ابو جہل لشکر کفار کے سامنے آیا۔ اور انہیں جنگ پر آمادہ کرنے کی تقریر جھاڑنے لگا۔

میں نے ان دونوں سے کہا۔ دیکھ رہے ہیں شہسوار جو گھوڑے کو دائیں بائیں دوڑاتا ہے۔ یہی ابو جہل ہے۔ وہ دونوں نوجوان دوڑے اور ابو جہل پر حملہ کر دیا۔ اور اسے قتل کر دیا۔ دونوں آنحضورؐ کے پاس آئے۔ اور ہر ایک مدعی تھا کہ میں نے قتل کیا ہے۔

آنحضورؐ نے فرمایا۔ مجھے اپنی تلواریں دکھاؤ۔ جب دونوں نے تلواریں دکھائیں تو آپؐ نے فرمایا۔ تم دونوں نے قتل کیا ہے۔ اور ابو جہل سے حاصل کردہ سامان دونوں میں برابر تقسیم کر دیا۔

ابو جہل کے قتل کے بعد تو کفار جیسے پھیر گئے اور انہوں نے یکبارگی حملہ کر دیا اور حضرت علیؑ نے تلوار کی بارٹھ سے کفار کو مارنا شروع کیا۔ اور تنہا اکاون افراد کفار کو واصل جہنم کیا۔ ان کے ناموں کی مکمل فہرست سابقاً پیش کر چکے ہیں۔

جب ذاتِ احدیت نے مسلمانوں کی قلت کو دیکھا تو ملائکہ امداد کے لیے بھیج دیے۔ ایک طرف ملائکہ اور دوسری طرف حضرت علیؑ آخر کفار کو اپنی جان بچانے کی فکر ہوئی اور وہ بھاگ کھڑے ہوئے۔

## ۲۔ جنگ احد؟

سنہ ۳ھ شوال۔ سبب جنگ انتقام بدر

ریش مشرکین۔ ابوسفیان۔ معاذین جنگ۔ ہند۔ جدۃ المؤمنین۔ مادرِ معاویہ۔ روز

۲۰ مشرکین - خمیس

پوم آغاز جنگ سینچر

تعداد مشرکین -

تین ہزار سوار دو ہزار پیادہ

تعداد مسلمین - سات سو -

علمبردار مشرکین - معاویہ

علمبردار مسلمین - علی ابن ابی طالب

سن حضرت علی - ۲۸ برس

## واقعہ جنگ :

۲ - بحار

۴ - خراج

۱ - شرح ابن ابی الحدید

۳ - ارشاد شیخ مفید

۵ - اعلام الوری اور

۶ - مغازی واقعی - کی روایات کے مطابق - زید ابن دہب - عبداللہ ابن مسعود - امام صادق علی ابن

ابراہیم - ربان ابن عثمان - واقعی - ابن عباس اور حجاج ابن علاط سلمی بیان کردہ واقعہ

جب کفار اور مسلمانوں کی صفیں بالمقابل آراستہ ہو گئیں کفار کا علمبردار طلحہ ابن ابوطلمہ اور لشکر اسلام کا پرچم دار

حضرت علی تھا -

کوہ احد کے درہ پر بنی کونین نے عبداللہ ابن جبیر کو پچاس سپاہی دے کر فرمایا کہ اگر ایک مسلمان بھی نہ بچے

تم اس درہ کو مت چھوڑنا - جب تک میری طرف سے درہ چھوڑنے کی اجازت نہ ملے اس وقت تک

کچھ بھی ہو جائے - درہ سے نہ ہلنا -

حضرت علی آگے بڑھے اور طلحہ ابن ابوطلمہ سے نام پوچھا - اس نے اپنا تعارف کر لیا - پھر طلحہ نے حضرت

علی سے نام پوچھا حضرت علی نے اسے اپنا تعارف کر دیا - دونوں ایک دوسرے کی طرف بڑھے - طلحہ نے

پہلا وار کیا جسے حضرت علی نے خالی دیکر اس کے سر پر وار کیا اس کے سر سے اگلا حصہ کٹ گیا - اور انکھیں

بھی سر سے جدا ہو گئیں - وہ گھوڑے سے زمین پر گر گیا - اس کے ہاتھ سے علم بھی چھوٹ گیا -

طلحہ کے بھائی مصعب ابن ابوطلمہ نے علم کو اٹھایا - جونہی وہ سیدھا ہوا - عامر ابن ثابت نے اسے

تیر مارا وہ فی النار ہو گیا - پھر عثمان ابن ابوطلمہ نے علم اٹھالیا - اسے بھی عامر نے تیر مار کر زمین پر گر دیا پھر ان کا



غلام صواب آگے بڑھا یہ غضب کا بہادر تھا۔ اسے علمبرداری کرتے دیکھ کر حضرت علیؑ آگے بڑھے۔ آپ نے پہلا وار کر کے اس کا دایاں ہاتھ کاٹا، اس نے علم بائیں ہاتھ میں لیا۔ آپ نے بائیں ہاتھ پر وار کر کے اسے کاٹا اس نے دونوں بازوؤں میں علم کو ختم لیا۔ آپ نے تیسری ضرب سر پہ لگائی اور وہ فی النار ہو گیا۔

جب مسلسل نو علمبردار حضرت علیؑ کے ہاتھوں قتل ہوئے تو کفار قریش کے حوصلے جواب دے گئے اور انہوں نے پیچھے ہٹنا شروع کر دیا۔ مسلمان آگے بڑھنے لگے۔ مادرِ معاویہ ہند نے ایک ہاتھ میں سرمہ دانی اور دوسرے ہاتھ میں میل لے کر ہٹتے ہوئے کفار کو کہنا شروع کر دیا۔ "لو سرمہ لگا کر عورتوں کی طرح گھر میں بیٹھ جانا۔ کفار اس قدر پیچھے ہٹے کہ ان کے کیپ خالی ہو گئے۔ مسلمانوں نے مارنا شروع کر دیا اور کفار نے بھاگنا شروع کر دیا۔ جب کفار بھاگ گھرے ہوئے مسلمانوں نے مالی غنیمت سمیٹنا شروع کر دیا۔

درہ پر متعین پچاس افراد نے عبداللہ ابن جبیر سے کہا۔ اب جنگ ہم حیرت چکے ہیں۔ کفار بھاگ رہے ہیں مسلمان مال غنیمت لوٹ رہے ہیں اور ہم غنیمت سے محروم ہوتے جا رہے ہیں۔

عبداللہ نے کہا۔ تمہیں معلوم ہے کہ نبی اکرمؐ تمام مال غنیمت عدالت سے تقسیم فرماتے ہیں۔ اگر ہم تکلف کئے بغیر اپنا حصہ مل جائے تو ہمیں کیا نقصان ہے۔

انہوں نے کہا۔ عبداللہ! آپ کی بات درست ہے کہ آنحضورؐ ہمیں پورا پورا حصہ دیں گے لیکن جو لطف اپنے ہاتھ کی لوٹ سے ہوتا ہے وہ صرف حصہ لے لینے میں کہاں ہوتا ہے۔

عبداللہ نے کہا۔ تمہیں معلوم ہے کہ آنحضورؐ نے فرمایا تھا۔ جنگ میں ہمیں فتح ہو یا شکست دونوں صورتوں میں تم در پر رہو گے اور جب تک میرا حکم نہ آئے اس وقت تک درہ کو نہ چھوڑو گے۔

انہوں نے کہا۔ عبداللہ! یہ تو ایک تاکید کی حکم تھا۔ آنحضرتؐ کو کیا معلوم تھا کہ ہم اتنی جلدی جنگ فتح کر لیں گے۔ اب وہ مصروف ہیں ممکن ہے انہیں خیال نہ رہا ہو لہذا ہمارا یہاں کھڑے رہنا اب سود مند نہیں ہے۔

عبداللہ نے کہا۔ جب تک آنحضورؐ کا حکم نہیں آئے گا۔ اس وقت تک میں خود اس جگہ سے ہٹوں گا اور نہ تم میں سے کسی کو بخوشی اجازت دوں گا۔ اپنی مرضی سے اگر کوئی جانا چاہے تو میں جبراً نہ کسی کو روک سکتا ہوں اور نہ روکوں گا یہ سنتے ہی تمام لوگ غنیمت کی طرف دوڑ پڑے۔ دوسری طرف سے کفار قریش کی جانب سے اسی درہ کی نگرانی پر خالد ابن ولید مامور تھا۔ جو شاید اسی انتظار میں گھاٹ لگائے کھڑا تھا کہ کب یہ درہ خالی ہوتا ہے۔

ممكن ہے صحابہ میں سے کچھ لوگ اندرونی طور پر کفار مکہ سے ملے ہوئے بھی ہوں۔ اور انہوں نے جب یہ دیکھا کہ اب پھر کفار جنگ ہار رہے ہیں تو انہی افراد نے اپنے ساتھیوں کو آمادہ کر لیا ہو کہ ہمیں اب

ممكن ہے صحابہ میں سے کچھ لوگ اندرونی طور پر کفار مکہ سے ملے ہوئے بھی ہوں۔ اور انہوں نے جب یہ دیکھا کہ اب پھر کفار جنگ ہار رہے ہیں تو انہی افراد نے اپنے ساتھیوں کو آمادہ کر لیا ہو کہ ہمیں اب

ممكن ہے صحابہ میں سے کچھ لوگ اندرونی طور پر کفار مکہ سے ملے ہوئے بھی ہوں۔ اور انہوں نے جب یہ دیکھا کہ اب پھر کفار جنگ ہار رہے ہیں تو انہی افراد نے اپنے ساتھیوں کو آمادہ کر لیا ہو کہ ہمیں اب

غنیمت پر توجہ دینا چاہیے کیونکہ حفاظت کی اب ضرورت باقی نہیں رہی۔ جونہی خالد نے درہ کو خالی دیکھا درہ کی طرف سے مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ اس کے حملہ کو دیکھ کر مادرِ معاویہ ہند نے کفار کا گرا ہوا علم اٹھا کر باؤاز ملند کہا کہاں بھاگتے ہو۔ ابھی تک تو ایک علمبردار موجود ہے جب بھاگتے ہوئے کفار نے پلٹ کے دیکھا تو ایک طرف انہیں اپنا علم ہر اتان نظر آیا اور دوسری طرف خالد کے اچانک حملہ سے مسلمانوں کو کٹے دیکھا۔ بھاگتے ہوئے کفار واپس پلٹ آئے۔ اور مسلمانوں کو کاٹنا شروع کر دیا۔

ہند نے جبرین مطعم کے وحشی غلام کو مالی لالچ دے کر کہہ رکھا کہ۔ حمزہؑ۔ اور علیؑ میں سے جس کو جی قتل کرے گا اتنی دولت کے علاوہ میں اپنے آپ کو تیرے حوالہ کر دوں گی۔

اسی وحشی نے اسی وقت کہہ دیا تھا کہ جہاں تک محمدؐ کا تعلق ہے میں اپنے اندر اس پر حملہ کرنے کی جرأت نہیں پاتا۔ جہاں تک علیؑ کا تعلق ہے میں نے اسے جنگ کرتے دیکھا ہے اس کی نگاہ سے کوئی دشمن چھپ نہیں سکتا۔

رہا حمزہ تو اس کے لیے میں کوشش کروں گا بشرطیکہ تم مجھے سے کٹے جانے والے ہر وعدہ کی ضمانت دے جدۃ المؤمنین ہند نے وحشی کو اس کی خواہش کے مطابق ایفائے عہد پر مطمئن کیا تھا۔ بقول وحشی میں نے حمزہ کو دیکھا کہ ہر ایک سے بے نیاز کفار قریش کے پیچھے پڑا ہوا تھا۔ اور بری طرح کاٹ رہا تھا۔ اہیں صرف حمزہ کے تعاقب میں رہا۔ ایک مقام پر جب میرے نیزہ کی زد میں آیا۔ تو میں نے موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیا اور ہرا کر نیزہ جناب حمزہ کی طرف پھینکا۔ نیزہ ان کے شکم میں پیوست ہو گیا۔ وہ سنبھل نہ سکے ابھی گرے ہی تھے کہ میں سر پہ پہنچ گیا۔ اور پھر نیزہ شکم سے نکال کر گلے میں پیوست کر دیا۔ ہند کو جا کر اطلاع دی کہ حمزہ کو میں شہید کر آیا۔

ہند اسی جگہ فرط مسرت سے جھوم کر رہ گئی اور بھرے میدان میں بٹھے گلے لگا لیا پھر مجھے کہا چل مجھے اس کی لاش دیکھا۔ میں اسے جناب حمزہ کی لاش پر لایا۔ ہند نے جناب حمزہ کے تمام اعضا کاٹے انہیں ایک تارگہ میں پرو کر گلے میں پہن لیا۔ پھر جگر نکال کر منہ میں چبانے کو ڈالا لیکن اللہ نے اسے پتھر بنا دیا۔ خالد جونہی درہ سے حملہ آور ہوا۔ آنحضرتؐ ایک جگہ کھڑے فتح شدہ جنگ کا منظر دیکھ رہے تھے۔ خالد نے اپنے سپاہیوں کو آپ کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ وہ دیکھو اسے جو چند صحابہ کے گھیرائیں کھڑا ہے بس وہی

ہمارا نشانہ ہے۔ یہ اشارہ ملتے ہی ان لوگوں نے تیر اور پتھر برسانے شروع کر دیئے۔ جب مسلمانوں نے یہ ناگہانی حملہ دیکھا تو قدم نہ ٹکاسکے کوہ احد کی راہ لی۔ دوڑ دوڑ کر چڑھنے لگے اور چڑھ چڑھ کر دوڑنے لگے۔ سرور کو نبین ایک ایک پیارے کا نام لے لے کر پکارنے لگے لیکن کسی نے پیچھے پلٹ کر دیکھنے کی زحمت بھی گوارا نہ کی۔ اس وقت ہائف غیبی نے آنحضورؐ سے مخاطب کر کے فرمایا۔

ناد علیاً مظہر العجائب (اور کسی کو کیا بلاتے ہو) علی مظہر العجائب کو پکارو۔  
تجدد عو نالک فی التوائب اسی کو اپنے ہر درد و غم میں معاون پاؤ گے۔  
کل ہم وغم۔ سینجلی بولا تیک (یوں کہو) اے علی! اے علی! اے علی! ہر درد و غم  
یا علی یا علی یا علی۔ تیری ہی ولایت کی وجہ سے دور ہوتا ہے۔

یہ آواز غیب سے سننے ہی آنحضورؐ نے فرمانا شروع کیا۔ یا علی! اس طرف سے حملہ ہو رہا ہے۔ اور حضرت علیؑ آپ کی طرف تے تو سعید ابن طلحہ حملہ آور ہو رہا تھا آپ نے اسے قتل کیا۔ پھر آپ نے فرمایا: یا علی! یہ کفار اسی طرف سے آرہے ہیں۔

آپ اس طرف بڑھے تو کلدہ ابن ابی طلحہ، اپنے لشکر کے ساتھ آگے بڑھ رہا تھا۔ آپ نے اسے تہ تیغ کیا پھر آپ نے فرمایا: یا علی! وہ دیکھو اب کفار اسی طرف سے بڑھ رہے ہیں۔

آپ اس طرف متوجہ ہوئے عبداللہ ابن حمید اپنے قبیلہ کو لے کر حملہ آور ہو رہا تھا۔ حضرت علیؑ نے عبداللہ کو قتل کیا تو اس کے قبیلہ والے عبداللہ کا لاشہ چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔

آپ نے پھر فرمایا:

یا علی! اب پھر مشرک شمال سے آرہے ہیں۔

حضرت علیؑ اس طرف متوجہ ہوئے تو ابالحکم ابن اسن بنی ثقیف کو لے کر حملہ کرنے آ رہا تھا۔ آپ نے اسے

واصل جہنم کیا۔

پھر آنحضورؐ کی آواز آئی یا علی! اب جنوب کی طرف سے آرہے ہیں۔

آپ نے جنوب کی طرف دیکھا تو حذیفہ ابن یمیرہ اپنے قبیلہ کے ساتھ تیر اندازی کر رہا تھا۔ حضرت علیؑ حذیفہ پر گئے اسے قتل کیا۔ ابھی اس کے قتل کے افراد سے جنگ جاری تھی کہ

آنحضورؐ کی آواز آئی یا علی! اب مغرب کی طرف سے آگے بڑھ رہے ہیں

حضرت علیؑ نے دیکھا تو ارطاة ابن شرجیل بڑھا آ رہا تھا۔ آپ نے اسے فی النار کیا آنحضورؐ نے فرمایا:

یا علی! اب مشرق کی طرف سے حملہ آور آرہے ہیں۔

حضرت علیؑ کی نظر پڑی تو دیکھا ہشام ابن امیہ وندنا تھا ہوا آکر ہاتھ تھا۔ آپ نے اسے واصل جہنم کیا۔ پھر نبی کریمؐ نے فرمایا:

یا علیؑ! دائیں طرف خیال رکھو اس طرف سے بڑھ رہے ہیں۔

آپ نے دیکھا نبی جمع عمرو ابن عبد اللہ کی سرکردگی میں آگے بڑھ رہے تھے۔ آپ نے عمرو کو قتل کیا۔ باقی قبیلہ بھاگ کھڑا ہوا۔

پھر آنحضورؐ نے فرمایا:

یا علیؑ! ذرا عقب پر توجہ رکھو اب یہ پیچھے سے آرہے ہیں۔

آپ نے دیکھا تو قبیلہ بنی عامر بشر ابن مالک کے ساتھ شمشیر بکف آرہے تھے۔ آپ نے بشر کو اپنے انجام کو پہنچا۔

اسی اثنا میں آنحضورؐ پتھروں اور تیروں کی کثرت کی وجہ سے غش کھا گئے۔ قریب ہی ایک گڑھا تھا۔ آپ اس میں جا بیٹے۔ حضرت علیؑ نے جب دائیں بائیں دیکھا اور سرور انبیاءؑ نظر نہ آئے تو دل میں خیال کیا کہ بھاگنے والے تو وہ ہرگز نہیں تھے۔ اور نہ ہی انہیں کسی نے قتل کیا ہے۔ یہی ہو سکتا ہے کہ اللہ نے حضرت عیسیٰؑ کی طرح آسمان پر اٹھا لیا ہو۔ آپ نے اپنی تلوار کا نیام توڑ کر پھینک دیا اور کفار پر حملہ آور ہو گئے۔ یہی فرماتے تھے اگر محمدؐ ہمارے درمیان نہیں رہا تو میں کسی لیے زندہ ہوں۔

ادھر بھاگنے والوں نے مدینہ جا کر دم لیا اور لوگوں کو بتایا کہ نبی اکرمؐ شہید ہو گئے ہیں اب تو اہل مدینہ کا تانتا بندھ گیا بچے بوڑھے اور مستورات تمام میدان احد کی طرف دوڑے۔ ہر طرف کھرام مچا ہوا تھا۔

حضرت علیؑ لڑ رہے تھے کہ آپ اس گڑھے کے قریب آئے جس میں آپ تھے آپ کو غش سے آفاقہ آچکا تھا۔ حضرت علیؑ نے دیکھا فوراً آگے بڑھے آنحضورؐ کو اٹھایا۔ اور فرمایا

لوگو! دیکھو! یہ محمدؐ موجود ہیں۔ اور آپ کی شہادت کی افواہ غلط ہے۔

آپ نے آنکھیں کھولیں حضرت علیؑ کو دیکھا آنکھوں میں آنسو آگئے اور پوچھا۔ یا علیؑ تم تنہا عرض کی۔ قبلہ اور کوئی نہیں ہے۔

آپ نے فرمایا:

کچھ کفار کے ساتھ بیٹھے باتیں کر رہے ہیں اور کچھ بھاگ گئے ہیں۔

آنحضورؐ نے پوچھا۔ یا علیؑ! تو کیوں نہیں بھاگا؟

حضرت علیؑ نے عرض کیا۔ قبلہ اکفر بعد الایمان۔ کیا اعلان اسلام کے بعد پھر کافر ہو جاتا۔

اسی دوران حضرت علیؑ کی تلوار ٹوٹ گئی۔ آنحضورؐ کی خدمت میں عرض کیا۔ قبلہ تلوار ٹوٹ گئی ہے اور تلوار



وَالْيَاصْبِرْ ثَرْسُثْ وَيَالْيَاصْبِرْ ثَرْسُثْ وَيَالْيَاصْبِرْ ثَرْسُثْ

آپ نے فرمایا:

سعد مجھے نبی کریمؐ یاد کر رہے ہیں۔

پھر آپ نے فرمایا:

حارث ابن صمہ نے عرض کیا۔ قبیلہ میں نے انہیں نیزہ کھا کر دروازہ ہوتے ہوئے دیکھا تھا میں پتہ کرنے جاتا ہوں



<http://fb.com/ranajabirabbas>

بھی کفار پر حملہ کیا۔ علیؑ کی شکل کے کرملہ کیا۔ آج تمام کفار مکہ تک جاتے ہوئے اور مکہ پہنچنے کے بعد اپنے اپنے گھروں میں تیسرے ہی شوہر کی تعریف کرتے رہیں گے بیٹی میں سن رہا تھا۔ جب جبریل چار ہزار ملائکہ کو لے کر نازل ہوا تو تیسرے شوہر کی قصیدہ خوانی کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ لا فتنی الا علی لا سیف الا ذو الفقار۔

اس کے بعد نبیؐ نے ایک چٹانی جلائی۔ اس کی راکھ جمع کی۔ حضرت علیؑ ڈھال میں پانی لے کر آئے۔ حضرت علیؑ نے آنکھوں کے زخم پر پانی ڈالا۔ سیدہ کائنات نے زخم دھویا۔ اور پٹی باندھ دی۔

اتنی دیر میں پلٹ کر آنے والے صحابہ نے شہید صحابہ کی لاشیں جمع کرنی تھیں۔ آنکھوں کے حکم سے ہر شہید کو اس کے کپڑوں کے ساتھ رکھا۔ آپؐ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ دس دس شہداء پر آپؐ پانچ بکیر پڑھتے تھے، تو جنازے اٹھایے جاتے تھے اور جناب حمزہؓ کا جنازہ رکھا رہتا تھا۔ یعنی جناب حمزہؓ کا جنازہ اول بکیر سے لے کر آخری دس کے گروپ کی آخری بکیر تک نبیؐ کوئین کی بکیرات جنازہ کے شرف سے مشرف ہوتا رہا۔

آپؐ نے جناب حمزہؓ کے سوا دیگر تمام شہداء کو دو دو اور تین تین کے حساب سے ایک ایک قبر میں دفن کرایا۔ جناب حمزہؓ کا مزار علیحدہ بنایا چونکہ جناب حمزہؓ کی کوئی اولاد نہ تھی۔ اور بیوی پہلے فوت ہو چکی تھی اس لیے جناب حمزہؓ کا گھر خالی تھا اور اس میں سے کسی نوحہ و بکا کی آواز نہ آتی تھی۔ جب آپؐ نے دیگر صحابہ جبریلؑ و انصار شہداء کے گھروں سے صدائے نوحہ و بکاستی تو آہ سرد کھینچی۔ آپؐ کے آنسو گر پڑے اور بعد حسرت فرمایا:

لکن حمزہ لا بواک لہ الیوم۔ لیکن افسوس ہے آج حمزہؓ کے گھر کوئی نوحہ خوانی کرنے والا نہیں سعد بن معاذؓ اور اسید بن حصیرؓ یہ بات سن کر اٹھے اپنے گھروں میں آکر کہا۔ کوئی عورت اپنے شہید کو نہ روئے تمام دفتر رسولؐ کے گھر جاؤ اور جناب حمزہؓ پر خانہ نہرا میں نوحہ خوانی کرو تمام مستورات جناب زہراءؓ کے گھر آئیں اور جناب حمزہؓ پر نوحہ خوانی کریں گیں:

### ۳۔ جنگ خندق:

اذ یقول المنافقون والذین فی قلوبہم مرض ما وعدنا اللہ ورسولہ الا غرورا۔ جب منافق اور مریض دل صحابہ کبار رہے تھے اللہ اور اس کے رسولؐ نے ہم سے جو وعدہ بھی کیا ہے وہ فریب ہی تھے۔

ماہ جنگ۔ شوال۔ سنہ جنگ۔ ۵ھ۔ تعداد کفار۔ اٹھارہ ہزار۔ تعداد مسلمین تین ہزار۔ شرکائے جنگ۔ قریش۔ بنی نضیر۔ بنی غطفان۔ بنی غیلان۔ بنی عامر۔ چونکہ اس جنگ میں مذکورہ بڑے قبائل کے علاوہ دیگر چھوٹے چھوٹے اور غیر معروف قبائل بھی شریک تھے۔ اس لیے اس جنگ کو جنگ ازاب بھی کہا جاتا ہے۔

## محرمات جنگ:

کفار قریش تو جنگ اعد کے بعد کسی قدر ٹھنڈے پڑ گئے تھے۔ لیکن جب نبی اکرمؐ نے نبی انصاری کو مدینہ بدر کیا اور وہ خیبر میں جا ٹھہرے۔ نوان لوگوں نے اپنی یہودی برادری کو اکسایا۔ چنانچہ یہودیوں میں سے جو سردار تھے انہوں نے باہمی مشورہ کر کے دیگر قبائل کو ساتھ ملا کر متحدہ جنگ کی تجویز کی اس سلسلہ میں جو لوگ پیش پیش تھے مورخین نے ان کے یہ نام بتائے ہیں۔

سلام ابن حقیق۔ حی ابن اخطب۔ کنانہ ابن ربیع۔ ہوذہ ابن قیس۔ اور ابو عمارہ والسی چند دیگر افراد کے ساتھ سب سے پہلے مکہ میں آئے۔ اور انیس الکفار ابوسفیان سے ملے۔ اسے جنگ پر آمادہ کیا۔ ابوسفیان نے کہا۔ مجھے محمدؐ سے لڑنے پر آمادہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے تو عہد کر رکھا ہے کہ دین محمدؐ اور اسکا نبی حد تک ہر اس شخص کو نابود کر دوں گا جو دین محمدؐ کی حمایت میں ایک لفظ بھی بولے گا۔ میں نے تازہ نگاری اس لڑائی کا عہد کر رکھا ہے اور مرنے کے بعد بھی امید ہے میری یہ آرزو نہیں مرے گی اور زندہ رہے گی۔ میں محمدؐ اور اہل محمدؐ کے خلاف ہر وہ حربہ استعمال کروں گا۔ جو میرے بس میں ہو۔ اب جب تک کھل کر سامنے آ سکتا ہوں۔ کھل کر مقابلہ کروں گا۔ اور جب کھل کر سامنے نہ آ سکا تو پھر جیسے حالات ہوں گے ویسے مخالفت کروں گا مگر اگر دنیا میں کوئی نصب العین ہے تو وہ صرف محمدؐ کی مخالفت ہے۔

آپؐ لوگ جا ئیں قریش کے دیگر سرکردہ افراد سے بات کریں انہیں آمادہ جنگ کریں۔ میں ہمیشہ اگلی صف میں رہوں گا۔ ابوسفیان کے بعد وہ دیگر سربراہان قریش سے فرداً فرداً ملے۔ پھر ایک مجموعی ملاقات کی۔ اور ان سے کہا۔ ہم ایک جان دو قالب ہو کر محمدؐ کی مخالفت میں کمر بستہ ہیں۔ آپؐ لوگ صرف افرادی تعاون کریں ہم آپؐ کا افرادی تعاون بھی کریں گے اور مالی تعاون بھی۔ آپؐ نے فکر نہیں کیا۔ آپؐ ہمیں اپنے بہادری کی فہرست دیے دیں ہم سامان جنگ اور سواریاں بھی فراہم کریں گے۔ دوران جنگ ہمارا دسترخوان ہر ایک کے لیے بچھا ہوگا۔

قریش سے یقین حاصل کرنے کے بعد یہ لوگ بیرون مکہ تمام قبائل عرب میں ایک ایک قبیلہ کے پاس گئے ان کی نقد مالی امداد بھی کی اور فتح جنگ کے بعد مزید مالی امداد کرنے کا وعدہ بھی کیا۔

ذات احدیت نے آنحضرتؐ کو بذریعہ وحی اطلاع دی۔ آپؐ نے اپنے تمام صحابہ کو جمع کیا اور ان سے جنگ کے طریق کا مشورہ لیا۔ ہر صحابی نے مختلف مشورہ دیا۔ بناب سلمانؓ نے متوقع مقامات پر خندق کھودنے کا مشورہ دیا۔ بالآخر اسی مشورہ پر اتفاق رائے ہو گیا۔ خندق کھودی گئی۔ اور پانچ شوال کو تمام قبائل عرب تمام یہودی اور تمام قریش ابوسفیان کی علیحدگی میں جنگ کے لیے جمع ہو گئے۔ نبی عامرؓ سے عمرو ابن عبیدہؓ بھی اس جنگ میں شریک ہوا تھا۔ یہ اتنا بہادر تھا کہ اس کے متعلق عام شہرت یہ تھی کہ تنہا ایک ہزار آدمی کا مقابلہ کرتا تھا۔

جب سیرون خندق محاصرہ کفار میں دلوں سے بڑھ گیا تو آنحضرتؐ نے محسوس کیا کہ مدینہ میں محصور مہاجرین و انصار اکتاہٹ رہے ہیں۔ اور ان کے چہرے مرجھائے جا رہے ہیں۔ آپؐ نے عینین ابن حص اور حارث ابن عوف جو بنی غطفان کے سرکردہ افراد تھے کی طرف صلح کا پیغام بھیجا اور ساتھ ہی یہ بھی کہا اگر چاہو تو مدینہ کی کھجور سے لے لے لو اور بنی غطفان کو واپس لے جاؤ۔

جب سعد ابن معاذ اور سعد ابن عبادہ کو معلوم ہوا تو دونوں آپؐ کی خدمت میں آئے اور عرض کی قبلہ اگر توحی آئی ہے۔ اور حکم خدا ہے کہ آپؐ ان لوگوں کو صلح کی پیش کش میں مدینہ کی کھجوریں پیش کریں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اور اگر آپؐ صرف ہماری پریشانی کو محسوس کر رہے ہیں تو اس سلسلہ میں ہم آپؐ کو یہ بتا دیں کہ یہ لوگ جب ہمارے ساتھ مل کر دیگر قبائل عرب سے لڑنے کی خاطر آئے تھے تو اپنی کھجوریں انہیں یا بطور مہمانی کے پیش کرتے تھے اور یا بطور فروخت کے۔ بصورت تاوان ہم نے ایک دانہ کھجور کا بھی کسی کو نہیں دیا۔ آپؐ ہماری ٹکڑہ کریں۔ اور ہمیں امید ہے کہ اللہ آپؐ کو کبھی بے یار و مددگار نہیں چھوڑے گا۔

آنحضرتؐ نے فرمایا:

اللہ آپؐ کا بھلا کرے میں تو صرف آپؐ لوگوں کی وجہ سے یہ سوچ رہا تھا۔ ویسے مجھے معلوم ہے کہ بنی غطفان ہماری اس پیشکش کو قبول بھی نہیں کریں گے بلکہ وہ اسے ہماری کمزوری سمجھ کر اور پھول جائیں گے۔ ہماری طرف سے انتقام حجت ہو گیا ہے۔ کم از کم ان میں سے کچھ امن پسند لوگ یہ تو سمجھ لیں گے۔ جنگ میں ہماری پالیسی امن ہے ہم جنگ چاہتے نہیں ہیں۔ بلکہ جب جنگ ہم پر ٹھونس دی جائے تو ہم دفاع کرتے ہیں۔

جب عمرو ابن عبدود نے خندق کو دیکھا تو کہنے لگا کہ محمدؐ نے عربوں کو پہلی مرتبہ جنگ کے اس طریقہ سے آگاہ کیا ہے۔ ورنہ کبھی کسی عرب نے اس طرح جنگ نہیں لڑی چنانچہ عکرمہ ابن ابوجہل۔ ہبیرہ ابن ابودہب۔ عبد اللہ ابن مغیرہ اور عمر کے بھائی حنظلہ ابن خطاب کو لے کر عمرو نے خندق کے گرد پھر لگایا۔ ایک جگہ انہیں تنگ نظر آئی۔ انہوں نے گھوڑوں کو ایڑ لگائی۔ گھوڑے خندق کے پار ہو گئے۔ عمرو کو خندق سے پار دیکھ کر مسلمان سہم گئے۔ کچھ تو ادھر ادھر چھپ گئے۔ جب حضرت علیؑ نے عمرو کو دیکھا تو آپؐ چند صحابہ کو لے کر گئے اور جس جگہ سے عمرو اور اس کے ساتھیوں نے خندق پار کی تھی۔ آپؐ نے اسے کھلا کر دیا۔ تاکہ یہ لوگ واپس نہ جا سکیں گے۔ عمرو نے اسلامی کیمپوں کے گرد گھوڑا دوڑایا۔ دیکھا تمام مسلمان گردنیں اوپر اٹھا اٹھا کر اسے دیکھتے ہیں اور جب یہ ان کے قریب آتا ہے تو وہ سر نیچا کر کے اپنے کو چھپا لیتے ہیں۔ عمرو کی ہمت بڑھی اور آنحضرتؐ کے خیمہ کے قریب آکر اس نے نیزہ آنحضرتؐ کے خیمہ میں مار کر کہا۔ ابر یا محمدؐ۔ مجھ مقابل میں آؤ۔ تمام مہاجرین و انصار آپؐ کے گرد بیٹھے تھے۔ سب سہم گئے۔

آنحضرتؐ نے سب کی طرف دیکھ کر فرمایا:



من لهذا الکلب - اس کتے کا منہ کون بند کرے گا؟

کسی نے کوئی جواب نہ دیا۔ حضرت علیؑ نے عرض کی۔ انا یا رسول اللہ۔ قبلہ میں اس کا مقابلہ کروں گا  
آنحضرتؐ نے فرمایا:

یا علیؑ! یہ عمرو بن عبدود ہے۔

آپؐ نے عرض کیا۔ قبلہ میں علیؑ ابن ابی طالبؑ ہوں۔

آنحضرتؐ نے فرمایا:

میرے قریب آؤ۔ حضرت علیؑ قریب ہوئے۔ آپؐ نے اپنا عامہ علیؑ کے سر پر رکھا۔ علیؑ کا عامہ خود لے لیا اور

فرمایا۔ بسم اللہ یا علیؑ جاؤ۔ پھر دست دعا بلند کر کے عرض کیا۔

اللہم احفظہ من فوقہ ومن بین یدیه ومن خلفہ وعن یمنہ وعن شمالہ اے اللہ علیؑ کو اوپر

نیچے۔ آگے۔ پیچھے اور دائیں بائیں ہر طرف سے محفوظ فرما۔

جب حضرت علیؑ اذواتہ ہوئے تو آپؐ نے صحابہ سے پوچھا۔ من یرز۔ کون جارہا ہے؟

سب نے عرض کیا۔ قبلہ علیؑ ابن ابی طالبؑ جارہا ہے۔

آپؐ نے فرمایا:

یہ بھی سچ ہے۔ لیکن آج یرز الایمان کلہ الی الکفر کلہ۔ پورے کا پورا ایمان کل کفر کے مقابلہ میں

جارہا ہے۔

حضرت علیؑ عمروؓ کے مقابلہ میں آئے۔ عمروؓ نے پوچھا تو کون ہے؟

آپؐ نے تعارف کرایا۔ ابو طالبؑ کا بیٹا علیؑ ہوں۔

عمروؓ نے کہا۔ تیرے باپ کے ساتھ میرے بڑے اچھے تعلقات تھے۔ میں تجھے قتل نہیں کرنا چاہتا۔

حضرت علیؑ نے فرمایا:

تو تو قتل نہیں کرنا چاہتا لیکن میں تجھے اس وقت تک قتل کرنے کی خواہش کرتا رہوں گا۔ جب تک تو اپنی

حالت کفر پر ہے۔ میں نے سنا ہے تو نے خلافت کعبہ ہاتھ میں لے کر قسم کھائی ہے کہ میرا مقابل مجھ سے جو بھی

تین خواہشات کرنے گا میں ایک ضرور مان لوں گا۔

عمروؓ نے کہا۔ واقعات میں نے یہ قسم کھا رکھی ہے اب میں آج تک اس پر قائم ہوں۔ تو اپنی خواہشات پیش کر

میں تیری ایک خواہش ضرور پوری کروں گا۔

حضرت علیؑ نے فرمایا:

میری پہلی خواہش یہ ہے کہ تو دائرہ اسلام میں داخل ہو جا۔



عمر نے کہا۔ یہ میں کبھی قبول نہیں کر سکتا۔

حضرت علیؑ نے فرمایا:

اپنے قبیلہ کو لے کر واپس چلا جا اور نبی اکرمؐ سے مقابلہ نہ کر۔

عمر نے کہا۔ عرب تو تیس طعنہ زنی کریں گی۔ اور شعراء ہجو یہ شعر لکھیں گے۔

حضرت علیؑ نے فرمایا:

پھر میری طرح پیدل ہو کر مجھ سے مقابلہ کر۔

یہ سن کر عمرو بن جہم کھوڑے سے اترا۔ گھوڑے کی کونچیں کاٹ ڈالیں اور مقابلہ شروع ہو گیا۔

یہ مقابلہ اتنا سنگین تھا کہ میدان جنگ میں اس قدر خراب چھا گیا کہ دونوں مقابلہ کرنے والوں میں سے کوئی بھی

نظر نہ آتا تھا۔ جناب جابر انصاریؓ سے مروی ہے کہ اسی دوران حضرت علیؑ کی صدا نے تکبیر بلند ہوئی میں نے سمجھ

لیا کہ حضرت علیؑ نے عمرو کوئی انکار کر دیا ہے۔ لیکن جب عتار جنگ چھڑا اور ہم نے دیکھا تو عمرو کے سینہ پر حضرت

علیؑ بیٹھے ہوئے تھے۔ پھر ہم نے دیکھا تو حضرت علیؑ عمرو کے سینہ سے اٹھ کھڑے ہوئے اور دائیں بائیں ٹہلنے

لگے۔ صحابہ میں چہ میگوئیاں شروع ہو گئیں۔ طرح طرح کی باتیں بننے لگیں۔ کچھ دیر بعد پھر مقابلہ شروع ہوا۔ اس

مرتبہ حضرت علیؑ نے عمرو کو کھڑے ہونے ایسی ضرب لگائی کہ عمرو کا سر جسم سے جدا ہو کر دو درجا گرا صدا نے تکبیر بلند

ہوئی۔ نبی اکرمؐ سجدہ ریز ہو گئے۔ صحابہ حضرت علیؑ کو داؤد سینہ دینے لگے۔

حضرت علیؑ عمرو کا سر لے کر انتہائی ناز کے انداز میں سوئے آنحضورؐ چلے۔

حضرتؐ نے عرض کیا۔ قبلہ ذرا علیؑ کو دیکھیں بڑے تکبر سے چل رہے ہیں۔

آنحضورؐ نے فرمایا:

عمرؓ تجھے علیؑ اس رفتار میں اچھا نہیں لگ رہا ہوگا لیکن تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ اس وقت کی یہ رفتار علیؑ کا گاہ

قدرت میں بڑی محروم اور حسین ہے کیونکہ علیؑ اس شخص کو قتل کر کے آ رہا ہے جس کے قتل پر حیات اسلام کا

دار و مدار تھا اور تم لوگوں میں سے کوئی بھی اس کے مقابلہ پر جانے کو تیار نہ تھا۔

ضمیرۃ علیؑ فی یوم الخندق افضل من عبادۃ الثقلین علیؑ آج یوم خندق کی ایک ضرب عبادت ثقلین سے

افضل ہے۔ جب حضرت علیؑ آگئے آنحضورؐ نے اُٹھ کر علیؑ کا استقبال کیا۔ پیشانی کا بوسہ لیا۔ اور فرمایا۔ یا علیؑ جب

تو نے عمرو کو گرانے کے بعد چھوڑ دیا تھا۔ یہ صحابہ بہت پریشان تھے۔ طرح طرح کی باتیں بنا رہے تھے۔

ذرا وضاحت کر دو کہ کیوں چھوڑ دیا تھا۔

حضرت علیؑ نے عرض کیا۔ قبلہ جب میں اسے گرا کر اس کے سینہ پر سوار ہوا اور تلوار چلانے کا ارادہ کیا تو

اس نے لمبا دھن سے حسارت کی۔ مجھے غصہ آ گیا۔ جونہی غصہ آیا میں اُٹھ کھڑا ہوا میں نہیں چاہتا تھا کہ جسے

میں نے صرف رضائے الہی کی خاطر نپیر کیا ہے اسے قتل کرنے میں میرا ذاتی غصہ بھی شامل ہو۔ جب میرا غصہ ٹھنڈا پڑا تو میں نے اسے دوسری مرتبہ دعوت جنگ دی۔ اور قتل کیا۔  
حضرت نے کہا: یا علی! عمرو کی ذرہ بڑی قیمتی تھی پورے عرب میں اس جیسی ذرہ نہ ملے گی آپ نے نہ اس کی تلوار لی نہ سامان جنگ لیا۔ نہ لباس لیا۔ اور نہ زرہ لی۔ کم از کم یہ سامان تو لے لیا ہوتا۔  
حضرت علیؑ نے فرمایا:

جب میں نے اسے گرایا تھا۔ اور اس کے سینہ پر بیٹھا تھا۔ تو اس نے درخواست کی تھی کہ یا علی! میری لاش کو بوہند نہ کرنا۔ تو مجھے شریف النفس نظر آتا ہے۔ اس لیے سوال کر رہا ہوں۔ چونکہ اس نے درخواست کی تھی اس لیے میں نے اس کی لاش کو بوہند نہیں کیا۔  
ارشاد شیخ مفید میں ربیعہ سعدی سے مروی ہے کہ میں جناب حذیفہ یمانی کے پاس آیا۔ اور اسے کہا: کہ اہل بصرہ ہمیں غالی ہونے کا طعنہ دیتے ہیں۔ آپ مجھے حضرت علیؑ کی کوئی ایسی فضیلت بتائیں کہ میں انہیں سناؤں اور وہ قائل ہو جائیں۔  
جناب حذیفہ نے کہا:

اے ربیعہ تو مجھ سے اس ہستی کے بارے میں کیا پوچھتا ہے اور میں کیا بتاؤں گا جس کے متعلق ترجان دمی زبان پیغمبرؐ نے یہ فرمایا ہو کہ۔ اگر علیؑ کا صرف ایک عمل میزان عدل کے ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے اور آدم سے لے کر قیامت تک تمام انسانوں اور جنوں کے اعمال دوسرے پلڑوں میں رکھ دیئے جائیں تو علیؑ کا ایک عمل ان سے زیادہ وزنی ہوگا۔  
میں نے کہا: حذیفہ یہ تو کیا کہہ رہا ہے؟  
جناب حذیفہ نے کہا:

میں غلط نہیں کہہ رہا۔ اہل بصرہ کے عدو صحابہ عمرو ابوجبر یا میں خود حذیفہ اس دن کہاں تھے جب میدان خندق میں عمرو لٹکار رہا تھا۔ اس نے چند بزرگوں کے نام لے کر بھی لٹکارا تھا۔ نبی اکرمؐ بھی ہمیں اس کے مقابلہ میں جانے کو فرماتے رہے لیکن تین ہزار صحابہ میں سے ایک بھی تو عمرو کا مقابلہ کرنے کی خاطر نہ اٹھا تھا پھر بھی اگر گیا تو صرف علی ہی گیا تھا۔ جب حضرت علیؑ عمرو کے مقابلہ میں جا رہے تھے اس وقت آنحضرتؐ نے علیؑ کو ایمان کل فرمایا اور جب واپس آئے تو علیؑ کی ایک ضرب کو عبادت ثقلین سے افضل قرار دیا۔

ابوجبر ابن عباسؓ کہا کرتا تھا۔ اسلام میں دو ضربیں ایسی لگائی گئی ہیں کہ ایک ضرب کی عزت میں اس کا مقابلہ کوئی ضرب نہیں کر سکتی اور وہ ضرب ہے جو حضرت علیؑ نے عمرو ابن عبدود کو لگائی تھی۔ اور ایک ضرب کی بدترختی اور شہادت میں کوئی نظیر نہیں اور وہ ضرب ہے جو ابن جہل نے حضرت علیؑ کو لگائی تھی۔

## ۴۔ جنگ خیمہ:

یوں تو جنگ خیمہ تفصیل کے ساتھ ہم سابقاً پیش کر چکے ہیں۔ اس جگہ چونکہ دو ایک روایات ایسی آگئی ہیں جو سابقاً پیش نہیں کی گئیں اس لیے انہیں پیش کر رہے ہیں۔

شیخ طوسی نے امالی میں مکمل سے روایت کی ہے کہ یہودیوں میں مرحب بے مثال اور بے نظیر بہادر تھا تمام یہودیوں نے مرحب ہی کے بن بوتے پر اسلام سے مخالفت کی تجویز کی تھی۔ قذوقامت میں اس جیسا کوئی قذو آور نہ تھا۔ یہ ڈھال کی جگہ سر پر ایک بڑی پتھر کی چٹان رکھتا تھا۔

مرحب کی دایہ جو کاہنہ بھی تھی۔ اس نے اسے کہہ رکھا تھا کہ تو دنیا کے جس بھی بہادر سے لڑے گا کبھی مغلوب نہ ہوگا۔ ہاں حیدر نامی کسی شخص کے مقابلہ میں نہ جانا۔ تیرا قاتل جب بھی کوئی ہوا وہ حیدر نامی ہو ہوگا۔

جنگ خیمہ میں اس کا طریقہ واردات پہلے تو یہ رہا کہ انھوں کی طرف سے جو بھی جگہ کر کے نہ جاتا تھا مرحب قلعہ سے باہر اگر صرف اتنا کہتا تھا۔ کہ میں مرحب ہوں آؤں۔ یہ کہہ کر وہ ایک دو قدم تیزی میں اٹھاتا اور مسلمانوں کے سالار بھاگ کھڑے ہوتے تھے۔ جب حضرت علیؑ اس کے مقابلہ میں آئے تو اس نے اپنا پہلا سا طریقہ استعمال کیا۔ لیکن حضرت علیؑ پیچھے دوڑنے کی بجائے آگے کو بڑھے۔ جب اس نے دیکھا کہ یہ بھاگ نہیں رہا تو اس نے جوش میں آکر دھاڑ کر یہ شعر پڑھا۔

انا الذی سمعتنی امی مرا حبا  
میرا نام میری ماں نے مرحب رکھا ہے۔

جواب حضرت علیؑ نے اسی انداز میں فرمایا:

انا الذی سمعتنی امی حیدرہ

میری ماں نے میرا نام حیدر رکھا ہے۔

حیدر کا نام سنتے ہی یہ ڈھیلا پڑ گیا۔ اور پیچھے کودوڑنے لگا۔ یہ دیکھ کر مسلمانوں کے حوصلے بلند ہو گئے۔ اور یہودیوں کو پسینہ آنے لگا۔ مرحب بھاگتا جا رہا تھا کہ شیطان ایک یہودی عالم کے لباس میں سامنے آیا اور پوچھنے لگا کیا بات ہے کیونکہ دوڑ رہا ہے۔ کل تک تو کسی کو کہتے تھے دیتا تھا آج کیا ہوا؟ مرحب نے کہا۔ آگے سے ہٹ بیٹھے جانے دے۔ وہ حیدر ہے۔

شیطان نے کہا۔ کیا ہو رہا ہے تیرے حواس ٹھکانے ہیں۔ مجھے جانے دے وہ حیدر ہے۔ یہ کیا بات ہے اس نے شیطان کو دھکا دینا چاہا۔ اور کہا۔ جلدی ہٹ وہ آجائے گا۔ وہ حیدر ہے۔

شیطان چند قدم پیچھے کو ہٹ گیا۔ اور کہنے لگا۔ جب تک سبھی بات نہیں بتائے گا نہیں جاؤں گا مرحب نے کہا۔ بات کیلئے۔ وہ حیدر ہے اور جس کا نام حیدر ہو گا میں اس سے نہیں لڑوں گا۔

شیطان نے مذاق اڑانے کے انداز میں کہا۔ ارے جاہل یہ کیا ہے۔ اگر دنیا کا ہر انسان اپنا نام حیدر

وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ ۴۰ وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ

رکھ لے تو سر پہ دوپٹہ اور رکھ کر اندر بیٹھ رہے گا۔  
مرحب نے کہا۔ نہیں یہ بات نہیں۔ مجھے میری دائی اماں نے بتایا ہے کہ حیدر نامی شخص تیرا قاتل ہوگا۔  
شیطان فقہ مار کھینسا اور کہا۔ اب بات سمجھ آئی ہے کہ تیری دائی اماں نے تجھے سبق دیا ہے۔ بے وقوف  
کہیں کا عورتوں کی باتوں میں آکر اپنی قوم کو ڈوبور رہا ہے۔ تجھے معلوم نہیں کہ عورتیں ایک ایک دن میں کتنے جھوٹ  
بولتی ہیں۔ اور کتنے مکر کرتی ہیں۔ کیا معلوم کہ تیری دائی اماں اندرونی طور پر مسلمانوں سے ملی ہوئی ہو اور وہ تجھے حیدر  
سے ڈرا کر قوم کی توہین کرنا چاہتی ہو۔

مرحب نے کہا۔ مولوی صاحب آپ مفت میں میرا دقت بر باد کر رہے ہیں وہ آجائے گا میں کہاں جاؤں  
گاہ۔ مسلمان بیچارے تو اب پیدا ہو رہے ہیں اور وہ غریب۔ بچنے سے مجھے بھجھا رہی ہے۔  
شیطان نے کہا۔ اچھا جلدی بھاگ جا۔ پھر عرب کی عورتیں اور عرب کے شعراء تیرے متعلق جو کچھ  
لکھیں گے اس سے گھبرانا نہیں۔ میرا کام تجھے سمجھانا تھا۔ میں نے کر دیا ہے۔  
مرحب کے قدم رک گئے اور سوچنے لگا۔ بات مولوی صاحب کی سچی معلوم ہوتی ہے۔ کیا بھروسہ عورت  
ذات ہے۔ اسے کیا معلوم کہ حیدر کسی ایک کا نام ہے یا بہت سے حیدر موجود ہیں۔ یہ تو جا کے تمام بچوں کو  
بتا دیے گا اور بچے گلیوں میں تالی بجا بجا کر حیدر حیدر کہہ کے مجھے پاگل کر دیں گے۔ اس پاگل پن سے بہتر  
بھی ہے کہ مقابل کروں۔ اگر مارا گیا تو بھی اس پاگل ہونے سے نجات مل جائے گی اور مار دیا تو دایا اماں کو سزا  
دوں گا۔ یہ سوچ کر واپس ہٹا اور حضرت علیؑ پر حملہ کیا۔

حضرت علیؑ نے مرحب کا دھار روک کر اس کی پتھر سے بنی ہوئی ڈھال پر وار کیا۔ وار ڈھال کو کاٹ کر مرحب  
کے سر میں آیا۔ سر و دو ٹکڑے ہو ا جب ناف تک تلوار پہنچی تو آپؑ نے کھینچ لی۔ پس مرحب کے مرنے کے  
بعد یہودی۔ مرحب مارا گیا۔ مرحب مارا گیا۔ کہتے ہوئے دم دبا کر بھاگ گئے۔

## ۱۔ جنگ وادی یابس؛

قسم ہے دقت صبح ددڑنے والے گھوڑوں کی قسم ہے ان کی چنگاریاں اگلنے والے سموں کی قسم ہے  
صبح غارت کرنے والوں کی تفسیر قرأت میں ابو بصر نے امام صادقؑ سے روایت کی ہے۔  
سورۃ عادیات وادی یابس کی جنگ فتح کرنے والے حضرت علیؑ ان کے سابقین اور ان کے گھوڑوں کا قصیدہ ہے  
میں نے عرض کیا۔ قبیلہ وادی یابس کا کیا واقعہ ہے؟

آپؑ نے فرمایا:

وادی یابس کے بایسوں کی تعداد بارہ ہزار تھی ان لوگوں نے جب اسلامی فتوحات اور قریشی شکستوں کے  
واقعات سے انہوں نے ایک مقام پر جمع ہو کر لات دھڑی کے نام کی فینیں کھائیں۔ اپنے رسم و رواج کے



مطابق ناقابل شکست معاہدے کئے، کہ  
کوئی ایک بھاگے گا نہیں۔

کوئی ایک اپنے مال اور جان میں بخل نہیں کرے گا۔

کوئی ایک دوسرے کو تنہا نہیں چھوڑے گا۔

کوئی ایک دوسرے کا گلہ نہیں کرے گا۔

ہر ایک باہمی تنازعات میں سے ہر تنازعہ بھول جائے گا۔

جب تک محمدؐ و علیؑ دونوں قتل نہیں ہو جاتے اس وقت تک ہمارا یہ اتحاد قائم رہے گا۔

بصریل نے آنحضرتؐ کو اس واقعہ کی اطلاع دی اور کہا اپنے احباب میں سے کسی کو بھیج نہ کہ وہ ان سے مقابلہ

کرے۔ آنحضرتؐ نے تمام مسلمانوں کو جمع کیا۔ انہیں یہ تمام واقعہ سنایا۔ اور فرمایا۔ میں ابوبکرؓ کو بھیجتا ہوں۔ چار ہزار کا لشکر

ساتھ ہو گا۔ اگر اس نے میرے کہنے کے مطابق عمل کیا تو فاتح ہو کر واپس آئے گا۔

پھر فرمایا، ابوبکرؓ تیار کر دو۔ آپ نے مجاہدین و انصار میں چار ہزار جوان تیار کئے۔ اسکا فی طور پر تمام کو ہر

محکم اسلحہ سے لیس کیا۔ ہر سپاہی کو سواریاں مہیا کیں۔ اور فرمایا،

ابوبکرؓ! کچھ ہدایات تو عوامی ہیں جو ہر ایک کے سامنے تجھے دیتا ہوں اور کچھ ہدایات مخصوص ہیں جو صرف

تجھے دوں گا۔

عوامی ہدایات یہ ہیں کہ: ان کے پاس جا کر پہلے انہیں دعوت اسلام دو اگر وہ قبول کر لیں۔ تو تمہارا ورثہ ان سے

جنگ کر دو۔ اللہ اسلام کو شرمسار نہیں کرے گا۔ فاتح واپس آؤ گے۔

پھر تنہائی میں مل کر خصوصی ہدایات دیں اور لشکر کو روانہ کر دیا۔

اسلامی لشکر ابوبکرؓ کی سالاری میں بڑی کروفر اور شان و شوکت سے طے منازل کے بعد وادی یابیس میں

پہنچا۔ بڑے آرام سے ایک جگہ قیام کیا۔ وادی یابیس والوں کو بھی اسلامی لشکر کا پتہ چل گیا۔ انہوں نے اپنا

تمام لشکر ان کے مقابلہ لگا دیا۔ اور دوسو مسلح آدمی اسلامی لشکر سے بات کرنے کو بھیجے۔

ان لوگوں نے اسلامی سپاہیوں سے آکر پوچھا۔ تمہارا سالار کون ہے؟

انہوں نے ابوبکرؓ کی نشاندہی کی

وادی یابیس والوں نے کہا۔ اپنے سالار سے کہو چارے ساتھ بات کرے۔

حضرت ابوبکرؓ اپنے چند سپاہیوں کو لے کر ان کے پاس آئے

وادی یابیس والوں نے کہا۔ آپ لوگ کون ہیں؟ یہاں کیوں آئے ہیں؟ اور کہاں جا رہے ہیں؟

حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا۔ ہم مکہ سے مہاجر اور مدینہ سے انصار ہیں۔ آپ لوگوں کے پاس اسلام کی دعوت لے کر



آئے ہیں۔ ہمیں ہمارے نبیؐ نے بھیجا ہے۔

انہوں نے کہا۔ اگر ہم اسلام قبول نہ کریں تو؟

حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا۔ پھر ہمیں جنگ کا حکم ہے۔

انہوں نے کہا۔ کیا تم جنگ کرو گے؟

حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا۔

تمہاری تعداد بہت زیادہ ہے۔ ہماری تعداد کم ہے اس قبیل تعداد سے ہم کیسے جنگ کر سکتے ہیں ویسے

اگر جنگ کے بغیر تم کچھ بڑھ پلٹتے تو بڑی مہربانی ہوتی۔

انہوں نے کہا۔ ابوبکرؓ! تمہیں معلوم ہے کہ آپؐ ہمارے دور پر سے کس ہی رشتہ دار ضرور ہیں۔ اگر یہ رشتہ

کا حیاتہ ہوتا تو ہم آپؐ کو آپ کے ساتھیوں کو یہیں قتل کر دیتے۔ پھر آپ کو پتہ چلتا کہ ہم کیسی مہربانی کرتے ہیں۔

اگر آپؐ کو اور آپ کے ساتھیوں کو جان پیاری ہے تو چپ کر کے واپس چلے جاؤ ورنہ کل یہ میدان تمہارا قبرستان

ہوگا۔

حضرت ابوبکرؓ کا موٹا ہنسا ہوا واپس آئے اور اسلامی فوج کو واپس کوچ کرنے کا حکم دیا۔

سچا ہیوں نے کہا:

آپؐ حکم خدا و رسولؐ کی نافرمانی کر رہے ہیں ایسا نہ کریں۔

حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا۔ تمہیں کیا معلوم ہے۔ جو کچھ میں دیکھ اور سن کر آیا ہوں۔ وہ تمہیں معلوم نہیں ہے جلدی کرو

یہاں سے واپس چلو۔ کہیں کوئی گڑبڑ نہ ہو جائے۔ انہوں نے ہمیں بہت کم مہلت دی ہے۔ اگر انہوں نے

حملہ کر دیا تو بے موت مارے جائیں گے۔ ادھر لشکر اسلام واپس ہوا اور ادھر جبریلؑ نے آکر اطلاع دے دی

کہ آپؐ کا لشکر بے نیل و مرام واپس آ رہا ہے۔

آنحضرتؐ نے صحابہ کو جمع کر کے اطلاع دے دی کہ جبریلؑ نے مجھے بتا دیا ہے کہ وادی یا پس والوں اور

ابوبکرؓ کے مابین کیا بات چیت ہوئی ہے اور ابوبکرؓ اور سچا ہیوں کے درمیان کیا گفتگو ہوئی ہے۔ اب وہ

واپس آ رہے ہیں۔ آپؐ نے فریقین کی پوری گفتگو سے صحابہ کو آگاہ کر دیا۔

جب یہ لوگ واپس آ گئے۔ تو انہیں کسی کو کچھ بتانا نہ پڑا کیونکہ ہر شخص مطلع ہو چکا تھا۔ البتہ کچھ منافقین

نے تصدیق کی خاطر انے والوں سے پوچھا۔ اور انہوں نے آنحضرتؐ کی تصدیق کر دی کہ جو کچھ آپؐ نے بتایا ہے

وہ بالکل صحیح ہے۔ آپؐ پھر بالائے منبر تشریف لے گئے اور فرمایا۔ ابوبکرؓ! میرا حکم نہیں مانا جو کہ میرا نہ تھا۔

اللہ کا حکم تھا۔ اب میں مٹ رہے ہوں گا کہ وہ ذہنی سپاہی لے جائے جو ابوبکرؓ کے گئے تھے اور میری ہدایات پر عمل کرے

اگر اس نے ایسا کیا تو قاتل واپس آئے گا۔

حضرت عمرؓ گئے۔ وادی یابس والوں نے وہی گفتگو کی جو ابوبکرؓ سے کی تھی۔ عمرؓ نے واپسی کا حکم دیا۔ سپاہیوں نے عمرؓ سے بھی وہی گفتگو کی۔ اور عمرؓ نے بھی وہی جواب دیا۔ جو ابوبکرؓ نے دیا تھا۔ ادھر یہ لوگ واپس ہوئے ادھر جبریلؑ نے آنحضورؐ کو ان کی واپسی سے بھی مطلع کر دیا۔ آنحضورؐ نے صحابہ کو جمع کر کے عمرؓ کی واپسی سے بھی مطلع کر دیا۔ جب یہ لوگ مدینہ پہنچ گئے تو آنحضورؐ پھر بالائے منبر تشریف لے گئے حمد و ثنائے الہی کے بعد آپؐ نے فرمایا کہ ابوبکرؓ کی طرح عمرؓ نے بھی وہ کام کیا ہے جو منشاء خدا و رسولؐ کے خلاف تھا۔ اب میں اسی لشکر کے ساتھ علیؑ کو وادی یابس بھیج رہا ہوں۔ اور حضرت علیؑ کو وہی عمومی اور خصوصی ہدایات دیں جو ابوبکرؓ کو دی تھیں۔ اور حضرت علیؑ کو وہی یابس بھیج دیا۔ وہی لشکر جو پہلے دو مرتبہ جا چکا ہے حضرت علیؑ کے ساتھ تھا۔ بچارے تازہ دم سپاہی مفت ہیں گھوڑے دوڑا دوڑا کے خستہ حال ہو چکے تھے۔ لیکن حضرت علیؑ نے جو رفتار رکھی اس نے انہیں اور بھی بد حال کر دیا۔ دو دنوں کا سفر آپؐ نے ایک دن میں کیا۔ سپاہیوں نے شکوہ کیا۔

یا علیؑ! اسی راہ پر ہم اور ہماری سواریاں دوڑ دوڑ کے بے حال ہو چکے ہیں۔ اگر آپؐ کی رفتار یہی رہی تو ہم راستہ ہی میں مر جائیں گے۔

آپؐ نے فرمایا:

گھبراؤ مت۔ خیبر سے زیادہ غنیمت ملے گی۔ اور تم فتح کے بغیر واپس نہیں پلٹیں گے۔ جب آپؐ وادی یابس پہنچے۔ تو انہیں بھی پتہ چل گیا کہ اب علیؑ آیا ہے۔ لیکن حسب معمول انہوں نے دوسو آدمی مذاکرات کی خاطر بھیجے۔ اور واپس جانے کو کہا۔

حضرت علیؑ نے فرمایا:

جو واپس جانے والے تھے وہ چلے گئے ہیں۔ اور میں یہاں تک رہتا ہوں کہ لاش یہاں سے جائے گی۔

انہوں نے پوچھا۔ آپؐ ہیں کون؟

حضرت علیؑ نے فرمایا:

میں براہِ رسولؐ اور دامادِ نبیؐ علیؑ ابن ابی طالبؑ ہوں۔

انہوں نے کہا۔ اچھا! میں اب پتہ چلا۔ ہم نے آپؐ کو غلط مشورہ دیا ہے۔ ہم تو آپؐ کی تلاش میں آنے والے تھے آپؐ خود چل کر ہمارے پاس آ گئے ہیں۔ ہمیں لات و طری کی قسم ہے۔ آپؐ بالکل نہ جاؤں اور کل ہماری اور آپؐ کی جنگ ہوگی۔

حضرت علیؑ نے فرمایا:

دیکھو اسلام قبول کر لو۔ ہمدردی بھی نہیں ہوتی۔

انہوں نے کہا۔ اب باتیں کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ ہمیں اپنا مطلوب مل گیا ہے۔ کل صبح میدان جنگ میں ہماری آپ سے ملاقات ہوگی۔ پھر جیسے لات دغزائی نے فیصلہ کیا ہمیں قبول ہوگا۔

حضرت علیؑ نے فرمایا،

بھیک ہے۔ وہ لوگ واپس چلے گئے۔ اور حضرت علیؑ واپس اپنے خیمہ میں آگئے۔ مصلائے عبادت بچایا اور عبادت میں مصروف ہو گئے۔ رات ڈھلی نماز تہجد سے فارغ ہوئے۔ اذان کہی۔ سپاہیوں کو جگایا اور فرمایا۔ جلدی نماز سے فارغ ہو کر زینیں کسو۔ ہمیں طلوع آفتاب سے پہلے جنگ فتح کرنا ہے۔ سپاہی مصروف کار ہو گئے۔ آدھ گھنٹہ میں اسلامی فوج تیار ہوئی اور آپؑ نے حملہ کا حکم دیا۔ شب خون ایسا کامیاب ہوا کہ وہ ابھی خواب غفلت میں سو رہے تھے کہ بارہ کا بارہ ہزار تر تیغ ہو گیا۔ صرف دو آدمی بچے جنہیں گرفتار کر لیا گیا۔ بچوں اور عورتوں کو قید کر لیا گیا۔ تمام مال و سبب لوٹ لیا گیا۔ گھروں کو منہدم کر دیا گیا۔ سورج نکلا تو بارہ ہزار کی آبادی کو سایہ فراہم کرنے والے مکانات میں سے ایک بھی موجود نہ تھا۔ ادھر فتح کا نقارہ بجا۔ ادھر جبریل صبح ہی صبح ابھی تک آنحضرتؐ مسجد نبویؐ میں تشریف فرما تھے۔ سورہ والعادیات لے گئے آگیا۔ آپؐ نے تمام مجاہد کو مسورت بھی سنائی اور فتح وادی یابس کا مژدہ بھی دیا۔

جب حضرت علیؑ واپس تشریف لائے آنحضرتؐ تین میل بیرون مدینہ استقبال کو گئے۔ حضرت علیؑ کی پیشانی کا بوسہ لیا۔ سورۃ والعادیات سنائی اور فرمایا یا علیؑ بلا جنگ گئے بغیر واپس آنے والوں کا بھی اس سورہ میں تذکرہ ہے۔ ان الانسان ربہ لکنود۔ یقیناً مخصوص فرد انسان اللہ کا کافر ہے۔

انہ علی ذلک لشہید۔ اللہ اس کا گواہ ہے۔

افلا یعلم اذا بعثر ما فی القبور و

حاصل ما فی الصدور ان رہم

یومئذ الحبیر۔

باجرہ۔

## ۱۔ جنگ وادی ذی شیب:

تفسیر فرات میں زہری سے مروی ہے کہ ایک دن نبی اکرمؐ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ حضرت علیؑ کے سوا تمام مجاہد بھی آپؐ کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ ایک مسافر عرب آیا۔ اور آنحضرتؐ کے سامنے دو زانوں ہو کر جھکا اور کہنے لگا۔

اے رسول خدا! میرے ماں باپ آپؐ پر قربان جائیں میرا سلام ہو۔

آنحضورؐ نے جواب سلام کے بعد پوچھا کہ کہاں سے آیا ہے اور کس قبیلہ سے تعلق رکھتا ہے؟  
اس نے عرض کیا کہ قبیلہ وادی ذی خشب سے آیا ہوں اور نبی شتم سے تعلق رکھتا ہوں۔  
آپؐ نے فرمایا:

تیرا اندازہ بتا رہا ہے کہ تو کوئی اطلاع دینا چاہتا ہے  
اس نے عرض کیا کہ قبیلہ آپؐ صحیح سمجھے ہیں۔ میں نبی شتم کے قریب سے گزرا ہوں وہ بھی وادی ذی خشب  
ہی میں رہتے ہیں۔ ان لوگوں نے پانچ سو ایسے جری اور بہادر تیار کیے ہیں جنہوں نے لانت و عزنی کو  
سامنے رکھ کر قسم کھائی ہے کہ وہ مدینہ میں جا کر آپؐ کو اور علیؑ کو قتل کئے بغیر واپس نہ ہٹیں گے۔  
یہ سن کر آپؐ منبر پر تشریف لے گئے۔ اور تمام صحابہ سے فرمایا کہ کیا تم نے اس عرب کی اطلاع سن لی ہے؟  
تمام نے عرض کیا کہ قبیلہ سن لی ہے۔

آپؐ نے فرمایا:  
کوئی ہے تم میں سے جو ان پانچ سو کو ٹھکانے لگا سکے آئے اور انہیں یہاں مدینہ میں بے چینی پھیلانے  
سے قبل اپنے انجام کو پہنچا دے۔

دھری نے بتایا ہے کہ مجھے جناب سلمان نے بتایا ہے کہ بھری مسجد میں سے کوئی صحابی نہ اٹھا۔  
آپؐ نے دوسری مرتبہ پھر فرمایا:

تم سب نے اس عرب کی بات سن لی ہے؟  
سب نے عرض کیا۔ ہاں حضورؐ سن لی ہے۔

آپؐ نے فرمایا:

کوئی ہے جو ان لوگوں کو اپنے ارادہ پر عمل کرنے سے پہلے دخول مدینہ سے روک لے اور ہمیں بھی بچالے۔  
جو بھی جائے گا میں محمدؐ اس کی فتح اور جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔  
کوئی صحابی نہ اٹھا۔

آنحضرتؐ آبدیدہ ہو گئے اور تیسری مرتبہ پھر پوچھا کہ کیا تم نے اس عرب کی خبر سن لی ہے؟  
سب نے کہا قبیلہ سن لی ہے۔ اتنے میں حضرت علیؑ داخل مسجد ہوئے۔ آپؐ نے آنحضورؐ کی آنکھوں سے  
ڈھلکتے ہوئے دو موتی دیکھے آگے بڑھے اپنا سر آپؐ کے قدموں پر رکھ کر عرض کیا۔  
قبیلہ اللہ آپؐ کو نہ رلائے کہیں امت کے سلسلہ میں تو کچھ نازل نہیں ہوا؟  
آپؐ نے فرمایا:

یا علیؑ امت پر جو کچھ گزر رہی ہے اگر اس کم سلسلہ میں بھی کچھ اتے تو بعید نہیں ہے۔ اس عرب نے اطلاع



ولی العصر ثلاث ولی العصر ثلاث ولی العصر ثلاث

بہاد وحیدری

ولی العصر ثلاث ولی العصر ثلاث ولی العصر ثلاث

دی ہے کہ نبی ختم نے پانچ سو جوان تیرے اور میرے مارنے کی خاطر تیار کیا ہے اور وہ مسلح ہو کر سوئے مدینہ روانہ ہیں۔ میں نے دوسرے تہہ حجاب سے پوچھا ہے۔ کہ کوئی ہے جو انہیں مدینہ میں داخل ہونے سے پہلے روک لے اور ان کو اپنے انجام تک پہنچائے۔ میں نے جنت کی ضمانت بھی دی ہے اور فتح کی بشارت بھی سنائی ہے لیکن کسی نے مجھے جواب تک نہیں دیا۔ اب یہ بھی بتا رہا ہوں کہ جو شخص اس ہم پر جائے گا جنت میں اسے بارہ محلات بھی ملیں گے۔

حضرت علیؑ نے عرض کیا: قبلہ آپ محلات کی تعریف تو فرمادیں ممکن ہے کسی کے دل میں ان کی تعریف سن کر شوق پیدا ہو جائے۔

آپ نے فرمایا:

ان محلات کی دیواریں ایک اینٹ سونے اور ایک اینٹ چاندی سے چنی ہوں گی۔ مشک و عنبر کا گارا ہو گا۔ درد یا قوت کی چسپ سے فرش ہو گا۔ زعفران کی مٹی ہو گی۔ ان محلات میں سے ہر محل کے صحن میں چار نہریں بہتی ہوں گی۔ ایک نہر دودھ کی۔ ایک شراب لہو کی۔ ایک خالص شہد کی اور ایک خالص ٹھنڈے اور میٹھے پانی کی ہو گی۔ ان نہروں کے کناروں پر نونہل غنچے کے درخت ہوں گے۔ نہروں کی زمین پر مرجان ہو گا۔ نہروں کے کناروں پر در سفید کے نیچے نصب ہوں گے ان خجروں میں ایسی عریں ہوں گی کہ ان کی پنڈلیوں کی ہڈی میں گودا نظر آئے گا۔ ہر غیبی میں چاندی کا پلنگ ہو گا۔ ہر پلنگ کے بائیں یا قوت سرخ سے بنے ہوں گے۔ ایک پلنگ پر ایک حور ہو گی۔ ہر حور پر ستر حملہ زبرد بہن سے جڑا ہوا ہو گا ہر حور کی ستر مینڈھیاں ہوں گی۔ ہر مینڈھی ایک کنیر کے ہاتھ میں ہو گی جسے وہ سنوار رہی ہو گی۔

جب آپ نے فرمایا:

صحابہ کی طرف دیکھا لیکن کوئی بھی ٹپس سے مس نہ ہوا۔ حضرت علیؑ نے عرض کیا۔ قبلہ مجھے اجازت دیں اور کوئی بھی جانے پر راضی نہیں ہے۔ آپ منبر سے اترے ڈیڑھ سو سپاہی تیار رکھے اور حضرت علیؑ کو بھیج دیا۔ ابن عباس نے عرض کیا۔ قبلہ آپ ان پانچ سو افراد کے مقابلہ میں علیؑ کو ڈیڑھ سو دے کر بھیج رہے ہیں جن کی کمان حادث ابن کبیرہ جیسا تناس کر رہا ہے جو تہما پانچ سو کا مقابلہ کرتا ہے۔

آنحضرتؐ نے فرمایا:

ابن عباس اب خاموش رہ کسی کے بولنے کی ضرورت نہیں ہے جو بھی جاتا محمدؐ کی دعا اس کے ساتھ ہوتی اور وہ فاتح ہو کر واپس آتا۔ علیؑ کے ساتھ دعا ہے علیؑ فاتح ہی ہو کر آئے گا۔

حضرت علیؑ ڈیڑھ سو سپاہی کو لے کر روانہ ہوئے۔ مدینہ سے دو منزل کے فاصلہ پر گئے تو سورج غروب ہو گیا۔ آپ نے اسی جگہ قیام کا حکم دیا۔ رات گزر گئی صبح کو حضرت علیؑ نے اذان کہی۔

ولی العصر ثلاث ولی العصر ثلاث ولی العصر ثلاث

۲۶



## جہاد حیدری

وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ

کفار نے صدائے اذان سنی اور ایک دوسرے سے کہنے لگے۔ شاید ہمارا لشکار ہمارے قریب ہی کہیں ہے۔ نماز ختم ہوئی آپ نے پرچہ دار سے فرمایا۔ علم بلند کر دے۔ جب علم بلند ہوا تو کفار نے علم دیکھ لیا اور انتہائی تیزی سے علم کی جانب بڑھے۔ جب قریب آئے اور علم دیکھا تو انہیں یقین ہو گیا کہ ہمارا سفر آسان ہو گیا ہے۔ اب مزید آگے نہیں جانا پڑے گا۔ کام بن گیا ہے۔ شاید محمدؐ اور اس کے ساتھی ہیں۔ ہم خوش نصیب ہیں کہ یہ لوگ تعداد میں بھی کم ہی ہیں۔

ان میں سے ان کا ایک غلام آگے بڑھا جو شجاعت اور ولایت میں کسی سے کم نہیں تھا۔ اس نے آواز دیے کہ کیا۔

اے جادوگر کے ساتھیو! تم میں سے جو بھی محمدؐ ہے وہ مقابلہ میں آئے ہم اسی کے لیے آرہے تھے۔

حضرت علیؑ آگے بڑھے اور فرمایا۔ تیری مال تیرے ماتم میں بیٹھے۔ محمدؐ نبی برحق ہے اور حق کی طرف سے آیا ہے تو جادوگروں کا پٹھو ہے۔

اس نے پوچھا۔ تو کون ہے؟

حضرت علیؑ نے فرمایا:

میں علیؑ ابن ابی طالبؑ محمدؐ کا بھائی اور داماد ہوں۔

اس نے کہا واقعتاً تجھے محمدؐ سے اتنا قرب حاصل ہے؟

حضرت علیؑ نے فرمایا:

ہاں یہی مقام ہے۔

اس نے کہہ پھر تو جیسا محمدؐ ویسا تو۔ ہمارے لیے تم دونوں برابر ہو۔ خواہ تو مارا جائے یا محمدؐ ہمارا ایک کام تو ہو جائے گا۔ یہ کہہ کر اس نے حضرت علیؑ پر حملہ کر دیا۔ حضرت علیؑ نے اس کا حملہ روک کر جوابی حملہ کیا اور اسے فی الہ کر دیا۔

اب حضرت علیؑ نے آواز دی۔ هل من مبارز۔ ہے کوئی جو میدان میں آئے؟

اس غلام کا بھائی جو بھائی ہی کی طرح بہادر اور دلیر تھا آگے بڑھا۔ رجز خوانی کی جواب میں حضرت علیؑ نے

بھی رجز پڑھا۔ مقابلہ ہوا اسے بھی حضرت علیؑ نے بھائی کے پاس بھیج دیا۔ اور پھر مبارز طلبی کی۔

اب حارث ابن مکبیدہ آگے بڑھا۔ رجز خوانی کی۔ لات وعزی کی تعریف میں اشعار پڑھے۔ جواب میں

حضرت علیؑ نے بھی رجز خوانی اور رسولؐ و ذاتِ احیٰ کی شان بتائی۔ مقابلہ ہوا۔ یہ بھی واصل جہنم ہوا۔

حضرت علیؑ نے پھر مبارز طلبی کی۔ حارث کا بھائی عمرو ابن ابوالفتاک مقابلہ میں آیا۔ وہ بھی اپنے چچا زاد

بھائی حارث کے پاس جہنم رسید ہوا۔ حضرت علیؑ نے پھر مبارز طلبی کی۔ اب مقابلہ میں کوئی نہ آیا۔ حضرت علیؑ

نے ان پر حملہ کر دیا۔ لڑنے والوں کو اپنے تہ تیغ کر دیا۔ پنج جانے والوں کو قیدی بنایا۔ اور واپس پلٹے۔ جبریل نے آنحضورؐ کو وادی ذی شتیب کی فتح کی اطلاع دی۔ آنحضورؐ نے بیرون مدینہ اگر استقبال کیا۔ اور فرمایا۔ یا علی! میں نے حضرت موسیٰ کی طرح اللہ سے دعا کی تھی کہ تجھے میرا زور کمزور اور میرا شریک کار بنائے۔ اللہ نے میری دعا قبول کر لی ہے۔ پھر آپ صحابہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا۔

علیؑ کی محبت میں مجھے طعنہ زنی نہ کیا کرو۔ میں اپنی طرف سے محبت نہیں کرتا مجھے اللہ کا حکم ہے کہ میں علیؑ سے محبت کروں یا در کھو۔ جو علیؑ سے محبت رکھے گا گویا اس نے مجھ سے محبت رکھی ہے۔ جو مجھ سے محبت رکھے گا گویا اس نے اللہ سے محبت رکھی ہے اور جو اللہ سے محبت رکھے گا وہ اللہ کا محبوب ہوگا جس نے علیؑ سے بغض رکھا گویا اس نے مجھ سے بغض رکھا۔ جس نے مجھ سے بغض رکھا گویا اس نے اللہ سے بغض رکھا۔ اور جس نے اللہ سے بغض رکھا وہ اللہ کا مبغوض ہوگا۔ اس کا کوئی عمل قبول نہ ہوگا۔

یقین رکھو اگر مجھے اپنی امت کے افراد کا خیال نہ ہوتا کہ وہ علیؑ کو حضرت عیسیٰؑ کا مقام دے کر اس کی عبادت کرنا شروع کر دیں گے تو میں محبت علیؑ کے وہ فضائل بیان کرتا کہ علیؑ میں گلی سے گزرتا رنگ علیؑ کی خاک چاکو تیر کا اٹھائے جاتے۔

## ۸۔ جنگ بئر الالم:

کنز الواعظین میں ابوسعید خدری اور حذیفہ ابن یمان سے مروی ہے کہ جب نبی اکرمؐ جنگ ذات السلاسل سے فاتح و کامران واپس پلٹ رہے تھے۔ تو ایک ایسے صحرا سے گزرے جہاں دور دور تک پانی کا نام و نشان نہ تھا۔ درخت تھے۔ مگر خشک ہوا کا ہر جھونکا آگ سے مل کر آنا تھا۔ گرمی کی شدت و حدت ہر لمحہ بڑھتی محسوس ہو رہی تھی۔ نہ کہیں سایہ نظر آتا تھا اور نہ سایہ دار درخت۔ زمین آگ اگل رہی تھی اور آسمان آگ برسا رہا تھا۔ آہستہ آہستہ پیاس نے ستانا شروع کر دیا۔ اور پانی کا ذخیرہ ختم ہونے لگا اور گھنٹہ بھر بھی نہ گزرتا تھا کہ پورے لشکر میں پانی کی ایک بوند تک نہ رہی۔ صحابہ کی پیاس سے زبانیں نکلنے لگیں۔

آنحضورؐ نے پوچھا۔ تمہیں معلوم ہے کہ اس صحرا کا کیا نام ہے؟

عمر بن ابی امیہ نے عرض کیا۔ قبلہ اسے وادی کثیب ازرق کہتے ہیں۔ یہاں آنے والوں کو جانے کا راستہ نہیں ملتا۔ ٹھہرنے والوں کو ایک پتے کا سایہ میسر نہیں آتا۔ اگر کوئی قافلہ آتا ہے تو نابود ہو جاتا ہے اور کوئی لشکر آتا ہے تو فنا ہو جاتا ہے۔ یہاں کسی طرف جانے کا نہ کوئی راستہ ہے اور نہ ہی آنے کی حد دیکھ سکتی ہیں۔ انسان کبھی یہاں آباد نہیں ہوئے اور جنوں نے کبھی اس جگہ کو چھوڑا نہیں۔

جب آنحضورؐ اور مسلمانوں نے یہ بات سنی تو انہیں پیاس بھول گئی اور جان کے لالے پڑ گئے۔ بعض افراد تو بچوں کی طرح بلک بلک کر رونے لگے اور کہنے لگے۔ قبلہ یہاں تو ہمارا نشان قبر بھی نہیں بنے گا انسانوں

سے تو ہم لڑتے رہے ہیں اب جنوں سے مقابلہ کون کرے گا۔ پھر سب کے سب آنحضورؐ کی خدمت میں ہاتھ جوڑ کر عرض کرنے لگے۔ قبہ نہیں یہاں سے نجات دلوائیں۔

نبی اکرمؐ نے فرمایا:

اے مسلمانو! کسی کو معلوم ہے کہ یہاں ایک کنواں ہے وہ کہاں ہے؟ میں اطلاع دینے والے کو جنت کی بشارت دوں گا۔

عمر و ابن امیہ نے عرض کیا۔

قبہ کنواں بھی مجھے معلوم ہے کہ کہاں ہے اور اس کا نام بھی میں جانتا ہوں۔ اس جگہ سے فلاں طرف اتنے فاصلہ پر کنواں ہے اور اسے تہرا لام کہتے ہیں۔ اس کا پانی تو برف سے بھی زیادہ ٹھنڈا اور لذیذ ہے۔ لیکن آج تک کوئی خوش نصیب اسے چکھ تک نہیں سکا۔ کیونکہ یہاں جنات کا قبضہ ہے اور یہ وہ جنات ہیں جنہوں نے جناب سلیمانؑ کی اطاعت سے بھی انکار کر دیا تھا۔ جو بھی پانی لینے جاتا ہے اس پر آگ کے شعلے پھینکتے ہیں۔ ہر طرف دھواں دھار کر دیتے ہیں۔ پانی کے خواہشمند دھواں میں گھر کر پانی بھول کر جان بچانے کی فکر میں پڑ جاتے ہیں۔ لشکروں کو جلا ڈالتے ہیں۔

و۔ تبع یانی اپنے لشکر کے ساتھ اترا تھا جنات نے اس کے لشکر میں سے دس ہزار سپاہی پھونک ڈالے تھے۔

ب۔ بہام ابن فارس کو بھی کنوئیں کی فتح کا شوق تھا جنات نے اس کے لشکر کے چار حصے نذر آتش کر دیئے تھے۔

ج۔ سعد ابن برزق کنوئیں کو فتح کی کوشش میں بیس ہزار سے زائد سپاہیوں سے ہاتھ دھو بیٹھا تھا۔

مقتولوں کی کھوپڑیاں شتر مرغ کے انڈوں کی طرح کنوئیں کے ارد گرد بکھری پڑی ہیں۔

آنحضورؐ نے یہ سن کر لاجل و لا فوہ پڑھا۔ پھر کہا۔ میں اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔ بے فکر ہو کر یہیں خیام لگا دو اب مزید سفر کرنے کی ہمت سوار یوں میں نہیں ہے۔ جو اللہ مناسب سمجھے گا وہی کرے گا۔

اترے کو تو مسلمان اتر گئے۔ ٹیٹھے بھی لگا دیئے۔ لیکن پیاس کے مارے برا حال تھا۔ ایک طرف خوف کی شدت تھی اور دوسری طرف پیاس کی حدت تھی۔ گرمی تھی کہ کم ہونے کا نام نہ لیتی تھی۔ ہر لمحہ انگاروں میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔

آنحضورؐ نے فرمایا:

اے مسلمانو! کوئی ہے جو کنوئیں سے پانی لائے اگر وہ اس راہ میں شہید ہو گیا یا زندہ واپس آ گیا۔ جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔

ابوالعاص ابن سربیع اٹھا اور عرض کی۔ قیلہ میں نے یہ کنواں دیکھا ہوا ہے۔ میں پہلے بھی ایک قافلہ کے ساتھ اس کنواں پر آچکا ہوں۔ اور ہم اپنے کافی ساتھیوں سے محروم ہو کر گئے تھے۔ کیونکہ وہی بچے تھے جنہیں ان کے گھوڑے ہی لے گئے تھے۔ لیکن اس وقت مسلمان نہ تھے۔ اب محمد اللہ مسلمان ہیں اور آپ حبیبنا راہبر و راہنما ہمارا نگران ہے۔ آپ اجازت دیں میں جاتا ہوں۔ آنحضرتؐ نے ابوالعاص کو ڈھیروں دعا میں دیں اور فرمایا۔ ایمان اسی طرح ہونا چاہیے جس طرح تیرا ہے۔ ہم اللہ دس ساتھی اور کچھ مشکیزے لے جاؤ اگر کامیاب ہو گئے تو فہرہا ورنہ ہمارے لیے جنات سے جنگ کرنا آسان ہو جائے گا۔ کیونکہ میں اپنی طرف سے ابتدا نہیں کرنا چاہتا۔

ابوالعاص دس صحابہ اور مشکیزے لے کر کنوئیں کی طرف چلا۔ عروان امیر بھی ان میں تھا۔ عروان کا بیان ہے کہ جب ہم کنوئیں کے قریب پہنچے تو خوفناک قسم کی آوازیں آنے لگیں۔ ہم نے تلاوت قرآن شروع کر دی ہم گے بڑھتے گئے اور آوازیں بلند تر ہوتی گئیں۔ جب ہم کنواں کے کنارے پہنچے تو ایک سیاہ دیو کنواں سے باہر نکلا جو بڑھتا چلا گیا۔ حتیٰ کہ ہمارے سروں تک چھا گیا۔ اس کا قد کھجور کی مانند اور آنکھیں انگاروں کی طرح چمکدار تھیں اور ان سے آگ کے شعلے نکل رہے تھے۔ بجلی کی گرج کی طرح اس نے ایک ایسی ہسیب آواز نکالی کہ زمین میں زلزلہ آگیا۔ ہم لرز کر بیٹھ گئے۔ اب ہمارے اندر توڑا لی کا حوصلہ بھی نہ تھا۔ ابوالعاص نے کہا۔ میرے بھائیو! موت کا قرب ہمیں قدم قدم پر اللہ کے قریب کرتا ہے۔ تم ایسا کرو واپس قافلہ میں چلے جاؤ اور مجھے ان کے پاس رہنے دو اگر میں کامیاب ہو گیا تو آجاؤں گا اور اگر کامیاب نہ ہو سکا تو میرا آخری سلام آنحضرتؐ کی خدمت میں پہنچا دینا۔

یہ کہہ کر ابوالعاص نے تلوار بے نیام کی اور دیو کی بڑھے رجز خوانی کی۔

دیو نے کہا۔ شاید تجھے معلوم نہیں کہ اس کنوئیں میں سرکش حکمرانوں کی حکومت ہے؟

کیا تجھے معلوم نہیں کہ ہم نے سلمان ابن داؤد کی اطاعت کرنے سے کھلا انکار کر دیا تھا؟

شاید تو نہیں جانتا کہ قوم عاد کو ہم نے بے موت مار ڈالا تھا؟

کاش تجھے معلوم ہوتا کہ گذشتگان میں سے جو بھی یہاں آیا ہے اس کا کیا حشر ہوا ہے؟

ابوالعاص نے کہا۔ میرے چاہنے اور جاننے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ میں صرف اتنا جانتا ہوں کہ اب

تمہارا واسطہ پہلے جیسیوں سے نہیں ہے۔ اگر خوشی براءت اطاعت نبی الانبیاء قبول کر لو تو تمہارے حق میں بہتر

ہوگا۔ ورنہ مجبور ہو کر بھی تمہیں اطاعت تو بہر صورت کرنا ہی پڑے گی۔ شاید تمہیں معلوم نہیں کہ ہم انصار خدا اور

خادمان مصطفیٰ ہیں۔ آگے سے ہٹ جا مجھے پانی لیتے دے۔ ہم تم سے لڑنا نہیں چاہتے ہمیں صرف پانی

کی ضرورت ہے۔ پانی پینے دو نہ تم ہمیں چھیڑو اور نہ ہم تمہیں چھیڑتے ہیں۔

ابھی تک ابوالعاص نے بات مکمل نہیں کی تھی کہ دیو نے ایک خوفناک آواز نکالی جس سے ہمارے دلوں



بنے دھڑکنے لگی چھوڑ دیا۔ ہم بیساختہ وہیں گر گئے۔ پھر وہ دیوار کے بڑھا اور ابوالعاص کو اپنے سینے کے نیچے دے لیا۔ ہمیں ایسے نظر آتا تھا کہ ابوالعاص اس کے مقابلہ میں اس طرح ہے جس طرح باز کے پنجہ میں چڑیا ہوتی ہے۔ چند سکینڈ ہی گزرے تھے کہ ہم نے ابوالعاص کو کونڈہ کی طرح بے جان دیکھا۔ دیوہاری نظروں سے غائب ہو گیا۔ ہم لرزتے کانپتے آہستہ آہستہ ابوالعاص کی طرف بڑھے۔ ہم قریب گئے اور دیکھا تو ایسے معلوم تھا جیسے ابوالعاص جل چکا ہو۔ ہم وہیں کھڑے ہو کر بین کرنے لگے۔ اسی اثنا میں ہمیں اس وقت پتہ چلا جب دھوئیں کا ایک طوفان کنوئیں سے برآمد ہو کر ہمارے گرد پھیلنے لگا۔ اور کنوئیں سے مختلف قسم کی صورتیں اور شکلیں باہر نکلنے لگیں۔ یہ دیکھ کر ہم تو جھاگ کھڑے ہوئے ہم روتے پیٹتے اور چیختے پھلاتے قافلہ میں آئے۔ دیکھا تو آنحضرتؐ اور صحابہ کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ ہم نے عرض کیا۔ قبلہ یہاں کیا ہوا ہے۔

آنحضرتؐ نے فرمایا:

جو خیر قسم کے آئے ہو جبریلؑ نہیں بتا گیا ہے۔ ابوالعاص کو جنات نے شہید کر دیا ہے اب ہمارے لیے ان سے جہاد جائز بلکہ واجب ہو گیا ہے۔

اکثر صحابہ تو قطر قطر کانپ رہے تھے۔ اور کچھ پریشان حال تھے۔ چند ایک مطمئن اور ابوالعاص کے غم میں نوحہ کنان تھے۔

حضرت علیؑ جو آنحضرتؐ کے حکم سے لشکر سے پیچھے رہ گئے تھے۔ اسی دوران دور سے آتے ہوئے نظر آئے آنحضرتؐ نے فرمایا۔ گھبراؤ نہیں اب مشکل کشا آگیا۔ اتنے میں حضرت علیؑ قافلہ میں پہنچ گئے۔ تمام مسلمان آپ کو دیکھ کر رونے لگے۔ نبی کریمؐ نے حضرت علیؑ کو تمام واقعہ سنایا۔ اور فرمایا۔ یا علیؑ اگر تھکان ہو تو اتار لو اور پانی لاؤ حضرت علیؑ نے عرض کیا۔ قبلہ جب مجھے آپ کی طرف سے کوئی حکم مل جاتا ہے۔ میری تھکان دور ہو جاتی ہے۔ اب میں تازہ دم ہو گیا ہوں۔ آپ اجازت مرحمت فرمائیں۔ تاکہ میں اس پیاسے لشکر کو پانی پلاؤں۔

تمام لشکر کی باچھیں کھل گئیں اور حضرت علیؑ کو دعائیں دینے لگے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ بسم اللہ یا علیؑ جاؤ۔ اور انہی صحابہ کو ساتھ لے جاؤ۔ جو ابوالعاص کے ساتھ گئے تھے۔

عمر و ابن امیہ کا بیان ہے کہ ہم حضرت علیؑ کے ساتھ روانہ ہوئے آپ نے علم ہاتھ میں لے لیا۔ اس کا پھر سیرا لہرایا اور ہمیں فرمایا اس کے نیچے آ جاؤ ہم علم کے سایہ میں پھٹنے لگے۔ ہم عداوت قرآن کریم سے تھے اور حضرت علیؑ زیر لب کچھ پڑھتے جا رہے تھے۔ حتیٰ کہ ہم تبرالام پر پہنچ گئے۔ وہاں پہنچ کر حضرت علیؑ نے باواز بلند تکبیر کی اور جاء الحق کی آیت پڑھی۔

یہ آیت سنتے ہی جیسے جنہوں میں طوفان آگیا۔ تمام کناں کھولنے لگا۔ پھر وہی جن جس نے ابوالعاص کو شہید کیا تھا۔ کنوئیں سے باہر نکلا۔ لیکن اب ہیبت اور قد میں پہلے سے کئی گنا زیادہ تھا۔ حضرت علیؑ کی طرف



بڑھ کر کہنے لگا۔

اے ہمارے گھر میں آنے والے! ہمارے پاس آنے والے! تو کون ہے؟ ہم نے آج تک کسی کو اس طرف قدم نہیں دھرنے دیا۔ شاید تجھے معلوم نہیں کہ اس طرف تو آنکھ اٹھا کر بھی کوئی نہیں دیکھنا۔ اس طرف تو بکری کو چرنے کی خاطر کوئی نہیں چھوڑتا۔ ہم نسل ابلیس سے جن ہیں۔

حضرت علیؑ نے فرمایا:

اے سرکش شیطان! جھک نہ مار۔ تجھے شاید معلوم نہیں کہ میں کون ہوں؟

آج تک جن سے بھی تیری ملاقات ہوئی ہے۔ میں ان تمام سے مختلف ہوں۔ میں نہ بکھنے والا نور خدا ہوں۔ میں گہوارے میں خطرات سے کھیلنے والا بچہ ہوں۔ میرا نام سن کر بڑے بڑے شہ زوروں کا پتہ پانی ہو جاتا ہے۔ میرے سامنے بڑے بڑے لشکروں کے قدم نہیں ٹکرتے۔ میں مظہر العجاوب علی ابن ابی طالب ہوں۔ یہ سن کر دیو نے ابوالعاص کی طرح حضرت علیؑ پر حملہ کرنا چاہا۔

حضرت علیؑ نے یہ دیکھ کر ہاشمی گرج سے اسے دور کر دیا۔ ہمیں ایسے محسوس ہوا جیسے زلزلہ آگیا ہو۔ پھر آپ نے ذوالفقار سے وار کیا۔ اور وہ حضرت دو نیم ہو گیا۔

پھر آپ نے ہمیں فرمایا: مشکیزے لے آؤ۔ قیس ابن سعد کہتا ہے کہ ہم نے اس دن حضرت علیؑ کا غصہ دیکھا آکھیں انگارہ کی طرح سرخ مخیں۔ پیشانی عرق آلود تھی۔ اسی اشنا میں ایک اور دیو کنوئیں سے برآمد ہوا ساتھ ہی دھوئیں کا بادل بھی نکلا۔ دھوئیں کے بادل سے آگ کے شعلے ہم پر برسے گئے۔ ہم آیات قرآن کی تلاوت کر رہے تھے اور حضرت علیؑ زیر لب کچھ پڑھ رہے تھے۔ پھر ہر شکل صورت میں جنات کنوئیں سے برآمد ہونے لگے۔ غول درغول خنجر بر۔ بندر۔ ریچھ۔ ہاتھی۔ شیر۔ چیتے۔ بھیڑیے اور نامعلوم کیا کیا ہم نے دیکھا۔ ہم قرآن بھی پڑھتے تھے اور کانپتے بھی تھے۔ حضرت علیؑ نے ہماری طرف دیکھا اور فرمایا: گھبرا مات۔ اب ہر لمحہ سنگین تر ہوتا جائے گا لیکن بالآخر فتح اسلام کی ہوگی۔ اور ہم صرف پانی لے کر نہیں جائیں گے بلکہ انہیں دائرہ اسلام میں بھی داخل کر دیں گے۔

ہماری آواز ہمیں نکل رہی تھی۔ ہم پینے سے شرابور تھے۔ لیکن کمال ہے کہ علیؑ کے چہرے پر پریشانی اور گھبراہٹ کا نام و نشان تک نہ تھا۔ پھر کنوئیں سے ایک عظیم شہاب ثاقب نکل کر آسمان کی طرف گیا جس کے بعد ہمارے درمیان تاریکی کا ایسا جال بچھ گیا کہ نہ تو ہم ایک دوسرے کی آواز سن سکتے تھے اور نہ ہی ایک دوسرے کو دیکھ سکتے تھے۔

حضرت علیؑ نے باواز بند فرمایا:

اے گروہ جن و شبیا ملین۔ ہم تمہاری ان رنگارنگ شکلوں سے نہیں ڈریں گے۔ بھلا خود ہی بتاؤ کیا تمہارا

خائق نے تمہیں یہ اجازت دی ہے کہ کسی مسافر کو پانی نہ لینے دو۔ یا تم نے اللہ پر بہتان باندھ رکھا ہے۔ پھر آپ نے کچھ پڑھنا شروع کیا۔ ابھی تک آپ کی تلاوت ختم نہیں ہوئی تھی کہ وہ تاریکی کا بادل یکایک چھٹ گیا۔ ہم ایک دوسرے کو دیکھ کر خوش ہو گئے۔ آگ ختم گئی۔ دھواں غائب ہو گیا۔

حضرت علیؑ نے ہمیں اپنے قریب بلایا۔ ہم کنوئیں کے کنارے پر جا کھڑے ہوئے۔ آپ نے رسی کے ساتھ ڈول باندھا۔ اور اسے کنوئیں میں لٹکایا۔ ابھی تک ڈول تہ تک نہ پہنچا تھا کہ رسی کٹ گئی اور ڈول خالی باہر آ گیا۔

حضرت علیؑ نے فرمایا:

رسی کاٹنے والے! اب باہر کر مقابلہ کر۔ ایک دیو باہر نکلا اس نے رجز خوانی کی ابھی تک وہ رجز خوانی کر رہا تھا کہ حضرت علیؑ نے تلوار کے وار سے اسے فی النار کر دیا۔ آپ نے پھر ڈول ڈالا۔ جنات نے پھر رسی کاٹ کر ڈول کو خالی باہر پھینک دیا۔ حضرت علیؑ نے پھر فرمایا۔ جس نے رسی کاٹی ہے میں اسے دعوت دیتا ہوں۔ باہر آ کر لڑے۔ پھر ایک دیو باہر آیا۔ حضرت علیؑ نے اسے بھی واصل جہنم کیا۔ پھر آپ نے ڈول ڈالا۔ جنات نے پھر ڈول کو رسی سے کاٹ کر باہر پھینک دیا۔ آپ نے پھر دعوت مبارزت دی۔ لیکن ابھی بار بار کوئی نہ نکلا آپ نے دوسری مرتبہ دعوت دی۔ پھر بھی کوئی نہ نکلا۔ آپ نے تیسری مرتبہ دعوت دی۔ کنوئیں سے آواز آئی اگر اتنے بہادر ہو تو کنوئیں میں آ جاؤ۔

حضرت علیؑ نے فرمایا:

میرا کنوئیں میں آنا تمہیں ہنگام پڑے گا۔ بہتر تھا۔ کلمہ پڑھ لیتے اور مجھے پانی لے کر جانے دیتے اندر سے کوئی آواز نہ آئی۔ حضرت علیؑ نے رسی اپنی کمر سے باندھی۔ بے نیام تلوار ہاتھ میں لی اور ہمیں فرمایا: مجھے کنوئیں میں لٹکا دو۔

ہم نے قدموں میں پڑ کر عرض کیا۔ قبلہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ کنوئیں سے باہر کیسا سونک کر رہے ہیں۔ کنوئیں کے اندر تو ان کی جا رہنیت اور بڑھ جائے گی۔ ہم کس منہ سے آنحضورؐ کو جواب دیں گے۔

حضرت علیؑ نے فرمایا:

تمہیں میرے آقا و مولیٰ کی قسم ہے۔ مجھے لٹکا دو ورنہ میں پھیلا لنگ مار دوں گا۔ جب ہم نے دیکھا کہ حضرت علیؑ باز نہیں آ رہے۔ ہم نے مجبوراً آپ کو کنوئیں میں لٹکایا۔ ابھی چند ہاتھ ہی رسی گئی ہو گی کہ انہوں نے رسی کو کاٹ دیا۔ اب ہمارے نو ہاتھوں کے ٹوٹے اڑ گئے۔ ہم بین کر کر کے رونے لگے۔ ہمیں یقین ہو گیا کہ اب حضرت علیؑ کو نہ دیکھ سکیں گے۔

کافی دیر بعد ہم نے آواز دی۔ اے ابوالحسن! ہمیں کوئی جواب نہ ملا۔ ہم نے مسلسل آوازیں دینا شروع

کرویں۔ لیکن کوئی جواب نہ آیا۔ ہم یہی سمجھے کہ حضرت علیؑ ہم سے جدا ہو گئے۔ ہم ارادہ کر رہے تھے کہ اب واپس جائیں کہ اچانک کنوئیں کے اندر سے حضرت علیؑ کی صدائے تکبیر بلند ہوئی۔ ہمیں حوصلہ ہو گیا کہ تاحال زندہ ہیں پھر ہم نے ایک شور سننا ہر طرف سے آواز آرہی تھی۔

اسے فرزند ابوطالب ہمیں امان دیں۔

حضرت علیؑ فرما رہے تھے۔ اب کلمہ کی امان۔ اب وہ وقت گزر چکا ہے۔ جب تک کلمہ نہیں پڑھو گے اس وقت تک کوئی امان نہیں۔ جب تک مجھے قسم نہ دو گے کہ آج کے بعد تاقیامت جو بھی کنوئیں سے پانی لینے آئے گا اسے تنگ نہیں کرو گے۔ اس وقت تک امان نہیں ملے گی۔

پھر یکایک خاموشی چھا گئی۔ نہ حضرت علیؑ کی آواز سنائی دیتی تھی اور نہ بنات کی۔ اسی اثنا میں کافی وقت گزر گیا کہ ہم نے دیکھا۔ آنحضورؐ چند صحابہ کے ساتھ مسکراتے ہوئے تشریف لارہے تھے۔ ہم پھر مطمئن ہو گئے کہ خیریت ہے اور سب اچھا ہے۔ اگر حضرت علیؑ کو کچھ ہو گیا ہوتا تو جبریلؑ نے ضرور اگر آنحضورؐ کو مطلع کیا ہوتا اور آپ اس طرح نہ مسکراتے۔

کنوئیں کے کنارے پر کھڑے ہو کر آنحضورؐ نے فرمایا۔ یا ابا الحسن! کنوئیں سے حضرت علیؑ نے عرض کی۔ لبیک لبیک یا رسول اللہ۔ السلام علیک یا بنی اللہ فداک ابنی داحی وروحی یا خیر الانبیاء ابھی حاضر ہوا۔ پس اب میرا کام ختم ہو چکا ہے۔ اب ہمیں پانی اپنے قافلہ میں ملے گا ہم کنوئیں کے اندر جھانک رہے تھے کہ حضرت علیؑ کو رسی سے نکالیں گے کہ ہم نے دیکھا حضرت علیؑ آنحضورؐ کے پہلو میں کھڑے مسکرا رہے تھے۔ یا علیؑ! ہمیں ہزار قتل ہوئے ہیں۔ اور جو ہمیں ہزار قبائل نے کھڑ پڑھ لیا ہے۔ حضرت علیؑ نے عرض کیا۔ قبلہ آپ پہنچ قرار ہے ہیں۔

آنحضورؐ نے صحابہ سے فرمایا۔ او واپس چلیں۔

ہم نے عرض کیا۔ قبلہ پانی لیتے آئے تھے۔ لشکر پیاسا ہے۔

حضرت علیؑ نے فرمایا:

اب ہم پانی لے کر نہیں جائیں گے۔ ہمیں وہیں پانی ملتا رہے گا۔ جب ہم قافلہ میں واپس آئے تو پورے قافلہ کے مشکیزے پانی سے پُر تھے۔

## ۹۔ جنگ قصر الذہب؛

ابن عباس سے مروی ہے کہ آنحضورؐ کے حکم سے حضرت علیؑ سرسبز و فوات الخط پر گئے۔ اور کامیاب و کامران واپس پلٹ رہے تھے کہ راستہ میں عرب کے چند لوگ آئے انہوں نے عرض کیا۔

یا علیؑ!

ہمارے قریب میدان ہیں ایک محل ہے اس میں ایک سانپ رہتا ہے۔ اس نے ہماری زندگی اجیرن کر دی ہے۔ ایک بھونک سے سب کچھ جلا ڈالتا ہے۔ اب تو اس نے راستہ روکنا بھی شروع کر دیا۔ جو مویشی جاتے ہیں انہیں نگلی لیتا ہے جو انسان جاتا ہے اسے نگلی لیتا ہے۔ ہماری زندگی موت سے بدتر ہو چکی ہے فی سبیل اللہ آپ ہمیں اس سے نجات دیں۔

جناب عاز فرماتے ہیں کہ۔

حضرت علیؑ نے فرمایا: عازر مقدارہ اور ذبیر بچے صبح تک اس محل کی پوری حقیقت سے واقفیت نہ پاسے۔ ہم حضرت علیؑ کے حکم سے گھوڑوں پر سوار ہو کر قصر الذہب کی طرف روانہ ہوئے۔ جب ہم قصر الذہب کے قریب پہنچے تو ہم نے گھوڑوں سے اتر کے قیام کا ارادہ کیا۔ اور خیال یہی تھا کہ اب دیر ہو چکی ہے۔ صبح قصر الذہب کے اندر جائیں گے۔ اب یہیں قیام کرتے ہیں۔

اس مشورہ کے بعد ہم سو گئے۔ جب صبح کو اٹھے تو ایسے معلوم ہوا جیسے قصر الذہب ہم سے تین میل دور ہٹ گیا ہے۔ جس زمین پر ہم بیٹھے تھے اسے دیکھا تو وہ مٹی نہیں بلکہ راکھ تھی۔ ہم اسی حیرت میں تھے کہ قصر الذہب کی طرف سے ایک چنگاری سی ہماری طرف بڑھی بڑھتی بڑھتی شعلہ بن گئی۔ پھر دھواں اٹھنے لگا۔ دھوئیں سے ہم تو بے دیکھ کر غرق حیرت میں غرق ہو گئے۔ ہماری آنکھیں جیسے مسخ ہو گئیں۔ پھر ہم نے دیکھا کہ کالی رات کی طرح سیاہ پہاڑ ہے جو کبھی دم کے بل اور کبھی سر کے بل کھڑا ہوتا ہے کبھی پیٹ کے بل ریگنے لگتا ہے۔ جب معاملہ ذرا واضح ہوا تو ہم نے دیکھا کہ وہ اژدہا ہے۔ جس کا سر کم از کم ہماری تو فیض سے ماورا تھا اس کا رخ ہماری طرف تھا جو ہمیں ہمارے گھوڑوں کے نتھنوں میں اس کی بوسی آتی تمام گھوڑے بدک کر جھاگ کھڑے ہوئے اب جو ہم نے محل کو دیکھا تو وہ ہمیں کوسوں دور نظر آیا۔ اور اژدہا کی آنکھوں سے نکلنے والی چنگاریوں کی گرمی ہمیں اپنے قریب محسوس ہونے لگی۔ اور دھواں ہمارے مسام میں سرایت کرنے لگا۔ ہم سب کے سب بیہوش ہو گئے جب ہوش آیا۔ تو سب نے یہی فیصلہ کیا کہ واپس چلیں اور آقا کو اس بلائے بید و ماں سے مطلع کریں۔ ہم واپس اپنے نقش پاتاش کرتے ہوئے کافی دور پیدل چلے تو جب کہیں ہمیں اپنے گھوڑے چھٹکارتے ہوئے نظر آئے گھوڑوں کی حالت ایسی تھی جیسے ان سے خون نچوڑ لیا گیا ہو۔ ہم گھوڑوں پر سوار ہوئے اور حضرت علیؑ کے پاس بڑی مشکل سے پہنچے۔

حضرت علیؑ نے ہمارے اڑے ہوئے رنگ اور موت دیدہ صورتیں دیکھ کر فرمایا۔ کیا بات ہے تمہارے جسم میں خون نظر نہیں آتا چہروں پر ہوائیاں اڑ رہی ہیں؟

ہم نے عرض کیا۔ قبلہ جو کچھ ہم پر ہوتی ہے اور جو کچھ ہم نے دیکھا ہے۔ ہماری زبان اسے بیان کرنے سے



تھکا رہے۔

حضرت علیؑ نے فرمایا:

جو کچھ بھی تم نے دیکھا ہے وہ بتاؤ میں اب ضرور جاؤں گا اور اپنی آنکھوں سے اس چیز کا مشاہدہ کروں گا۔ جس نے تمہیں موت کے کنارے پہنچایا ہے۔

ہم نے عرض کیا۔ قبلہ وہ محل نہیں ہے۔ موت کا اڈہ ہے۔ اس کے گرد اگر دھانی کی بہتات ہے وافر مقدار میں چراگاہیں ہیں۔ لیکن کوئی اس پانی اور ان چراگاہوں کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھ سکتا۔ پھر جو ہم بتا سکتے تھے بتایا۔

حضرت علیؑ نے فرمایا:

آنحضرتؐ نے مجھ سے عہد لے رکھا ہے کہ میں کبھی بھی ان کے منشورہ اور ان کے علم میں لائے بغیر تلوار بے نیام نہیں کروں گا۔ تم میں سے کوئی میرا خط آنحضرتؐ کے پاس لے جائے اور ان سے حکم لائے اگر انہوں نے اجازت دے دی تو پھر قصر الذہب کو فتح کئے بغیر مینہ نہیں جاؤں گا۔ عمرو بن امیہ نے عرض کیا۔ قبلہ یہ خدمت میں کرنے کو تیار ہوں۔ بشرطیکہ آپ ایسی دعا فرمائیں کہ میرا سفر کم سے کم ہو جائے۔

حضرت علیؑ نے فرمایا:

یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ تو ابھی مدینہ پہنچ جائے گا۔ پھر حضرت علیؑ نے حسب ذیل خط لکھا۔  
بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ علی ابن ابی طالب افضل مخلوق خدا۔ امین ذات احدیت۔ نور ہدایت اور چراغ راہنمائی کی خدمت میں عرض پر داز ہے کہ

میں عامر ابن حجاج کے قبیلہ کے پاس آپ کے حکم کی تعمیل میں گیا۔ انہیں دعوت اسلام دی۔ لیکن انہوں نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ میں نے ان کی جماعت کو پراگندہ کر دیا۔ ان سے حق خدا اور رسول وصول کر لیا۔ آپ نے مجھے حکم دیا تھا کہ کسی بھاگنے والے کا تعاقب نہ کروں۔ میں نے ایسا ہی کیا ہے۔ صرف سن رسیدہ بوڑھے ان میں سے پکڑ گئے تھے۔ یا کمسن بچے رہ گئے تھے۔

مجھے اطلاع ملی ہے کہ ان کی سرزمین کے عمدہ اور شاداب ترین علاقہ میں ایک قصر الذہب ہے۔ اس پر ایک عظیم اثر دہانے قبضہ کر رکھا ہے۔ آج تک اس سے عظیم اثر دہا نہ سنئے ہیں آیا ہے اور نہ دیکھنے میں۔ میرے خیال میں یہ جن سے اثر دہا ہے اور اس قوم کے سرکش جنات نے راستے روک رکھے ہیں بہت سی انسانی جانیں تلف کر چکے ہیں۔ میں تم قدا اور چند دوسرے صحابہ کو وہاں بھیجا تھا۔ انہوں نے اسے دیکھا تو ہے۔ لیکن اس کے قریب نہیں جاسکے۔ گھوڑے دھوئیں کی بو پا کر واپس بھاگ کھڑے ہیں۔ تمام مسلمان



غش کھا گئے تھے۔ حال رقعہ عمرو نے بھی بچشم خود اسے دیکھا ہے۔ جس وقت یہ میرے پاس آئے ہیں میں نے بلاتا خیر عمرو کو آپ کی خدمت میں بھیجا ہے۔ اب مجھے حکم فرمایا اللہ کی بے شمار رحمتیں آپ کے شامل نہیں انشاء اللہ ہر حکم میں آپ مجھے اپنا مطیع اور فرمانبردار پائیں گے۔ والسلام اور عمرو خط لے کر لشکر سے باہر آیا۔ حضرت علیؑ نے دعا مانگی طی الارض ہوا اور اسے سلمے مدینہ کے در و دیوار نظر آنے لگے۔

ادھر ذات باری کی طرف سے جبریلؑ نے اگر آنحضرتؐ کو خالق اکبر کے سلام پہنچانے کے بعد عرض کیا۔

ذاتِ احیاء کا ارشاد ہے تو نے اپنا بھائی میری امان میں دیا تھا اور وہ تاحال میری امان میں محفوظ اور

سالم ہے۔ اس نے تیرے پاس عمرو ابن امیر کو بھیجا ہے۔ اور تجھ سے جنات میں سے ایک جن شکیں اثر دیا

ہے کہ بارے میں اذن چاہا ہے۔ یہ جن قصر الذہب پر قابض ہے۔ اس نے اپنے علاقہ سے تمام قبائل

کو بھگا دیا ہے۔ کوئی ایک اس کے قریب بٹھک تک نہیں سکتا۔ وہ اس علاقہ کا تنہا مالک بنا ہوا ہے۔

اس کے ساتھ پچاس ہزار جن ہیں۔ جو موشیوں اور وحشی حیوانوں کی شکل میں رہتے ہیں۔ اگر میں چاہوں تو ایک

ملک کے ذریعہ اسے تباہ کر سکتا ہوں۔ لیکن میری مشیت یہ ہے کہ تیرے بھائی کے ہاتھوں یہ جن اپنے انجام

کو پہنچے۔ اور تاریخ اسلام میں تیرے بھائی کے لیے ایک اور باب رقم ہو جائے۔ اسے حکم دیں کہ وہ قصر الذہب

جائے۔ تنوار ساتھ رکھے۔ میری کتاب سے آیاتِ محافظہ کی تلاوت کرتا رہے۔ فتح اس کے قدم چومے گی۔

جبریلؑ یہ پیغام دے کر واپس ہوا اور عمرو ابن امیر نے وق الباب کیا آنحضرتؐ نے فرمایا۔ جاؤ عمرو کے سامنے

دروازہ کھولو۔ عمرو سامنے آیا۔ خط دیا۔ آنحضرتؐ نے حکم دیا کہ قلم کا غذا اور دوات لائی جائے۔ جب سب کچھ حاضر

ہو گیا۔ تو آپ نے حضرت علیؑ کو خط لکھنے کی خاطر امام حسنؑ کو بلایا۔ قریب بٹھایا۔ اور فرمایا۔ بیٹے اپنے بابا کو مانا کی

طرف سے خط لکھو۔

امام حسنؑ نے عرض کیا۔ قبلہ کیا لکھوں؟

آنحضرتؐ نے فرمایا:

بیٹے جیسے میں نکھواتا جاؤں ویسے لکھتے جاؤ۔

امام حسنؑ نے عرض کیا قبلہ فرمائیے۔

آنحضرتؐ نے فرمایا:

بیٹے لکھو بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ آپ کا خط موصول ہوا ہے۔ میں آپ کا مقصود سمجھ گیا ہوں۔ جو کچھ آپ

نے دشمنانِ خدا سے سلوک کیا ہے۔ اللہ اس پر بہتہ صرف راضی ہے۔ بلکہ خوش ہے۔ اور تمام واقعات

سے مجھے آگاہ کر دیا ہے۔ اب حکم خدا ہے کہ قصر الذہب کی طرف جاؤ۔ اللہ نے مجھے بتایا ہے کہ یہ

سرکش جنات کا پچاس ہزار نفوس پر مشتمل ایک گروہ ہے۔ جو مختلف نسلوں اور رنگوں میں یہاں رہ کر مخلوق

خدا کے لیے باعث اذیت بن چکے ہیں۔ آیات حکمت اور جنات سے متعلق آیات کی تلاوت کئے رکھتا۔ جنات کو جلانے والی آیات پڑھتے رہتا۔ اپنے ساتھ صرف انہی صحابہ کو رکھتا جن پر مکمل اعتماد ہو۔ والسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ نے خط عمر کو دیا۔ اور فرمایا۔ جابر بن عبد اللہ مدینہ تیرا سفر پہلے کی طرح مختصر ہو جائے گا۔ عمرو خط لے کر بیرون مدینہ آیا۔ ابھی چند قدم ہی چلا تھا کہ دیکھا سامنے حضرت علیؑ اپنے لشکر میں قبیلہ عامر ابن حجاج سے حاصل کردہ مال کی فہرست بنا رہے ہیں۔ حضرت علیؑ نے اس فہرست کو ایک طرف رکھا اور فرمایا۔ دیکھو عمرو ابن امیہ آ رہا ہے۔ اور اس کے پاس آنحضرتؐ کا نام مبارک ہے آؤ چلیں قاصد رسولؐ اور نامہ بر نبیؐ کا استقبال کریں۔ تمام صحابہ اور حضرت علیؑ اٹھ کر عمرو کے استقبال کو آگے بڑھے۔ عمرو قریب آیا۔ جھک کر زمین ادب کو بوسہ دیا۔ خط حضرت علیؑ کے سپرد کیا۔ آپ نے خط لیا۔ پہلے آنکھوں پر لگایا۔ پھر بوسہ دیا۔ پھر کھولا۔ دیکھا بیٹے کا لکھا ہوا خط تھا۔ مسرت سے آنسو جھپک پڑے خط پڑھا۔ پھر تمام صحابہ میں منادی کرائی۔ جب سب جمع ہو گئے تو فرمایا۔ سب جا کر اپنی اپنی جگہ بیٹھو تاکہ میں تم میں سے ارشاد رسالت کے مطابق اپنے ساتھیوں کی انتخاب کر لوں اور قصر الذہب فتح کرنے کی خاطر جاؤں۔ سب اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے۔ حضرت علیؑ نے۔

عمار یاسر۔ زبیر ابن عوام۔ قیس ابن سعد۔ سعد ابن عبادہ اور مقداد کو حکم دیا اپنے گھوڑے تیار کرو۔ اور میرے ساتھ چلو۔ پھر آپ نے نبی اکرمؐ کی ذرہ۔ جناب حمزہؓ کا خود۔ جعفر طیار کا کمر بند یا منہ صفا ذوالفقار ہاتھ میں لی نبی اکرمؐ کے گھوڑے پر سوار ہوئے اور منتخب کردہ صحابہ کو لے کر قصر الذہب کی طرف روانہ ہوئے۔ علم ہاتھ میں لیا۔ اس پر لکھا ہوا تھا۔ نصر من اللہ وفتح قریب۔

جب قصر الذہب کا فاصلہ ایک میل سے بھی کم رہ گیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ اب گھوڑوں سے اتراؤ۔ آپ نے ایک بالوں سے بنی ہوئی دری بچھائی اس پر تمام صحابہ کے ساتھ بیٹھ گئے۔

عمار کہتا ہے کہ جو ٹہنی ہم بیٹھے۔ ہم نے قصر کے دروازہ سے آگ کی بڑھتی ہوئی زبان دیکھی جو کبھی بلند ہوتی تھی اور کبھی نیچے آتی تھی۔ اس سے آگ کے شعلے نکل رہے تھے۔ جو چیز بھی ارد گرد تھی سب کو آگ لگ گئی۔ پھر وہ ہماری طرف بڑھنے لگی۔ حتیٰ کہ مدت ہم تک پہنچنے لگی۔ گرمی سے ہمارا پسینہ دہانہ مشک کی طرح بہنے لگا۔ پیاس بڑھ گئی۔ گھوڑے بدک کر بھاگ گئے۔ سوائے نبی اکرمؐ کے گھوڑے کے باقی تمام گھوڑے دو میل تک دور نکل گئے۔ جب حضرت علیؑ نے دیکھا تو۔

آپ نے فرمایا:

ایتما الخیل ارجعی باذن اللہ واطیعی  
امراہن عم رسول اللہ۔  
اے گھوڑا واذن باری سے واپس آؤ اور براہِ رسولؐ کا حکم مانو۔

یہ سنتے ہی تمام گھوڑے واپس آگئے۔ جو کچھ ہم دیکھ رہے تھے لمحہ لمحہ ہمارے قلبی ضعف میں اضافہ ہو رہا تھا اور خوف بڑھتا جا رہا تھا۔

حضرت علیؑ نے فرمایا:

دیکھو ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ جن ہے۔ البتہ یہ بات یاد رکھو کہ آج تم ایسے ہولناک مناظر دیکھو گے کہ اگر بچے دیکھ لیں تو بوڑھے ہو جائیں۔ اور قوم جن مجھ سے پناہ مانگنے لگے گی۔

حضرت علیؑ یہ بات کہہ رہے تھے کہ قصر کے دروازہ سے ایسا تاریک دھواں نکلا جس سے پوری فضا تاریک ہو گئی اور ہمارے دم گھٹنے لگے۔ ہم ایک دوسرے کو نظر تک نہیں آ رہے تھے ہم نے چیخا جاہا لیکن ہماری آوازیں ہمارے گلے سے باہر نہیں نکل رہی تھیں۔ یہ سلسلہ زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ رہا جو کہ لیکن جب ختم ہوا تو ہم سب بیہوش ہو چکے تھے۔ جب ہمیں ہوش آیا۔ ہم نے حضرت علیؑ کو دیکھا ان کے چہرہ پر خوف و پریشانی کی ہلکی سی کیڑ تک نہ تھی۔ البتہ غصہ سے ان کی آنکھیں لال ہو رہی تھیں۔

اس محل میں بارہ دروازے تھے۔ عمار کہتا ہے میں نے عرض کیا۔ قبضہ جو کچھ کرنا ہے ابھی کر گزریں کس بات کا انتظار کر رہے ہیں۔ حضرت علیؑ زبیر کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا۔ اب گھوڑے سے اترا۔ زبیر گھوڑے سے اترا۔ آپ نے حکم دیا اپنے ہتھیار ایک مرتبہ ابھی طرح پھر سے سنبھال لے۔ اور تلوار کو گلے میں داخل کر لے۔ آپ نے زور دے گا عامہ سر پہ رکھا اور فرمایا۔ اسے قیس تو میرے بائیں رہنما عمار سے فرمایا۔ تو میرے پیچھے چل۔ مقتدا کو حکم دیا تو میرے دائیں آجا اور دیکھو اللہ آپ لوگوں پر رحم فرمائے اب موت کے لیے تیار ہو جاؤ۔

پھر آپ نے اپنے دوسرے صحابہ سے فرمایا۔ تم لوگ زمین میں ایک گڑھا کھود کر اس میں بیٹھ جاؤ۔ آنکھیں بند رکھنا۔ تلاوت قرآن کئے رکھنا۔ کسی بھی بات سے ڈرنا مت۔ پھر آپ نے انہیں ایک جگہ جمع کیا۔ ان کے گرد سورہ طہ کا حصار کھینچا۔ پھر زبیر۔ قیس۔ عمار۔ اور مقتدا سے فرمایا۔ اب تم لوگ میرے پیچھے آؤ۔ حضرت علیؑ آگے بڑھے اور ایک ایسی بلند تکبیر کہی کہ تمام صحرا لرز گیا۔ اس وقت قصر سے ایک دیو برا مدمبرا اس نے بھی ایک آواز لگائی اسے مختلف اطراف سے مختلف زبانوں میں جواب ملنے لگے۔

پھر حضرت علیؑ آگے بڑھے اور زبیر اب کچھ پڑھنے لگے۔ اب ہم پر پیچھروں کی بارش شروع ہو گئی حضرت علیؑ اپنی ڈھال سے ہمیں اور اپنے آپ کو بچاتے ہوئے آگے بڑھنے لگے۔ لیکن آگ کے شعلوں کی گرمی سے آگے قدم بڑھانا مشکل ہو گیا تھا۔ پھر مختلف صورتیں اور شکلیں ہمارے ارد گرد پھرنے لگیں۔

جب حضرت علیؑ نے ہمیں دیکھا تو ہمارے جسم بے جان سے ہو چکے تھے۔ آپ نے فرمایا۔ تم لوگوں کو میرے حتیٰ کی قسم ہے اسی جگہ رک جاؤ اور میرے ساتھ نہ چلو۔ مجھ کو برحق نبی مبعوث کرنے والے کی قسم! میرے بغیر اس

کا مقابلہ کوئی بھی نہ کر سکے گا۔ اگر میں بچ گیا تو آپ کی فتح ہے۔ اور اگر میں واپس نہ آسکا تو نبی اکرم کو میرے سلام عرض کرتا اور یہ بھی عرض کر دینا کہ آپ کے حکم کی تعمیل میں جان دی ہے۔  
جب ہم نے یہ بات سنی تو ہمارے ہوش اڑ گئے۔ ہمیں دیوبھول گیا۔ اور ہم نے رونا شروع کیا۔ اور عرض کیا یا علی! ہم کس منہ سے آنحضرت کو یہ بتائیں گے کہ آپ آخری سلام عرض کر رہے تھے۔  
عمار کہتا ہے میں نے عرض کیا۔  
قبیلہ آپ کو معلوم ہے کہ مجھے آپ سے کتنی محبت ہے۔ میری خواہش ہے آپ مجھے اپنے قدموں سے دور نہ کریں۔

حضرت علیؑ نے فرمایا:

عمار! ایک شرط ہے؟

میں نے عرض کیا۔ قبلہ فرمائیے۔

آپ نے فرمایا:

اس شرط پر ساتھ سے جاؤں گا کہ نہ تو تلوار چلائے گا اور نہ کمان میں تیر رکھے گا۔

میں نے جب آپ کی یہ نوازش دیکھی تو عرض کیا۔ قبلہ مجھے آپ کی ہر شرط قبول ہے۔ آپ کے بعد مجھے زندگی اچھی نہیں لگ رہی۔

آپ چند قدم آگے بڑھے ہیں آپ کے ساتھ تھا۔ کبھی آپ فرماتے عمار میرے دائیں آجا کہیں اس کے وار کی زد میں نہ آجائے اور کبھی فرماتے عمار اب میرے بائیں طرف آجا وہ اس طرف سے تجھ پر وار کرنا چاہتا ہے میں تیری ڈھال بناؤں گا میں اصحاب رسولؐ پر اپنی جان نثار کرتا ہوں۔ جب ہم قصر کے قریب پہنچے۔ تو مجھے ایسے لگا جیسے ہمارے قدموں کے نیچے زمین زلزلہ میں ہے۔ ہماری طرف آگ کی ایک زبان بڑھی۔ جب ابھی طرح ہمارے قریب آگئی تو آپ نے خنجر سے وہ زبان کاٹ کر میری طرف پھینکی اس سے اتنی آگ ٹپک رہی تھی کہ میرے کپڑے جلنے لگے۔ حضرت علیؑ نے وہ آگ بجھائی اور فرمایا:

عمار تیرا تحفظ میرے لیے ایک مسئلہ بن گیا ہے۔ تو واپس اپنے ساتھیوں کے پاس جا اھر مجھے تنہا چھوڑ دے۔

میں نے عرض کیا۔ قبلہ تجھ پر رہے ہیں۔ اب میں کیسے جاسکتا ہوں۔ آپ کے ساتھ تو پھر بھی تحفظ ہے جب میں تنہا گیا تو میں ساتھیوں تک پہنچنے سے قبل مارا جاؤں گا۔

حضرت علیؑ نے فرمایا:

تو بایں تیرا تحفظ کروں گا۔



جب واپس ہوا حضرت علیؑ میرا تحفظ کرتے رہے۔ جب میں اپنے ساتھیوں کے پاس آیا تو مجھ میں بولنے کی طاقت تو بجائے خود کھڑے ہونے کی ہمت بھی نہ تھی میں گر گیا۔ اور بیہوش ہو گیا جب ہوش آیا تو دیکھا پانی میں شرابور تھا۔ مجھے ساتھیوں نے بتایا کہ تجھ پر پانی پھڑک پھڑک کر ہمیشگی تجھے ہوش میں لائے ہیں۔ میں نے کہا۔ جتنا عرصہ میں غش میں رہا ہوں۔ مجھے اتنے وقت کا حال سناؤ حضرت علیؑ نے کیا کیا ہے۔ مقدار نے بتایا کہ حضرت علیؑ اس آگ کے قریب ہونے لگے۔ جوں جوں آپ آگے بڑھتے گئے پتھروں کی بارش میں اضافہ ہوتا گیا۔ پھر حضرت علیؑ نے ایک ایسی گرجہ انجیر کی کہ ہمیں ایسے محسوس ہوا جیسے آسمان پھٹ کر زہی پر گر جائے گا۔ پھر آپ نے لا حول ولا پڑھا۔ حضرت علیؑ نے قصر الذہب کی طرف جاتے ہوئے ہم سے فرمایا تھا کہ اگر ضرورت میں واپس آ جاؤں تو فیہا ورنہ مدینہ جا کر آنحضرتؐ کی خدمت میں میرے آخری سلام کہہ دینا اور جو کچھ تم نے دیکھا ہے آنحضرتؐ کو سنا دینا۔

سعد کہتا ہے کہ جب انجیر کے بعد ہمیں ایک ذوالفقار کی چمک۔ دوسرا حضرت علیؑ کی وائیں بائیں پکرائی کلائی اور تیسرا صدائے تکبیر سنائی دیتی تھی۔ ہم دعا مانگ رہے تھے۔

بارالہا اپنا وعدہ پورا فرما۔ اپنے نبیؐ کو دُختر نبیؐ اور فرزند ان نبیؐ کے دل شہادت علیؑ سے آتش نہ فرما۔ عازد کہتا ہے کہ پھر آپ کی آواز آنا بند ہو گئی۔ ہمیں تو صرف آواز ہی کا سہارا تھا۔ جونہی آواز بند ہوئی۔ دھواں پہلے سے زیادہ بڑھنے لگا۔ حتیٰ کہ اس پورے علاقہ پر اتنا دھواں چھایا کہ ہمیں اپنا جسم تک نظر نہیں آ رہا تھا۔ ہم نے اپنے کان پوری طرح قصر کی طرف لگائے لیکن ہمیں نہ کچھ نظر آتا تھا اور نہ کچھ سنائی دیتا تھا۔

زبیر نے کہا: دیکھو اب تک آرام سے بیٹھے رہے ہو اب مناسب یہی ہے کہ آہستہ آہستہ محل کی طرف بڑھو دروازہ کھولیں اور دیکھیں کہ حضرت علیؑ کے ساتھ کیا ہو گیا ہے۔ ہم سب نے زبیر کا مشورہ پتہ کیا۔ اور آہستہ آہستہ محل کی طرف بڑھنا شروع کیا۔ جونہی ہم محل کے دروازہ پر پہنچے اور دروازہ کھولنے کا ارادہ کیا۔ دروازہ سے ایک اژدہا نکلا۔ اور ہماری طرف بڑھنے لگا۔ ہم ڈرے آتا دیکھ کر پیچھے کو بھاگے اور اپنی پہلی جگہ پر آکر دم لیا۔ اژدہا ہمارے قریب آیا۔ اور اپنے منہ سے بھکنے والی آگ سے ہمارے گھوڑوں کو جلا کر واپس چلا گیا۔ صرف سرور لیاؤ کا گھوڑا بچ گیا۔ باقی تمام گھوڑے جل گئے۔

اژدہا پھر واپس محل میں چلا گیا۔ اب ہم تقریباً حضرت علیؑ سے بائیں مایوس ہو گئے تھے۔ اور ہم سوچنے لگے کہ اب ہم کبھی حضرت علیؑ کو نہ دیکھ سکیں گے۔ یہ تصور کرتے ہی ہماری آنکھوں سے ٹپ ٹپ آسو گرنے لگے۔ پھر ہمیں ذاتِ احدیت کا آنحضرتؐ سے کیا گیا وہ وعدہ یاد آجاتا کہ میں علیؑ کو تیرے پاس صبح و سالم واپس پہنچاؤں گا یہ وعدہ یاد کر کے ہمیں کچھ حوصلہ آجاتا۔



انس ابن مالک سے مروی ہے کہ دختر نبی جناب ام سلمہ کے حجرہ میں سو رہی تھی کہ عالم خواب میں ذاتِ احدیت نے جناب زہراؑ کو قصر الذہب کا منظر دکھایا بقطر الذہب کے ہولناک مناظر اور حضرت علیؑ کو تنہا ان میں گھرا دیکھ کر جناب زہراؑ گھبرا کر اٹھیں۔ اور بدیناختہ رو رو کر کہنے لگیں۔ اے ابوالحسنؑ میری جان آپ پر قربان۔ میری جان آپ پر قربان۔

جناب ام سلمہ فرماتی ہیں کہ میں نے بہت حوصلہ دیا لیکن جناب زہراؑ کا گریہ مجھے میں نہ آیا میں نے فضلہ سے کہا۔ فضلہ جلدی مسجد میں جا اور سرور کوئین کو اطلاع دے کہ فاطمہ کی خبر لیجئے۔ جناب فضلہ نے جا کر جب آنحضرتؐ کو اطلاع دی تو آپ اتنی جلدی میں آئے کہ نعلین زیب پا کرنے کی بجائے ہاتھ میں لے لیں۔ عبادوش مبارک سے ایک طرف ڈھلک گئی۔ گھر تشریف لائے۔ دیکھا تو جناب زہراؑ کی آنکھوں سے آنسو بارش کی طرح گر رہے تھے۔ آپ قریب آئے۔ جناب زہراؑ کا سر چوہا۔ کندھے سے لگایا اور فرمایا۔ کیا بات ہے جناب زہراؑ صرف اتنا کہہ سکیں۔ بابا جان خدا کے لیے علیؑ کی امداد کیجئے کہیں میرے کسین حسینؑ یتیم نہ ہو جائیں۔ آپ کا دین تو بچ جائے گا۔ لیکن میرے یہ کسین کہاں جائیں گے۔ بابا آپ کی زہراؑ کا سہارا کون ہوگا؟

نبی اکرمؐ نے سر کا بوسہ لیا۔ اور فرمایا۔ بیٹی بھلا کیسے ہو سکتا ہے علیؑ اتنی مصیبت میں گرفتار ہوا اور جبریلؑ مجھے اطلاع نہ دے۔ میں نے علیؑ کو حکم فائق سے قصر الذہب بھیجا ہے۔ جب تک جبریلؑ نہیں آئے گا میں کچھ بھی نہیں کروں گا۔ حوصلہ رکھ میری بیچی اللہ علیؑ کا نگہبان ہے۔ میری دعائیں علیؑ کے ساتھ ہیں۔ کچھ بتا تو سہی ہوا کیا ہے بی بی نے عرض کیا:

بابا میں سو رہی تھی کہ عالم خواب میں میں نے ابوالحسنؑ کو سرکش اور باغی جنات میں تنہا کھڑا ہوا دیکھا ہے۔ وہ جنگ بھی کر رہے ہیں اور مجھے فرماتے ہیں۔ فاطمہؑ دیکھ رہی ہو میں تنہا ہوں اور یہ پچاس ہزار ہیں۔ اگر میں یہاں سے واپس نہ آسکا تو خود بھی میرا آخر سلام قبول کرو۔ حسینؑ کو بھی میری طرف سے پیار کر لینا اور اپنے بابا کو بھی میرے آخری سلام پہنچا دینا۔

بابا آپ مجھ پر ترس کھائیں میرے بچوں کی کسینی پر رحم فرمائیں علیؑ کی مدد فرمائیں وہ انتہائی تکلیف اور مصیبت میں گھرے ہوئے کسی جنگ میں میں نے علیؑ کو اس طرح مایوس انداز میں نہیں دیکھا جیسے آج دیکھا ہے۔

آنحضرتؐ نے فرمایا:

بیٹی تجھے معلوم ہے کہ میں وحی الہی کے بغیر ایک لفظ بھی نہیں کہتا اور ایک قدم بھی نہیں اٹھاتا میں وحی کے انتظار میں ہوں میرا اللہ مجھے تنہا نہیں چھوڑے گا۔

جناب حسنینؑ نے ہاتھ جوڑ کے عرض کیا۔ نانا جان آپ کو اپنی نبوت کا واسطہ آپ ہمیں ہمارے بابا تک پہنچادیں آپ کو اللہ نے اس قدرت سے نوازا ہے۔ ہمارا بابا تمہارا ہے ہم اپنی جان بابا کے قدموں میں قربان کر دیں گے۔

آنحضورؐ کی آنکھوں سے بے ساختہ آنسو بہہ پڑے دونوں شہزادوں کو اٹھا کر گود میں لیا دونوں کے منہ چومے اور فرمایا میرے بچو! تمہارے بابا تمہاری نسبت اللہ اور اس کے رسولؐ کو زیادہ عزیز ہیں۔

اتنے میں جبریل امینؑ نے آکر آنحضورؐ کو ذاتِ احدیت کی طرف سے سلام پہنچانے کے بعد عرض کیا۔ ارشاد قدرت ہے۔ فاطمہؑ میری کینر سے کہو۔ اطمینان رکھے۔ علیؑ جس طرح مدینہ سے روانہ ہوا تھا اسی سلامتی و عافیت سے واپس مدینہ آئے گا۔ میں نے فتح کو علیؑ کے قدموں میں رکھا ہے۔

سرورِ انبیاءؐ نے دست دعا بلند کر کے عرض کیا۔ بارالہا۔ میری درخواست ہے کہ اب مجھے زہراؑ اور حسنینؑ کو قصر الذہب میں علیؑ کی جنگ اس طرح دکھا کہ ہم اسے لڑتا ہوا قریب سے دیکھ سکیں۔

جبریلؑ نے آکر عرض کیا۔ ذاتِ احدیت کا ارشاد ہے۔ میرے حبیب! مجھ سے دُعا مانگنے کی کیا ضرورت ہے کائنات تیرے حکم کی تابع ہے زمین کو حکم دے وہ قصر الذہب اور مدینہ کے درمیان سے نیچے ہو جائے تو بھی دیکھ اپنی بیٹی کو بھی دکھا اور حسنینؑ کو بھی قصر الذہب کا منظر دکھا۔

آنحضورؐ سعد ابن عبادہ کے مکان کی چھت پر گئے جناب حسنینؑ اور جناب زہراؑ آپ کے ساتھ تھے۔ آپ نے زمین کو حکم دیا۔ زمین درمیان سے نیچے ہو گئی قصر الذہب ایک تیر کے فاصلہ پر نظر آنے لگا۔ آنحضورؐ نے دیکھا حضرت علیؑ درمیان میں ہیں اور گردِ جنات ہیں حضرت علیؑ بڑھ بڑھ کر حملے کر رہے ہیں۔

عمار کا بیان ہے کہ میں نے آنحضورؐ کی صدائے تکبیر بھی سنی اور ساتھ ہی یہ بھی فرماتے ہوئے سنا یا علیؑ دائیں طرف سے ایک موذی اژدہا حملہ کرنے والا ہے۔ حضرت علیؑ نے دائیں طرف حملہ کر کے اسے فی النار کیا۔ پھر ذاتِ احدیت نے ہماری آنکھوں کے سامنے سے حجاب دور کر دئے ہم بھی حضرت علیؑ کی جنگ آنکھوں سے دیکھنے لگے۔ حضرت علیؑ نے تین تکبیریں کہیں آپ کے ان ساتھیوں نے بھی تین مرتبہ اللہ اکبر کہا جو قصر الذہب سے باہر گرے مین میٹھے دیکھ رہے تھے۔

ان تین تکبیروں کے بعد آگ بجھ گئی۔ دھواں ختم ہو گیا۔ مختلف شکلوں میں کچھ افراد نظر آنے لگے۔ جو مختلف قسم کی زبائیں بولتے تھے۔ اور حضرت علیؑ دائیں بائیں تلوار سے انہیں اصل جہنم کر رہے تھے کہ یکایک ان کی طرف سے آوازیں آنے لگیں۔ امیر المؤمنین الامان۔ امیر المؤمنین الامان۔ حضرت علیؑ نے فرمایا:

امان مانگتے ہیں تم لوگوں نے بہت دیر کر دی ہے۔ اب تو امان کی صرف ایک ہی صورت ہے کہ کلہ پڑھو۔ غلوں دل سے توحید اور رسالت محمد کا اقرار کرو تو جان بچے گی۔ جنات عرض کرتے گئے۔ قبلہ آپ تلوار روکیں ہم کلہ پڑھنے کو تیار ہیں۔ پھر باقی بیچ جانے والے تمام جنات نے کلہ پڑھا۔

جناب سیدہ جناب حسین اور آنحضرتؐ یہ دیکھ کر خوش ہو گئے اور چھت سے اتر کر اپنے گھر واپس آ گئے اور حضرت علیؑ بھی قصر الذہب کو فتح کر کے اپنے اصحاب کے پاس آ گئے۔ جونہی انہوں نے حضرت کو دیکھا دوڑ کر اٹھے آپ کے قدموں میں گر کر کبھی قدم چومتے تھے اور کبھی ہاتھوں کے بوسے لیتے تھے۔ قصر الذہب کے اطراف و احوال میں رہنے والے تمام قبائل آئے انہوں نے حضرت علیؑ کا شکریہ بھی ادا کیا اور کلہ بھی پڑھا۔ حضرت تین دن تک قصر الذہب ہی میں قیام پذیر رہے تمام قبائل اگر اسلام قبول کرتے گئے۔ اس کے بعد آپ واپس مدینہ تشریف لے آئے۔

## ۱۲۔ جلندی کا قتل:

بحار میں عمار یا سر سے مروی ہے کہ نبی کریمؐ نے جب حضرت علیؑ کو عمان میں شاہ عمان جلندی کے مقابلہ میں بھیجا تو وہاں حضرت علیؑ کو کافی دن تک مصروف جنگ رہنا پڑا جب جلندی جنگ سے اکتا گیا تو اس نے اپنے لندی نامی غلام سے کہا۔ دیکھ وہ سامنے جس شخص نے سیاہ عمامہ پہنا ہوا ہے اور کمیت گھوڑے پر سوار ہے۔ اگر تو اسے قیدی بنا لائے یا قتل کر دے تو تیری شادی اپنی اس بیٹی سے کروں گا جس کی خواستگاری بڑے بڑے حکمرانوں نے کی ہے لیکن میں جواب دیدیا ہے۔

جلندی کے لشکر میں تیس ہاتھی تھے جلندی خود ایک سفید ہاتھی پر سوار ہوا اور دیگر ہاتھیوں کو لے کر حضرت علیؑ کے لشکر پر حملہ کر دیا۔ جب حضرت علیؑ کی فوج نے ہاتھیوں کا حملہ دیکھا تو گھبرا گئے۔ حضرت علیؑ نے بھی اپنی فوج کی گھبراہٹ دیکھ لی۔ آپ گھوڑے سے اترے سر سے عمامہ اتارا اور ایسی گرجا ر تکیہ کی جس سے آتے ہوئے ہاتھی جہاں تھے وہیں رک گئے۔ اور پورے میدان میں ایسی روشنی ہوئی کہ جس سے سورج کی روشنی ماند پڑ گئی۔ پھر آپ گھوڑے پر سوار ہوئے اور ہاتھیوں کے قریب جا کر ایسی گفتگو کی جسے ہم نہ سمجھ سکے۔ اس گفتگو کے بعد ہاتھی اپنے ہمدانوں کے خلاف ہو کر شکر ملندی پر ٹوٹ پڑے۔ اور اس کے لشکر کو بھگا کر اب عمان تک پہنچا دیا پھر واپس ہلٹ کر آئے اور فصیح عربی میں عرض کیا۔ اے امیر المومنین ہم آپ کو اور محمد کو پہچانتے ہیں۔ آپ کی ولایت اور محمد کی نبوت کے قائل ہیں۔ لیکن یہ سفید ہاتھی جس پر جلندی سوار ہے یہ آپ کی ولایت

اور محمدؐ کی نبوت کے قائل نہیں ہے۔

مصطفیٰ کو مانتا ہے۔ حضرت علیؑ اس کے قریب گئے تلوار سے وار کر کے اس ہاتھی کو قتل کر دیا۔ کنڈی نیچے گرا آپ نے اسے گرفتار کر لیا جو نہی آپ نے گرفتار کیا۔ مدینہ کی طرف سے سردار نیاؤ کی آواز آئی۔ یا علیؑ اپنا قیدی مجھے بخش دو۔

حضرت علیؑ نے کنڈی کو چھوڑ دیا۔

وہ حیرت سے حضرت علیؑ کی طرف دیکھ کر کہنے لگا۔ یا علیؑ! اس وقت آپ نے مجھے چھوڑ دیا ہے جب کہ آپ کو معلوم ہے کہ میں آپ کا دشمن ہوں اور آپ مجھے گرفتار کر چکے تھے؟

حضرت علیؑ نے فرمایا:

فرامدینہ کی طرف دیکھ۔ میں نے تجھے نہیں چھوڑا۔ میرے آناتے مجھے تیری سفارش کی ہے۔

کنڈی نے جب مدینہ کی طرف دیکھا تو ذاتِ احدیت نے اس کے سامنے سے جہا بات دور کر دیئے اسے بالکل اپنے قریب آنے پر مجبور کیا۔ حسینؑ اور دیگر صحابہ سونے مدینہ پر کھڑے نظر آئے جو سب جنگ دیکھ رہے تھے۔ کنڈی نے حیرت سے پوچھا۔ یا علیؑ! یہ کون ہیں؟

حضرت علیؑ نے فرمایا:

جو سامنے کھڑے ہیں اور اس کے ہاتھ دو ہتھوں کے ہاتھوں میں ہیں یہی ہمارا آقا و مولا نبیؐ کو ہیں۔ وہیں میرے حسینؑ ہیں اور ارد گرد تمام صحابہ ہیں۔

کنڈی نے کہا۔ یہ کہاں کھڑے ہیں؟

آپ نے فرمایا:

اپنے گھر۔ مدینہ کی حد پر کھڑے ہیں۔

کنڈی نے پوچھا۔ یہاں سے مدینہ کتنا سفر ہے؟

آپ نے فرمایا: چالیس دن کا سفر ہے۔

کنڈی نے کہا۔ اور یہ چالیس دن کے سفر کے فاصلہ پر اپنے گھر کھڑے ہو کر ہمیں دیکھ رہے ہیں آپ سے باتیں بھی کر رہے ہیں اور آپ ان کی باتیں سن بھی رہے ہیں؟

آپ نے فرمایا:

دیکھ لے۔ میں نے نبیؐ الہی کا حکم سن کر ہی تجھ کو چھوڑا ہے۔

کنڈی نے کہا۔ ایک مرتبہ آپ مجھے بھی ان کی آواز سنا دیں۔ تاکہ مجھے پورا اطمینان ہو جائے۔

آپ نے فرمایا: وہ تیری بات سن رہے ہیں۔ اگر انہوں نے مناسب سمجھا تو تجھے جواب دیں گے درنہ



میں انہیں مجبور نہیں کر سکتا۔

آنحضورؐ نے فرمایا:

کندی تو کس بات کا اطمینان کرنا چاہتا ہے؟

کندی حضرت علیؑ کے قدموں پر گرا اور عرض کی۔ بس یا علیؑ میرے لیے اتنا ہی کافی ہے۔ مجھے یقین ہے آپ کا دین حق ہے۔ اور آپ کا نبیؐ نبی حق ہے۔ مجھے کلمہ پڑھائیں۔

آپ نے اسے کلمہ پڑھایا؛ پھر جلدی کو قتل کیا۔ کندی کی شادی جلدی کی اسی بیٹی سے کرائی جس سے جلدی نے وعدہ کیا تھا۔ پنج جانے والے اہل عمان مسلمان ہو گئے۔ آپ نے وہاں چند آدمی مامور کئے۔ جو انہیں احکام اسلام سکھائیں اور خود واپس پلٹ کر مدینہ آ گئے۔

## ۱۲۔ قاتلان نبیؐ :-

امالی صدوق میں زید ابن علیؑ سے منقول ہے کہ ایک دن نبیؐ کو نین نماز صبح سے فارغ ہوئے تو تمام صحابہ سے فرمایا کہ تین افراد نے غلاف کعبہ ہاتھ میں لے کر لات وعزلی کی قسم کھائی ہے کہ وہ مجھے قتل کئے بغیر نہیں چھوڑیں گے۔ اور وہ اپنے اپنے گھروں سے میری طرف روانہ ہو چکے ہیں۔ اگرچہ انکی قسم جھوٹی اور ارادہ ناکام ہے لیکن تم میں سے کون ہے جو انہیں ان کے ارادہ میں ناکام کرے اور مجھ تک پہنچنے سے قتل یا گرفتار کر لے۔ اس روز حضرت علیؑ کو بخمار تھا وہ مسجد میں تشریف نہیں لائے تھے۔ کسی صحابی نے آپ کی حافی نہیں بھری سب خاموش ہو کر کھڑے رہے۔

آنحضورؐ نے فرمایا:

آج علیؑ نظر نہیں آ رہا۔

عامر ابن قنادہ نے عرض کیا۔ قبل رات سے حضرت علیؑ کو کچھ تکلیف تھی اگر اجازت دیں تو میں انہیں بلا لاؤں۔

آنحضورؐ نے فرمایا:

جیسے تیری مرضی ہو۔

عامر نے جا کر دوق الباب کیا۔ حضرت علیؑ نے سر پہ پٹی باندھ رکھی تھی۔ بخمار سے جسم پھینک رہا تھا۔ عامر نے عرض کیا۔ آپ کو سرکار رسالتؐ نے یاد فرمایا ہے۔ آپ اسی طرح مسجد میں آ گئے۔

آنحضورؐ کو سلام کیا۔ اور عرض کیا قیلہ خیریت تو ہے۔

نبی کریمؐ نے فرمایا:

یا علیؑ! تین افراد نے غلاف کعبہ پکڑ کر لات وعزلی کی قسم کھائی ہے کہ مجھے قتل کئے بغیر واپس نہیں جائیں گے۔



وہ گھروں سے روانہ ہو چکے ہیں۔ میں نے اپنے صحابہ سے کہا ہے کہ کوئی ہے جو مجھے ان سے نجات دلائے کسی نے کوئی جواب نہیں دیا۔ سب خاموش ہیں۔ میں کئی بار ان سے پوچھ چکا ہوں لیکن کوئی بھی آمادہ نہیں ہو سکا۔ جب آلہ کی خاموشی دیکھی تو تو قیاد اگیا۔

حضرت علیؑ نے عرض کیا۔ قتل ہیں جاتا ہوں۔ اگر اجازت ہو تو لباس پہن لوں۔

آپؑ نے فرمایا: یہ تو میرا لباس نہیں لو۔ یہ کپڑے ہیں یہ ذرہ ہے۔ یہ عامر ہے۔ یہ تنویر ہے۔ اور گھوڑا بھی میرا ہی ہے جاؤ۔

آنحضورؐ نے خود حضرت علیؑ کو سوار کیا، حضرت علیؑ کو گئے ہوئے تین دن گزر گئے۔ لیکن کوئی اطلاع نہ آئی جناب زہراؑ اور حسنینؑ گھبرا کر نبی اکرمؐ کے پاس آئے۔

آنحضورؐ نے فرمایا:

بیٹی گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے علیؑ ابھی آنے ہی والا ہے۔ کچھ دیر بعد حضرت علیؑ پہنچ گئے آپ کے ہاتھ میں ایک سرتقا اور دو قیدی تھے۔

آپؐ مسجد میں تشریف لائے اور فرمایا۔ یا علیؑ! تو واقعہ سنائے گا یا میں سناؤں۔

حضرت علیؑ نے عرض کیا۔ قتل آپ کی زبان سے زیادہ مناسب ہے گا

آنحضورؐ نے فرمایا:

جب تو فلاں جگہ گیا تو یہ تینوں اونٹوں پر سوار تھے۔ انہوں نے تجھے دیکھ کر تجھ سے پوچھا کہ تو کون ہے؟ اور

تو نے جواب میں انہیں بتایا کہ میں علیؑ ابن ابی طالبؑ برادر رسولؐ ہوں۔

انہوں نے کہا۔ ہم کسی رسولؐ کو نہیں جانتے۔ ویسے ہم نے تیرے متعلق کچھ سنا ہے۔ ہمارے لیے تو

اور محمدؐ ایک ہی ہو۔ اگر تجھے مار لیا تو پھر محمدؐ کا مارنا مشکل نہیں رہے گا۔ یہ کہہ کر اس مقتول نے تجھ پر حملہ کیا۔ تیرے اور

اس کے مابین کئی وار چلے۔ پھر ایک سرخ ہوا چلی اس سے آواز آئی جو میری آواز کے مشابہ تھی۔ یا علیؑ! اس کی ذرہ

بغل کے نیچے سے پھٹی ہوئی ہے۔ اسی جگہ وار کر تو نے موقع پا کر اسی جگہ وار کیا۔ پھر زرد آندھی چلی اس سے

آواز آئی یا علیؑ! میں نے اس کی ران سے ذرہ الٹ دی ہے۔ اس جگہ وار کر تو نے ران پر وار کیا۔ یہ گر گیا تو

نے اس کا سر کاٹ لیا۔ پہلی آواز جبریلؑ کی تھی اور دوسری میکائیلؑ کی تھی پھر تیجھے ان دونوں نے کہا کہ تو ہمیں قتل

نہ کر کہ ہم نے سنا ہے کہ محمدؐ بہت رحیم اور کریم ہے ہمیں اسی کے پاس بے چل جیسے وہ فیصلہ کر دے۔ ہمیں منظور

ہوگا تو نے ان کی مشکیں کس لیں اور انہیں بے کے آگیا۔

آنحضورؐ نے ایک گرفتار کو اپنے سامنے بلایا اور فرمایا۔ کلمہ پڑھ لے۔

اس نے کہا۔ میرے لیے کوہ ابو قیس کو سر پر رکھ لینا آسان ہے لیکن کلمہ پڑھنا مشکل ہے۔

والی العصر ترست والی العصر ترست والی العصر ترست

جہاد جیدری

والی العصر ترست والی العصر ترست والی العصر ترست

آنحضورؐ نے حکم دیا یا علیؑ اسے قتل کر دے۔ حضرت علیؑ نے اسے قتل کر دیا۔

پھر آنحضورؐ نے دوسرے قیدی کو سامنے بلایا اور فرمایا کلمہ پڑھ لے۔

اس نے کہا۔ اے محمدؐ مجھے بھی اپنے دونوں ساتھیوں سے ملا دو۔

ابھی تک آنحضورؐ نے اس کے قتل کا حکم نہیں دیا تھا کہ جبریلؑ نے اگر عرض کیا۔ ذات باری کا ارشاد ہے اگر یہ کلمہ نہیں پڑھتا تو اسے اس کی دنیاوی نیکیوں کے عوض دنیاوی جزا کے بطور چھوڑ دو کیونکہ یہ اپنی قوم میں بہت بڑا سخی ہے۔

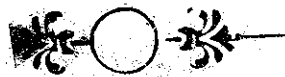
آنحضورؐ نے حضرت علیؑ سے فرمایا: یا علیؑ اسے چھوڑ دے۔

جب حضرت علیؑ نے چھوڑ دیا تو اس نے عرض کیا۔ محمدؐ! اب چھوڑنے کا کیا سبب ہے؟  
آپؑ نے فرمایا:

میرے اللہ نے مجھے اطلاع دی ہے کہ تو اپنی قوم میں سخی ہے۔ اور مشیت ایزدی یہی ہے کہ تجھے تیری اس نیکی کی جزا دینا میں مل جائے۔

یہودی نے کہا۔ کیا واقعاً آپؐ کو یہ اطلاع اللہ ہی نے دی ہے؟ آپؐ نے فرمایا۔ اگر اللہ نے نہیں دی تو بتا کس نے دی ہے۔ یہودی نے کہا واقعاً مجھے ماننا پڑتا ہے کہ یہ اللہ کی اطلاع ہے کیونکہ میری سخاوت سے خود میری قوم بھی ناواقف ہے۔ میں نے ہمیشہ رات کے وقت تاریکی میں ضرورت مندوں کی ضروریات پوری کی ہیں۔ واقعاً آپؐ برحق نبی ہیں۔

اشہد ان لا الہ الا اللہ وانک محمد رسول اللہ۔





# بعد از نبیؐ غزواتِ حیدریہ

## ۱۔ جنگِ حبل:

نبی اکرمؐ کی وفات کے بعد چھ بیس برس حضرت علیؑ خاموش گھر میں بیٹھے رہے۔ اس عرصہ میں امت مسلمہ نے جتنی جنگیں بھی لڑیں کسی جنگ میں حضرت علیؑ کو شامی نہیں کیا گیا۔ اور یہ سب کچھ سیاسی مصالح کی وجہ سے تھا۔ ابوقتیبہ دینوری کی الامامت والی سیاست کے مطابق عثمانؓ نے ملت مسلمہ کا شیرازہ اندرونی طور پر کھوکھلا کر دیا تھا۔ اور امت مسلمہ اس حد تک کمزور ہو چکی تھی کہ اس میں کوئی سکت باقی نہ رہی تھی۔

قتل عثمانؓ کے بعد حالات اتنے نازک تھے کہ ان پر کنٹرول کرنا کسی کے بس میں نہ تھا۔ چنانچہ ان کٹھن حالات میں اہل مدینہ کے انہی ارباب بسبت و کثرت نے جنہوں نے ابو بکر و عمر و عثمانؓ کی بیعت کی تھی حضرت علیؑ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ اہم المومنین عائشہؓ قتل عثمانؓ کا فتویٰ دینے کے بعد مکہ حج کو علی گئیں تھیں۔ جب مصریوں نے خانہ عثمانؓ کا گھیراؤ کر رکھا تھا تمام اہل مدینہ گھروں میں بیٹھے تھے۔ کسی نے عثمانؓ کی حمایت میں ایک لفظ تک نہ کہا تھا۔

حضرت علیؑ کو جب بیعت لینے کے لیے کہا گیا۔ تو آپؑ نے کھلے لفظوں میں انکار کر دیا۔ لیکن آپؑ کے ہاتھ کو پکڑ کر مجبور کر کے آپؑ کو بیعت لینے کی درخواستیں کی گئی ان درخواست گزاروں میں سب سے آگے طلحہ اور زبیر تھے۔

اگرچہ شیعہ ذرائع سے بھی جنگِ حبل کے واقعات موجود ہیں۔ لیکن ہم اس جگہ صرف اور صرف اہلسنت کے معروف مورخین کے منقولات میں سے مختصر سا خاکہ پیش کر رہے ہیں۔

کشف الغمہ از علی ابن عیسیٰ ابن ابی شافعہ کے مطابق جب بیعت علیؑ پر جمع ہونے والوں نے بیعت کو توڑ دیا جس کا پورا کرنا ان پر واجب تھا۔ ان لوگوں میں پیش پیش طلحہ اور زبیر تھے۔ یہی دونوں بیعت کرتے ہیں بھی

وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسَتْ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسَتْ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسَتْ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسَتْ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسَتْ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسَتْ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسَتْ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسَتْ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسَتْ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسَتْ

سب سے علی کو مجبور کرنے والے تھے اور بیعت شکنی میں بھی یہی دونوں ابتداء کرنے والے تھے۔ انہوں نے قتل عثمان کو علیؑ کے گلے میں ڈالنے کی کوشش کی۔

ام المومنین عائشہؓ جو قتل عثمان پر لوگوں کو آمادہ کرتی تھی اس کے پاس مکہ میں گئے۔ ام المومنین مکہ سے واپس مدینہ آرہی تھی راستہ میں پہلے اسے قتل عثمان کی اطلاع ملی۔ اس نے پوچھا۔ بیعت کس کی ہوتی ہے۔ بتایا گیا کہ علیؑ کی بیعت ہوتی ہے تو ام المومنینؓ نے کہا۔ عثمانؓ مظلوم قتل ہوا ہے۔ میں اس کے قتل کا بدلہ لوں گی۔

ساتھیوں نے عرض کیا۔ پہلے تو آپؐ نے فتویٰ دیا تھا کہ عثمان کو قتل کر دو۔ اب آپ قتل عثمان کے بدلہ کی بات کر رہی ہیں۔

ام المومنینؓ نے جواب دیا۔ عثمانؓ نے توبہ کر لی تھی۔ اسی شخص نے عرض کیا۔ آپ کو اس کی توبہ کا پتہ کیسے چلا جب کہ آپ فتویٰ دیکر مکہ علی آئیں۔ قتل عثمان کی اطلاع بھی آپ کو ابھی مل رہی ہے۔ کہیں بیعت علیؑ آپ کے غصہ کا باعث تو نہیں بن گئی؟ ام المومنینؓ نے کوئی جواب نہ دیا۔

اتنے میں طلحہ اور زبیر بھی آئے۔ ان کے مشورہ سے ام المومنینؓ نے مدینہ کی بجائے بصرہ کا رخ کیا۔ جب حضرت علیؑ کو اطلاع ملی کہ ام المومنینؓ طلحہ اور زبیرؓ کو جمع کر رہے ہیں۔ تو آپؐ نے ایک خطہ طلحہ اور زبیر کو مشترکہ اور ایک خطہ ام المومنینؓ عائشہؓ کو علیحدہ لکھا۔

طلحہ اور زبیر کے نام حضرت علیؑ کا مکتوب۔  
اما بعد تم دونوں اچھی طرح جانتے ہو کہ میں نے لوگوں سے اپنی بیعت کرنے کی درخواست نہیں کی تھی۔ بلکہ لوگوں نے مجھ سے بیعت لینے کی درخواست کی تھی۔ تمہیں یہ بھی معلوم ہے کہ اس سلسلہ میں مجھے کتنا مجبور کیا گیا تم دونوں بھی میرے بیعت لینے پر مجھے مجبور کرنے والوں سے تھے تم نے بھی بیعت کی ہے۔ تم جانتے ہو کہ تم دونوں نے میری بیعت بلا کسی جبر و اکراہ کے کی ہے اگر تم نے بے یقینی ہوش و حواس اور بلبلاہ و اکراہ بیعت کی تھی تو اپنی بیعت شکنی پر توبہ کر دو۔ اور اپنی موجودہ روش سے باز آ جاؤ۔ اور اگر تم نے کسی جبر و اکراہ کے پیش نظر بیعت کی تھی تو تم خود اس بات کا گویا اعتراف کر رہے ہو کہ تم نے ظاہر الحق کو تسلیم کیا لیکن باطن کو مضمر رکھا۔

اے زبیر آپ تزلزل کے شہسواروں میں شمار ہوتے ہیں۔ اے طلحہ آپ کا مہاجرین میں ایک ممتاز مقام ہے۔ اگر تم سرے سے بیعت میں داخل ہی نہ ہوتے تو تمہارے لیے داخل ہونے کے بعد نکلنے سے بہتر تھا۔ تمہارا یہ الزام کہ میں قاتل عثمان ہوں۔ تو اس سلسلہ میں آؤ مدینہ کے ان غیر جانبدار افراد کا فیصلہ قبول کر لو۔

وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسَتْ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسَتْ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسَتْ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسَتْ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسَتْ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسَتْ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسَتْ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسَتْ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسَتْ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسَتْ

جو اس وقت نہ میرے ساتھ ہیں اور نہ تمہارے ساتھ ہیں۔ پھر جس کا جتنا جرم ہوگا اسے اتنی سزا دے دی جائے گی۔

جیسا کہ آپ لوگ کہتے ہیں اگر واقعاً بقول آپ کے عثمانؓ مظلوم قتل ہوئے ہیں تو تمہیں معلوم ہے کہ عثمانؓ کے شرعی وارث موجود ہیں تم دونوں نہ تو عثمانؓ کے شرعی وارث ہو اور نہ ہی تمہارے پاس عثمانؓ کا کوئی وصیت نامہ ہے۔ پہلے تم دونوں نے میری بیعت کی۔ پھر بیعت توڑ دی۔ اور اپنی ماؤں کو چار دیواریوں میں بیٹھا کر مادرِ امت کو کھلے میدان میں لے آئے ہو۔ تم جانتے ہو کہ نص قرآن کے مطابق اللہ نے اور امت کو گھر کی چار دیواری میں رہنے کی واضح ہدایت کی ہے۔ میری طرف سے تمہیں اللہ ہی کافی ہے۔

ام المؤمنینؓ کے نام حضرت علی کا خط۔  
اما بعد آپ خانہ نبوی سے باہر آ گئی ہیں۔ اور آپ کو معلوم ہے کہ اللہ اور رسولؐ نے آپ کو اس گھر میں رہنے کا پابند کیا تھا۔ پھر آپ نے ایک ایسے معاملہ کو اپنے ہاتھ میں لیا ہے۔ جو کسی بھی لحاظ سے آپ کے فرائض سے نہیں ہے۔

آپ یہ بھی فرماتی ہیں کہ میں امت میں اصلاح کی کوشش کر رہی ہوں۔ اگر آپ واقعاً اصلاح کرنا چاہتی ہیں۔ تو آپ یہ تو بتائیں کہ یہ فوجیں کس لئے جمع کی جا رہی ہیں۔

اگر آپ قتل عثمانؓ کا بدلہ لینا چاہتی ہیں تو آپ کو معلوم ہے کہ عثمانؓ بے وارث نہیں تھے۔ اور نہ ہی آپ عثمانؓ کی شرعی وارث ہیں۔ عثمانؓ بنی امیہ سے تھے۔ اور آپ بنی تمیم ابن مرہ سے ہیں۔ آپ تقویٰ اختیار کریں۔ گھر واپس آجائیں۔ اور پردہ میں آرام سے بیٹھ جائیں۔

ان دونوں خطوط کا حضرت علیؓ کو ایک جواب ملا جو یہ تھا  
یا علیؓ! ہم کسی بھی طرح آپ کی باتوں میں نہیں آئیں گے اور نہ ہی آپ کی اطاعت کریں گے۔ آپ جو کچھ کرنا چاہیں کریں۔ جب یہ خط آپ کو ملا تو آپ نے اپنے صحابہ کو جمع کیا اور انہیں یہ خطہ دیا۔

تمہیں معلوم ہے کہ میں نے ان لوگوں کو جنگ سے باز رکھنے کی کتنی کوشش کی ہے۔ میں نے ان کی کتنی غلطیوں کی ہیں اور کتنی قسمیں دی ہیں تاکہ جنگ نہ چھڑے۔ اور یہ لوگ اس روش سے باز آجائیں۔ میری ہر منت و سماجت کے جواب میں ہر دفعہ مجھے ان کی طرف سے یہی جواب ملا۔ علیؓ اب میدان میں نکلیں۔ تمہیں معلوم ہے کہ مجھے نہ تو جنگ سے ڈرایا جاسکتا ہے نہ ہی میں کسی گھبراہٹ کا شکار ہو سکتا ہوں۔ میں وہی ابوالحسن ہوں جس نے ان کی ہر دھار کو کند کیا ہے۔ میں نے ہی زمانہ کفر میں ان کے اتحاد کو پارہ پارہ کیا تھا۔ آج بھی میری پسلیوں میں وہی دل ہے۔ اللہ کی طرف سے میرا موقف واضح اور حق ہے۔ مجھے اپنے موقف میں رائی برابر بھی شک نہیں



مجھے یہ بھی یقین ہے کہ گھر میں بیٹھ رہنے والے موت سے بچ نہیں جاتے اور موت سے بھاگ جانے والے موت کو دھکیل نہیں دیتے جو قتل ہونے سے بچ جاتے ہیں وہ بھی مضر و مہلک جاتے ہیں مجھے اس موت سے بڑا پیار ہے تو لوہار سے آئے مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! مجھے ایک ہزار زخم کھا کر مرنا بستر کی موت کی نسبت کہیں زیادہ عزیز ہے۔ اس کے بعد آپ نے دست دعا بلند کئے اور عرض کیا۔

بارالہ! طلحہ ابن عبید اللہ نے برصا و عربت میری بیعت کر کے توڑ دی ہے تو اس حقیقت سے بخوبی آشنا ہے میرے اللہ! اب اسے مہلت نہ دے اور اسے جلد از جلد اپنا انجام دکھا۔

بارالہ! زبیر ابن عوام نے خود بیعت کر کے توڑ دی ہے۔ میری قرابت کا پاس نہیں کیا میرے خلاف آتش جنگ بھڑکا دی ہے اسے یقین ہے کہ وہ حق پر نہیں ہے۔ بارالہ! تو ہی اسے سنبھال جیسے چاہے اور جہاں چاہیے۔

حضرت علیؓ دونوں لشکروں کے مابین کھڑے ہوئے تھے دونوں لشکروں میں تنہا حضرت علیؓ تھے جنہوں نے ذرہ وغیرہ کچھ بھی نہیں پہننا ہوا تھا گلے میں تیشیں تھیں۔ کتدھے پر عیا تھی۔ سر پر سیاہ عمامہ تھا۔ گھوڑے پر سوار تھے۔

جب آپ نے دیکھا کہ ام المومنین عائشہؓ کے سپاہی تیرہ زنی اور تلوار زنی پر آمادہ ہیں۔ کوئی نصیحت اور اور کوئی موعظہ ان پر اثر انداز نہیں ہو رہا۔ تو آپ لشکر ام المومنین عائشہؓ کی طرف بڑھے۔ اور باد آزدیلند فرمایا: زبیر کہاں ہے ایک مرتبہ میرے پاس آئے۔ مالک اشتر نے عرض کیا قبلہ یہ سب لوگ آپ ہی کے خون کے پیاسے ہیں اور آپ بلا اسلحہ ان کی طرف جارہے ہیں جب کہ ادھر ہر سپاہی اسلحہ سے لیس ہے آپ نے فرمایا:

مالک مطمئن رہ ان میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جو میرے سامنے ہاتھ اٹھانے کی ہمت کر سکے۔ آپ نے دوسری مرتبہ پھر زبیر کے نام آواز دی۔ زبیر فوج سے باہر آیا۔ آپ نے فرمایا زبیر تو دیکھ رہا ہے کہ میں لباس جنگ میں نہیں ہوں۔ میرے قریب آجا۔ جب زبیر قریب آگیا۔ تو

آپ نے فرمایا:

زبیر تو کیوں اس راستہ پر چل پڑا ہے؟

زبیر نے کہا۔ خون عثمان کا انتقام ہمیں اس جگہ لے آیا ہے۔

آپ نے فرمایا:

کیا تو بے سمجھتا ہے کہ جو کچھ تم کرتے رہے ہو میں اس سے بے خبر ہوں؟ کیا تو طلحہ اور ام المومنین عائشہؓ قتل

بعد از نیمی غزوات جید ربیہ

ولی العصر ثرث و لی العصر ثرث و لی العصر ثرث

عثمانؓ میں شریک نہیں ہوئے؛ ام المومنین عائشہؓ کا فتویٰ تھا کہ اس وقت موبہود تھے۔ جب عثمانؓ کے گھر کا گھیراؤ ہوا۔ ایک دو دن انہیں چالیس دن گھیراؤ رہا۔ تو اور طلحہ سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھتے رہے اور خاموش بیٹھ کر قتل عثمانؓ کا انتظار کرتے رہے۔ اگر تم قصاص عثمانؓ میں مخلص ہو تو پھر پہلے تم دونوں اپنے آپ کو نبی عثمانؓ کے پیش کر دو۔

اہم صورت یہ مغالہ اور سہ میں نے تجھے جس لیے بلایا ہے وہ اور بات ہے اور یہ ہے کہ میں اللہ کی قسم دے کر کہتا ہوں۔ کیا تجھے وہ دن یاد ہے۔ جب نبی اکرمؐ نے تجھ سے پوچھا تھا: زبیر کیا تجھے علیؓ سے محبت ہے؟

اور تو نے کہا تھا۔ قبلہ علیؓ میرا خالہ زاد بھائی ہے مجھے علیؓ سے محبت میں کیا رکاوٹ ہو سکتی ہے؟ اس وقت آنحضرتؐ نے تجھ سے فرمایا تھا کہ ایک دن تو علیؓ کے خلاف صف آرا ہوگا اور تو ناجی ہوگا؛ زبیر نے کہا۔ مجھے وہ دن بھی یاد آ رہا ہے اور یہ بات بھی یاد آ رہی ہے۔ حضرت علیؓ فرمایا:

میں تجھے اس اللہ کی قسم دے کر کہتا ہوں جس نے اپنے حبیب پر قرآن نازل کیا ہے اور جو مبعود کیا ہے۔ کیا تجھے وہ دن یاد ہے۔ جب آنحضرتؐ ابن عوف کے پاس سے تشریف لائے تھے تو ان کے ساتھ تھا۔ تیرا ہاتھ آنحضرتؐ کے ہاتھ میں تھا۔ میں نے سامنے آکر آنحضرتؐ کو سلام کیا تھا۔ وہ کہیں مجھے دیکھ کر مسکرا دیئے تھے اور میں آنحضرتؐ کو دیکھ کر مسکرا دیا تھا۔ اور تو نے کہا تھا۔ قبلہ؛ علیؓ کبھی طعنہ سے باز نہیں آتے آنحضرتؐ نے تجھے فرمایا:

زبیر ایسی بات نہ کر علیؓ کبھی طعنہ نہیں کرتا۔ تو ایک دن علیؓ کے خلاف مجاہد اُرائی کرے گا اور تو ناجی ہوگا؛ زبیر نے کہا:

بالکل مجھے وہ دن ابھی طرح یاد ہے۔ اب میں آپ کے مقابلہ میں نہیں لڑوں گا اور میں ابھی ابھی شکر سے نکل جاؤں گا۔ زبیرؓ سر جھکا کر واپس آیا۔ ام المومنین عائشہؓ نے پوچھا۔ زبیر کیا بات ہے؟ زبیر نے کہا۔ مجھے پوری زندگی میں کبھی شک نہیں ہوا۔ لیکن آج علیؓ کے مقابلہ میں مشکوک ہو گیا ہوں۔ لہذا میں اس جنگ سے دست بردار ہوں۔ یہ کہہ کر زبیر صفوں سے نکل کر چلا گیا۔ مدینہ کی طرف آ رہا تھا۔ بنی تمیم کے ایک فرد عمر دان جرموز کے ہاں مہمان ٹھہرا جب سو یا تو عمرو نے یہ کہہ کر اسے قتل کر دیا کہ۔ امت مسلمہ کو دو سخت کر کے ان کے درمیان آتش جنگ کو بھڑکا کر اب خود یہاں آرام سے سو رہا ہے اور کہتا ہے کہ میں غیر جانبدار ہوں۔ مگر غیر جانبدار ہے تو پھر یہ جنگ کی لگ کس نے بھڑکا کی ہے؟ ام المومنین کو گھر سے کون یہاں لایا ہے؟ اور علیؓ کی ہر مصالحتانہ پیشکش کو کس نے ٹھکرایا ہے۔

طلحہ کو مروان نے موقع پاکر جنگ کے دوران تیر مارا وہ وہیں قتل ہو گیا۔

ام المومنین عائشہؓ کے لشکر سے عبداللہ نامی ایک شخص نکلا اور جرنوائی کرتے ہوئے حضرت علیؓ کو دعوت جنگ دی۔ حضرت علیؓ اس کے مقابلہ میں آئے اور اسے قتل کیا۔ آپؐ واپس لشکر میں پلٹ رہے تھے کہ پیچھے سے آواز آئی یا علیؓ کہاں جاتے ہو آپؐ نے پلٹ کر دیکھا تو ابن ابی خلف خزامی کھڑا تھا۔

حضرت علیؓ نے فرمایا:

اے تم کہاں آگئے؟

ابن ابی خلف نے کہا:

میدان میں آیا ہوں اور آپؐ سے لڑنے آیا ہوں۔

حضرت علیؓ نے فرمایا:

ابن ابی خلف میں تجھے اس ننگہ اس انداز میں بات کرتے ہوئے دیکھ کر حیران ہو رہا ہوں۔

ابن ابی خلف نے کہا۔ یا علیؓ اس میں حیرت کی کیا بات ہے۔ آپؐ باتیں کرنا چھوڑیں اور مقابلہ پر آئیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا اتم میں سے جو بھی آئے گا میں کبھی پہل نہیں کروں گا پہلے دار پر دفاع کروں گا اور دوسرے دار پر حملہ کروں گا۔ میں نہ پہلے لڑنا چاہتا تھا۔ اور نہ اب لڑنا چاہتا ہوں۔ اگر تجھے شوق ہے تو بسم اللہ پورا کرے۔ ابن ابی خلف نے حملہ کیا۔ آپؐ نے وار دیکھا پھر دوسرے حملہ میں اس کا دایاں ہاتھ کاٹا۔ دوسرے وار میں بائیں ہاتھ کاٹا۔ اور تیسرے وار میں سر تن سے جدا کر دیا۔ پھر گھسالی پہلے لڑائی شروع ہو گئی۔ جو کتب تاریخ میں پوری تفصیل سے مذکور ہے۔

اس عالم پیری میں بھی حضرت علیؓ نے خود جا کرام المومنین عائشہؓ کے اونٹ کے پاؤں کاٹے۔

مطالب السؤل میں محمد ابن طلحہ شافعی نے لکھا ہے کہ۔ ام المومنین عائشہؓ کی فوج میں تیس ہزار اور حضرت علیؓ کی فوج میں بیس ہزار سپاہی تھے۔ ام المومنین عائشہؓ کی فوج سے سولہ ہزار سات سو نوے قتل ہوئے اور حضرت علیؓ کی طرف سے ایک ہزار ستر شہید ہوئے۔ جنگ ختم ہوئی آپؐ نے ام المومنین عائشہؓ کو انتہائی احترام سے محل میں سوار کر کے مدینہ بھیج دیا۔ شرح فقہ اکبر کے مطابق ام المومنین عائشہؓ جنگ محل کو یاد کر کے روتی رہتی تھیں۔

## ۲۔ جنگ صفین:

مقام جنگ۔ صفین۔ سنہ جنگ ۳۵ھ۔ مدت جنگ۔ چار ماہ۔ ذیقعد۔ ذی الحجہ۔ محرم۔ صفر۔ ابن جوزی کے مطابق لشکر امیر المومنینؑ۔ اسی ہزار۔ لشکر معاویہؑ۔ ایک لاکھ بیس ہزار۔

بدری صحابہ لشکر امیر المومنینؑ میں شامل تھے۔ ان کی تعداد ستاسی تھے۔ جن میں سے سترہ مہاجر اور سترہ انصار تھے۔

معروف صحابہ جو جنگ صفین میں لشکر معاویہ کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ عمار یاسر۔ ہاشم ابن غنیمہ۔ خزیمہ ابن ثابت اور یس ترقی دیگر صحابہ حضرت علیؑ کے ساتھ اٹھا رہے تھے۔ ان میں سے نوے وہ صحابی تھے جو بعیت رضوان سے مشرف ہوئے تھے۔ حضرت علیؑ کے لشکر سے کل پچیس ہزار شہید ہوئے۔ لشکر معاویہ سے ستر ہزار قتل ہوئے۔ ایک سو بیس دن کی اس جنگ میں ستر جنگیں ہوئیں۔

چونکہ ان جنگوں کو صرف شجاعت حیدریہ کے ذریعہ پیش کیا جا رہا ہے اس لیے ہم اختصار کو مد نظر رکھ رہے ہیں۔ ورنہ مذکورہ جنگوں میں ہر جنگ کے لیے ایک علیحدہ جلد کی ضرورت ہے اور مورخین کی یہ کاوش پیچھے سے موجود ہے۔ جنگ صفین بھی ہم مختصر اکتب اہل سنت ہی سے پیش کر رہے ہیں۔ مقدمات جنگ۔ جنگ کا پس منظر اور پیش منظر۔ محرکات جنگ وغیرہ ہر شے سے گریز کر کے ہم صرف ایام پیری میں حضرت علیؑ کی شجاعت پیش کرتے ہیں۔

کمال الدین نے اپنی جنگ صفین نامی تالیف میں لکھا ہے کہ جب دونوں صفین آراستہ ہو گئیں۔ تو معاویہ کی طرف سے معروف شجاع محزان ابن عبدالرحمن نے سامنے آکر مبارز طلبی کی۔ حضرت علیؑ کے لشکر سے مؤمل ابن عبید مرادی مقابلہ میں آیا رد و قرح کے بعد مؤمل محزان کے ہاتھوں شہید ہو گیا۔ محزان نے مؤمل کا سر کاٹ کر اسے زمین پر رگڑا اور اندھا رکھ دیا۔ پھر محزان کے مقابلہ میں مسلم ابن عبدالربہ آیا محزان نے اسے بھی شہید کیا اور اس کا سر بھی کاٹ کر زمین پر رگڑ کر اندھا رکھ دیا۔

جب حضرت علیؑ نے محزان کی یہ خباثت اور شقاوت دیکھی تو آپ خود اس کے مقابلہ میں آئے محزان آپ کو پہچانتا نہیں تھا۔ ایک دو وار کے بعد حضرت علیؑ نے اسے اپنے کینہ کر دار کو پہنچایا گھوڑے سے اترے اس کا سر کاٹا اور سیدھا رکھ دیا۔ پھر باری باری معاویہ کے لشکر سے بہادر آتے گئے اور حضرت علیؑ ان کے سر کاٹ کر آسمان کے رخ سیدھے رکھتے گئے۔ حتیٰ کہ سات سروں کی ایک قطار لگ گئی۔

حضرت معاویہ کا حرب نامی غلام تھا جس سے اسے بہت محبت تھی۔ معاویہ نے حرب سے کہا اس سے نجات دلا تو خود جا۔

حرب نے کہا۔

حضرت معاویہ میں اسے جانتا تو نہیں ہوں۔ لیکن اس کا انداز بتا رہا ہے کہ اگر ایک ایک کر کے تیرے لشکر سے لگ اس کے مقابلہ میں جاتے رہے تو تیرے سوا کوئی نہ رہے گا۔ مجھے معلوم ہو رہا ہے کہ میں اگر گیا تو قتل ہو جاؤں گا۔ جیسے آپ کا حکم ہو۔ میں تمہیں کے لیے حاضر ہوں۔ معاویہ نے کہا ذرا ٹھہر میں کسی اور کو بھیجتا ہوں۔ حضرت علیؑ



بعد از نبی غزوات حیدریہ

وَالِي الْعَصْرِ تَرَسْتُ وَالِي الْعَصْرِ تَرَسْتُ وَالِي الْعَصْرِ تَرَسْتُ

وَالْعَصْرِ ثَمَانِينَ وَالْعَصْرِ ثَمَانِينَ وَالْعَصْرِ ثَمَانِينَ وَالْعَصْرِ ثَمَانِينَ وَالْعَصْرِ ثَمَانِينَ

پھر حضرت علیؑ نے باواز بلند فرمایا:  
معاذیہ لوگوں کو نہ مرواؤ تم خود آ جاؤ میں اور تم مقابلہ کر لیں جو مارا جائے گا۔ دوسرا بلا مشرکت غیرے حکمران ہو  
گا اور یہ نزاع ختم ہو جائے گا۔

عمر و عاص نے کہا :  
معاویہؓ علیؓ نے بات انصاف کی ہے ۔  
حضرت معاویہؓ نے کہا ۔

تو نے مجھے کبھی غلط مشورہ نہیں دیا۔ آج کیا تو حکومت شام کا خواب تو نہیں دیکھ رہا۔ معاویہؓ نے عمرو ابن داؤد سے کہا۔ جا کیا دیکھ رہا ہے علیؓ مقابلہ کے لیے بلا رہا ہے۔ عروہ مقابلہ میں آیا۔ لیکن زیادہ دیر نہ لگی کر اپنے انجام کو پہنچ گیا۔ ایک دن حضرت علیؓ نے اپنے کو اُٹھائی بنا لیا۔ اور میدان جنگ میں مبارز طلبی کی۔ غلطی سے عمرو ابن عامر مقابلہ میں آگیا۔ حضرت علیؓ نے اسے آنا دیکھ کر گھوڑے کو ایڑ لگا دی۔ عمرو سمجھا کہ مجھ سے ڈر گیا ہے اس نے تعاقب میں گھوڑا ڈال دیا۔ اور جزو خانی کرنے لگا۔ آج تو اگر علیؓ بھی مقابلہ میں آتا تو میں اسے قتل کے بغیر نہ چھوڑتا۔ یہ سن کر حضرت علیؓ نے گھوڑے کی باگ موڑی اور فرمایا۔ عمرو اگر تو علیؓ ہی کو مارنا چاہتا ہے تو پھر آئیں ہی علیؓ ہوں یہ سن کر عمرو کے ہوش اڑ گئے۔ اور اس نے گھوڑے کو دوسری طرف بھگا دیا۔ حضرت علیؓ نے تعاقب کر کے گھوڑا پیچھے لگایا۔ اور پیچھے سے نیزہ کا دار کیا۔ نیزہ ذرہ میں اٹک گیا۔ جونہی حضرت علیؓ نے نیزہ نکالنے کی خاطر جھٹکا دیا۔ عمرو گھوڑے سے گر گیا۔ اور گرتے ہی الٹ ہو کر کپڑا اٹھا دیا۔ حضرت علیؓ نے منہ دوسری طرف پھیر لیا اور واپس آگئے معاویہؓ یہ سارا منظر دیکھ رہا تھا۔ معاویہؓ کا منہ منہس منہس کر رہا حال ہو گیا۔ جب عمرو پیچھا اور معاویہؓ کو ہنستا دیکھا تو کہنے لگا کہ کیا بات ہے؟ معاویہؓ نے کہا۔ اگر علیؓ کی جگہ کوئی اور ہوتا تو وہ پیچھے سے نیزہ گزار ہی دیتا لیکن یہ علیؓ کی جیادتی کہ تویح کر آگیا ہے۔

حضرت معاویہؓ کا ایک پہلوان بصر ابن ارطاة بھی تھا۔ (اس سے صحاح ستہ میں کافی احادیث مروی ہیں۔ مترجم اثیر جازوی) اس نے اپنے غلام سے مشورہ لیا کہ علیؓ کے مقابلہ میں جانے کے لیے تیرا کیا مشورہ ہے؟ غلام نے کہا اگر تو آپؐ زندگی سے اکتا چکے ہو تو پھر بسم اللہ۔ اور اگر آپ اس خواہش میں جاتا چاہتے ہیں کہ ممکن ہے آپ علیؓ

الى العصر ثم شتة الى العصر ثم شتة الى العصر ثم شتة الى العصر ثم شتة ٢٥٤

<http://fb.com/ranajabirabbas>



بعد از نبی عز و ات جید ریب

وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ

کو مارکیں گے یہ خیال انتہائی خام ہوگا۔ بسر نے کہا۔ تعجب ہے تو مجھے موت سے ڈرا رہے ہو موت ہی ہے کوئی بلا تو نہیں مرنے کا تو بہر صورت ہے ہی تمہارے نہیں تو بستر پر یہ کہہ کر بسر مقابلہ کے لیے میدان میں آگیا حضرت علیؑ نے جب اسے اپنے مقابلہ میں دیکھا تو آپ نے حملہ کیا۔ بسر پہلے حملہ ہی میں گھوڑے پر نہ ٹھہر سکا زمین پر گر گیا۔ جب بسر کو اپنا انجام نظر آنے لگا تو فوراً اوندھے منہ ہو گیا اور کپڑا ہٹا دیا۔ حضرت علیؑ نے منہ پھیر لیا اور پلٹے گئے۔ بسر جب سیدھا کھڑا ہوا تو اس کے سر سے خود گر گیا۔ جب شیعیان علیؑ نے دیکھا تو عرض کیا۔ قبلاً یہ تو بسر تھا۔ اسے تو کسی حالت میں نہیں چھوڑنا چاہئے تھا۔

آپ نے فرمایا:

دفع کرو۔ جو طریقہ جان بچانے کا ان لوگوں نے اختیار کیا ہے وہ انہی کو مبارک ہو مجھ سے بے شرمی نہیں ہو

سکتی

حضرت معاویہؓ کو دیکھ کر ہنسنے لگے۔ اور بسر شرمانے لگا۔ معاویہؓ نے کہا بسر شرمانے کی کوئی بات نہیں ہے تو پہلا شخص نہیں بلکہ تجھ سے پہلے عمرو عاصؓ بھی اسی ذریعہ سے جان بچا کر آیا ہے۔ بسر عمر کو دیکھ کر اور عمرو بسر کو دیکھ کر کہنستا تھا۔ حضرت علیؑ کے لشکر میں سے ایک نوجوان نے کہا۔

اے شامیو! تمہیں شرم ہے تو چلو پھر پانی میں ڈوب مرنے چاہیے۔ عمرو عاصؓ نے تمہیں جان بچانے کا تیار کر رکھا یا ہے۔ پھر اس نے یہ اشعار پڑھے۔

افى كل يوم فارس ذو كرى مهة - کیا جنگ کے ہر دن تمہارے جنگو بہادر اسی طرح لڑیں گے کہ اس کی شرمگاہ بھرے میدان میں غواہی معائنہ کے لیے کھلی ہوگی۔

یکف لها عنه على سنانہ - اور ہر بہادر سے علیؑ اپنا تانا ہوا نیزہ اس حالت میں روک لے گا اور ویضحک منها فی الخلا معاویہ

فیا سوئہا من حالة مستهانة - حضرت معاویہؓ خیمہ میں تنہا بیٹھ کر۔ یہ نہی قہقہے لگاتے یہیں گے لعنت ہو اس قوانین آمیز ایسی بری صورت حال پر جس کی رسوائی تا قیامت نہ ملے گی۔

فقولا لعنوا بن او طاة ابصرا - اب عمرو عاصؓ اور بسر ابن ارقاطی سے کہہ دو کہ اب بنی سبیلکما لا تلقیا اللیث ثانیہ

دوسری مرتبہ کبھی شیر کے سامنے نہ آنا

فلا تحمدا الا الحیا وفرجا کما - تم دونوں اور کسی کا شکریہ ادا نہ کرنا اگر شکریہ ادا کرنا تو بیک

ہما کانتا واللہ للنفس واقیہ علی کے جیاء

اور اپنی شرمگاہوں کا شکریہ ادا کرنا انہی دو چیزوں نے تمہیں دوسری زندگی دی ہے۔

اگر تمہاری شرمگاہ کی نمائش اور علیؑ کی جیاء دو چیزیں نہ ہوتیں تو تم نیزہ سے بچ نہیں سکتے تھے اور یہ تو تمہیں معلوم ہے کہ علیؑ کو کبھی دوسرا دار کرنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔

قلوا سہا کم تنجوا من سبائہ وتلك بما فیہا عن العود ناہیہ

حضرت عثمانؓ کا ایک غلام تھا جس کا نام امیر تھا وہ میدان میں مبارز طلبی کے لیے آیا۔ مقابلہ میں حضرت علیؑ کی فوج سے ایک مجاہد آیا۔ عثمانؓ کے غلام نے نیزہ کے دھارے سے شہید کر دیا۔ یہ دیکھ کر حضرت علیؑ خود آگے بڑھے اس نے تلوار سے وار کرنا چاہا۔ آپؐ نے ڈھال پر تلوار کو روک کر تلوار اس کے ہاتھ سے چھین لی اس کی ذرہ بین ہاتھ ڈال کر گھوڑے سے اٹھایا اور زمین پر ریخ دیا اس کی ہڈیاں پھینچ کر ٹوٹ گئیں۔

معاویہؓ کا حریت نامی غلام بڑا بہادر تھا معاویہؓ نے اسے کہا علیؑ سے بچ کے رہنا۔ جب حضرت علیؑ کے مقابلہ میں کوئی آنے پر تیار نہ ہوا تو آپؐ نے لباس اور گھوڑا بدل لیا۔ اور میدان میں آگئے۔ عمرو عاصؓ نے پہچان لیا کہ علیؑ تھے جو اجنبی بن کر کھڑے ہیں۔ عمروؓ نے حریت غلام سے کہا۔ اس جوان کا مقابلہ کر۔ حریت مقابلہ میں آیا حضرت علیؑ کے ایک دار سے کھوپڑی اڑ کر دور جا گری۔ بعد میں جب معاویہؓ کو پتہ چلا کہ حریت کو عمروؓ ہی نے علیؑ کے مقابلہ میں عدا بھجیا تھا تو معاویہؓ عمرو عاصؓ سے کہا کرتے تھے حریت کا قاتل تو ہے۔

ایک مرتبہ عباسؓ ابن ربیعہؓ مقابلہ میں آیا معاویہؓ کی طرف سے مقابلہ کے لیے غزاد ابن ادمؓ نکلا اور بڑے تکبر سے کہنے لگا۔ عباسؓ اور عباسؓ مقابلہ کرو گے؟

عباسؓ نے کہا تو کیا تو گھوڑے سے اڑ کر مقابلہ کرے گا؟

غزاد نے کہا۔ کیوں نہیں جیسے تو کہے دیتے ہیں دونوں اپنے اپنے گھوڑوں سے اترے مقابلہ شروع ہوا کوئی ایک دوسرے کو زیر نہ کر سکا کافی دیر کے بعد عباسؓ کو غزاد کی ذرہ بین ایک شکاف نظر آیا۔ عباسؓ نے اسی شکاف پر وار کر کے اسے دو ٹکڑے کر ڈالا۔

حضرت معاویہؓ نے اعلان کیا جو شخص اسے قتل کرے گا میں اسے اتنا انعام دوں گا۔ میں سے نبیؐ کے دشمن آگے بڑھے اور کہنے لگے ہم اسے قتل کریں گے۔

حضرت معاویہؓ نے کہا۔

جاؤ جو پہلے قتل کر کے آیا انعام اسی کو دوں گا۔ دوسرے کو بھی محروم نہیں کروں گا جب دونوں عباسؓ کے سامنے

آئے اور دعوت جنگ دی تو عباس نے کہا۔ میں جب تک اپنے آقا سے اجازت نہیں لوں گا۔ اس وقت تک نہیں لڑوں گا۔

انہوں نے کہا۔ پھر جا اور اجازت لے کے آ۔

عباس چلا گیا۔ حضرت علیؑ سے اجازت مانگی۔ آپ نے فرمایا۔ تو اسی خیمہ میں بیٹھ رہنا لباس۔ اسلحہ۔ اور گھوڑا مجھے دے وہ دو ہیں ان کا مقابلہ میں خود کروں گا۔ حضرت علیؑ نے عباس کا لباس پہنا اسی کے گھوڑا پر سوار ہو کر میدان میں آئے جب لڑیوں نے دیکھا تو انہوں نے عباس ہی سمجھا کہنے لگے۔ بن گیا ہے؟ حضرت علیؑ نے فرمایا۔ ہاں آگیا ہوں مقابلہ شروع ہوا۔ پہلے ایک آدمی سامنے آیا۔ اس نے وار کیا حضرت علیؑ نے اس کا وار خالی دے کر اس کے پیٹ پر عرضاً وار کیا جس سے وہ دو نیم ہو گیا۔ لوگوں نے سمجھا کہ علیؑ کا وار خالی کیا ہے۔ لیکن جب گھوڑے نے ایک قدم اٹھایا تو وہ شخص دو حصے ہو کر گر گیا۔ گھوڑا بدک کر حضرت علیؑ کے لشکر میں آگیا۔ پھر دوسرا آگے بڑھا۔ اسے بھی حضرت علیؑ نے بلاتا خیر اپنے ساتھی کے پاس پہنچا دیا۔ اس کے بعد حضرت علیؑ نے عام حکم دیا یہ وہ حملہ تھا جو تمام رات جاری رہا۔ اور لڑائی ہوتی رہی۔ اسی رات کو لیلۃ الہریر کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ تنہا حضرت علیؑ نے اس رات پانچ سو شامیوں کو قتل کیا۔ یہ وہ سنگین رات تھی جب صبح ہوئی اور لاشوں کو گنا گیا تو اس رات کے مقتولین کی تعداد چھتیس ہزار تھی۔

جابر انصاری سے مروی ہے کہ اسی رات ذوالفقار بار بار بیڑھی ہو جاتی تھی اور حضرت علیؑ فرماتے تھے اگر جبریل امین اور رسول عالمین نے اس تلوار کی تعریف میں لاسیف الاذوالفقار نہ کہا ہوتا تو ان میں اس سے جنگ نہ کرتا۔ بار بار اسے سیدھے کرنے میں میرا کافی وقت لگ جاتا ہے۔ دوسرے دن بھی جنگ جاری رہی دوسری رات بھی شدت جنگ میں فرق نہ آیا۔ حتیٰ کہ مسلسل جنگ چار دن اور تین راتیں رہی۔ معاملہ یہاں تک پہنچ گیا کہ نہ کسی کے پاس نیرہا نہ کمان رہی۔ نہ نیزہ رہا نہ تلوار رہی۔ نہ ہاتھوں میں سکت تھی نہ قدموں میں طاقت رہی دونوں فریق ایک دوسرے کو کھڑے دیکھتے تھے اور کوئی کسی پر حملہ کرنے کی ہمت نہ رکھتا تھا۔ اتنی شدت کے باوجود بھی ہم نے حضرت علیؑ کے چہرے پر نہ ٹھکاوٹ کے آثار دیکھے اور نہ گہلیں پریشانی نظر آئی۔

جب معاویہؓ نے اپنی فوج کی بد حالی دیکھی تو اس نے اشعث ابن قیس کنذی البجر کے بہنوئی کو خفیہ پیغام بھیجا کہ تجھ سے ابھی تک کچھ نہیں ہو سکا۔ ادھر ہماری فوج کا بڑا حال ہے۔

ادھر معاویہؓ نے فوج کو حکم دیا کہ نیزوں پر قرآن بلند کرو۔ پانچ سو قرآن نیزوں پر بلند کیا گیا۔ اشعث نے حضرت علیؑ سے کہا اب قرآن کا فیصلہ ہوگا۔

## حضرت علیؑ اور قرآن؛

اس سلسلہ میں کتب اہلسنت کے مطابق جتنی آیات حضرت علیؑ کے حق میں نازل ہوئی ہیں انہیں ایک الگ کتاب علیؑ اور قرآن میں جمع کیا گیا ہے جسے والی العصر ٹرسٹ رتہ متہ نے شائع کیا ہے ملاحظہ فرمائیں۔

## نبی الانبیاء اور شہادت حضرت علیؑ کی پیشگوئی؛

۱۔ امالی میں شیخ صدوق نے امام رضاؑ کے ذریعہ حضرت علیؑ سے روایت کی ہے کہ ایک دن رسول کو نبیؐ مسجد نبویؐ میں منبر پر ماہ رمضان کی فضیلت بیان فرما رہے تھے۔ میں نے عرض کیا۔ قبلہ اس ماہ میں افضل الاعمال کونسا عمل ہے؟

آپؐ نے فرمایا:

یا علیؑ! افضل الاعمال محرمات الہیہ سے پرہیز ہے۔ یہ فرما کر آپؐ رونے لگے۔

آنحضورؐ نے فرمایا:

یا علیؑ! میں دیکھ رہا ہوں کہ اسی ماہ رمضان میں تیرا خون بہایا جائے گا۔ مجھے وہ بے نصیب اس وقت بھی نظر آ رہا ہے آپؐ مصروف نماز ہیں سجدہ سے سر اٹھا رہے ہیں اور وہ سنون مسجد کی اوٹ سے نکل کر آپؐ کے سر پر حملہ کر رہا ہے آپؐ کی ریش مبارک خون سے رنگین ہو گئی ہے۔

میں نے عرض کیا۔ قبلہ! میں دین و ایمان پر ہوں گا؟

آنحضورؐ نے فرمایا:

یا علیؑ! تو دین و ایمان پر ہوگا۔ یا علیؑ! جو تجھے قتل کرے گا گویا اس نے مجھے قتل کیا ہے۔

جو تجھے بغض رکھے گا گویا اس نے مجھ سے بغض رکھا ہے۔

جو تجھے سب کرے گا گویا اس نے مجھ سے سب کیا ہے۔

کیونکہ تو میرا نفس ہے۔ تیری روح میری روح کا برہنہ ہے۔ تیری طبیعت میری طبیعت کا حصہ ہے۔

اللہ نے تجھے اور مجھے ایک نور سے پیدا کیا ہے۔

اللہ نے مجھے نبوت کے لیے اور تجھے امامت کے لیے منتخب کیا ہے۔

یا علیؑ! تیری امامت کا منکر گویا میری نبوت کا منکر ہے۔

یا علیؑ! تو میرا وحی میرے بیٹوں کا باپ ہے۔ اور میری بیٹی کا شوہر ہے۔

یا علیؑ! تو میری زندگی اور میرے بعد میری امت کا خلیفہ ہے۔

تیرا امیر ام اور تیری نبی میری نبی ہوگی۔

۱۔ میں اس ذات کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس نے مجھے برحق مبعوث برسات کیا ہے اور جس نے افضل کو نبی قرار دیا ہے تو مخلوق خدا پر محبت خدا ہے۔ تو اسرار الہیہ کا امین ہے اور بندگان خدا پر خلیفہ خدا ہے۔

۲۔ فرقتہ الثری میں عبد الکریم ابن طاووس نے ابن عباس کے سلسلہ سند سے نبی کو نبی سے روایت کی ہے کہ ایک دن سرور انبیاءؑ نے حضرت علیؑ سے فرمایا:

یا علیؑ میری اور میرے اہلبیت کی محبت ذات احدیت نے ارض و سما پر پیش کی۔ سب سے پہلے آسمان ہفتقم نے ہماری محبت کو قبول کیا اللہ نے اسے عرش و کرسی سے مزین کیا۔ دوسرے نمبر پر چوتھے آسمان نے قبول کیا اسے اللہ نے بیت المعمور سے آراستہ کیا۔ تیسرے نمبر پر آسمان اول نے قبول کیا اسے اللہ نے ستاروں کا صحن عطا فرمایا:

چوتھے نمبر پر وادی حجاز نے قبول کیا اللہ نے اسے بیت اللہ سے نوازا۔ پانچویں نمبر پر سرزمین شام نے ہماری محبت کو قبولیت کی سعادت بخشی ساتویں نمبر پر سرزمین عراق نے قبول کیا اسے اللہ نے تیسرے جسم کا امین قرار دیا حضرت علیؑ نے عرض کیا:

قبلہ کیا میں عراق میں دفن ہوں گا؟

آنحضورؐ نے فرمایا:

ہاں یا علیؑ دادی نجف تیرا مسکن ہوگی کوفہ میں تجھے عبد الرحمن ابن ملجم میری امت کا شقی ترین شخص شہید کرے گا۔ ۳۔ مناقب میں ہے جنگ خندق میں جب عمرو بن عبد ود کی ضرب سے حضرت علیؑ کا سر زخمی ہوا تو آنحضورؐ نے حضرت علیؑ کے سر پر پٹی باندھی آپ کے آنسو ٹپک پڑے اور فرمایا۔ یا علیؑ! کاش میں اس وقت بھی ہوتا جب تیری یہ ریش تیرے سر کے خون سے رنگین ہوگی۔

۴۔ سبط ابن جوزی نے تذکرۃ الخواص میں روایت کی ہے کہ احمد نے بتایا ہے کہ ایک دن افضل الانبیاءؑ نے فرمایا یا علیؑ کیا تجھے معلوم ہے کہ اولین و آخرین میں سے بد نصیب ترین شخص کون ہے؟

حضرت علیؑ نے عرض کیا:

قبلہ! اللہ اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔

آپؐ نے فرمایا:

یا علیؑ جو تیرے سر کے خون سے تیری ریش کو خضاب کرے گا وہ کائنات کا بدترین بد نصیب ہوگا۔

۵۔ خصال صدوق میں منقول ہے کہ جنگ نہروان کے بعد ایک یہود نے حضرت علیؑ سے مسجد کوفہ میں سوال کیا یا علیؑ کیا آپ واقعا دھمی نبی ہیں؟



حضرت علیؑ نے فرمایا:

میرے علاوہ کسی اور نے آج تک یہ دعویٰ نہیں کیا۔

رائس الیہود نے عرض کیا۔ یا علیؑ ہر نبی کے وہی پرسات امتحانات حیات نبی میں اور سات وفات نبی کے بعد آتے ہیں۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ حیات نبی میں آپ پر کون کون سے سات مصائب آئے۔ اور وفات نبی کے بعد کون سے سات مصائب آئے۔

حضرت علیؑ نے حیات نبی میں سات امتحانات گنوائے۔ پھر وفات نبی کے بعد چھ مصائب گنوا کر اپنے صحابہ سے نصیحت کرائی اور فرمایا۔ ساتواں ابھی باقی ہے۔ اور وہی ساتواں امتحان میرا اور میری زندگی کا آخری امتحان ہوگا۔ اس کے بعد مجھے کوئی نہ دیکھ سکے گا۔

رائس الیہود یہ سن کر رو دیا۔ انہیں رونادیکھ کر ہم بھی رونے لگے۔ ہم نے عرض کیا قبیلہ ممکن ہے رائس الیہود کو تو اشارہ سے معلوم ہو گیا ہو لیکن انہیں معلوم نہیں ہوا آپ مہربانی فرما کر ہمیں بھی بتادیں۔

آپ نے فرمایا:

میری یہ ریش میرے سر کے خون سے خضاب ہوگی۔

رائس الیہود نے فوراً کلمہ پڑھ لیا۔ اور مسجد کو فرمیں رہنے لگا۔ حضرت علیؑ کی شہادت کے وقت وہ مسجد ہی میں موجود تھا۔ ضرب کے بعد جب ابن ملجم بھی انہی میں تھا۔ آپ نے ایک مرتبہ ابن ملجم کو واپس کیا۔ وہ دوسری مرتبہ آیا۔ آپ نے دوسری مرتبہ بیعت لیے بغیر واپس کر دیا۔ وہ تیسری مرتبہ آیا۔ آپ نے تیسری مرتبہ واپس کر دیا وہ چوتھی مرتبہ پھر آیا۔ آپ نے بیعت لی اور بیعت لیتے وقت فرمایا۔ بخدا میری یہ ریش میرے خون سے خضاب ہوگی۔ جب ابن ملجم واپس جانے لگا تو آپ نے یہ ارشاد پڑھے۔

۵۔ ارشاد مفید میں عامر ابن وائل سے مروی ہے کہ کوفہ میں حضرت علیؑ نے لوگوں کو بیعت کے لیے جمع کیا۔ جب لوگ بیعت کرنے لگے تو ابن ملجم بھی انہی میں تھا۔ آپ نے ایک مرتبہ ابن ملجم کو واپس کیا۔ وہ دوسری مرتبہ آیا۔ آپ نے دوسری مرتبہ بیعت لیے بغیر واپس کر دیا۔ وہ تیسری مرتبہ آیا۔ آپ نے تیسری مرتبہ واپس کر دیا وہ چوتھی مرتبہ پھر آیا۔ آپ نے بیعت لی اور بیعت لیتے وقت فرمایا۔ بخدا میری یہ ریش میرے خون سے خضاب ہوگی۔ جب ابن ملجم واپس جانے لگا تو آپ نے یہ ارشاد پڑھے۔

۱) موت کے لیے کمر بستہ ہو جا۔

اشدد حیا ز یماتک للموت

موت تجھے ملاقات کے رکھے گی۔

فان الموت لا یمیکا

۲) جب موت تیرے صحن میں قدم رکھے۔

ولا تجزع من الموت

تو پھر اس سے ڈرنے کی ضرورت نہیں۔

اذا حل بوا دیکا

۶۔ ارشاد ہی میں امینؑ سے مروی ہے کہ جب ابن ملجم بیعت کر کے واپس جانے لگا تو حضرت علیؑ نے اسے

[illegible]

امام حسنؑ نے عرض کیا۔ قبلہ نیرہ دن گزر گئے ہیں۔

اے امیر المومنین سترہ دن رہ گئے ہیں۔

حضرت علیؑ نے فرمایا: میں سب کچھ جاننے کے باوجود بھی تجھے کچھ نہیں کہہ سکتا کیونکہ ابھی تک تو نے اس کتاب جرم نہیں کیا۔ اچھا ایک بات بتا۔ بچپن میں تیری دایہ یہود یہ تھی۔  
ابن محمدؑ نے عرض کیا۔ یہود یہی تھی۔

۸۔ ارشاد ہی میں نبی کاندہ کے بوڑھوں سے مروی ہے کہ ہم نے مسجد کوفہ میں بیٹس سے زیادہ مرتبہ حضرت علیؑ کی کو بیہ کہتے ہوئے سنا تھا وہ کہاں گیا جو نازہ صالح کے قتل سے بھی زیادہ سیاہ بخت ہے تاکہ میری ارشیں کر میرے سر کے خون سے خضاب کر دے۔



ولی العصر ثرثث ولی العصر ثرثث ولی العصر ثرثث ولی العصر ثرثث ولی العصر ثرثث ولی العصر ثرثث ولی العصر ثرثث ولی العصر ثرثث ولی العصر ثرثث ولی العصر ثرثث ولی العصر ثرثث ولی العصر ثرثث



# شہادت، وصیت اور غسل و جنازہ

سنہ ۱۹ء ماہ رمضان شب جمعہ مسجد کوفہ میں ابن ہشیم نے نماز صبح کے نوافل میں سجدہ سے سر اٹھانے کے بعد سر پر تلوار سے وار کیا جس سے آپ زخمی ہوئے اور تیسرے دن ۲۱ ماہ رمضان کو رحلت فرمائی ابن ہشیم کے ساتھ کوفہ میں تعاون کرنے والے چار افراد تھے جن میں سے تین مرد اور ایک عورت تھی۔  
مرد: وردان ابن بجالد - شیبیب ابن یحیوہ اور ابو یکر کا بہنوئی اشعث ابن قیس تھے۔ اور عورت قطام بنت اخضر تھی۔

یہ وہی اشعث ہے جس نے جنگ صفین کو اپنے منطقی انجام سے پہلے فوج حضرت علیؑ میں پھوٹ ڈال دی تھی۔ اور میں ہر راسپاہی کو آمادہ کیا تھا کہ اگر حضرت علیؑ معاویہ کے صلح پر تیار نہ ہو تو علیؑ کو قتل کر دیا جائے۔ پھر اسی اشعث نے لوگوں کے ذہنوں میں یہ بات ڈالی کہ علیؑ کی طرف سے نالی ابوبکرؓ کے وہی ہم قبول کریں گے پھر یہی اشعث ہے جس نے حکیم قبول کرنے پر حضرت علیؑ کے خلاف پروپیگنڈہ کیا اور غار رخ کو حضرت علیؑ سے جنگ پر آمادہ کیا۔ ابوبکر کا بہنوئی اشعث ہی تھا جس نے ابن ہشیم کو اپنے گھر مہمان رکھا اور اس نے خلیفہ رسولؐ کو محراب مسجد میں بحالت نماز شہید کیا۔

۶۵ برس -

وقت شہادت عمر حضرت علیؑ :

مکہ میں اعلان نبوت سے پہلے

مکہ میں اعلان نبوت کے بعد

مدینہ میں آنحضرتؐ کے ساتھ

مدینہ میں آنحضرتؐ کے بعد

کوفہ میں سنداقتدار پر

مزار مبارک

۱۴ برس { مکہ میں کل زندگی ۲۴ برس }

۱۳ برس

۱۰ برس

۶ برس

۵ برس

۲ برس { مدینہ میں کل زندگی ۳۶ برس }

۶۵ برس { کل زندگی ۶۵ برس }

کوفہ کی پشت پر کوہ طور اور کوہ جودی کے مابین وادی نجف میں -

وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسُثٌ

## وصیت:

منجملہ دیگر وصایا کے ایک وصیت یہ بھی تھی کہ نشان قبر ظاہر نہ کیا جائے۔ ابتدا میں کسی کو معلوم نہ تھا عباسی دور حکومت میں امام صادقؑ کی نشان دہی پر مزار کو ظاہر کیا گیا۔ پہلے محمد بن زید نے مختصر سی چار دیواری بنائی پھر عضد الدولہ نے مزید وسعت دیکر پر عظمت و زیارت گاہ تعمیر کرائی۔  
آنحضرتؐ کی خاطر حضرت علیؑ نے اپنی زندگی کی پہلی جنگ مکہ میں ۱۶ برس کی عمر میں کی۔  
باب خیر کو ۲۹ برس کی عمر میں اکھیڑا۔

## غسل:

جناب حسینؑ نے غسل دیا۔ اور محمد حنفیہ نے آب غسل مہیا کیا۔  
حیات نبیؐ میں کفار سے برسر پیکار رہے اور شہادت رسولؐ کے بعد ناکشیں۔ مارتین۔ اور منافقین سے  
نبرد آزار ہے۔

## کیفیت شہادت:

یوں تو مورخین نے شہادت حضرت علیؑ پر پردہ ڈالنے کی خاطر واقعات کی تراش خراش میں کافی غریزی کی ہے اور شہادت حضرت علیؑ کو خارجی سازش قرار دیا ہے۔ اس سلسلہ میں تین خارجیوں کا نام بھی لیا جاتا ہے کہ انہوں نے خلاف کعبہ کو کپڑے کھائی تھی۔ حضرت علیؑ عمر وعاص۔ اور معاویہ ہر سہ کو قتل کریں گے اور منصوبہ کے مطابق انیس ماہ رمضان کی رات طے پائی تھی۔

لیکن جب ایک منصف اور حقیقت پر نگہران واقعات کا جائزہ لیتا ہے تو اسے یہ سب کچھ خود ساختہ کہانی نظر آتی ہے۔ اور حقیقت بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ یہ خارجی سازش نہ تھی بلکہ اس سازش کی جڑیں کہیں اور تھیں۔ حیرت کا مقام ہے کہ قسم کھانے والے تین افراد میں سے صرف ایک کامیاب ہوتا ہے اور دوسری طرح ناکام ہوتے ہیں کہ انیس ماہ رمضان کی صبح کو معاویہ کے پیٹ میں درد ہو جاتا ہے۔ وہ سرے سے مسجد میں نماز پڑھنے ہی نہیں آتا۔ اور عمر وعاص پر در کیا جاتا ہے لیکن دار اوچھا پڑتا ہے۔ اور زہر چک جاتا ہے۔ اس کے بعد قسم کھانے والے صفحات تاریخ سے مرٹ جاتے ہیں اور پھر کبھی انہیں اپنی وہ قسم یاد تک نہیں آتی۔

اشعث ابن قیس کندی کا کردار مختصر ہی آپ دیکھ چکے ہیں کہ جنگ صفین میں حضرت علیؑ کے سانحہ ہونے

وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسُثٌ

کے باوجود معاویہؓ کے لیے کام کرتا ہے۔ اور معاویہ سے مربوط ہے۔ امام حسنؑ کے حالات میں دیکھیں گے کہ ابوبکرؓ کی بھانجی اور اپنی لخت جگر بیٹی جعدہ کو مدینہ میں خود اشعثؓ ہی شام سے زہر پہنچانے گیا تھا۔ تاریخ کربلا میں دیکھیں تو محمد ابن اشعثؓ یزیدی دربار سے گہرے تعلقات کا حامل نظر آئے گا۔

کیا یہ سب اتفاقات ہیں؟ یہ بھی اتفاق ہے کہ قطام بنت انضر ابن ملجم سے حتی مہر میں علیؑ کا سر مانگتی ہے یہ بھی عجیب اتفاق ہے کہ قطام دس ماہ رمضان سے مسجد کوفہ میں اعتکاف کے لیے خیمہ لگا کر بیٹھی ہے؟ یہ بھی اتفاق ہی ہے کہ شبیب ابن جبرہ اور ابن ملجم کے ساتھ اشعثؓ انیس ماہ رمضان کی رات کو قطام کے خیمے میں باہم ملاقات کرتے ہیں۔

یہ بھی اتفاق ہے کہ اشعثؓ پوچھتے ہی ابن ملجم سے کہتا ہے کہ کام جلدی ختم کر صبح رسوا کر دے گی۔ اور محمد بن عدی یہ بات سن لیتا ہے۔

یہ ایک سازش تھی جس کے آلہ کار خارجی تھے۔ اور خارجی اپنی خارجیت کا معاوضہ اموی دست خزان سے لیتے تھے۔ بہر صورت ہم واقعہ شہادت کو جیسے کوفہ میں پیش آیا ہے۔ تھوڑے سے سیاق کے ساتھ پیش کر رہے ہیں چونکہ اسے کوفہ میں اپنے گروہ کو بھی تحفظ دینا تھا۔ اور حصول مقصد تک کوئی ٹھکانا بھی بنانا تھا اس لیے یہ قطام بنت انضر پر فریفتہ ہو جاتا ہے۔ قطام کا باب انضر جنگ نہروان میں حضرت علیؑ کے ہاتھوں فی النار ہوا تھا قطام اپنے باپ کے غم میں سیاہ پوش ہو کر سوگوار بنی ہوئی تھی!

ابن ملجم قطام سے شادی کی درخواست کرتا ہے۔  
قطام جواب میں کہتی ہے۔ میرا حق مہر بہت زیادہ ہنگام ہے تو ادا نہیں کر سکے گا۔  
ابن ملجم کہتا ہے۔ تو مانگ کیا حق مہر مانگتی ہے؟  
قطام نے کہا:

مجھے تین ہزار درہم ایک نوکر اور علیؑ کا سر چاہیے۔ (اگر پہلے سے ایک دوسرے کے ساتھ شناسائی نہ ہو تو بھلا کون ایسی حرکت کر سکتا ہے کہ مملکت اسلامیہ کے حکمران کا سر مہر ہیں مانگے۔ قطام کو کیا معلوم تھا کہ ابن ملجم میری اس بات کو لازم میں رکھے گا۔ مترجم)

ابن ملجم نے کہا۔ مجھے منظور ہے۔

قطام نے نبی تیم الرباب کے ایک فرد و رواہن مخال کو بلایا۔ اسے ابن ملجم سے تعاون پر آمادہ کیا ورنہ آمادہ ہو گیا۔ قطام مسجد کوفہ میں اعتکاف میں جا بیٹھی۔ انیس ماہ رمضان کی رات وردہ شبیب اور ابن ملجم تینوں قطام کے پاس اس کے خیمہ میں آئے۔ قطام نے انہیں تحفظ کی خاطر ریشم کے تین ٹکڑے ہسیا کئے جو انہوں نے اپنے سینوں پر باندھے۔ تلواریں لٹکائیں اور خیمہ سے باہر نکل آئے۔



٤٦٨ إلى العصر ثرثث وإلى العصر ثرثث وإلى العصر ثرثث وإلى العصر ثرثث

وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ

لیکن میں بیٹھا رہا۔ کچھ دیر کے بعد امام حسن دوبارہ دروازہ پر آئے اور فرمایا کیا آپ کے مولیٰ نے آپ کو جانے کے لیے نہیں فرمایا؟

میں نے عرض کیا۔ قبلہ! جن کے پاؤں ساتھ دیتے تھے وہ چلے گئے ہیں۔ لیکن میرا نہ تول جانا پرکادہ ہو رہا ہے اور نہ ہی ٹانگیں ساتھ دے رہی ہیں۔ آپ مجھے ایک مرتبہ زیارت کی اجازت لے کر دیں۔ امام حسن اندر گئے۔ پھر باہر آکر فرمایا۔ آپ تشریف لے آئیں۔ میں اندر گیا۔ آپ کی ریش مبارک اب رنگین نہیں تھی شاید بیٹیوں ہی نے خون صاف کیا ہوگا۔ میں اپنے پر قابو نہ رکھ سکا اور بے ساختہ رونے لگا۔

حضرت علیؑ نے فرمایا:

اصبح کیوں رو رہا ہے؟

میں نے عرض کیا۔ قبلہ! آپ کو تو ہمارے عوفی اچھی جگہ مل جائے گی لیکن میں اپنی بد نصیبی کو رو رہا ہوں کہ اب ہمارا کیا ہوگا۔ ہمیں کہاں باب مدینہ علم نبیؐ نظر آئے گا۔ قبلہ! اگر زحمت نہ ہوتی تھی اس وقت نبی اکرمؐ سے سنی ہوتی کوئی حدیث سنا دیں تاکہ جب وہ حدیث کسی کو سناؤں تو آپ کی یاد بھی تازہ ہو جائے۔

حضرت علیؑ نے فرمایا:

ہاں اصبح ایک دن آنحضورؐ نے مجھے فرمایا۔ یا علیؑ مسجد میں جاؤ میرے منبر پر میری جگہ بیٹھ کر لوگوں کو بلا تو جب وہ جمع ہو جائیں تو انہیں بتانا کہ۔ میں رسول خدا کا قاعد ہوں وہ فرما رہے ہیں۔

اللہ۔ ملائکہ۔ انبیاء اور میں محمدؐ اس شخص پر لعنت کرتے ہیں جو غلط نسب اختیار کرے۔ اپنے آقا کو چھوڑ دے اور مزدور کی اجرت ادا نہ کرے۔

پہنانچہ میں نے آکر آپ کا وہ پیغام پہنچایا۔ دوسرے لوگ تو سن کر خاموش ہو گئے۔ لیکن عمر ابن خطابؓ نے کہا۔ یا علیؑ! مجھ پیغام ہے۔

میں نے کہا۔ اگر مجھے تفسیر کی اجازت ہوتی تو کر دیتا۔ اب جا کر تیری یہ بات آنحضورؐ کو بتانا ہوں۔ میں نے جا کر آپ کو مطلع کیا۔

آپ نے فرمایا: یا علیؑ! جا کر اسے بتا۔ کہ میں تمہارا باپ ہوں۔ میں تمہارا آقا ہوں۔ اور میں تمہارا مزدور ہوں میرے سوا کسی کو باپ نہ بنانا۔ میرے سوا کسی کو آقا نہ بنانا۔ اور میری اجرت میں خیانت نہ کرنا۔

من لا یحضرہ الفقیہ میں سلیم ابن قیس سے مروی ہے کہ جب حضرت علیؑ نے امام حسنؑ کو وصیت کی میں اس وقت موجود تھا۔ آپ نے امام حسنؑ کو وصیت میں امام حسینؑ۔ محمد حنفیہ تمام اولاد اور اپنے تمام شیعوں کو گواہ بنا کر وصیت کی۔

پہلے حضرت علیؑ نے امام حسنؑ کو تبرکات انبیاءؑ دیئے۔ پھر فرمایا:

بیٹے مجھے رسول کو نبیؐ نے یہ سب کچھ تیرے سپرد کرنے کی وصیت کی تھی۔ اور انہوں نے مجھے حکم دیا تھا۔ کہ میں تجھے حکم دوں کہ دم آخر یہ تبرکات اپنے بھائی حسینؑ کے سپرد کرے گا۔ پھر آپ کمن سجادؑ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا۔ بیٹے تجھے اپنے نبی ماننا کا اور میرا حکم ہے کہ تو دم آخر یہ تبرکات اپنے بیٹے محمدؑ کے سپرد کر کے اسے نبی کو نبیؐ اور میری طرف سے سلام بھی کہہ دینا۔

پھر آپ امام حسنؑ سے مخاطب ہوئے اور فرمایا:

بیٹے میرے بعد تو ادلی الامر ہے۔۔۔۔۔ میرے قصاص کا بھی تو ہی مالک ہے۔۔۔۔۔ پھر فرمایا بیٹے لکھ لے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ علی ابن ابی طالب کی وصیت ہے میں اللہ کے واحد اور محمدؐ کے خاتم الانبیاءؐ ہونے کی گواہی دیتا ہوں میری نماز۔ میری عبادت۔ میری زندگی۔ اور میری موت اللہ رب العالمین کے لیے ہے۔ حسنؑ تجھے۔ اپنی تمام اولاد۔ اور تمام ان مومنین کو جن تک میری یہ وصیت پہنچ جائے میں وصیت کرتا ہوں کہ۔۔۔۔۔ تقویٰ نہ چھوڑیں۔۔۔۔۔ مسلمان ہو کر مریں۔۔۔۔۔ جیل اللہ سے تھسک رکھیں۔۔۔۔۔ اللہ کی اس نعمت کو نہ بھولیں جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے اور اللہ نے تمہیں بھائی بنایا۔۔۔۔۔ میں نے نبی اکرمؐ سے سنا ہے کہ باہمی محبت نماز و روزہ سے افضل ہے۔۔۔۔۔ تقبض دین کی تباہی اور باہمی محبت کی زہر ہے۔۔۔۔۔ صلہ رحمی کئے رکھنا قبر کے حساب میں تخفیف ہوگی۔۔۔۔۔ یتیموں کا خیال رکھنا۔ ان کے منہ سے لقمہ نہ چھیننا۔۔۔۔۔ میں نے نبی اکرمؐ سے سنا ہے جو شخص اتنی یتیم پروری کرے کہ وہ خود کفیل ہو جائے اللہ اس کے لیے جنت واجب کر دیتا ہے۔۔۔۔۔ مال یتیم کھانے والے کے لیے جہنم واجب ہوتی ہے۔۔۔۔۔ خیال رکھنا عمل بالقرآن نہ چھوڑنا۔۔۔۔۔ پڑوسی کا خیال رکھنا اللہ اور رسولؐ نے پڑوسی کی وصیت کی ہے۔۔۔۔۔ نماز کی پابندی کرنا یہ ستون دین ہے۔۔۔۔۔ زکوٰۃ ادا کئے رکھنا غصب الہی کی دھال ہے۔۔۔۔۔ ماہ رمضان کے روزوں کا تحفظ کرنا آتش جہنم کی دھال ہیں۔۔۔۔۔ فقر اور مساکین کو اپنی معیشت میں شریک سمجھنا۔۔۔۔۔ مال اور جان سے جہاد فی سبیل اللہ میں جی نہ چرانا۔۔۔۔۔ ذریت رسولؐ پر ظلم سے بچنا۔۔۔۔۔ ان اصحاب نبیؐ کا احترام نہ بھولنا جنہوں نے کسی بدعت کا ارتکاب نہیں کیا۔۔۔۔۔ نبی کو نبیؐ نے اپنے اصحاب سے احسان کرنے کے ساتھ ساتھ بدعات کے مرتکب پر لعنت بھی کی ہے۔۔۔۔۔ اپنی بیویوں سے حسن سلوک فراموش نہ کرنا۔۔۔۔۔ غلاموں پر سختی نہ کرنا۔۔۔۔۔ احکام الہیہ میں کسی لومہ لائٹ کی پروا نہ کرنا۔۔۔۔۔ اللہ کے سلسلہ میں کبھی بدگمان نہ ہوتا۔۔۔۔۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ چھوڑنا۔۔۔۔۔ عنقریب بدترین افراد تمہارے علم ان بننے والے ہیں تمہاری کسی دعوت غیر کو قبول نہ کریں گے۔۔۔۔۔ بیٹو! ایک دوسرے سے محبت رکھنا۔۔۔۔۔ ایک دوسرے پر خرچ کرنا۔۔۔۔۔





ہوئی قبر لمبے گی۔ مجھے اس میں رکھ دینا۔ جب سر ہانے کی آخری اینٹ بند کرنے لگنا تو بند کرنے سے پہلے قبر میں دیکھنا اور سننا۔

چنانچہ حسب وصیت جب ہم آپ کو قبر کے پہرہ کر چکے۔ آخری اینٹ رکھنے سے پہلے جب حسن بھائی نے قبر میں جھانکا تو انہیں قبر خالی نظر آئی۔ قبر سے ایک آواز آئی۔ اسے فرزدان وصی رسول پریشان ترہوں۔ آدم سے لے کر آج تک اللہ کی یہ سنت ہے کہ جہاں بھی کوئی وصی نبی اس دنیا سے رحلت کرتا ہے تو اللہ وصی نبی کو اپنے نبی کے پاس پہنچا دیتا ہے۔ اور ملاقات کے بعد پھر وصی نبی کو اپنے مقام میں لایا جاتا ہے۔

فرحۃ النعری ہی میں امام صادق سے مروی ہے کہ حضرت علیؑ نے امام حسنؑ سے فرمایا تھا بیٹے بنی امیہ سے زیادہ بد طبیعت فرد کوئی نہیں۔ میرے بعد تو بے دست و پا کر دیا جائے گا مجھے رات کے وقت دفن کرنا۔ جہاں دفن کرنا وہاں نشان قبر باقی نہ رکھنا۔ ویسے لوگوں سے چار قبریں تیار کر دانا۔ ایک مسجد کو نہ ہیں۔ ایک بیرون کو نہ قبرستان میں ایک جبرہ ابن ہبیرہ کے گھر میں۔ اور ایک نجف میں۔

فرحۃ النعری ہی میں جناب ام کلثوم زینب سے مروی ہے کہ میرے بابائے تنہا میں جو وصیت میرے بھائی حسنؑ اور بھائی حسینؑ کو کی تھی۔ اس وقت میرے بابا کا سر میری جھولی میں تھا۔ حسب وصیت جب میرے بھائیوں نے دیکھا کہ تابوت کا اگلا حصہ اٹھ رہا ہے تو انہوں نے پچھلا حصہ اٹھا لیا۔

میں نے دونوں بھائیوں کی خدمت میں دست مبارک عرض کیا۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں بابا کے جنازہ کے ساتھ چلی آؤں دونوں بھائیوں نے مجھے اجازت دے دی۔ جب ہم نجف پہنچے تو ایک مقام پر تابوت کا اگلا حصہ زمین پر جھکا میرے بھائیوں نے پچھلا حصہ زمین پر رکھ دیا۔ حسن بھائی نے ایک جگہ کدال سے زمین کو کھودا تو ایک پتھر برآمد ہوا۔ جس پر لکھا ہوا تھا۔

یہ قبر نوحؑ نے طوفان سے سات سو برس قبل وصی مصطفیٰ علیؑ ابن ابی طالبؑ کے لیے تیار کی ہے۔ دونوں بھائیوں نے مل کر پتھر ہٹا لیا۔ بابا کو سپرد قبر کیا مجھے آج تک وہ آواز یاد ہے۔ ہائیت عیسیٰ نے کہا۔

اے اہلبیت نبی اللہ آپ کی تعزیت فرمائے۔ پھر آوازاں اب آپ واپس گھر جائیں قبر درست ہو جائے گی۔



## بحار الانوار کے مطابق شہادت حضرت علیؑ:

جناب ام کلثوم زینب سے مروی ہے کہ ماہ رمضان میں امیر المومنین کا معمول تھا کہ ایک دن حسن بھائی کے ہاں۔ ایک دن حسین بھائی کے ہاں اور ایک دن میرے ہاں افطار فرماتے تھے۔ اٹھارہ ماہ رمضان کی رات افطار میرے ہاں تھا۔ میں جوکی دوروٹیاں۔ دودھ کا ایک پیالہ اور نمک لائی۔ نوافل سے فارغ ہونے کے



نمک سے آپ نے کھانا کھایا شکر الہی کرنے کی بعد مصروف دعا و نوافل ہو گئے۔ وقفہ وقفہ کے بعد آپ حجرہ سے باہر نکلتے آسمان کی طرف دیکھتے انتہائی پریشانی سے واپس آ جاتے۔ میں نے جب یہ حالت دیکھی تو دل میں خیال کیا۔ آج بابا کا انداز نیا ہی ہے۔ چنانچہ میں نے بھی مصلیٰ اچھا لیا اور شب بیداری کا فیصلہ کر لیا۔ آپ نے سورہ یسین کی تلاوت کی وہیں مصلیٰ پڑیٹ گئے۔ زیادہ سے زیادہ چند منٹ ہی سوئے ہوں گے میں نے دیکھا بابا کا شب بیدار ہوئے۔ پہلے لا حول و لا قوۃ پڑھا۔ پھر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور معروف

وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسَتْ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسَتْ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسَتْ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسَتْ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسَتْ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسَتْ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسَتْ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسَتْ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسَتْ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسَتْ

نوافل ہو گئے۔ رات کا کافی حصہ گزر گیا۔ پھر تعقیبات میں بیٹھ گئے۔ بیٹھے بیٹھے اچکھ لگ گئی۔ پھر بھر بھری لے کر آنکھیں کھولیں۔ یہ رات پوری آپ نے جاگ کر نوافل اور ذکر خدا میں گزاری۔ کبھی باہر آتے آسمان کی طرف دیکھتے پھر مصلیٰ پر آ جاتے۔ اور فرماتے۔ بخدا! آج تک میں نے کبھی نہ جھوٹ بولا ہے اور نہ جھٹلایا گیا ہوں میں نے بابا کی بے چینی میں اضافہ دیکھا تو مجھ سے برداشت نہ ہو سکا۔

اور میں نے عرض کی۔ بابا جان! میں قربان جاؤں خیریت تو ہے۔ آج آپ خلات معمول بے چین نظر آ رہے ہیں اتنی رات گزر گئی ہے اور سونے کا ارادہ تک نہیں کیا۔ آپ نے فرمایا۔ بیٹی! اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَيْہِ رَاجِعُوْنَ۔ میں نے عرض کیا:

بابا جان! کیا آپ اپنی خیر موت دے رہے ہیں؟

آپ نے فرمایا: بیٹی ہر انسان کو ایک دن دربار خالق میں جانا ہی تو ہے۔ میں سمجھتا ہوں اب وقت قریب تر ہو رہا ہے۔ یہ سن کر میں بیساختہ رونے لگی۔

آپ نے میرے سر پر ہاتھ رکھا۔ پھر بوسہ دیا اور فرمایا۔ بیٹی اس میں رونے کی کیا بات ہے جو کچھ میرے آقا نے مجھے بتایا تھا میں نے وہی کچھ کہا ہے۔ ابھی نہ دو۔

پھر آپ مصلیٰ پر سو گئے۔ اور مجھے فرمایا۔ بیٹی تو بھی میرے ساتھ ہی جاگتی رہی ہے۔ اب میں کچھ دیر کے لیے سونے لگا ہوں۔ جب اذان کا وقت قریب ہو تو مجھے جگا دینا۔ اور آپ سو گئے۔

میں وقت اذان کا انتظار کرنے لگی۔ جب وقت قریب ہوا۔ میں آفتابہ میں پانی لے کے آئی بابا کو جگایا انہوں نے تجمید وضو کی۔ عمامہ سر پر رکھا۔ عبا کندھے پر ڈالی اور دروازہ سے باہر آئے۔ حسین بھائی کو کسی معتقد نے بطخوں کا ایک جوڑا دیا تھا۔ جو بھی بطخوں نے آپ کو باہر جاتے دیکھا تو بے تحاشا چیخنا شروع کر دیا اور بار بار آپ کے دامن عبا سے لپٹنے لگیں۔

بابا نے فرمایا:

ہاں ہاں اب تم نوحہ خوانی کر لو پھر تمہارے ساتھ اور بھی شریک ماتم ہو جائیں گے۔ آپ نے دروازہ کی زنجیر کھولی۔ میری حیرت کی انتہا نہ رہی جب دروازہ میں نصب شدہ میچیں خود سے باہر نکل آئیں اور آپ کی عبا سے چمٹ گئیں۔

میں آپ کے پیچھے ہی تھی۔ بطخیں چلا رہی تھیں۔ آپ نے فرمایا۔ دیکھو بیٹی اگر ان بطخوں کے وانہ اور پانی کا خیال رکھ سکو تو انہیں رکھنا ورنہ انہیں آزاد کر دینا جو مقدر ہوگا۔ اپنی کاوش سے تلاش کر کے کھالیں گی۔ پھر

وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسَتْ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسَتْ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسَتْ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسَتْ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسَتْ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسَتْ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسَتْ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسَتْ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسَتْ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسَتْ

وَالْيَاصْبِرْ تَرْسُتُ وَالْيَاصْبِرْ تَرْسُتُ وَالْيَاصْبِرْ تَرْسُتُ

اللهم بارك لي في لقاءك

آپ نے فرمایا:

میں حسن بھائی کے پاس آئی وہ پہلے سے مصروف نوافل تھے۔ انہیں بابا کی تمام رات کی کیفیت سے آگاہ کیا اور یہ بھی بتایا کہ ابھی رات کافی باقی ہے اور بابا ابھی سے مسجد میں چلے گئے ہیں۔ حسن بھائی جلد ہی سے باہر گئے۔ ابھی بابا مسجد میں داخل نہیں ہوئے تھے کہ آپ نے ان کے قریب جا کر عرض کیا۔

اپنے فرمایا :

امام حسنؑ نے عرض کیا۔ اللہ آپ کو خیر ہی دکھاتا ہے کیا خواب تھا؟

بابائے فرمایا:

آپ نے فرمایا :

بیٹے ویسے تو ارشاد قدرت ہے کوئی نہیں جانتا کہ وہ کہاں جان دے گا اگر میرا خواب سچا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ تیرا باپ شہید ہو گا اور اس کا تم شہادت میں مکہ اور مدینہ کے ہر گھر قائم کردہ بن جائے گا۔ حسن بھائی نے عرض کیا۔ بابا جان! کیا آپ کو معلوم نہیں کہ ایسا کب ہو گا؟

آپ نے فرمایا:

بیٹے جو کچھ میرے آقا اور آپ کے ناتانے مجھے بتایا تھا وہ یہی ہے کہ ماہ رمضان کے دوسرے عشرہ کے آخر میں ابن عجم ثرادی کے ہاتھوں میری شہادت ہوگی۔ بیٹے اب واپس جا کر سو جاؤ ابھی کافی رات باقی ہے۔ حسنؑ نے عرض کیا۔ بابا آپ مجھے اجازت دیں میں آپ کے ساتھ رہنا چاہتا ہوں۔

بابا نے فرمایا:

بیٹے تجھے میرے حق کا واسطہ ہے واپس گھر چلے جاؤ۔

حسنؑ بھاٹی واپس آیا۔ میں دروازہ پر کھڑی تھی۔ اور چونکہ رات تاریک تھی۔ کسی طرف سے پروے کی فکر نہ تھی میں حسنؑ اور بابا کی باتیں سنتی رہی تھی۔ جب حسنؑ بھائی اندر آیا تو ہم دونوں بہن بھائی بیٹھ کر اسی موضوع پر باتیں کرنے لگے۔

مولف کے مطابق ابن عجمؑ نے شبیبؑ ابن بجر۔ وردانؑ ابن خالد اور اشعثؑ ابن قیس کے ساتھ یہ رات مسجد کوفہ میں گزاری۔ حضرت علیؑ نے اذان صبح کی۔ منبر اذان سے نیچے آئے۔ حسب معمول مسجد میں سونے والوں اور اعتکاف کرنے والوں کو جگایا۔ جب آپ اس ملعون کے پاس پہنچے تو آپ نے دیکھا کہ یہ منہ کے بل لیٹا ہوا ہے آپ نے فرمایا:

اوبندہ خدا! یہ شیطان کا انداز ہے۔ اہل جہنم اس طرح سوتے ہیں۔ علماء کی طرح دائیں کروٹ یا دائیں سمت کھانے کی طرح بائیں کروٹ اور یا پیٹھ کے بل انبیاءؑ کی طرح سویا کر۔ یہ خبیث اس طرح ہلایا جیسے اٹھنا چاہتا ہو۔

آپ نے فرمایا:

آج تو نے وہ ارادہ کر رکھا ہے جس سے عرش الہی لرز جائے گا۔ زمین میں زلزلہ آجائے گا۔ پہاڑ بکھر جائیں گے۔ اگر تو چاہے تو میں تجھے بتاؤں کہ تو نے کپڑوں کے نیچے کیا چھپا رکھا ہے۔

یہ فرما کر آپ آگے کو بڑھ گئے۔ محراب میں آئے نوافل صبح شروع کیں۔ جب اس خبیث نے دیکھا کہ حضرت علیؑ مصروف نوافل ہو گئے ہیں۔ تڑپ کر اٹھا۔ آہستہ آہستہ چلتا ہوا اس ستون کے قریب آیا جہاں آپ مصروف نماز تھے آپ دوسری رکعت کے دوسرے سجدہ میں جا رہے تھے کہ اس خبیث نے تلوار کو لہرا کر سر مبارک پر وار کیا۔ تلوار اسی جگہ بڑی جہاں جنگ خندق میں عمرو ابن عبدود کی تلوار نے زخم لگایا تھا۔ جب آپ کو ضرب لگی آپ نے انتہائی صبر کا مظاہرہ کیا۔ آہستہ آہستہ جھکتے چلے گئے اور فراتے رہے۔

بسم الله وبالله على ملة رسول الله هذا ما وعدنا الله ورسوله وصدق الله ورسوله فوزت رب الكعبة  
پھر فرمایا: مجھے ابن عجمؑ نے قتل کر دیا ہے۔ لوگو خیال رکھنا بھاگنے نہ پائے۔ مسجد میں ہر طرف جھگڑ مچ گئی



مسجد کے تمام دروازے بند کر دیئے گئے۔ حضرت علیؓ فریق مسجد سے مٹی لے کر جہین پر لگانے لگے زمین لرزنے لگی۔ مسجد کے دروازے ایک دوسرے سے ٹکرانے لگے۔ جب لوگ حضرت علیؓ کے پاس آئے تو اس وقت اپنی بنیائے سر کو ہاتھ دے رہے تھے۔ ملائکہ نے آسمان پر وایلا شروع کیا۔ سیاہ اندھی چلنے لگی۔ جبریلؑ نے زمین و آسمان کے مابین نوحہ پڑھائیں سے کوہ کاہر ہاسی تڑپ کر اٹھ بیٹھا۔

تہد مت واللہ ارکان الہدای  
وانطمست واللہ نجوم السماء  
انعصمت واللہ العروة الوثقی  
قتل ابن عم المصطفی  
قتل الوصی المجتبی  
قتل علی المرتضی  
قتل واللہ سید الاوصیاء  
قتلہ اشقی الانشقیاء

خدا کی قسم ہدایت کا ستون کر گیا  
بخدا! آسمان کے تارے گہن زدہ ہو گئے۔  
بخدا! عروۃ الوثقی ٹوٹ گئی۔  
برادر رسول قتل ہو گیا۔  
وصی رسول قتل ہو گیا  
علی مرتضی قتل ہو گیا۔  
خدا قسم! سید الاوصیاء مارا گیا  
اسے سیاہ بختوں کے سیاہ بخت نے شہید کیا ہے۔

جب ام کلثوم جناب زینبؓ نے جبریلؑ کا رتیبہ سنا منہ پیٹ لیا سر میں خاک ڈال لی۔ فریاد کی۔ وابتیہا وعلیہا  
وامحمدہ۔ واسیدہ پھر بھائیوں کے پاس آئی وہ پہلے ہی رتیبہ جبریلؑ سن کر رو رہے تھے۔  
ام حسنؓ نے فرمایا:

بہن زینبؓ ذرا حوصلہ کرو۔ ہمیں مسجد میں جانے دو۔ جب دونوں شہزادے مسجد میں آئے تو ہر طرف لوگ مصروف  
گریہ و زاری تھے۔ اور واما ماہ و امیر المؤمنینہ کی فریادیں کر رہے تھے۔

جب شہزادوں نے لوگوں کی صدائے گریہ سنی خود بھی رونے لگے۔ محراب مسجد میں آئے دیکھا تو جعدہ ابن ہبیر  
اور چند دیگر افراد آپ کو اٹھا کر بٹھانے کی کوشش کر رہے تھے۔ لوگوں کی خواہش تھی کہ آج کی یادگار نماز کو آپ کی  
اقتداء میں پڑھ لیں۔ مگر آپ کھڑے نہ ہو سکے۔ آپ نے امام حسنؓ کو حکم دیا۔ بیٹے نماز پڑھاؤ۔ امام حسنؓ نے  
نماز پڑھائی۔ حضرت علیؓ نے اشارہ سے نماز پڑھی۔ سیدھے بیٹھ بھی نہ سکتے تھے کبھی دائیں اور کبھی بائیں جھک جاتے  
تھے۔ کبھی اپنے چہرہ اور کبھی ریش مبارک سے بہتا ہوا خون صاف کرتے تھے۔

امام حسنؓ نماز سے فارغ ہوئے تو بیساختہ روئے لگے۔ آپ نے فرمایا۔ بیٹے مت رو۔ ذرا دیکھ میرے ارد  
گرد کون سیٹھے ہیں تیرا نانا تیری ماں تمہاری نانی۔ چچا حمزہ اور بھائی جعفر طیار آئے ہیں۔ وہ کہتے ہیں یا علیؓ ہم عرصہ  
سے انتظار کر رہے ہیں۔

جونہی حضرت امیر المؤمنینؓ کی اطلاع کوہ کے گھروں میں پہنچی لوگ دوڑ دوڑ کر مسجد میں آئے لگے۔ جتنی کہ عورتیں اور



کس بچے بھی جمع ہو گئے۔ امام حسنؑ نے آپ کا سر اپنی بھولی میں رکھ لیا۔ زخم سے خون صاف کر دیا گیا۔ سر پہ ٹپی باندھ دی گئی تھی۔ خون بہہ جانے کی وجہ سے آپ کا چہرہ سفید پڑ گیا تھا۔ آپ کی نگاہیں سوئے آسمان تھیں اور زبان مصروف تسبیح رب ذوالجلال تھی۔ اسی دوران آپ کو نش آگیا۔ امام حسنؑ رو رو کر بابا کا منہ چومنے لگے۔ امام حسنؑ کے آنسو حضرت علیؑ کے چہرہ پر گرے آپ نے آنکھیں کھولیں اور فرمایا بیٹے کیا تو میرے ایک زخم پر روتا ہے جبکہ تو زہر سے شہید ہو گا۔ تیرے جنازہ پر تبریریں گے۔

تیرا حسینؑ بھائی بھوکا اور پیاسا شہید ہو گا۔

امام حسنؑ نے عرض کیا:

بابا جان! کیا آپ ہمیں بتائیں گے کہ یہ شقاوت کس نے کی ہے؟

آپ نے فرمایا:

بیٹے عید الرحمن ابن محمد مرادی نے۔

امام حسنؑ نے عرض کیا بابا! کیا آپ نے دیکھا تھا کہ وہ کس راستے سے گیا ہے؟

آپ نے فرمایا:

بیٹے گھرانے کی ضرورت نہیں ہے اور نہ کسی کو اس کے پیچھے بھاگنے کی ضرورت ہے وہ ابھی چند لمحوں بعد

باب کندہ سے تھماے پاس آ جائے گا۔

یہ کہہ کر حضرت علیؑ کو پھر غش آگیا۔

تمام لوگوں کی نگاہیں باب کندہ کی طرف لگیں کہ کچھ دیر بعد باب کندہ پر ایک شور بلند ہوا۔ چند لوگ اس خبیث کو اپنے گھیرے میں لا رہے تھے۔ اس کی زبان بند تھی۔ چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔ آنکھیں پتھر آگئی تھیں۔

شدت غم اور جذبات میں لوگوں کا برا حال تھا۔ جو نہی یہ خبیث سامنے آیا۔ کوئی طمانچہ مارتا تھا کوئی لعنت کرتا تھا کوئی اس کے منہ پر پھونکتا تھا۔ بعض لوگوں نے شدت جذبات میں اس کے جسم میں دانت تک گاڑ رہے۔ اس کے دونوں ہاتھ پشت پیچھے بندھے ہوئے تھے لوگوں کے طمانچوں کی وجہ سے اس کے چہرے سے خون بہنے لگا تھا۔

حذیفہؓ بھی لوگوں کو دور ہٹا کر اس کی حفاظت کر رہا تھا۔ لیکن لوگ نفع کہ بھڑ بھڑ کر حملہ آور ہو رہے تھے۔ آخر حذیفہؓ نے توار میدان سے نکالی لی۔ اور کہا دیکھو امیر قاتل امام ہے۔ یہ قاتل امیر المومنین ہے

شعبی کہتا ہے کہ گویا میں اس کو دیکھ رہا ہوں۔ اس کی شکل ایسے نظر آرہی تھی۔ جیسے مجسم شیطان ہو۔

حذیفہؓ اسے امام حسنؑ کے سامنے لایا۔ امام حسنؑ نے دیکھ کر صرف اتنا فرمایا:

اے ملعون! اے دشمن خدا! تو نے میں سفر میں یتیم کو دیا ہے۔ بھلا خود ہی بتا۔

وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسُثٌ

کیا امیر المومنینؑ نے مجھ سے کبھی نفرت کی تھی؟  
کیا امیر المومنینؑ نے مجھے دوسروں پر ہمیشہ ترجیح نہیں دی تھی؟  
کیا امیر المومنینؑ تیرے محسن نہ تھے؟  
کیا امیر المومنینؑ تیرے اچھے امام نہ تھے؟  
کیا محسن کی جزا ہی ہوتی ہے جو تو نے دی ہے۔

ابن مجہمؒ نے جواب میں صرف ایک جملہ کہا۔ اے ابو محمدؒ جو شخص جہنم میں جانے کی قسم کھا چکا ہو بھلا آپ اس کو بچا سکتے ہیں؟

یہ سنتے ہی ہر طرف سے صدائے گریہ و زاری بلند ہو گئی۔ آپ نے لوگوں کو خاموش رہنے کی ہدایت فرمائی اور مدلیخ غنمی سے پوچھا یہ تجھے کہاں ملا ہے؟ اور تو نے اسے کیسے گرفتار کیا ہے؟

## ابن مجہم کی گرفتاری:

حذیفہؓ نے عرض کیا۔ قبلہ میں سو رہا تھا۔ میری بیوی بیدار تھی۔ جب ایک دردناک آواز آئی قتل علی المرتضیٰؑ آئی میری بیوی نے مجھے جھجھوڑ کر جگایا اور کہا۔

اے جلدی اٹھ حضرت علیؑ شہید ہو گئے ہیں۔ میں جلدی سے اٹھا عورت کے منہ پر ہاتھ رکھا اور کہا۔ خبر دار ایسی کبواس نہ کرتا۔ بھلا علیؑ کی کسی سے کیا

دشمنی تھی۔ وہ یتیموں کا سہارا۔ بیواؤں کا معاون۔ غریبوں کی دولت۔ بے سہاروں کی نصرت۔ مظلوموں کا دادخواہ اور مسافروں کا مہمان نواز تھا۔

میری بیوی نے کہا۔ میں کب کہتی ہوں کہ مولائیں یہ اوصاف نہ تھے میں نے جو کچھ سنا ہے تجھے بتا دیا ہے اب اٹھ جا کے پتہ تو کر میرا دل بیٹھ رہا ہے۔

ہم اسی جھگڑے میں تھے کہ پھر آواز آئی قتل امیر المومنینؑ۔ اب مجھے کوئی شک نہ رہا تھا۔ کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ وہ کا کوئی گھرا بیسانہ ہو گا۔ جس میں یہ آواز نہ گئی ہوگی۔ میں نے کپڑے پہنے تلوار اٹھائی اور باہر کو دوڑا۔ جب میں راستہ پر آیا۔ تو اس خبیثت کو راستہ کے عین وسط میں اندھوں کی طرح ادھر ادھر پھرتے ہوئے پریشان دیکھا۔

میں نے کہا۔ اے تو کون ہے؟

اس نے مجھے اپنا نام غلط بتایا۔

میں نے پوچھا۔ کہاں سے آ رہا ہے؟

اس نے کہا گھر سے آ رہا ہوں۔

وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسُثٌ

وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ

میں نے کہا اس وقت کہاں جا رہا ہے؟

اس نے کہا جبرہ کو جا رہا ہوں۔

میں نے کہا ابھی نماز کا وقت ہے امیر المومنین کی اقتداء میں نماز ادا کر کے کیوں نہیں جاتا؟

اس نے کہا کام بڑا ضروری ہے اگر دیر ہو گئی تو کہیں ہاتھ سے نکل نہ جائے۔

میں نے کہا۔ میں نے ایک آواز سنی ہے کہ حضرت علی قتل ہو گئے ہیں کیا تجھے بھی کچھ معلوم ہے۔

اس نے کہا۔ مجھے کچھ نہیں معلوم۔

میں نے کہا پھر آتا چل کر مسجد میں پتہ کریں کہ یہ سچ ہے یا نہیں؟

اس نے کہا امیر اکام اس تحقیق سے بہت ضروری ہے۔

جب اس نے یہ جواب دیا۔ اس وقت میں برداشت نہ کر سکا اور میں نے کہا ارے ظالم تیرا کام کیا اتنا اہم

ہے کہ قتل امیر المومنین کی تحقیق اس سے کم ہے۔ یہ کہہ کر میں نے اس پر حملہ کر دیا۔ یہ مجھ سے پھسل گیا۔ اسی اثنا میں

ہوا کا ایک جھونکا آیا۔ جس سے اس کی چادر اڑی۔ میں نے دیکھا تو چادر کے نیچے چمک نظر آئی میں نے تلواریں دیکھ

کر کہا۔ ظالم یہ بغیر نیام کے تلوار تو نے کیوں چھپا رکھی ہے۔ کیا تو ہی تو بد نصیب قاتل نہیں۔

مجھے سمجھ نہیں آتی کہ اس نے انکار کے بجائے اقرار کیوں کر لیا۔ کہنے لگا۔ ہاں میں ہی قاتل ہوں۔ میں نے

تلوار نکال کر دار کیا۔ اس نے بھی تلوار نکال لی۔ لیکن یہ دار نہ سکا کہ میں چلانے لگا میری آواز سن کر حملہ والے نکل

آئے میں نے کہا۔ یہ امیر المومنین کا قاتل ہے۔ اندھا ہو چکا ہے اسے راستہ نہیں مل رہا لیکن مجھے پکڑنے نہیں دیتا

تمام لوگ جمع ہو گئے انہوں نے گرفتار کرنے میں مجھ سے تعاون کیا۔ میں نے اس کی مشکیں باندھیں اور اسے

آپ کی خدمت میں حاضر کر دیا۔

امام حسن حضرت علی پر جھگے آپ کی زخمی پیشانی کا بوسہ لیا۔ اور عرض کیا۔ بابا جان! یہ دشمن خدا حاضر ہے۔

آپ نے آنکھیں کھولیں اور فرمایا!

اے ابن ابی نجم کیا میں تیرا اچھا امام نہ تھا؟

کیا میں نے تجھے شکایت کا موقع دیا تھا؟

کیا جب لوگ تجھ سے نفرت کرتے تھے میں نے بھی تجھ سے کبھی نفرت کا اظہار کیا تھا؟

کیا تجھے معلوم نہیں کہ میں نے کئی مرتبہ تجھے سنا کر کہا تھا کہ یہ میرا قاتل ہے مگر میں نے کبھی تجھے کچھ نہ کہا تھا؟

جب لوگ حیرے متعلق مجھے بہت کچھ کہتے تھے میں کسی کی دستا تھا اور تو اچھی طرح جانتا ہے۔

تو غریب تھا کیا میں نے تجھے دولت مند نہیں بنایا تھا۔

کیا میرے تمام احسانات کی میرے پاس ہی جواز تھی؟

وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ







وَالْمِصْرُ ثَمَرَةٌ وَالْمِصْرُ ثَمَرَةٌ وَالْمِصْرُ ثَمَرَةٌ وَالْمِصْرُ ثَمَرَةٌ وَالْمِصْرُ ثَمَرَةٌ  
وَالْمِصْرُ ثَمَرَةٌ وَالْمِصْرُ ثَمَرَةٌ وَالْمِصْرُ ثَمَرَةٌ وَالْمِصْرُ ثَمَرَةٌ وَالْمِصْرُ ثَمَرَةٌ

ہوئی تھی۔ امام حسن فرماتے ہیں کہ ہم جس درخت یا دیوار کے قریب سے گزرتے تھے۔ درخت کی شاخیں جھک جاتی تھیں اور دیوار سایہ بن جاتی تھی۔

جب ہم نجف پہنچے قبر کے کنارے تابوت کا اگلا حصہ بھگتے لگا۔ ہم نے پچھلا حصہ رکھ دیا۔ میں نے بابا کی وصیت کے مطابق سات تکبیر کے ساتھ جنازہ پڑھا۔ جونی ہی ہم جنازہ سے فارغ ہوئے دیکھا تو صعصہ بن صوحان بھی ہمارے ساتھ تھا۔ میں نے کچھ کہنے کا ارادہ کیا تھا کہ صعصہ نے از خود عرض کیا۔ میرے آقا! آپ مجھ پر ناراض نہ ہوں مجھے میرے آقا نے یہ جگہ پہلے سے دکھائی ہوئی تھی۔ اور مجھے خود انہی نے اجازت تھی۔ میں یہاں کئی بار آپ کے ساتھ آچکا ہوں۔ میرے علاوہ بھی کئی افراد کو یہ مقام معلوم ہے۔ لیکن ان کو آج یہاں آنے کی اجازت نہ تھی۔ اس لیے وہ آج نہیں آئے۔ آخر آپ تو کوثر چھوڑ کر مدینہ چلے جائیں گے۔ جب تہود مزار کا وقت آئے گا تو لوگوں کو کون بتائے گا کہ سلطان کا ثنات کی آخری آرامگاہ یہ ہے۔

امام حسنؑ اور امام حسینؑ نے تابوت کو قبر میں اتارا صعصہ نے مزار پر کھڑے ہو کر عرض کیا۔ یا علیؑ! مبارکباد ہو آپ تو اپنے حصہ کا امتحان دے کر چلے گئے۔ اب ہم ہیں اور حوادث زمانہ آج سے ہر شہر کھل کر سامنے آجائے گا۔

جب آپ واپس ہوئے تو لوگ تعزیت کے لیے جمع تھے اور شکوہ بھی کر رہے تھے کہ ہیں تشیع جنازہ کا موقعہ نہیں دیا گیا۔

امام حسنؑ نے فرمایا:

میں مکہ ہی تھا۔ عنقریب آپ کو پتہ چل جائے گا کہ مزار کو کیوں مخفی رکھا گیا ہے۔

## ابن ملجم کا انجام :

جب امام حسنؑ دفن سے فارغ ہو کر واپس آئے اور لوگ تعزیت کو چکے تو آپ نے حکم دیا کہ ابن ملجم کو لایا جائے ابن ملجم کو لایا گیا۔ اس کے ہاتھ پس پشت بندھے ہوئے تھے۔ جب امام حسنؑ کے سامنے آیا تو آپ نے فرمایا: اے دشمن خدا و رسول! تو نے میرے المؤمنین کو قتل کیا ہے۔ کہہ ارض کو دینی رسولؐ سے محروم کر دیا ہے۔

ابن ملجم نے کہا: اے فرزندان امیر المؤمنین! اب آپ کیا چاہتے ہیں؟

امام حسنؑ نے فرمایا: تجھے امام المؤمنین کے قصاص میں قتل کرنا چاہتے ہیں۔

ابن ملجم نے کہا۔ آپ کے جی میں جو آئے کریں۔ آپ مجھ پر ترس نہ کھائیں نہ ہی میں قابل ترس ہوں۔ مجھے شیطاں

نے ماہ حق سے بھشکا دیا تھا۔ مجھے کئی مرتبہ کہا گیا اور میں نے ہر مرتبہ انکار کیا۔ مگر اس مرتبہ مجھے اس انداز میں آمادہ کیا گیا کہ میں انکار نہ کر سکا۔ حالانکہ مجھے اس وقت بھی انجام نظر آ رہا تھا۔ اور اب بھی میں دائمی جہنم اپنے سامنے دیکھ رہا ہوں

والصلاة والسلام على من لا نبي بعده

ان لوگوں پر شیطان غالب تھا۔ وہ فکر خدا بھول چکے تھے۔ میں بھی ان کے ساتھ تھا۔ اب میں کیا کہہ سکتا ہوں اب میرا کسی کا نام لینا قابل قبول نہ ہوگا ورنہ مجھے معلوم ہے کہ شام کے کس الوہار نے تلوار بنائی تھی۔ اسے نہر کس نے مہیا کیا تھا۔ کتنی مرتبہ نہر میں بجھائی گئی تھی؟ شام سے یہاں کون لایا تھا؟ کب لایا تھا؟ مجھے کس کے ہاتھ سے ملی تھی؟ بہر صورت چونکہ میرے ہاتھ میں تھی۔ میں ہی امیر المومنین کا قاتل ہوں۔ اب مجھ سے جیسے چاہیں قصاص لیں۔ حکومت کسے ملی ہے؟ اور قتل کون ہو رہا ہے؟

یہی باتیں کر پائیا تھا کہ ہر طرف سے لعن و طعن شروع ہو گئی۔ در مسجد پر لایا گیا۔ لوگوں کا رش تھا۔ امام حسنؑ نے گردن پر وار کرنا چاہا لیکن دھکم پیل کی وجہ سے گردن کٹ نہ سکی۔ گر کر ترپنے لگا۔

امام حسینؑ آگے بڑھے اور عرض کی۔ بھیا! جتنا آپ کا حق تھا اتنا ہی میرا بھی حق ہے۔ خدا کے لیے ایک ضرب تو مجھے بھی لگانے دیں۔ امام حسینؑ تے توار امام حسینؑ کو دی۔ امام حسینؑ نے ایک وار کیا اور گردن کٹ گئی۔ پھر نو لوگ ٹوٹ پڑے اور تواروں۔ نیزوں۔ اور خنجروں سے اس کی مٹکا بوٹی کر دی۔ پھر ایک گڑھا کھود کر اسے دفن کر دیا گیا اہل کوفہ کئی ماہ تک اس کی قبر سے کتے کی سی بھونکیں سونسنے رہے۔





# بعد از شہادت

## خلافت نبویہ ختم ہوگئی!

امالی شیخ صدوق میں صحابی رسولؐ اسید ابن صفوان سے مروی ہے کہ جس دن حضرت علیؑ شہید ہوئے اس دن کوفہ میں کوئی ایسا گھرنہ تھا جس میں صفت ماتم نہ بچی ہو۔ اور کوئی گلی یا کوچہ ایسا نہ تھا جس میں رونے والوں کی کمی ہو۔ ایک شخص انتہائی حسین و جمیل آیا۔ اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ اَنَا لِلّٰہِ وَ اَنَا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ بڑھ رہا تھا۔ حضرت علیؑ کے دروازہ پر آکر کھڑا ہوا اور کہتے لگا۔

آج براہ راست خلافت نبویہ کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔۔۔۔۔ اے ابوالحسن! اللہ آپ پر رحم فرمائے۔۔۔۔۔  
آپؑ اول المؤمنین تھے۔۔۔۔۔ آپ مخلص المؤمنین تھے۔۔۔۔۔ آپ کا یقین ہر ایک سے محکم تھا۔۔۔۔۔ اللہ سے خوف میں سب سے زیادہ تھے۔۔۔۔۔ مصائب برداشت کرنے میں بردبار تھے۔۔۔۔۔ حفاظت رسولؐ میں بے نظیر تھے۔۔۔۔۔ اصحاب نبیؐ کے خیر خواہ تھے۔۔۔۔۔ فضائل میں سب سے بڑھ کر تھے۔۔۔۔۔ مراتب میں سب سے بلند تر تھے۔۔۔۔۔ نبی اکرمؐ سے اقرب تر تھے۔۔۔۔۔ ہدایت۔۔۔۔۔ ہدایت۔۔۔۔۔ کردار۔ اور گفتار میں شبیہ نبیؐ تھے۔۔۔۔۔ اللہ آپ کو اسلام۔ رسول کو یمن اور امت مسلمہ کی طرف سے جزائے خیر دے۔۔۔۔۔ جب تمام صحابہ کمزور پڑ جاتے تھے۔ آپ اس وقت بھی مضبوط ہوتے تھے۔۔۔۔۔ جب کوئی صحابی آگے نہ بڑھتا تھا آپ اس وقت بڑھ جاتے تھے۔۔۔۔۔ جب دیگر صحابہ کمزور پڑتے تھے آپ اس وقت بھی طاقتور رہتے تھے۔۔۔۔۔ جب دیگر صحابہ دایں بائیں ہونے لگتے تھے آپ اس وقت بھی نبی اکرمؐ کے نقش قدم پر چلتے تھے۔۔۔۔۔ آپ برحق خلیفہ رسولؐ تھے۔۔۔۔۔ منافقین کی خواہشات کے علی الرغم آپ نے کسی بھی مقام پر امت مسلمہ میں تفریق کو گوارا نہ کیا۔۔۔۔۔ جب دوسروں کی زبان حق گوئی میں متلانے لگتی تھی آپ بیباکی سے حق گوئی کرتے تھے۔۔۔۔۔ آپ آواز کے اعتبار سے کم اور عمل کے لحاظ سے ہر ایک سے زیادہ تھے۔۔۔۔۔ آپ کم گو تھے مگر راست باز تھے۔۔۔۔۔ از رو بہت آپ شجاع تھے۔۔۔۔۔

## بعد از شہادت

وَلِیُّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِیُّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِیُّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ

وَلِیُّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِیُّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِیُّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ

از روئے علیؑ آپ لائانی تھے۔۔۔۔۔ آپ دین کا یعسوب تھے۔۔۔۔۔ جگ میں آپ صفت اول میں رہتے تھے۔۔۔۔۔ جب دوسرے بھاگ جاتے تھے آپ پھر بھی میدان میں رہتے تھے۔۔۔۔۔ آپ مومنین کے مہربان باپ تھے۔۔۔۔۔ جو دوسرے نہیں اٹھا سکتے تھے آپ اٹھا لیتے تھے۔  
انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ہم اللہ کی تقدیر پر راضی ہیں۔ اللہ کی قضا کے سامنے ہمارے سر خم ہیں۔  
بخدا! آپ کی شہادت جیسی عظیم مصیبت سے امت مسلمہ کبھی دوچار نہ ہوگی۔  
جب تک وہ شخص کھتا رہا لوگ سنتے بھی رہے۔ اور روتے بھی رہے۔ پھر وہ خاموش ہو کر چلا گیا تلاش بسیار کے باوجود بھی پھر وہ کسی کو نظر نہ آیا۔

بحار میں ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ۔ آنحضرتؐ کو فرمایا ہے۔  
مومن کی موت پر زمین و آسمان چالیس دن تک روتے ہیں۔  
عالم کی موت پر چالیس ماہ روتے ہیں۔

نبی کی موت پر ارض و سما چالیس برس روتے ہیں۔  
یا علیؑ تیری موت پر کائنات چالیس برس تک روتی رہے گی۔

• ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضرت علیؑ کی شہادت کے بعد آسمان سے تین دن تک خون کی بارش ہوتی رہی ہے۔

• سعد ابن مسیبؓ سے مروی ہے کہ شہادت امیر المومنینؑ کے بعد چالیس دن تک زمین خون اگلتی رہی۔  
• عبد الملک ابن مروانؓ نے نہری سے پوچھا کہ علیؑ کو کوفہ میں واصل بحق ہوا تھا۔ مدینہ اور دیگر علاقوں میں موت علیؑ کا علم کیسے ہوا تھا؟

نہری نے کہا۔ چالیس دن تک زمین خون اگلتی رہی تھی۔

کامل الزیارات میں امام صادقؑ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ہشام نے میرے والد کو بلایا اور کہا کہ میں آپ سے ایک ایسا سوال کرنا چاہتا ہوں جس کا جواب کوئی دوسرا نہیں دے سکتا۔

آپ نے فرمایا:

پوچھ کیا پوچھنا ہے۔

ہشام نے کہا۔ حضرت علیؑ کی شہادت علم کوفہ کے علاوہ دوردراز کے لوگوں کو کیسے ہوا تھا؟

آپ نے فرمایا:

جس رات حضرت علیؑ کو ضرب لگی اس رات سے لے کر چالیس دن تک زمین نے خون اگلا



جس رات جناب ہارونؑ شہید ہوئے تھے اس رات سے چالیس دن تک زمین نے خون اگلا تھا۔  
 جس رات یوشع ابن نونؑ شہید ہوئے تھے اس رات سے چالیس دن تک زمین نے خون اگلا تھا۔  
 جس رات حضرت عیسیٰؑ کو آسمان پر اٹھایا گیا اس دن بھی زمین سے خون ابلا تھا۔  
 جس دن جناب شمعونؑ کو شہید کیا گیا تھا اس دن بھی زمین سے خون ابلا تھا۔  
 جس دن حضرت علیؑ شہید ہوئے اس دن بھی زمین سے خون ابلا تھا اور  
 جس دن امام حسینؑ شہید ہوئے اس دن بھی زمین نے خون ابلا تھا۔

• خراج میں ابوالوفاء سے مروی ہے کہ میں بیت اللہ میں تھا۔ میں نے دیکھا تو مقام ابراہیمؑ پر لوگوں کا بے تحاشا اجتماع ہو گیا۔

میں نے کسی سے پوچھا۔ یہ کیا ہے؟

اس نے جواب دیا۔ ایک عیسائی راہب مسلمان ہوا ہے اور لوگ اسے گھیرے ہوئے ہیں۔  
 میں اپنی جگہ سے اٹھا اور اس راہب کے پاس گیا۔ دیکھا تو بہت کافی عمر رسیدہ شخص تھا اولیٰ کپڑے پہن رکھے  
 تھے اور سر پر ٹوپی رکھی ہوئی تھی۔ میں جب وہاں پہنچا تو وہ کہہ رہا تھا۔

ایک دن میں اپنے گرجا میں بیٹھا تھا غیر خیالی طور پر میں نے نیچے جھانکائیں نے گدھ جیسا ایک پرندہ دیکھا  
 جو کنارہ سمندر پر رکھے ایک پتھر پر بیٹھا تھا اس نے قے کی جس سے ایک انسان کا چوٹھا حصہ اس کے منہ سے  
 گرا پھر وہ اڑا کچھ دیر بعد آکر پھر قے کی اور چونے قے حصہ گرا۔ پھر اڑا گیا۔ پھر آیا اور قے کی تو آخری چوٹھا حصہ گرا۔ پھر وہ  
 چاروں حصے ایک دوسرے کے قریب ہوئے۔ اور جیتا جاگتا انسان اٹھ کھڑا ہوا۔ میں اس کے قریب ہوا اور پوچھا  
 تو کون ہے۔ اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ میں نے کہا تجھے خالق کی قسم ہے۔ بنا تو کون ہے؟ اس نے کہا۔ میں ابن  
 آدم ہوں۔

میں نے پوچھا تو نے کیا عمل کیا ہے جس کا یہ نتیجہ ہے؟

اس نے کہا۔ میں نے علیؑ ابن ابی طالبؑ کو شہید کیا تھا اس دن سے لے کر آج تک یہ پرندہ روزانہ مجھے قتل کرتا  
 ہے۔ ننگنا ہے۔ پھر اگلتا ہے۔

ابھی وہ یہی بات کہہ رہا تھا کہ وہی پرندہ آیا اور اس نے اس پر حملہ کر کے چوٹھا حصہ اڑا لیا۔ اسی طرح یکے بعد  
 دیگرے وہ آثار ہا اور جاتا رہا اور ایک ایک حصہ لے جاتا رہا۔

میں نے بعد میں لوگوں سے علیؑ ابن ابی طالبؑ کے بارے میں معلوم کیا تو پتہ چلا کہ وہ وہی رسولؐ تھے۔ چنانچہ  
 بین اس صداقت کو دیکھ کر مسلمان ہو گیا ہوں۔



## اولاد حضرت علیؑ

حقیقت یہ ہے کہ چونکہ تاریخ آلِ محمد پر وفاتِ رسولؐ کے بعد پہلے اموی اور پھر عباسی گرد چڑھی رہی اور یہ عرصہ سالوں پر نہیں صدیوں پر محیط ہے۔ اس لیے کسی بھی مؤرخ کے لیے یہ کہنا انتہائی مشکل ہے کہ جو کچھ میں نے حاصل کیا ہے یہی حقیقتِ حق ہے خصوصاً ایسی صورت میں جب اموی اور عباسی اقتدار میں تاریخ سازی تو اپنے مقام پر رہی حدیث سازی کا کاروبار بھی پیشہ وارانہ بنیادوں پر کیا گیا ہو۔ کم و بیش نو سو برس تک دشمنان آلِ محمد تاریخ آلِ محمد کو مسخ کرنے میں مصروف عمل رہے۔

حضرت علیؑ کی اولاد بھی اسی اختلاف کی نذر ہو گئی۔ بہر صورت جو کچھ متعدد کتب تاریخ سے مل سکا ہے وہ پیش خدمت ہے کمی بیشی اللہ ہی معاف فرمائے گا۔

### انواج:

۱۔ فاطمہ زہرا بنت محمد رسول اللہ۔

۲۔ خولہ بنت جعفر تنقیہ۔

۳۔ صہبائے تعلیمیہ۔

۴۔ بنت مسعود داریمیہ۔

۵۔ اسماء بنت عیس۔

۶۔ ام سعد بنت عروہ تنقیہ۔

۷۔ امامہ بنت ابوالعاص خشعیہ۔

۸۔ ام حبیبہ بنت ربیعہ۔

۹۔ فاطمہ بنت حزام کلابیہ۔

کے ان میں سے کچھ کنیز ہی ہیں۔





## ضریح مظهر پر معجزات

### ۱۔ مزار علی کو کھودو:

ابوالحسن علی ابن حسین ابن ججاج سے مروی ہے کہ میں اور کچھ دیگر افراد میرے چچا زاد ابوعبداللہ محمد ابن عمران ابن ججاج کی محفل میں بیٹھے تھے۔ اس محفل میں کوفہ کے کچھ ایسے بزرگ بھی موجود تھے جو عباس ابن احمد عباسی کے ہاں موجود رہتے تھے۔ یہ لوگ میرے چچا زاد کو ۲۳ھ کے ذی الحجہ میں امام حسین کے روضہ مبارک کی چھت گرنے کے بعد میرے چچا زاد کے پنج جانے پر اسے مبارکباد دینے آئے تھے۔ کیونکہ اس وقت وہ بھی زیر چھت ہی تھا۔

مذہبی عنوان پر باتیں ہو رہی تھیں کہ اسماعیل ابن عیسیٰ عباسی بھی آگیا۔ چونکہ ہم تمام محبان اہلبیت تھے اور ہمیں ہر وقت ہر عباسی سے خوف رہتا تھا۔ اس لیے اس کے آتے ہی ہم سب خاموش ہو گئے۔ اسماعیل کافی دیر بیٹھا رہا اور کسی نے کوئی بات نہ کی۔ وہ اگٹا گیا اور کہنے لگا شاید میں تمہاری محفل میں غل ہوا ہوں اس لیے تم پرپ ہو گئے ہو؟ اس وقت ابوالحسن علی ابن کجی اسانی بزرگ ہونے کے واسطے ہمارا صدر محفل بنا ہوا تھا۔ اس نے جواب دیا۔ یقین کیجئے ایسی کوئی بات نہیں ہے بلکہ میرا خیال ہے میری طرح ہر شخص موضوع گفتگو سوچ رہا ہو گا کہ کیا بات کریں۔

ہم نے اس کی تائید کی۔  
اسماعیل نے کہا:

اللہ آپ لوگوں پر رحم فرمائے۔ ویسے حالات کا تقاضا بھی یہی ہے اور تم لوگ واقعا معذور ہو آج کل تمہارے لیے انتہائی سنگین وقت ہے۔ ہماری حکومت نے تم لوگوں کی زندگی دو بھر کر رکھی ہے۔ لیکن یقین جانو جہاں تک مسک اور عقیدت کا تعلق ہے میں بھی تم جیسا اور تمہارا پیر بھائی ہوں۔ پھر اس نے ایسی عظیم قسمیں کھائیں

کہ ہمارے پاس اس کی بات ماننے کے سوا کوئی چارہ کار نہ رہا۔

موضوع گفتگو چونکہ پیدا ہو گیا تھا اس لیے باتیں شروع ہوئیں اور مختلف مسائل پر مذاکرات ہوتے رہے بالآخر اسماعیل نے کہا۔ تم لوگوں کے پاس تو فضائل علی اور آل علی کی روایات ہیں میرے پاس یہ آنکھوں دیکھا ایک واقعہ ہے۔ امید ہے وہ سن کر تمہیں کم از کم میرے بارے کوئی شبہ نہیں رہے گا۔

ہم تمام سراپا سوال بن گئے۔

اس نے کہا۔ ایک جمعہ کو میں اپنے چچا دادو کے ساتھ نماز جمعہ سے فارغ ہو کر مسجد سے باہر آ رہا تھا جب ہم اپنے گھروں تک پہنچ کر جہاں ہونے لگے تو اس نے کہا۔ تم لوگ جو چاہو کرو اور جہاں چاہو جاؤ لیکن غروب آفتاب سے قبل تم سب میرے پاس آؤ گے۔

ہم نے کہا ٹھیک ہے غروب آفتاب سے قبل ہم اس کے پاس آ گئے وہ ہمارا منتظر تھا جب ہم سب جمع ہو گئے تو اس نے دو افراد کا نام لے کر کہا۔ انہیں بھی بلاؤ۔ جب وہ دونوں آئے تو ان کے پاس کدال وغیرہ جیسے آلات تھے جن سے زمین کھودی جاتی ہے۔

پھر اس نے کہا میرے غلام جیل کو بھی ساتھ لے جاؤ۔ اور ابھی جاؤ۔ نجف میں کہا جاتا ہے کہ حضرت علیؑ دن ہیں۔ اور آج کل وہاں لوگ لاتعداد آنے جانے لگے۔ جاؤ قبر کھود کر جو کچھ اس میں ہو میرے پاس لے آؤ۔

ہم نے جیل کو ساتھ لیا۔ یہ جیشی غلام تھا۔ اور غضب کا طاقتور اور بیباک تھا۔ ہم نجف پہنچے جو معروف جگہ تھی وہاں گئے۔ دونوں مزدوروں نے کھودنا شروع کیا۔ کھودتے کھودتے وہ ایک چٹان پر پہنچے ان غریبوں نے بہت زور لگایا۔ لیکن نتیجہ صفر رہا۔ آخر انہوں نے جیل کو بلایا۔ اس نے گھینٹی اٹھائی لی اور اس سے چٹان پر ایک وار کیا۔ اس ضرب سے ایسی گرج پیدا ہوئی کہ ہم گھبرا گئے۔ جیل نے دوسری ضرب لگائی پہلے سے بھی زیادہ گرج پیدا ہوئی۔ جونہی اس نے تیسری ضرب لگائی اس کی پیچ بلند ہوئی۔ ہم دوڑ کر آئے وہ کوئی جواب نہ دے سکا۔ اسے اسی کی مدد سے باہر نکالا دیکھا تو اس کے دائیں بازو سے خون بہہ رہا تھا ہم نے بہت کوشش کی لیکن کہیں بھی زخم نظر نہ آیا۔ اسے کیلے چلائے لیکن نہ تھا۔ زبان سے گونگا ہو چکا تھا۔ ہم نے خچر لادا۔ اور واپس بنیاد کی راہ لی۔ راستہ میں اس کے دائیں جانب سے آہستہ آہستہ گوسشت جھڑکا شروع ہو گیا۔ ہم دادو چچا کے پاس پہنچے خوف سے ہمارا برا حال تھا۔

اس نے پوچھا۔ کیا بات ہے؟

ہم نے کہا۔ غلام جیل کو خود دیکھ لے۔ بات ہم سناتے ہیں۔ جب ہم نے اسے پورا واقعہ سنایا اور اس نے جیل کی حالت دیکھی اپنے سابقہ عقیدہ سے تو یہ کی موالیان حضرت علیؑ سے ہو گیا اور ہم بھی اسی دن سے اپنے کو عقیدت مندان حضرت علیؑ سے شمار کرتے ہیں۔ غلام اسی دن ہی مر گیا۔ اور میرے چچا نے منازینا ب

امیر پر ایک صندوق بنوا دیا۔

## ۲۔ حیوانوں کی پناہ گاہ:

ارشاد شیخ مفید میں عبد اللہ ابن حازم سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ہارون کے ساتھ ہم شکار پر گئے۔ صحرا میں کافی دور نکل آئے۔ سامنے ایک ٹیلہ نظر آیا اس ٹیلہ کے ارد گرد کافی تعداد میں ہرنیاں پھر رہی تھیں۔ ہم خوش ہو گئے کہ وافر تعداد میں شکار مل گیا ہے۔ ہم نے بازو رکتے چھوڑ دیئے۔ جو نہی بازو رکتے ان کے قریب گئے۔ ہرنیاں اطمینان سے ٹیلہ کے گرد جا کر کھڑی ہو گئیں اور بازو ایک طرف بیٹھ گئے اور کتے دور ہٹ گئے۔ ہم حیران ہوئے لیکن زیادہ ٹکرنہ کی۔ کتوں کو واپس بلایا۔ بازو ہاتھ میں لگے۔ جب ہرنیوں نے دیکھا کہ کتے اور بازو نہیں جا رہے تو وہ پھر ٹیلے کے گرد سے ہٹ کر چرنے میں مصروف ہو گئیں۔ ہم نے پھر کتے اور بازو چھوڑے ہرنیاں پھر ٹیلے کے پاس چلی گئیں۔ اور کتے اور بازو واپس آ گئے اب ہم نے سنجیدگی سے سوچنا شروع کیا کہ ٹیلے میں کیا بات ہے کہ ہرنیاں خوف نہیں کھاتیں اور کتے اور بازو ہاں جاتے نہیں ہیں جب ہرنیوں نے دیکھا کہ کتے اور بازو نہیں آ رہے وہ پھر ٹیلے سے ہٹ کر چرنے لگیں۔ ہم نے تیسری مرتبہ پھر کتے اور بازو چھوڑے ہرنیاں پھر ٹیلے کے گرد چلی گئیں اور کتے اور بازو واپس آ گئے۔ اب ہمیں یقین ہو گیا کہ اس ٹیلے میں کچھ ہے۔ ہارون نے ہمیں کہا گھوڑوں پر بیٹھو اور ہر طرف پھیل جاؤ۔ اس علاقہ میں جو بھی بے اسے میرے پاس لے آؤ۔

ہمیں ایک بوڑھا ملا جو بکریاں چرا رہا تھا۔ ہم اسے ہارون کے پاس لائے۔ ہارون نے اس سے پوچھا۔ تو اسی علاقہ کا باشندہ ہے؟ بوڑھے نے کہا۔ ہاں کوفہ کے مضافات ہی میں رہتا ہوں۔ ہارون نے کہا۔ یہاں ٹیلے میں کیا ہے۔ کتے اور بازو ٹیلے کے قریب نہیں جلتے۔ بوڑھے نے کہا۔ اگر جان کی امان دو تو جو معلوم ہے بتا دوں گا۔ ہارون نے کہا۔ تجھے امان ہے بتا کیا ہے؟ بوڑھے نے کہا۔ یہ اللہ اور رسول کی طرف ایک مقدس حرم ہے۔ یہاں کوئی درندہ اور نجس جانور نہیں جاسکتا۔

ہارون نے کہا تو پہیلیاں نہ بھجوا بتا یہ کیسا حرم ہے اور اس میں کیا ہے؟ بوڑھے نے کہا۔ ٹیلے میں امیر المومنین علی ابن ابی طالب کا مزار ہے۔ جو چیز بھی اس کی پناہ لیتی ہے محفوظ ہو جاتی ہے۔



یہ سن کہ ہارون گھوڑے سے اتر پانی لیا۔ دمنو کیا۔ وہاں نماز پڑھی اور اپنی پیشانی خاک پر رگڑ کر دعا مانگی

### ۳۔ یہ یہودی ہے اسے نکالو:

ارشاد ہی میں طحال مقدادی سے مروی ہے کہ میں حضرت علیؑ کے مزار کا کھدیر وار تھا۔ ایک دن ایک شخص انتہائی مقدس لباس اور مقدس شکل میں میرے پاس آیا۔ مجھے دو دینار دیئے اور کہا۔  
ایسا کہ میں یہاں غلوت چاہتا ہوں تو دو مزار باہر سے بند کر دے اور مجھے اندر تنہا رہنے دے۔  
میں نے دروازہ باہر سے بند کر دیا اور سو گیا۔ خواب میں حضرت علیؑ کو دیکھا۔  
انہوں نے فرمایا:

میرے مزار پر نصرانی کو کیوں بٹھا رکھا ہے؟  
میں نے عرض کیا تقدیر مجھے تو معلوم نہیں تھا اور نہ اس نے بتایا ہے کہ میں نصرانی ہوں۔  
آپ نے فرمایا:

اسے ابھی میرے مزار سے باہر نکال۔  
میں گھبرا کر اٹھا۔ دروازہ کھولا دیکھا تو وہ بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے اس سے کہا۔  
تو نے بڑا ظلم کیا ہے کہ مجھے بتایا نہیں۔

میں نے کہا۔ تو نصرانی ہے اور تجھے معلوم نہیں کہ غیر مسلم نجس ہوتے ہیں اور کوئی نجس حرم مطہر میں نہیں آسکتا  
اس نے کہا۔ میں کب نصرانی ہوں۔ میں نہیں نصرانی۔ تو جا۔  
میں نے کہا۔ کیا تو مجھے دو دینار دے کر فریب دیتا ہے یہ لے اپنے دینار اور پل اٹھ یہاں سے۔  
اس نے کہا۔ تجھے کیا ہو گیا ہے۔ میں نصرانی نہیں ہوں۔  
میں نے مضہ سے کہا۔ کیا تو میرے آقا کو جھوٹا کہہ رہا ہے؟  
اس نے کہا۔ کون آقا؟  
میں نے کہا۔ حضرت علیؑ۔

اس نے کہا۔ وہ تو اس مزار میں آرام کر رہے ہیں۔ میں انہیں کیسے جھٹلا سکتا ہوں؟  
میں نے کہا۔ ابھی ابھی انہوں نے خواب میں مجھے بتایا کہ تو نصرانی ہے اور انہوں نے مجھے نکلنے کا  
نظم دیا ہے۔

وہ حیرت سے پوچھنے لگا۔ کیا واقعی تجھے حضرت علیؑ نے بتایا کہ میں نصرانی ہوں؟

میں نے کہا۔ اور کیا۔ اگر مجھے پہلے پتہ ہوتا تو میں تجھے کب جانے دیتا تھا۔

اس نے کہا۔ اب میرے لیے حقانیت اسلام کی اور کسی دیسل کی ضرورت نہیں ہے۔ پورے شام اور عراق میں کسی کو علم نہیں کہ میں نصرانی ہوں۔

اس کے بعد اس نے کلمہ شہادت پڑھا حضرت علی کی ولایت اور خلافت بلا فصل کی گواہی دیگر مسلمان ہو گیا۔

## ۴۔ میرے دوست کے لیے دروازہ کھول:

ارشادِ معین میں مروی ہے کہ ایک مرتبہ عمران ابن شاہین کی عضد الدولہ سے سیاسی طور پر ان بن ہو گئی۔ عمران عضد الدولہ کے خوف سے چھپ چھپا کہ نجف میں آگیا۔ ادھر عضد الدولہ نے عمران کو کافی تلاش کیا لیکن عمران اس کے ہاتھ نہ لگا۔

عمران نے خواب میں حضرت علی کو دیکھا۔ انہوں نے فرمایا۔ فنا خسر و جو عضد الدولہ کے نام سے معروف ہے کل میری زیارت کو آئے گا۔ تو میرے حرم کے اس گوشہ میں زیر قبہ کھڑا ہو جانا۔ وہ تجھے نہ دیکھ پائے گا۔ وہ زیارت کے بعد دعا مانگے گا۔ اور دعا میں مجھے محمد کی قسم دے گا کہ وہ تجھے تلاش کرنے میں کامیاب ہو جائے۔ تو اس کے قریب جا کر کہنا اے بادشاہ یہ کون شخص ہے جس کی تلاش میں کامیابی پر آپ صاحبِ مزار کو محمد کی قسم دے رہے ہیں؟

وہ جواب میں کہے گا کہ میرا ایک سیاسی حریف ہے جو حکومت میں مجھ سے حصہ مانگتا ہے۔ تو اس سے پوچھنا۔ اگر کوئی آپ کو وہ شخص تلاش کر کے دیدے تو آپ اسے کیا انعام دیں گے؟ وہ جواب دے گا۔ کہ اگر تلاش کر کے دینے والا اس مفزور کی جان کی امان بھی مانگے تو میں دیدوں گا۔ جب یہ کہے۔ تو اپنا تعارف کرا کے سامنے آ جانا۔ تو جو چاہتا ہے تجھے اس سے مل جائے گا۔ عمران کا بیان ہے کہ دوسرے دن بالکل ویسے ہوا جیسے خواب میں آقا نے مجھے بتایا تھا۔ جب میں نے اسے بتایا۔ کہ وہی مفزور میں ہوں۔ تو اس نے پوچھا تجھے کس نے بتایا ہے کہ میرا نام فنا خسر ہے؟ میں نے کہا۔ سب کچھ اس صاحبِ قبہ نے رات خواب میں مجھے بتایا ہے اور اسی کی ہدایت کے مطابق میں آپ کے سامنے آیا ہوں۔

عضد الدولہ نے کہا تجھے اس صاحبِ قبہ کی قسم ہے تو سوچ کہ رہا ہے کہ تجھے اسی نے میرا نام فنا خسر بتایا ہے؟

میں نے کہا۔ مجھے اس کے حق کی قسم ہے مجھے انہی نے یہ نام بتایا ہے۔

عہد الدولہ نے کہا۔ اگر تو حق امیر کی قسم نہ بھی کھاتا تو میں مان لیتا کہ میرا یہ نام اللہ کے علاوہ مجھے۔ میری ماں اور میری دایہ کے علاوہ کسی کو بھی معلوم نہ تھا۔

عہد الدولہ نے عمران کو اپنا وزیر بنا کر خلعت وزارت دی۔ اور عمران کو لے کر کوفہ چلا گیا۔ عمران نے مزین مان رکھی تھی کہ اگر عہد الدولہ نے اسے معاف کر دیا تو وہ سر دیا پر ہند حضرت علیؑ کی زیارت کو آئے گا چنانچہ جب رات چھا گئی تو عمران اٹھا اور سر دیا پر ہند زیارت کے لیے چلا آیا۔

میرا دادا علی ابن طحال اپنے بستر پر سو رہا تھا۔ اس نے خواب میں حضرت علیؑ کو دیکھا انہوں نے فرمایا۔ اے میرا دوست عمران ابن شاہین میری زیارت کو آ رہا ہے دروازہ کھول دے۔ جب میں اٹھا اور دروازہ کھولا تو عمران دروازہ پر پہنچ چکا تھا۔

میرے دادا نے جھک کر اسے سلام کیا اور کہا بسم اللہ میرے آقا شریف لائے۔ عمران نے کہا۔ مجھے پہچانا بھی ہے کہ میں کون ہوں۔ ایسے آقا کہہ رہا ہے۔ میرے دادا نے کہا۔ آپ عمران ابن شاہین نہیں ہیں؟ عمران نے کہا ہاں میں عمران ہی ہوں۔

میرے دادا نے کہا۔ پھر جسے میرا مولا اپنا دوست کہے میں اسے آقا نہ کہوں تو کیا کہوں؟ عمران نے کہا یہ کیا کہہ رہا ہے؟

میرے دادا نے اسے بتایا کہ ابھی خواب میں مولانا نے مجھے دروازہ کھولنے کا فرمایا ہے اور فرمایا ہے کہ میرا دوست عمران ابن شاہین آ رہا ہے دروازہ کھول۔

عمران یہ سن کر دہلیز پر گر کر بوسے دینے لگا۔ اور پھر بیرونی رداقی تعیر کرایا۔ جو رداقی عمران ابن شاہین کے نام سے معروف ہے۔

## ۵۔ یا علی تیری امان ہوں؛

۵۵ھ میں امیر مجاہدین سنقر کے واقعات میں لکھا ہے کہ گورنر کوفہ سنقر اور بنی خفاجہ میں عداوت ہو گئی۔ معاملہ اس حد تک پہنچ گیا کہ دونوں گروہوں میں سے جو بھی نجف اشرف میں حضرت علیؑ کی زیارت کو آتا تھا۔ تنہا نہ آتا تھا۔ اپنے ساتھ دو تین نگران رکھتا تھا۔ ایک مرتبہ اتفاق ایسا ہوا کہ بنی خفاجہ سے دو عرب زیارت کو آئے اور ادھر سنقر بھی زیارت کو آیا۔ بنی خفاجہ کا ایک عرب زیارت کے لیے صریح متقدم میں گیا اور دوسرا باہر حفاظت کے لیے کھڑا تھا کہ سنقر آگیا۔ باہر والے عرب نے دیکھا کہ سنقر کے ساتھ آدمی زیادہ ہیں۔ ہم ان کا مقابلہ نہ کر سکیں گے۔ اس نے اپنے ساتھی کو آواز دی ایرانی آگئے میں نے کہا ان کی تعداد زیادہ

ہے اب واپس آجائیہ کہہ کر اس نے گھوڑے کو پکڑ لگا دی اور جگ گیا جو عرب اندر مصروف زیارت تھا۔ اس کے نکلنے کے تمام راستے سنقر نے بند کر دیئے کیونکہ اس نے ہر دروازہ پر اپنے سپاہی مقرر کر دیئے۔ اس عرب نے جب دیکھا تو اندر حضرت علی کی ضریح کے پاس ٹھہر گیا۔

سنقر گھوڑے پر سوار صحن میں داخل ہوا۔ ضریح کے سامنے گھوڑے سے اترا اور سپاہیوں سے کہا جاؤ عرب کو پکڑ لاؤ۔ جب سپاہی اندر گئے۔ تو عرب نے حضرت علی کی ضریح کو پکڑ لیا۔ اور عرض کرتے لگا۔

یا علی آپ کو معلوم ہے کہ یہ ہمارے دشمن ہیں۔ مجھے زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ میں آپ کی زیارت پر آیا تھا۔ اب آپ کی امان میں ہوں۔ مجھے معلوم ہے آپ اپنی امان ضائع نہیں کرتے۔ دخیلک یا علی۔ دخیلک یا علی۔

سنقر کے سپاہیوں نے اسے پکڑا اور باہر لانے کیلئے کھینچنے لگے۔ اس عرب نے حضرت علی کی ضریح کے پیچھے میں ہاتھ ڈال لیا۔ وہ ہاتھ پھڑکتے تھے اور عرب ہاتھ نہیں نکالتا تھا۔ بالآخر وہ زیادہ تھکے تھے یہ نہا تھا

انہوں نے اس کی انگلیاں توڑ ڈھونڈ کر پیچھے سے نکالیں اور گرفتار کر کے لے آئے۔ سنقر نے اس کی مشکیں کسوائیں اور اپنے ساتھ کوفہ لایا۔ اس نے ارادہ کیا کہ اسے ابھی قتل کر دوں پھر

کسی خیال سے ارادہ بدل دیا اور دوسرے دن پر ملتوی کر دیا۔ ابھی رات آدھی باقی تھی کہ سنقر گھبرا اٹھا۔ اپنے نائب کے کہا۔

جا ابھی زندان سے عرب کو لے آ۔ جب وہ عرب کو لے آیا۔ تو عرب تھر تھرا کر نپ رہا تھا۔ سنقر نے اسے اپنا نشانہ لباس یک گھوڑا اور بیشمار دولت دے کر واپس گھر بھیج دیا۔ اور نائب سے کہا۔ ابھی بہت ساسا مان

لے جا اور مولا علی سے میرے اس جرم کی معافی مانگ کر میں نے ان کے جرم سے ان کے زائر کو گرفتار کیا ہے۔ نائب نے پوچھا۔ آخر بات کیا ہے؟

سنقر نے بتایا۔ کہ ابھی خواب میں حضرت علی آئے تھے۔ بڑے ناراض تھے۔ ان کے ہاتھ میں خنجر تھا اور انہوں نے مجھے فرمایا ہے کہ جس نے میری امان لی تھی اگر تو نے اسے قتل کیا۔ تو یہ خنجر تیرے پیٹ میں اتر

جائے گا

## ۶۔ عزت کا پاسبان؛

منتخب میں زید نسا ج سے مروی ہے کہ میرا ایک پڑوسی تھا جو بہت سن رسیدہ تھا۔ ہر وقت مصروف عبادت رہتا تھا کسی سے ملتا جلتا تک نہ تھا۔ صرف جمعہ کے دن گھر سے باہر آتا تھا میں جمعہ کے دن امام بن

العابدین کی زیارت کو گیا۔ جب میں طہارت کے لیے گیا۔ تو غسل خانہ میں اسی بوڑھے کو دیکھا جس نے قمیض اتار ا ہوا تھا اور غسل کی تیاری میں مصروف تھا۔ پانی بھرنا چاہتا تھا۔ لیکن سن رسیدگی کی وجہ سے



قاصر ہو رہا تھا۔ میں نے اس کی پشت پر ایک بہت بڑا زخم دیکھا جس سے پیپ رس رہا تھا جب اس کی مجھ پر نگاہ پڑی تو میں ذرہ شرمندہ سا ہوا۔ اور کہنے لگا ذرا مجھے پانی بھرنے میں مدد دے تاکہ میں غسل کر لوں میں نے کہا۔ میں فارغ نہیں ہوں۔ اگر مجھے یہ بتادے کہ یہ زخم کیسے لگا ہے اور کس نے لگایا ہے پھر غسل میں مدد کروں گا۔

اس نے بہت ٹانے کی کوشش کی لیکن جب میں اڑ گیا تو کہنے لگا ایسا کرب مجھے غسل کرا دے۔ پھر تباہوں کا کوئی اور نہ آجائے میں نے پانی بھر کے دیا اس نے غسل کیا جب غسل سے فارغ ہو گیا تو باہر کھلی جگہ آکر بیٹھ گئے۔

اس نے کہا۔ نیٹے میرے تجھ پر دقتی ہیں۔ میں تیرا پڑوسی بھی ہوں۔ اور تجھ سے عمر میں بھی بڑا ہوں۔ مجھ سے ایک وعدہ کر کہ میری زندگی تک کسی کو نہیں بتائے گا۔ میں نے وعدہ کیا۔

اس نے بتایا کہ جوانی میں میرا شمار اچھے خاصے لشکے قسم کے افراد سے ہوتا تھا۔ ہم دس جوانوں کا ایک گروپ تھا۔ ہم نے کبھی کچھ کمایا نہ تھا۔ بس کسی کو لوٹ لیا۔ کسی کے کپڑے اتار لیے۔ اور گزارا کر لیا۔ ہم دس آدمی کبھی تنہا نہیں کھاتے تھے بلکہ روزانہ ایک آدمی کے گھر کھانا ہوتا تھا۔ اور ہم سب مل کر کھاتے تھے۔ ایک رات میں شراب پی کر سو رہا تھا کہ مجھے میری بیوی نے جگا کر کہا۔

تو بڑے آرام سے سو رہا ہے۔ کل کھانا ہمیں پکانا ہے اور گھر میں کچھ نہیں ہے۔ یہ سن کر میرا نشہ برن ہو گیا۔ اور میں نے بڑ بڑانے کے انداز میں کہا۔ اب کیا ہوگا۔ میں کیا کروں اور کہاں جاؤں؟

بیوی نے کہا۔ آج شب جمعہ ہے اور مولانا علی کی ضریح پر ساری رات نماز اتر آتے رہتے ہیں۔ راستہ میں بیٹھ جا اگر اور کچھ نہ ملے تو کسی کے کپڑے ہی اتار کر لے آ۔ کل بازار میں بیچ کر کھانا پکالیں گے۔ مجھے مشورہ پسند آگیا۔ تلوار لے کر میں گھر سے نکلا اور صحرا میں راستہ پر بیٹھ گیا۔ بادل بھی تھا۔ بجلی بھی چمک رہی تھی۔ بجلی کی چمک میں مجھے دور دوسرے نظر آئے میں خوش ہو گیا کہ چلو کام بن گیا۔ میں پھر بجلی کے انتظار میں رہا کہ دیکھو ان کے پاس کون سے ہتھیار ہیں۔ جب دوسری مرتبہ بجلی چمکی اور میں نے دیکھا تو مارے خوشی کے اچھل پڑا کیونکہ وہ دونوں عورتیں تھیں۔

میں راستہ پر آگیا۔ جب وہ قریب آئیں تو میں نے کہا۔ کتنے پیسے ہیں؟

انہوں نے کہا۔ ہم عورتیں ہیں ہمارے پاس کیا ہوگا۔ کچھ بھی نہیں ہے۔

میں نے ڈانٹ کر کہا۔ اگر نقدی نہیں ہے تو کپڑے اتار دو۔ جلدی کرو۔ دونوں نے کپڑے اتار دیے۔



بجلی کی چمک میں ہیں ان کے جسم پر زیورات دیکھ لیے۔ میں نے کہا۔ زیور بھی اتار دو۔ دونوں نے زیور اتار دیئے۔ میں یہ بھی دیکھ چکا تھا کہ ایک بالکل نوجوان لڑکی تھی اور دوسری بڑھیا تھی۔ شیطان نے مجھے اس حسینہ کو یونہی چھوڑ دیتے سے روکا۔ چنانچہ میں اس حسینہ کے گرد پھرنے لگا۔ اور اسے اسی جگہ برائی پر آمادہ کرنے لگا۔

بڑھیا نے کہا۔ تو نے جو کچھ لے لیا ہے۔ ہم اس کا نام بھی نہیں لیں گے تجھے مناف کرتی ہوں لیکن ہماری عزت سے نہ کہیں۔ یہ بیچاری یتیم بچی ہے۔ میری بھانجی ہے۔ اس کی ماں اور باپ دونوں فوت ہو چکے ہیں۔ کل اس کی چچا زاد کے ساتھ شادی ہے۔ آج اس نے میری منت کی ہے کہ خالہ کل میں بیاہ کر شوہر کی محکومہ بن جاؤں گی۔ خدا معلوم وہ کب مجھے اجازت دے کب نہ دے۔ میری خواہش ہے کہ میں ایک مرتبہ آقا کی زیارت کر لوں میں اس کی منت مان کر اس کے ساتھ چلی آئی۔ اب تو احسان کر اور ہمیں واپس گھر جانے دے۔ بیچاری کو اپنی قوم و قبیلہ میں رسوا نہ کر۔

میں نے کہا۔ بڑھیا اپنی چوہنچ بند رکھ اور دور کھڑی ہو جا میں نے اس بڑھیا کو دھکا دیا۔ وہ لڑکی بیچاری بڑھیا کا سہارا لیتی تھی۔ اور میں لڑکی پر دست درازی کرنے لگا تھا۔ آخر وہ لڑکی ہی تھی میں نے اسے زمین پر گرایا اس کے دونوں ہاتھ ایک ہاتھ میں پکڑے اور دوسرے ہاتھ سے ازاں بند کھولنے کا ارادہ کیا ہی تھا۔ وہ بیچاری میرے ہاتھوں میں پھٹک پھٹک کر کہنے لگی۔

المستغاث بک یا اللہ المستغاث ربک یا علی ابن ابیطالب نجی من ید هذا الظالم۔

فریاد یا اللہ۔ فریاد یا علی! مجھے اس ظالم کے ظلم سے نجات دو۔

جونہی اس کی فریاد پوری ہوئی مجھے اپنے عقب میں بالکل قریب گھوڑے کے سموں کا احساس ہوا میں نے مڑ کر دیکھا تو ایک شہسوار نیزہ بدست میرے قریب کھڑا تھا۔ میں نے دل میں سوچا یہ بھی تنہا ہے اور میں بھی تنہا ہوں اس ایک پر قابو پا لوں گا

میں نے دیکھا اس نے سفید لباس پہن رکھا تھا اس کے لباس سے مشک کی خوشبو مہک رہی تھی۔ مجھے کہا۔ چھوڑ دے لڑکی کو۔

میرے سر میں عیونت تھا۔ میں نے کہا۔ جا جا۔ اپنی خیر متا۔ دوسروں کے پھڑے میں ٹانگ نہ اڑا۔

میرا آنا کہنا تھا کہ اس نے تلوار کی نوک سے میری پیٹھ پر ہلکی سی ضرب لگائی۔ میں گر گیا۔ مجھے ایسے محسوس ہوا جیسے میں نہ زمین پر ہوں اور نہ آسمان پر ہوں۔ میرے بولنے کی طاقت سلب ہو چکی تھی۔ البتہ دیکھ بھی رہا تھا اور سن بھی رہا تھا۔

اس نے دونوں غورتوں سے کہا۔ اٹھو اپنے کپڑے پہنو۔ زیور اٹھاؤ اور واپس گھر جاؤ۔

ضرر کج مہر پر معجزات

وَالْيَاصْبِرْ صِرَاطَ رَبِّكَ وَالْيَاصْبِرْ صِرَاطَ رَبِّكَ وَالْيَاصْبِرْ صِرَاطَ رَبِّكَ

اُس نے مسکرا کے کہا تمہاری زیارت قبول ہے۔ جس کی زیارت کو جا رہی تھیں میں وہی ہوں اب گھر جاؤ۔ یہ سنتے ہی دونوں دوڑیں۔ آپ کے قدموں پر گریں۔ قدم بوسی کی دست بوسی کی اور واپس روانہ ہو گئیں۔ میں جیسے بیہوشی سے ہوش میں آگیا۔ اندر میری زبان بھی کھل گئی۔

اگر تو نے خلوص سے توبہ کی ہے تو اللہ یقیناً قبول کرے گا۔

میں نے عرض کیا۔ قید تو کچھ میں کہہ رہا ہوں میں اللہ کو گواہ بنا رہا ہوں۔

آپ واپس جانے لگے ہیں نے عرض کیا۔ قید آپ تو مجھے اسی حالت میں چھوڑ کر اشریف لے جا رہے ہیں۔ یہ زخم مجھے مار ڈالے گا۔

آپ واپس مڑے مٹی کی ایک مٹھی بھری میرے زخم میں رکھی۔ ہاتھ سے مس کیا۔ اسی دقت گوشت پیدا ہو گیا میں نے کہا۔ یہ کیسا گوشت ہے ابھی تک تو تازہ زخم موجود ہے۔

میں نے عرض کیا تھا۔ قبلہ ابھی پورا نہ تم تو نہیں بھرا۔

انہوں نے فرمایا: یاد کے بطور اتنا چھوڑ رہا ہوں۔ تاکہ تو کبھی نہ بھولے۔

اللَّهُمَّ اجْعَلْنَا مِنَ الْمُتَمَسِّكِينَ بِوَلَايَةِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ. (شار)



امام حسن مجتبیٰ

ولی العصر ترست ولی العصر ترست ولی العصر ترست

# امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام

## ۱۔ ولادت امام حسنؑ

مقام ولادت - مدینہ منورہ - سنہ ولادت ۳۰ھ ماہ ولادت - رمضان - تاریخ ولادت - ۵ ارمضان  
نام - حسنؑ - باپ - علی ابن ابی طالبؑ - ماں - فاطمہ زہراؑ بنت رسول اللہؐ - کنیت - ابو محمد - القاب - سید  
سبط - تقی - یکتب - زکی - ولی -

## ۲۔ قبل از ولادت:

بھاریں ام الفضل جناب عباس ابن عبدالمطلب کی زوجہ سے مروی ہے کہ امام حسنؑ کی ولادت سے قبل  
میں نے خواب میں دیکھا کہ نبی کوئین کے اعضاء میں سے ایک عضو جدا ہو کر میری جھولی میں آگیا۔ میں بڑی پریشان  
ہوئی۔ آنحضرتؐ کو خواب بتایا اور تعبیر پوچھی۔

آپ نے فرمایا:

گھرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میری زہراؑ کے ہاں بیٹا ہوگا جس کی پرورش تو کرے گی۔

## ۳۔ بعد از ولادت:

خراج میں امام صادقؑ سے مروی ہے کہ جناب حسینؑ نے مدت رضاعت تک جناب سیدہ کا دودھ نہیں  
پیا۔ سرور کوئین نے منع فرما رکھا تھا کہ انہیں کوئی دودھ نہ پلائے چوبیس گھنٹے میں آنحضرتؐ ایک مرتبہ تشریف  
لائے تھے۔ زبان رسالت میں دیتے اور شہزادے سیر و سپار ہو جاتے۔

بھاریں برہ بنت امیر خزامیہ سے مروی ہے کہ سرور کوئینؑ کسی کام کی خاطر بیرون مدینہ تشریف لے جا رہے

تھے۔ آپ جناب سیدہ کے گھر تشریف لائے اور فرمایا:

امام حسنؑ مجتہب

والی العصر ترست والی العصر ترست والی العصر ترست

بیٹی میں کسی کام سے باہر جا رہا ہوں۔ میری عدم موجودگی میں اللہ تجھے فرزند سے نوازے گا مجھے تین دن باہر لگ جائیں گے۔ میری واپسی تک بیٹے کو کچھ نہ پلانا۔

امام حسنؑ کی ولادت ہوئی۔ جناب سیدہؑ نے تین دن صبر کیا۔ اتفاقاً سردارانِ بنیام کو تین دن سے زیادہ لگ گئے۔

جناب سیدہؑ نے چوتھے دن امتا سے مجبور ہو کر شہزادے کو دودھ پلا دیا۔

آنحضرتؐ جب پانچویں دن واپس تشریف لائے تو جناب سیدہؑ نے معذرت کے ساتھ عرض کیا۔ بابا جان! میں مجبور ہو گئی تھی۔

آپؐ نے فرمایا:

بیٹی مجھے حکمِ باری سے ہی رکنا پڑ گیا تھا مشیتِ ایزدی یہی تھی کہ نسلِ امامتِ ذریتِ حسینؑ میں رہے۔ اچھا اب نام کیا رکھا ہے؟

بنیابی نے عرض کیا:

بابا جان! بھلا علیؑ کے ہوتے ہوئے میں کیا نام رکھ سکتی تھی۔ میں نے علیؑ سے پوچھا ہے کہ بچے کا نام کیا ہو گا؟ انہوں نے مجھے فرمایا ہے کہ میں اپنے آقا و مولا پر سبقت نہیں کرتا۔ ہم آپؐ ہی کے منتظر تھے۔

آپؐ نے فرمایا:

میں کیسے اللہ سے سبقت کر سکتا ہوں۔ میں بھی انتظار کرتا ہوں۔ جب تک وحی نہیں آئے گی اس وقت تک میں اپنی طرف سے کچھ بھی نہیں کہوں گا۔

آپؐ جب گھر تشریف لے گئے تو وحی نازل ہوئی۔ جبریلؑ نے سلام ربِ قدیر عرض کرنے کے بعد عرض کیا کہ چونکہ علیؑ شہیل ہارونؑ ہے اس لیے اس کے بچوں کے نام بھی جناب ہارونؑ کے بچوں کے نام پر ہوں گے

سردار کوئینؑ نے فرمایا:

ان کے نام تو شبیر و شبیر تھے۔ لیکن وہ ایرانی نام ہیں اور ہماری زبان عربی ہے۔

جبریلؑ نے عرض کیا:

ذاتِ احدیت نے ان کا عربی میں ترجمہ بھی بتا دیا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ میں نے یہ دونام تمام عرب سے پوشیدہ رکھے تھے۔ اور کسی کو یہ نام رکھنے کی ہمت نہیں ہوئی۔ شبیر کا ترجمہ حسنؑ سے اور شبیر کا ترجمہ حسینؑ ہے۔

آپؐ نے نام حسنؑ تجویز فرمایا:

اذانِ اقامت کی۔

امام حسن مجتبیٰ

وَلِیُّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِیُّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِیُّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ

سنا تو میں دن شہزادے کے سر سے بال اتروائے۔ بالوں کو چاندی سے وزن کیا وہ چاندی صدقہ دی۔  
اور دو نئے عقیقہ کیا۔

## ۴۔ نقش انگشتر:

امام حسن کا نقش انگشتر: العزة الله -

امام حسین کا نقش انگشتر: ان الله بالغ امره -

امام زین العابدین امام حسین کی انگوٹھی پہنتے تھے اور امام محمد باقر امام حسن کی انگوٹھی زیب دست کرتے تھے۔  
ارشاد کے مطابق امام حسن شہید سرور انبیاء تھے۔







# فضائل و مناقب امام حسنؑ

## ۱۔ پشت نبیؐ اور امام حسنؑ:

نسائی نے شہزاد سے روایت کی ہے کہ نبی اکرمؐ نماز عشاء پڑھا رہے تھے دورانِ سجدہ امام حسنؑ بحالت سجدہ پشت نبیؐ پر بیٹھ گئے۔ سجدہ طویل ہو گیا۔ میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو امام حسنؑ پشت رسولؐ پر سوار تھے۔ میں دوبارہ سجدہ چلا گیا۔ جب نماز ختم ہوئی تو دیگر صحابہ نے عرض کیا۔  
قبلہ! آج سجدہ بڑا طویل ہو گیا تھا۔ کہیں وحی آگئی تھی۔ یا آپؐ سر اٹھانا بھول گئے تھے؟  
آپؐ نے فرمایا:

نہ وحی آئی تھی۔ نہ سر اٹھانا بھولا تھا۔ حسنؑ سجدہ میں میری پشت پر بیٹھ گیا تھا۔ اس لیے میں نے اسے اتارنا مناسب نہ سمجھا۔ جب حسنؑ اپنی مرضی سے اترے تو میں نے سجدہ سے سر اٹھایا۔  
تومذی اور نسائی میں بریدہ سے مروی ہے کہ ایک دن نبی کو نین منبر پر بیٹھے خطبہ دے رہے تھے کہ دونوں شہزادے گھر سے برآمد ہوئے کھسکی کی وجہ سے شہزادوں کے قدم ڈگمگائے آنکھوں نے خطبہ چھوڑ دیا۔ منبر سے اترے دونوں کو اٹھایا۔ گود میں لیا۔ منبر پر آئے ایک کو دائیں زانو پر دوسرے کو بائیں زانو پر بٹھایا۔ امام حسنؑ کا منہ چومنا امام حسینؑ کا گلہ چومنا۔ پھر فرمایا۔ لوگوں! یہ نہ سمجھنا کہ میں نے انہیں نواسے سمجھ کر اٹھایا ہے بلکہ یہ دونوں میرے دین کے نگران ہیں۔

## ۲۔ جن کی خدمت:

امالی حدیث میں امام سجادؑ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ نبی کو نین کو معمولی سی جہانی تکلیف ہوئی جناب سیدہؑ رات کے وقت دونوں بچوں کے ساتھ عینا دت کو گئیں۔ جاتے ہی امام حسنؑ آنکھوں کے دائیں اور امام حسینؑ

بائیں بازو پر سوکر ناتا کے سینہ سے لگ گئے کافی دیر بیٹھنے کے بعد جناب سیدہ واپسی کے لیے اٹھیں تو بی بی نے فرمایا:

آؤ میرے بچو! اپنے گھر چلیں۔

دونوں شہزادوں نے عرض کیا۔ مالاہم تو ابھی سیر نہیں ہوئے جب سیر ہو جائیں گے تب آپس گے۔ کچھ دیر بعد دونوں شہزادے سو گئے۔ حجرہ ام المومنین عائشہ عطا۔ جناب سیدہ کچھ دیر بعد واپس گھر آئیں۔ شہزادے جلدی جاگ گئے۔

دونوں نے ام المومنین عائشہ سے پوچھا۔ ہجاری ماں!

بی بی نے فرمایا:

وہ تو اسی وقت چلی گئیں تھی۔ جب تمہیں نیند آئی۔

دونوں شہزادے اٹھے ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالا اور باہر نکلے۔ باہر دیکھا تو آسمان پر بادل چھایا ہوا تھا اور بجلی چمک رہی تھی اور بادل گرج رہا تھا۔ ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہیں دے رہا تھا۔ بجلی کی چمک میں شہزادے چلتے آئے اور آپس میں باتیں بھی کرتے آئے۔ باتوں باتوں میں خیال نہ رہا۔ بجلی کی چمک کا سہارا لے کر جب امام حسن نے ادھر ادھر دیکھا تو پتہ چلا کہ ہم شہر سے باہر نکل آئے ہیں۔ ساتھ ہی ایک درخت تھا اسکے نیچے ایک دوسرے کے گلے میں بائیں ڈال کر سو گئے۔

بنی اکرم بیدار ہوئے تو انہوں نے ام المومنین عائشہ سے پوچھا۔ میرے بچے کہاں گئے؟

بی بی نے عرض کیا:

وہ کافی دیر سے جا چکے ہیں۔

آپ نے پوچھا۔ کہاں گئے ہیں؟

بی بی نے عرض کیا۔ گھر گئے ہوں گے اور اس وقت کہاں جائیں گے۔

آپ نے فرمایا:

کس کے ساتھ گئے ہیں؟

بی بی نے عرض کیا۔ قریب ہی تو گھر ہے۔

آپ فوراً اٹھے جناب سیدہ کے گھر تشریف لائے۔ دق الباب کیا انداز آئے۔ جناب سیدہ سے پوچھا

بی بی حسین آگئے ہیں؟

بی بی نے عرض کیا۔ بابا جان! وہ تو آپ کے پاس سو رہے تھے۔ گھر تو نہیں آئے۔

آنحضرت واپس ہوئے بارگاہ خالق میں عرض کیا۔ اللھم انت دکیل علیہما۔ بارالہما تو ہی دونوں کا

وَالْيَاصْبِرْ صِرَاطَ رَبِّكَ وَالْيَاصْبِرْ صِرَاطَ رَبِّكَ وَالْيَاصْبِرْ صِرَاطَ رَبِّكَ

آخستور نے اڑدہا کو دیکھا تو آپ کھنکارے۔ اڑدہا نے آپ کو دیکھا تو سمٹ کر ایک طرف چلا گیا اور کہنے لگا  
 بار الہا! تو اور تیرے ملائکہ اس بات کے گواہ رہیں کہ میں نے تیرے نبی کے دونوں بیٹوں کی حفاظت  
 کی اور انہیں صبح سالم تیرے نبی کے سپرد کر دیا ہے۔

اے ارشد ہا تو کون ہے؟

جنوں کے کس علاقہ اور کس قبیلہ سے ہے۔ اور کس لیے آیا ہے؟

اے اُردو ہایہ دونوں نبی کو یمن کے بیٹے سو رہے ہیں۔ وہ انہیں لینے آئیں گے۔ ان کی آمد تک ان کی حفاظت کر رہیں آپ کا انتظار بھی کرتا رہا۔ اور ان کا پہرہ بھی دیتا رہا۔ اب آپ تشریف لے آئے ہیں تو میری ڈیوٹی ختم ہو گئی ہے۔ میں اللہ کی اس نعمت کا ممنون ہوں کہ اس نے مجھے آپ کی ذریت کے تحفظ کا شرف بخشا ہے اور میری نسلوں تک یہ فخر حاصل رہے گا۔ مجھے وہ آیات یاد کروا دیں تاکہ میں واپس جاؤں۔

آپ نے اسے مطلوبہ آیات یاد کرائیں وہ واپس ہوا۔

آپ نے فرمایا :

جہاں تک بوجھ کی بات ہے تو کبھی کسی انسان کے لیے اس کی آنکھیں بوجھ نہیں ہوتیں اور جہاں تک تیرے علوم کا تعلق ہے تو اللہ نے تیری وہ بات سن لی تھی جو تو نے اس وقت کہی جب میں ان کی تلاش میں آ رہا تھا کہ یوں تو محمد پیغمبرؐ کو عرب کی اور شمال و جنوب کی خبریں دیتا ہے۔ اور آج اسے یہ معلوم نہیں کہ اس

کے اپنے بچے کہاں گئے ہیں؟

پھر دوسرے نے عرض کیا۔ قبیلہ ایک شہزادہ مجھے دے دیں تاکہ میں بھی اس شرف سے مشرف ہو جاؤں۔  
آپ نے مسکرا کر فرمایا: تو بھی اپنے ساتھی کی طرح ہی مخلص ہے اور علیؑ کے پہنچنے سے پہلے تم دونوں ہی تو تھے تو جو یہ تبصرہ کر رہے تھے۔

پھر آپ نے امام حسنؑ سے پوچھا۔ بیٹے باپ کے پاس جاؤ گے؟  
شہزادے نے عرض کیا:

نانا جان! اگر آپ تھک دی جائیں تو میں آپ کے دوش ہی پر رہنا پسند کریں گے۔ کیونکہ کوئی بھی ایک اچھی جگہ کہ چھوڑ کر کم جگہ پر جانا پسند نہیں کرتا۔  
آنحضورؐ نے فرمایا:

بیٹے وہ تمہارے بابا ہیں۔ کم جگہ کیسے ہوتی؟

شہزادے نے عرض کیا۔ قید رشتہ کے اعتبار سے آپ نانا ہیں اور وہ بابا ہیں لیکن مرتبہ کے اعتبار سے آپ نبی ہیں۔ وہ امام ہیں۔ آپ آقا ہیں وہ آپ کے غلام ہیں وہ آپ کے کلمہ گو ہیں۔ آپ امیر ہیں۔ وہ وزیر ہیں۔ نانا جان! مجھے بھی معلوم ہے کہ دوش امام کی نسبت دوش نبی۔ دوش غلام کی نسبت دوش آقا۔ دوش کلمہ گو کی نسبت دوش رسول اور دوش وزیر کی نسبت دوش امیر برتر ہوتا ہے۔

پھر آپ نے امام حسینؑ سے پوچھا۔ بیٹے تم اپنے بابا کے پاس جاؤ گے؟

شہزادے نے عرض کیا: نانا جان پہلی بات تو میں بھی ابھی عرض کر دوں گا۔ جو میرے بھائی نے عرض کی ہے۔ البتہ ایک بات کا میں اضافہ کر دوں گا اور وہ یہ کہ۔ آپ کے ساتھ ہمیں بہت کم عرصہ مزید رہنا ہے۔ بابا کے ساتھ کافی عرصہ رہنا ہے۔ میں چاہوں گا کہ اس کم مدت میں بقدر زیادہ سے زیادہ آپ کے ساتھ رہ سکتا ہوں رہ لوں۔ پھر تو قیامت ہی کو ملاقات ہوگی۔

آپ دونوں کو بناب زہر کے گھڑ لائے۔

کشف الغمہ میں سلیمان ہاشمیؑ سے منقول ہے کہ ایک دن ہم ہارون کے پاس بیٹھے تھے۔ حضرت علیؑ کا تذکرہ ہمارا تو ہارون کہتے لگا کہ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ شاید میں علیؑ اور اولاد علیؑ سے بغض ہے۔ حالانکہ یہ بات غلط ہے۔ ہم نے اولاد علیؑ ہی کے انتقام میں بنی امیہ کو تباہ و برباد کیا ہے۔ اب تو صرف ہم اپنی حکومت کے تحفظ کی خاطر ہی سب کچھ کرتے ہیں۔ اگر ہمیں اولاد علیؑ سے خطرہ نہ ہوتا تو ہمیں ان سے عقیدت ہے۔

محمی نے کہا۔ آپ دیسے ہی خطرہ محسوس کرتے رہتے ہیں ورنہ انہوں نے تو آپ کے خلاف کبھی بھی

کچھ نہیں کیا۔



ہارون نے کہا شاید مجھے معلوم نہیں کہ الملک عظیم۔ درن میں نے اپنے آباء کے ذریعہ میں جدا علی العبد اللہ ابن عباس سے روایت کی ہے کہ ایک دن جناب حسین گھر سے باہر نکلے دونوں کی دلچسپی میں کچھ دیر ہو گئی جناب سیدہؑ نے پریشان ہو کر نبی اکرم کو عرض کیا۔

آپ نے فرمایا:

بیٹی پریشان نہ ہو۔ تیری نسبت ان دونوں کیلئے اللہ زیادہ شفیق ہے اتنے میں جبریل نے آکر بتایا وہ دونوں بیرون مدینہ ملائکہ کی حفاظت میں سو رہے ہیں۔

### ۳۔ بجلی کی راہنمائی:

عیون العجرات میں مری ہے کہ ایک رات دونوں شہزادے کافی دیر تک نبی اکرمؐ کے پاس رہے رات گئے آنکھوں سے فرمایا۔ میرے بچو! اب جا کر گھر آرام کرو۔ دونوں نے عرض کیا: تانا جان باہر کتنی تاریکی ہے۔

آپ نے فرمایا:

تم باہر قدم رکھو اللہ تمہیں تاریکی میں نہیں چلنے دے گا۔ جوہنی دونوں شہزادوں نے دہلیز سے باہر قدم رکھا روشنی کی ایک کرن نمودار ہوئی جو دونوں کے آگے آگے چلنے لگی اور شہزادے اس کرن کی روشنی میں اپنے گھر پہنچ گئے۔

### ۴۔ ہبہ نبوتہ:

خصال میں زینب بنت البوراف سے مروی ہے کہ ایک دن جناب سیدہؑ اپنے دونوں بچوں کو آنکھوں کی خدمت میں لائی اور عرض کیا بابا جان! انہیں اللہ نے بہت کچھ دیا ہے۔ کچھ آپ بھی عنایت فرمادیں۔

آپ نے فرمایا:

بیٹی! میں اپنی ہمیت اور سرداری حسن کو اور اپنی جرات اور سخاوت حسین کو دیتا ہوں۔

### ۵۔ محبت حسین:

ارشاد شیخ مفید میں جناب سلمان فارسیؓ سے مروی ہے کہ آنکھوں نے فرمایا ہے۔ میں اپنے ان دونوں بیٹوں سے محبت رکھتا ہوں اور مجھے ہر ایسے شخص سے محبت ہے جو انہیں محبوب رکھے۔



جسے میں محبوب سمجھوں گا وہ محبوب خدا ہوگا۔ جو محبوب خدا ہوگا وہ داخل جنت ہوگا۔  
جو ان سے عداوت رکھے اسے میں اپنا دشمن سمجھوں گا جسے میں دشمن سمجھوں اسے اللہ دشمن سمجھے گا۔ اور جسے  
اللہ دشمن سمجھے اس کا ٹھکانا دائمی جہنم ہوگا۔  
نرمذی وغیرہ میں آنکھوں سے مری ہے کہ ایک دن آپ نے جناب حسینؑ کے ہاتھ سے کپڑا اور فرمایا:  
جسے مجھ سے۔ ان دونوں میرے بچوں سے ان کے باپ سے اور ان کی ماں سے محبت ہوگی وہ جنت  
میں ہمارا ہی پڑوسی ہوگا۔

## لباس عید:

امالی بعد اللہ نیشاپوری میں ہے کہ ایک مرتبہ عید آئی اور دونوں شہزادوں کے کپڑے پوشیدہ تھے دونوں  
شہزادوں نے جناب سیدہ کی خدمت میں عرض کیا۔  
کیوں ماں کل عید ہے ناں؟  
بی بی نے فرمایا۔ ہاں میرے بچوں کی عید ہے۔  
شہزادوں نے عرض کیا۔ کل پورے مدینہ میں صرف دو بچے ایسے ہوں گے جن کے پاس نئے لباس  
تھیں ہوں گے۔  
جناب سیدہ سمجھ گئیں۔ فرمایا۔ میرے بچو! تم ابھی کیوں گھبرا گئے ہو تمہارے کپڑے خیاط کے پاس ہیں وہ صبح  
لے آئے گا تمہارے بھی دیگر مدنی بچوں کی طرح نئے لباس ہوں گے۔  
ابھی رات زیادہ نہیں گزری تھی۔ کہ دق الیاب ہوا۔ کنیز نے دروازہ کھول کر پتہ کیا کہ کون ہے؟  
دروازہ پر کھڑے ہوئے شخص نے عرض کیا۔ میں خیاط الحسنینؑ ہوں شہزادوں کے لباس عید لایا ہوں۔  
کنیز نے ہاتھ بڑھایا۔ ایک رومال میں بھر دے ہوئے لباس لیے اور جناب سیدہ کو اکڑ پیش کئے۔ جناب سیدہ نے رومال  
کھولا۔ دو قمیص دو ٹکڑیاں۔ دو صدیریاں۔ دو چادریں۔ دو عمامے اور دو جوڑے موزوں کے تھے۔  
صبح ہی صبح بی بی نے دونوں بچوں کو غسل کرنے کو فرمایا دونوں شہزادوں نے جوڑے پہن لیے سرور انبیاءؑ  
لے آئے۔ اور آپ نے پوچھا۔ بیٹی حسینؑ نے لباس پہن لئے ہیں؟  
دونوں بچے قریب آئے سلام کیا۔ کپڑے دکھائے۔ آپ نے دونوں کو گلے لگایا۔ اور پاریا۔  
بی بی نے عرض کیا۔ بابا جان! آپ کو کیسے پتہ چلا؟  
آپ نے فرمایا: رضوان جنت ہی کپڑے لایا تھا۔ واپسی پر وہ مجھے سلام کرنے آیا تو اس نے مجھے بتایا۔  
شہزادوں نے عرض کیا۔ نانا جان! کپڑے تو امی نے منگوادیئے ہیں۔ اب سواری کا انتظام بھی ہونا چاہیئے

ولی العصر ترست ولی العصر ترست ولی العصر ترست فضاہی و مناقب امام حسن ولی العصر ترست ولی العصر ترست ولی العصر ترست

آپ نے فرمایا: بیٹے ابھی نماز عید سے فارغ ہو جاتے ہیں وہیں مسجد ہی میں سواری کا انتظام بھی ہو جائیگا۔ نماز عید سے فارغ ہونے کے بعد نبی کو نبین نے امام حسن کو دایں کندھے اور امام حسین کو بائیں کندھے پر بٹھا لیا دمسجد سے درتول تک آئے امام حسین نے عرض کیا: نانا ہر سواری کی مہار ہوتی ہے۔ آنحضورؐ نے عامہ اتارا۔ دایں جانب کی زلف امام حسن کے ہاتھ میں اور بائیں جانب کی زلف امام حسین کے ہاتھ میں دیدی امام حسن نے عرض کیا: نانا جان! سواریاں بولتی بھی ہیں۔ آنحضورؐ نے چلتے ہوئے انغو العفویٰ تیس پرھنا شروع کر دی۔ جب سیدہ کو معلوم ہوا کہ میرے دونوں بچے نانا کے دوش نبوت پر سوار ہیں تو بی بی نے عرض کیا: یا علی! کتنا گرم موسم ہے اور آپ کے لاڈلے میرے بابا کے دوش پر سوار ہیں۔ جناب امیر اٹھے مسجد میں تشریف لائے دیکھا آپ کبھی مسجد کے دروازہ پر آتے ہیں اور کبھی درتول پر تشریف لاتے ہیں آپ نے ہنزا دوں سے کہنا پاہا کہ اب یس کر دنا کو زیادہ تکلیف نہ دو۔ لیکن سرور انبیاءؑ نے پہلے فرمادیا یا علی! یہ میرا اور حسین کا معاملہ ہے۔ تم ہمارے درمیان نہ آؤ یہی توان کے ناز کے دن ہیں۔

## نصوص امام حسنؑ:

کافی میں سلیم ابن قیس ہلالی سے مروی ہے کہ میں اس وقت موجود تھا جب حضرت علیؑ نے امام حسن کو وصیت کی اس میں اپنی تمام اولاد اور شیعہ کی اکثریت کو گواہ بنایا۔ اور فرمایا: بیٹے مجھے نبی کو نبین نے وصیت فرمائی تھی۔ کہ میں دم آخر صف انبیاء اور برگزیناؤں میں جو کچھ انہوں نے میرے سپرد کیا تھا۔ آپ کے سپرد کر دوں۔ اور یہ بھی انہی کا حکم ہے کہ تو یہ تمام تبرکات اپنے بھائی حسینؑ کے سپرد کرے گا۔ پھر امام حسینؑ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: آپ کو نانا کا حکم ہے یہ تمام تبرکات انبیاء اپنے بیٹے سجادؑ کے خواہ کرنا جناب سجادؑ اس وقت رکھیں ہی میں تھے سے فرمایا۔ بیٹے تو یہ تبرکات انبیاء اپنے بیٹے محمدؑ کو دینا اور اسے میری طرف سے اور نانا کی طرف سے سلام بھی کہنا۔



# معجزات امام حسن

## ۱۔ خشک کھجور:

بصائر الدرجات میں امام صادق سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ امام حسنؑ بیرون مدینہ تشریف لے گئے آپ کے ساتھ اولاد ذریعہ میں سے ایک شخص تھا اور وہ آپ کی امامت کا قائل تھا۔ ایک مقام پر جا کر ایک خشک کھجور کے سایہ میں بیٹھے قلت آب کی وجہ سے وہ کھجور خشک ہو چکی تھی۔

امام حسنؑ کے لیے ایک کھجور کے نیچے اور ذریعہ کے لیے دوسری کھجور کے نیچے دری بچھادی گئی ذریعہ نے خشک کھجور کو دیکھ کر کہا۔ کیا ہی اچھا ہوتا اگر یہ سرسبز ہوتی اور اس پر کھجور بھی لگی ہوتی تو آج کھا لیتے۔

امام حسنؑ نے فرمایا:

کیا تو کھجور کھانا چاہتا ہے؟

اس نے عرض کیا۔ قبلہ دل تو تھا۔

امام حسنؑ نے دست و ما بلند کئے۔ کھجور کا درخت سرسبز ہو گیا۔ اور اس پر پھل لگ کر پک بھی گئے۔

آپ کے ساتھ جو جمال تھا اور جس کا اونٹن کریم پر لے کر آپ سفر کر رہے تھے۔ اس نے یہ دیکھ کر کہا۔ یہ تو عجیب

جادو ہے۔

امام حسنؑ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ ہدایت دے۔ یہ جادو نہیں ہے۔ نبی زادے کی دعا ہے۔ چڑھ جا اور کھجوریں اتار کر لے آؤ

چڑھا۔ کھجوریں اتاریں۔ مینوں نے بیٹھ کر کھائیں۔

## ۲۔ علم غیب:

خراج میں امام صادق سے مروی ہے کہ ایک دن امام حسنؑ نے اپنے بھائی حسینؑ سے فرمایا۔ فلاں

تاریخ کو فلاں میرے لیے تیرے لیے اور عبداللہ ابن جعفر طیار کے لیے کچھ ہدایا اور نقد رقم لے کر آجائے گا چنانچہ جس دن تاریخ اور وقت کی تعیین امام حسنؑ نے کر دی تھی۔ اسی دن وہ ہدایا پہنچے گئے۔

### ۳۔ ماکان وما یكون :

خراج ہی میں امام صادقؑ سے مروی ہے کہ ایک دن امام حسنؑ کے پاس ایک شخص بیٹھا تھا۔ آپ نے اسے فرمایا رات تو نے فلاں شخص سے ایسی باتیں کی ہیں۔ اس نے عرض کیا۔ قبلہ آپ تو ہر شخص کا ماضی جانتے ہیں۔

آپ نے فرمایا:

صرف ماضی نہیں بلکہ قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے ہم وہ بھی جانتے ہیں۔ کیونکہ ذات احدیت نے ان خصوص کو علم ماکان وما یكون سے نوازا تھا۔ آپ نے حضرت علیؑ کو تمام علوم سے نوازا ہے اور آپ نے ہمیں وہ تمام علم عطا کیا ہے اور یہ سلسلہ ہمارے قائم تک چلتا رہے گا۔

### ۴۔ زہر سے شہادت :

خراج میں امام صادقؑ سے مروی ہے کہ ایک دن امام حسنؑ نے اپنے اہلبیت کو بتایا کہ میری شہادت زہر سے ہوگی۔

کسی نے عرض کیا۔ آپ کو کون زہر دے گا؟

آپ نے فرمایا:

میری بیوی جعدہ۔ اسے معاویہ ایک لاکھ درہم نقد اور بیڑے سے شادی کا لالچ دیں گے۔ لیکن یہ سب غلط ہوگا اس نے عرض کیا۔ قبلہ آپ اسے اس وقت سے پہلے سزا کیوں نہیں دیتے؟

آپ نے فرمایا:

کسی کو جرم سے پہلے سزا دینا خلاف اسلام ہے۔

اس نے عرض کیا: کم از کم گھر سے تو نکال دیں۔ طلاق دے دیں۔

آپ نے فرمایا۔ طلاق کے لیے بھی تو شرعی جواز چاہیے۔ جب کہ اس وقت تک اس نے کوئی ایسی حرکت نہیں کی۔

### ۵۔ عرب سے مکالمہ :

مکار میں حذیفہ میمانی سے مروی ہے کہ ایک دن نبی اکرمؐ تشریف فرما تھے۔ آپ کی محفل میں ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ اور

دیگر اکثر صحابہ تشریف فرما تھے۔ کہ گھر کے دروازہ سے امام حسن باہر آئے۔ بچپن کے باوجود انتہائی وقار و متانت سے چل رہے تھے۔ آنحضورؐ نے امام حسنؑ کو دیکھ کر آپ کی تعریف میں چند کلمات فرمائے آپ نے نظر اٹھا کر سامنے دیکھا تو ایک بدوی آ رہا تھا آپ نے اسے دیکھ کر فرمایا:

یہ بدوی آ رہا ہے۔ انتہائی بد اخلاقی سے گفتگو کرے گا۔ تم لوگ اپنے غصہ پر قابو رکھنا۔ اتنے تک وہ پہنچ گیا۔ اس نے آنحضورؐ کو سلام تک نہ کیا اور کہتے لگا۔ تم میں سے مجھ کون ہے؟

ہم نے کہا کیا کہنا چاہتا ہے؟

تو سردار نبیؐ نے فرمایا۔ بتائیں مجھ ہوں۔ کیا بات ہے؟

اس نے کہا۔ جب میں نے تجھے نہیں دیکھا تھا اس وقت میرے بغض کا عالم اور تھا لیکن اب تجھے دیکھ کر تو ایسے معلوم ہوتا ہے کہ میرا بغض کئی سو گنا بڑھ گیا ہے۔

ہمیں غصہ آ گیا۔ کچھ لوگ تو بدوی سے ترش کلامی پر آمادہ ہوئے۔ لیکن آنحضورؐ نے فرمایا میں نے تمہیں پہلے بتا دیا تھا جو حوصلہ سے بیٹھ سکتا ہے وہی بیٹھے۔ اور خاموش رہو۔ یہ مجھ سے گفتگو کر رہا ہے تم سے نہیں آپ بدوی کی طرف دیکھ کر سکرا دیئے۔

بدوی نے کہا۔ ادھر آ تو سمجھتا ہے کہ تو نبی ہے؟ حالانکہ یہ سب جھوٹ ہے تیرے پاس نبوت کی ایک دلیل بھی نہیں ہے۔

آپ نے فرمایا:

مجھے کیسے معلوم ہوا ہے کہ میرے پاس نبوت کی کوئی دلیل نہیں ہے؟ بدوی نے کہا۔ تو یہ نہ پوچھ۔ اگر کوئی دلیل ہے تو پیش کرتا کہ میں مان جاؤں۔

آپ نے فرمایا:

اگر تو پسند کرے تو میرا ایک عضو ہی تجھے میری نبوت کی دلیل دے دے بدوی نے کہا کیا اعضا بھی بولتے ہیں؟

آپ نے فرمایا۔ آج یہ بھی دیکھ لے کہ اعضا بولتے ہیں یا نہیں؟ پھر فرمایا۔ من بیٹے بدوی سے بات کرو۔ بدوی نے اسے اپنی توہین سمجھا۔ اور کہنے لگا کیا تو میرے ساتھ اس بچہ کو بلوائے گا؟

اتنے ہی امام حسنؑ اس بدوی سے مخاطب ہوئے فرمایا۔



تیرا مخاطب نہ خود غبی ہے اور نہ غبی باپ کا بیٹا ہے۔  
 بلکہ تیرا مخاطب فقیہ ہے البتہ تو جاہل ہے۔  
 اگر تو کسی بات سے جاہل ہے تو یقین رکھ میرے پاس  
 جہالت اور ہر سائل کے سوال کا حل موجود ہے۔  
 یہ ایسا سمندر ہے جو ڈولوں سے نہیں ناپا جاسکتا بلکہ  
 یہ وہ میراث ہے جو نبی اکرم کی طرف سے عطا کردہ ہے  
 تیری زبان گستاخ ہے۔۔۔۔۔ تیری عادات بگڑی ہوئی ہیں۔۔۔۔۔ تو فریب خوردہ ہے۔ تجھے بتا دوں

ما غبیگا سئلت و ابن غبی بل  
 فقیہا اذاً وانت الجہول فان  
 تاك قد جہلت فان عندی شفاء  
 الجہل ما سئل السؤل وبجر الا  
 تقسمہ الدوالی تراثا كان اورثہ  
 الرسول۔

کہ سب کچھ کے باوجود تو یہاں سے دولت ایمان لے کر جائے گا۔  
 بدوی نے مسکرا کر کہا۔ جلدی ہی فرض کر لیتے ہیں۔  
 امام حسنؑ نے فرمایا:

تم لوگوں نے ایک محفل کے انعقاد کا اہتمام کیا۔ تمہارے مابین بہت سی باتیں ہوئیں، تو نے کہا کہ مجھ بڑا بوجار  
 ہے۔ عرب تمام اس کے دشمن ہیں۔ لیکن تم میں ایسا کوئی بھی نہیں ہے جو مجھ سے جا کر انتقام لے لے تو نے کہا  
 میں خود اسے جا کر قتل کرتا ہوں۔ اب میں تجھے بتاتا ہوں کہ تو یہاں تک کیسے آیا۔ جب تو تاریک رات میں  
 گھر سے نکلا تو انتہائی تیز و تند آمدھی چلی۔ اس آمدھی سے راستہ مزید تاریک ہو گیا۔ اور رات کی سیاہی میں اضافہ  
 ہو گیا۔ تو حیران و پریشان ہو گیا۔ نہ تیرے لیے آگئے۔ نہ بڑھنا ممکن رہا اور نہ پیچھے ہٹنا ممکن تھا۔ نہ تجھے کسی چلنے والے  
 کی آواز سنائی دیتی تھی اور نہ کہیں تجھے آگ کی چنگاری نظر آتی تھی۔ شب تاریک کی سیاہی تجھ پر چھا گئی تھی۔ اور  
 ستارے گرد کے پیچھے تیری آنکھوں سے چھپ گئے تھے۔ نہ تو کسی ستارے سے راہنمائی حاصل کر سکتا  
 تھا۔ اور نہ ہی تجھے کوئی راہ سجھائی دیتی تھی۔ تو ٹیلوں میں بھٹکتا پھر رہا تھا۔ جب آمدھی رک گئی تو تجھے پتہ چلا کہ تو  
 کتنا بھٹک چکا ہے۔ مکانوں نے برا حال کر رکھا تھا۔ ٹیلوں سے تجھ پر لرزہ طاری تھا۔ رات ختم  
 ہو گئی تو اسی طرح بھٹکتا پھر رہا تھا کہ تجھے ہم یہاں بیٹھے ہوئے نظر آ گئے۔ تو خوش ہو گیا۔ تیری راہ تیرے سامنے  
 تھی۔ تیرا غم ختم ہو گیا۔

بدوی نے کہا۔ اے بچے! تو نے تو اسی طرح بتایا ہے جیسے تو بوہرے سفر میں میرے ساتھ بھی تھا۔ اور  
 میرے اندر بھی تھا۔ مجھے اپنی جان کی قسم! جس طرح میرے اندر وہ خوف کا نقشہ تو نے کھینچا ہے اسی طرح تو کوئی میرا  
 ساتھی بھی نہ بتا سکتا۔

یہ علم غیب کہاں سے لیا ہے۔

امام حسنؑ نے فرمایا:

یہ مخزن علم ہی ہے جس کی آغوش میں بیٹھتا ہوں۔ یہ تو کچھ بھی نہیں ہے۔

بدوی نے کہا۔ بچے بھلا اسلام کیا ہے؟

امام حسنؑ نے فرمایا۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اسلام ہے۔

بدوی نے فوراً گلہ پڑھا۔

آنحضرتؐ نے حسب ضرورت اسے احکام اسلام تعلیم فرمائے۔ اور واپس بھیج دیا۔ کچھ مدت کے بعد وہ اپنی قوم کے چند اور افراد کو بھی ساتھ لایا۔ جو اسلام قبول کر چکے تھے۔

## ۶۔ حاملہ گائے؛

فرج الہوم میں ابن عباس سے مروی کہ ہم امام حسنؑ کے پاس بیٹھے تھے۔ ایک قصاب ایک گائے لے کر گزرا۔

امام حسنؑ نے فرمایا؛

یہ گائے حاملہ ہے۔ اس کے پیٹ میں بچھڑی ہے۔ جس کی پیشانی اور دم کی سرسفید ہے ہم اٹھ کر قصاب کے عقب میں چلے گئے اس نے گائے ذبح کی امام حسنؑ کے مطابق ویسی بچھڑی نکلی۔

ہم نے عرض کیا۔ کیا اللہ کا ارشاد ہے کہ رحم میں جو کچھ ہوتا ہے وہ علم غیب ہے اور اللہ کے سوا علم غیب کوئی نہیں جانتا۔ آپ کو کیسے پتہ چلا؟

آپ نے فرمایا؛

ما یعلم الخزون المکتوم الذی لم یطلع علیہ ملک مقرب ولا بنی مرسل غیر محمد

و ذریبہ اللہ کے مخفی پوشیدہ حتمی اور چھپے ہوئے اس علم سے صرف محمدؐ اور اس کی ذریت ہی عالم ہے جسے نہ کوئی ملک مقرب جانتا ہے اور نہ کوئی بنی مرسل۔

## ۷۔ کھجور کے دانے؛

فرج الہوم میں داؤد رقی سے مروی ہے کہ ایک امام صادقؑ کے پاس بیٹھے تھے کہ امام حسنؑ اور معاویہؓ کا تذکرہ ہوا۔ امام صادقؑ نے فرمایا۔ جب امام حسنؑ کی معاویہؓ سے صلح ہوگئی تو معاویہؓ نے امام حسنؑ سے کہا حسنؑ میں نے سنا ہے کہ نبی اکرمؐ اپنے علم سے کھجور کے دانے بھی بتا دیتے تھے۔ آپ کے پاس بھی وہ علم ہے؟ آپ کے شیعہ کہتے پھرتے ہیں کہ ارض و سما میں کوئی بھی چیز آپ کی نظروں سے اوجھل نہیں رہتی۔

امام حسنؑ نے فرمایا؛

## معجزات امام حسن

وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ

معاویہؓ جو علم اللہ نے نبی اکرمؐ کو دیا تھا انہوں نے بھل نہیں کیا اور ہمیں بتا دیا ہے۔ ان سے تو لوگ کھجور کے پھل کا اندازہ سیروں میں لگواتے تھے۔ اگر تو چاہے تو میں بچے دانوں کی تعداد بھی بتا دوں۔ یہ انہی کا دیا ہوا علم ہے۔ معاویہؓ نے کہا۔ اس کھجور پر کتنے دانے ہیں؟

آپؐ نے فرمایا: چار ہزار چار۔

معاویہؓ نے عبد اللہ ابن عامر سے کہا۔ خوشے کا ٹوہیاں لاؤ اور گنو۔ جب سامنے آئے اور عبد اللہ گنتے لگا تو اس نے ایک دانہ اپنی مٹھی میں چھپا لیا۔ گنتے پر چار ہزار تین دانے سامنے آئے۔ معاویہؓ تو انگشت حیرت کاٹنے لگے۔ لیکن امام حسنؑ نے فرمایا۔ بخدا! میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا اور نہ ہی جھٹکا یا گیا ہوں۔ یہ ناممکن ہے کہ ایک دانہ کم ہو۔ آپؐ اٹھے اور عامر سے فرمایا۔ مٹھی کھول۔ عامر نے کہا حسنؑ مجھے ایک دانے کی کیا ضرورت تھی۔ اگر ایک دانہ کم ہو بھی گیا ہے تو کیا فرق پڑا ہے آپؐ کا علم پھر بھی قابلِ داد ہے۔

امام حسنؑ نے فرمایا:

اب تو خود وہ دانہ دکھائے گا جو تیری مٹھی میں ہے یا میں اسے ظاہر کر دوں؟ عامر نے جب دیکھا کہ امام حسنؑ غصے میں ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی مصیبت نہ آجائے اس نے فوراً مٹھی کھولی اور کہا کہ واقعتاً میں نے ایک دانہ چھپا لیا تھا۔

امام حسنؑ نے فرمایا:

یہ نہ سمجھنا کہ میں نے کسی میں آنکھوں سے کیا سیکھا اور کیا پڑھا ہوگا۔ معاویہؓ اگر تم چاہو تو میں تمہیں تمہاری زندگی کے آخری لمحہ تک ایک ایک بات بتا دوں۔ لیکن تم سب بھول جاؤ گے۔ ایک دو موٹی چیزیں بتائے دیتا ہوں جب وہ وقت یاد آئے تو میرے نانا کی صداقت کو یاد کر لینا۔

معاویہؓ تم زیادہ کو غلط طریقہ سے اپنا بھائی بناؤ گے۔

تمہارے دربار میں عراق سے صحابی رسولؐ عروا بن حق فراخی کا سر نوک نیزہ پر لا کر تمہیں ہدیہ دیا جائے گا۔

تم جبرائیلؑ کو صحت میرے بابا سے محبت کے جرم میں شہید کر دو گے۔

## ۸۔ ابن الصغر کا جواب:

خرانج میں مروی ہے کہ ایک دن حضرت علیؑ منبر کوفہ پر تشریف فرما تھے۔ خطبہ دے رہے تھے۔ زیر منبر سے ایک شخص اٹھا اور اس نے کہا۔ یا علیؑ میں بھی آپؑ کی رعیت سے ہوں اور آپؑ ہی کے علاقہ کا باسی ہوں۔

غلط کہہ رہا ہے۔ نہ تو میری رعیت سے نہ میرے علاقہ کا باشندہ ہے۔ تیرا نام فلاں ہے۔ تیرے باپ کا نام فلاں ہے۔ اطراف شام میں فلاں بستی میں تو رہتا ہے۔ اپنے علاقہ میں تو بڑا مکتار اور عیاں معروف ہے۔ ابن الصغر قیصر روم نے معاویہؓ سے چند مسائل پوچھے ہیں۔ انہیں ان کا جواب نہیں آتا تھا۔ انہوں نے کچھ بڑا مکتار اور عیاں سمجھ کر میرے پاس بھیجا ہے۔ تاکہ تو اپنی طرف سے وہ مسائل پوچھے۔ ان کے جواب تجھے میں دوں تو جا کر معاویہؓ کو بتائے اور معاویہؓ ابن الصغر کو وہ جواب لکھے اور یوں ان کا بھرم رہ جائے۔ یہ تھا تیرا سابقہ لاشعور یہ ہے کہ تو جواب لے جانے گا۔ قیصر روم ان سوالوں کے جواب معاویہؓ کی طرف سے تسلیم نہ کرے گا۔ اور نہ ہی معاویہؓ کو وہ غلیفہ رسول تسلیم کرے گا۔

آپ نے فرمایا:

سوال پوچھ لے کس سے پوچھے گا؟

اس نے عرض کیا۔ اگر اجازت دیں تو آپ کے بڑے صاحبزادے سے پوچھوں گا

آپ نے فرمایا:

میں نے تجھے اختیار دیا ہے جس سے چاہے پوچھ لے۔

اس نے امام حسنؑ کی طرف رخ کر کے عرض کیا۔ اے فرزندِ انامیر المؤمنینؑ آپ میرے سوالوں کے جواب

دینا پسند کریں گے؟

امام حسنؑ نے فرمایا:

چونکہ بابا جان بختے فراچکے ہیں اس لیے میرے پاس انکار کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ البتہ میں ایک ترمیم کروں گا کہ تو آرام سے بیٹھا رہ۔ میں تیرے سوالات بھی بتاتا ہوں اور ان کے جوابات بھی بتاتا ہوں تاکہ جا کر معاویہ سے کہہ دیتا۔ ہم نے زبان رسالت چوس چوس کر علوم رسالت حاصل کئے ہیں۔

اس شخص نے عرض کیا۔ قبلہ پہلے آپ کے بابائے مجھے پہچان کر حیرت زدہ کر دیا تھا۔ اور جو کمی رہ گئی تھی آپ نے وہ بھی پوری کر دی ہے۔ میں حیران ہوں کہ اتنے علم اور اتنی قدرت کے باوجود آپ معاویہؓ کے مقابلہ میں کمزور کیوں ہیں؟

امام حسنؑ نے فرمایا :

ہم ہرگز کمزور نہیں ہیں۔ ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ نہ کسی کو جبراً مطیع کریں اور نہ کسی سے جبراً اطاعت لیں اگر ایسا کریں تو سلسلہ جزا و سزا مکمل نہیں ہوتا۔ ہماری خواہش یہ ہے کہ جو ہماری اطاعت کرے مجبور ہو کر نہ کرے ہمیں اپنی عقل و فکر کے مطابق اہل اطاعت سمجھ کے کرے۔ اور اگر کوئی نافرمانی کرے تو بھی اپنی سواہد پر کرے اس نے عرض کیا۔ یہ بھی درست ہے۔ آپ میرے سوالات اور ان کے جوابات فرمائیے۔

امام حسنؑ نے فرمایا۔ تو یہی پوچھنے آیا ہے کہ۔

۱۔ حق و باطل کے مابین کتنا فرق ہے؟

۲۔ ارض و سما کے مابین کتنا فاصلہ ہے؟

۳۔ قوس قزح کیا ہے؟

۵۔ مونت کیا ہے؟

۶۔ وہ دس چیزیں کون سی ہیں جن میں ایک دوسری پر غالب ہے؟

اس نے عرض کیا بالکل معاذیہؑ نے مجھے یہی سوالات دیکر بھیجا ہے اب ان کے جوابات مرحمت فرمائیے۔

امام حسنؑ نے فرمایا:

۱۔ حق و باطل کے مابین پھارا انگلی کا فاصلہ ہے۔ جو آنکھوں سے دیکھ لے وہ یقیناً حق ہوتا ہے۔ اور جو کانوں

سے سننے ضروری نہیں ہوتا کہ ہمیشہ حق ہو۔

۲۔ زمین و آسمان کے مابین مظلوم کی فزاد کا فاصلہ ہے۔ مظلوم زمین سے فزاد کرتا ہے اور وہ آسمان تک پہنچ

جاتی ہے اس سے زیادہ نہیں۔ یا یوں کہے ایک انسان کی حد نگاہ زمین و آسمان کے درمیان فاصلہ ہے۔

۳۔ مشرق و مغرب کے مابین سورج کی ایک دن کی مسافت ہے۔

۴۔ قوس اللہ کا نام ہے۔ لہذا اسے قوس اللہ کہنا چاہیے کیونکہ آسمان پر یہ کمان خوشحالی کی علامت ہونے

کے علاوہ سیلابوں کی غرقابی سے تحفظ کی الہی علامت ہوتی ہے۔ قزح ابلیس کا نام ہے اور قوس قزح کی ترکیب

خلاف اسلام ہے۔

۵۔ مونت۔ وہ انسان ہے جسے اپنے نر یا مادہ ہونے کا پتہ نہ چلے ایسے انسان کا تابلوغ انتظار کیا جائے

اگر مرد ہوگا تو اسے احتلام ہوگا۔ اگر عورت ہوگی تو اسے ماہواری آنے لگی اور پستان رونما ہوں گے۔ اگر یہ

علامات ظاہر نہ ہوں تو اسے دیوار کے قریب کھڑا کر کے پیشاب کرایا جائے۔ اگر مرد ہوگا تو اس کا پیشاب دیوار

پر جاتے گا۔ اگر عورت ہوگی تو اوڈنٹ کی طرح رانوں پر بہہ جائے گا۔

۶۔ وہ دس چیزیں جن سے ایک دوسری پر غالب ہے وہ یہ ہیں۔

۱۔ سب پہلا سخت پتھر ہے۔



## معجزات امام حسن

ولی العصر ثرث ولى العصر ثرث ولى العصر ثرث

- ب۔ پتھر کے بعد لوہا سخت ہے جس سے پتھر توڑا یا کاٹا جاتا ہے۔  
 ج۔ لوہے پر آگ غالب ہے جو لوہے کو پگھلا دیتی ہے۔  
 د۔ آگ پر پانی غالب ہے جو آگ کو بجھا دیتا ہے۔  
 ر۔ پانی پر بادل غالب ہے جو اسے اٹھائے پھرتا ہے۔  
 و۔ بادل پر ہوا غالب ہے جو بادل کو اڑاتی ہے۔  
 ز۔ ہوا پر وہ ملک غالب ہے جو ہوا کا حکمران ہے۔  
 ح۔ ملک پر ملک الموت غالب ہے۔ جو ملک ہوا کی روح قہقہہ کرے گا۔  
 ط۔ ملک الموت پر موت غالب ہے جو ملک الموت کو بھی نہیں چھوڑے گی۔  
 ی۔ موت پر امر خدا غالب ہے جو موت کو روک سکتا ہے۔





# مرد عورت اور عورت مرد

## ۱۔ مجھے عورت بناوے!

مناقب المناقب میں مروی ہے کہ شام سے ایک شخص اپنی بیوی کے ہمراہ امام حسنؑ کے پاس آیا۔ اور کہتے لگا۔ اے فرزند ابوتراب! میں سختارہتا ہوں تم بہت باتیں بناتے ہو۔ تیرا باپ بھی اسی طرح تھا۔ تیرا نانا بھی بہت باتیں کرتا تھا۔ خدا معلوم یہ باتیں تم کہاں سے لیتے ہو۔ (اس نے بے ہودہ گوئی شروع کر دی) اگر تم لوگ اپنے دعویٰ میں سچے ہو تو مجھے عورت بنا دو اور یہ میری بیوی ہے اے مرد بنا دو۔

امام حسنؑ کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ اور فرمایا۔ سوچ لے۔ واقعا اسی طرح ازمانا چاہتا ہے؟ اس نے کہا۔ ہاں ہاں میں نے سوچ لیا ہے۔ اگر کچھ ہے تو ابھی کہے دکھا۔

امام حسنؑ نے پھر فرمایا۔ آزمائش کے اور بھی بہت سے طریقے ہیں۔ یہ صرف میرا امتحان نہیں ہوگا۔ تو اپنے کو مذاق بنا رہا ہے۔

اس نے کہا۔ مجھے معلوم تھا کہ آپ ایسی ہی باتیں کریں گے۔ آپ میری ٹکڑہ کریں اگر کچھ ہے تو مجھے عورت بنا دو۔

امام حسنؑ نے زیر لب کچھ پڑھا۔ پھر اس کی طرف دیکھ کر فرما۔ کن امرأۃ باذن اللہ۔ پھر اس کی بیوی کی طرف دیکھ کر فرمایا۔ کو فی رجلا باذن اللہ۔

پہلے تو وہ ہنس رہا تھا۔ پھر چونہی اس نے اپنی طرف توجہ کی تو عورت کی طرح منہ کو چھپا لیا اور باہر دوڑ گئی اس کی بیوی نے بتایا کہ میں مرد ہوں۔

آپ نے فرمایا:

جا اپنی عورت کو تلاش کر۔

وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ

مرد عورت اور عورت مرد

وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ

وہ باہر نکلا تلاش کیا۔ گھر لایا۔ ایک بچہ پیدا ہوا۔ سال کے بعد دونوں میاں بیوی امام حسنؑ کے پاس آئے تو بے ممانی مانگی۔ اور درخواست کی کہ ہمیں اپنی پہلی حالت پر واپس لائیے۔ امام حسنؑ نے دست دعا بلند کر کے عرض کیا۔

اللهم ان کا ناصدا قین فی توبۃ ھما فتاب اے اللہ اگر یہ اپنی توبہ میں مخلص ہیں تو ان کی توبہ علیہما وحو لہما علی ما کا نا علیہ۔ قبول فرما اور انہیں اپنی پہلی حالت پر واپس لا۔ وہ دونوں اپنی پہلی حالت پر واپس آگئے اور گھر چلے گئے۔

## ۲۔ کون ایسا کر سکتا ہے:

بحار میں عیسیٰ ابن حسنؑ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ بعض لوگوں نے امام حسنؑ سے عرض کیا کہ آپ معاویہؓ کی طرف سے اس قدر مصائب کیوں برداشت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا:

تا کہ جو ہمیں مانے اپنی مرضی سے یا بصیرت ہو کر ملنے اور جو انکار کرے وہ بھی اپنی مرضی سے انکار کرے ورنہ اگر میں چاہوں اور اللہ سے دعا کروں تو انہیں شام کو عراق۔ عراق کو شام۔ مرو کو عورت اور عورت کو بنا دے۔ ایک شامی بیٹھا ہوا تھا۔ کہنے لگا۔ اے فرزند علیؑ وہی بات کیا کرو جو ہو سکتے والی ہو۔ بھلا کبھی مرد بھی عورت بنا ہے یا کوئی عورت بھی کبھی مرد بنی ہے؟

آپ نے غصہ سے اس کی طرف دیکھا اور فرمایا:

انہضی الا تسحبین ان تقعدی بین الرجال۔ اے بے شرم عورت اٹھ جا یاں سے تجھے مردوں میں بیٹھے ہوئے شرم نہیں آتی۔

جب اس نے اپنی طرف دیکھا تو وہ عورت تھی۔

آپ نے فرمایا:

تیری بیوی مرد بن چکی ہے۔ تیرے شکم سے ایک بچہ ہوگا جو خنثی ہوگا۔

کچھ عرصہ بعد وہ دونوں خنثی بچے کو اٹھائے ہوئے آپ کی خدمت میں آئے توبہ کی۔ آپ نے دعا کی وہ پھر اپنی اپنی اصلی حالت میں آگئے۔

## ۳۔ وارثی جھڑپ:

خراج میں مروی ہے کہ ایک مرتبہ عمر و عاصؓ نے معاویہؓ سے کہا۔ حسنؑ ابن علیؑ اتفاقاً شام میں آیا یا اسے

وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ

جب یہاں شام میں ابوذر کچھ عرصہ رہا ہے وہ اپنی نچی محفلوں اور بازاروں کی تقریروں میں آل محمد کے فضائل چھوڑ گیا ہے۔ دبے دبے الفاظ میں اہل شام آل محمد سے عقیدت کا اظہار کرتے ہیں۔ تو ایسا کہ شام کے عوام کو کل کھلے دربار کی اجازت دیدے۔ جب مجمع اچھا خاصا ہو جائے تو فرزند ابو تراب سے کہہ کہ ان لوگوں کو معظہ کر دے۔

معاویہ نے کہا۔ اگر ایسا ہو گیا اور حق نے وعظ کر دیا تو کیا ہوگا؟

عمر وعاص نے کہا۔ آپ کو نہیں معلوم حسنؓ کی بھی منبر پر نہیں گئے۔ یہ وعظ نہیں کر سکے گے لوگوں کی آنکھیں نہیں

کھلا جاتی گی۔

حضرت معاویہؓ نے کہا سوچ لے۔ یہ زبان رسالت کے پروردہ ہیں کہیں لینے کے دینے نہ پڑ جائیں۔

عمر وعاص نے کہا۔ ایسا ہرگز نہیں ہوگا اس کے اچھے نتائج برآمد ہوں گے۔ جب حسنؓ سے خطبہ نہ دیا

گیا تو لوگوں کے دلوں سے عقیدت کم ہو جائے گی

حضرت معاویہؓ نے دربار عام کا اعلان کر دیا۔ دربار معمول سے زیادہ آراستہ کیا گیا۔ کچھ لوگوں کو خصوصی دعوتیں دی

گئیں جب دربار بھر گیا تو معاویہؓ نے امام حسنؓ سے کہا۔ اے فرزند رسولؐ آج ذرا ان شامیوں کو کچھ وعظ و نصیحت

تو کر دیں۔

امام حسنؓ مسکرائے پھر اٹھے منبر پر آئے اور فرمایا۔ جو مجھے پہچانتا ہے سو پہچانتا ہے۔۔۔۔۔ اور جو نہیں

پہچانتا میں اسے بتا دوں۔۔۔۔۔ میں حسنؓ ابن علیؓ ہوں۔۔۔۔۔ میں حسنؓ ابن فاطمہؓ بنت رسولؐ ہوں

۔۔۔۔۔ میں فرزند رسولؐ ہوں۔۔۔۔۔ میں پسر نبیؐ ہوں۔۔۔۔۔ میں سراج منیرؓ کا بیٹا ہوں۔۔۔۔۔ میں

بشیر و نذیر کا بیٹا ہوں۔۔۔۔۔ میں رحمۃ للعالمینؐ کا سپوت ہوں۔۔۔۔۔ میں رسولؐ جن دالتس کا بیٹا ہوں۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ میں افضل کونین کا دلہند ہوں۔۔۔۔۔ میں صاحب فضائل کا لال ہوں۔۔۔۔۔ میں صاحب معجزات

کی ذریت ہوں۔۔۔۔۔ میں امیر المومنینؓ کا جگر گوشہ ہوں۔۔۔۔۔ میں وہ ہوں جس سے حق چھین لیا

گیا ہے۔۔۔۔۔ میں جوانان جنت کے سرداروں میں سے ایک ہوں۔۔۔۔۔ میں رکن و مقام کا فرزند

ہوں۔۔۔۔۔ میں مکہ و مدینہ کا بیٹا ہوں۔۔۔۔۔ میں مشعر و عرفات کا لاڈ لا ہوں۔۔۔۔۔ میں نبیؐ

شقیق کا لخت جگر ہوں۔۔۔۔۔ میں اس کا پارہ دل ہوں جس کی کمان میں ملائکہ نے جہاد کیا ہے۔۔۔۔۔

میں اس کا جگر پارہ ہوں جس نے قریش کی گردنیں تھکادی تھیں۔۔۔۔۔ میں امام حق کا بیٹا ہوں۔۔۔۔۔ جب

آپ یہاں پہنچے تو مجمع میں چہ میگوئیاں شدوح ہو گئیں۔ کچھ لوگوں کے چہرے اتر گئے معاویہؓ نے کہا۔ اے

ابو محمدؓ آن اتنا ہی کافی ہے۔ آپ منبر سے اتر آئے۔

حضرت معاویہؓ نے کہا۔ کیا تم یہ اس لگائے بیٹھے ہو کہ تمہیں خلیفہ مان لیا جائے گا۔

امام حسنؑ نے فرمایا: کسی کے ماننے یا ماننے سے فرق نہیں پڑتا۔ اگر خلافت منصب الہی ہے تو وہ میرے پاس ہے اور اسے کوئی چھین نہیں سکتا۔ اگر خلافت لوگوں کی عطا ہے تو اس کی مجھے ضرورت نہیں دے دیے جیسے بتادوں خلیفہ وہ ہو سکتا ہے۔ جو کتاب خدا کی الجھی ہوئی گتھیاں سلجھا سکے اور سنت رسولؐ پر عمل کر سکے وہ الہی خلیفہ نہیں ہوتا جو ظلم و جور سے حکومت حاصل کرے۔ مکر و فریب سے اقتدار پر قبضہ کرے۔ احکام خدا کو پس پشت ڈال دے۔ سنت نبویہ کو معطل کر دے۔ اور دولت کو ماں باپ سمجھ لے۔ ایسی حکومت کا مالک ہو جس کا فائدہ چند روزہ اور دبا جائی ہو۔

اس محفل میں ایک اموی نوجوان بیٹھا تھا۔ اس امام حسنؑ اور حضرت علیؑ کو سب و شتم شروع کر دیے چونکہ اس اموی دربار میں اس کو روکنے والا کوئی نہ تھا۔ اس لیے جتنی باتیں کر سکتا تھا اس نے کیں۔ امام حسنؑ نے دست دعا بلند کئے اور عرض کیا۔

اللہم غیر عند الثمۃ واجعله انتی ليعتبر به۔ بارالہا اس سے نعمت سلب کر لے اسے عزت بناو تاکہ باعث عبرت ہو جائے۔

پھر آپؑ نے اسے مخاطب کر کے فرمایا: اعزلی مالک ومحفل الرجال فانک امرأۃ۔ نکل جایاں سے تیرا مردوں کی محفل میں کیا واسطہ تجھے نہیں معلوم کہ تو عورت ہے۔

اب جو اس نے خود اور لوگوں لے دیکھا تو اس کے منہ پر زوار صی رہی نہ مونچیں۔ سینہ ابھر چکا تھا۔ بچے تالیاں بجانے لگے لوگ ہنسنے لگے۔ وہ اٹھ کر چلی گئی۔

امام حسنؑ بھی دربار سے باہر جانے لگے۔ عمرو عامر نے کہا حسنؑ ذرا دیر کو تو بیٹھ میں ایک دو باتیں پوچھنا چاہتا ہوں۔

امام حسنؑ بیٹھ گئے اور فرمایا۔ جو پوچھنا ہے پوچھ لے۔

عمرو عامر نے کہا۔ مجھے کرم۔ شجاعت اور مروت کے متعلق بتائیے کہ یہ کیا ہیں؟

امام حسنؑ نے فرمایا:

مانگنے والے کے مانگنے سے قبل دینے کا نام کرم ہے۔

شجاعت اسلام اور اپنے ناموس کے تحفظ اور مصائب میں صبر کا نام ہے۔

مروت۔ دین کے تحفظ۔ کمینگیوں سے اجتناب۔ حقوق کی ادائیگی اور سلام کی ابتداء کا نام ہے۔ یہ فرما

کر آپؑ اٹھے اور تشریف لے گئے۔

حضرت معاویہؓ نے کہا۔ میں تجھے نہ کہتا تھا کہ کام کر جائے گا لوگوں کے دلوں میں عقیدت پہلے سے بڑھ گئی ہے۔



وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ

آپ نے فرمایا۔ اسے لے آ۔

۱۔ شاہ حسین کی بیٹی زندہ ہو گئی:

بادشاہ نے دونوں کے قتل کا حکم دے دیا۔ دونوں قتل ہو گئے۔ قتل کے بعد بادشاہ بڑا پشیمان ہوا۔ اس نے وزیر اور دوسرے غائبین مملکت کو بلا کر انہیں پہلے تو بتایا۔ پھر ان سے کہا کہ اب میں بڑا پشیمان ہوں۔ کوئی ایسی ترکیب بتائیے کہ وہ دونوں زندہ ہو جائیں۔

تمام وزراء اور عاظمیٰ حکومت نے کان کھڑے کئے اور اس کی طرف دیکھ کر پوچھنے لگے یہ تو کیا کہا رہا ہے کبھی مروجے بھی زندہ ہوتے ہیں؟

اس نے کہا۔ میں نہیں جانتا ہوئے یا نہیں جس شخص کے متعلق میں کہہ رہا ہوں وہ کس کتاب ہے۔

بادشاہ نے پوچھا وہ کون ہے؟

اس نے کہا۔ یہ تو آپ نے سنا ہے کہ عرب میں محمد نامی ایک شخص نے دعوائے نبوت کیا تھا ہمارے

اس نے کہا سنا ہے ۔

بادشاہ نے کہا۔ زاوراہ ہے۔ اور یہاں سے ابھی روانہ ہو جا چھ ماہ بعد مجھے حسن ابن علی چاہیے اور اسی جگہ چاہیے۔

بادشاہ نے کہا۔ اگر وہ اتنا بامکالم ہے تو اسے یہاں آنے کی کیا ضرورت ہے وہ وہیں سے ہماری آرزو پوری کر سکتا ہے۔ یہ بیچارہ بیدی سے چلا۔ زادراہ لیا۔ چلتا بھی رہا اور سوچتا بھی رہا کہ چھ ماہ کا سفر بھلا پندرہ دنوں میں کیسے ممکن ہے۔ جب بیرون شہر آگیا تو اسے کوئی خیال آیا۔ گھوڑے سے اتار سر برہنہ کیا۔ اور سوئے آسمان منہ کر کے کہنے لگا۔ اے رب جُڑا لے رب علیؑ۔ اے رب حسنؑ۔ میری اور میرے بچوں کی زندگی کا معاملہ ہے۔ اگر تو برحق ہے تو اپنے نمائندہ حسنؑ کو اسی جگہ بھیج دے۔ اگر تو قادر ہے جیسا کہ میں نے مسلمانوں سے سنا ہے تو میرے لیے سب کچھ مشکل ہے اور تیرے لیے آسان ہے تو وہ کر سکتا ہے۔ جس کا کوئی دوسرا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ یہ کہہ کر وہ اندھے منہ بحالت سجدہ ہو گیا۔ اور اپنی طرف سے جو دعا ہو سکتی تھی مانگی اسی عالم سجدہ میں تھا کہ کسی نے پاؤں پر چھپڑی مار کر کہا۔ اٹھ کیوں یوں فریاد کر رہا ہے۔ کیا بات ہے؟ یہ حیران ہو کر اٹھا۔ دیکھا تو ایک خوش پوش عرب کھڑا ہوا ہے اس نے سلام کیا۔

اس نے کہا۔ اگر تو وہ ہے جس کی دعائیں نے مانگی ہے تو مجھے بتانے کی ضرورت نہیں آپ کو میری آرزو معلوم ہوگی۔ اگر وہ نہیں ہے تو اپنی راہ لے مجھے نہ سستا۔

یہ سنتے ہی وہ آپ کے قدموں پر گرا۔ اپنی آنکھیں آپ کے قدموں پر ملنے لگا اور کہنے لگا۔ پہلے مجھے

والی العصر ترست والی العصر ترست والی العصر ترست والی العصر ترست والی العصر ترست والی العصر ترست والی العصر ترست والی العصر ترست والی العصر ترست والی العصر ترست

اپنے دین کا گلہ پڑھا جیسے پھر دوسری بات کریں گے۔

امام حسنؑ نے کلمہ پڑھایا:

وہ واپس شہر میں گیا۔ شاہ چین کو بتایا۔ شاہ چین شاہانہ استقبال سے آپ کو لے گیا۔ آپ نے فرمایا۔ مجھے اور کام بھی ہیں۔ تو دونوں لاشیں منگوا۔ لاشیں منگوائی گئیں۔ امام حسنؑ نے دو رکعت نماز پڑھی اور دست دعا بلند کر کے عرض کیا۔ اے مردوں کو زندہ کرتے والے ان دونوں کو زندگی عطا فرما۔ وہ دونوں اٹھ بیٹھے امام حسنؑ کے قدموں ہوئے۔ آپ نے شاہ چین سے کہا۔ ان دونوں کی آپس میں شادی کرا دینا اب میں چلتا ہوں۔ یہ کہتے ہی آپ اٹھے۔ اور چند لمحوں میں لوگوں کی نظروں سے غائب ہو گئے۔

بحار میں محمد ابن اسحاق سے مروی ہے کہ فتح مکہ کے بعد ابوسفیان حضرت علیؑ کے پاس آیا۔ اور کہا۔ مجھے آپ سے کام ہے۔

آپ نے فرمایا۔ بتا کیا کام ہے؟

ابوسفیان نے کہا۔ آپ نبی اکرمؐ کے پاس چل کر ہماری سفارش کر دیں کہ ہمیں کچھ تحریر کر دیں۔

حضرت علیؑ نے فرمایا:

اگر تجھے نبی کو نبی کی زبان اور وعدہ پر اعتبار نہیں تو تو تحریر پر کیا اعتبار کرے گا۔ جب آنحضرتؐ نے فرما دیا ہے۔ پھر تجھے کس بات کی فکر ہے۔ جو لوگ کلمہ پڑھ چکے ہیں۔ ان کے لیے آنحضرتؐ کی زبان سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ تمہاری تحریروں سے زیادہ پکا ہوتا ہے۔

امام حسنؑ کا سن چودہ ماہ کا تھا اور حضرت علیؑ کی آغوش میں کھیل رہے تھے۔ ابوسفیان نے ازراہ مذاق امام حسنؑ سے کہا۔ آپ کے بابا تو ہماری سفارش نہیں کرتے آپ ہی کر دیں۔

امام حسنؑ حضرت علیؑ کی آغوش سے اٹھ کھڑے ہوئے ایک ہاتھ ابوسفیان کی دائرہ پر رکھا۔ دوسرا اس کی ناک پر رکھا اور فرمایا۔ دل سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہہ دے۔ میں تیری سفارش کر دوں گا۔

حضرت علیؑ نے شہزادے کا منہ چوم کر فرمایا۔ اللہ کی حمد ہے جس نے مجھے سچی طرح کے میں مبلغ علم غیب بیٹا عطا فرمایا:

۳۔ شہید اور دودھ:

اکسیر العبادات میں ابراہیم ابن کثیر سے مروی ہے کہ ایک دن امام حسنؑ مسجد میں تشریف فرما تھے انہیں پیاس لگی۔ انہوں نے غلام سے پانی لانے کو کہا۔ پانی لانے میں کچھ دیر ہو گئی۔ انہوں نے ستون مسجد پر ہاتھ رکھا اور عرض کیا۔ بار الہا تیرے نبی کا فرزند پیاسا ہے میں نے دیکھا ستون سے پانی بہنے لگا آپ نے خود پیا

والی العصر ترست والی العصر ترست والی العصر ترست والی العصر ترست والی العصر ترست والی العصر ترست والی العصر ترست والی العصر ترست والی العصر ترست والی العصر ترست

وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ

مرد عورت اور عورت مرد

پھر ہمیں بھی پلایا۔ ہمیں پیاس نہیں تھی لیکن شوقیہ پینے لگے کہ اس کا لقمہ کیسا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا اگر میں چاہوں تو تمہیں اسی ستون سے شہد اور دودھ بھی پلا سکتا ہوں ہم نے عرض کیا فرزند رسول! ہم ضرور پیئیں گے نذرش فرمائیں۔ آپ نے پھر دست دعا بلند کئے ستون مسجد پر ہاتھ رکھا۔ ستون سے دودھ اسی طرح جاری ہوا جس طرح نالی چلتی ہے جب ہم نے پایا تو اس میں شہد آ میختہ تھا۔



# اخلاق و علم

## ۱۔ تعلیم و وضو ۶۶

عیون المجالس میں رویانی سے مروی ہے کہ جناب حسنینؑ نے ایک بوڑھے کو وضو کرتے دیکھا جو غلط کر رہا تھا۔ دونوں بھائی ایک دوسرے سے ٹکرا کر نہ لگے۔  
امام حسنؑ نے کہا۔ حسینؑ تجھ سے میں زیادہ اچھا وضو کرتا ہوں۔  
امام حسینؑ نے عرض کیا۔ بھیا جیسے آپ فرمائیں ویسے وضو میں اچھا کرتا ہوں۔  
دونوں نے ایک دوسرے سے کہا۔ اس بزرگ کو نالت بنا لیتے ہیں۔ آپ بھی اس کے سامنے وضو کریں میں بھی وضو کرتا ہوں۔ دونوں کا وضو دیکھ کر یہ بزرگ فیصلہ کرے گا کہ کس کا وضو اچھا ہے۔  
وہ بوڑھا دونوں کی باتیں سن رہا تھا۔ اور وہ جانتا تھا کہ دونوں فرزند رسولؐ ہیں۔ شہزادے اس کے قریب آئے اپنا مدعی پیش کیا۔ اور درخواست کی آپ ہماری ثالثی کریں۔  
دونوں نے وضو سے دکھا دکھا کے کرنا شروع کیا۔ جب وضو سے فارغ ہوئے تو دونوں نے پوچھا۔ بزرگ آپ فیصلہ دیں اس بوڑھے نے جھجک کر سلام کیا۔ اور عرض کیا۔ واقعاً رحمت عالمینؑ کی زبان رسالت کی تعلیم کا اثر یہی ہونا چاہیے تھا۔ مجھے پتہ چل گیا ہے۔ آپ مجھے وضو سکھانا چاہتے تھے۔ آپ کی مہربانی پھر کبھی غلط وضو نہیں کروں گا۔

## ۲۔ زاہد زمانہ !

ابن بابویہ نے امام صادقؑ سے روایت کی ہے کہ  
امام حسنؑ اپنے وقت میں زمانہ کے عابد ترین فرد تھے۔



زہد و ورع میں آپ کا نظیر کوئی نہیں تھا۔

جج پر پیدل جاتے بعض اوقات پاؤں سے جوتے بھی اتار دیتے۔

موت حشر و نشر اور پل صراط کا تذکرہ کر کے رو دیتے۔

جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو پورا جسم لرزتا رہتا تھا۔

### ۳۔ اگر ضرورت مند ہے تو بتا:

بحار میں ابن عائشہ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ امام حسن گھوڑے پر سوار آرہے تھے ایک شای نے آپ کو دیکھا تو سانس منے آیا۔ گھوڑا روک لیا۔ اور آپ کو اور حضرت علیؑ کو سب کرنے لگا۔ آپ خاموشی سے سنتے رہے۔ جب وہ تھک گیا تو امام حسن نے مسکرا کر فرمایا:

اے بزرگ آپ سن رہے ہیں شاید آپ کو استتباہ ہو گیا ہے۔

اگر تو مسافر ہے اور کسی چیز کی ضرورت ہے تو ہم وہ ضرورت پوری کر دیں گے۔

اگر تجھے راہنمائی کی ضرورت ہے تو ہم راہنمائی بھی کر سکتے ہیں۔

اگر تو بھوکا ہے تو ہم تجھے کھانا کھلا دیں گے۔

اگر تجھے لباس کی ضرورت ہے تو ہم لباس بھی فراہم کئے دیتے ہیں۔

اگر تو نادار ہے تو ہم مقدور بھر تجھے دولت دیتے ہیں۔

اگر تجھے کسی خطرہ ہے تو ہم تجھے پناہ دینے کو تیار ہیں۔

اگر تو ہمیں موقعہ دے اور ہمارے گھرائے تو ہم امکانی طور پر تیری مہمان نوازی کریں گے۔ ہمارے

پاس کافی کھلی جگہ ہے۔

جب اس شخص نے یہ باتیں سنیں تو آپ کے قدموں پر ہاتھ رکھا۔ اور عرض کرنے لگا

فرزند رسولؐ!

میں نے تو آپ کے متعلق بہت کچھ سن رکھا تھا۔ میں نے شام میں جو سنا تھا اس کے مطابق آپ

کو اور آپ کے باپ کو سب کیا ہے لیکن آپ تو بالکل برعکس ظاہر ہوئے ہیں۔ میری سابقہ خطا میں معاف

فرمائیں۔ ایک وقت تھا جب آپ اور آپ کے باپ سے زیادہ میرے دل میں بغض کسی کے لیے نہیں تھا

لیکن آج میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ اور آپ کے باپ سے زیادہ میرے دل میں محبت کسی کے لیے نہیں ہے۔

## ۴۔ دنیا مومن کے لئے زندان؛

مطالب السؤل میں مروی ہے کہ ایک دن امام حسنؑ انتہائی فاقہ و لباس پہن کر اچھے گھوڑے پر سوار ہو کر بیرون مدینہ کسی کام سے جا رہے تھے راستہ میں ایک انتہائی بد حال - بھوکا - اور سن رسیدہ یہودی ایک بھاری سا حقیدار پشت پر لادے آ رہا تھا۔ جب اس نے امام حسنؑ کو دیکھا تو اس غربت اور بد حالی کے باوجود اس کی رگ یہودیت پھٹکی اور کہنے لگا۔  
اے فرزند رسول!

آپ کے نانا کے بقول میرا اور آپ کا معاملہ بالکل برعکس ہے۔

امام حسنؑ نے فرمایا۔ وہ کیسے؟

یہودی نے کہا۔ آپ کے نانا کا قول ہے کہ دنیا مومن کے لیے زندان اور کافر کے لیے جنت ہے آپ اپنے لباس و غیرہ کو بھی دیکھ لیں اور میرا حال بھی دیکھ لیں۔ پھر اپنے نانا کی حدیث سامنے رکھ کر فیصلہ کریں کہ کون مومن ہے اور کون کافر ہے؟  
امام حسنؑ نے فرمایا:

میرے نانا نے سچ فرمایا ہے۔ تجھے سمجھنے میں اشتباہ ہوا ہے جو کچھ میرے لیے اللہ نے جنت میں مقدر کر رکھا ہے۔ اگر تو اسے دیکھ لے تو یہ تسلیم کر لے گا کہ میرا موجودہ لباس و غیرہ کسی قیدی سے کم نہیں۔ اور جو کچھ اللہ نے تیرے لیے مقدر کر دیا ہے۔ اگر تو اسے دیکھ لے تو یقین کر لے تیری موجودہ کس پہری کی زندگی انتہائی اچھی اور خوش حال ہے۔

## ۵۔ ٹڈی کے پر:

خراج میں منقول ہے کہ ایک مرتبہ امام حسنؑ اور عبداللہ ابن عباسؓ ایک دسترخواں پر بیٹھے کھانا کھا رہے تھے کہ ایک ٹڈی دسترخواں پر آکر بیٹھ گئی۔ عبداللہ ابن عباسؓ نے کہا۔ اے فرزند رسولؐ یہ ٹڈی کے پروں پر جو دھاریاں ہیں یہ یونہی بے مقصد ہیں یا ان کا کوئی معنی ہے؟  
امام حسنؑ نے فرمایا:

آپ کا کیا خیال ہے ٹڈی کے پر مخلوق خدا ہیں یا نہیں؟

جناب ابن عباسؓ نے عرض کیا۔ یقیناً مخلوق خدا ہیں۔

امام حسنؑ نے فرمایا:

کیا اذروئے قرآن مخلوق خدا میں سے کوئی چیز بے مقصد اور بے معنی ہے؟  
عبداللہ ابن عباس نے عرض کیا۔ کوئی مخلوق بے مقصد نہیں ہے۔

آپ نے فرمایا:

جب کوئی مخلوق بے مقصد نہیں ہے تو پھر یہ پھر کیسے بے مقصد ہیں؟  
ابن عباس نے عرض کیا۔ پھر اس کے پروں میں ان دھاریوں کا کیا مقصد ہے؟  
امام حسنؑ نے فرمایا:

یہ قدرت کی ایک تحریر ہے جسے ملائکہ مقربین انبیاء و مرسلین اور ادھیائے رحمۃ للعالمین ہی پڑھ سکتے ہیں  
ابن عباس نے عرض کیا۔ کیا ہمیں بتا سکتے ہیں کہ کیا لکھا ہے؟

آپ نے فرمایا:

اس کے دائیں پر پہ لکھا ہے۔ میں رب رحیم ہوں اس ٹڈی کو بعض اوقات لوگوں کی غذا بناتا ہوں۔  
ادبائیں پر پہ لکھا ہوا ہے۔ میں رب جبار ہوں۔ بعض اوقات اس ٹڈی کو سرکش قوم پر عذاب بنا کے بھیجتا  
ہوں۔

## ۶۔ حفظ دینی:

ہمارے ابو الفتوح سے منقول ہے کہ امام حسنؑ سات برس کی عمر میں نبی کوئین کے پاس مسجد میں تشریف  
لائے تھے۔ اور جو احکام دین ان حضورؐ بیان فرماتے تھے انہیں حفظ کر کے واپس جا کر دفتر رسولؐ کو سنانے  
تھے۔ جب جناب امیر مگر تشریف لائے تھے تو جناب سیدہ اس دن کا جملہ علم تنزیل حضرت علیؑ کو سنادیتی  
تھیں۔

ایک دن حضرت علیؑ نے پوچھا۔ زہراؑ قرآن مسجد میں نازل ہوتا ہے تو گھر میں رہتی ہے میرے آنے  
سے پہلے تجھے کیسے آیات و احکام نازل کا علم ہو جاتا ہے؟  
بی بی نے عرض کیا۔

یا علیؑ میرا حسنؑ لال روزانہ مجھے اگر مسجد میں بیان کئے جانے والے احکام دین سے مطلع کر دیتا ہے ایک دن  
جناب امیرؑ اس شوق میں کہ میں اپنے بیٹے کا انداز بیان سنوں۔ امام حسنؑ سے پہلے گھر تشریف لائے۔  
جناب سیدہ کو بتایا اور دوسرے حجرہ میں بیٹھ گئے۔

امام حسنؑ معمول کے مطابق آئے اور دفتر رسولؐ کو آیات و احکام سنانا شروع کئے۔ زبان تلا گئی  
دوسری مرتبہ کوشش کی۔ پھر زبان تلا گئی۔

جناب سیدہ نے فرمایا۔ جان مادر! آج خیریت تو ہے؟  
شہزادے نے عرض کیا۔ اماں جان! میرا خیال اگر درست ہے تو میرا کوئی بزرگ آج سن رہا ہے۔  
جناب سیدہ نے فرمایا:  
ہاں بیٹے تیرا خیال درست ہے تیرا بابا جان تیرا انداز بیان سننے کی خاطر حجرہ کے اندر موجود ہے۔

## عبادت امام حسنؑ:

عبادات الہیہ تین اقسام کی ہوتی ہیں۔ صرف جسمانی۔ مثلاً نماز روزہ وغیرہ صرف مالی مثلاً زکوٰۃ وغیرہ اور جسمانی اور مالی سے مرکب! مثلاً حج وغیرہ۔ امام حسنؑ فیض باری ہر سہ عبادات میں دو افر حصہ رکھتے ہیں۔ جہاں تک مالی عبادت کا تعلق ہے تو اس سلسلہ حلیۃ الاولیاء میں حافظ ابو نعیم کی یہ روایت ہی کافی ہے کہ امام حسنؑ نے اپنی پوری زندگی میں تین مرتبہ اپنے پورے مال کو دو حصوں میں تقسیم کر کے نصف خود رکھا اور نصف راہ خدا میں خیرات کیا۔ جہاں تک جسمانی عبادت کا تعلق ہے تو اس سلسلہ میں حافظ ابو نعیم کی حلیہ میں یہ روایت کافی ہے کہ آپؑ نے زندگی میں بیس حج پیدل کئے۔

## زہد امام حسنؑ:

- ۱۔ روضۃ الواعظین میں مروی ہے کہ امام حسنؑ جب در مسجد پر تشریف لائے تو دست دعا بلند کر کے عرض کرتے بار الہا تیرا بے سہرا یہ مہمان تیرے دروازہ پر آیا ہے۔
- ۲۔ بخاری میں مروی ہے کہ ایک مرتبہ آپؑ مقام ابواء میں مصروف نماز تھے کہ ایک بدوی عورت آپ کے من و جال کو دیکھ کر فریفتہ ہو گئی۔ اور وہ نماز ختم ہونے کا انتظار کرنے لگی۔ جب آپؑ نے نماز ختم کی تو اس کا پوچھا۔

کیا کوئی کام ہے؟  
اِس نے مسکرا کے عرض کیا۔ اگر کام نہ ہوتا تو اتنی دیر انتظار کیل کرتی۔  
امام حسنؑ نے فرمایا: بنا کیا کام ہے؟  
اِس نے کہا یہ جو کام ایک بے شہر اور جوان عورت کو کسی حسین اور نوجوان مرد سے ہوتا ہے۔  
امام حسنؑ نے اسے فرمایا:

جادغ ہو جا یہاں سے۔ تو مجھے جلانے آئی ہے۔  
اِس نے فضول بکنا شروع کر دیا۔ اور آپؑ رونے لگے آپ کی صدائے گریہ رفتہ رفتہ بلند ہوتی گئی عورت

بھی آپ کو اس شدت سے روتے دیکھ کر متاثر ہو گئی اور اس نے بھی رونا شروع کر دیا۔ کچھ دیر بعد امام حسینؑ تشریف لے آئے آپ بھی بیٹھ کر روتے لگے۔ پھر صحابہ آنے لگے اور بیٹھ کر روتے لگے۔ سلسلہ گریہ کافی طویل رہا۔ اسی دوران وہ عورت اٹھ کر چلی گئی۔ ہیبت کی وجہ سے کوئی امام حسنؑ سے روتے کا سبب نہ پوچھ سکا ایک رات نیند سے جاگنے کے بعد امام حسنؑ اپنے بستر پر روتے ہوئے اٹھ بیٹھے۔

امام حسینؑ بیدار ہوئے پوچھا۔ بھیا اس وقت خیریت تو ہے روتے کا کیا سبب ہے؟  
امام حسنؑ نے فرمایا:

جان برادر ابھی ابھی ایک خواب دیکھا ہے اس نے رلا دیا ہے۔

امام حسینؑ نے پوچھا۔ کون سا ایسا خواب تھا جس نے آپ کو رلا دیا ہے۔

امام حسنؑ نے فرمایا:

ابھی خواب میں میں نے جناب یوسفؑ کو دیکھا ہے۔ لوگ جناب یوسفؑ کے حسن و جمال کو دیکھنے کی خاطر ٹوٹ رہے تھے۔ میں نے جب آگے بڑھ کر حسن یوسفؑ دیکھا تو مجھے زلیخا کا واقعہ یاد آگیا اور بیانیہ آنکھیں بہنے لگیں۔ جناب یوسفؑ نے پوچھا۔ میرے ماں باپ قربان جائیں اس وقت روتے کا سبب کیا ہے؟

میں نے اسے بتایا کہ مجھے زلیخا کے آپ سے سلوک کی یاد نے رلا دیا ہے۔

اس نے کہا۔ کیا وہ بدویہ عورت والا واقعہ جو مقام ابوابہ پیش آیا تھا۔ یاد نہیں آیا۔

نزدہتہ الابصار میں ابن ہدی سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ امام حسنؑ گھوڑے پر سوار کہیں تشریف لے جا رہے تھے کہ راستہ میں چند غریب دسترخواں پر خشک ٹکڑے بیٹھے کھا رہے تھے۔ انہوں نے امام حسنؑ کی خدمت عرض کیا۔ فرزند رسولؐ آئیے ہم اللہ کھانا حاضر ہے۔ آپ یہ کہہ کر گھوڑے سے اتارے۔ ان اللہ لا

یحب المتکبرین پھر ان کے ساتھ بیٹھ کر تناول فرمانے لگے۔ جب سیر ہوئے تو اٹھے اور فرمایا۔ آج رات کا کھانا قبول کرو اور میرے پاس آکر کھا لینا۔ جب وہ کھانے پر آئے تو آپ ان کے ساتھ بیٹھ گئے کھانے سے فراغت کے بعد آپ نے انہیں ایک ایک جوڑا لباس بھی عنایت کیا۔

سئل کہ

ذی روح کو کھانا؟

بحاریں نیج سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ میں نے دیکھا امام حسنؑ کھانا تناول فرما رہے تھے۔ اور ایک کتا آپ کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ آپ ایک لقمہ خود کھاتے اور ایک کتے کو ڈالتے۔ میں نے عرض کیا۔ قبلہ کتے کو جگا دوں؟



امام حسنؑ نے فرمایا:

نہیں اسے کھانے دو مجھے شرم آتی ہے کہ میں کھاؤں اور کوئی ذی روح دیکھتا رہے اور اسے نہ کھاؤں۔

## مروان کو جواب:

ایک مرتبہ امام حسنؑ کہیں تشریف لے جا رہے تھے کہ سامنے مروان آگیا۔ اور لگا سیب کرنے۔ آپ خاموشی سے سنتے رہے جب وہ تھیک کر خاموش ہو اتو آپ نے فرمایا۔ مروان میں تجھے جواب دے کر تیرے نامہ اعمال سے کسی گناہ کو دھونا نہیں چاہتا جو کچھ تو نے کہا ہے اگر سچ ہے تو اللہ تجھے سچ کی جزا دے اور اگر جھوٹ ہے تو اللہ تجھے جھوٹ کی سزا دے میں جانتا ہوں اللہ بہترین انتقام لینے والا ہے۔

## جو دو کرم امام حسنؑ:

مطالب السؤل میں مروی ہے کہ ایک مرتبہ امام حسنؑ ایک شخص کے قریب سے گزرے وہ اللہ سے دس ہزار درہم مانگ رہا تھا آپ خاموشی سے گھر گئے اور دس ہزار درہم اس کو بھیجوا دیئے۔  
مطالب السؤل میں ہے کہ ایک شخص آپ سے کچھ مانگنے آیا۔ آپ نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ آج کا رکھ لو اور باقی اسے دیدو۔

سائل سے فرمایا: جا مزدور لے کے آ۔ وہ مزدور لایا۔ آپ نے فرمایا۔ چادر بچھا۔ جو کچھ درہم و دینار تھے آپ نے اسے دیدے۔ اور اپنی عبا اسے دی تاکہ اسے مزدور کو اجرت میں دے دینا۔  
غلام نے عرض کیا۔ قبلہ اپنے پاس تو کچھ نہیں بچا۔  
آپ نے فرمایا:

## سبیل سکینہ

حیدر آباد، لیف آباد، پونٹ نمبر ۸-۱۱

جب اللہ ہے تو سب کچھ ہے۔

اسی مطالب السؤل میں ہے کہ ایک سفر جرج میں امام حسنؑ۔ امام حسینؑ اور عبداللہ ابن جعفر طیارہ تینوں اکٹھے جا رہے تھے کہ راستہ میں زادراہ ختم ہو گیا۔ صحرائیں ایک خیمہ نظر آیا۔ وہاں آئے دیکھا تو ایک تنہا بڑھیا بیٹھی ہوئی تھی۔ انہوں نے کہا کچھ کھانے پینے کو ہے۔

اس نے کہا۔ ہمارا تیر کہ تو صرف یہ بکری ہے۔ دودھ نکال کر پی لو۔

انہوں نے دودھ پیا۔ پھر پوچھا۔ کچھ کھانے کو بھی ہے!

اس نے کہا یہی بکری ہے ذبح کر دو میں پکا دیتی ہوں۔

انہوں نے بکری ذبح کی۔ عورت نے گوشت تیار کیا۔ کھانے سے فراغت کے بعد مکہ کی راہ لی اور اسے کہا ہم قریش سے ہیں اگر کبھی ضرورت ہو تو مدینہ آجانا۔

بعد میں اس کا شوہر آیا۔ عورت نے اسے اپنی مہمان نوازی کا بتایا۔ وہ سخت ناراض ہوا اور کہنے لگا کیا معلوم وہ کون تھے۔ یہ بھی پتہ نہیں کہ وہ واقعا قریش تھے یا کوئی اور بڑی خوش ہو رہی ہے کہ میں نے مہمانی کی ہے۔

اس نے کہا۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ انہوں نے سچ کہا ہے یا غلط بیانی کی ہے یقین رکھ ان کی صورتیں ایسی تھیں کہ میں غلط بیانی کا تصور بھی نہیں کر سکتی۔

کافی عرصہ گزر گیا۔ عورت سب کچھ بھول بھال گئی۔ ایک مرتبہ کچھ خرید و فروخت کے لیے دونوں میاں بیوی مدینہ آئے اتفاقاً امام حسنؑ اپنے دروازہ پر کھڑے تھے آپ نے اس بڑھیا کو پہچان لیا۔ غلام سے کہا جا اس بڑھیا کو ایک مرتبہ واپس بلا کر لا غلام گیا۔ اسے واپس بلا لایا۔

امام حسنؑ نے پوچھا۔ بڑھیا تو نے مجھے پہچانا ہے؟

بڑھیلانے کہا۔ میں آپ کو کیسے پہچان سکتی ہوں آپ مدینہ کے رئیس معلوم ہوتے ہیں اور میں صحرا کی غریب عورت ہوں۔

امام حسنؑ نے فرمایا:

تجھے فلاں سال یاد ہے۔ حج کے موقع پر تین قریشی تیرے مہمان ہوئے تھے اور تو نے بکری کا دودھ پینے کو اور بکری کھانے کو دی تھی۔ بڑھیلانے کہا۔ ہاں یاد ہے۔

امام حسنؑ نے فرمایا۔ ان تینوں میں سے ایک میں ہوں۔ پھر آپ نے غلام کو حکم دیا۔ ایک ہزار بکری اور ایک ہزار دینار لے آ۔ غلام لایا۔ آپ نے اسے حوالہ کیا اور فرمایا۔ میرے ساتھ دو سرا میرا چھوٹا بھائی حسینؑ تھا۔ اس کے پاس ضرور جا۔ بڑھیا امام حسینؑ کے پاس گئی۔ امام حسینؑ نے بھی ایک ہزار بکری اور ایک ہزار دینار عطا کئے۔ اور آپ نے فرمایا۔ ہمارا تیرا ساتھی ہمارا چچا زاد عبد اللہ ابن جعفر تیرا تھا اس کے پاس ضرور جانا۔ جب جناب عبداللہؑ کے پاس آئی تو آپ نے دو ہزار بکریاں دیں۔ اور کہا۔ کاش تو پہلے میرے پاس آئی۔ اب میں اپنے دونوں آقاؤں سے سبقت کیسے کروں۔ وہ بڑھیا چار ہزار بکری اور دو ہزار دینار لے کر اپنے شوہر کے پاس آئی۔ اور کہنے لگی تیری ایک بکری تھی۔ جس پر تو نے مجھے جسمانی تشدد بھی کیا تھا۔ اب ملے ایک بکری کے عوض ہمارے مہمانوں نے چار ہزار بکری اور دو ہزار دینار عطا کئے ہیں۔ اس نے پوچھا۔ کہیں وہ مہمان اولاد رسولؐ سے تو نہیں؟

بڑھیا نے کہا۔ دو تو رسولؐ کے بیٹے حسینؑ تھے اور تم میرا جعفر طیار کا فرزند عبد اللہ تھا۔

## جرات امام حسنؑ:

حضرت معاویہؓ ایک مرتبہ مدینہ گئے اور وہ اہل مدینہ کو ولی عہد یزید کے سلسلہ میں ہمارا کرنے آئے تھے۔ انہوں نے سنا ہانہ انداز میں حکم دیا کہ جو مجھے ملنے کو آئے اسے کم از کم پانچ ہزار درہم دیئے جائیں بعض افراد کو ایک لاکھ درہم بھی دیئے۔ امام حسنؑ سب سے آخر میں ملاقات کو آئے۔ حضرت معاویہؓ نے کہا۔ اے فرزند رسولؐ کیا تم اس لیے آ رہے ہو کہ جو کچھ میرے پاس ہے وہ ختم ہو جائے گا اور قریش میں میری توہین ہوگی پھر غلام سے کہا۔ اس وقت جتنا مال اہل مدینہ پر تقسیم کیا ہے وہ سب مجھے کر کے اتنا صرف امام حسنؑ کو دے دے۔ پھر امام حسنؑ کی طرف دیکھ کر کہا۔ آپ کو معلوم ہے۔ میں ہند کا بیٹا ہوں۔ آپ نے فرمایا غلام سے کہہ دے کچھ بھی نہ لائے۔ میں قبول ہی نہیں کرتا۔ میں نہرا کا بیٹا ہوں۔ یہ سن کر معاویہؓ کھسیانا ہو گئے۔

## خچر کی خواہش:

کامل بیرو میں ہے کہ امام حسنؑ کی سواری خچر بڑا قیمتی تھا۔ مروان معاویہ کی طرف سے مدینہ کا گورنر تھا۔ مروان نے ایکٹ ابن ابی عتیق سے کہا۔ حسنؑ کا خچر بھی بڑا قیمتی ہے۔ اور بڑا اچھا ہے۔ لیکن فروخت نہیں کرتا۔ جب دیکھتا ہوں دل کرتا ہے۔ کاش یہ میرے پاس ہوتا۔ ابن ابی عتیق نے کہا۔ اگر میں خچر مفت دلا دوں تو میری تین چلتیں سے ایک پوری کر دے گا۔ مروان نے کہا۔ ضرور کر دوں گا۔

ابن ابی عتیق نے کہا۔ اچھا آج جب امام حسنؑ مسجد میں آئے تو میں دیگر نبی ہاشم کے فضائل بیان کروں گا۔ لیکن امام حسنؑ کا نام نہ لوں گا۔ تو مجھ پر اعتراض کرنا۔ کہ تو نے امام حسنؑ کے فضائل بیان ہی نہیں کیے کیا وجہ ہے؟ بس آگے میں خود سنبھال لوں گا۔

جب امام حسنؑ مسجد میں آئے تو پروگرام کے مطابق ابن ابی عتیق نے نبی ہاشم میں سے ایک ایک فرد کا نام لے کر فضائل گونا گونا شروع کر دیئے۔ لیکن امام حسنؑ کا نام نہ لیا۔ مروان نے طے شدہ بات کی۔ ابن ابی عتیق نے جواب دیا۔ اگر ہمارا موضوع بیان انبیاء ہوتے تو میں امام حسنؑ کا تذکرہ اولیا میں کرتا۔ اب ہمارا موضوع ہی عام ہے افراد ہیں

کچھ دیر بیٹھنے کے بعد امام حسنؑ اٹھ کر جانے لگے۔ آپ نے رکاب میں پاؤں رکھا پیچھے سے ابن ابی

ابن ابی عتیق بھی پہنچ گیا۔

امام حسن نے مسکرائے فرمایا۔ کوئی کام ہے؟

ابن ابی عتیق نے عرض کیا۔ آپ کا خیر بڑا پسند ہے۔

امام حسن نے رکاب سے پاؤں نکال لیا۔ اور فرمایا۔ اگر مردان خود بھی مانگ لیتا تو میں دینے سے انکار نہ کرتا۔ بہر صورت چلو اسے اگر یہی طریقہ پسند ہے تو اس کی مرضی۔ یہ فرما کر آپ چلے گئے۔

## دشمن سے انتقام:

کتاب الحدود یہ مروی ہے کہ ایک شخص امام حسن کے پاس آیا اور عرض کی۔ یا ابن رسول اللہ! آپ کو اپنے اس رب کریم کا واسطہ ہے جس نے آپ کو انعامات اور نعمات جلیلہ سے نوازا ہے میرے تعاقب میں میرا انتہائی ظالم۔ جسار اور جفا کار جو دشمن ہے جس سے بھی اس کے خلاف مدد مانگتا ہوں وہی منہ پھیر لیتا ہے۔ آپ نوازش فرمائیں۔ مجھے پناہ دیں۔

آپ نے فرمایا:

تیرے دشمن کا نام کیا ہے تاکہ اس سے تجھے پناہ دی جائے؟

اس نے عرض کیا۔ قبدہ۔ غربت۔ ناداری۔ فقر۔

آپ نے غلام سے فرمایا۔ اس وقت جو کچھ بھی بچے آئے۔ جب غلام لایا تو پانچ ہزار درہم تھا۔ آپ نے فرمایا۔ یہ بے جا اور بھی جب کبھی تیرا دشمن تیرے سامنے دانت نکالے میرے پاس آجانا میں تجھے پناہ دوں گا۔

## عثمانؓ کے پانچ روپے:

نضال صدوق میں امام صادقؑ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ایک سائل آیا۔ عثمان غنیؓ مسجد میں بیٹھے تھے اس سے سوال کیا۔ اس نے پانچ درہم دیئے۔

سائل نے کہا۔ آپ کی سخاوت تو انتہا ہے کسی اور سخی کا بہتہ تو بتا دیجئے۔

حضرت عثمانؓ نے کہا۔ وہ دیکھا ہے۔ میں نے جو ان اکٹھے بیٹھے کسی سائل پر گفتگو کر رہے ہیں ان کے پاس جا چکن ہے تجھے کچھ مل جائے وہ آیا اس نے سلام کیا جواب سلام کے بعد کچھ مانگا۔

امام حسنؑ نے فرمایا:

کسی کے سوال کے جواب کی شرعاً تین صورتیں ہیں تو کس یا تیز صورت میں مانگ رہا ہے۔

اس نے کہا۔ وہ کون سی ہیں۔



یا قتلِ غلا کی دہشت دینا ہو اور وسائل میسر نہ آئیں۔  
یا دل شکن غربت ہو اور کوئی دوسرا پہلو نظر نہ آئے۔  
یا اتنا قرضہ ہو کہ وسائل ساتھ نہ دے سکیں۔

اس نے عرض کیا ان تین میں سے ایک سبب ہے۔ آپ نے اسے پچاس دینار دیئے۔ امام حسینؑ نے انچاس دینار دیئے اور جناب عبداللہؑ نے اڑتالیس دینار دیئے۔ وہ واپس پلٹا۔ عثمانؓ نے پوچھا۔ سنا کیا بنا ہے؟

اس نے کہا۔ آپ کو تو معلوم ہے۔ جو سلوک آپ نے کیا ہے ان میں سے جو قدرے بڑا ہے اس نے مجھے مانگنے کے تین جائز اسباب بتائے اور پوچھا کہ ان تین جائز اسباب میں سے تو کس سبب کی بنیاد پر مانگ رہا ہے؟  
میں نے کہا ان تین میں سے ایک ہے۔ بڑے نے پچاس، چھوٹے نے انچاس اور تیسرے نے اڑتالیس دینار دیئے ہیں۔

حضرت عثمانؓ نے کہا۔ تمہیں کیا معلوم کہ علم ان لوگوں کی گھٹی میں شامل ہوتا ہے۔

## موتی و نمیم:

بحار میں مروی ہے کہ امام حسنؑ اور امام حسینؑ نے ایک دن آپس میں خوشحالی کا مقابلہ کیا۔ امام حسنؑ کا دعویٰ تھا کہ خط میرا خوبصورت ہے اور امام حسینؑ کا دعویٰ تھا کہ خط میرا خوبصورت ہے۔ دونوں نے فیصلہ کیا کہ ناتا کو چل کر دکھاتے ہیں جو فیصلہ دہ کریں گے ہمیں قبول ہوگا۔ دونوں بھائی آنحضرتؐ کے پاس آئے آپ نے کسی کی دل شکنی برداشت نہ کی اور فرمایا۔ بابا علیؑ کے پاس جاؤ جب حضرت علیؑ کے پاس آئے اور بتایا کہ نبی اکرمؐ نے آپ کے پاس بھیجا ہے تو آپ سمجھ گئے۔ کہ انہوں نے کسی کی دل شکنی گوارا نہیں کی۔ اس لیے میرے پاس بھیجا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ بیٹے تم دونوں اپنی ماں کے پاس جاؤ۔ اور دونوں ماں کے پاس آئے۔ اور انھیں بتایا کہ ہمیں ناتا جان نے بابا کے پاس بھیجا تھا اور بابا نے آپ کے پاس بھیجا ہے بی بی نے بھی یہ سوچا کہ ان دونوں نے ان میں کسی کی دل شکنی نہیں۔ پھر سوچا جب انہوں نے فیصلہ نہیں کیا اور میں کیسے کروں۔ چنانچہ بی بی نے اپنے گلے سے سات موتیوں کا ہار اتار دیا اور فرمایا:

میرے بچو میں ہار کے دانے بکھیرتی ہوں جو زیادہ چن لے گا۔ اسی کا خط خوبصورت ہوگا۔ یہ کہہ کر بی بی نے ساتوں دانے بکھیر دیئے۔ تین امام حسنؑ نے اور تین امام حسینؑ نے اٹھائے ایک دائرہ باقی تھا ایک طرف سے امام حسنؑ نے ہاتھ بڑھایا۔ دوسری طرف سے امام حسینؑ نے ہاتھ بڑھایا۔ ذاتِ احدیت



وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ

## اخلاق و علم

نے جبریل سے فرمایا جنگی دل شکنی میرا حبیب میرا محبوب اور میری کثیر کو گوارا نہیں ان کی دل شکنی میں کیسے کروں گا۔ تو جا کر ساتویں موتی کو کسی گھاہاڑ پڑتے سے پہلے دو تھیم کر دے تاکہ آدھا حسن لے لے آدھا حسین دونوں کا خط برابر ہو جائے۔ جبریل نے پر مار کر موتی کو دو تھیم کر دیا۔ یوں آدھا امام حسنؑ نے اور آدھا امام حسینؑ نے اٹھا لیا اور کسی کی دل شکنی نہ ہوئی۔

## جنت کا سیدب :

بجاری میں جناب سلمان سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ جناب ام ایمن دونوں شاہزادوں کو مسجد میں لائی اور انہیں کی خدمت میں عرض کیا دونوں شہزادے بھوکے ہیں آنحضرتؐ نے پوچھا بیٹے کیا بہت زیادہ بھوک ہے؟ دونوں نے عرض کیا۔ نا نا جان! واقعاً بھوک ستا رہی ہے۔ آپ نے دست دعا بلند کئے اور عرض کیا اللہم اظمہما بارہا انہیں کھلا دے۔ میں نے دیکھا آنحضرتؐ کے ہاتھ جب نیچے آئے تو ان پر ایک سیدب رکھا تھا۔ آپ نے اسے دو حصوں میں تقسیم کر کے آدھا حسن کو آدھا حسین کو دیکر فرمایا لو بیٹو اللہ نے تمہارے لیے جنت سے سیدب بھیجا ہے۔



# صلح معاویہ

ابن ابی الحدید کے مطابق حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد معاویہؓ نے اپنے تمام گورنروں کو ایک ہی مضمون کا خط لکھا۔ مضمون یہ تھا۔

اما بعد! اللہ نے تمہیں تمہارے دشمن کے شر سے بچالیا ہے۔ تمہارا اعلیٰ قتل ہو چکا ہے ایک شخص نے ہمت کر کے علیؓ کو قتل کر دیا ہے۔ ان لوگوں کے معتبر افراد کے خطوط مجھے مل رہے ہیں جس میں انہوں نے مجھ سے اپنی اور اپنے قبیلہ کے لیے امان کی درخواست کی ہے جب میرا خط پہنچے تو فوراً میرے پاس پہنچو اپنا تمام شکر اور تمام اسلامی سبھی ساتھ لیتے آنا۔ انتقام پورا ہو چکا ہے آپ کی کوششیں بار آور ثابت ہوئی ہیں۔ سرکش اور باغی مارنے جا چکے ہیں۔ والسلام اس خط کے بعد ہر طرف سے معاویہ کے پاس فوجیں جمع ہونا شروع ہو گئیں۔ جب لشکر جمع ہو گیا تو معاویہ نے عراق کا رخ کیا۔

علیؓ اشرار کے مطابق معاویہ نے عمرو بن حریث، اشعث بن قیس، حمران جزد اور شیب ابن ربیع کو علیہ علیہ خط لکھا۔ اور اپنے جاسوسوں کے ذریعہ ان لوگوں تک پہنچائے ان تمام خطوط کا مضمون بھی ایک تھا۔ لیکن اس میں خط کو صیغہ راز میں رکھنے کی خصوصی ہدایت تھی۔ خط یوں تھا۔

انک ان قتلت الحسن ابن علیؓ فلک مانان القان درہم۔

اگر تو حسن ابن علیؓ کو قتل کر دے تو دو لاکھ درہم۔ شکر کی

وجہ من اجنا والشام و بنت من بناتی۔

سالاری اور اپنی بیٹی سے شادی تیرا انعام ہوگا۔

امام حسنؓ کو معلوم ہو گیا کہ معاویہؓ نے اپنے پرانے ملک خواروں کو نیالایح دیل ہے۔ چنانچہ آپ حفظہ اللہ کے بطور جب بھی گھر سے باہر نکلتے ذرہ اور خود پہن کر باہر آتے تھے۔ حتیٰ کہ نماز بھی ذرہ اور خود کے ساتھ پڑھاتے

## صلح معاویہ

والی العصر ترست والی العصر ترست والی العصر ترست

ابتدا میں تو بعض جذباتی افراد نے اعتراض کیا۔ لیکن ایک دن جب بحالت نماز تیر آگیا اور ذرہ کی وجہ سے موثر نہ ہو سکا تو پھر اعتراض ختم ہو گیا۔

ابن ابی الحدید کے مطابق امام حسن کو یہ اطلاع بھی مل گئی کہ معاویہ فوج لے کر شام سے سوئے عراق کوچ کر چکے ہیں تو آپ نے اپنے گورنروں کو خطوط لکھے اور حجازین عدی کو ان کے پاس بھیجا۔ لوگوں کو معاویہ کے خلاف آمادہ جنگ کیا مسجد کوفہ میں الصلوٰۃ جامعہ کی منادی کرائی۔ جب لوگ مسجد کوفہ میں جمع ہو گئے تو امام حسن ممبر پیشرف لائے۔ حمد و ثنائے الہی کے بعد حسب ذیل خطبہ دیا۔

اللہ نے اپنے بندوں پر جہاد فرض کیا ہے۔۔۔۔۔ پھر مجاہدین سے فرمایا ہے صبر کرو اللہ صابریں کا حامی ہے۔۔۔۔۔ اے لوگو! تم جو چاہتے ہو وہ صبر ہی سے حاصل کر سکو گے۔۔۔۔۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ معاویہ آپ لوگوں کے ساتھ جنگ کی خاطر شام سے روانہ ہو چکے ہیں۔۔۔۔۔ آپ لوگ اپنا پڑاؤ مقام نخجید پر لگائیں تاکہ وہاں جو مناسب انجام دیا جائے۔

اس کے بعد آپ خاموش ہو کر منبر سے اتر آئے۔ عدی ابن حاتم طائی کھڑا ہوا اور اس نے لوگوں کو جنگ پر آمادہ کیا اور کہا جسے آنا ہو میں حکم امام کے مطابق نخجید کی طرف جا رہا ہوں آجائے۔

پھر قیس ابن سعد ابن عبادہ انصاری۔ منقل ابن قیس ریاحی اور زید ابن صعصعہ تہمی نے بھی ایسی تقریر کی اور نخجید کی طرف روانہ ہو گئے۔ ان کو جانا دیکھ کر کوفہ کے عوام بھی مسلح ہو کر نخجید جانے لگے۔

آخر میں امام حسن خود بھی شکر کی طرف روانہ ہوئے کوفہ میں منیرہ ابن نوفل ابن حارث ابن عبد المطلب کو اپنا نائب مقرر کیا اور خود کوفہ سے روانہ ہو کر دیر عبد الرحمن میں قیام کیا۔

وہاں جب فوج جمع ہو گئی تو آپ نے پھر ایک خطبہ دیا اور فرمایا: دیکھو جس طرح تم لوگوں نے مجھ سے قبل میرے والد سے دھوکا کیا تھا اور میں اس وقت تم سے دھوکا دیا۔

جب جنگ اپنے انجام کے آخری مرحلہ پر تھی۔ اس طرح مجھ سے دھوکا نہ کرنا۔ اگر تم لوگ میرے ساتھ مل کر جہاد نہیں کرتے تو عیلا بناؤ میرے علاوہ کس امام حق کے ساتھ مل کر جہاد کرو گے۔

یقین رکھو! اگر تم نے مجھ سے دھوکا کیا تو تمہارے سروں پر بنی امیہ مسلط ہو جائیں گے اور یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے فتح مکہ تک اسلام کی قدم قدم پر مخالفت کی۔ اور فتح مکہ پر بھی انہوں نے اسلام قبول نہیں کیا ہتھیار ڈالے ہیں اور بقول رسول عالمین اگر بنی امیہ میں سے کرہ ارض پر ایک کثر پشت بڑھیا بھی رہ جائے تو وہ بھی عداوت اسلام پر ہی مریں گی۔

اس کے بعد آپ نے بنی کنندہ میں سے ایک شخص کو چار ہزار کاسا لار بنا کر روانہ کیا اور اسے فرمایا: انہا میں پڑاؤ ڈالنا۔ اور جب تک میرا حکم نہ آئے اس وقت تک کوئی اقدام نہ کرنا۔

جب کنڈی انبار پہنچ کر خمیر زن ہوا۔ اور معاویہ کو معلوم ہوا تو انہوں نے کنڈی کو پیغام بھیجا کہ اگر تو میرے ساتھ آئے تو۔ اولاً تجھ سے کوئی باز پرس نہیں ہوگی۔ ثانیاً اخلاص شام میں سے جو ضلع تو پسند کرے گا اس کی گورنری بھی دوں گا۔ علاوہ انہیں پیشگی پانچ لاکھ درہم ہے یہ فوراً لے لے۔ کنڈی نے مال لے لیا۔ اپنے مخصوص دو سوا فراد کو لے کر معاویہ کی فوج سے جا ملا۔

جب امام حسن کو پتہ چلا تو آپ نے پھر خطبہ دیا اور فرمایا۔ کنڈی نے نہ صرف مجھ سے فریب کیا ہے بلکہ آپ لوگوں سے بھی دھوکا کیا ہے اور وہ پانچ لاکھ میں دین فروخت کر کے معاویہ سے جا ملا ہے اگرچہ میں بہت کچھ جانتا ہوں۔ لیکن تمہارے اطمینان کے لیے ایک اور شخص کو چار ہزار کا شکردے کر بھیج رہا ہوں اور مجھے معلوم ہے اس کا انجام بھی کنڈی سے مختلف نہیں ہوگا۔

پھر آپ نے نبی مراد سے ایک شخص کو چار ہزار کا شکردے کر بھیجا۔ اسے بھی وہی نصیحت کی۔ اور ساتھ ہی فرمایا میں تجھے اس علم کے باوجود کہ تو بھی کنڈی سے مختلف نہیں نکلے گا صرف اس لیے بھیج رہا ہوں کہ اہل کوفہ کو یقین ہو جائے کہ میں کتنا بے بس ہوں اور میری طرف سے انتقام حجت ہو جائے۔

یہ بھی انبار میں جا کر خمیر زن ہوا۔ معاویہ نے اسے بھی گورنری کا لالچ اور پانچ لاکھ نقد کی پیشکش کر دی۔ یہ بھی پیسے وصول کر کے معاویہ سے جا ملا۔

پھر آپ نے عبید اللہ ابن عباس کو بارہ ہزار کے لشکر کے ساتھ بھیجا۔ اور اس کے ساتھ قیس ابن سعد اور سعید ابن قیس کو بھیجا اور فرمایا۔ اگر معاویہ جنگ شروع کرنا چاہے اور ابتداء اس کی طرف سے ہو تو پیچھے نہ ہٹنا۔ اگر تجھے کچھ ہو جائے تو تیرے بعد قیس ابن سعد امیر شکر ہوگا۔ اور اگر خدا نخواستہ قیس کو بھی کچھ ہو جائے تو اس کی جگہ سعید ابن قیس امیر شکر ہوگا۔ میں بہت جلدی تمہارے پاس آ جاؤں گا۔

عبید اللہ شکر کو لے کر آیا اور معاویہ کے بالمقابل خمیر زن ہو گیا۔ امام حسن نے بھی کوچ کیا اور مقام سا باط پر آ کر قیام کیا۔ یہاں آپ خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے تو معاویہ کے لوگ جوش میں موجود تھے اور لوگوں کو بھڑکا رہے تھے جن میں اشعث ابن قیس پیش پیش تھا۔ انہوں نے جب دیکھا کہ شکر معاویہ کے مقابلہ میں پہنچنے سے قبل ہی کام ہونا چاہیے۔ ان لوگوں کے تیار کردہ چند غنڈے اٹھے اور انہوں نے تخریب کاری شروع کر کے امام حسن پر حملہ کر دیا۔ کچھ لوگوں نے خمیر لوٹ لیا۔ اور کچھ لوگ امام حسن کے گرد ہو گئے۔ جراح ابن سنان نے آپ پر نیزہ کا دار کیا جو آپ کی ران میں لگا۔ آپ گھوڑے پر تھے۔ آپ نے گھوڑے سے زمین پر آتے آتے اسے تلوار ماری وہ بھی وہیں گر گیا۔

حضرت معاویہ نے عبید اللہ کو پیغام بھیجا کہ۔ حسن نے مجھے پیغام صلح دیا ہے اگر تو آج میرے ساتھ شامل ہو جائے تو تیرا مقام وہ ہوگا جو سبقت کرنے والے کا ہوتا ہے۔ اور اگر حسن کے بعد تو میرے ساتھ شامل ہوا تو پھر تیرا



مقام وہ ہوگا جو کسی کے ساتھ آنے والے کا ہوتا ہے۔ اگر ابھی ابھی چلا آئے تو دس لاکھ دوہم دوں گا۔ نصف اس وقت اور بقیہ نصف کو ذمہ میں داخل ہوتے ہی دیدوں گا۔

عبید اللہ رات کی تاریکی میں اپنے لشکر کو چھوڑ کر معاویہ کے پاس چلا گیا۔

جب امام حسن کو عبید اللہ کی بیوفائی کا پتہ چلا تو آپ مدائن میں زیر علاج تھے۔ آپ نے جنگ کا ارادہ ترک کر دیا۔ ادھر معاویہ نے امام حسن کو ایک خط بھیجا جس میں لکھا کہ آپ کے کچھ سالاران لشکر تو میرے ساتھ آئے ہیں جن کا تجھے علم ہو چکا ہے۔ اور دیگر کو ذمہ کے تمام معتبر افراد کے خطوط میرے پاس آئے ہوئے ہیں۔ اطمینان کی خاطر یہ تمام خطوط آپ دیکھ لیں آپ کے وہ تمام خطوط پہنچے ہوں اور جاننا شروع کر دے گا کہ آپ اور عبید اللہ ابن عمارش ابن نوفل ابن عبد المطلب کو معاویہ کے پاس کیا پیغام صلح دے کر بھیج دیا۔

جواب میں معاویہ نے لکھا کہ آپ جن شرائط پر صلح کرنا چاہتے ہیں وہ لکھیں میں اپنی ہر شے تبت کر دوں گا امام حسن نے حسب ذیل صلح نامہ لکھا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معاویہ یہ وہ صلح ہے جس کے مطابق حسن ابن علی ابن ابی طالب معاویہ ابن ابوسفیان سے صلح کر رہا ہے۔ وہ یہ ہے کہ معاویہ امت مسلمہ میں کتاب خدا اور سنت رسول کے مطابق عمل کرے گا۔ معاویہ ابن ابی سفیان کو یہ حق نہیں ہوگا کہ وہ از خود کسی کو ولیعہد بنائے۔

بلکہ معاویہ کے بعد مسئلہ امارت مسلمانوں کے باہمی مشورہ سے طے ہوگا۔ معاویہ کی شرط یہ ہے کہ لوگ جہاں بھی ہیں وہ اس سے رہیں گے۔

خواہ وہ شام میں ہوں یا عراق میں۔ اور حجاز میں ہوں یا یمن میں۔ معاویہ ایک شرط یہ بھی ہے کہ حضرت امیر المومنین علی کے شیعہ کو معاویہ امن فراہم کرے گا معاویہ کے لیے یہ معاہدہ اللہ سے وعدہ ہوگا اللہ سے ميثاق ہوگا اور اللہ نے اپنی مخلوق پر جس عہد کی وفا کو واجب کیا ہے۔ یہ وہی الہی عہد ہوگا معاہدہ میں یہ شرط بھی ہے کہ معاویہ حسن ابن علی حسین ابن

هذا ما صالحه حسن ابن علي ابن ابي طالب معاوية ابن ابي سفيان صالحه علي ان يعمل فيهم بكتاب الله و سنة رسول الله ليس لمعاوية ابن ابي سفيان ان يعهد الى احد من بعده عهد بل يكون الامر من بعده شورى بين المسلمين وعلى ان الناس آمنون حيث كانوا من ارض الله في شامهم وعراقهم وحجازهم ويمنهم وعلى ان اصحاب علي وشيعته آمنون على انفسهم واموالهم وتساءهم واولادهم وعلى معاوية ابن سفيان بذلك عهد الله وميثاقه وما اخذ الله



وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ

صَلَحٌ مُعَاوِيَةُ

وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ

عَلَى أَحَدٍ مِنْ خَلْقِهِ بِالْوَفَاءِ وَعَلَى أَنْ لَا  
يَبْغِيَ لِحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ وَلَا لِأَخِيهِ الْحُسَيْنِ وَلَا  
لأَحَدٍ مِنْ أَهْلِيهِ رَسُولَ اللَّهِ عَائِلَةً لَأَسْوَأَ  
وَلَا جَزِئاً وَلَا يَخِينُ أَحَدٌ مِنْهُمْ فِي أَفْقٍ  
مِنْ الْأَفَاقِ وَأَنْ يُوْصَلَ إِلَى كُلِّ ذِي  
حَقِّهَا حَقُّهُ - وَاشْتَرَطَ عَلَيْهِ تَرْكُ سَبِّ  
أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ وَعَلَى شِيعَتِهِ وَاللَّهُ وَرَسُولُهُ  
شَاهِدَانِ عَلَى ذَلِكَ - شَهِدَ بَدَلُكَ عَبْدُ اللَّهِ  
ابْنُ حَارِثٍ وَعُمَرُ بْنُ الْوَلِيدِ وَابْنُ أَبِي سَلَمَةَ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ  
عَامِرِ بْنِ كُرَيْزٍ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي سَرَّةٍ وَغَيْرُ ذَلِكَ -  
شَيْخٌ مُفِيدٌ كَمَا مَطَابِقِي جَبِّ مُعَاوِيَةَ نَظَرْتُ فِي شَرَايِطِ أَمَامِ حَسَنِ بْنِ  
نَزُولٍ سَعَى طَلَبِي كَرْتَجِيدٍ بِرِيَاءٍ - أَوْ رَوَاهَا خُطْبَةً دِيَا -

علیٰ اور اہلبیت رسول میں سے کسی فرد کے خلاف  
کوئی سازش نہ خفیہ اور نہ کھلم کھلا کرے گا۔ ان کو ہراساں  
نہیں کرے گا۔  
ہر حقدار کو اس کا حق ادا کرتا رہے گا۔  
معاہدہ کی یہ بھی شرط ہے کہ معاویہ امیر المؤمنین علیٰ اور  
اس کے شیعوں پر سب نہیں کرے گا۔ اللہ اور رسول  
اس معاہدہ کے شاہد ہیں۔ معاویہ نے اس پر مہر لگا  
دی اور بطور گواہ عبد اللہ ابن حارث - عمر و ابن ابی سلمہ  
عبد اللہ ابن عامر ابن کریز اور عبد الرحمن ابن ابی سرہ وغیرہ  
کے دستخط بھی کرا دیئے۔

شیخ مفید کے مطابق جب معاویہ نے شرائط امام حسن کے مطابق معاہدہ صلح پید تخط کر دیئے اپنے مقام  
نزل سے چل کر ٹخید پر آیا۔ اور وہاں خطبہ دیا۔  
اِنِّیْ وَاللّٰهُ مَا قَاتَلْتُكُمْ لَتَصْلُوْا وَلَا لَتَصْلُوْا  
وَلَا لَتُخْبَوْا وَلَا لَتُشْرَكُوْا - وَلَكِنِّيْ  
قَاتَلْتُكُمْ لَا تَأْمُرُ عَلَيَكُمْ وَقَدْ  
حَصَلْتُ لِيَ الْإِمَارَةَ وَأَنْتُمْ لَهَا  
كَارِهُونَ إِنِّيْ حَاضِرٌ الْحُسَيْنِ  
وَأَعْطِيَةٌ بِأَشْيَاءَ وَجَمِيعَهَا تَحْتَ  
قَدْحِيْ لَا إِنِّيْ بِشَيْءٍ مُنْتَهَا -

بمعاویہ میری تم سے جنگ کا مقصد یہ نہیں رہا کہ تم  
غازیں پر ٹھو۔ روزے رکھو۔ حج کرو۔  
اور نہ اس لیے کہ تم مشرک نہ ہو۔ میرا مقصد جنگ صرف  
اور صرف حصول اقتدار تھا جو تمہارے نہ چاہنے کے  
باوجود بھی مجھے حاصل ہو گیا ہے۔  
یہ بھی یقین رکھو۔ جو معاہدہ میں نے حسن سے کیا ہے  
وہ بھی صرف ایک چال تھی وہ میرے پاؤں کے نیچے  
ہے۔ میں کسی بھی شرط کو پورا نہیں کروں گا۔

اس کے بعد وہ کوفہ آیا۔ کچھ دن قیام کیا۔ ایک دن امام حسن سے کہا کہ آپ خود بھی اپنے معتقدین کو صلح سے  
آگاہ کریں۔

امام حسن منبر پر آئے اور فرمایا:

سب سے زیادہ دشمن وہی ہوتا ہے جو متقی ہو اور سب  
سے زیادہ احمق وہی ہوتا ہے جو فاجر ہو اگر تم لوگ جا  
بلغا اور جالبسا کے مابین کسی ایسے شخص کو تلاش

اِنْ اَكْبَسَ الْكَيْسَ الْتَقَى وَاحْمَقَ الْحَقُّ  
الْمَجْرُوْا اَنْكُمْ لَوْ طَلَبْتُمْ مَا بَيْنَ حَيٍّ يَلْقَا  
وَجًا بَلَسًا رَجُلًا وَاحِدًا رَسُولَ اللَّهِ مَا وَجَدْتُمْ

کرو جس کا جدا مجد رسول اکرمؐ ہوتا تھا نہیں میرے اور  
 میرے بھائی حسینؑ کے علاوہ ایسا شخص نہیں ملے گا کہ نہیں  
 معلوم ہے کہ اللہ نے نہیں میرے جدا مجد کے ذریعہ  
 ہدایت دی۔ نہیں مگر ابھی سے نکلا تھا ہیں جہالت سے  
 نکلا۔ تم ذلیل تھے نہیں محزون کیا۔

تم تعداد میں کم تھے تمہاری تعداد میں اضافہ کیا معاویہ نے مجھ سے میرے حق میں جھگڑا کیا جو اس کا قطعاً نہیں تھا میرا تھا۔ میں نے امت کی بہتری اس میں دیکھی۔ کہ فتنہ جنگ ختم ہو جائے۔ تم لوگوں نے میری اس بات پر بیعت کی تھی کہ جس سے میری صلح ہوگی تم بھی اس سے صلح کرو گے اور جس سے میں جنگ کروں گا تم بھی اس کے ساتھ جنگ کرو گے۔ میں نے یہی مناسب سمجھا کہ معاویہ سے صلح کروں اور اپنے اور اس کے مابین جنگ کو ختم کر دوں۔ میں نے اس سے صلح کر لی ہے اور میں نے خون بہانے کی نسبت خون بچانے کو زیادہ مناسب سمجھا ہے۔

میرا مقصد صرف تمہارا امن اور تمہاری زندگی قحطی ساگر پر  
مجھے معلوم ہے کہ مستقبل میں یہ فتنہ تمہارے لیے  
موجودہ جنگ کے فتنے سے کہیں عظیم ہوگا اور یہ امن  
چند روزہ ہوگا۔

پھر معاویہ نے خطبہ دیا۔ جس میں پہلے تو اس نے حضرت امیر المومنینؓ پر خوب سب کئے بعد میں امام حسنؓ پر سب کئے۔

امام حسینؑ جواب کی خاطر اٹھنے لگے امام حسنؑ نے انہیں بٹھا دیا اور خود اٹھ کر فرمایا۔

ایہا اللہ اکر علیاً انا الحسن وانی  
علی و انت معاویہ و ابوک صخر  
وامی فاطمہ و امک ہند و جدی

رسول اللہ وجدك حرب وجدتي  
 حذیجہ وجدتك تفسیلہ  
 فلعن اللہ احملنا ذکراً  
 والامنا حسبا  
 رسول خدا ہے اور تیرا دادا حرب ہے۔ میری دادی  
 خدیجہ الکبریٰ سے اور تیری دادی نفیلہ ہے۔ اللہ اس  
 پر لعنت کرے جو ہم دونوں سے زنیل تر ہو  
 والامنا حسبا

معاویہ نے کہا۔ حسن تو تو بیعت نہیں کرتا کیا حسین بھی میری بیعت نہ کرے گا۔  
 امام حسن نے فرمایا:

معاویہ! حسین کے سامنے تو بیعت کا نام تک نہ لینا یہ کٹ جائے گا لیکن بیعت نہیں کرے گا۔  
 احتجاج میں زید ابن وہب جہنی سے مروی ہے کہ جب امام حسنؓ مراثی میں زخمی تھے میں ان کی عیادت  
 کو گیا اور عرض کیا فبکہ لوگ بڑے پریشان ہیں اب آپ کا کیا پروگرام ہے؟  
 آپ نے فرمایا:

اے جہنی! جہاں تک عوام کا تعلق ہے ان کے دل میرے ساتھ ہیں۔ لیکن جو لوگ قیامی صورت میں عوام  
 پر مسلط ہیں وہ سب معاویہ سے مل چکے ہیں۔ اس لیے عوام کے دل ہمارے ساتھ ہونے کے باوجود ان  
 کی تلوار ہمارے خلاف ہی رہے گی۔

یہ وہی عوام ہی تھے جن کے دل ہمارے ساتھ تھے۔ لیکن انہوں نے اپنے بڑوں کے کہنے سے میرا  
 خیمہ لوٹ لیا۔ اور مجھے زخمی کر دیا۔ چند ایک مخلص ہیں جو اپنی جان کی بازی نگا دیں گے۔ اگر ان چند مخلصین کو  
 نے کر میں معاویہ سے لڑوں تو ان بیچاروں کیلئے مسئلہ بن جائے گا۔ اگر میرا تحفظ کریں گے تو معاویہ سے نہیں  
 لڑ سکیں گے اور اگر معاویہ سے لڑیں گے تو میرا تحفظ ان سے نہ ہو سکے گا۔ معاویہ کا پسیدہ ہر جلیب میں پہنچ چکا  
 ہے۔

مجھے ایک دن اپنے بابا علیؓ نے کسی بات پر خوش دیکھا تو فرمایا۔ حسن خدا معلوم اس وقت تیرا کیا حال ہو  
 گا۔ جب تو اپنے باپ کو اپنے سامنے شبید دیکھے گا۔ یا اس وقت تیرا کیا حال ہوگا جب اقتدار بنی امیہ میں سے  
 ایسے شخص کے ہاتھ میں آجائے گا جس کا حق بے اندازہ وسیع اور پیٹ حد سے زیادہ بڑا ہوگا۔ جو کھا کھا کے  
 تھکے گا۔ اور تھک تھک کر کھائے گا لیکن شکم سیر نہیں ہوگا۔ جب مرے گا تو آسمان میں اس کا کوئی معاون اور زمین  
 پر کوئی عذر قبول کرنے والا نہ ہوگا۔

وہ مملکت اسلامیہ کے مشرق و مغرب کا مالک ہوگا۔ عوام میں اسی کے دین کی ترویج کریں گے۔ اس  
 کی حکومت بڑی طویل ہوگی۔ بدعت کا موجد ہوگا۔ حق اور سنت رسولؐ کا قاتل ہوگا۔ دولت صرف انہی لوگوں

وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ

صَلَحْ مَعَاوِيَةَ

وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ

میں تقسیم کرے گا جو اس کے نظریات ترویج کریں گے۔ مستحقین کو ایک پائی تک نہ دے گا۔ اس کی حکومت میں مومن ذلیل ہوں گے۔ مال خدا کو اپنے معتقدین کی دراشت سمجھے گا۔ بندگان خدا کی پروا نہ کرے گا۔ اس کی حکومت میں حق مذموم اور باطل مدوح ہوگا۔ جو اسے حق بات کرے گا اسے قتل کرے گا جو اس کے ہر باطل کی تائید کرے گا اسے انعام دے گا۔ اللہ کے نیک بندوں پر سب کرے گا اور دوسروں کو سب کرنے کا حکم دے گا۔ اور یہ سلسلہ پھر اس قدر طول پکڑ جائے گا کہ اس کی مخالفت کرنے والے ہر در میں ناکام رہیں گے حتیٰ کہ آخری زمانہ میں جب لوگ حق سے آشنا ہو چکے ہوں گے اللہ ایک شخص کو مبعوث کرے گا اللہ ملائکہ سے اس کی مدد کرے گا۔ اس کے پاس معجزات بھی ہوں گے۔ اللہ اس دین کو غالب کرے گا۔ طوعاً وکھراً ہر شخص اسلام قبول کرنا پڑے گا۔ کہہ ارض ظلم و جور کے بعد عدل و انصاف سے پر ہو جائے گا۔



# احتجاجات

## ۱۔ احتجاج:

احتجاج میں شامل افراد:

معاویہ - عمرو ابن عاص - عمرو ابن عثمان - عتبہ ابن ابی سفیان - ولید ابن عقبہ - مغیرہ ابن شعبہ احتجاج طبری کے مطابق ایک دن معاویہ کے پاس مذکورہ افراد جمع تھے۔ اور انہوں نے معاویہ سے کہا: آج کل حسن ابن علی شام میں آیا ہوا ہے۔ اتفاق سے ہم تمام اموی بھی ہیں اگر آج حسن کو اس محفل میں بلا لیتا تو ہم باری باری اپنے دل کی بھڑاس نکال لیتے۔ علی کو بھی سب کرنے کا اچھا موقعہ ہاتھ آ جاتا۔

حضرت معاویہ نے کہا سوچ لو۔ وہ ہاشمی ہے۔ زبان رسالت چوس کر پلا ہے۔ علی ذرہ ہڑکا بیٹا ہے۔ علی اعتبار سے وہ بشمول ہمارے ہر ایک مرجع ہے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ تمہارے ساتھ مجھے بھی خراب کر جائے تم تو صرف اسے اور اس کے باپ کو گالی دو گے۔ لیکن اس کی ایک بات تمہاری گالیوں سے وزنی ہوگی۔ تم اس کے نانا۔ مانی۔ اور ماں کے متعلق ایک لفظ بھی نہ کہو سکو گے۔ لیکن تمہیں بھی معلوم ہے اور میں بھی جانتا ہوں حسن کے سامنے ہمارے سلسلہ میں کوئی رکاوٹ نہیں ہوگی۔ تمہارا میدان انتہائی محدود ہے اور اس کا میدان بڑا کھلا ہے۔

عمرو عاص نے کہا تو اسے بلا تو سہی پھر دیکھ لینا کہ آج ہم حسن کو کس طرح خاموش کرتے ہیں۔ حضرت معاویہ نے کہا۔ بلانے کو میں بلا لیتا ہوں لیکن میری بات یاد رکھنا حسن تمہیں ایسے بری طرح ریگدیگا کہ تم قبروں تک نہ بھولو گے۔

غنیہ نے کہا۔ آپ اسے ایک مرتبہ بلا کر تو دیکھیں۔

حضرت معاویہ نے آپ کے پاس پیغام بھیجا کہ ایک مرتبہ یہاں تشریف لائیں۔



## احتجاجات

جب آپ کو پیغام ملا تو آپ نے پیغام دینے والے سے پوچھا معاویہ کے پاس اور کون بیٹھا تھا؟  
پیغام دینے والے نے تمام کے نام بتائے۔

امام حسنؑ نے فرمایا:

اللہ انہیں ذلیل کرے انہیں کیا ہو گیا ہے۔ یہ مجھ سے کیا لیتے ہیں۔ آپ نے لباس تبدیل کیا۔ اور جانے کے لیے تیار ہوئے۔ پھر یہ دعا پڑھی۔

اللهم انی ادر ربك فی نحوهم  
واعوذ بك من شرورهم و  
استعین بك علیهم فاکفنیهم  
بما شئت وانی شئت من حولك  
وقوتك یا ارحم الراحمین۔

آپ معاویہ کے پاس آئے۔ معاویہ نے اللہ کو استقبال کیا۔ اپنے ساتھ بگڑی اور مصافحہ کیا  
امام حسنؑ نے فرمایا:

شاید تمہیں معلوم ہو کہ سلام میں عافیت اور مصافحہ میں امن ہوتا ہے۔  
معاویہ نے کہا۔

اے ابو محمد! آج میں نے آپ کو نہیں بلایا۔ بلانے والے یہ لوگ ہیں میں نے انہیں باپا بیٹے کیا ہے کوآن  
حسنؑ کو بے بلاؤ۔ لیکن انہوں نے ہر تہ اصرار کیا اور ان کے اصرار کے سامنے مجھے بے بس ہونا پڑا ہے۔ یہ لوگ آپ سے  
گفتگو کرنا چاہتے ہیں اور آج میرا لحاظ کئے بغیر آپ انہیں جواب دے سکتے ہیں۔  
آپ نے فرمایا:

سبحان اللہ! یہ گھرا کچا گھر ہے۔ جب آپ ان کے سامنے بے بس ہیں تو میں کس کھانے میں ہوں گا  
ویسے اگر مجھے پہلے بتا دیا جاتا تو میں دو چار ہاشمی ساتھ لے آتا کہ ان کی دہن دریدگی کا جواب وہ دیتے۔  
بہر صورت:

ان اللہ ولی الیوم و فیما بعد الیوم۔ آج بھی اور آئندہ اللہ ہی میرا ولی ہے۔  
جو کہنا چاہتے ہیں کہیں میں سنتا ہوں۔

عمر ابن عثمان ابن عفان نے کہا مجھے حیرت ہے کہ نبی امیر کے انیس افراد کے قاتل علیؑ کی اولاد آج زمین پر  
ہے اور نبی امیر کے مقتولوں کا بدلہ لینے والا ابھی کوئی نہیں ہے۔ پھر میرا باپ بھی اپنی کے ہاتھوں قتل ہوا ہے  
عمر ابن عاص نے کہا۔ اے فرزند ابوتراب ہم نے تجھے موت اس لیے بلایا ہے کہ تجھے اور تیرے باپ

## احتجاجات

وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ

وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ

کو سب کریں ہم نے تیرے باپ کو تو ایک طرف کر دیا ہے اور اب اگر تجھے بھی ہم قتل کر ڈالیں تو میرے خیال میں ہم قطعاً معذور ہوں گے اور ہمارا کوئی گناہ نہیں ہوگا۔

عتبہ ابن ابوسفیان برادر معاویہ نے کہا۔ اے حسن پورے نبی ہاشم میں تیرے باپ سے زیادہ برا کوئی نہیں تھا۔ جتنی جنگیں بھی لڑی گئی ہیں۔ تیرے باپ نے ہر سے لے کر فتح مکہ تک کبھی اقرباء کا خیال تک نہیں رکھا اپنے ان مقتولین بدر کے قصاص میں اگر تیرے باپ کی طرح تجھے بھی قتل کر دیں۔ تو ہم قصور وار نہیں ہوں گے۔

ولید ابن عتبہ اور مغیرہ ابن شعبہ نے قتل عثمان کا الزام لگا کر معاویہ کو دلی غمان قرار دیا اور کہا کہ اگر تجھے ادھر سے بھائی حسین کو عثمان کے انتقام میں قتل کر دیا جائے تو ہمارا حق ہوگا۔

امام حسن نے آغاز گفتگو کیا اور فرمایا:

الحمد لله الذي هدي اولكم يا ولنا  
اس الله الذي هدى اولكم يا ولنا  
واخوكم يا اخوتنا۔

وصلی اللہ علی جدی محمد النبیؐ۔  
ہے۔ اللہ میرے نبی نانا پر رحمتوں کی بارش فرمائے۔  
تم لوگوں نے جو کہنا تھا کہ بچے۔ اس سے کہنے کے لیے تمہارے پاس مزید کچھ نہیں رہا۔ اب میری بات سنو۔ اور معاویہ میں اپنی گفتگو کا آغاز تجھ ہی سے کرتا ہوں۔

تجھے بھی معلوم ہے اور ہر سنتے والے کو یقین ہو جائے گا کہ جو کچھ ان لوگوں نے کہا ہے یہ سب حیرے چبائے ہوئے لقمے ہیں۔ بالفاظ دیگر یہ گالیاں اور سب مجھے بلا واسطہ نہ ہی بالواسطہ تو نے ہی دیئے ہیں اور یہ صرف تیری بغاوت سرکشی۔ اور ہم آل محمدؐ سے حسد کا نتیجہ ہے۔ اے ہنر چشم اگر میں اور یہ لوگ مسجد نبویؐ میں ہوتے۔ ہمارے ارد گرد مہاجرین و انصار میری اور انکی باتیں سننے والے ہوتے تو انہیں اتنی لاف زنی کی جرات نہ ہوتی۔

اے میری مخالفت پر جمع ہونے والو! میری باتیں سو میری غلط بات کی تصدیق نہ کرنا اور میری صحیح بات کی تردید نہ کرنا۔ معاویہ میں تیرے متعلق اس سے کم ہی کہ سکوں گا جو کچھ تو ہے۔

میں تجھے اللہ کی قسم دیکر کہتا ہوں کہ جس شخص کو تم سب کرتے رہتے ہو  
کیا اس نے نبی اکرمؐ کی اقتداء میں ہر دو قبلہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھی تھی؟ کیا یہ بیدنی ہے؟ اور تو اس وقت لات و دھڑی کے چروں میں پیشانی گرگڑاتا تھا؟ کیا یہی دین ہے؟

کیا میرے بایا نے بیعت رضوان اور بیعت فتح ہر دو کا شرف حاصل کیا تھا؟ جب کہ تو بیعت اول کا انکاری تھا اور دوسری بیعت کو تو زور دیا ہے۔

## احتجاجات

وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسُثٌ وَلِي الْعَصْرِ ثَرْسُثٌ

کیا جس دن تمہاری اسلام کی پہلی لڑائی میں آنحضورؐ سے مقابلہ کے وقت مقام بدر میں میرے بابا کے ہاتھ میں نبوی علم اور تیرے ہاتھ میں مشرکوں کا علم نہ تھا۔ اور کیا تو اس وقت لات وعزلی کے بجاڑیوں سے نہ تھا؟ اور تو اس وقت رسول خدا اور مومنین سے جنگ کو اپنے لیے فرض عین نہ سمجھتا تھا؟

جنگ خندق میں جب تمہاری ملاقات میرے بابا سے ہوئی تو اس وقت اس کے ہاتھ میں نبوی علم اور تیرے ہاتھ میں مشرکوں کا علم نہ تھا؟ ان میں سے ہر مقام پر تو شخص غضب نبوی کا مرکزی نقطہ ہوا کرتا تھا۔ جب بنی کونین نے خیبر میں یہودیوں کا محاصرہ کیا۔ عمر کو مقابلہ میں بھیجا وہ ناکام واپس آیا۔ پھر سعد ابن معاذ کو بھیجا وہ میدان سے زخمی لایا گیا۔ تو آنحضورؐ نے فرمایا کہ کل علم اسے دل کا جو محبوب خدا اور رسول اور محبوب خدا در رسول ہوگا۔ اور فاتح لوٹے گا۔ اور وہ علم میرے بابا کو ملے گا اور خیبر کی فتح اس کے ہاتھوں ہوئی۔ اور تو اس وقت مکہ میں عداوت خدا اور رسول کا جسم بنا ہوا تھا۔

بھلا ایک ایسا شخص جس نے زندگی کا بیشتر حصہ عداوت نبویہ میں گزارا اور قدیم قدم پر آپ کی مخالفت کرتا رہا وہ اور ایسا شخص جس نے قدم قدم پر اپنی جان نبی کے قدموں پر قربان کی۔ برابر ہو سکتے ہیں؟ پھر فتح مکہ کے وقت تو نے بنی کونین کی رسالت کو تسلیم نہیں کیا بلکہ ہتھیار ڈالے تھے۔ تجھے اللہ کا واسطہ ہے سچ سچ بتا کیا۔ غزوہ تبوک میں بنی مالین نے علیؑ کو مدینہ میں اپنا غلیفہ بنا کر چھوڑ دیا تھا اور فرمایا تھا۔ انت منی بمنزلة هارون من موسى الا انه لا نبي بعدي تو میرے لیے ایسے ہے جیسے ہارون کے لیے موسیٰ تھا۔ پس میرے بعد نبی نہیں ہوگا۔

پھر آنحضورؐ نے فرمایا تھا: لوگو جس نے مجھ سے تولی رکھا اس نے اللہ سے تولی رکھا۔ اور جس نے علیؑ سے تولی رکھا گویا اس نے مجھ سے تولی رکھا۔ جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے علیؑ کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی۔ جس نے مجھ سے محبت کی گویا اس نے اللہ سے محبت کی اور جس نے علیؑ سے محبت کی گویا اس نے مجھ سے محبت کی۔

تجھے اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کیا حجۃ الوداع سے پہلے ہوئے حکم خدا سے نبی کریمؐ نے یہ فرمایا تھا کہ۔

میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ کتاب خدا اور اپنی عترت ان کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھنا۔ قرآن کے محکمات پر عمل کرنا متشابہات پر ایمان رکھنا۔ میرے اہلبیت سے محبت رکھنا ان کے دوست کو دوست اور ان کے دشمن کو دشمن سمجھنا۔ قرآن اور اہلبیت جتنی کوثر کے پہنچنے تک تمہارے درمیان باہم مربوط رہیں گے پھر آپ نے دعا مانگی۔۔۔ اے اللہ! محبت علیؑ سے محبت اور عدو علیؑ سے عداوت رکھنا۔ دشمن علیؑ کو جہنم کے آخری طبقہ میں رکھنا۔

## احتجاجات

میں تجھے اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا آنحضورؐ نے میرے بابا کو یہ نہیں فرمایا تھا کہ قیامت کے دن حوض کوثر سے تو لوگوں کو اس طرح بھگا رہا ہوگا جس طرح اجنبی اونٹ کو گلے سے بھگایا جاتا ہے؟ میں تجھے اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا کہ کیا آنحضورؐ دم آخر میرے بابا کو دیکھ کر روزِ دیئے تھے۔ اور میرے بابا کے پوچھتے پر بتایا تھا۔

یا علی! میں اس لیے رو رہا ہوں کہ تیرے خلاف لوگوں کے دلوں میں کیسے ہیں۔ جو میرے بدکھل کر سامنے آجائیں گے؟

تجھے اللہ کا واسطہ ہے کیا نبی اکرمؐ نے آخری وقت میں۔ میری ماں۔ میرے بھائی۔ میرے بابا۔ اور مجھے جمع کر کے یہ نہیں فرمایا تھا۔ اے اللہ یہ میرے اہلیت ہیں۔ ان کے دوست۔ گھر۔ دوست اور ان کے دشمن کو دشمن رکھنا۔ میرے اہلیت کشتی نوح کی مانند ہیں جو سوار ہو جائیں گے نجات پائیں گے اور جو مخالفت کریں گے۔ غرقِ جہنم ہوں گے؟

تجھے اللہ کا واسطہ یہ بتا کہ تو نے دیگر صحابہ کے ساتھ میرے بابا کو امیر المومنین کہہ کر سلام نہیں کیا تھا۔ تجھے اللہ کا واسطہ یہ بتا کہ نبی اکرمؐ نے تجھے کچھ کہنے کے لیے بلایا تھا تو اس وقت کھانا کھا رہا تھا۔ دوسری مرتبہ تجھے آنحضورؐ کا آدمی بلانے آیا تھا۔ تو کھانا کھا رہا تھا۔ پھر تیسری مرتبہ آدمی آیا تھا اور تو کھانا رہا تھا اور اس وقت آنحضورؐ نے تجھے بد دعا دی تھی۔ لا واشبع اللہ بطنک۔ اللہ کبھی تیرا پیٹ نہ بھرے۔ اور اس دعا کا اثر آج تک موجود ہے کہ کھاتے کھاتے تھک جاتا ہے۔ مگر سیر نہیں ہوتا۔

معاذیہ براہِ خدا! سچ بتا۔ جب تو سرخ اونٹ پر اپنے باپ کو بٹھا کر آگے چل رہا تھا۔ اور تیرا یہ بھائی جو اس وقت تیرے پہلو میں بیٹھا ہے۔ اونٹ کو پیچھے سے ہانک رہا تھا تو اس وقت آنحضورؐ نے اونٹ کھینچنے والے اونٹ پر سوار اور اونٹ ہانکتے والے تم ینوں سے بیزاری کی تھی؟ تجھے اللہ کا واسطہ یہ بتا کیا تجھے معلوم نہیں کہ آنحضورؐ نے سات مقامات پر تیرے باپ سے بیزاری کی تھی۔

۱۔ آنحضورؐ مکہ سے مدینہ آرہے تھے اور ابوسفیان شام سے واپس آ رہا تھا اس نے نبی اکرمؐ کو نازیبا الفاظ سے یاد کیا تھا اور آپ نے بیزاری کی تھی۔

۲۔ جس دن ابوسفیان نے آنحضورؐ کا اونٹ بھگا دیا تھا۔ آنحضورؐ نے بیزاری کی تھی۔

۳۔ جنگِ احد میں جب ابوسفیان نے کہا تھا کہ ہمارے پاس ہمارا معبود عزریٰ ہے لیکن تمہارے پاس تمہارا خدا نہیں تو آپ نے بیزاری کی تھی۔

۴۔ جنگِ حنین میں جب ابوسفیان قبائل عرب کو آنحضورؐ کے خلاف جمع کر لیا تھا آپ نے بیزاری کی تھی۔



## اجتہادات

وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِی الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ

۵۔ جب تیرے باپ نے دیگر قریشیوں کو ساتھ ملا کر آنحضرتؐ کو حج نہ کرنے دیا تھا۔ آپؐ نے اس سے بیزاری کی تھی۔  
 ۶۔ جنگ خندق میں جب تیرا باپ قبائل عرب کو آنحضرتؐ کے خلاف جمع کر کے لایا تھا۔ آپؐ نے بیزاری کی تھی۔  
 ۷۔ وادی عقبہ میں جب آنحضرتؐ حجتہ الوداع سے واپس آرہے تھے اور تم بارہ آدمیوں نے مل کر درہ سے پتھر لڑھکائے تھے تاکہ ناقہ بدک جائے آنحضرتؐ گرجائیں اور تم اوپر پتھر برسادو۔ سات بنی امیہ سے تھے جن میں ساتوں تیرا باپ تھا۔ اور پانچ قریش سے تھے۔ آنحضرتؐ نے ان سے بیزاری کی تھی۔

میں تجھے اللہ کی قسم دے کر کہتا ہوں سچ بتا کیا ابوسفیانؓ نے بیعت عثمانؓ ہو جانے کی بعد عثمانؓ کے پاس آکر یہ نہیں پوچھا تھا۔ کہ بیعت کیا کوئی اور بھی ہے؟ عثمانؓ نے جواب دیا تھا کوئی نہیں ہے تو ابوسفیانؓ نے کہا تھا حکومت ہاتھ آئی ہے بنی امیہ میں تقسیم کر دینا۔ کوئی جنت و جہنم نہیں ہے؟

تجھے اللہ کا واسطہ ہے سچ بتا کیا بیعت عثمانؓ کے بعد ابوسفیانؓ نے میرے سین بھائی کے ہاتھ سے پکڑ کر نہیں کہا تھا کہ مجھے ایک مرتبہ بقیع غرقہ میں لے جا۔ جب میرا بھائی اسے لے کے گیا تو ابوسفیانؓ نے شہداء اہل قبروں کے درمیان کھڑے ہو کر نہیں کہا تھا اے قبروں والو! جس حکومت پر تم ہم سے لڑتے تھے آج وہی حکومت ہمارے ہاتھ میں ہے اور تم قبروں میں خاکستر ہو چکے ہو؟ یہ سن کر میرے بھائی نے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا۔ اگر لغان ابن بشیر اس کا ہاتھ پکڑ کر نہ لاتا تو وہ وہی قبروں میں بھٹک کر مر جاتا۔

معاویہؓ اب تجھے مرنے شام کا گورنر بنایا۔ پھر عثمانؓ نے تجھے برقرار رکھا جب عثمانؓ کا محاصرہ ہوا اور چالیس دن تک محاصرہ رہا وہ تجھے بلاتا رہا کیا تو شام سے چالیس دن میں مدینہ نہیں پہنچ سکتا تھا جب کہ ایک ہفتہ سے زیادہ کا سفر نہیں لیکن تو صرف اقتدار کے انتظار میں رہا کہ وہ قتل ہو تو میدان تیرے لیے ہموار ہو جائے۔ معاویہؓ بخدا!

سچ بتا! کیا تو نے قتل عثمانؓ میں اہم کردار ادا نہیں کیا؟ کیا تو نے چند افراد کو خطوط لکھ کر انہیں خلافت کی لالچ نہیں دی؟ کیا تو نے ان لوگوں کو قتل عثمانؓ پر آمادہ نہیں کیا جنہیں تو نے خلافت کی لالچ دی تھی۔۔۔ میرے خیال میں معاویہؓ تجھے اتنا ہی کافی ہوگا۔

اے عمرو ابن عثمانؓ! اللہ کی شان ہے اب تو بھی یہ سمجھنے لگا ہے کہ میں کسی کھاتے میں ہوں۔ اگر تو سمجھ سکے تو میں تجھ سے پوچھتا ہوں کیا تیرے علیؓ کو سب کرنے سے۔

علیؓ کے حسب میں کوئی کمی آجائے گی؟

کیا تیرے علیؓ کو سب کرنے سے علیؓ نبی اکرمؐ سے دور ہو جائے گا؟

کیا تیرے علیؓ کو سب کرنے سے تجھے دنیا میں کچھ مل جائے گا یا علیؓ کی آخرت میں کوئی کمی آجائے گی؟  
 تو نے اپنے مقتولین بدر کی بات ہے۔ وہ شکرین تھے۔ آج تو جاہلتا ہے کہ ان کفار کا بدلہ بنی ہاشم سے



## احتجابت

والی العصر ثلاثی والی العصر ثلاثی والی العصر ثلاثی

والی العصر ثلاثی والی العصر ثلاثی والی العصر ثلاثی

لے۔ یہ اس وقت ممکن ہوگا جب تو میرے نانا کے دین سے نکل جائے۔ ویسے تم لوگ نبی بائٹم کے بھی انیس شہید کرو گے۔

اے عمرو عاص تو بھانگ دہل کہا کرتا تھا کہ میں دشمن محمد ہوں۔ تیرے باپ نے کہا تھا محمد ابتر ہے۔ تیرے ہی متعلق اللہ نے اِنَّ شَائِئِكَ هُوَ الْاَبْتَرُ فرمایا ہے۔ ہر جنگ میں تو پیش پیش رہا۔ تیری عداوت نبویہ اس حد تک پہنچی کہ حبشہ میں نجاشی کے پاس جعفر اور اس کے ساتھ دیگر مہاجرین کو قتل کرانے بھیج گیا۔ تو نے سرور کونین کی ہجو و توہین میں ستر شعر کا قصیدہ لکھا۔ آنحضورؐ نے فرمایا تھا میرے اللہ! مجھے اشعار کہنا پسند نہیں ہے عمرو عاص پر ہر مصرعہ کے عوض ہزار لعنت بھیج۔ یہیں تجھ سے نہ یہ شکوہ ہے کہ ہم سے ہجرت کیوں نہیں کرتا۔ اور نہ یہ شکوہ ہے کہ تو ہم سے عداوت کیوں رکھتا ہے۔ تیرا خمیر ہی ایسا ہے۔

تیرا یہ کہنا کہ علی قتل عثمان میں شریک تھا۔ کیا تو یہ سمجھتا ہے کہ ہم خاموش رہتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم حالات سے بھی بے خبر رہتے ہیں۔ کیا تو نے جگہ جگہ عثمان کی برائیاں بیان نہیں کیں؟ کیا تو نے لوگوں کو عثمان کے خلاف تہیں بھڑکایا؟ کیا وہ تیرے مظالم ہی نہ تھے جن کا شکوہ لے کر مہری عثمان کے پاس آئے تھے؟ کیا محاصرہ کے وقت جب تیری بھڑکانی گئی آگ کے شعلے بلند ہوئے تو تو عثمان کے بعد معاویہ کا بغل بچہ بن کے معاویہ کے پاس نہیں آ بیٹھا۔

ولید ابن عقیقہ تجھے عداوت علی پر میں ملامت نہیں کروں گا کہ وہ علی ہی تھا جس نے شراب خوری پر تجھے اسی کوڑوں کی حد لگائی تھی۔ تیرا باپ بھی جنگ بدر میں علی کے ہاتھوں قتل ہوا تھا تجھے ہی تو اللہ نے قرآن میں ناستی کہا ہے۔ تو اہل مغریرہ کے ذکوان نامی شخص کا بیٹا ہے۔ لیکن اگر تو اپنی ماں سے باپ کا نام پوچھے تو وہ شہرت کے پیش نظر تجھے ذکوان کا نام نہیں بتائے گی۔ بلکہ وہ تجھے عقیقہ ابن ابی معیط کا بیٹا بتائے گی۔ تیرا یہ کہنا کہ علی قتل عثمان میں شریک تھے۔ بخدا یہ بات تو ظلم۔ زبیر اور ام المومنین عائشہؓ نے بھی نہیں کی۔ کیونکہ انہیں حقیقت حال کا علم تھا وہ جانتے تھے کہ یہ ہمارا کیا دھڑ ہے۔

ولید تجھے تو کچھ تیری ماں نے تیری ولادت کا حال بتایا تھا اس کے پیش نظر کسی کو سب کرتے ہوئی شرم

## احتجابات

والی العصر ثرث والی العصر ثرث والی العصر ثرث

آنا چاہیے تھی۔ ظاہر تو عقبہ سے منسوب ہے لیکن کیا تیری ماں نے تجھے نہیں کہا تھا کہ تیرا باپ عقبہ سے بھی بدتر تھا۔

عقبہ تجھے تو میں اس قابل ہی نہیں سمجھتا کہ تجھ سے بات کروں۔ اگر تو علیؑ پر سب کرے تو تو قصور وار نہ ہوگا کیونکہ تیری ولادت عیسیٰ و لاوت والا ہر بچہ کی کرتا ہے

تو تجھے قتل کی دھمکی دیتا ہے۔ کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ اگر تو اتنا ہی غیور ہے تو پھر اس شخص کو کیوں قتل نہ کیا تھا جو تیرے بستر پر سو رہا تھا۔

تیرا یہ کہنا کہ علیؑ شر قیش تھا۔ ویسے جا کر مکہ مدینہ اور کوفہ سے پوچھ لے علیؑ نے کبھی کسی غریب کو حقیر نہیں سمجھا تھا۔ اور کبھی کسی مظلوم کو قتل نہیں کیا تھا۔ چونکہ تیرا بھائی علیؑ کے ہاتھوں مارا گیا ہے اس لیے تجھے اسلام کا نہیں بھائی کی موت کا درد ہے۔ اور یہی انتقام تجھے علیؑ کے خلاف اکسا رہتا ہے۔

مغیرہ تیرے لیے تو اتنا ہی کافی ہے کہ تیرے خلاف عادل گواہوں نے گواہی دی تجھ پر رجم واجب ہو گیا تھا۔ لیکن سیاسی مصالح نے رجم کو ختم کر دیا۔ تو نے دھڑلے کے پہلو پر دار کر کے زخمی کیا تو نے زندگی میں تو عثمانؓ کی امہ اور نہیں کی۔ جب کہ اگر تو چاہتا تو کر سکتا تھا۔

یہ کہہ کر آپ اٹھے اور فرمایا۔ النجینات للنجین والنجینون للنجینات گروہ کے لیے ہے۔ پھر آپ چلے گئے۔ آپ کے جانے کے بعد معاویہ نے اپنے آدمیوں سے کہا۔ اب کچھ لیا ہے

مزہ؟

ولید نے کہا۔ ذائقہ تو تیرے منہ میں بھی ہوگا۔ تنہا ہم نے کب چکھا ہے۔ حضرت معاویہ نے کہا۔ میں نے تم سے کہا تھا۔ یہ لوگ وحی کے پلے ہوئے ہیں۔ تم ان سے کسی بھی حیثیت میں بازی نہیں لے جا سکتے صرف فریب دے سکتے ہو۔

مروان نے جب سنا کہ آج حسنؓ نے تمام امویوں کو خراب کیا ہے تو وہ معاویہ کے پاس آیا۔ اور کہنے لگا۔ میں نے کیا سنا ہے؟

حضرت معاویہ نے کہا۔

تو نے جو کچھ سنا ہے سچ سنا ہے۔ میں ان سے بار بار کہتا رہا تھا کہ تم حسنؓ کو نہ چھیڑو لیکن انہوں نے میری ایک نہ مانی اور نتیجہ میں ان کے ساتھ میں بھی رہا ہوا۔

مروان نے کہا۔ اب بلا اسے۔ میں اسے وہ سناؤں گا کہ زندگی تک یاد رکھے گا۔

حضرت معاویہ نے کہا۔ آج رہتے دے اتنا کافی ہے جو کچھ ہو چکا ہے پھر کبھی سنالینا۔

مروان نے کہا۔ کیا تجھے نہیں معلوم کہ میری زبان سے بڑے بڑے خالفت رہتے ہیں۔ حسنؓ کو ابھی بلا

اور سن لینا کہ میں حسن کو اور اس کے باپ کو ایسا سب کر دیں گا کہ وہ جواب تلاش کرتا رہ جائے گا۔  
حضر معاویہ نے آپ کو ایک مرتبہ پھر پیغام بھیجا۔ آپ نے فرمایا۔ خدا معلوم یہ مجھ سے کیا چاہتا ہے۔ میں جس بات سے باز رہا ہوں۔ آج یہ شخص بار بار مجھے اسی پر مجبور کر رہا ہے۔  
آپ تشریف لے آئے۔ دیکھا تو ابھی تک یہ تمام اسی جگہ بیٹھے تھے۔ صرف مروان کا اضافہ تھا۔ آپ نے فرمایا۔ پھر کیا بات ہوئی؟

حضر معاویہ نے کہا۔ اب بھی پہلے کی طرح میں نے نہیں بلایا۔ پہلے ان لوگوں نے مجھے کہا تھا اور اب مروان آپ سے بات کرنا چاہتا ہے۔

مروان نے کہا۔ اے حسن کیا تو قریش کے معزز افراد کو سب کرتا ہے؟  
امام حسن نے فرمایا۔ سب کی تیری کیا مراد ہے۔ اگر تیری مراد گالی ہے تو پورا عالم عرب گواہ ہے کہ میری نسلوں میں تجھے سب کرنے والا کوئی نہ ملے گا۔ اور میں تو زبان رسالت چوس کر پلا ہوں۔ میں بھلا کسی کو سب کر سکتا ہوں اور اگر سب سے مراد مذہب اور شائستہ انداز میں حقائق کی نقاب کشائی ہے تو ہر کوئی بڑا ہویا چھوٹا معزز نہ ہویا غیر معزز اور قریشی ہویا غیر قریشی وہ سب کے لیے برابر ہے۔

مروان نے کہا۔ حسن یاد رکھ میں تجھے تیرے باپ اور تیرے باپ کی صلب سے تاقیامت آنے والی فریبت کو ایسے سب کر دیں گا کہ دنیا یاد رکھے گی۔

امام حسن نے فرمایا۔ مروان تو اس طرح کر بھی سکتا ہے اور سب کرنے میں تو واقعاً ماہر ہے اور تجھے ماہر ہونا چاہیے۔ لیکن میں تجھے سب نہیں کرتا کیونکہ مجھے ایسا کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ اللہ ہی تجھے کافی ہے۔ اس نے اپنے بنی صادق کی زبان سے تجھے تیرے باپ کو تیرے اہل بیت کو اور تاقیامت تیری نسل سے پیدا ہونے والی ذریت کو سب کر دیا ہے۔ مروان بخدا! نہ تو اللہ کی اس بیزاری سے انکار کر سکتا ہے اور نہ اس محفل میں موجود کوئی اور شخص اس لعنت سے انکار کر سکتا ہے۔ مروان تیرا دشمن تھا کہ تو اس لعنت سے عبرت حاصل کرتا۔ لیکن عبرت کے بجائے تیری سرکشی اور بغاوت میں اضافہ ہی ہوا ہے سچ فرمایا ہے اللہ نے قرآن میں۔

قرآن میں شجرہ ملعونہ کے افراد کو تو جتنا بھی خوف خدا سے ڈرائے گا ان کی سرکشی اور بغاوت میں اضافہ ہی ہوگا۔ مروان میرے ناما حق پر قرآن نازل ہوتا تھا اور جو تفسیر قرآن فرماتے تھے کہ بقول قرآن میں شجرہ ملعونہ کا مندرجہ تو ہی ہے۔ اس کے بعد آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور واپس تشریف لے آئے۔

حضر معاویہ نے کہا۔ مروان میں نے تجھے منع نہیں کیا تھا کہ بنی ہاشم پر صرف مکرو فریب سے ہی تکیا کرنا چاہتا ہے۔ دنیا کا ہر قبیلہ ہم سے مرعوب ہو سکتا ہے کیونکہ اس قبیلہ کی برائیاں تم سے یا زیادہ ہوں گی یا برابر۔ لیکن بنی

ہاشم ان میں سے بالخصوص اولاد ابوطالب پھر ان میں سے بھی بالخصوص اولاد علی و زہرا تم سے مرعوب نہیں ہو سکتی کیونکہ جس طرح تم برائیوں میں گلے گلے تک ڈوبے ہوئے ہو یہ لوگ نیکوں اور اچھائیوں میں تیرتے ہیں۔

## ۲۔ احتجاج :

ایک مرتبہ معاویہؓ مروانؓ مغیرہ ابن شعبہؓ ولید ابن عقیبہؓ عتبہ ابن ابوسفیانؓ اور امام حسنؓ باہم بیٹھے تھے کہ ان لوگوں نے اشاروں اشاروں میں مشورہ کیا اور قدیم عرب مراسم کے مطابق باہمی مغاخرہ کرنے کی ٹھان لی۔ ان تمام امویوں میں سے ہر ایک نے بنی امیہ کو بنی ہاشم سے افضل اور برتر ثابت کرنے کی کوشش کی اور بالآخر اپنے پسندیدہ موضوع یعنی حضرت علیؓ اور امام حسنؓ پر سب کرنے پراگئے۔

امام حسنؓ نے فرمایا۔ میں عرب کے بہترین قبیلہ کی بہترین شاخ کا ٹبر ہوں۔ وہ میرے ہی آباد تھے جن کے سامنے ہمیشہ پورا عرب جھکتا رہا۔ نسب ہو یا حسب ہر دو لحاظ سے ہم فخر کر سکتے ہیں۔ وہ ہمارا ہی درخت ہے جس سے شاخ نبوت پھوٹی۔ ہم علم نبی و نبوت کے وارث ہیں۔ جب ہم سے مصنوعی وقار چھین بھی لیا جائے ہم پھر بھی معزز و محترم رہتے ہیں۔ ہم صفات کمال کے ناہید اکنار سمندر ہیں۔ ہم فخر کے وہ عظیم پیاد ہیں جن کی بلندی تک کوئی پہنچ نہیں سکتا۔

مروان نے کہا۔ تو نے اپنی تعریف آپ کی ہے حسنؓ! ہم حکمران ہیں۔ ہم سردار ہیں اور ہم معزز قائد ہیں۔ مغیرہ ابن شعبہؓ نے کہا۔ حسنؓ! میں نے معاویہؓ کے معاملہ میں تمہارے باپ کو مشورہ دیا تھا۔ لیکن انہوں نے میرا مشورہ قبول نہ کیا تھا۔ اگر مجھے خیال قرابت نہ ہوتا تو جنگ صفین میں میں بھی شامی فوج میں ہوتا۔ اور پھر تمہارے باپ کو پتہ چل جاتا کہ وہ کتنے بہادر ہیں۔ میرے پاس بنی قیس کی شجاعت۔ بنی ثقیف کا علم اور دیگر عرب کے تجربات تھے امام حسنؓ نے فرمایا۔ مروان کیا تو یہ سمجھتا ہے کہ میں نے کسی بزدلی۔ شرمندگی۔ یا کمزوری کے باعث اپنی تعریف کی ہے۔ اولاً تو جو موضوع تم نے خود چھیڑا ہے اسی کو تم لوگ مغاخرت کہتے ہو اور مغاخرت میں شخص اپنے شخص اور کسی کمالات بیان کرتا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ کمالات شخص اپنی زبان ہی سے بیان کرتا ہے جس طرح تم لوگوں نے اپنے کمالات گنوائے ہیں۔ ثانیاً۔ اگر میں نے اپنے کمالات اپنی زبان سے بھی بیان کیے ہیں تو مجھے اس کا حق ہے کیونکہ اللہ نے جن فضائل سے مجھے نوازا ہے ان سے اور کسی کو نہیں نوازا۔

میں فرزند رسولؐ ہوں۔ میرے اور میرے بھائی کے علاوہ اگر کوئی اپنے کو فرزند رسولؐ کہلانے کی جرأت نہیں کر سکتا ہے تو بتائیں جو انان جنت کا سردار ہوں۔ اگر میرے اور میرے بھائی حسینؓ کے علاوہ کوئی یہ فخر کر سکتا ہے تو پیش کر۔ جذبات میں تمہاری عقل گھاس چورتے لگتی ہے۔ تکبر اور قلعہ کی ضرورت تو اسے ہوتی ہے جو اپنے کو دوسروں سے برتر ثابت کرنا چاہتا ہو۔ جبکہ ہمیں اس چیز کی بھی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوئی اور نہ ہی ہم



نے کبھی سوچا ہے۔ ہم اہل بیت رحمت ہیں ہم معون کرامت ہیں۔ ہم اللہ کے مختار ہیں۔ ہم اسلام کا اسلحہ ہیں۔ ہم دین کی تلوار ہیں۔ بہتر ہوگا اگر تو میرے منہ نہ لگے تو درتہ کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ

جنگ بدر میں جب تو بھاگا تھا اور ڈر کے مارے ہڈیاں بولنا تھا کیا تیری شاہانہ عزت تھی؟

کیا تمہارا ملوکانہ وقار بے شرمی سے جان بچا کر بھاگنا اور مال غنیمت تمہاری بچی ہوئی جان نہیں ہوتی؟

کیا تو بتا سکتا ہے کہ اس دن کس تلوار سے بھاگے تھے اور وہ تلوار کس کے ہاتھ میں تھی؟

کیا یہی تیری سردارانہ عظمت و عزت تھی کہ تو نے طلحہ سے دھوکا کیا اور جنگ جمل میں جبکہ وہ تیرا ہی حامی و ناصر

تھا تو نے اس کے پہلو میں نیزہ مار کر قتل کر دیا تھا؟

اپنے حامی و ناصر کو دھوکا دینا بادشاہوں میں سے کس قسم کے خمیر کے حکمرانوں میں ہوتا ہے۔ تجھے تو چلو بھر

پانی میں ڈوب کر مرنے چاہیے تھا۔ لیکن تو ناک کا کتنا پکا اور چہرے کا کتنا بے شرم ہے کہ آج تک تجھے شرم تک نہیں

آئی؟ یہ سن کر مردان نے سر جھکا لیا اور بغیر حیرت سے مردان کو دیکھنے لگا۔

پھر آپ بغیرہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا۔ اے بنی ثقیف کی طرف اپنے کو منسوب کرنے والے! تو اگر قریش

سے ہوتا جب بھی میں تجھ پر مفاخرت کرنے کو اپنی توہین سمجھتا۔ اللہ تجھے سچی سمجھانے کیا تو مجھے نہیں جانتا کہ میں

کون ہوں۔ میں سیدۃ النساء اور فخر النساء کا فرزند ہوں۔ ہم نے علم نبوت سے غذا حاصل کی ہے۔ تاویل

قرآن کے ہم عالم ہیں۔ ہم مشکل کشا ہیں۔ ہماری عزت کے ٹکڑے آسمان پر ہیں۔ ہمارا ذکر قیامت رہے گا۔ تو ایسے

قیلہ سے جنہیں زمانہ جاہلیت میں بھی اپنا نسب کبھی نصیب نہ ہوا۔ اور مذہبی دور اسلام میں کبھی انہوں نے کوئی

اہم مقام حاصل نہیں کیا ہے۔ ایک بھلوٹے غلام کا بھلا خنصر سے کیا تعلق۔ ہم سردار ہیں۔ ہم غریبوں کے حامی رہے ہیں

ہم قائد رہے ہیں۔ ہم اپنے محافظ خود رہے ہیں۔ میری نسل میں آدم تک تجھے کوئی بدل مال نہ ملے گی جبکہ تیری

نسل میں حوا کے سلاوہ کوئی شریعت ماں نہ ملے گی۔

تو کہتا ہے کہ میں خاتم الانبیاء کے وحی اور علم لدنی کے حامل کو مشورہ دیا تھا اور انہوں نے قبول نہ کیا تھا اپنے

مشورہ کے وقت سے لے کر آج تک کے اس لمحہ تک تو اپنے مشورہ پر اب بھی غور کر لے۔ کیا اس میں قریب نہ

تھا؟ کیا تیرے مشورہ میں ہر دینا تھی نہ تھی کیا تیرے مشورہ میں مکر و دجل نہ تھا؟ تجھے نہیں معلوم کہ وحی خیر الانبیاء

نے کب کسی گم کردہ راہ کو اپنا بشیر بنایا تھا۔

تو یہ سمجھتا ہے کہ اگر تو جنگ صفین میں ہوتا تو علی کا مقابلہ کرتا۔ صفین سے قبل جنگ بدر سے لے کر فتح مکہ

تک کی وہ کون سی جنگ تھی جس میں تو موجود نہ رہا تھا اور اپنے مکر و فریب سے دوسروں کو ولی خدا کے

مقابلہ میں بھیجتا رہا لیکن خود نہ آیا اس وقت تو تروان تھا۔ اگر صفین میں بھی ہوتا تو دو چار کم عقلوں ہی کو بھیجتا۔

وہ زمانہ نبی کی جنگوں کی طرح جنگ صفین بھی خود تلوار بدست تیرے آقا کو دعوت جنگ دیتے رہے تھے



## اجتنابات

والی العصر ٹرسٹ والی العصر ٹرسٹ والی العصر ٹرسٹ

معاویہ سنا سننے بیٹھا ہے اس سے پوچھ کہ انہوں نے بھرے لشکر میں نہیں کہا تھا امت مسلم کو نہ مروا تو اور میں مقابلہ کر لیتے ہیں جو دوسرے کو قتل کر دے گا وہ بلا شوکت بڑا۔ حکمران بن جائیگا۔ تو سمجھتا ہے کہ تیرے پاس بنی قیس کی شجاعت ہے۔ بھلا تجھے بنی قیس سے کیا نسبت ہے اور کیا تعلق ہے؟ تجھے تو تیرے باپ کا علم بھی نہیں۔ بنی ثقیف کا بھگوڑا غلام ہے۔ اور اپنے کوشعبر کے بطور شطبہ کا بیٹا ظاہر کر کے بنی ثقیف میں شامل کر لیا ہے۔ تو کوئی اور باپ تلاش کر تو بنی ثقیف سے نہیں ہے۔

تو سمجھتا ہے کہ قریش کا رشتہ دار ہے۔ تو غلط سمجھا ہے قریش نے کبھی تجھے اپنا رشتہ دار نہ سمجھا ہے اور نہ آئندہ کوئی قریشی ایسی غلطی کریگا۔

مغیرہ بھڑک گیا۔ اور فحش پر اترنے لگا۔ معاویہ نے کہا۔ خبردار۔ حق درست کہہ رہا ہے۔ اگر بات کر سکتا ہے تو اخلاق سے جواب دے۔ ورنہ خاموش رہ جا۔

بھار میں مردی ہے کہ ایک دن معاویہ نے امام حسنؑ سے کہا۔ میں آپ سے انفل ہوں۔

امام حسنؑ نے پرچھا۔ کس بات میں اسے پھر خند تو انفل ہے؟

معاویہ نے کہا۔ تمام امت مسلم نے تیری حکومت پر اتفاق کر لیا ہے جب کہ تیری حکومت پر اتفاق نہیں کرتے تھے۔

امام حسنؑ نے فرمایا۔ کیا تجھے معلوم ہے کہ تیری حکومت پر اتفاق کرنے والے کون ہیں؟

معاویہ نے کہا۔ مجھے معلوم ہے۔ یہی امت مسلم ہے۔

امام حسنؑ نے فرمایا۔ ہے تو امت مسلم ہی۔ لیکن میں تجھے بتاؤں تیری حکومت پر اتفاق کر نواؤں کی دو تئیں ہیں۔ ایک

وہ افراد ہیں جو دل و جان سے تیری حکومت پر راضی ہیں۔ اور اس حقیقت سے تو خود بھی اور وہ لوگ بھی واقف ہیں تیری

اطاعت کر کے وہ اللہ اور رسولؐ کے نافرمان ہیں۔ اور دوسری قسم کے وہ لوگ ہیں جو تجھے حکمران ماننے پر مجبور ہیں۔ ایسے

افراد اللہ کے ہاں معذور ہیں۔

البتہ تو میرے ساتھ مقابلہ کر سکتا ہے جب کہ میں تیرے ساتھ مقابلہ نہیں کر سکتا کیونکہ تیرے ساتھ منافقت کریں اپنی

توہین سمجھتا ہوں۔ کیونکہ تجھے نیک چھو کر نہیں گئی اور شہادت قرآن کے مطابق برائی میرے قریب نہیں آ سکتی۔ اللہ نے مجھے

رزا لک سے اس طرح دور رکھا ہے جس طرح تجھے فضائل سے دور رکھا ہے۔

بحار میں سفیان ثوری نے واصل ابن عطاء سے واصل نے حسن ابن عبد اللہ ابن عباس سے روایت کی ہے

کہ ایک دن یزید نے امام حسنؑ سے پوچھا کہ

اس کی کیا وجہ ہے کہ میں آپ سے کبھی محبت نہیں کر سکا اور آپ کا بغض کبھی میرے دل سے نکل نہیں سکا

امام حسنؑ نے فرمایا۔ قرآن میں اللہ نے ابلیس سے فرمایا ہے۔

وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْسُثُ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْسُثُ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْسُثُ

**والعصر ثرست والالعصر ثرست والالعصر ثرست والالعصر ثرست**

[illegible]

سید معاویہ اور عمرو عاص:

ملک ابن مروان سے مروی ہے کہ ایک دن معاویہ کے پاس بیٹھے تھے۔ ان میں عبداللہ ابن عباس بھی تھا۔ معاویہ نے عبداللہ ابن عباس سے یہ سب سے محبت کرتا ہوں اس لیے میں نے آپ کے چار حوائج کما-ذرا میں بھی ترسوں۔

یہ ہے کہ تراقربائے نبیؐ سے ہے۔

یہ ہے کہ تو اگرچہ دور کا سہی میرا رشتہ دار ہے۔

یہ ہے کہ میرا باپ تیرے باپ کا دوست تھا۔

- ابن عباس نے جواب میں کہا۔ معاویہ جہاں تک تیری محبت کی چار باتیں ہیں ان میں سے کوئی بھی ایسی نہیں جس کا میں تجھے جواب دوں۔ اگرچہ جو اسباب تو نے بتائے ہیں ان میں سے کوئی بھی ایسا اہم سبب نہیں ہے

جب سعد اکریٹھ گیا۔ تو معاویہ کے ہم نشینوں نے حضرت علیؑ پر سب دشتم شروع کر دیئے۔ سعد میں کروٹنے لگا۔

حضرت معاویہؓ نے پوچھا کیا بات ہے۔ سعد تجھے رونا کیوں لگیا۔

سعد نے کہا۔ اس وقت جس شخص پر تم لوگ سب کر رہے تھے۔ مجھے اس کی مظلومیت پر رونا آ رہا ہے مجھے اچھی طرح یاد ہے جب تم لوگ آغوش کفر میں تھیں رہے تھے۔ اور نبی اکرمؐ کی واہ میں کاسٹے بچھا رہے تھے انہی کانٹوں میں چلتے ہوئے۔ رسول کو نینؑ نے غمیر میں علیؑ کو۔ محبوب خدا اور رسولؐ اور محب خدا رسولؐ کے لقب سے نوازا تھا۔ اور پھر جنگ تبوک میں جب علیؑ کو مدینہ میں رہنے کا فرمایا تھا تو فرمایا۔

یا علی اھا ترضی ان تكون منی بمنزلة هارون من موسى الا انه لا نبي بعدي۔

جالس شیخ مفیدؒ میں مصعب سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ عبداللہ ابن عباسؓ معاویہؓ کے پاس آئے حضرت معاویہؓ نے کہا۔ اے ابن عباسؓ تم مجھ سے اور دیگر لوگوں سے اس لیے ناراض رہتے ہو کہ وہ امامت کا منصب تمہیں نہیں دیتے۔ جب کہ تم یہ جانتے ہو کہ نبوت کی طرح امامت بھی تمہارے پاس ہو۔ حالانکہ نبوت اور امامت ایک خاندان میں جمع نہیں ہو سکتیں۔

علاوہ ازیں امامت کے سلسلہ میں تمہاری دلیل بھی کمزور ہے۔ تمہارا استدلال یہ ہے کہ چونکہ البیتؑ بنی ہاشم میں ہیں لہذا امامت بھی بنی ہاشم میں رہنا چاہیئے۔ یہ ایک اشتباہ ہے جس سے ایک تو حق پر پردہ ڈالا جاتا ہے اور دوسرا عدل الہی کے خلاف ہے کہ نبوت و امامت ہر دو ایک ہی گھر میں رکھے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ امامت تمام قبائل عرب کا مشترکہ حق ہے جو عوام کی رضا اور خواہش کے شوری سے طے کی جائے۔

ابن عباسؓ نے کہا۔ معاویہؓ تم نے یہ بات خود چھیڑی ہے اب اگر میں جواب دوں تو تم ناراض تو نہیں ہو گے؟

حضرت معاویہؓ نے کہا۔ میں بالکل ناراض نہیں ہوں گا۔

ابن عباسؓ نے کہا جہاں تک نبوت و امامت کے ایک گھر میں جمع ہونے یا نہ ہونے کا تعلق ہے تو یہ استدلال وہ شخص کر سکتا ہے جس نے نبوت کو کھلے دل سے تسلیم کیا تو تم بنی امیہ نے نبوت کو سرے سے تسلیم ہی نہیں کیا۔ فتح مکہ کے وقت بے بس ہو کر تم نے ہتھیار ڈالے تھے اور کچھ صرف اس لیے پڑھا تھا کہ اگر کلمہ نہ پڑھتے تو یا تم قتل ہو جاتے اور یا علام بن کر کبھی آزاد نہ ہوتے وہ تمہارے ہی الفاظ ہیں جو قرآن میں قیامت پڑھے جاتے رہیں گے۔ کہ قرآن کسی بڑے آدمی پر نازل کیوں نہیں ہوتا۔ محمدؐ کی غربت کو تم نے فقط بہانا بنایا تھا۔ فی الواقع تمہارے دل میں بنی ہاشم کے خلاف قبائلی عداوت کی آگ تھی۔

## احتجاجات

والی العصر ٹرسٹ والی العصر ٹرسٹ والی العصر ٹرسٹ

دوسری بات یہ ہے کہ نبوت اور امامت کے ایک خاندان میں جمع ہونے یا نہ ہونے کا سوال اس وقت پیدا ہوتا۔ جب اللہ جو مجدد نبوت عطا کرتا ہے اس نے قرآن میں کہیں یہ فرمایا ہوتا کہ دین کے دیگر تمام احکام میں نے اپنی مرضی سے دیئے ہیں۔ حتیٰ کہ نبی بھی میں نے اپنی مرضی سے دیا ہے اب امام تم اپنی مرضی سے بناؤ۔

تو اس حقیقت سے اچھی طرح واقف ہے کہ اللہ نے انتخاب امام کا حق قرآن میں مخلوق کے سپرد نہیں کیا۔ اور نہ ہی کبھی نبی اکرمؐ نے یہ فرمایا تھا کہ امام خود بنا لیتا۔

اگر تجھے یاد ہو تو جب مقام غدیر خم پر نبی اکرمؐ نے من کنت مولاً فعلی مولاً فرمایا تھا تو اس وقت جن لوگوں نے انکار کیا تھا ان میں تو بھی صفت اول میں تھا۔

اب میرا سوال یہ ہے کہ غدیر خم پر جو کچھ آنحضورؐ نے فرمایا تھا۔ تیرے اور تیرے بڑوں کے خیال میں اپنی طرف سے فرمایا تھا یا اللہ کے حکم سے؟

حضرت معاویہ خاموش ہو گئے۔

ابن عباس نے کہا:

مجھے معلوم ہے تو اس کا کوئی جواب نہ دیے گا کیونکہ تیرے نزدیک مجھ نبی بھی نہ تھا۔

جہاں تک تیرے اس استدلال کا تعلق ہے کہ نبوت و امامت ایک گھر میں جمع نہیں ہو سکتیں تو یہ بھی تیرا اپنا نہیں ہے تجھے جی وراثت سے یہ ملا ہے۔ اور اس پر میں ان لوگوں سے کافی گفتگو کر چکا ہوں۔ یہ استدلال صرف علیؑ کے خلاف دوسرے قبائل عرب کی حمایت حاصل کرنے کی خاطر گھڑا گیا۔ ورنہ تم نے کیا دوسرے قبائل عرب کو امامت میں شریک کیا ہے۔ علاوہ ازیں اس استدلال کا سہارا لے کر تم نے کئی مریخ نفوس امامت حضرت علیؑ کو ہضم کر لیا ہے۔ تمہیں اس کی کوئی پروا نہیں ہے کہ قرآن کی مخالفت ہوتی ہے یا نہیں ہوتی۔

حضرت معاویہ نے کہا کہ قرآن کی مخالفت کیسے ہوتی ہے؟

ابن عباس نے کہا۔ ارشاد قرآن ہے۔ ام یحسدون الناس علی ما اتاہم اللہ فقد اکثینا آل ہبراہیم الکتاب والحکمة و ملکا عظیما۔ کیا یہ لوگ۔ ان لوگوں سے ہماری نازشات پر حسد کرتے ہیں جن سے ہم نے انہیں نوازا ہے۔ ہم نے آل ابراہیمؑ کو کتاب بھی دی ہے۔ حکمت بھی دی ہے۔ اور ملک عظیم بھی دیا ہے۔

کتاب سے مراد نبوت ہے۔ حکمت سے مراد اتباع سنت ہے اور ملک سے مراد امامت ہے۔ اور ہم آل ابراہیمؑ ہیں۔ لہذا نبوت۔ سنت اور امامت آل ابراہیمؑ کے ایک ہی گودہ میں رہیں گے۔



یہ اشتباہات تم لوگوں نے پیدا کئے ہیں کیونکہ علیؑ نے تیرے بھائی تیرے دادا۔ تیرے ماموں اور تیرے چچا کو قتل کیا ہے۔ فی الواقع تیری فکر میں انتقام کی یہ آگ ہے جو ہر وقت بھڑکتی رہی ہے۔ حالانکہ تجھے ان ارواح پر ٹسوے نہیں بہانا چاہئے تھا جو جہنم کی آگ میں منڈب ہیں۔ تمہیں ان خونوں کا انتقام ہمیں لینا چاہئے تھا جو شرک کے تحفظ میں قربان ہوئے۔ اگر تم نے اسلام کو دل سے قبول کیا ہوتا تو اپنے دل سے وہ قتل ختم کر دیئے ہوتے جو کفر کی بدولت جائز تھے۔

جن مقتولین کا خون اسلام کی تلوار سے ہوا ہے ان کا بدلہ نہیں ہوتا لیکن تم لینا چاہتے ہو۔ ہمارے نزدیک حصول اقتدار امامت نہیں ہے۔ یہ الہی عہدہ ہے۔ اکملہ البیت منصب الہی پر فائز ہو کر تیرے جیسے افراد کے سامنے مجروح اقتدار رہ سکتے ہیں۔ یہی وہ اشتباہ ہے جو تم لوگوں کو ہوا ہے تم نے اقتدار کو امامت سمجھ لیا ہے۔ جب تم نے اقتدار پر قبضہ کر لیا تو تم یہ سمجھ بیٹھے کہ ہم امام بن گئے ہیں۔ جب کہ امام امت کے لیے اوصاف امامت کا ہونا ضروری ہے۔ جو تم میں نہیں ہیں اسی لیے تم نے امامت اور علم کو ایک دوسرے سے جدا کر رکھا ہے۔ امام کوئی ہوتا ہے فتویٰ کوئی دیتا ہے۔ حالانکہ منصوص من اللہ امام اگر صاحب اقتدار ہو تو حکمران بھی خود ہوتا ہے اور مفتی بھی خود ہوتا ہے اختصا صلیح مفید میں عبداللہ ابن یزید غسانی سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ کوفہ اور بصرہ کے شیعیان حضرت علیؑ کا ایک وفد معاویہ کے پاس آیا۔ کوثر میں سے حاتم طائیؓ کا بیٹا عدی اور بصرہ سے احنف ابن قیس اور صعصعہ ابن صوحان تھا۔

عمر وعاص نے معاویہ سے کہا۔ ان لوگوں کا خیال دکھنا یہ شیعیان علیؑ ہیں۔ جنگ جمل وصفین میں تیرے خلاف لڑ چکے ہیں۔ معاویہ نے انہیں خصوصی ملاقات کے لیے بلایا۔ اور کہا۔

خوش آمدید۔ تم لوگ ایک مقدس سرزمین پر آئے ہو جو انبیاء و رسل کی زمین ہے جو سرزمین شہر و نشر ہے۔

صعصعہ ابن صوحان نے کہا۔ شاید تجھے معلوم نہیں کہ کوئی زمین اپنے باسیوں کو مقدس نہیں کرتی بلکہ اعمال صالحہ ہی مقدس بناتے ہیں۔

جہاں سرزمین شام کے لیے یہ فرمایا کہ یہ سرزمین انبیاء و رسل ہے تو وہاں سرزمین شام کی پیشانی پر یہ داغ بھی ہے کہ اس میں متافیقین و مشرکین۔ جابر و کفار اور فرعونوں کی تعداد انبیاء و رسل سے زیادہ رہی ہے۔ جہاں تک سرزمین شہر و نشر کا تعلق ہے تو یہ درست ہے لیکن تجھے یقین رکھنا چاہیے کہ کسی



مومن کو اس کا میدان حشر و نشر سے دور ہونا نقصان نہیں دے گا اور کسی کافر و منافق کو سر زمین حشر و نشر کا قریب فائدہ نہیں دے گا

حضرت معاویہ نے کہا۔ اگر کہہ ارض کے تمام لوگ ابوسفیان کی اولاد ہوئے تو تمام دانشمند اور ہدایت یافتہ ہوئے صعدو نے کہا۔ تو غلط سمجھا ہے۔ ابوسفیان سے زیادہ مقدس لائق اور محترم آدم تھے اور یہ سب ان کی اولاد ہے۔ اگر ایک محصوم کی تمام اولاد دانشمند اور ہدایت یافتہ نہ رہ سکی تو تیرے ماں باپ کی اولاد کب دانشمند اور ہدایت یافتہ ہو سکتی تھی۔

یہ جواب سن کر معاویہ کھسیاتا ہو کر خاموش ہو گئے۔

## معاویہ اور اہل مدینہ:

احتجاج میں سلیم ابن قیس سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ اپنے دور اقتدار میں معاویہ مدینہ آئے۔ اہل مدینہ سے غریب اور نادار معاویہ کے استقبال کو آئے۔ معاویہ نے جب استقبال کرنے والوں کو دیکھا تو اسے ان میں قریش سے ایک فرد بھی نظر نہ آیا۔ اور نہ ہی انصاریں سے کوئی شخص استقبال میں موجود تھا۔ حضرت معاویہ نے پوچھا:

مجھے انصاریں سے کوئی بھی نظر نہیں آ رہا کیا بات ہے؟

کسی نے جواب دیا۔ بیچارے انصاریں ناداری میں مبتلا ہیں ان کے پاس کوئی سواری ہی نہ تھی۔ حضرت معاویہ نے کہا۔ ان کے پاس پانی بھر کر لانے والے اونٹ تو ہوں گے۔

سید الانصار قیس ابن سعد ابن عبادہ نے کہا۔ پانی لانے والی اونٹنیاں تو ہر سے لے کر فتح مکہ تک کے اس عرصہ میں کام آگئی تھیں جب انصاریں تمہارے اور تمہارے باپ کے خلاف مصروف جہاد ہو کر تے تھے حتیٰ کہ اسلام غالب آ گیا۔ تم مغلوب ہو گئے۔ اور مجبور ہو کر تم اور تمہارے باپ نے کلمہ پڑھ کر اپنی جان بچائی تھی۔ اس جواب کے بعد معاویہ کے پاس بولنے کو کچھ نہ رہا تھا۔ وہ تو خاموش ہو گئے لیکن قیس ابن سعد نے کہا۔ معاویہ تمہارا اقتدار ہمارے لیے حیرت انگیز نہیں کیونکہ نبی کو نبی ہمیں بتا چکے تھے کہ اسلام اور امت مسلمہ کی بد نصیبی کا دور شبابِ مٹھلگوشت سے شروع ہوگا۔ اور اس سلسلہ میں انہوں نے ہمیں کچھ ہدایات بھی دی تھیں۔

حیدر آباد، سندھ، پاکستان

حضرت معاویہ نے پوچھا۔ وہ کون سی ہدایات تھیں؟

قیس نے کہا۔ انہوں نے فرمایا تھا کہ اس زمانہ میں نادار مرگ صبر سے کام لینا۔

معاویہ نے کہا۔ انہوں نے ہمیں اچھا سبق دیا تھا۔ لہذا اب تم ان سے ملاقات تک صبر نہ کرو۔

## احتجبات

والی العصر ٹرسٹ والی العصر ٹرسٹ والی العصر ٹرسٹ

والی العصر ٹرسٹ والی العصر ٹرسٹ والی العصر ٹرسٹ والی العصر ٹرسٹ والی العصر ٹرسٹ والی العصر ٹرسٹ والی العصر ٹرسٹ والی العصر ٹرسٹ والی العصر ٹرسٹ والی العصر ٹرسٹ

پھر معاویہؓ نے مدینہ میں ایک چکر لگایا۔ ایک جگہ چند قریشی اکٹھے بیٹھے تھے۔ جب معاویہؓ ان کے پاس گئے تو ابن عباس کے سوا تمام اکٹھے کھڑے ہوئے۔

حضرت معاویہؓ نے ابن عباس سے کہا۔ دوسروں کی طرح تو میری خاطر کیوں نہیں اٹھا۔ اگر تو نہ بھی بتائے تو مجھے معلوم ہے۔ کہ تجھے صفین میں پہلے جنگ اور بعد میں میری چال پر تمہارے دل کا حال کڑھ رہا ہے۔ حالانکہ اسے ابن عباس تمہیں اس کا غم نہیں ہونا چاہیئے تھا کیونکہ عثمانؓ میرا چچا زاد تھے اور مظلوم قتل ہوئے تھے۔ ابن عباس نے کہا۔

اگر یہ بات تھی تو پھر قتل تو عثمانؓ بن خطاب بھی یگانہ ہوئے تھے۔ اس وقت تم کیوں خاموش رہے تھے۔

حضرت معاویہؓ نے کہا۔ عمر کا قاتل کھڑا تھا۔

ابن عباس نے کہا۔ عثمانؓ کے قاتل کون تھے؟

حضرت معاویہؓ نے کہا۔

وہ مسلمان ہے۔

ابن عباس نے کہا۔ کیا تم اس بات کا اقرار کر رہے ہو کہ تم اسلام کو قبول نہیں کرتے؟

معاویہؓ نے کہا۔ میں نے تو اس ایسی کوئی بات نہیں کی ہے۔

ابن عباس نے کہا۔ جب عمر کا قاتل کافر تھا تو تم نے قتل عمر کا قصاص کفار سے تو نہیں لیا اور نہ ہی عثمانؓ نے اس مقدمہ کو چھیڑا تھا۔ کیا ہم یہ سمجھ لیں کہ کفار کے لیے تمہارے دل میں نرم گوشہ موجود ہے۔ تم لوگوں نے کفار کو اپنا عظیم خون معاف کر دیا ہے۔ جب کہ عثمانؓ کے قاتلوں کو تم خود مسلمان کہہ رہے ہو۔ اور ان سے انتقام کی بات بھی خود کر رہے ہو۔ کیا ہم یہ سمجھ لیں کہ مسلمانوں اور اسلام کے لیے تمہارے دل میں کوئی نرم گوشہ نہیں ہے۔ عثمانؓ کے مسلمان قاتلوں سے تم نے انتقام لیا ہے اور شکیلا می قتل کو ہمارے بنا کر تم اور بھی مسلمانوں کو قتل کرتے رہو گے۔

حضرت معاویہؓ نے اس بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ اور بات کا رخ موڑ کر کہا۔ ابن عباس میں تجھے بتا دوں کہ میں نے اپنی تمام مملکت میں احکام جاری کر دیئے ہیں کہ کوئی راوی اور کوئی محدث ایسی کوئی حدیث نقل نہ کرے جس میں فضائل علیؓ یا فضائل اہلبیت علیؓ ہوں اور میں تجھے براہ راست متنبہ کرتا ہوں کہ تو بھی ایسی احادیث کی روایت سے گریز کر لے اور زبان بند رکھنا۔

ابن عباس نے کہا۔ کیا تم مسلمانوں کو تلاوت قرآن سے روک رہے ہو؟

معاویہؓ نے کہا نہیں میں تلاوت قرآن پر پابندی نہیں لگا رہا۔

ابن عباس نے کہا۔ کیا تم تاویل قرآن سے منع کر رہے ہو؟

معاویہؓ نے کہا۔ ہاں تاویل قرآن کی اجازت نہیں دوں گا۔

ابن عباسؓ نے کہا۔ گویا امت مسلمہ کو قرآن پڑھنے کی اجازت ہے لیکن معنی سمجھنے کی اجازت نہیں اب تم خود ہی بتاؤ کہ تلاوت قرآن پاک زیادہ اہم ہے یا قرآن پر عمل زیادہ ضروری ہے؟  
حضرت معاویہؓ نے کہا۔ قرآن پر عمل کرنا زیادہ ضروری ہے۔

ابن عباسؓ نے کہا۔ پھر خود ہی بتاؤ اس تلاوت کا کیا فائدہ تیس کا ہیں معنی ہی معلوم نہ ہو؟  
حضرت معاویہؓ نے کہا۔

مجھے ایسے مل جائیں گے جو قرآن کا ایسا معنی بتائیں گے جو تیرے اور اہلبیتؑ نبیؐ کے معنی کے علاوہ ہوگا۔

ابن عباسؓ نے کہا۔ سبحان اللہ قرآن نازل اہلبیتؑ نبیؐ کے گھر ہوا ہے اور اس کا معنی پرچھنے میں اہلبیتؑ ابوسفیانؑ کے پاس جاؤں۔ بھلا یہ بتاؤ کہ کیا تم جس قرآن میں بتائے گئے حلال و حرام پر عمل سے روک سکتے ہو؟

حضرت معاویہؓ نے کہا۔ نہیں میں ایسا نہیں کر سکتا۔

ابن عباسؓ نے کہا اگر امت حلال و حرام کی تعیین کسی سے نہ پوچھ سکے تو وہ حرام سے کیسے بچ سکے گی اور حلال پر عمل کیسے کر سکے گی؟

حضرت معاویہؓ نے کہا۔ ابن عباسؓ سیدھی سی بات ہے قرآن پڑھو۔ اس کے معانی بھی کرو۔ لیکن معانی قرآن میں ایسی احادیث بیان نہ کرو جو علیؑ اور اہلبیتؑ علیؑ کے حق میں ہوں۔

ابن عباسؓ نے کہا۔ کوشش کر کے دیکھ لو ویسے تمہیں اس میں کامیابی نہیں ہوگی کیونکہ اللہ پہلے فرما چکا ہے  
یُرِیدُونَ لِیُطْفَؤْا نَورَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ مَتَمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ

یہ لوگ نور خدا کو پھونکوں سے بجھانا چاہیں گے لیکن اللہ نے کفار کی ناپسندیدگی کے باوجود اپنے نور کو کھل کرنے کا فیصلہ کر رکھا ہے۔

حضرت معاویہؓ نے کہا ابن عباسؓ اپنی جان پر ترس کھا۔ اپنی زبان کو روک کر رکھ راگ تو مجھ بھی ہو جائے تو اپنے معلومات کو اپنی ذات تک محدود رکھ۔ کوئی دوسرا تیری بات نہ سنے۔ تیرے حق میں بہتر ہوگا۔  
معاویہؓ یہ واپس آئے۔ اور معاویہؓ کی طرف سے منادی نے اعلان کیا۔

جَازَ قَتْلَ کُلِّ مَنْ دَوٰی حَدِیثَ فِیْہِ حُکُومَۃَ اِسْلَامِیَّۃٍ لِّیَ ہٰرِ اِسْ رَاوِیْ اَوْرَ مَحْدَثَ کَا  
فَضَائِلَ عَلٰی وَاہْلَ بَیْتِہِ قَتْلَ جَائِزَ ہُوْگا جَوّٰ اِیْسِیْ حَدِیْثَ رَوٰیثَ کَرِے گَاجِسِ مِیں  
عَلٰی اَوْرَ اہْلِیَّتِ عَلٰی کے فَضَائِلَ ہوں گے۔

چونکہ مدینہ کے علاوہ پوری اسلامی مملکت میں یہ متادی پہلے کرائی جا چکی تھی اس لیے اس اعلان کے سب سے زیادہ اثرات اہل کوفہ پر پڑے۔ کوفہ شیعیان علیؑ کا گڑھ تھا۔ معاویہؓ نے کوفہ اور بصرہ کا گورنر زیاد کو مقرر کر دیا۔ چنانچہ زیاد نے خاموشی سے پہلے شیعیان علیؑ کی فہرست مرتب کی بعد میں مظالم شروع کر دیئے۔

زیاد نے بعض شیعوں کو شہید کیا۔

بعض کے ہاتھ پاؤں کاٹے۔

بعض کو کھجور کے درختوں پر سولی چڑھایا۔

بعض کی آنکھیں پھوڑیں۔

کچھ لوگ خوف سے روپوش ہو گئے۔

کچھ شہروں کو چھوڑ کر صحراؤں میں نکل گئے۔

حتیٰ کہ پوری اسلامی مملکت میں کوئی بھی شیعہ علیؑ علی الاعلان نہ رہا۔ اس کے بعد معاویہؓ نے اپنے تمام گورنروں کو دوسرا حکم بھیجا۔ جس میں حسب ذیل احکام دیئے۔

و۔ کسی ایسے شخص کی گواہی قبول نہ کی جائے جو شیعہ علیؑ رہا ہو۔

ب۔ ایسے افراد کی حوصلہ افزائی کی جائے جو خلفائے ثلاثہ کے شیعہ ہوں۔

ج۔ ایسے افراد کی عزت کی جائے جو خلفائے ثلاثہ کے فضائل میں احادیث روایت کریں۔

د۔ ایسے افراد کے نام اس کے باپ نام اور اس کے قبیلہ کا نام درج رجسٹر کیا جائے جو خلفائے ثلاثہ کے مناقب نقل کرے۔ اور اسے نقد انعام سے نوازا جائے۔

جب خلفائے ثلاثہ کے حق میں احادیث بکثرت ہو گئیں تو پھر معاویہؓ نے تیسرا حکم جاری کیا۔

اب فضائل خلفائے ثلاثہ وافر مقدار میں ہو چکے ہیں اس لیے اس سلسلہ کو ختم کیا جائے اور آئندہ معاویہؓ اور اہلبیت معاویہؓ کی شان میں احادیث روایت کی جائیں اور ایسے راویوں کو نقد انعام کے علاوہ بھی ہشتم کی سہولیات میسر کی جائیں۔ ان احکام کا نتیجہ یہ ہوا کہ۔ معلمین مدارس میں اور مولوی مساجد میں بچوں کو ایسی احادیث سبقاً پڑھانے لگے۔

ایک مرتبہ زیاد نے معاویہؓ کو دکھا کہ حضرمی علیؑ کا مسک چھوڑنے پر آمادہ نہیں ہیں۔

معاویہؓ نے جواب لکھا۔ جو بھی مسک علیؑ چھوڑے اسے قتل کر دے۔

زیاد نے تمیز حکم میں حضرمیوں کو قتل کیا۔ ان کی زبانیں کاٹیں۔ سولی چڑھایا۔ مثلہ کیا۔

پھر معاویہؓ نے چوتھا حکم جاری کیا۔ جس شخص کے خلاف شہادت مل جائے کہ یہ علیؑ اور اہلبیت علیؑ



## احتجابات

کا محب ہے اسے اس جرم میں قتل کر دو۔ معاویہ نے پانچواں حکم جاری کیا۔ کہ جو لوگ پہلے شیعیان علیؑ تھے اور اب چھوڑ چکے ہیں انہیں بھی سابقہ محبت علیؑ کے جرم میں قتل کر دو۔

حضر معاویہ نے چھٹا حکم جاری کیا کہ جو لوگ صرف محبت علیؑ میں متہم ہیں انہیں بھی قتل کر دو۔ وہ ایسا زمانہ تھا کہ کفار و مشرکین کا احترام کیا جاتا تھا۔ لیکن شیعیان علیؑ کو قتل کر دیا جاتا تھا اب ایسے دور کے متعلق کیا کہا جاسکتا ہے کہ اس میں شیعیان علیؑ کی کیا حالت ہوگی۔ یہ وہ زمانہ تھا جس میں حق باطل بن گیا تھا اور باطل کو حق بنا کر پیش کیا جاتا تھا۔

امام حسنؑ کی شہادت کے بعد تویہ سلسلہ اور بھی بڑھ گیا۔ پوری مملکت اسلامیہ میں کسی شہید کو تلاش کر لینا ناممکن تھا۔ موت معاویہ سے دو برس قبل امام حسینؑ، عبداللہ ابن جعفر اور عبداللہ ابن عباسؑ حج کو روانہ ہوئے۔ انہوں نے مدینہ میں موجود صحابہ اور تابعین کو دعوت حج دی کہ کم و بیش ہزار افراد کو لے کر مکہ آئے۔ ایام حج میں آپؐ نے تمام کو مقام منیٰ پر جمع کیا اور فرمایا:

دیکھو یہ اللہ کا حرم ہے۔ آپؐ لوگ احرام حج میں ہیں۔ میں آپؐ سے چند باتیں پوچھتا ہوں اگر میں دست کموں تو میری تصدیق کرنا۔ اگر غلط کہوں تو صاف انکار کر دینا۔ تم سب کو معلوم ہے کہ اس حکومت نے شیعیان آل محمدؐ اور آل محمدؐ سے جو سلوک کیا ہے۔ اور کر رہا ہے۔ اس کے پیش نظر کیا تم نے میرے ماننا اور ان کے صحابہ سے یہ احادیث سنی ہیں۔ سب نے عرض کیا سنی ہیں۔

آپؐ نے فرمایا: میرے ساتھ اس خانہ خدا میں بحالت احرام ہند کر دو کہ جو کچھ تم نے نبی کو نبی سے علیؑ اور اہلبیت علیؑ کے متعلق سنا ہے وہ سب ایسے افراد کو سناؤ گے جن پر تمہیں اعتماد ہو۔





# شہادت امام حسنؑ

## ۱۔ عمر امام حسنؑ:

الاستیعاب کے مطابق - آپ کی شہادت ۹۷ھ میں بصرہ چھپالیس برس ہوئی۔  
 جعدہ بنت اشعثؓ نے آپ کو زہر دیا تھا۔ یہ جعدہ ابو بکرؓ کی سگی بھانجی تھی۔ معاویہؓ نے اس کے پاس  
 نہر بھیجا تھا۔ اور ساتھ ہی ایک لاکھ درہم اور نیرید سے شادی کا لالچ بھی دیا تھا جب جعدہ نے امام حسنؑ کو زہر  
 دیدیا تو معاویہؓ نے اپنا وعدہ پورا نہ کیا۔

کشف الغمہ کے مطابق امام حسنؑ نے۔  
 سات برس سرور انبیاءؑ کی گود میں گزارے۔  
 آنحضرتؐ کی شہادت کے بعد انیس برس حضرت علیؑ کے ساتھ گزارے۔ اور  
 حضرت علیؑ کی شہادت کے بعد نو برس اور چند ماہ گزارے۔

## ۲۔ زہر کہاں سے آیا تھا:

احتجاج سالم ابن ابی جعدہ سے مروی ہے کہ میں امام حسنؑ کی زیارت کو بیتہ آیا۔ میں آپ کے پاس بیٹھا  
 تھا آپ باتیں کر رہے تھے کہ یکایک آپ کو قے ہوئی۔ آپ نے طشت کا حکم دیا۔ پردہ کے پیچھے سے  
 طشت سامنے آیا۔ میں نے دیکھا اس میں بمقدار دافر خون تھا۔

میں نے عرض کیا۔ فرزند رسولؐ خیریت تو ہے؟ یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں؟  
 آپ نے فرمایا:

ہاں اس حاکم وقت نے زہر بھیج دیا ہے جو براہ راست جگر پر پڑا ہے اور اب جگر کٹ رہا ہے۔  
 میں نے عرض کیا۔ قبلہ آپ کوئی علاج نہیں کر رہے؟  
 آپ نے فرمایا:

قبل ازیں دو مرتبہ مجھے زہر دیا گیا ہے۔ وہ قابل علاج تھا۔ لیکن ابھی بار جو زہر ملا ہے یہ ناقابل علاج ہے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ معاویہؓ نے شاہ روم کو خط لکھا تھا اور اس سے زہر منگوایا تھا۔ جواب میں شاہ روم نے یہ کہہ کر معذرت کی تھی کہ ہمارے مذہب میں نہ کسی کو قتل کرنا جائز ہے اور نہ کسی کے قتل میں تعاون جائز ہے۔

حضرت معاویہؓ نے دوبارہ اسے خط لکھا کہ۔ میں اس شخص کے بیٹے کے لیے زہر مانگ رہا ہوں جس نے دعوائے نبوت کیا تھا۔ اگر بھے زہر نہ دیا گیا تو تم روم میں امن سے نہیں بیٹھ سکتے ہو سکتا ہے کسی دن اقتدار میرے پاس نہ رہے۔

اس خط کے علاوہ معاویہؓ نے اسے بیشمار تحائف بھی بھیجے۔

چنانچہ شاہ روم نے یہ زہر بھیجا ہے جو لاعلاج ہے۔

بحار میں امین ابو امیہ سے منقول ہے کہ میں امام حق کے پاس آیا مجھے معلوم ہو چکا تھا کہ آپ بیمار ہیں جب میں عیادت کو آیا تو آپ کا جگر ٹکڑے ٹکڑے ہو کر بصورت قے باہر آ رہا تھا۔ تھوڑے تھوڑے وقفہ سے پردہ کے عقب سے طشت سامنے آتا تھا۔ آپ اس میں قے ٹکرتے تھے۔

بحار ہی میں منقول ہے کہ جب اثر زہر پورے جسم میں پھیل گیا تو آپ کے جسم کا رنگ بنر ہو گیا امام حسینؑ نے پوچھا یہ رنگ بنریوں کا ہے؟

آپ نے جواب دیا بھیا! ہمارے نانا کی وہ پیشگوئی پوری ہو رہی ہے جہاں ہوں تے سناں تھی کہ شب معراج میں جب جنت کی سیر کے لیے گیا تو میں نے وہاں دو محل دیکھے ایک بنر رنگ تھا اور دوسرا سرخ رنگ کا میرے پوچھتے پوچھنے پر خبر لی نے بتایا کہ حسنؑ زہر سے شہید ہو گا اس کا جسم اثر زہر سے دم آثر بنر ہو جائے گا اس لیے اللہ نے حسنؑ کو بنر رنگ محل بنایا ہے اور سرخ رنگ محل حسینؑ کا ہے چونکہ حسینؑ توار سے شہید ہو گا اس لیے اللہ نے حسینؑ کے لیے سرخ رنگ کا انتخاب کیا ہے۔

اس کے بعد دونوں بھائی ایک دوسرے کے گلے گلے اور کافی دیر تک روتے رہے۔

ارشاد شیخ مفید کے مطابق زیاد عمارتی سے مروی ہے کہ میں امام حسنؑ کی عیادت کو گیا۔ میں نے دیکھا آپ کا جگر ٹکڑوں کی صورت طشت میں رکھا تھا۔ امام حسینؑ آپ کے پاس بیٹھے تھے۔ آپ نے امام حسینؑ سے فرمایا:

بھیا جس نے مجھے زہر دیا ہے اس سے ہرگز متعز نہ ہونا۔ اللہ میرا انتقام اچھا لے گا میری پرواز روح کے بعد۔ میری آنکھوں پر ہاتھ خود رکھنا مجھے غسل خود دینا۔ کفن بھی خود ہی دینا۔ مجھے اٹھا کر روضہ رسولؐ پر لے جانا تاکہ میں ان کے مزار سے تجدید عہد کر لوں۔ مجھے روضہ رسولؐ میں دفن کرنے کی کوشش نہ کرنا۔ اگر روضہ پر صرف

## شہادت امام حسنؑ

وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ وَلِيَّ الْعَصْرِ ثَرْثُثٌ

لے جائیں بھی رکاوٹ ڈال جائے تو کسی سے کچھ نہ کہنا۔ میرے جنازہ پر تیر اندازی ہوگی۔ اسے نظر انداز کر دینا کسی سے مت الجھنا داپس لاکر جنت البقیع میں ماں فاطمہ اور دادی بنت اسد کے جوار میں دفن کر دینا۔

امامی شیخ مفید کے مطابق پھر آپ نے وصیت کی:

یہ حسنؑ ابن علیؑ کی طرف سے حسینؑ ابن علیؑ کو وصیت ہے۔ میری وصیت ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں۔ کہ اللہ معبود لاشریک ہے۔ نہ تو کوئی اس کی حکومت میں اس کا شریک ہے اور نہ ہی اس کا کوئی مقابل ہے۔ اس نے کائنات کو پیدا کیا ہے اور اسی نے اس کی ایک حد رکھی ہے۔ ہر مہبود سے وہ اولیٰ اور ہر محمود سے زیادہ مستحق مدح ہے اس کا مطلق ہدایت یافتہ ہوتا ہے اس کا نافرمان گمراہ ہوتا ہے۔ اس کی طرف رجوع کرنے والا راہ حق کا سالک ہوتا ہے۔ اے حسینؑ! میں تجھے اپنے بھانجے بھائی اور تیرے اہلبیت کے لیے وصیت کرتا ہوں کہ ان کے لعنہ کش کرنے والوں کو معاف کرنا اور محسن کو مقرب بنانا۔ ان کے لیے میرا ناث اور والدین کی طرح رہنا۔ میری وصیت ہے کہ مجھے روزِ رسولؐ میں لے جائے کہ میں تجھ پر عہد کر لوں۔ اگر کوئی عورت رکاوٹ پیدا کرے تو تجھے قسم بخدا! خون ریزی نہ کرنا۔

حتیٰ کہ ہم اپنے بھائی ناث سے ملاقات کریں گے اور انہیں وہ تمام حالات بتائیں گے جو لوگوں نے ان کے بعد ہم سے کئے ہیں۔

اس کے بعد امام حسنؑ کی روح قفسِ عنقریب سے پرواز کر گئی۔ امام حسینؑ تغیل و تکفین سے فارغ ہونے کے بعد جنازہ کو لے کر روزِ رسولؐ کی طرف روانہ ہوئے۔

ادھر مروان نے جب دیکھا تو ام المومنین عائشہؓ کے پاس دوڑ آیا اور کہنے لگا۔

## شہادت امام حسن

اے ام المومنین حسین! اپنے حسن بھائی کو روضہ رسول میں دفن کرنا چاہتا ہے اگر حسن! یہاں دفن ہو گیا تو روضہ رسول میں مدفون شیخین کی اہمیت ختم ہو جائے گی۔

ام المومنین نے کہا۔ پھر میں کیا کروں؟

مروان نے کہا۔ آپ جائیں اور انہیں روکیں۔

ام المومنین عائشہ نے کہا انہیں گئے ہوئے کافی دیر ہو چکی ہے۔ اب میں کیسے جاسکتی ہوں؟

مروان اسی خچر پر سوار تھا جو اس نے ایک عرب کے ذریعہ امام حسن ہی سے حاصل کیا تھا۔ خچر سے اتر کر کہا کہ آپ اس خچر پر سوار ہو جائیں میں پیادل آجاؤں گا۔ عبداللہ ابن عباس کے بقول اسلام میں خچر پر سوار ہونے والی پہلی خاتون ام المومنین عائشہ ہیں۔ یہ سوار ہوئیں اور لوگوں کو جمع کرتی ہوئی روضہ رسول پر آئیں۔ ایک طرف جنازہ امام حسن پہنچا دوسری ام المومنین عائشہ مزار رسول سے دور پہنچ گئیں اور کہا۔ اگر حسن کو روضہ رسول میں دفن کر دیا گیا تو میں اپنے بال نوح ڈالوں گی۔

مروان جو پہلے سے وہاں کچھ آدمی بھیج چکا تھا۔ وہ اشارہ کے منتظر تھے اشارہ ملتے ہی انہوں نے تیر اندازی شروع کر دی۔ عبداللہ ابن عباس آگے بڑھے اور ام المومنین عائشہ سے کہا۔

ایسے ہی جنازہ پر تیر اندازی شروع کرادی ہے کہ انکم پہلے پوچھ تو لیا ہوتا کہ ہم دفن کرنے بھی گئے ہیں یا نہیں؟ حیرت سے کبھی اونٹ پر سواری اور کبھی خچر پر۔ جس چیز سے آپ کو خطرہ تھا وہ خطرہ مل گیا ہے جو آپ چاہتی تھیں وہ ہو چکا ہے۔ اللہ اہلبیت کا محافظ ہے۔ آپ مگر تشریف لے جائیں۔ اہلبیت کا کان و مایحون سے واقف ہوتے ہیں حسن کو سب کچھ معلوم تھا۔ اس لیے انہوں نے وصیت کر دی تھی کہ مجھے روضہ رسول میں دفن نہ کرنا۔ ہم صرف تبرکات وصیت کے مطابق طواف مزار رسول کرانے آئے تھے۔

پھر مروان کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔ ہم وصیت حسن کے مطابق اسے دفن اس کی ماں اور دادی کے پہلو میں جنت البقیع ہی میں کریں گے۔ یہاں صرف تجدد عہد کے لیے لائے تھے تو بی بی کو اور فوج کو واپس لے جا بہت ہو چکی ہے۔ اگر وصیت نہ ہوتی تو پھر دیکھتے کہ کون دفن کرنے سے روکتا ہے؟

امام حسین نے فرمایا:

اے حرم رسول! آپ کو یہ زیب نہیں دیتا تھا۔ اگر آپ عبادت کے لیے بھی آجائیں تو آپ کو معلوم ہو جاتا کہ ہم بارادہ دفن یہاں نہیں آئے ہیں۔ آپ کے پڑوس میں چالیس دن نہر سے فرزند رسول صاحب فراش ہے، ہمیں اگر وصیت نہ ہوتی کہ مجھے جنت البقیع میں دفن کرنا تو پھر ہم دیکھ لیتے کہ آپ کی فوج کیسے روکتی ہے۔

تسلیمۃ المجالس کے مطابق چونکہ تمام جسم تیروں میں پھپک گیا تھا۔ اور کفن پھٹ گیا تھا اس لیے ایک



شہادت امام حسن

والی العصر ثرث والی العصر ثرث والی العصر ثرث

مرتبہ جنازہ کو پھر گھرا لیا گیا۔ مرتبہ جنازہ سے نکالے گئے۔

دوبارہ جنازہ گھر سے اٹھا اور جنت البقیع میں لاکر بنت رسولؐ کے پہلو میں دفن کر دیا گیا۔

## ازواج امام حسنؑ

ان حکام نے جس طرح آل محمدؐ کو قدم قدم پر تکلیفیں دی ہیں۔ اسی طرح ان لوگوں نے اپنی طرف سے آل محمدؐ کی کردار کشی میں بھی کوئی کسر نہ چھوڑی۔ ان کے مورخین نے ان کی عیاشیوں کو آل محمدؐ سے منسوب کیا اور اس کا سب سے زیادہ نشانہ امام حسنؑ ہی بنے ان مورخین نے امام حسنؑ کا تعارف انتہائی گندے الفاظ سے کر دیا ہے وجہ واضح ہے کہ آل محمدؐ پر الزام تراشیوں پر نقد انعام ملا کرتے تھے۔

اسی کردار کشی کے ذیل میں یہ بتایا گیا کہ امام حسنؑ کثرت ازواج کے مریض تھے۔ پھر روایت کرنے والوں نے یہ بھی نہ سوچا کہ ایسے شخص کو لوگ رشتہ دیتے کیوں تھے؟ اور عورتیں ایسے شخص کو قبول کیوں کرتی تھیں جب والدین کو یقین ہو کہ ہم ایسے شخص کو داماد بنا رہے ہیں جو دودن بعد ہماری بچی کو طلاق دیے دیگا۔ بھلا وہ کس خوشی میں داماد بناتے تھے۔

اور جب لڑکیوں کو معلوم ہوتا تھا کہ ہمیں دو تین دن بعد طلاق مل جائے گی تو وہ یہ رشتہ کیوں قبول کرتی تھیں اس پر دو پیگنڈہ کی قلعی اس بات سے بھی کھل جاتی ہے کہ امام حسنؑ کی کثرت ازواج کا ذکر تو انہوں نے کیا ہے لیکن آج تک وہ ان بد نصیب عورتوں کے نام۔ ان کے آباء کے نام۔ اور ان کے قبائل تک نہ بتا سکے۔

آپ کی کثرت ازواج کے غلط پروپیگنڈہ کی حقیقت آپ کی اولاد سے بھی ظاہر ہو جاتی ہے۔

## ازواج :

۱۔ ام بشر بنت ابوسعود عقیقہ۔

۲۔ خولہ بنت منظور۔

۳۔ ام ولد کنیز۔

۴۔ ام ولد کنیز۔

۵۔ ام اسحاق بنت طلحہ۔

۶۔ جعدہ بنت اشعث۔

کل تعداد چھ ہے۔ ان میں سے دو ام ولد کنیز ہیں۔ اور چار ازواج ہیں۔ علاوہ ان کے علاوہ اموی



مورخین بھی ازواج امام حسن کے نام نہیں بتا سکے۔

## اولاد امام حسنؑ:

آپ کے کل آٹھ فرزند اور تین لڑکیاں تھیں۔  
فرزند:

- ۱۔ زید ابن حسنؑ [مورخین کے مطابق اولاد امام حسنؑ کا سلسلہ صرف اپنی دو شہزادوں سے آگے بڑھا
- ۲۔ حسن مثنیٰ ابن حسنؑ [آپ کے دیگر تمام فرزند میدان کربلا میں شہید ہو گئے یا پھر رہے تو بے اولاد تھے۔
- ۳۔ عمرو ابن حسنؑ۔
- ۴۔ عبد اللہ ابن حسنؑ۔
- ۵۔ قاسم ابن حسنؑ۔
- ۶۔ عبد الرحمن ابن حسنؑ۔
- ۷۔ حسین اثرم ابن حسنؑ۔
- ۸۔ طلحہ ابن حسنؑ۔

## دختران امام حسنؑ:

- ۱۔ ام الحسن رقیہ بنت حسنؑ۔
- ۲۔ ام الحسین فاطمہ کبریٰ بنت حسنؑ
- ۳۔ ام سلمہ فاطمہ صغریٰ بنت حسنؑ

## ماؤں کے لحاظ سے تفصیل اولاد:

- ۱۔ ام بشیر بنت ابوسعود عقبہ ابن عمرو ابن تغلبہ خزرجیہ۔
- ۱۔ زید ابن حسنؑ۔

- ۲۔ ام الحسن رقیہ بنت حسنؑ۔

- ۳۔ ام الحسین فاطمہ کبریٰ بنت حسنؑ۔

- ۲۔ خولہ بنت منظور فزاریہ؛

- حسن مثنیٰ ابن حسنؑ۔

شہادت امام حسنؑ

ولی العصر ثرست ولی العصر ثرست ولی العصر ثرست

۳۔ اُم ولد کنیز:

- ۱۔ عمرو ابن حسنؑ۔
- ۲۔ قائم ابن حسنؑ
- ۳۔ عبد اللہ ابن حسنؑ

۴۔ اُم ولد کنیز:

عبد الرحمن ابن حسنؑ

۵۔ اُم اسحاق بنت طلحہ ابن عبید اللہ تمیمی:

- ۱۔ حسین اثرم ابن حسنؑ
  - ۲۔ طلحہ ابن حسنؑ
  - ۳۔ ام سلمہ فاطمہ صغریٰ بنت حسنؑ۔
- جمعہ بنت اشعث ابو بکر کی سگی بھانجی بے اولاد ہی رہی۔

